سبہ سالار رستے عالمگیر کی بیماری کی خبر سنکر جو شخص جہان پر تھا اپنی چارہ سازی مین مصروف ہوا تھا بڑا
لڑکا سلطان معظم بہادر شاہ اوسوقت مین بموجب حکم پدر صوبہ کابل مین تھا اور اسکے دونون بیٹے خجستہ اختر
جہان شاہ اور رفیع القدر ہمراہ تھے بڑا لڑکا محمد معز الدین جہاندار شاہ صوبہ داری ملتان پر اور دوسرا لڑکا
عظیم الشان صوبہ داری بنگالہ مین تھا اور محمد کام بخش بموجب ایمای پدر یعنی عالمگیر کے بیجاپور مین تھا گویا عالمگیر نے
اپنے زعم مین ہند کی سلطنت سلطان معظم بہادر شاہ کو اور ملک دکن محمد اعظم شاہ اور بیجاپور کام بخش کو دیدیا
تھا خواہش یہ تھی کہ اس حصہ پر راضی رہین دنیا کی طمع کسی نہین محمد کام بخش باپ رحلت کی خبر پاکر اپنی فکر مین
پڑا اور اپنے جای مختصر کی حفظ مین مشغول ہوا ظاہرا محمد اعظم شاہ نے نوید اضافہ کسی دوسرے صوبہ سے
اوسکو اور اوسکی مان کو راضی کرکے حکم دیا تھا کہ اون اطراف مین کام بخش اپنا سکہ خطبہ رایج کرے

سلطان معظم بہادر شاہ کا کابل سی نہضت کرنا اور جلوس فرمانا

اس بیماری کی خبر پہونچتے سلطان معظم کابل اور عظیم الشان بنگالہ سے جو سامان میسر آیا ہمراہ لیکر روانہ
اکبر آباد ہوے اثنائے راہ مین رحلت پدر کی خبر ملی اور سہ شنبہ کو سلخ ماہ محرم ۱۱۱۹ ہجری مین دوپہر کے وقت
طالع اسد مین تخت نشین ہوکر اعظم شاہ کو لکھا کہ اگر بموجب تقسیم پدر کے سلطنت دکھن پر جو کہ وسیع ملک
ہے قانع ہوکر ہندوستان مجھے دیجیے تو خوب بہتر ہے الصلح خیر [illegible] ورنہ اعظم شاہ کو بھائی کی تحریر
نہ بھائی جواب بہت لکھا دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند بہادر شاہ طی منازل کرکے لاہور پہونچا محمد معز الدین ملتان
سے مع سامان ملحق لشکر پدر ہوا باہم اکبر آباد کو روانہ ہوے اور بنگالہ سے عظیم الشان بھی سامان مناسب
سے اکبر آباد پہونچکر خزانہ صوبہ بنگالہ کو جو ایک کروڑ روپے کئی لاکھ زیادہ تھا اور اثنائے راہ مین قابض ہو گیا تھا
واسطے نذر پدر کے نگاہ رکھا اور مختار خان صوبہ اکبر آباد کو جو کہ شاہزادہ بیدار بخت کا خسر اور اعظم شاہ کا
خیر خواہ تھا قید کیا اور جسقدر خزاین اور سامان اکبر آباد مین تھا قبضہ مین لیکر استمالت اہالی اور اجماع فوج
مین مصروف ہوا قلعدار اکبر آباد سے قلعہ خالی کرنیکو کہا اوسنے عذر کیا کہ تا انفصال باہمی ممکن نہین
عظیم الشان نے زیادہ کد بیکار سمجھی اپنے کام مین مصروف ہوا کسیقدر جاہ و حشم کی افزایش ہوئی
اسی عرصہ مین باپ اسکا آگیا عظیم الشان نے بعد پابوس خزانہ نذر کیا وہ نہایت خوش ہوا کیونکہ زر کی
قلت تھی بقدر مناسب ہر ایک کو تقسیم کیا کسیقدر پریشانی دور ہوئی

محمد اعظم شاہ کا دکھن سے کوچ کرنا بہادر شاہ کے مقابلہ کو اور میدان جاجو مین

دونون کا محاربہ ہونا

محمد اعظم شاہ نے بہادر شاہ کے دہلی جا پہونچنے کی خبر سنکر اپنا دشمن عظیم جانا مع لشکر و سامان بسیار کے نامناسب یلغار کرکے چلا اور اس عجلت مین اکثر لشکری اور سامان حرب و توپخانہ وغیرہ پیچھے رہ جاتا تھا گیارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۱۹ھ روز یکشنبہ کو گوالیار آیا اور بنگاہ وہان چھوڑکر خود پیشتر کو روانہ ہوا اور ماہ مذکور روز یکشنبہ کو میدان جاجو مین فریقین کی تلاقی ہوئی لشکر اعظم شاہی کے مقدمۃ الجیش سے پیشتر جاکر سلطان معظم بہادر شاہ کے خیمون مین آگ لگائی جو تھوڑی سی فوج روبرو تھی پیچھا دکھلا گئی عظیم الشان جو اپنے باپ بہادر شاہ کا ہراول تھا چند قدم جاکر ٹھہر گیا باپ کا انتظار کرنے لگا بہادر شاہ شکار مین تھا یہ نہ جانتا تھا کہ آج ہی یہ معرکہ ہوگا جب خبر پائی بیٹے کی مدد کو پاگ اوٹھائی ارادہ تقدیر تو یہ تھا کہ بہادر شاہ کی فتح اور اعظم شاہ کا زوال عمر و دولت ہو بہادر شاہی فوج کے پس پشت اور اعظم شاہیون کے آنکھون کے رخ باد تند کے جھونکے آنے لگے اعظم شاہ نے لشکر مرتب کرکے شاہزادہ کلان بیدار بخت کو ہراول اور شاہزادہ والاجاہ کو میمنہ اور عالی تبار کو اپنے ہمراہ ہاتھی پر سوار کیا مستعد مقابلہ ہوا آصف الدولہ اسد خان بہادر بھی جو اسکے باپ کا اور نیز اسکا وزیر اعظم تھا آیا ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ سپہ سالار نے براہ دولتخواہی عرض کیا کہ چونکہ آفتاب بلند اور ہوا تیز اور اکثر توپخانہ سلطانی پیچھے رہگیا ہے لہذا اسیقدر پر کہ مخالف کے خیمہ جلا دئیے بس کیجئے آج قدم معرکہ مین نہ رکھئے صبح دیکھا جائیگا مگر تقدیر کب سننے دیتی تھی اعظم شاہ کو اپنی شجاعت پر غرور تھا کچھ نہ سنا بلکہ جواب سخت دیا سپہ سالار دل سے بیتاب ہوکر عرض کیا کہ کلام مخلصانہ کی سماعت نہین فدوی مرخص ہوتا ہے اعظم شاہ نے سخت و سست کہکر منہ پھیر لیا سپہ سالار نے اپنی راہ لی اعظم شاہ نے مقابلہ کو رخ کیا دلاوران طرفین جانفشانی پر آمادہ ہوے باوجودیکہ ہوا کا وہ سناٹا تھا کہ سانس بھی کشاکش مین تھی مگر اعظم شاہ کی سپاہ نہایت دلاوری مین جانبازیان کرتی تھی تند ہوا سے وہ حالت تھی کہ سنگریزہ تیر و تفنگ کی طرح سے آنکھون مین پڑتے تھی حاضرین جنگ کا بیان ہے کہ سنگریزون کی بوچھار سے ایسا اودہام تھا کہ مخالف اور موافق کی پہچان نہ تھی اور سپر بھی وہ معرکہ ہوا کہ آجتک اس لڑائی کی ضرب المثل ہند مین چلی آتی ہے اسوقت مین منور خان بہادر اور خان عالم بہادر دکھنی جو اپنے قوم کے رئیس اور بڑے شجاع تھے اور بہت گرم سخن ہوئے تھے کہ میدان رزم ہمارے نزدیک جلسہ بزم ہے اور لباس زرتاری پہنے ہوے مع پانچہزار ہمراہیون کے جنکے سر پر زرتار بادلے کی پگڑیان تھین اعظم شاہ کے حضور مین آکر عرض کیا کہ حکم سواری صادر فرمایا جاوے تاکہ مراد دلی حاصل ہو اور اپنی جانبازی دوست و دشمن کو دکھلاوین چونکہ اعظم شاہ ایسے فدویان جانباز سے بدظن تھا نامنظور فرمایا ہرگز سواری اسپ کا حکم نہ دیا بیچارہ مجبور *

ہاتھیوں پر سوار مع ہمراہیوں کے لشکر عظیم الشان پر جو ہراول تھا جا گرے اودہر سے حسین علی خان وغیرہ اولاد سید میاں عبداللہ خان کے مع جمعیت روبرو ہوئے سخت لڑائی درپیش آئی خانعالم کے ہمراہی اکثر زخمی ہوئے حسین علی خان مع کسیا ہیوں اور ہمراہیوں کے مجروح ہوکر میدان میں گر پڑا خانعالم نے چند نفر کے ساتھ اپنے کو عظیم الشان کے برابر پہونچایا اور برچھا ایسا مارا کہ اوسکی سنان تختہ عقب ہودج سے پار نکل گئی مگر عظیم الشان پہلوتہی کرکے بچ گیا خانعالم وغیرہ اکثر رفیق عظیم الشان کے مارے گئے اسی عرصہ میں شاہزادہ بیدار بخت جو اعظم شاہ کا ہراول تھا مارا گیا اور اوسکے پیچھے شاہزادہ والاجاہ نے بھائی کی رفاقت میں قدم اوٹھایا اعظم شاہ نے جب دونوں شاہزادے خصوص بیدار بخت کی وفات کی خبر پائی آہ سرد بھر کر فرمایا اب فتح شکست دونوں برابر ہیں کہتے ہیں کہ اعظم شاہ کی عماری پر اسقدر تیر برستے تھے گویا آسمان سے بارش ہوتی تھی باوجود اس حال کے بکمال استقلال متوجہ عدو تھا شاہزادہ عالی تبار کو جو سب سے چھوٹا لڑکا تھا اور ہاتھی پر سوار اپنے ساتھ رکھا تھا سپر کے نیچے سولادیا تھا اخیر روز ڈیڑہ گھڑی دن باقی رہنے پر بیدار بخت اور والاجاہ اور ہمت خان اور امان اللہ خان اور مطلب خان اور خانعالم مع اپنے بھائی منور خان اور راجہ رام سنگہ اور راجہ دلیپ وغیرہ سردار کام آئے گئے اور اعظم شاہ خود بھی زخم تیر و تفنگ کھا کر بیہوش ہوگیا اوسوقت رستم خان بہادر شاہ کے ہمراہی نے ہاتھی پر چڑہ کر اعظم شاہ کا سر اوتارا اور عالی تبار کو زندہ بہادر شاہ کے پاس لے گیا سنا گیا کہ بہادر شاہ بھائی کا سر دیکھکر متاسف اور گریان ہوا اور شاہزادہ پر رحم فرماکر نظر پرورش فرمائی حین حیات تک اپنے لڑکون کے برابر عزت کرتا رہا تا آنکہ لڑکون نے ممانعت بھی کی جواب دیا اگر اندیشہ عداوت ہے تو سب سے زیادہ سلطنت کیواسطے عداوت ہوسکتی ہے اور وہ میرا پیدا کیا ہوا نہیں

استقلال پانا بہادر شاہ کے تاجداری کا اور کام بخش کا لڑکر مارا جانا

جب زمانہ نے بہادر شاہ کی رفاقت کی ارکان سلطنت سوائے نوکران اعظم شاہ کے باقی لوگ باتفاق جملۃ الملک اسد خان اور نصرت جنگ سپہ سالار کے دوسرے روز بہادر شاہ کے حضور میں حاضر ہوئے آصف الدولہ اور اوسکا بیٹا ذوالفقار خان دست بستہ آداب کورنش بجالایا بہادر شاہ نے براہ مہربانی پیش بلایا اور اپنے ہاتھ سے اوسکے ہاتھ کہولے اور شاہزادہ معز الدین سے ذوالفقار خان کے ہاتھ کہولائے خلعت خاص بہا معزز فرمایا اور بعد معانقہ اسد خان کو حضور میں بیٹھنے کی اجازت دی اور منصب نہ ہزاری ہفت ہزار سوار اور دو کرور درم انعام فرمایا مقرر ہوا کہ اسکی پالکی دروازہ غسلخانہ تک جہان تک کہ شاہزادون کی پالکی آتی ہے آیا کرے اور حضور میں نوبت بجائے اور وکالت بھی اسی کو تفویض ہوئی منعم خان کا خطاب پایا اور اکبرآباد کی صوبہ داری بھی ضمیمہ وزارت ہوئی اور حکم ہوا کہ پھر یہیں آصف الدولہ کی دست راست بنگر اپنی مہر آصف الدولہ کی مہر کے نیچے

کیا کرے چونکہ جی سنگہ زمیندار انبیر نے اعظم شاہ کی طرف سے لڑائی کی تھی مرکوز ہوا کہ اوس سے انبیر جہنیکہ
بجے سنگہ کو عنایت ہو اور اجیت سنگہ ولد جسونت سنگہ راٹھور زمیندار جودہ پور سیر شتہ بھی باغی ہوا تھا لہذا
شروع جلوس مین اکبر آباد سے انبیر اور جودہ پور کو کوچ فرمایا اور راجہاے مذکور کے قلعے فتح کرکے بندگان شاہی
کے حوالہ کیے اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ کو ہمرکاب لیکر آصف الدولہ کو شاہجہان آباد کے انتظام کو روانہ کیا
محمد کام بخش نے جب اعظم شاہ کا مارا جانا سنا اور اطاعت بہادر شاہ کی اپنے حوصلہ سے دور سمجھی مہیای
جنگ و جدال ہوا بہادر شاہ تو بہت سلیم الطبع اور کم آزار بادشاہ تھا اس خبر کے سنتے ہی نصایح اور موعظت
تحریر فرماے جب وہان سے جواب دندان شکن آئے سمجھایند و نصیحت بیکار رہے لاجرم عزم پیکار کیا اتوار
کے دن ٧ا شعبان ٢٠ا١١ ہجری کو دوپہر کیوقت فتحپور کی راہ سے بیجاپور کو عازم ہوا سنگل کید اخیری تاریخ
ذیقعدہ ٢٠ا١١ لمضافات صوبہ حیدرآباد مین طرفین کا مقابلہ ہوا بعد کوشش و کشمکش کے ڈیرہ گھڑی دوپہر
ہونے مین باقی تھی کہ بہادر شاہی لشکر نے غلبہ کیا اور جو تیر و تلوار سے بچے اونہون نے اپنی راہ پکڑی رفقای محمد کام بخش نے بھی
خوب جانفشانی دکھلائی آخر کو محمد کام بخش زخمی ہوکر بیہوش ہوا مرد م بہادر شاہ اسی حالت مین آپہونچے
ہنوز کسیقدر جان باقی تھی کہ مع فرزندان گرفتار ہوکر حضور بہادر شاہی مین آیا بہادر شاہ نے شاہزادہ معز الدین
کو پیشوائی کیواسطے بھیجا اور بروقت ورود بعزت تمام دولتخانہ خاص مین بجاے مناسب لا اوتارا اور خود ملاقات
کو جاکر نہایت تاسف سے فرمایا کہ میری یہ خواہش نہ تھی کہ اس حالت سے آپکو دیکھتا اوسنے بھی در جواب یہی
کلمہ کہکر جان بحق ہوگیا بہادر شاہ نے اوسکی اولاد کو عالی تبار ولد شاہ اعظم کے مانند بے قید و بند ارجمند خورسند رکھا

اسد خان کا وکالت مطلق اور منعم خان خانخانان کا وزارت پانا مع دیگر وقایع بادشاہی

بہ تفصیل روایت دریافت ہوا کہ جب ممالک محروسہ ہند و دکھن بہادر شاہ کے ماتحت ہوے اظہار یکسوئی کلی
کو بادشاہ نے اسد خان وزیر اعظم اور اوسکے فرزند ذوالفقار خان سپہ سالار سے بحسن بیان ظاہر کیا کہ منعم خان
رفیق دیرینہ درگاہ سے عہد شاہزادگی مین ہمسے عہد ہوا تھا کہ بروقت تخت نشینی تمہین عہدہ وزارت دیا جاویگا اور
پاس خاطر تمہارا بھی ہمین منظور اور عہد شکنی بھی آئین جہانداری سے دور ہے لہذا اس بارہ مین جیسا کہ قرین
مصلحت ہو گذارش کرو آصف الدولہ اور نصرت جنگ نے حسب مرضی آقا عرض کیا کہ ہمین کچھ عذر نہین بجز اسکے
کہ ہماری بھی عزت بخشیدہ کا خیال رہے بہادر شاہ نے آصف الدولہ کو خلعت وکالت مطلق یہ کہ بادشاہ کی
نیابت اور بالاے مرتبہ وزارت سے اختصاص بخشا اور منعم خان کو خطاب خانخانانی اور عطاے قلمدان وزارت
سے سرفرازی دیکر حکم دیا کہ آصف الدولہ مسند وکالت پر زمیندارانہ وزارت بیٹھا کرے اور منعم خان جاکر

وا اب نوکری کی ساتھہ کاغذات پر آصف الدولہ کے دستخط کرایا کرے حسب الامر تعمیل ہوئی ذوالفقار خان امیر الامرائی
کے عہدہ پر مع صوبہ داری کل صوبجات دکھن کے مقرر کیا گیا اس بندوبست کے بعد ہند کی عزیمت فرمائی
ذوالفقار خان بہادر نے داؤد خان کو جو کہ قوم پنی اور مشہور امراے دکھن سے تھا نیابت صوبجات پر مخصوص فرمایا
خود ذوالفقار خان ہمراہ بادشاہ کے امور سلطنت کے بندوبست کو چلا اور صوبجات بنگالہ واوڑیسہ وعظیم آباد
والہ آباد بموجب سابق عظیم الشان کے سپرد رہے شاہزادہ نے بعوض جانفشانی کے جو سید میان کی اولاد سے
اعظم شاہ کی لڑائی مین ظاہر ہوئی صوبہ الہ آباد عبد اللہ خان کو اور صوبہ عظیم آباد اوسکے بھائی حسین علیخان کو
اور بنگالہ اوراوڑیسہ جعفر خان کو سپرد فرمایا خود صاحب اقتدار حضور پرنور مین رہا چونکہ بہادر شاہ نے خدا سے
عہد کیا تھا کہ بروقت حصول مدعا کسی سایل کو محروم نکرے لہذا خود مستمندون کی تمنا پوری کرنے مین مصروف
ہوا اور منعم خان کو اختیار دیا گیا کہ موجب بہبود مین عمل کرے اس سبب سے اسکے عہد مین عمدہ خطاب اور
بڑے بڑے منصب ہر ایک کو ملنے لگے کیکا امتیاز نرہا ہندو مسلمان شش ہزاری ہفت ہزاری ہوگئے خطاب
جنگی ملکی راے راجگی کا پاگئے منصب وخطاب کا وہ بڑا ؤ ہوا کہ اعتبار سے گھٹ گئے چنانچہ کسی ہیتکار یعنی خدمتگار
نے درخواست بابتہ عطاے خطاب راے داروغہ کی وساطت سے گذرانی عظیم الشان باپ کیطرف سے
صاحب دستخط تھا اوسنے توقیع فرمائی کہ خانی در ہر خانہ ورائی در ہر بازار ہے اس خاطر یہ گیدی بھی راے کیا گیا وہ شخص
اسی خطاب سے مشہور ہوا ہر شخص دور ونزدیک سے کہتا تھا کہ یہی گیدی راے ہے یارون مین انگشت نمائی ہونی
لگی وہ شخص مردم کے زبان طعنہ سے عاجز ہوکر رشوت دیتا تھا کہ اس فضیحت سے نجات پاے لیکن کچھ
سود نہ تھا جب تک زندہ رہا اسی خطاب سے اونگلیان اوسپر اوٹھتی رہین دکھن کے مین نہضت میں جو موسم
برسات مین کوچ ہوا تھا غازی الدین خان کو جو عہد عالمگیری سے صوبہ دار برار تھا صوبہ گجرات عنایت
فرمایا قبل ملازمی اودہر کو روانہ کیا اور راجہ جے سنگ کچھواہہ اور اجیت سنگہ راٹھور ولد مہاراجہ جسونت سنگہ
دریای نربدہ سے بلا اجازت رکاب سے علحدہ ہوکر اپنے گھرون کو سدہارے اور بندگان بادشاہی کو بعد
مقابلہ اپنے قلعجات سے نکال دیا بہادر شاہ چند روز تک حیدر آباد مین رہکر ہند کو معاودہ ہوا اور داخرماہ
شوال دریاے نربدہ سے پار ہوکر بارادہ تنبیہ راجپوت اجمیر کو قاصد ہوا اور اجیت سنگہ اور جے سنگہ نے
جو کہ بادشاہ کے غیبت مین باغی ہوگئے تھے اور احمد سعید خان اور حسین خان اور عزت خان ہر سہ برادر
کو جو کہ سادات بارہہ تھے لڑائی مین مارا تھا لہذا بادشاہ کو نہایت درجہ کی دشمنی اون کمینون سے تھی
اسی سفر مین جبکہ بادشاہ عازم شہر راجپوتانہ کا تھا گورو گوبند کی سرکشی سنی گئی اس سبب سے وہ ارادہ فسخ
ہوا گونہ صلح ہوئی بادشاہ گورو گوبند کی طرف متوجہ ہوا گورو گوبند کو وزیر خان فوجدار سہرند سے لڑکر غالب ہوا

اور وزیر خان مارا گیا جب مخیم بادشاہی دامن کوہستان مالک راجہ برفی مین ہوا خانخانان اور رفیع القدر نے بموجب حکم قلعہ گورد کو تین طرف سے محاصرہ کیا شام کیوقت وہ فرقہ بدکار راجہ برفی کیطرف بھاگا اونمین سے چند آدمی قتل ہوئے فی الجملہ خانخانان مورد عتاب ہوا کہ راہ فرار کیون نہ بند کی اور رستم دل خان کو وہان چھوڑکر بادشاہ روانہ لاہور ہوا اسی وقت مین خانخانان ملک لقا کو سدھارا ہدایت خان ولد عنایت اللہ خان نے خلعت وزارت پایا اور غازی الدینخان فیروز جنگ بھی احمد آباد گجرات مین جان بحق ہوا ۲۶ ربیع الاول کو دریاے راوی پر خیمۂ سلطانی برپا ہوے رستم دل خان کو جو شومی بخت نے ستایا بے اجازت قلعہ گورد سے اوٹھہ آیا لہذا معزول المنصب ہوا جاگیر ضبطی مین آئی اور قید ہوکر لاہور بھیجا گیا اور محمد امین خان گوروؤن کی تنبیہ پر مامور ہوا یہ بادشاہ خود فاضل مہذب اہل کمال سے صحبت رکہتا تہا اور فنون و علوم سے ماہر خصوص فقہ و حدیث سے آگاہ کل سلاطین تیموریہ سے فایق تھا ہمیشہ مناظرہ علمی صاحب علمون سے کرتا چونکہ بموجب اپنی تحقیق کے مذہب امامیہ کو برحق جانتا تھا یہی راہ اختیار کی اور ہر وقت ورود لاہور کے وہان کے علماے ناصبی مذہب کو اکٹھے کرکے حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حقیقت دریافت کی اور بعد اتمام حجت کے چاہا کہ کلمہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خطبہ مین جاری کرے چونکہ اس کام مین چندان دشواری تھی اور سلاطین ہند مخصوص تیموریہ خاندان کو کمتر میسر تھا عظیم الشان اور خجستہ اختر دو نون شاہزادہ جو سنی اور اشعریت مین نہایت عصبیت رکہتے تھے اور نیز علماے ناصبی کے سبب سے نہ ہوسکا ایکمرتبہ کسی خطیب کو مسجد جامع مین ہمراہ عظیم الشان کے بھیجا جو کہ شاہزادہ خود اس بات کا خواہان نہ تھا فقط باپ کی رضا جوئی کو ہان ہون کرتا تھا اسکی تحریک اور اشارہ سے خطیب مذکورہ ہنوز ایکحرف زبان پر نہ لایا تھا کہ مارا گیا اعاظم مذہب حنفی کے اس امر کا دفعیہ چاہتے تھے مگر بہادر شاہ مذہب شیعہ کی تقویت مین مدت تک بحث کرتا رہا کچہ پند و نصیحت کا سود نہوا

بہادر شاہ کا عالم فنا سے کوچ کرنا چارون لڑکون کا باہم کر لڑنا اور محمد معز الدین کا جہاندار ہونا

بہادر شاہ کو جب کامل پانچ برس فرمان روائی مین گذرے جس وقت کہ لاہور مین مع شاہزادگان وغیرہ کے تھا شروع سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین واقعہ اوسط ماہ محرم کو مزاج معلی مین تخلل پیدا ہوا حکم دیا کہ لشکر اور شہر لاہور مین سگ کشی ہو یہ حرکت ایسے دانا بادشاہ سے دور تھی شاید کہ کسی نے جادو کرایا ہو الغرض کتے مارنے کا ایسا گرم بازار ہوا کہ سگون کا نشان باقی نرہا تمام روز کتے کی پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی شام کو

دم دبائے نکلتے تھے مگر دم نہ مارتے تھے اپنی اپنی جگہہ پر رہتے تھے صبح کو دریائے راوی تیر کر جنگلون مین
گذرانتے تھے یہ حال اور یہ جنگ عظیم الشان کا امین الدولہ سنبلی بیسنہ کے مکتوب سے جو اپنے والد کے نام
لکھا تھا اوسکے منشی کے پاس بیٹھے لکھا دیکھا ہے ملازمان پنجاب خطیب کے قتل کے عوض مین مغضوب ہوئے
بعض قلعہ گوالیار مین اور بعض کوتوال کے حوالات مین قید ہوتے ناگاہ اسی سال عارضہ عارض بہادر شاہ
ہوا بہتر برس کے سن مین ۱۹ محرم کو دو گھڑی دن رہے جان بحق ہوا ہنگام نزع محمد عظیم الشان حاضر تھا
یہ حال دیکھکر مضطرب اپنی فوج کو چلا گیا اور امین الدولہ کو حکم دیا کہ وہان جا کر پایان کار کی خبر لانا رہے
جب بادشاہ نے قضا کی اوسنے لوٹ کر خبر دی کہ جو کچھ مقدر تھا ہوا عظیم الشان رونے لگا اوسنے رومال
خاص سے آنسو پونچھکر عرض کیا کہ وقت درنگ نہین جاؤ میں فرمایئے نوبت بجنے لگی مخلصان ہواخواہ نے حسب ضابطہ
نذر گذرانی اسوقت مین امین الدولہ او نعمت اللہ خان بہادر وغیرہ نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان کی
مخالفت ظاہر ہے فرصت غنیمت سمجھو اور اسوقت مین کہ وہ مع حمید الدین خان اور محفوظ خان کے
مشغول تجہیز و تکفین بادشاہ اور تمہاسہائی گلال باڑہ مین ہے قید کرنا چاہیئے عظیم الشان نے جواب دیا
کہ ناموس بادشاہی غارت ہو جائیگا ذوالفقار خان کیا کر سکتا ہے ہمین فضل الہی پر نظر ہے مشیرون نے
خاموش ہو کر زیر لب کہا کہ خدا خیر کرے اول بسم اللہ غلط ہوئی لیکن نعمت اللہ خان باوجود ممانعت کے
حضور سے رخصت ہو کر مع فوج او سمت دوڑا اوسوقت ذوالفقار خان اپنے خیمہ گاہ مین جا پہونچا تھا لاچار ناامید واپس ہوا
عظیم الشان جو باپ کی نیابت مین امور ضروری کے کاغذات پر دستخط کرتا تھا اور ایام حیات پدر سے کل کارخانجات
شاہی پر قابض تھا جھٹ پٹ کل اسباب پر قابض ہو کر جلوس فرما ہوا لشکر مین سراسیمگی ہوئی مآل اندیشان
کم جرأت جنکے عیال ہمراہ تھے یا نہ تھے باربرداری کی فکر کرکے شبا شب شہر کو گئے اور بعض گلال باڑہ
مین جا کر سکونت پذیر ہوئے حکیم الملک اور حکیم صادق خان اور مہابت خان اور شاہنواز خان اور
حمید الدین خان وغیرہ عظیم الشان سے ملحق ہوئے اور رستم دل خان اور دیگر امرا جہان شاہ سے جا ملے
ذوالفقار خان بہادر سپہ سالار جسکے ساتھ عظیم الشان کو شکراب تھا اوسی ہجوم تک کے معز الدین کے پاس
گیا اور جا کر مرضی دریافت کی اوسنے کہا کہ اسباب اور زر ہمراہ نہین آیا جو کچھ میسر ہے صوبہ ملتان مجھسے متعلق
ہے مین تنہا باپ کے ملاقات کو آیا تھا چاہتا ہون کہ نکل جاؤن وہانسے جسقدر بہم ہو سامان وغیرہ
فراہم کرکے جو کچھ ہو سکے تعمیل کرون ذوالفقار خان نے اس عزیمت سے باز رکھکر زر و اسباب اپنی
سرکار سے دیکر کہا کہ رفیع القدر اور جہان شاہ او خجستہ اختر کو فی الحال شریک کر لیجئے بعدہ جب
عظیم الشان پر دسترس ہو جائے جو کچھ مناسب ہو کیا جاویگا معز الدین جہاندار شاہ نے اس امر کو غنیمت جانا

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیوں کے لیئے بہی سپہ سالار سے کہا تہا تمذور
ذی اپنے لشکر مین آکر جو کچہ روپیہ اور اسباب درکار تہا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو
بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہو کر منتظر وقت ہوا
کہ جب مجہپر چڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہود کر چارون طرف توپین لگا دین اور
چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال سے کہ چونکہ اودون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود
سپاہ متفرق ہو جائیگی تقدیر مین تو کچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش
تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی ہی
نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور
شاہنواز خان سب نے یکزبان ہو کر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے
ہین جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ جو رامن جاٹ اور بنجارہ
سے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور
سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا جاتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کا
کہا نہیں کرو یہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہرسہ شاہزادون کے توپین کہ لاہور سے
لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی
راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فراری راجہ
دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی
کہ اب جلد [illegible] فرصت نہین [illegible] جاکر مخالفون سے بڑہتے ہین حضرت اگر خبرداری کر سکین تعمیل کرین والا خیر
پہر بہی یہی حکم ہوا کہ نہین مگر دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہہ سنایا اور مخالفون سے جا بہڑے
مدو کو شکست دی اور بلندی پر جاکر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ معنس ذی جاہ
کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا
کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑ کر پہنچے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہ لوگ کثرت سے تہے
غالب آئے بہر دو راجہ نامور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف
راہی لاہور ہو گئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر
نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساتہہ ستر ہزار سوار
تہے دس بارہ ہزار باقی رہ گئے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقی ماندونکی

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دھو گوشہ گزین ہوا ہان کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمدورفت
جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی کمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیون کو
اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت ذلیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے
شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے
کہا چین قلیچ خان کی تب اوسنے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان ولد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے
اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکدکوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر مارپیٹ ڈالا پھر
اس تہدید کی بعد سمجھا کہ بادشاہ سلب الحواس ہے مبادا اس عورت کے بہکانے سے کوئی فتنہ کھڑا کرے باوجودیکہ
عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گھر نگیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہوکر سبب
تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہئیے دلجوئی
کرکی ہمت وجرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ آمروہم خانہ زادون کی یکسان سے ہے اور فدوی
قلیچ خان سے سمجھ او دنہ زہرہ نے جاکر لال کنور کے پاس پہونچکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب
تھا کہ کوئی حادثہ پیش آوے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور
ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے
پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا
کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی
مگر بپاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معز الدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور
اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد
حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت
عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے
بہمراہی چند منصبدارون کے اکبر نگر عرف راج محل مین بھیجا اور بعد فتح پدر او رمدت سلطنت کے بعض سوانح
سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معز الدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے
اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بھیجا کہ اپنی فکر کرے

سپہ سالار کے پشت پناہی سے ہمت ہوئی تالیف قلوب سپاہیون کے لیئے بہی سپہ سالار سے کہا خانہ مذکور نے اپنے لشکر مین آکر جو کچہ روپیہ اور اسباب درکار تھا معز الدین کو پہونچایا اور رفیع القدر اور خجستہ اختر کو بہی حصہ مساوی کے اقرار سے متفق کر لیا عظیم الشان مع امراے موافق کے مستقل ہوکر متر صد وقت ہوا کہ جب مجہپر چہڑہائی کریگا مقابلہ کرونگا لشکر کے گرد خندق کہودکر چارون طرف توپین لگادین اور چند روز کا توقف بہتر سمجہا اس خیال سے کہ چونکہ اورون کے پاس خزانہ نہین چند روز کے بعد خود بخود سپاہ متفرق ہوجائیگی مگر تقدیر مین توکچہ اور ہی تہا چند روز مین خاتمہ بالخیر ہوا عظیم الشان کی لاش تک کا نشان نہ ملا تفصیل یہہ ہے کہ اول جنگ شروع ہوئی سات روز تک توپون کی گولہ اندازی ہی نعمت اللہ خان اور عزیز خان اور دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ کہتری اور راجہ راج سنگہ بہادر اور شاہنواز خان نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ اب دشمنون کی کچہ جمعیت نہین ایک حملہ مین پراگندہ کرتے ہیں جواب ہوا کہ توقف کرو بیچارہ دم بخود رہے عظیم الشان اس زعم مین تہا کہ چورامن جاٹ اور بنجارہ نے غلہ ارزان کیا ہے مخالف مفلسی سے جان بر نہونگے اس سبب سے لڑائی مین درنگ کرتا رہا اور سپاہ کے داد و دہش مین بخل کیا چاہتا تہا کہ زر اندوختہ کو ہمراہ لحد مین لیجائے جب کسی نے یورش کو کہا ٹہیر کرو یہہ جواب ہوا آٹہوین روز ذوالفقار خان نے مع ہر سہ شاہزادون کے جو توپین کہ لاہور سے لایا تہا اونچے مکانات پر نصب کین اونکے گولون سے ادہر لشکر پر سخت حالت ہوئی چونکہ لاہور کی راہ اسی دن کے واسطے صاف کر رکہی تہی عظیم الشان کے لشکریون نے غنیمت جانا راہ فرار کی راجہ دیا بہادر ناگر اور راجہ محکم سنگہ بہادر نے مع اپنی فوج کے روبروے عظیم الشان کے دل سوختگی سے فریاد کی کہ اب مہلت کا وقت نہین ضرور جاکر مخالفون سے بہڑتے ہین حضرت اگر خبرداری کرسکین تعمیل کرین والا خیر پہر بہی یہی حکم ہوا کہ ٹہیرو مگر دونون بہادرون نے جو کچہ زبان نے یاری دی کہ سنایا اور مخالفون سے جا بہڑے عدو کو شکست دی اور بلندی پر جاکر توپین چہین لین شاہ بے نصیب نے کچہ اعانت بہی نکی بلکہ بعض نے چاہا کہ مدد کو جاوین اونکو قراول بہیجکر ممانعت کی ذوالفقار خان اور رستم دل خان اور جانی خان نے جب دیکہا کہ کوئی اونکی مدد نہین کرتا دوڑکر بہڑگئے سخت آویزش کی چونکہ عظیم الشانیان کم اور یہہ لوگ کثرت سے تہے غالب آئے بہر دو راجہ مذکور سخت زخمی ہوے اور اونکے ہمراہی بہت سے زخمی اور مجروح ہوئے بقیۃ السیف راہی لاہور ہوگئے سلیمان خان برادر داؤد خان پنی بعد مغلوب ہونے دونو راجہ کے ہزار سوار سے وہان پہونچکر نشانہ تیر بندوق ہوا ہمراہیون نے اوسکی لاش شہر مین پہونچائی فیل عظیم الشان کے آگے پیچہے ساتہہ ستر ہزار سوار تہے دس بارہ ہزار باقی رہگیے شام کو جب لشکر سے فرودگاہ مین آئے اور عظیم الشان داخل خیمہ ہوا باقیماندون کی

بھی اکثر شہر کو سدھارے دو تین ہزار آدمی سے زیادہ ہمراہ نرہا صبح کو جب عظیم الشان نے ارادہ سواری کیا فیلبان
نے ہرچند کوشش کی رام تھوا لاچار دوسرے ہاتھی پر سوار ہوا نعمت اللہ خان مع دس سوار اور امین الدولہ
مع بیس سوار اور راجہ راج سنگھ مع ہزار سوار کے بہیئت مجموعی دو ہزار حاضر تھے لڑائی مین پہونچے قضا را باد تند
کے جھونکے شروع ہوئے اور دریاے راوی کی بالو اوڑنے لگی صداے توپ کے سوا کچھ سن نہ پڑتا تھا آنکھین
بند تھین فوج مغل نے تیر باران شروع کیا بعضون نے زخم بہت مال کہا یا جو کہ عظیم الشان کو نہ پہچانا خزانہ لوٹنے
کو گئے بعد اونکے گذرنے کے ایک گولہ سیک ڈنبر سواری پر پہونچا تکیہ مین آگ لگ اوٹھی اوسکا دھوان چھاگیا
عظیم الشان نے تکیہ کو نیچے گرا دیا امین الدولہ نے پوچھا خیر ہے عظیم الشان نے جواب دیا آرہے اسوقت امین الدولہ
کو رقت آئی رونے لگا عظیم الشان بکمال استقلال سے بولا کہ بے صبری و بیقراری عبث ہے امین الدولہ نے
کہا کہ اپنی تباہی نظر آتی ہے بجز سر پھوڑنے کے کیا کرون عیش جسقدر پوشش کو منظور ہوا اسمین حضرت کا بھی قصور
نہین تقدیر کو کیا کیجے اغلب یہ صلاح ہے کہ خود بدولت گھوڑے پر سوار ہو کر بنگالہ مین مرشد زادہ او رطعن
مین داؤد خان پنی سے عہد ہزیمت چاہے سدھارئیے بعد درستی سامان تدارک فرمائیے اوسنے جواب دیا کہ بعد
ہزیمت دارا شکوہ اور شجاع سے کیا ہوا اگر سلطنت تقدیر مین ہے فتحیابی ممکن ہے پھر امین الدولہ نے
التماس کیا کہ بائیس سوار میرے ہمراہی مین رہگئے ہین عظیم الشان نے کہا دس سوار مجھے دو تا کہ معز الدین پر
دوڑ کرون اور تم بارہ سوار سے خجستہ اختر پر چڑھو امین الدولہ اس کلام سے سخت متحیر ہوا خواجہ عاصم خاندوران
نے اسوقت امین الدولہ سے کہا کہ ہم بنگالہ جاتے ہین میرے ہمراہ ہوجیے اوسنے جواب دیا کہ عظیم الشان سے
عین حیات بندہ جدا نہین ہوسکتا خاندوران نے سلطان پور کی راہ لی اسیوقت توپ کا گولہ عظیم الشان کے ہاتھی کی
خرطوم مین لگا فیل میدان سے سدھا مانند برق دریاے راوی کو جھکا فیلبان گر پڑا جلال خان شخص
خواص رسیان پکڑ کر کود پڑا چند نفر ہاتھی کے پیچھے دوڑے تھے مگر پاس نہ پہونچے اونمین امین الدولہ بھی تھا
ناگاہ دیکھا کہ فیل نے اپنے تئین اونچے کنارہ سے دریا مین ڈالا اور گرداب مین الیسا جا گرا کہ نہ اوبھرا جب
کسیقدر نزدیک پہونچا دیکھا کہ دریا کی کیچڑ مٹی اوپر کو آتی ہے اور کسیقدر پانی کی حرکت سے صدا سے ہو ہو م
اوٹھتی ہے معلوم ہوا کہ عظیم الشان مع ہاتھی کے ڈوب گیا اس حال کے دیکھتے ہی اپنے رستگاری کی تلاش ہوئی
لیکن امین الدولہ گرفتار ہوگیا فرخ سیر کے پہونچنے اور معز الدین و ذوالفقار کے شکست پانے تک قید رہا
جب فرخ سیر کا شقہ محمد یار خان قلعدار شاہجہان آباد کے نام صادر ہوا رہائی پائی اور مراتب عالی پر فائز ہوا اس
فتح کی بو ماہ صفر کی ۹ تاریخ کو جہان شاہ جو پاس الفاے عہد ہوا اسی جھگڑے مین تیر و تلوار کی نوبت پہونچی اسکا
سبب یہ ہوا کہ ایکسو اسی ارابہ خزانہ جسمین اسی ارابہ اشرفی اور سو ارابہ روپیہ کے بھرے تھے جہان شاہ کی

ہاتھہ لگے چاہتا تھا کہ تینون حصہ برابر تقسیم ہون ذوالفقار خان نے یہ فیصلہ کیا کہ پانچ حصون مین سے تین حصہ
معزالدین کو اور دو حصہ دونون دوسرے بہائیون کو دیا جاوے اسی پر نفاق ہوا چند امرا مثل مرحمت خان اور امیر خان اور
رستم دل خان وغیرہ رفیق جہان شاہ ہوکر آمادۂ جنگ ہوئے تمام روز لڑائی رہی جب رات ہوئی خوابگاہ کو سدہاری
تین روز اسی رنگ سے گذرے چوتھے روز جہان شاہ کا زوال آیا آخر روز کو حکم دیا کہ مجھے دیدہ مورچہ منظور ہے
فوج طیار رہے اور ہرکارون کو حکم دیا کہ جب معزالدین معہ فوج داخل خیمہ ہو اور گھوڑے بازین اور لگام سے سبکدوش
ہون خبر دین ہرکارے تعمیل حکم مین مصروف ہوئے جب لشکریان معزالدین خیمہ گاہ مین اوترے گھوڑون کو دانہ
پھر ہا یا کھانے پینے کی فکر مین ہوئے جہان شاہ بہئیت مجموعی لشکر معزالدین پر حملہ آور ہوا قریب تک جا پہونچا
ایسا حملہ کیا کہ معزالدین کے رفقا کا پاے تاب اوکہڑ گیا بڑا معرکہ پیش آیا حتی کہ لال کنور جو کہ ساتھہ وا اور ملازم
سواری خاص تھا ہمراہ امراے بادشاہی کے آشفتہ حال ہوکر رستم دل خان کے ہاتھہ لگا شدہ مرواریدجو اوسکے
ازار بند مین بندہا تھا کہول لیا اسوقت مین معزالدین نے دوسری عماری مین جسمین ایک ڈنبرہ تھا
جہپکر سفید چاندنی اوڑہ لی اور فیلبان سے کہا کہ سواری زنانہ کر بہانے یا کسی امیقول کے حیلے سے باہر
لیجائے اور ذوالفقار خان تک پہونچا وے اوسنے معزالدین کو خان سپہ سالار تک پہونچا دیا شاہجہان شاہ
کے لشکر سے شادیانہ بجے ذوالفقار خان اس حال سے مضطرب ہوا چونکہ شام ہوگئی تھی برقندازان خاصہ کو
طلب کرکے فرمایا کہ جب نزدیک پہوچو ایک تفنگ اوسکے ہاتھی پر کرو اسکے بعد جو مقدر ہوگا ضرور ہونا ہے
وے لوگ حسب الحکم تین چار سو نفر مع سردار کے بہئیت مجموعی جہان شاہ کے حضور مین جہان دو تین سو
آدمی کہڑا تھا نذر گذرانئے کے حیلہ سے جا پہونچے اور بموجب تفہیم ذوالفقار خان کے زنبرش بندوق سے
جہان شاہ کا کام تمام کردیا فتح و نصرت معزالدین کے حصہ مین ہوئی معزالدین جہاندار شاہ اس خبر سے داخل
دولتخانہ ہوا اور لال کنور معشوقہ سے مصروف عیش و نشاط ہوکر شرب شراب مین سرشار ہوا جب صبح ہوئی
رفیع القدر نے اپنے محلے کو اداے تہنیت کیواسطے معزالدین کے حضور مین بہیجا وہ تمام رات کا شراب پیا
ہوا مشغول استراحت تھا خواجہ سرایان شاہی نے رفیع القدر کے خواجہ سراوین سے یہ استہزا کیا کہ عظیم الشان
اور جہان شاہ کی کیا نوبت ہوئی پس تمہارا آقا کیا امید رکھتا ہے اور وہ بہی دربار کا رنگ دیکہکر واپس ہوا
اور جو کچہ معزالدین کے خواجہ سراون نے سنا تھا عرض کیا رفیع القدر خواب غفلت سے بیدار ہوکر مستعد جنگ ہو
اور خود مسلح سوار ہوکر معہ رفقا چلا ہر ایک سوار دربار مین آپہونچا ذوالفقار خان سنے یہ خبر پاکر طیاری لشکر کا
حکم دیا اور خواجہ سراے معتمد بہیجکر کہا کہ جس صورت سے ہو بادشاہ کو باہر لاوے معزالدین عین خمار مین ہاتھی
سر فیل پر سوار ہوا میدان کو رخ کیا ذوالفقار خان مع امرا وغیرہ فوج کے رفیع القدر کے مقابل کھڑا ہوا

رفیع القدر نے خفیف فوج سے جو کہ ہمراہ تھی اس جمع کثیر کا مقابلہ کیا خوب مردانگی دکھلائی جب کہ ہمراہی طعمۂ نہنگ اجل ہوئے اور خود تنہا رہگیا سپر و شمشیر در دست ہاتھی سے کود ا اور چپقلش مردانہ کر کے جان بحق ہوا

ذکر استقلال سلطنت معزالدین اور اوسکے انقلاب اور طلوع بیدار کا حال

محمد معزالدین جہاندار شاہ نے بعد فتح اطراف ملک مین فرامین صادر فرمائے اور خود بدولت لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا ۱۴ رجادی الاولے روز یکشنبہ سنہ مذکور تین گھڑی دن رہے محمد یار خان صوبہ دار شاہجہان آباد کہ استقبال کیواسطے باولی تک گیا دوشنبہ کو ملازمت کی پنجشنبہ کے روز ۱۸ ماہ مذکور داخل قلعہ ہوا آصف الدولہ بدستور وکیل مطلق رہا اور ذو الفقار خان کو بہ نسبت وزارت کے اقتدار بڑہا سلطان کریم الدین ولد عظیم الشان ہدایت کیش خان کی سعی سے قید ہو کر آیا اور بموجب حکم مقتول ہوا دیگر شاہزادگان اعظم شاہ اور محمد کام بخش جو فارغ البال تھے قید ہوئے نام اونکے یہ ہین عالی تبار ولد اعظم شاہ اور محمد کام بخش کی اولاد مین محمد محی السنہ اور محمد فیروز اور تیسرے کا نام نامعلوم معزالدین تربیت برادر رضاعی مین ساعی ہوا اور بجائے گوکلتاش خان کے خانجہان خطاب مقرر فرمایا یہ امر موجب ملال ذو الفقار خان ہوا معزالدین کہ اعتماد کامل کوکلتاش خان پر رکہتا اور اضافہ روزمرہ کرتا جاتا تھا اور لال کنور کے عشق مین بہی ایسا پہنسا کہ اوسکی خاطر داری مین پہسا رہتا تھا خوشحال خان اوسکے حقیقی بہائی کو ہفت ہزاری اور دوسرے بہائی نعمت خان کو پنجہزاری کیا ارادہ یہ تھا کہ خوشحال خان کو اکبر آباد کی صوبہ داری بخشیے ذو الفقار خان نے سند جاری کی اور لطیفہ کے طور سے درخواست حق التحریر کی کر کی ہزار دہل اور طنبور طلب کیئے خوشحال خان نے لال کنور کے وسیلہ سے اس تمسخر سے بادشاہ کو اطلاع کیا بادشاہ نے براہ سفارش ذو الفقار خان سے فرمایا کہ ظاہرا تمہاری درخواست دہل اور طنبور کی براہ شوخی ہوگی اوزیر الممالک نے کہا شوخی نہین بلکہ حقیقت مین ہے بجد استغنا و مبالغہ عرض کیا کہ بند و بست امور سلطنت خانہ زادان موروثی کا کام ہے قوال اور رقاصون کی رعایت اور ڈہب سے کرنا چاہیئے جب ڈہاڑی کلانونت صوبہ داری کرینگے خانہ زادان موروثی کس مرض کی دوا مین کام آئینگے اسی سبب سے طنبورہ وغیرہ طلب کیا تھا کہ ہم فدویان جانباز کو کوئی مشغلہ ہاتھ آئے اس جواب سے معزالدین شرما کے چپ رہا اسیطرح زہرہ نام کنجڑن کا جسے اعتقاد دہندہ لال کنور کی دوگانہ کہتے ہین عروج ہوا مادۂ فیل پر سوار حرم سرائے شاہی مین لال کنور کی دید کو آیا جایا کرتی تھی اوسکے ہمراہی راستہ مین ضعفا پر زور و بدعت کرتی تھی ایکروز فتح خان ولد غازی الدین خان فیروز جنگ تورانی جو کہ عہد عالمگیری مین سپہ سالار صاحب اقتدار اور لڑکا بہی مورد الطاف شہریار تھا اور بجز ذو الفقار خان کے دوسرے کو ہمرتبہ نہین سمجھتا تہا

بعد رحلت عالمگیر دربار سے ہاتھ دہو کر گوشہ گزین ہوا ان کبھی کبھی علماے خلوت گزین کی صحبت مین آمد رفت جاری تھی ایکروز کسی عالم کو دیکھنے جاتا تھا اثناے راہ مین زہرہ کی سواری ملی بکمال ہوشیاری سے اپنے قلیل ہمراہیونکو اشارہ کیا کہ اوسکی سواری کے برابر نجاوین جو کہ زہرہ اور اوسکے ہمراہی نہایت رزیل تھے عمداً فتح خان کے آدمیون سے شوخانہ پیش آئے اور جب زہرہ کا ہاتھی فتح خان کے برابر آیا اوسنے دریافت کیا کہ سواری کسکی ہے لوگون نے کہا چین قلیچ خان کی تب اوستے پردہ اوٹھا کر کہا کہ قلیچ خان دلد کور تو ہی ہے اس بیباکی سے قلیچ خان نے اشارہ کیا کہ اوسکے ہمراہیون نے مردمان ہمراہی زہرہ کو لکد کوب کرکے زہرہ کو ہاتھی سے گرا کر مار پیٹ ڈالا پہر اس تہدید کی بعد کہا کہ بادشاہ بسلب الحواس رہے سبادا اس عورت کے بہرکانے سے کوئی فتنہ کہڑا کرے باوجودیکہ عالمگیر کی رحلت کے بعد کبھی ذوالفقار خان کے گہر نگیا تھا چار ناچار جانا پڑا ذوالفقار خان نے متحیر ہو کر سبب تشریف آوری دریافت کیا چین قلیچ خان نے مفصل ماجرا بیان کیا ذوالفقار خان نے جیسا کہ چاہیے دلجوئی کرکے ہمت و جرأت کی تعریف کی اور بادشاہ کو پیغام بہیجا کہ آپ و ہم خانہ زادون کی یکسان ہے اور فدوی قلیچ خان سے متمرد ہو نے زہرہ جانی لال کنور کے پاس پہونچکر زاری و نالہ کیا لال کنور نے بادشاہ کو درپے انتقام کیا قریب تھا کہ کوئی حادثہ پہونچے مگر ذوالفقار خان نے اس فضیحت کی ممانعت کی اسی عرصہ مین خوشحال خان برادر لال کنور ایک ہمسایہ کی عورت پر عاشق ہوا چاہا کہ زور و ظلم سے اوسکی پردہ دری کرے اوسکا شوہر ذوالفقار خان کے پاس مستغیث ہوا خان عادل نے فرمایا کہ خوشحال کو کشان کشان حاضر لاؤ حاضر ہوتے اسقدر پٹوایا کہ سارا غرور اوتر گیا اور مقید کرکے سلیم گدہ روانہ فرمایا کہ ایسے ایسے حالات سے بادشاہ و وزیر مین منافقت ہوئی مگر بپاس احسان بادشاہ اوسکے رضاجوئی مین رہتا تھا

حسن علیخان کی اعانت سے فرخ سیر کا آنا اور خطبہ محمد معزالدین کا خارج کرنا

عہد عالمگیری سے جعفر خان صوبہ بنگالہ کی دیوانی پر مقرر تھا اور اوس زمانہ مین عظیم الشان ناظم صوبہ مذکور اور بہادر شاہ صوبہ دار اوڑیسہ بنگالہ عظیم آباد اور آلہ آباد کا تھا اور حسب تحریر سابق کے صوبہ عظیم آباد و آلہ آباد حسن علی خان اور عبید اللہ خان کو اور صوبہ اوڑیسہ اور بنگالہ علاوہ دیوانی کے جعفر خان کو دئیے تھے اور بعد رحلت عالمگیر جب کہ اپنے پدر کی مدد کو جاتا تھا محمد فرخ سیر اپنے لڑکے کو مع بعضے حرم سرا اور اسباب وغیرہ کے بہمراہی چند منصبداروں کے اکبر نگر عرف راج محل مین بہیجا اور بعد فتح پدر اور مدت سلطنت کے بعض سوانح سے ہنوز بلایا نہ تھا کہ لاہور مین وفات پائی اور محمد معزالدین نے بعد حصول سلطنت جعفر خان کو واسطے اسیر کرنے فرخ سیر کے تحریر فرمایا خان مذکور نے بپاس حق نمک پوشیدہ فرخ سیر کو کہلا بہیجا کہ اپنی فکر کرے

فرخ سیر نے آگاہی پاکر راج محل مین ٹہرنا مناسب نہ جانا چونکہ یہ جانتا تھا کہ حسین علیخان ناظم صوبہ عظیم آباد
مرد مروت اور خاندان نجابت سے ہے اوسیطرف سے عظیم آباد کو آیا اور باغ جعفر خان مین جو کہ لب دریا
شہر کے اوتر طرف واقع ہے خیمون مین جا اوترا اور حسین علی خان بہادر سے بکمال عجز و نیاز پیغام دیا اپنی
بیکسی ظاہر کی چونکہ بادشاہ ہند کے مقابلہ مین آنکی تاب نہ تھی اول تو انکار کر کے کہا کہ تمہارے حق مین
حکم بادشاہ بطور دیگر صادر ہوا ہے مگر حق نمک کا پاس ہے بہتر یہ ہے کہ کسیطرف کے سرحد مارو بند کسی حیلہ
سے اپنی نجات کر لیگا دوسری روایت سے بطور دیگر جلوس فرخ سیر کا حال لکھا ہے وہ بھی مذکور
ہوگا بموجب روایت اول کے یہ ہے کہ احمد بیگ مخاطب غازی الدینخان کوشتہ نے دربار مین آکر اپنے
حسن بیانی سے حسن علیخان کو فرخ سیر کے پاس آنیکو راضی کیا اور حاضر لایا فرخ سیر اوس سلوک سے
پیش آیا جو کسی آقا نے نوکر کے ساتھ نکیا ہوگا حکم بیٹھنے کا دیکر حسن علیخان سے بکمال الحاح عرض کیا
اور پردہ حرم سرا سے اوسکی چھوٹی لڑکی مالکہ زمانی نکلکر حسن علیخان کی گود مین بیٹھکر بکمال شیرین زبانی
سے اپنے باپ کی مدد خواہ ہوئی اور کہا کہ تم بڑے شجاع اور مرد نامور ہو اگر تمنے بھی ہماری دستگیری
نکی تقدیر یا نصیب لیکن خلق اللہ آپکو کیا کہے گی دیگر محرمان نے اندر باہر سے اس کلام کی پیروی کی
فرخ سیر نے کہ اول امر خاص خلعت اپنے کا حسن علیخان کو پہنایا تھا اوٹھکر شمشیر خاصہ بھی حسن علیخان
کی کمر مین کردی حسن علیخان بے شریک بیان ہو کر عرض کیا کہ جو کچھ حضور سے میرے حق مین صادر ہوا
شان خداوندی سے بعید ہے حالا بجز سر کے کوئی چیز لایق نذر نہین خیر اب سامان فوج جمع کیجئے اور جلوس
فرما کر دشمن کو فرصت ندیجئے مقدر کی تحریر امٹ ہے جو ہونا ہے ہوگا پس بموجب حکم حسن علیخان کے ہر ایک جیو بڑا
جان و مال سے حاضر درگاہ ہوا اس حال کے دیکھتے ہی منجم اور رمال بھی حاضر ہو کر نوید سلطنت دینے لگے اور
وہ بھی ہر ایک سے مسلوک ہو کر پایان کار کی خبر دریافت کرتا تھا لوگ اوسکی دلجوئی کرتے تھے اور فی الحقیقہ
بر وقت حصول مدعا اس شخص نے حسب لیاقت ہر ایک کی پرورش کی حسن علیخان کے اجماع سامان حرب
مین مصروف تھا اپنے بڑے بھائی عبید اللہ خان ناظم الہ آباد کو لکھا کہ فرخ سیر کی رفاقت مین عزم بالجزم ہے
عبید اللہ خان صاحب اس ارادہ سے متحیر ہو کر بھائی کو مانع ہوا کہ ساری عزت برباد ہو جائیگی اسنے یہ جواب مین
لکھا کہ آپ بزرگ ہین معز الدین کے رفیق رہین اور بندہ اس عہد سے سنکر نہین ہو سکتا تب عبید اللہ خان نے
بھائی کی عزیمت صادق پر آمادہ ہو کر لکھا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو جسقدر سامان ضرور ہو لیجئے دوسری روایت
یہ ہے کہ بہادر شاہ نے اعز الدولہ خان جہان بہادر کو صوبہ دار بنگالہ مقرر کیا فرخ سیر کو حضور مین بلایا
لیکن چونکہ اوسکی بھائی سلطان کریم الدین اور ہمایون بخت باپ دادی کی نظر مین بے اعتبار تھے اسکو حضور مین

جانا نہایت شاق گذرا عظیم آباد پٹنہ مین پہونچکر اپنی بی بی کو وضع حمل کے بہانہ سے وہین پر چھوڑکر حضور مین عرضی لکھہ بہیجی
اس درمیان مین بعض نجومیون اور فقیرون نے محمد رفیع حکیم سے متفق ہوکر فرخ سیر کو بادشاہی کی خوشخبری
دی اونہین دونون مین محمد رضا جو بہادر شاہ کے معضوبون مین تھا آوارہ ہوکر اس صوبہ مین آیا اور ایک
فرمان جعلی رہتاس کے قلعداری کا بنا کر قلعہ مذکور مین دخیل ہوا جنس وغیرہ مایحتاج پر قابض ہوکر بادشاہ کو
عرضی لکھی کہ ملازمان شاہی کی غفلت سے فدوی نے اس مکان مین دخل کر لیا اور اخبار سے یہی حال
دریافت ہوا لہذا بہادر شاہ کا فرمان اور عظیم الشان کا حکم اوسکی تادیب کو فرخ سیر کے نام صادر ہوا چونکہ
اوس قلعہ پر قبضہ پانا نہایت متعذر تھا فرخ سیر نے ہمراہیون سے صلاح لی لاچین بیگ قلماق نے جو کہ فرخ سیر
کا نوکر اور بیباک شخص اور اوندنون جملہ مقہورون مین تھا سب سے پوشیدہ فرخ سیر کو پیغام دیا کہ اگر شاہزادہ
فرمان و خلعت بادشاہی کا آنا مشہور کرکے حکم دے یقین ہے کہ بمدد اقبال عنقریب وہان فتح ہو اگر بندہ جانثار ہو
سیری اولاد مرہون لطف شاہی فرمائی جائے یہ مصلحت شاہزادہ نے پسند کی چوتھے روز شہرت دیگی اور قلماق
مذکور کے معرفت خلعت اور نشان فرخ سیر نے بھیجا جب قلعہ کے نیچے پہونچا متغلب مذکور نے آنا لاچین بیگ کا مع
چار آدمیون کے ... کیا ... آدمیون کو ساتھہ لانے پر راضی ہوا قلماق مذکور مع ایک نفر کے بالاے قلعہ گیا بروقت پہونچنے کے
قلعہ دار نے سند لینے مین کار دکمر سے کھینچکر چند زخمون سے اوسے گرا دیا ہمراہی بھی زخمی ہوئے ہزاریان وغیرہ ملازمان
بادشاہی نے حمایت قلماق کرکے رفقای متغلب کو مجروح کیا اور سر مقتول کا مع قلماق مذکور کے فرخ سیر کی
حضور مین بھیجا لاچین بیگ مورد الطاف فرخ سیر ہوا انہین دنون مین بہادر شاہ کے وفات کی خبر ملی اوسوقت
حسین علیخان بہادر بندوبست پرگنات مین مصروف تھے فرخ سیر نے دوسری حالات بہادر شاہ کا انتظار کرکے
بے تامل اپنے باپ عظیم الشان کے نام خطبہ پڑہایا اور جلوس اور تسلط اوسکا مشہور کرکے شادیانہ تہنیت بجوایا
اس کام کے بعد حسین علیخان کی فطرت سے گھبرایا خطوط عذر آمیز بھیجکر حسین علیخان کو بلایا اور والدہ فرخ سیر نے
فرخ سیر کی طرف سے مدار المہامی کا عہدہ وار اوسے کیا اور رسول اللہ صلعم کی ضامنی دی جب حسین علی خان فرخ سیر
سے ہمداستان ہوا یہ بھی اوسکے اقتدار مین روز بروز متوجہ ہوا

فرخ سیر کا تخت خلافت پر جلوس کرنا اور عظیم آباد سے کوچ کرنا مع حسین علیخان بہادر کی

حسین علیخان بہادر نے فرخ سیر کو تخت سلطنت پر جلوس کرا کے مہاجنون وغیرہ سے جسقدر ممکن ہوا روپیہ قرض لیکر
فتح پر الیفای عہد کرکے ساعت سعید مین پیشتر کو روانہ ہوا عزت خان اپنے بھانجے کو عظیم آباد کی نیابت پر مقرر فرمایا
اور سید عبد اللہ خان کو بجانب خود اور نیز فرخ سیر کی طرف سے حاکم لکھا کہ خزانہ صوبہ بنگالہ مرسلہ جعفر خان ولد شجاع الدین محمد خان اکبر آباد

سے جاتا ہے لہذا آلہ آباد پہونچکر منضبط کرے اور بقدر ضرورت خرچ کرکے باقیماندہ امانت رکھے چنانچہ حسب الحکم
تعمیل ہوئی اور نیز قلعہ آلہ آباد کی توپین عمدہ عمدہ میدان کے لایق ہمراہ لین

سید عبد الغفار خان گردیزی کا بموجب حکم معز الدین کے آلہ آباد آنا اور عبد اللہ خان کی بہائیون سے شکست کہانا

ہنوز حسین علیخان مع فرخ سیر کے آلہ آباد نہ پہونچا تھا کہ سید عبد الغفار خان گردیزی جو کہ راجی محمد خان کی نیابت مین عبد اللہ خان صوبہ دار الہ آباد کے تغیر مین مقرر ہوا تھا مع دس بارہ ہزار سوار وغیرہ سامان کے عبد اللہ خان کی تادیب کو مامور ہوکر جا پہونچا عبد الغفار نے انتظار برادر اور فرخ سیر کا کرنا مناسب نجانا عبد الغفار کو تالیف قلب کے پیغام بھیجے اوسنے بنابر ترقی مراتب اور خیال افزایش منصب اپنے کے اسکا کہنا نہ مانا لڑنیکو مادہ ہوا عبد اللہ خان نے اپنے چھوٹے بہائی سراج الدین علیخان و نجم الدین علیخان و سیف الدین علیخان کو مع ابو الحسن خان بخشی کے ساڑہے تین ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ سے مقابلہ کو بہیجا سید عبد الغفار نے جو اپنی زور سی شمشیر پر نہایت مغرور تھا تینون بہائیون کو دیکہا لیکن انسے لڑنا عیب سمجہا قلعہ کی راہ لی اور کہلا بہیجا کہ لڑکون سے بازی نہین کرنا چاہتا ہون انہون نے لاچار خود لڑائی مین پیشقدمی کی چونکہ انکی جمعیت قلیل اور چندان لشکر شایستہ نتہا اول حملہ مین کسیقدر ہمراہی انکی مغلوب ہوئے اکثر مقتول اکثر مفرور ہوے برادران عبد اللہ خان نے مع دیگر سادات کی پیر گروہی اور نہایت بردلی سے اوس جمع غفیر مین جا پہنسے شیرون کے مانند جان سے سیر ہوکر مردانگی دکہلائی ادہر مدد ایزدی نے پشت پناہی فرمائی یا دمخالف نے شور ڈالا حریف کے حواس اوڑے سادات بارہا نے دوڑ دوڑ کر تیغ آزمائی کی کوشش رستمانہ سے دشمنون کو مع برادر عبد الغفار کے مار ڈالا عبد الغفار کے کشتہ ہونیکا اشتہار ہوا ہمراہی لوگون نے راہ فرار لی عبد الغفار نے شکست فاش کہائی عبد اللہ خان کی بہائیون سے سراج الدین علیخان نے جام شہادت نوش کیا سید عبد اللہ خان نے بعد فتح نذر مبارکباد دکہلائی شادیانہ بجنے کی نوبت آئی بعدہ بہائی کے ماتم مین اشک ریزان ہوا معز الدین کو جب خبر ملی عبد اللہ خان کی تالیف قلوب مین مصلحت معلوم ہوئی صوبہ داری الہ آباد کی سند بہیجکر تحسین و آفرین کی اور خلعت بہیجکر عبد اللہ خان کی استمالت فرمائی اسی کے پیچہے فرخ سیر مع لشکر تازہ کے اور حسین علیخان اور صف شکن خان نایب صوبہ دار اوڑیسہ اور احمد بیگ کو کہ جسکا خطاب غازی الدینخان بہادر غالب جنگ کو سہ تہا اور خواجہ عاصم خان دوران وغیرہ کے آ پہونچا لشکر تینون بہائیون کا فراہم ہوا سادات فضل الٰہی پر نظر رکہکر پیشتر کو روانہ ہوے

آنا سلطان اعز الدین کا فوج بسیار سے اور پریشان واپس ہونا

جب عظیم آباد سے فرخ سیر کی عزیمت کا اشتہار ہوا معز الدین نے اپنے بیٹے سلطان اعز الدین کو پچاس ہزار سوار سے

عبد اللہ خان کی تا بیہ اور قلعہ الہ آباد کی تسخیر کو روانہ کیا خواجہ حسن خان بیزنہ کو کلتاش خان کو جو کہ پنجہزاری تھا ہفت ہزاری اور خانہ دوران کے خطاب سے سرفراز کر کے کل فوج کی ترتیب اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد کی اور چین قلیچ خان کو بھی عقب نے روانہ فرمایا اعزالدین اکبرآباد سے کہجوہ تک پہونچا تھا کہ فرخ سیر اور عبد اللہ خان اور حسین علیخان کے اکٹھے ہو جانے کی خبر ملی بزدلی سے اوسی جگہہ مقیم ہوا اور خندق کہودنے اور مورچال درست کرنے کو حکم دیا مجرد خبر پہونچنے نزدیکی فرخ سیر کی باوجود یکہ وہ ہنوز دور تھا نہایت پریشان ہوا اور اپنے حرکات ناشایستہ سے دشمن کو دلیر کر دیا تا آنکہ فرخ سیر آپہونچا عبد اللہ خان ہراول اطراف مورچہ اور موقع کی دیوارین پکر کر آخر روز تین پہر تک توپ اندازی کرتا رہا شہزادہ اور مدار المہام دونون دل باختہ ہو کے بھاگنے مین ہم سخن ہوے آخر کار جسقدر ممکن ہوا اشرفی جواہرات لیکر باقی کارخانہ خزانہ توشکخانہ وغیرہ ویسا ہی چھوڑ کر پہر رات رہے باہم متفق ہو کر اوٹھہ بھاگے جب یہ حال کہلا لشکر مین عجب طرحکا دغدغہ پڑگیا لوٹ مچادی آقاے نامدار کا مال خوب ہاتھہ لگا اور بعدہٗ سرکار فرخ سیر کی ضبطی مین آیا چین قلیچ خان کہ مدد کو شاہزادہ کے عقب سے آتا تھا اکبرآباد کو لوٹ کر شاہزادہ کی فضیحت دیکھی آخر فرمان معزالدین کا منتظر تھا جب دار الخلافہ مین اعزالدین کی شکست کی خبر پہونچی معزالدین مایوس ہو کر عازم ہوا

سلطان معزالدین کا مع ذوالفقار خان اور کوکلتاش وغیرہ ارکان شاہی سے کوچ کرنا اور اکبرآباد کو آنا

محمد معزالدین جہاندار شاہ دوازدہم ذیقعدہ دوشنبہ کی شب کو ساڑھے تین گھڑی گذرنے پر واقع ۱۱۲۴ھ ہجری مدافعہ فرخ سیر کو شاہجہان آباد سے برآمد ہوا ذوالفقار خان کے ہراول اور کوکلتاش خان کی معاضدت تھے اعظم خان وجانی خان ومحمد امین خان وغیرہ سرداران ایران وتوران وغیرہ مع اسباب جنگ وجدال کے ستر اسی ہزار سوار اور پیادہ بیشمار ہمراہ ہوئے اثناے راہ مین سربلند خان جسنے فوجداری کہوڑی سے کسیقدر روپیہ جمع کیا تھا فرخ سیر کی رفاقت سے برخاست ہو کر مع زر نذر کو معزالدین کے حضور مین اگر ہورد تحسین و آفرین ہوا احمد آباد گجرات کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا اور چھبیلہ رام فوجدار کورہ اور علی اصغر خان ولد کاظم خان فوجدار اٹاوہ اعزالدین کے ہمراہی سے رفیق فرخ سیر ہوے جب معزالدین قصبہ سموگر متصل اکبرآباد مین پہونچا فرخ سیر کی بھی رایات ظفر طراز مع رفقا کے جو اوسی قصبہ کے نزدیک جا پہونچے تھے نمود ہوئے چونکہ معزالدین کی زشت حرکات سے اکثر عوام خصوص تورانی امرا بھی بجز عبد الصمد خان کے متنفر اور کشیدہ ہو گئے تھے اکثر دنکے نوشتہ مشعر ارادہ احضار فرخ سیر کے لشکر مین پہونچے اگرچہ معزالدین کے دیکھتے ہوئے کسیکو فرخ سیر کے فتحیابی کی

امید نہ تھی لیکن عمدہ ارکان دولت معزالدین کے یعنی کوکلتاش خان اور ذوالفقار خان باہم نہایت متفق تھے اور
آنہین کے نفاق سے کارہاے بادشاہی برہمی پاتے جاتے تھے دونو برخلاف یکدیگر صلاحین دیا کرتے تھے حتی کہ دریاے
جمن کے عبور کے مشورہ پر ہنوز اتفاق نہوا اور خود بادشاہ ساقط الحواس لال کنور کے عشق مین بیہوش تھا سید عبداللہ خان نے
ایک مقام پر پایاب پاکر رات کیوقت معزالدین کے لشکر سے چند کوس پیشتر کوچ کر کے جمنا کنارے جا پار اوتر گیا اور دوسرے
روز بہانی مین جو اکبرآباد سے چار کوس اوپر ہے جا ٹھہرا اور تہوڑی دیر مین فرخ سیر بھی مع ہمراہیون کے پار اوتر کر عبداللہ خان
کی برابر پہونچا اور دشمن کی راہ داری او رمغالطہ دہی کو حسین علیخان بہادر جس جگہہ تھا اوسی جگہہ بمقابلہ دشمن ٹھہرا جب
دن گذرا دوسری رات آئی مع فوج اور راے چھبیلہ رام ناگر کے دریاسے پار ہوا تقدیر کی پردہ داری دیکھیے کہ معزالدین اور
کل امرا اوسوقت خبردار ہوئے جب لشکر فرخ سیر اوسکے عقب مین نمایان ہوا ترتیب فوج جو اول مقرر ہوئی تھی بحال
نرہی نئے سرے سے درستی فرمائی گئی

فرخ سیر اور سادات کی لڑائی معزالدین کے ساتھہ اور فتح پانا

تباریخ ۱۳ ذی الحجہ سنہ مذکور طرفین سے مقابلہ ہوا معزالدین مع فوج اور توپخانہ اور تجملات خسروانہ کے قول
مین ٹھیرا اور ذوالفقار خان معتمد علیہ سلطنت اگرچہ بادشاہ سے کبیدہ خاطر تھا مگر اپنے نام کا خیال کر کے مع سامان
عمدہ ہراولی پر جا اور کوکلتاش خان مع اعظم خان وجانی خان وغیرہ ہمراہیان کے دست راست اور
محمد امین خان وعبدالصمد خان وحسین قلیچ خان اور جانثار خان وغیرہ تورانیون کے جانب چپ اور راجی محمد خان
واسلام خان ومرتضی خان وحفیظ اللہ خان وغیرہ بطور التمش اور رضا قلیخان داروغہ توپخانہ اسیطرح ہر ایک
بجاے مناسب مامور ہوا ادہر سے فرخ سیر ہم آئینون کے ساتھہ قول مین اور عبداللہ خان ہراولی مین اور حسین علیخان
وصف شکن خان وحسین بیگ دست راست مین ذوالفقار خان کے مقابل اور خانزمان اور چھبیلہ رام
ناگر مع چند دیگر بہادرون کے کوکلتاش خان کے برابر صف آرا ہوئے اول عبداللہ خان نے آہستگی
سے تورانیون کے مقابل جاکر جہاندار شاہ معزالدین کے توپخانہ پر پہونچا اچھی کوشش کی قول خاص کے قریب
جا پہونچا اور حسین علی خان مع صف شکن خان وفتح خان داروغہ توپخانہ کے دوڑا اسی حملہ مین صف شکن خان
اور فتح علی خان اور زین الدین خان ولد بہادر خان روہیلہ اور میر مشرف اور میر اشرف وغیرہ بہادران رفقاے
حسین علی خان جان بحق ہوے چھبیلہ رام اور خانزمان منتظر قابو تھے حسین علیخان اپنے رفقاؤن پر وقت تنگ
دیکھکر بمقتضاے غیرت ہندوستانی کے ہاتھی سے کود کر جا ٹھہرا اور تیر وبندوق کے زخم کہا کر میدان مین گر پڑا
سید عبداللہ خان فوج معزالدین کے درمیان مین تھا ترکون کے تیر وبندوق کی بوچھار نے رفقاؤن کو پراگندہ

کر دیا تھا ایک سو سوار ہمراہ تھے اوسوقت سید عبد الغفار مذکور اوسکے ہاتھی کے پاس آیا اور اپنا نام لیکر عبد اللہ خان
پر تیر مارا اسکے ہمراہیون نے اوسکا پیچھا کیا اور عبد اللہ خان نے بھی تیر سے زخمی کیا سید عبد الغفار زخمی ہو کر جان بچا گیا
سید عبد اللہ خان کثرت مخالف سے نہین جانتا تھا کہ کدھر جاتا ہے اور انجام کیا ہوتا ہے اس وقت کسیقدر رفقا
کے ملنے سے قدری تقویت ہوئی اونچی جگہہ پر پہونچکر معز الدین کو مع ہمراہی فوج کے اپنے سے نزدیک اور ہوشیاری
سے دور پاکر بہیئت مجموعی اوسکے زنانہ سواریون کے ہاتھیون پر جا گرا تیر باران ہونے لگا عجب قیامت مچی ہنوز معز الدین
نے اپنے تئین درست نکیا تھا کہ فیلان سواری زنانہ کے باہمدیگر یورش اوٹھائی لال کنور اور اوسکے ہمراہی خواجہ سرا یون
کے ہاتھی صدمۂ تیر سے گریزان ہوئے معز الدین نے ارادۂ مدافعت کیا اوسکا بھی ہاتھی بگڑا فیلبان کا کچھ بس نہ چلا
عبد اللہ خان نے قدم جرات بڑہایا خلل عظیم معز الدین کے لشکر مین نمود ہوا باوجودیکہ شادیانۂ فتح بھی بجایا گیا مگر
فوج نہ جمی چلی نکلی گو کلتاش خان نے اس وادیہ سے چاہا کہ معز الدین کے پاس پہونچے خانزمان اور چھبیلہ رام جو
گہات مین لگے تھے کمین گاہ سے نکلکر کو کلتاش پر جا گرے زخمہاے متنوعہ سے بیدست پا کر دیا اور رضا قلیخان
داروغہ توپخانہ کام آیا جانی خان اور مختار خان قبل اسکے حسین علیخان کے مقابلہ مین کشتہ ہو چکے تھے اعظم خان برادر
کو کلتاش خان مجروح ہو کر معز الدین کے پاس پہونچا معز الدین وقت تنگ دیکھکر لال کنور کے پاس آیا اور
دن آخر ہوتے ہوتے اکبر آباد کی راہ لی ذو الفقار خان باوجود ہجوم مخالف کے بہر رات تک میدان وغا مین مستقیم رہا
آدمیون کو تفحص جہاندار شاہ اور اعز الدین کو فرمایا تا کہ اگر پتا پاوین اسکے تجرہ اقبال کو بادر کرین مگر نشان ان کے کشتہ ہو نیکا نہ لگا فرخ
کے لشکر مین شادیانہ بجے رسم مبارکباد تہنیت ہونی لگی فرخ سیر ذو الفقار خان کی استقامت سے پریشان ہو رہا
تھا کہ اگر میری فتح ہوئی ذو الفقار خان کیون ٹھہرا ہوا ہے جب مدعیون کی فرار کی تحقیق معلوم ہوئی ذو الفقار خان
کو پیغام دیا کہ دعویدار تو فرار ہوا تم کیون برقرار ہو اگر براے خود شاہی درکار ہے تو یہ امر جدا ہے ورنہ نسل عالمگیری
مین معز الدین نہین تو ہم ہین اس پیغام سے ذو الفقار خان نے اکبر آباد کی راہ لی جہاندار شاہ نے اکبر آباد مین رات
کاٹی داڑہی مونچھ مونڈ دا صنع بدل آخر شب کو مع لال کنور اور چند نفر معتمد کے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور آصف الدولہ
کے پاس پہونچکر قید ہوا اسی کے پیچھے ذو الفقار خان دار الخلافہ پہونچا اور عبد اللہ خان نے بعد فتح اپنے بھائی کے تلاش
مین آدمی دوڑاے آخر خواص نے حسین علیخان کو لاشون کے درمیان مین مجروح وبیہوش پایا ایک نے
عبد اللہ خان کو خبر دی لباس خاصہ اور جواہرات جو اسوقت زیب تن تھا مخبر کو عطا فرمایا بعضون سے سنا گیا کہ شکر اللہ خان
اور یار خان ملازمان حسین علیخان مع اپنے ہمراہیون کے اوسکی حفاظت مین مصروف تھے محمد ہاشم عن خوافی
میر خافی کی تحریر سے دریافت ہوتا ہے کہ تنہا میدان رزم مین مجروح بیخبر گرا پڑا تھا لچے اوسکا لباس تک اوتار
لیگئے تھے بہرحال عبد اللہ خان نے اپنے معتمد بھائی کے پاس بھیجکر اوسے اوٹھا منگوایا جب حسین علی خان نے

فتح فرخ سیر کی خبر جان رفتہ تن مین آئی اور ہوش بھی بجا ہوے عبد اللہ خان نے اپنے بھائی کو زندہ پایا اور فتح یابی سے سجدہ شکر بجا لایا ذوالفقار خان باپ سے شورہ کرکے عازم تھا کہ پھر معز الدین کو لیکر تدارک بیر کمر باندھی زیرا کہ فرخ سیر سے بدین وجہ کہ ذوالفقار خان اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ عداوت رکھتا تھا اور معز الدین کی حمایت کی تھی اطمینان نہ رکھتا تھا آصف الدولہ نے مبالغہ کرکے اس ارادہ سے باز رکھا لاچار ذوالفقار خان نے عزم دکن کیا مگر باپ نے نہ مانا فرخ سیر کی اعانت سے مانع رہا غرضکہ جب اقبال آسد خان اور ذوالفقار خان کا تمام ہوا اور اجل موعود ذوالفقار خان کے نزدیک تھی باوجود عدم اطمینان اور یقین ہونے عداوت کے بدین امید کہ حقوق ہمارے خاندان تیموریہ مین بہت ہین اور نیز عالمگیر کس مرتبہ قدر و اقتدار کرتا تھا آصف الدولہ نے ذوالفقار خان کو ہمراہ لیکر قصد حضوری فرخ سیر کا کیا

اقتدار پانا فرخ سیر کا سلطنت مین اور بھیجنا عبد اللہ خان کو بندوبست دار الخلافہ کیواسطے

جب کہ فرخ سیر مدد غیبی سے مراد یاب ہوا اور اوسکے دوسرے روز سیزدہم ذی الحجہ روز پنجشنبہ کو وقت صبح بار عام فرمایا اول چین قلیچ خان اور عبد الصمد خان اور محمد امین خان وغیرہ سرداران توران سید عبد اللہ خان کی وساطت سے بعد آداب و کورنش مورد مراحم ہوئے اور عبد اللہ خان نے مع لطف اللہ خان صادق وغیرہ امرا کے بنا بر بندوبست دار الخلافہ اور دولتخانہ شاہی اور قید خانہ سلاطین کے رخصت پائی اور فرخ سیر خود بھی ایکہفتہ کے بعد شاہجہان آباد کو عازم ہوا اور محرم کو بارہ پلہ متصل شاہجہان آباد مین نزول اقبال ہوا سید عبد اللہ خان قطب الملک سے مخاطب ہو کر منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز ہوا اور رتبہ وزارت اعظم کو فائز ہوا اور حسین علیخان بہادر خطاب امام الملکی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور امیر الامرائی کے عہدہ پر سرفراز کیا گیا اور بخشی اول مقرر ہوا محمد امین خان بخشی دوم مع اضافہ ہزاری منصب و ہزار سوار و خطاب اعتماد الدولہ سے مفتخر ہوا اور چین قلیچ خان نے پنج ہزاری سے ہفت ہزاری کے ہفت ہزار سوار و نظام الملکی کا خطاب اور دکن کی صوبہ داری داؤد خان نایب ذوالفقار خان کے عوض مین پائی اور صوبہ داری برہان پور کی کہ داؤد خان کو بالاصالت تھی صوبہ داری احمد آباد گجرات کی پائی اور خواجہ عاصم نے خطاب صمصام الدولہ خاندوران اور منصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا حاصل کیا احمد بیگ کو کہ معز الدین کا رفاقت کے عوض مین غازی الدین خان بہادر غالب جنگ سے مخاطب اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار اور عہدہ بخشی گری درجہ سوم سے مفتخر ہوا اور قاضی عبد اللہ تورانی کو جو جہانگیر نگر ڈھاکہ کی قضا پر رکھتا تھا میر جملہ خانخان سے مخاطب اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے سرفراز فرمایا اور اختیار دستخط خاص کا اوسکے قبضہ اختیار مین دیا گیا لیکن بظاہر مین داروغگی خواص اور ڈاک کی رکھتا تھا محمد جعفر منشی جسنے بعض خدمات سابق متوفی بنام نصرت خانی کے سلاسل

اور امیر سامانی اور دارالانشا سے سرفراز فرمایا گیا سیف اللہ خان بیوتات مین مامور ہوا سیف الدین علیخان اور نجم الدین علیخان قطب الملک کے بہائی مع دیگر رفقای بادشاہی اور سادات بارہا کے جنکے خدمات جانفشانی ثابت ہوئین حسب تقدیر ولیاقت انعام وخلعت سے سرفراز ہوئے قطب الملک انتظام ارکان سلطنت اور معاملات وزارت مین مشغول ہوا ✦

آصف الدولہ اور ذوالفقارخان کا حاضر ہونا اور ذوالفقارخان کا جان کہونا ✦

آصف الدولہ اسدخان اور ذوالفقارخان بہادر بارہ پلہ پر خواہان ملازمت ہوے میر جملہ عبید اللہ خان خانخانان نے جو کہ مزاج بادشاہ مین دخیل تھا اور یہ دعوے رکہتا تہا کہ سابق اور حال کے کل امرا سے اوسکا مرتبہ زیادہ اور اوسکا اقرنہی اثر پذیر ہے اول اول ذوالفقارخان کی قطع حیات چاہی بادشاہ کو اس امر پر زیادہ آمادہ کردیا امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے اس شورہ سے آگہی پاکر ذوالفقارخان کو پیغام دیا کہ اگر میری وساطت سے حصول ملازمت کروگے کسیکی مجال نہوگی کہ سر مو تمہین آزار دے میر جملہ اس راز کے مطلع ہونے سے سمجہا کہ درحقیقت ان دونونکے ملجانے سے کسیکو تاب عدول نہو گی پس تقرب خان کو جو اہالی ایران مین سے تھا بسبب ہم جنسے کے ذوالفقارخان کے پاس بہیجکر نہایت دلجوئی کی اور کلام خدا کی قسم کہائی چونکہ بادشاہ باطن مین سادات سے خوش نہین لہذا تمہاری ملازمت معرفت امیر الامرا کے بے سود ہے بجز نقصان جان کے حاصل نہین اور تمہین دوسرے کی اعانت کیا ضرور بعد ملازمت دستور رفع ملال کل امرا اور خداوندان دولت اقبال کے مرجع ہوگے ایسی ایسی باتونسے آصف الدولہ کا دل جمع کردیا سیقدر ذوالفقارخان کو دغدغہ باقی تہا کہ خود میر جملہ نے جاکر تشفی کردی اور نئے سرے سے سوگند یاد کی جب حضور فرخ سیر مین لائے ہاتھہ ذوالفقارخان کے باندہے تھے روبرو کھڑا کیا اور آصف الدولہ نے چند کلمات سفارش عرض کیئے فرخ سیر نے ظاہر مین بڑی مہربانی خرچ کی ہاتھہ کہلواکر خلعت اور جواہر عطا فرمایا بعدہ آصف الدولہ کو بحیلہ ضعف رخصت کرکے فرمایا کہ ذوالفقارخان خیمہ مین رہے کچہہ دریافت کرنا ہے آصف الدولہ اسقدر سنکر باہر نکلا اور ذوالفقارخان جان سے ترسان ٹہرا رہا مردم ماموری نے چارونطرف سے کہیر لیا فرخ سیر نے عظیم الشان اور سلطان کریم الدین کے قتل کا دعوے کیا ذوالفقارخان نے موت کی گرم بازاری دیکہی زبان پر لایا کہ مین محض بقصور ہون مجرم بادشاہ ہے جب دیکہا کہ فرخ سیر میرے خون سے عاجزی سکینی چہوڑ کر سخت جوابدہی پر آیا اسی عرصہ مین لاچین قلماق بہادر دل خان نے پیچہے سے اوسکے گردن مین تسمہ ڈالا اور لوگون نے ہجوم کرکے قتل کرڈالا اور اوسی روز کہ اتوار اور ۱۶ محرم کی تھی بموجب اشارہ فرخ سیر کے لوگون نے قلعہ مین جاکر معز الدین کو تسمہ سے پہانسی دیکر مارڈالا فرخ سیر دوشنبہ کے روز ۱۷ ماہ مذکور ۱۱۲۵ھ کو بتجمل تمام داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا حکم دیا کہ معز الدین کا سر نیزہ پر لاش ہاتھی پر الٹی باندہی ہاتھی کے دم سے ذوالفقارخان کی لاش الٹی لٹکا کر تمام شہر مین تشہیر کرین اور بعد تشہیر دروازہ قلعہ پر ڈالدین اور آصف الدولہ کو پالکی پر بے سواری

زنانہ لاش کے پیچھے پہر اکر خانخان بہادر کے مکان مین قید کرین اور کل زر و مال ضبط سرکار ہو راجہ سبہا چند دیوان ذوالفقار خانکا جو کہ آدمیون سے زبان درازی کرتا تھا حکم ہوا کہ زبان کاٹی جاوے کہتے ہین کہ باوجود زبان بریدگی کے لکنت مین قاصر تھا اکثر امرا شک و تہمت سے تسمہ زیب گلوگیر کر روانہ عدم ہوے اعز الدین ولد معز الدین اور عالی تبار ولد اعظم شاہ اور ہمایون بخت برادر خورد کی آنکھین نکلوالین اس بادشاہ کی اسقدر خونریزی سے ہر ایک نہایت مخوف ہو گیا تھا گھڑی گھڑی کی خبر مانگتا تھا

شروع ہونا منازعت کا فرخ سیر اور سادات کے درمیان مین مع دیگر حالات

جب فرخ سیر نے قطب الملک کو بنابر بندوبست شہر قلعہ دار الخلافہ کو بھیجا لطف اللہ خان صادق کو بھی ہمراہ کر دیا قطب الملک شہر مین پہونچا دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور کل کی صدارت سید امجد خان کو مقرر کی ادہر فرخ سیر نے بعد چلے جانے قطب الملک کے دیوانی خالصہ وطن چھبیلہ رام ناگر کے نام اور افضل خان اوستاد کو صدر الصدور مقرر کیا جب بادشاہ شہر و قلعہ مین آیا اور انتظام سلطنت ملاحظہ فرمایا صدارت اور دیوانی کے تقرر مین درمیان شاہ و وزیر کے عجب گفتگو پڑی قطب الملک کا یہ کلام تھا کہ اگر آغاز کار مین میری بات مسلم نہ رہی میری وزارت کا کیا اعتبار ہوگا اور میر جملہ بادشاہ کے خاطر نشان کرتا تھا کہ ہر چند بادشاہ بندگان درگاہ کو صاحب مقدرت فرماتے ہین مگر ملازمین کو چاہیے کہ اپنی حد پہچانے رہین فی الجملہ ہر چند وہ جھگڑا اس طرح میر فرو ہوا کہ دیوانی خالصہ لطف اللہ خان کو اور صدارت افضل خان کو دی گئی لیکن طرفین کے دلمین گرہ پڑ گئی اور اصل سبب آشفتگی ارکان سلطنت اور بدنامی قطب الملک حسین علیخان امیر الامرا اور جماعہ سادات کا یہ ہوا ہے کہ فرخ سیر مطلق عقل سے بے بہرہ اور پست ہمت و نامرد تھا کمینہ بے ہنرون کو غیر لایق انعام دیتا تھا اسی سبب سے فرخ سیر بازاریون لچون کے روبرو مانند اعتقاد خان وغیرہ کے ممدوح تھا ورنہ لیاقت صوبہ داری کی کچھ بھی نہ تھی اور میر جملہ بکثرت طمع اور حسد کے کم لیاقتی مین کل افراد سے فوق رکھتا تھا اسد خان اور ذوالفقار خان کی سو برس کی کمائی برباد کر کے سادات کے پیچھے پڑا انہین چاہتا تھا کہ مرجع خلایق اور عمدہ سلطنت رہے اور قطب الملک بھی کثرت عیاشی سے آرام طلب ہو گیا تھا عنان اختیار راجہ رتن چند اپنے دیوان کے ہاتھ مین پکڑا دی تھی وہ شخص بسبب اقتدار اپنے کے اور وزارت مین پہونچتے ہی روز بروز زیادہ تر عداوت کرتا گیا جسکے نتیجہ سے چارسو برس کی سلطنت تیموریہ برباد ہوئی اور نیز سادات بارہہ کو داغ بدنامی لگا القصہ میر جملہ اور بادشاہ اور دیگر بدخواہون نے دونو بھائیون کے منافق ہونے مین تدبیرین کین امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو راجہ اجیت سنگہ راٹھور کے تنبیہ کو جسنے بعد وفات عالمگیر کے جودھپور کی مسجدین کھود اکر بتخانے تعمیر کرا دیے تھے اور بہادر شاہ مع اپنے بھائیون کے اوسکے لڑنے مین مصروف ہوا تھا اور بعد ازان واسطے استیصال جماعہ سکھان کے جنہون نے سرحد لاہور مین سرکشی کی تھی نہضت کی تھی مقرر فرمایا حسب الحکم مع بعض دیگر امرا کے

اس بدسگال کی گوشمال کو روانہ ہوا اجیت سنگہ اسکے سطوت سے گہبرا کر عیال و اطفال کو کوہستان دشوار گذار مین پہونچا کر اپنا ملک
خالی کر گیا اور باوجود تحریک حسین علیخان کی لڑائی سے باز رہکر وکلاے معتبر مع تحفہ لایق کے بہیجکر مستدعی عفو جرایم ہوا اسی ضمن
مین چونکہ حضور مین در اندازون نے فرخ سیر اور قطب الملک کے باہم فساد کرایا اور عبد الله کے قید کی فکر مین
تھے اوسکی تحریر مین امیر الامرا کے نام متضمن جلد واپس ہو آنیکی پہونچین ناچار حسین علیخان نے راجہ اجیت سنگہ کو
اطاعت اور ارسال پیشکش اور دختر پر واسطے فرخ سیر کے راضی کیا اور اسکی تعمیل کی بعد حضور میں آیا

زیادہ ہونا رنج کا فرخ سیر اور سادات کے ہمدگر مین

جب قطب الملک وزیر اعظم اور حسین علیخان امیر الامرا تھا کوئی امر جہانداری کا مانند منصب و اضافہ وغیرہ کے
بدون انکی استرضا کے ناممکن تھا اور میر جملہ کے حق مین جو صاحب دستخط تھا اکثر فرخ سیر کہا کرتا تھا کہ میر جملہ
میری زبان اور ہاتھہ کا مالک ہے لہذا مردم اوس سے رجوع ہوتے اور وہ بہی انجاح مرام کار انام سے
نیکنام ہوا تھا راجہ رتن چند دیوان قطب الملک کو یہ کینہ ہوا کہ کسواسطے میر جملہ سے رجوع ہوتے ہین جاری
نہین کرتا تھا اور جو اس سے رجوع ہوتا اپنے اور اپنے آقا کیواسطے نذرانہ لیکر اوسکا کام انجام کرتا اس سبب
سے بدنام ہوا اور قطب الملک کی حمایت سے زیادہ مغرور ہوا خلق الله کی کامرانی جو کہ میر جملہ کرتا تھا قطب الملک
اور امیر الامرا کو گران معلوم ہوتی تھی میر جملہ نے فرخ سیر کے حضور مین آکر شکایت کی کہ انکی پیشانی سے آثار نمکحرامی
پیدا ہین ایسی شکایت سے فرخ سیر کو مکرر قید کرنے کی فکر ہوئی اسی فکر مین کبہی سیر باغ اور کبہی شکارگاہ کو نکلتا
تھا ہر چند تمہید رنگارنگ جوڑتا مگر نامردی سے کچہ کام نکرتا تھا آخر کو خوب رنج و حسد بڑہا یہ بہی مشہور ہے کہ بادشاہ
کی والدہ بسبب عہد و پیمان کے جو کہ کلام الله کی ضامنی سے ہوا تھا اکثر اوقات انکے ارادہ فاسدہ سے امیر الامرا اور قطب الملک
کو آگاہی کر دیتی تہی اسی ضمن مین امیر الامرا نے کل ممالک دکہن کی صوبہ داری کی استدعا کی اور ارادہ کیا کہ بعد حصول مدعا
داؤد خان کو بدستور سابق ذوالفقار خان کے اپنا نایب مقرر کرے اور اوس سے کسیقدر رسالیانہ ٹہرا کر خود حضور ہی
مین رہے اور بادشاہ اور میر جملہ کی یہ مرضی تھی کہ خود دکن کو چلا جائے اور اوسکو منظور تھا کہ قطب الملک کو
تنہا چہوڑے آخر گفتگوے خشونت آمیز طرفین سے شروع ہوئی رفتہ رفتہ یہ حال ہوا کہ دونون بہائیون نے دربار داری
سے ترک کی اپنی حفاظت کو فراہمی سپاہ اور درستی مورچال مین مصروف ہوئے بادشاہ امراے خیر اندیش
میر جملہ اور محمد امین خان اور خاندوران سے خلوت مین شورہ طلب ہوا ہر روز تلون طبعی سے تدبیر اولٹی پلٹی
جاتی تہین اور اس خبر کے اشتہار سے غلہ کی گرانی ہو گئی بادشاہ و وزیر کے بیچ مین پیامبرونکی آمد و رفت تھی مگر بے سود
جب مدت تک یہی حال رہا والدہ بادشاہ نے قطب الملک کے مکان جا کر مطمئن کیا قرار ہوا کہ قلعہ مین سادات کا

بند و بست ہوا اسکے بعد دونون بہائی حاضر حضور شاہی ہوئے چنانچہ ایسی ہی تعمیل ہوئی قطب الملک
اور امیر الامرا حضور مین آئے عذر تقصیر کیا اور جو شبہہ کہ بادشاہ کیطرف سے دو تین متنفس نے پیدا کرادیا
تھا بیان کر کے کمر سے تلوار نکالکر روبرو رکہدی اور عرض کیا کہ اگر تقصیر وار ہین سر شمشیر حاضر ہے اور اگر
بنا بر حقوق خدمت ہمارا قتل نامنظور ہو منصب سے برطرف کئیے جاوین کہ اپنی راہ لین حج بیت اللہ کو
سدہارین اور اگر خدمت مین رکہنا منظور ہے ورانداز ون کے کلام اور حاسدون کی سخن انگیزی پر توجہ
نفرمائی جاوے آخر بنائی فساد اس پر رفع ہوئی کہ میر جملہ عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور امیر الامرا صوبہ ہا سے
دکن کے انتظام پر رخصت ہو لہذا میر جملہ عظیم آباد کو روانہ کیا گیا ظاہر مین تو خاطر داری سادات کی ہوئی
اور باطن مین گویا نائرہ فساد کو اشتعال کیا امیر الامرا کے واسطے فرمان صوبہ داری دکن صادر ہوا اور
نظام الملک کے برخاستگی کو بہی دکن سے تحریر کیٔی نظام الملک کو حضور مین طلب کیا اور لکہا کہ داؤد خان پنی
برہان پور مین جاکر انتظار امیر الامرا کا کرے جب وہ پہونچے جس کام کو حسین علی حکم دے بجالائے اور اسکے
استیصال مین ساعی ہو بعد فتح کل صوبہ ہاے دکن کا ناظم اور مورد الطاف شاہی ہوگا اسی عرصہ مین
شادی بادشاہ کی اجیت سنگہ کی لڑکی سے ہوئی ذکر اسکا عنقریب ہوگا بالفعل حال شورش گجرات کا
لکہا جاتا ہے جو کہ بسبب داؤد خان کے عدم تدین سے درمیان ہندو و مسلمان کے واقع ہوا

بلدۂ گجرات مین ہندو و مسلمان مین فتنۂ عظیم کا برپا ہونا داؤد خان افغان کی عدم تدین سے

سنہ احد جلوس فرخ سیر مین داؤد خان گجرات کا ناظم تھا آخر سال کو اسکی صوبہ داری مین یہ فتنہ ہوا جس رات کہ
ہندو لوگ ہولی جلاتے ہین کسی ہندو نے اپنے صحن خانہ مین جو کہ مسلمانون کے گہرون سے ملحق تھا ارادہ کیا
کہ ہولی جلاے مسلمان مانع ہوے ہندو نے اس زعم سے کہ اپنا گہر ہے ہولی جلائی دوسرے روز مسلمانون نے
وہی جہت اپنے گہر کی ہندون پر کر کے ایک گاؤ ذبح کی تمام ہنود محلہ مسلمانون پر ہجوم کر آئے مسلمان چونکہ
کم تھے بیتاب ہوکر گہرون مین جا چھپے ہندون نے ایک قصاب بچہ کو جو چودہ برس کا تھا قید کر کے گاؤ کے
عوض مار ڈالا شہر کے مسلمانون نے جب یہ دیکہا نداے عام دی ہزار پہٹان جو داؤد خان کے ملازم تھے مع سکنہ
شہر کے بے اجازت داؤد خان کے قاضی کے مکان پر آئے قاضی نے داؤد خان کے خوف سے جسکو رعایت ہندون
کی منظور تھی دروازہ بند کر لیا لوگون نے قاضی کا دروازہ توڑ کر گہر مین آگ لگا دی اور شریعت پناہ کو ہمراہ لیکر
دوکانات پہانک چوک سے آگ لگانا شروع کر دیا رفتہ رفتہ کپور چند جوہری کے مکان پر جو داؤد خان کا مصاحب
تھا پہنچ گئے اسنے اپنے محلہ کا دروازہ بند کرا کر بر قندازون کو لڑنے بہیجا طرفین سے چند لوگ مارے گئے شدت فساد سے

چند روز تک شہر کی دوکانات بند رہین جب مسلمانون کے خاطرخواہ تدارک ہوجب عبد العزیز عبد الواحد شیخ محمد علی واعظ جو کہ
فضیلت پناہ تھے مع مسلمانان شہر وغیرہ کے استغاثہ کے واسطے روانہ بیت الخلافہ ہوے جب شاہجہان آباد آئے
راجہ رتن چند نے بمقتضاے ہم مذہبی کے مسلمانون کو قید کیا اونکی فریاد کسی نے نہ سنی خواجہ محمد جعفر درویش
جو کہ صمصام الدولہ خاندوران کا حقیقی بہائی تھا اونکے حالات پر مطلع ہوکر خاندوران کی وساطت سی مسلمانان
محبوس کی رہائی مین ساعی ہوا شیخ محمد علی واعظ زیر احسان محمد جعفر ہوا اکثر رابطۂ اتحاد بڑہانے کو خواجہ مذکور کی
مجلس مین جاتا تھا اور اشعار حمد و نعت قوالون سے گواتا اور نہایت رغبت سے سنتا اور ہر وقت وعظ کے
حمد و نعت کے بعد چند فقرہ آیمۂ اثنا عشر کے مناقب مین زبان پر لاتا اسی وجہ سے شاہجہان آباد مین بہی
مفسدہ ہوا چاہتا تھا مگر بخیر گذشت انشاء اللہ حسب موقع ذکر کیا جاویگا چونکہ اجیت سنگہ نے اپنی دختر نیک اختر
کی سفارش کامل کی تھی شقہ بادشاہ کے جو متضمن قتل امیر الامرا تھے دکھلائے امیر الامرا شقہ ہاے شاہی
لیکر رانی کے احترام مین متعہد ہوا ہنگام تجدید عہود کے وہ شقجات بادشاہ کو دکھلا کے اسکی بہی عذرخواہی
ہوئی جب رفع کدورت ہوگئی جشن شادی مقرر ہوا یہ بات ٹھہری کہ بعد فراغت امیر الامرا بہی عازم دکن ہون کو

جشن شادی بادشاہی دختر راجہ اجیت سنگہ سے

محمد فرخ سیر نے حکم تیاری سامان نشاط فرمایا کارپردازان نے جھٹ پٹ اہتمام کردیا ادہر سے امیر الامرا
نے اسباب شادی دختر حسب رسم ہنود سرانجام کیا اوس شان و شوکت سے یہ شادی ہوئی کہ ہند اور دکن مین
کسی راجہ اور بادشاہ کے عہد مین نہوئی تھی شب پنجشنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷ ہجری کو بادشاہ امیر الامرا کے مکان پر
آیا عقد نکاح پڑہایا چراغون کی روشنی آرایش کی زیبائی آتشبازی کی لوجسقدر تھی اس صحیفہ مختصر مین گنجایش پذیر نہین ہوسکتی

ذکر مناقشہ شیخ عبد اللہ ملتانی اور خواجہ محمد جعفر کا

اس عرصہ مین شیخ عبد اللہ نامے ملتان سے دار الخلافہ مین آیا مسجد جامع مین وعظ کہا کرتا تھا اسکا معرکہ
رونق افروز ہوا کسی روز محمد جعفر کے دیکہنے کو گیا دیکہا کہ بعض مرید اوسکے پابوس ہو رہے ہین اور قوال لوگ
ابیات منقبت پڑہ رہے ہین شیخ کو ابیات مناقب کا سننا گران ہوا نصیحت کرنا شروع کی کہ سجدہ علاوہ خدا
کے دوسرے کو کرنا درست نہین اور سرود سننا بہی شرع مین ممنوع ہے اور استماع مناقب اہل بیت پیغمبر
صلعم بدون ذکر نام اور اصحاب کرام کے خلاف آیینِ اسلام ہے خواجہ نے درجواب کہا کہ فقیر لوگ بجز خدا
کے دوسرے کو جانتے نہین پس کیونکر دوسرے کو سجدہ کرینگے جن لوگون کو جوشش حقیقی سے ہر جگہہ

زمین بوس ہوتے ہین ہمارا کیا قصور ہے بہری یار کی ہر جگہہ رنگ و بو ہے ؛ جدہر دیکہتا ہون اودہر تو ہی تو ہے ؛؛
قوالون نے جو کچہ اپنے استاد سے پایا گاتے ہین مجکو منع سے کیا سود اب تم جو اشعار مناقب صحابہ کی بتلاؤگا یا کرین اس جواب
سے شیخ نے سمجہا کہ مذہب تشیع کی طرف مایل ہے آزردہ ہو گیا اور جامع مسجد مین بشمول وعظ کہا کرتا کہ جناب امیر المومنین
علی مرتضی علیہ التحیۃ ؛ ثنا و اخل آل عبا نہین اور علوی کو سید لکہنا چاہیے اور پنج تن پاک جو کہتے ہین خلاف عقیدۂ اہل سنت
ہے کیونکہ دوسرے صحابہ کیا ناپاک تھے اسیطرح مذمت مذہب امامیہ کی کیا کرتا خواجہ جعفر نے اطلاع پا کر پیغام دیا کہ وعظ
مین ایسی قیل و قال برخلاف رسم مذہب اہل سنت و جماعت کی ہے اگر فقیر خانہ مین آئیے یا دوسری جگہہ تجویز فرمائیے بیٹہے
روبرو فضلا کے کلام شریف مین دلیل کیجاوے جو کچہ آپکو دعوے ہو از روے کتب تصدیق کیجیے شیخ عبید اللہ نے
درجواب کلمات سخت کہلا بہیجے اتفاقاً اسی قربت مین چند مغلزادہ باوضع مع تسبیح اور خاک کربلا گردن اور
بازو مین لگائی جب وہ وعظ کہہ رہا تہا بہیئت مجموعی حاضر مجلس ہوئے اور نگاہ بد سے جانب شیخ نظر کرنے لگے اور
تین ہزار آدمی اوسکے پیروکار جو وعظ سن رہے تہے اس خیال سے کہ فرستادہ خواجہ قتل واعظ کو آئے ہین کلمات
زدش زبان پر لائے مغلزادون کو تاب نہ آئی مسجد سے نکل پڑے اونکے پیچہے ایک مندہ اجل رسیدہ
سپاہی وضع جو وعظ سننے کو آیا تہا اکر لوٹ گیا ایک مغل نے اس گمان سے کہ اونہین کے ساتہیون مین سے
ہے اوسپر حملہ کیا مندہ مذکور کو لوٹا اور موذن کو مار کر خود مارا گیا دو تین روز تک اوسکی لاش اس تحقیق کو
زیر مسجد پڑی رہی کہ کسکی لاش اور بہیجا ہوا کسکا ہے بعض متعصبان اور ہواخواہان شیخ عبید اللہ نے بوسیلہ بعض
مقربان درگاہ استغاثہ کیا کہ خواجہ کی یہ مراد ہے کہ اہلبیت کے دین مین خلل انداز ہو اور بہادر شاہ کے عہد مین کلمہ
وصی سے جو ہنگامہ ہوا تہا اسحال احتمال زیادہ تر ہے لہذا لازم کہ خواجہ کو شہر بدر کرایا جاوے شاہجہان آباد
کی گذرگاہون اور بازارون مین جہان مناقب ائمہ طاہرین پڑہ کر اوسکے فضایل بیان ہوتے تہے اس واقعہ کے
بعد ورق اولٹا بجز ذم روافض کے زبان پر نہ آتا تہا فرخ سیر نے شریعت خان کے ساتہہ جو کہ قاضی حضور تہا
اس بارہ مین سوال کیا قاضی نے کہا کہ خواجہ کی بد اعتقادی شرعاً ثابت نہین ہوتی اور جو کچہ شیخ عبید اللہ نے
کہا ہے مطابق کتب معتبرۂ اہل سنت کے نہین ہے مگر رفع گفتگو کو اگر خواجہ نقل مکان کرین مضایقہ نہین
خاندوران نے اس بات مین جو کچہ مناسب تہا خواجہ کی جناب مین عرض کر کے صلاح دی کہ چند روز مزار خواجہ نظام الدین
پر ٹہہرے تا کہ معاندان کی زبان ساکن ہو اور شیخ عبید اللہ کو کہا کہ کس مدعا سے اس شہر مین آیا اور بعد دریافت
مدعا دو تین روز سر انجام کر کے روانہ ملتان کیا

عبد الصمد کا بندا پیشوائے فرقہ سکہان پر فتح پانا اور اس فرقہ کا مجمل حال

سال پنجم جلوس مین مطابق ۱۱۲۸ہجری عبد الصمد کے زور بازو سے بندا نام اپنی سزا کو پہونچا تفصیل یہ ہے کہ فرقہ سکہہ

جو گرو گوبند کے پیرو اور ابتداے تولد سے بال نہین منڈواتے اکثر سیہ پوش او مسلح رہتے ہین ہر چند فرقہاے مختلف سے ہون
مگر جبتک راہ اختیار کی ہرگز بموجب قاعدہ دیرینہ ہنود کے ہمدگر مین احتراز اور پرہیز نہین کرتے اس مذہب کی پیدائش
عہد عالمگیر کے آخر مین ہوئی موجد اسکا گورو گوبند ہے جو نانک شاہ فقیر مشہور کے خلفا مین ہے مجمل احوال نانک شاہ
کا یہ ہے کہ اسکا باپ بقال قوم کہتری سے تھا عہد طفلی مین یہ شخص حسن فصاحت مین کیقدر استعداد خداداد رکہتا
تھا سید حسن نامی درویش صاحب کمال نے اسپر نظر توجہ فرمائی تربیت کرنے لگا اسکے فیض سے فی الجملہ شعور و
دانش حاصل ہوا اکثر حقایق او معارف پر اطلاع حاصل کی اور تعصب بزرگان چہوڑ کر اونہین بزرگان تصوف
پسند کا قول زبان پنجابی مین بذریعہ دوہرہ موزون کرتا تھا اوسکے شعر و کلام موزون ہو کر ایک کتاب بنی جو
گرنتھہ کے نام سے مشہور انام ہے اور اعتبار و کثرت بابر شاہ کے عہد مین میسر ہوا اس شخص کا گرنتھہ آجتک تعظیم
تکریم کے ساتھہ پڑہا جاتا ہے ازبسکہ کیفیت سے خالی نہین مقبول خلق خدا ہے اس مت کے فقیر اکثر مشابہ مسلمان ہندی
فقیرون سے ہوتے ہین اور اب بہی یہی صورت ہے اکثر مقامات پر ان لوگون کا ٹہکانا ہوتا ہے جسے اپنی اصطلاح
مین سنگت کہتے ہین اور اوس سنگت مین ایک مرشد اور اوسکے مرید ہوتے ہین بابا نانک کی اولاد دو لڑکون سے ہے
سری چند او لکہمی چند لکہمی چند دنیا داری مین پہنچا امیر و شکار کی توجہ ہوئی اتبک اوسکی اولاد ہے اور اسکے
خاندان مین صاحبزادگی ہے سری چند نے درویشی اختیار کی زن و فرزند سے گریزان اور باپ کی جگہہ پہ بیٹہا او سجادہ
نشینی بہی نہین کرتا تہا فقراے نانک شاہی جو مسلمانی ہندوستانی فقیرون سے مشابہ ہین اوسکے پیرو ہین ایک
خدمہ نانک شاہ کا انگہ نام بجاے نانک شاہ کے سجادہ آرا ہوا ۱۳ برس تک سجادہ پر رہا چونکہ لاولد تہا اور
اپنے مرید کو اپنا وارث کیا اسنے بائیس برس زندگی پائی باوجود اولاد اسنے اپنے داماد رامداس نام کو گدی دی سات برس
زندگی نے وفا کی بعدہ اوسکا لڑکا گورو ارجن چہبیس برس باپ کی جگہ مسند آرا رہا بعدہ اسکا بیٹا گورو ہرگوبند ادس
برس سال مرجع مذہب رہا بعدہ گورو ہرراے نبیرہ ہرگوبند بسبب مرجانے باپ دادے کے جگہ پر سترہ برس بہی مذہب کا
بعدہ اسکا فرزند گورو ہرکشن خوردسالی مین گدی پر بیٹہا تین برس زندگی کی بعدہ تیغ بہادر ولد گورو ہرگوبند گیارہ
برس ہنجار بکر امراے عالمگیر کا قیدی ہوا سنہ [illegible] ہجری مین مطابق سنہ عالمگیری کے حسب الحکم بادشاہ کشتہ ہوا
اور گوبند ولد تیغ بہادر بجاے پدر مسند آرا ہوا مدت تک ریاست کا سجادہ نشین ہشتم کے جسکا نام تیغ بہادر تہا بہت
سے پیروکار پیدا ہوے صاحب اقتدار ہو گیا کئی ہزار آدمی اوسکے ہمراہ گہومتے تہے اسکا ہم عصر حافظ آدم نام فقیر جو شیخ احمد
سرہندی کے مریدون مین تہا اکثر لوگ اسکی طرف رجوع ہوئے اب دونون نے جبر و تعدی سے اخذ زر شروع کر دیا
تیغ بہادر ہندؤن سے اور حافظ آدم مسلمانون سے روپیہ لیتا تہا وقایع نگارون نے عالمگیر کو لکہا کہ دو فقیر ایک
ہندو دوسرا مسلمان ایسی ایسی حرکات کرتے ہین کیا عجب کہ اگر قدرت حاصل ہو جائے خروج پر آمادہ ہون

عالمگیر نے اس خبر سے حاکم لاہور کو فرمان بھیجا کہ دونونکو گرفتار کرکے حافظ آدم کو اٹک اور بیٹیا ورکے اوسطرف چھوڑ دین اور یہ لکھین کہ پھر اسطرف عود کر سکتا ہے اور تیغ بہادر کو قید رکھین حسب الحکم تعمیل ہوئی مگر تیغ بہادر کے ہمراہی فقیرانہ وضع سے گھومتے تھے جب عالمگیر نے رحلت کی اور بہادر شاہ کو سلطنت ملی اخیر عہد عالمگیری مین گورد گوبند تیغ بہادر یعنی باپ کی جگہ پر مسند آرا ہوا مشیران مذہبی کو آہستہ آہستہ سے فراہم کیا اور سلاح اور گھوڑی فراہم کرکے ہمراہیون کو حصہ لگا دیا کسیقدر رانشمہ پیر اٹکانے لگا بموجب حکم شاہی فوجدار لوگ اونکے تنبیہ پر آمادہ ہوئے اوسنے بھاگ کر پناہ لی دو لڑکے اوسکے قید ہوکر مارے گئے جب چاہا کہ اپنے عیال واطفال کے پاس پہونچے حکام سہرند کے سبب سے عبور مشکل ہوا بعض افاغنہ سے یہ وعدہ ہوا کہ اگر مکان پہونچاوین زر خطیر معاوضہ مین دیا جائے افاغنہ اونکو اپنے طریق پر لباس پہنا کر اور ڈاڑہی مونچھہ کی وضع بنا کر راستہ مین ہاتھ م لے چلے جو کوئی پوچھتا کہتے ہمارا پیر راجہ ہے جب جاے مقصود مین پہونچے اور دلجمعی حاصل ہوئی اگلا چال چلن اختیار کیا اور اپنی مریدون کو بہی بلا کیا کسیقدر بیہوشی طاری ہوئی اور اسی حال مین انتقام فرزندان کے گھات مین رکھکر جان بحق ہوا اسکے بعد بندا بجاے گورو گوبند کے خاندان افروز ہوا اسکو بڑا اقتدار حاصل ہوا چونکہ اسکے دل مین قتل تیغ بہادر اور گورو گوبند کی اولاد کا تھا مسلمانون کے سر پر تباہی لانا شروع کی جسے پایا قتل وخوار کرتا حتی کہ مسلمانی حاملہ عورتون کے شکم پہاڑ بچہ نکال کر مارتا بہادر شاہ نے یہ بدعت سنکر فوج شاہی تادیب کو مامور فرمائی یکبار خانخانان منعم خان نے تیس ہزار سوار سے کوہ گڑہ مین محصور کیا لیکن مہم کی خوش انجامی نہوئی دوسری مرتبہ محمد امین خان واعز خان ورستم دلخان وغیرہ نے محصور کیا الا ناکام رہے بندا بہت کم فوج شاہی سے مقابل ہوتا تھا اکثر بطور قطاع الطریق کے گھوما کرتا تھا جہان قابو پاتا استیصال اسلام مین قصور نکرتا ہنوز یہ جھگڑا تمام نہوا تھا کہ بہادر شاہ نے دنیا کے جھگڑے سے خلاصی پائی لاہور مین جیساکہ ذکر ہوا شاہزادون کے باہم مقابلہ رہا کسی ڈسکھونکی خبر نلی اس سبب سے بندا کا اور بہی اقتدار ہوا جب معزالدین مارا گیا اور فرخ سیر کے قبضہ مین عنان سلطنت آئی تنبیہ بندا کے واسطے مسلم خان صوبہ دار لاہور کو حکم کیا مسلم خان اوسکے لڑنے کو نکلا مگر شکست کھا کر لاہور کو واپس ہوا اب بندا کو نخوت ہوئی بہ نسبت سابق کے زیادہ تر مسلمان آزاری پر کمر باندہی اسی عرصہ مین بایزید خان نام فوجدار سہرند بارادۂ درستگی بندا کے قصبہ مذکور سے برآمد ہوا اپنے لشکر مین ٹہر اتھا وہ نماز مغرب کے وقت چند آدمیون کے ساتھہ خیمہ علیحدہ مین نماز پڑہ رہا تھا کہ کسی سکھہ نے صبح کے وقت عین غفلت مین خیمہ مذکور مین آکر بایزید خان کو مار ڈالا اور خود صحیح وسالم ہمراہیون سے جا ملا جب یہ خبر حضور مین آئی عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ تورانی صوبہ دار کشمیر کو حکم ہوا کہ بندا کی بیخ کنی کرے اور لاہور کی صوبہ داری اسکے لڑکے زکریا خان کو عطا ہوئی فخر الدین خان ولد اعتماد الدولہ محمد امین خان واعز خان وغیرہ فوج مغلیہ اور رسالہ شاہی اور راجہ یان

اور توپخانہ وغیرہ اوسکی مدد پر تعینات ہوے عبد الصمد خان بموجب ورود حکم وسند عازم لاہور ہوا عارف خان
اپنے چیلہ کو شہر کی نیابت پر بہیجا اور خود مع فوج سیر و شکار کے اوسکی لڑائی کو روانہ ہوا فوج ولایتی نے اپنے تیغ
سر چنگال سے بندا کو خوب نوچا بندا نے وہ تیز دستی دکھلائی جس سے یقین تہا کہ قریب مغلون کی شکست ہو لیکن فضل
الٰہی نے اپنا کام کیا کہ وہ قصبہ گورداس پور مین جہان اوسکا مسکن اور آبادی اور اسباب سے ماموری تہا پہونچکر محصور
ہوا عبد الصمد خان نے ایسا سخت محاصرہ کیا کہ ایکدانہ قلعہ مین پہونچنے کی راہ تہے جب مدت گذری اور انبار خانہ مین
کچھ باقی نرہا نایابی ماکولات سے گہوڑے گدہے گای وغیرہ ممنوعات مذہبی کہانے لگے لیکن تعصب کے زور سے اعانت
نامنظور تھی جب کہ تعفن بہی حد درجہ کو پہونچی بعضے گرسنگی اور اخیر کے مرض مین رگہراے ملک فنا ہوے اور اکثرون
نے استدعاے امن و امان اور لشکر مین آنے کی کی عبد الصمد نے ایک نشان میدان مین گاڑ دیا اور حکم فرمایا کہ بے
سلاح اوسکے نیچے جمع ہون بیچارون نے چار ناچار قبول کیا حاضر آئے بعد احضار عبد الصمد نے سب کو قید کر کے
سرداران لشکر کے حوالہ کیا کہ اونہون نے گورداس پور کے نیچے جو دریا بہتا تھا اوسکے کنارے ہر ایک کو دریاے
عدم کے کنارے لگایا اور اوس فرقہ کے روسا اور مشاہیر کو تنگی بیٹیہ اونٹون پر سوار کراکر کاغذی ٹوپی سر پر اور پیرون مین زنجیر
وسلاسل ڈالکر قاصد لاہور ہوا اسی صورت سے اون مغرورون کو در تشہیر سواری لیے ہوے داخل شہر ہوا
باسند خان کی مان جو لاہور مین تھی اس خبر سے شادمان ہوئی اور سر راہ چہت پر بیٹہی آدمیون سے کہا کہ جب میری
لڑکے کا قاتل کہ جسنے اپنی قوم مین نارسنگہ نام پایا ہے آے مجہی تبلا دیجیو جب وہ آیا لوگون نے اوس ضعیفہ کو
خبر دی اوسنے عداوت کی راہ سے جب وہ نزدیک آیا ایک پتہرا اوسکے سر پر بارادہ پہینکے کہ گتے جان سے درگذرا
عبد الصمد نے اس خبر کے سنتے ہی سکہون کو گہوڑے گدہے کی جہولین پہنا کر مخفی کیا تا کہ اکثر مارے جانے سے
محفوظ رہین اور سر بادشاہ کے حضور مین لیجاے اور چند روز کے بعد بدستور اون لوگون کو قمر الدین خان ولد
محمد امین خان اور اپنے لڑکے زکریا خان کے ہمراہ دار الخلافہ کو روانہ کیا جب شاہجہان آباد کے نزدیک پہونچے
فرخ سیر نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے فرمایا کہ بیرون شہر جا کر بندا کو سیہ کلاہ اور رو سیاہ کر کے سواری فیل اور
دوسرون کو اونٹ اور گدہون پر لادو سرون کو نیزہ پر رکہکر شہر مین لاے بعد احضار کے بندا کو مع دو لڑکون کے
حکم حبس ہوا اور دوسرون کے نسبت ارشاد ہوا کہ روز مرہ سو نفر ایک دوسرے کے روبرو چبوترے کوتوالی اور
راستہ بازار مین قتل ہوا کرین حسب الحکم تعمیل ہوئی عجب بات یہ ہوئی کہ مرنے کیواسطے ایک دوسرے پر تفوق
چاہتا تہا بلکہ جلاد کی منت کرتے تہے جب وہ گروہ مارا گیا بندا کے لڑکے کو اوسکی زانو مین اوسکے ہاتہ سے
ذبح کرایا آخر کار زنبور آہنی گرم کر کر اوسکے بدن کو داغ دیا اور بنہایت تکلیف سے جان لی گئی کہتے ہین کہ
محمد امین خان نے پہر اس سے کہا کہ تیرے چہرہ سے آثار خردمندی کے نمایان ہین یہ کیا تیرے دل مین آئی کہ

چند روز سے دنیا و آخرت کا وبال لیا بندا نے دیجواب کہا کہ جب تمرد اور عصیان خلق اللہ کی حد سے گذرتی ہے قادر قدیر
مجھ آیسے ظالم کو اختیار مین اوسکی مکافات دیتا ہے اور اس حیلہ سے جزا دلاتا ہے بعد ازان تم ایسے سے اوسکی سزا دلاتا ہے

کوچ کرنا امیر الامرا حسین علی خان بہادر کا دکن کو اور داؤد خان پنی پر فتح پانا

قبل اسکے مذکور ہوا ہے کہ امیر الامرا نے بعد روکنے میر جملہ کے حضور سے عزم دکن کیا تھا چند روز بعض مرادون کو
متوقف رہا بعد فراغ کل امور کے عازم دکن ہوا بادشاہ کو عرضداشت کی کہ اگر قطب الملک کے ساتھ کسیطرح کی
بدمعاملگی یا برخلاف نمائی ظہور مین آئی بیس روز کے عرصہ مین بندہ حاضر درگاہ ہو جائیگا بعد رخصت امیر الامرا کے
بادشاہ نے داؤد خان کو جو صوبہ دار احمد آباد اور افغان شجاع مین تھا اور دکن کے سرداران مرہٹہ سے
نہایت اتحاد رکھتا تھا صوبہ داری برہانپور پر مقرر کیا اور متواتر حکم بھیجا کہ برہانپور مین آکے امیر الامرا حسین علیخان
کی اطاعت نکرے بلکہ اوسکے استیصال مین ساعی ہو در صورت تعمیل حکم کے دکن کی کل صوبہ داری عطا
ہوگی داؤد خان نے برہانپور پہونچکر دم استقلال مارا امیر الامرا نے آگاہ ہوکر پیغام دیا کہ بادشاہ نے کل صوبجات دکن
کے ہمسے متعلق ہین لہذا لازم ہے کہ جادہ فرمانبری سے منحرف ہوکر استقبال کو آے ورنہ بادشاہ کے حضور مین
چلا جاے اور فتنہ و فساد برپا نکرے داؤد خان نے ان دونون باتون سے انکار کرکے برہانپور سے برآمد ہوا اور
باہر خیمہ کھڑا کرکے امیر الامرا کی اطاعت سے صاف باغی ہوگیا اور سرداران مرہٹہ سے ایک شخص نیماجی سندیہ
بہادر شاہ کے زمانے سے ہفت ہزاری تھا اور پرگنات پر حاصل اورنگ آباد کی اوسکی جاگیر مین تنخواہ تھی بلایا اور
وہ حاضر ہوکر خیمہ زن ہوا سنہ جلوس واقع رمضان کو امیر الامرا نے پہونچکر پند و نصیحت فرمائی مگر سودمند نہوئی
نوبت شمشیر پہونچی امیر الامرا نے بیس ہزار سوار سے صف آرائی کی اودہر سے داؤد خان مع ہمراہیان رستمی فروش کے
نمودار ہوکر رزم کنان ہوا ایک بھاری لڑائی زور آزمائی ہوئی طرفین سے جوانمردی دکھلائی گئی بے سر و پا سر
ہر اوتاد سے جاتی تھی مردان جرار زخمہاے خونبار سے رشک گلزار تھے بدنہاے ناز پرور نے گرانی روح سے
سبکدوشی پائی سرون نے نیزون پر چڑہائی کی گردنین تلوار نے رسائی پائی داؤد خان نے دعوی مقابلہ مین
فیلبانان کو حکم دیا کہ امیر الامرا کے ہاتھی کے برابر لیجاے لہذا باوجود مارے جانے ہیرا من ہراول کے داؤد خان
امیر الامرا کے توپخانہ پر گرا حسین علیخان کے لشکر مین قیامت برپا ہوئی سیکڑون تہ تیغ ہوے داؤد خان مع چند
نفر کے جو برابر امیر الامرا تھا دو تین سو پٹہانون سے تیر افگنان چلا آتا تھا ہر گوشہ مین امیر الامرا کی تلاش تھی
قصد یہ تھا کہ بہر صورت حسین علیخان بہادر تک پہونچے امیر الامرا کے لشکر مین عجب تہلکہ پڑ گیا رستم بیگ
اور محمد یوسف داروغہ توپخانہ اور رسالت خان وغیرہ نے جانفشانی کی اور خانزمان و عالم علیخان مع دیگر امرا کے

مجروح ہوئے اس لڑائی مین میر مشرف جو کہ امیر الامرا رفیق اور عمدہ سردار تھا اور اوس روز سراپا آہنی پوشش ہوا تھا داؤد خان کے مقابل ہوا داؤد خان نے تیر چلایا اور چلایا کہ عورات کے طرح سے کیا منہہ چھپایا ہے چہلم اوٹھا تا کہ چہرہ نظر آئے یہ سخن اس سبب سے تھا کہ خود بذاتہ زرہ وغیرہ نہ پہنے تھا وہ تیر آیا سخت گلے مین چسپان ہوا کہ بڑے وقت سے نکلا اور میر مشرف سرنگون ہودج مین گر پڑا داؤد خان کے فیلبان نے دو تین کہاٹ میر مشرف کے پیٹہ پر اس چالاکی اور چستی سے مارے کہ تا حیات ہر مجلس مین یاد کرکے ذکر کرتا تھا اوسیوقت میر مشرف کے فیلبان نے اپنا ہاتھی علیحدہ کیا اس صدمہ عظیم کے دیکھنے سے تمام فوج امیر الامرا کی اس خیال مین ہوئی کہ میر مشرف کا کام تمام ہوا داؤد خان قریب امیر الامرا کے پہونچا نہایت ہراس پیدا ہوا نزدیک تھا کہ شکست فاش ہو بلکہ اکثر کنارے ہوئے بجز سرداران جانباز کے جمع قفیر کے پیر او کہڑ گئے اس زد و خورد مین داؤد خان گولہ کے ضرب سے جان بحق تسلیم ہوا فیلبان نے اوسکے مرنے پر مطلع ہوکر ہاتھی کو پہیرا باقیماندون نے راہ فرار لی امیر الامرا نے شاہیانہ بجائے داؤد خان کے سواری کا ہاتھی دوبارہ طلب کیا جب حاضر آیا اوسکی لاش کو ہاتھی کے دُم سے باندہ کر شہر مین گشت کرایا اور بینا جی سندہیہ جو کہ میدان سے بہاگ کر طرفین مین سے کسی ایک کی فتح کا امیدوار تہا اوسنے مبارکباد کو حاضر ہوا اور نذر تہنیت پیش کی اوسکے ہمراہیون نے داؤد خان کا مال و اسباب خوب لوٹا اور اوسکے گہوڑے ہاتھی امیر الامرا کے سرکار مین منضبط ہوئے اونمین سے چند فیل مدت کے بعد حضور شاہی مین پہونچے

نقل عجیب

کہتے ہین کہ صوبہ داری گجرات کے زمانے مین کسی زمیندار کی لڑکی مسلمہ ہوکر داؤد خان سے منعقد ہوئی تھی اوسے سات مہنے کا حمل تھا جب واقع داؤد خان پر گذرا بروقت رخصت داؤد خان کے اوسکا جمدہر لیا تھا جب یہ بد خبر پائی اس احتیاط سے اپنا پیٹ چاک کیا کہ بچہ صحیح و سلامت امانت چھوڑا جب امیر الامرا کی فتح کی خبر فرخ سیر کو پہونچی بڑا رنج ہوا قطب الملک سے فرمایا کہ ایسے سردار شجاع نامی کو بیجا قتل کیا اوسنے عرض کی کہ اگر میرا بہائی مارا جاتا تو کیا موجب رضا بے حضرت تھا

بہاگنا میر جملہ کا صوبہ عظیم آباد سے بسبب بے عقلی و نامردی کے اور نفاق شدید پیدا ہونا سادات اور فرخ سیر کے ہمدگر

فرخ سیر نے اوایل سال پنجم اپنے جلوس کے حکم دیا تھا کہ اٹھہ ہزار سوار نوکر ہون اور تا تقرر جاگیر مقرر ہوا تھا کہ پچاس روپیہ درماہہ نقدی لیا کرین یہ گروہ سال بھر کی طلب سرکار مین رکہتے تھے اور کوئی فقط جاگیر کی امید پر

خدمت گذار تھے ناگہان انکی برطرفی کا حکم ہوا بخشیون نے اوس گروہ کو جواب دیا اونہین دنون مین میر جملہ جو عظیم آباد کا
صوبہ دار تھا اسکی بد انتظامی و بے تدبیری سے سپاہ کی طلب ملی جماعہ مغلیہ نے رعایا پر جور و جفا شروع کی میر جملہ کی
بڑی بدنامی ہوئی باوجودیکہ بہت سا روپیہ خزانہ سرکاری سے خرچ کیا مگر تنخواہ سپاہ کینہ خواہ کی بہ باقی تھی اسکا لاچرم
اپنے ملازمان سے پوشیدہ محافہ مین بیٹھ کر دار الخلافہ کو بھاگا اور عظیم آباد سے سیندرہ روز مین وقت شب قلعہ شاہی
کے دروازہ پر پہونچا اتفاقاً اون دنون مین خبرین متوحش مشعر فتح کرنے قطب الملک کے اوڑی تھین اور فی الحقیقت
بادشاہ ارادہ بدی کا سادات سے رکھتا تھا اور عوام مین شہرت تھی کہ بادشاہ نے میر جملہ کو بھی اس کام کے لیے طلب
کیا تھا اسی وقت مین آپہونچا پر یا دہتر بادشاہ کی بدنامی اور میر جملہ کی مطعونی ہوئی میر جملہ اس حرکت سے خجل ہوئین
آزردہ پایا قطب الملک کے پاس جا کر عجز و انکسار کیا اور عفو جرایم کا خواستگار ہوا لیکن یہ سب باتین مکر و فریب تجویز
ہوئین تاکہ وزیر اسیر ہو ہمیشہ آٹھ ہزار سوار مع دیگر مغل کے جو برطرف ہو گئے تھے فراہم ہو کر محمد امین خان بخشی اور
خاندوران نایب امیر الامرا اور میر جملہ کے مکان پر جا کر تقاضاے طلب کرتے تھے ان لوگون کے ہتیار بند امراے
مذکور کی حویلی پر جانے سے لوگون کو شک ہوئی کہ فتنہ جویون کی سازش سے ہے ایسے شور شو نسے قطب الملک
فوج جمع کرنے مین مصروف ہوا اسکا بھائی عزت خان جو اوسوقت مین نارنول کا فوجدار تھا مع فوج بارہہ تازہ
لازم کے قطب الملک کے پاس آیا پانچ چھہ روز تک برخاست شدہ اور مغل کے افواج کا ہجوم بازار مین تھا
قطب الملک کے بھی سردار لوگ مسلح پھرا کرتے تھے میر جملہ نے ازبسکہ خوف کہا یا محمد امین خان کی پناہ مین جا چھپا
سر رشتہ کار ہاتھہ نہ آتا تھا ہر طرف سے گھبرایا تھا باوجودیکہ میر ذو الفقار خان بہادر اور حسین علیخان بہادر اور قطب الملک
سے دعوے برابری تھا مگر نام دہی سے گھبرایا سب کچھ بھولا چار ناچار فرخ سیر نے رفع اتہام کے لیے میر جملہ کو معتوب
اور صوبہ عظیم آباد سے بدل دیا سربلند خان عظیم آباد کا صوبہ دار ہوا اور میر جملہ نے پنجاب کو رخصت پائی چونکہ باطن
صاف نتھا مکر و فریب کا خیال دلون سے دور نہوتا تھا جسوقت بادشاہ سیر و شکار کو جاتا قطب الملک کے پکڑنے کا غلغلہ پڑجاتا اور
قطب الملک متوحش فوج کی بھرتی مین مصروف تھا

جملتہ الملک اسد خان آصف الدولہ وزیر عالمگیر کا انتقال کرنا

فرخ سیر کے چھٹھوین جلوس کو مطابق ١١٢٩ ہجری کے اسد خان آصف الدولہ جو رانوے[٩٤] برس کا ہو کر جنت کو راہی ہوا
یہ شخص خاتم الامراے ہند تھا صفات حمیدہ اور مراحم اخلاق اور علو قدر وغیرہ جو کچھ چاہیے رکھتا تھا آخیر وقت تک
کسی لعراسکے لیے دست بسر نہوا کافہ انام اوسکے مشکور تھے دنیا مین نیکنامی سے بسر کرتا گیا عمدہ بات سے ہے سہ
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے ٭ یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے ٭ مشہور ہے کہ ذو الفقار خان امیر الامرا محمد فرخ سیر کے

ملازمت کو راضی نتھا بلکہ دوبارہ ڈھونڈا اتفاق معز الدین ارادہ جنگ رکہتا تھا بعد اصرار پدر کے ملازمت مین آیا جب ذوالفقار خان کے
توسل سے ملاقات کرنے مین فرخ سیر کی بیرحمی سے مقتول ہوا اس شخص نے اپنے بیٹے کے مرنے کی تاریخ کہی ذوالفقار خان کا
نام اسمعیل اور اسد خان کا نام ابراہیم تہا ؎ ہاتف شام غریبان با دو چشم خونفشان + گفت ابراہیم اسمعیل را قربان نمود
کہتے ہین کہ اس شخص کے مرض الموت مین فرخ سیر نے کسی معتمد کو عیادت اور معذرت کے لیے بہیجا کہ افسوس تمہاری
قدر نجانی اب بجز ندامت کے کیا حاصل اگر دربارہ سادات کے کوئی صلاح دیجیے اشفاق سے بعید نہو گا اوسنے جواب دیا
کہ تمسے غلطی عظیم واقع ہوئی جسطرح ہمارا خاندان برباد ہوا ہے اوسکا عوض باقی ہو اب جسقدر ممکن ہو سادات
کیساتھہ سلوک نیکو رنجیدہ نکرنا کہ تمہاری قبضہ اختیار سے عنان اقتدار جاتی رہی ہے

زیادہ ہونا منازعات کا بادشاہ اور سادات مین

فرخ سیر مصاحبان ہواخواہ کے شورہ سے جسکو چاہتا ملک دکن کی خدمت و منصب عطا فرماتا امیر الامرا اسکو
موجب اپنے سستی کا سمجھکر بطائف الحیل مین ٹالکر کچہ دخل ندیتا اور اونہین خدمات پر اپنے ہمراہیون کو بہیجتا
اس وجہ سے عناد کی افزایش ہوتی گئی حضور مین بہی قطب الملک کے ساتھہ یہی معاملہ ہوا کرتا راجہ رتن چند
قطب الملک کا دیوان اپنے آقا کی حمایت مین مغرور ہوکر کل دفتر بادشاہی مین دخل دیتا اور متصدیان حضور کو
کچہ بہی دخیل نہونے دیتا تہا مالی و ملکی مقدمات مین دیوان خالصہ [illegible] اجارہ محالات کا رتن چند
کی تجویز سے ہوتا تہا اعتصام خان جو خاندوران کی تجویز سے دیوان خالصہ ہوا تہا اور راے رایان جہان شاہی کو
جسے دیوان تن کیا تہا دونون ناچار تہے کہ کیونکر رضاجوئی بادشاہ اور قطب الملک کی کرین اعتصام خان کو کسیقدر
بادشاہ سے اور راے رایان کو قطب الملک سے زیادہ التفات تہا اس وجہ سے دونوکو معتوب اور معزول کرنا
واجب ہوا تہا ناگہان عنایت اللہ خان جو اول جلوس فرخ سیر مین بعد کشتہ ہونے اپنے لڑکے ہدایت اللہ خان
کے معتوب ہوکر کعبہ کو گیا تہا واپس آیا فرخ سیر نے برہمی اوضاع سلطنت اور ہواخواہان کی حماقت سے نادم اور
امرا سے بہادر شاہی اور عالمگیر کا نظر سے گرانا غلط فاش جانتا تہا عنایت اللہ خان کا آنا مغتنم جانا سرفرازی منصب اور
اضافہ سے دلجوئی کرکے مصروف خدمت کیا اس وقت مین اعتصام خان پاسداری طرفین اور ارباب طلب
کی خجالت سے مستعفی ہوا صوبہ داری کشمیر اور دیوانی تن کی تجویز عنایت اللہ خان کی نام ہوئی خان مذکور قطب الملک
کے ڈر سے انکار کرتا تہا اور قطب الملک اوسکی سخت گیریون سے جو عالمگیر کے زمانے مین دیکہی تہین راضی نہوتا تہا
اخلاص خان نومسلم بہادر شاہی نے جو مرد فاضل دانشمند تہا اور بنظر منازعت ترک خدمت کرکے تاریخ فرخ سیری
لکہا کرتا اور قطب الملک کا ندیم تہا طرفین کو اس فعل پر رضامند کیا کہ عنایت اللہ خان بدون اطلاع عبد اللہ خان کے

کوئی امر حضور مین نہ عرض کرے اور نہ تجویز مخاصمت کرے اور راجہ رتن چند محالات خالصہ بادشاہی مین دخیل ہو
چونکہ قطب الملک بسبب بیدماغی بادشاہ اور اپنے عیاشی کے دستخط وغیرہ امور وزارت سکے انصرام کو کچہری
مین نہین بیٹھتا تھا اور خلق اللہ کا کام انجام نہین ہوتا تھا لہذا عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ دو بار ورنہ ایکبار
قلعہ مین کچہری فرماکر انجاح مرام کیا کیجے اسکی عرض قبول ہوئی چند روز اسی رنگ سے بسر ہوئی عنایت اللہ خان
نے باوجود شعور رتن چند کے برخلاف اخذ جزیہ کو حکم دیا اور نیز چونکہ خواجہ سرا اور کشمیری اور ہندو ون نے سازش
اور تغلب اور زبردستی سے بڑے بڑے منصب اور جاگیرات سیر حاصل پر متصرف ہوکر دیگر مردم پر عرصہ جاگیر
تنگ کرادیا تھا چاہا کہ از روے توجیہ کے ہنود وغیرہ کا منصب کم کرے یہ امر راجہ رتن چند وغیرہ مدار المہامان دفتر کو
ناگوار گذرا قطب الملک سے مستغیث ہوئے الغرض اس حکم سے راضی نہوا کل ہنود وغیرہ عنایت اللہ خان کے
عدو ہوگئے ایسی کاوشون سے جو اقرار کہ درمیان قطب الملک اور عنایت اللہ خان کے ہوا تھا شکست ہوگیا ایس مین
رنجش نمود ہوئی اسی کج بحثی مین کوئی متوسل رتن چند کا جو محال خالصہ مین عامل تھا واسطے فہمائش حساب دیوانی کے
آیا زر خطیر اوسکے ذمہ باقی تھا عنایت اللہ خان نے وصول زر کو قید کیا مگر رتن چند نے رہائی دی لیکن بے سود ہوا
ایکروز عامل مذکور قید سے مفرور ہوکر رتن چند کے گھر مین پناہ پذیر ہوا عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے عرض
حال کرکے چیلون کو واسطے لانے عامل مفرور کے تعین کردیا گفتگو سے فساد انگیزی کی نوبت پہونچی بادشاہ نے
بکمال غصہ سے قطب الملک کو حکم دیا کہ رتن چند برطرف کیا جاوے لیکن تعمیل نہوئی اور عمدہ جز اس فساد کی
یہ ہے کہ چورامن جاٹ زمیندار عمدہ صوبہ اکبرآباد کا تھا اور جسکے باپ دادے ہمیشہ سے مصدر شر و فساد تھے اوسکی تنبیہ کو
اوایل ماہ شوال ۱۱۲۹ھ ہجری کو راجہ جے سنگہ سوائی خطاب راجہ دہیراج اور اضافہ اور انعام جواہر و فیل و کئی
لکہہ روپیہ نقد سے سرفراز ہوکر مقرر ہوا اور سید خانجہان قطب الملک کا خالو جے سنگہ کے پیچھے بطور کمک روانہ
کیا گیا اور چند مہینے کے بعد خانجہان بھی جا پہونچا مگر یورش ہوئی طرفین سے زور آزمائی رہی ایک برس کے
محاصرہ مین چورامن تنگ ہوا فتح و ظفر کی قریب امید تھی کہ چورامن نے اپنا وکیل قطب الملک کے پاس بہیجکر
استدعاے صلح باقرار ادائے پیشکش و حاضری حضور کی اور اس درخواست مین راجہ جے سنگہ سوائی سے
کچہ خبر نہ پائی کہ مقدمہ اوسکا سرسبز ہوگیا جے سنگہ شکستہ دل ہوکے حضور مین آیا بادشاہ بہی بشدت تمام آزردہ ہوا
چورامن متصل شاہجہان آباد کے قطب الملک کی ہمسائگی مین قیام پذیر ہوا ایکمرتبہ چورامن نے ملازمت کی
بادشاہ اس مصالحت سے نہایت دل آزردہ تھا لہذا دوسری ملازمت کو راضی نہوا اسی وقت مین دکن کی شورش اخبار گوش زد ہوکر موجب
آشوب جہان ہوئی

امیر الامرا حسین علیخان بہادر کی سرگذشت جو دکن مین گذری اور جسکے نتیجہ مین

تمام ہندوستان مخزن شر و فساد ہوا

جب امیر الامرا نے داود خان پر فتح پاکر اورنگ آباد کی راہ لی اور ملک دکن کا بندوبست ہو چکا خبر ملی کہ کہندو دہاریہ سپہ سالار عمدہ راجہ ساہو نے بموجب ضابطہ کہ بعد انتقال عالمگیر کے بسبب ہجوم مرہٹہ اور دوری بادشاہ کے ایک ایک سردار مرہٹہ دکن کے ہر صوبہ مین بطور صوبہ دار تہا اور زر حاصل کی چوتہ وصول کرتا تہا تہانے اوسکے قبضہ مین صوبہ خواندیس ہے اور بندر سورت کے مابین چہوٹی چہوٹی گڈہیان بنا کر مقرر کیا ہے کہ جو قافلہ ادہر سے گذرا بشرط ادائے چوتہ سلامت رہا ورنہ لوٹ لیا جاتا ہے اور مردم قافلہ فی نفر کسیقدر زر دیکر رہائی پاتے ہین اس خبر کے پاتے امیر الامرا نے ذو الفقار بیگ بخشی کو تین چار ہزار سوار اور اسیقدر برقنداز ون سے اوسکی سزا کو روانہ کیا جب ذو الفقار بیگ کویل سے اورنگ آباد اور خاندیس کے درمیان مین گذرا کہندو دہاریہ خبر پاکر اٹھہ ہزار سوار جنگی اور پندرہ سولہ ہزار سپاہی سے بگلانہ اور رکالنہ کی سرحد پر اورنگ آباد کے پچہم رخ ستر کوس پر واقع ہے آنکلا ذو الفقار نے جیو نہین چاہا کہ دہاوا کرے دہاریہ نے فرار اختیار کیا بخشی مذکور کو جنگل سخت جہوڑ مین لے گیا ہر چند ہر کارون نے کہا کہ یہ مکان قابل تعاقب نہین غرور شجاعت نے کان بہرے کر دیے کچہ نسنا یکایک اسپر تین جانب کہندو کے برابر پہونچا کہندو نے اول مقابلہ مین بطور دکنیان کے بہاگا اور چار پانچ سو ہمراہی کے دکہلانے سے فوج بخشی اودہر کو متوجہ ہوئی دوسرے روز بہت مجموعی اگرچہ چارو طرف سے دبا لیا لٹک کی راہ نرہی ذو الفقار بیگ پر وقت تنگ ہوا آخر کو زندگی سے جواب دیا جو بچے عاجزی سے جان بچا گئے امیر الامرا نے اس خبر سے راجہ محکم سنگہ اپنے دیوان مقید رکو فوج شایستہ کی ہمراہ رخصت فرمایا اور سیف الدین علی خان اپنے بہائی صوبہ دار برہانپور کو نہایت تاکید سے ساہو تحریر کیا کہندو نے اس خبر سے مطلع ہوکر راجہ ساہو کو جو قلعہ ستارہ مین رہتا تہا یہ کیفیت پہونچائی جسوقت فوج پہونچتی تہی اوسکی تہانہ دار مکان خالی کر بہاگ جاتے تہے ہر چند محکم سنگہ کو فوج مرہٹہ سے اکثر لڑائیان ہوئین اور مرہٹہ قلعہ ستارا تک فرار ہوئی لاکن ذو الفقار خان کے قتل کی تلافی کمتر ہوئی اور بسبب مشہور ہونے خبر منافقت سادات اور بادشاہ کے یا کہ بعد پہنچنے فرامین بادشاہی نو موسمہ ساہو کی وجہ سے دیوان زمیندار اطراف کرناٹک کے امیر الامرا کے اطاعت سے سرتابی کرتے تہے ہر چند سیادت خان صوبہ دار حیدر آباد نے اورنگ آباد آکر امیر الامرا کی ملاقات کی او نزد رخصت ہوکر اپنے صوبہ کو لوٹ گیا مگر بندوبست قرار واقعی حیدر آباد و بیجاپور اور کرناٹک مین نہوا حالات مذکورہ کی آگہی سے امیر الامرا جو لوگ قلعہ داری اور دیوانی اور صوبہ داری پر حضور سے مقرر ہوتے اونکو دخل ندیتا اور بلطائف الحیل سے گذران کرتا تہا

مصالحہ کرنا امیر الامرا کا غنیم سے بسبب بد مکاری ملازمان حضور کی اور زیادہ ہونا شور و فساد کا

عالمگیر نے بڑی سعی اور زر خطیر کے صرف سے تیس چالیس قلعہ مرہٹہ کے فتح کر پائے تہے جب عالمگیر گذر گیا اور

اوسکی اولاد مین مخاصمت پیدا ہوئی بہادر شاہ لاہور مین آیا مرہٹون کو فرصت ملی اپنے قلعجات کی تسخیر مین
شوخیان آغاز کین بادشاہی ملک مین لوٹ کھسوٹ کرنے لگے جہان قابو پایا ہاتھہ مار جسنے چوتھہ دی اوسے اونکے ہاتھہ
سے نجات ملی ورنہ برباد ہوئی جہان کچھ پیش نجاتا چند روز محاصرہ کرکے پریشان ہوجاتے عالمگیر کے زمانہ مین
رام راجہ کی بی بی تارا بائی نام بارہ برس بادشاہ سے برخلاف رہی اور یہی التماس کرتی رہی کہ اگر دیس مکھہ حصہ
صوبہ دکھن بدستور فیصدی دہ روپیہ پر عطا فرمائے جاوین رفع فساد ہو عالمگیر نے قبول نکیا تھا بہادر شاہ
کی عہد مین رانی مذکور اور راجہ ساہو کے وکیل نے مراد مذکور حاصل کی لیکن بسبب اختلاف رانی اور راجہ مذکورین
کی جو بندوبست بہادر شاہ کے مد نظر تھا نہ ہوسکا اور صوبہ دار داود خان کے عہد مین درمیان مرہٹہ اور اسکے صیغہ
انوت تھا شرط یہ تھی کہ شاہزادون اور اسکی جاگیر مین مزاحم نہون باقی محالات امرا اور ارکان پر ہین نایب
داود خان سے بموجب استصواب چوتھہ لیوین نظام الملک کی صوبہ داری مین جو کل ایک برس یا پنج
مہینے رہی اول صلح اور اخیر مین لڑائیان رہین ایکمرتبہ قرار واقعی گوشمالی دی دو تین مادہ فیل لوٹکر مرزا بیگ کے
ہاتھہ حضور مین بہیجین بعد ازان دو سال تک امیر الامرا کی صوبہ داری سے جو فساد و عناد مین بادشاہ سے
گذرا امیر الامرا نے جانا کہ بسبب بدہکاری فرخ سیر اور بدخواہان بے عقل کے ہر روز راجہ کے نام فرمان سرکشی
صادر ہوتے ہین اور اس وجہ سے پر انبدوبست بخوبی نہین ہوسکتا علاوہ برین بادشاہ کیطرف سے اپنے
بہائیون اور خاص اپنے حق مین اطمینان تھی لاجرم دفع فساد مصالحت پر قرار پایا جو کچھ داود خان پنی کے عہد
مین مقرر تھا باضافہ دیس مکھہ فیصدی دس روپیہ کے قبول کرکے صلح کرلی اور یہ مقرر کیا کہ بشن ناتھہ اور جمناجی
مع جمعیت شایستہ بطور نیابت اور وکالت راجہ ساہو کے واقع اورنگ آباد امیر الامرا کے حضور مین حاضر ہون
اور عمال و ارکان سے حسب مقررہ چوتھہ لین اور دیس مکھہ رعایا سے الغرض اسیصورت سے فساد دکن رفع ہوا
لیکن عمال اور حکام اور مالگذارون کو تین عاملون کے رہنے سے یعنی عامل حضور دوم عامل چوتھہ سوم عامل
دیس مکھہ کے بڑا رنج ہوا بعد تحریر دستاویز فیصلہ اور دخل یابی مرہٹہ کی امیر الامرا نے اپنی دستاویز کے بموجب
درخواست سند فرخ سیر کے حضور مین کی فرخ سیر دولتخواہان معتمد کے بہکانے سے آزردہ ہوا اول یہ کہ غنیم
کی شرکت ملک شاہی مین خوب نہوئی دوم یہ کہ بغیر اطلاع عمل درآمد ہوا انہین دنون مین جان نثار خان کو جو کہ امیر قدیم
اور بہادر و دانا اور عبید اللہ خان کے ساتھہ رشتہ برادرخواندگی رکہتا تھا امیر الامرا کی نیابت پر صوبہ برہانپور پر
خلعت و فیل و سرپیچ مرصع کے عنایت کرکے مرخص کیا اور خلوت مین حسین علیخان کیواسطے پند و موعظت فرمائی
اس امید سے کہ جان نثار خان حسین علیخان کے چچا کی جگہ ہوتا ہے اور وہ بہی اسکی عزت کرتا ہے شاید کہ اسکی نصایح
سے حسب خواہش بادشاہی کاربند ہو اسی ایام مین اعتماد الدولہ امین خان کو مالوا کی صوبہ داری پر رخصت کیا

اور مقرر ہوا کہ بعد پہونچنے سرحد مالوا کے فرمان صوبہ داری راجہ جے سنگہ سوائی کے عوض مین صادر ہوگا اور مشہور یہ ہے کہ خفیہ فرمان صوبہ داری عنایت کردیا جب جانباز خان دریاے نربدا پر پہونچا باوجودیکہ براہ احتیاط اصلا سوار و پیادہ کی جمعیت ہمراہ نہ رکہی تہی اور نیز محمد امین خان سرونج متعلقہ مالوہ مین وارد ہوا دونون کی خبر ورود داودی اور ڈی اورنگ آباد جا پہونچے محمد امین خان سات ہزار سوار اور جانباز خان کے ہمراہ بی سے سات آٹھ ہزار سوار کے بارادۂ پیکار سوار ہوا حسین علی خان کو بہی کسیقدر تدارک کا خیال ہوا بعد تحقیق کے دلی تابت ہوئی جانباز خان کے نام خطوط متضمن طلب کسیقدر جمعیت کے پہونچے لکہا تہا کہ سنتا نام غنیم راجہ ساہو کے علاوہ ہند مین سرکشی کر رہا ہے اور میری سراہ بندگی ہی حب خط پڑہے کسیقدر آدمی واسطے تنفس کرنی جانباز خان کے مقرر ہوے اور جان نثار خان امیر الامرا کی خدمت مین کامیاب ہوا لیکن احتیاطاً صوبہ برہان پور ندیا باقی عاطفت بزرگانہ مبذول رکہین انہین دنون مین ضیاء الدین خان جو خراسانی شرفا مین تہا دیوانی دکہن پر دیانت خان نبیرۂ امانت خان کے بدلے مین مقرر کیا فیض اللہ خان بخشیگری دکہن پر مامور ہوا جب کہ اورنگ آباد پہونچے ضیاء الدین خان نے قطب الملک کی سفارش کے سبب دیوانی مین دخل پایا لیکن کل کار امیر الامرا کے بیعت مین ہوتے تھے اور وہ امیر الامرا کو خوشنود رکہتا تہا امیر الامرا نے فیض اللہ بخشی کو صاف جواب دیدیا سلام تک کاروادار نہوا اور جلال الدین خان نے برہانپور کی دیوانی کی عوض چندروز دیوانی برار کی پائی اور یہ خبر مین بہی موجب اوزاطرنج بادشاہی ہوین

اقتدار پانا رکن الدولہ اعتقاد خان کا اور فرخ سیر کے ادبار کا ظہور امراے بیشعور کے فتور سے

اسی عرصہ مین محمد مراد نام کشمیری جو کہ عیوب دہرائیون سے مشہور و مطعون عام تہا ہموطنی کے وسیلے سے صاحبہ نسوان والدہ فرخ سیر کے توسل سے خلوت مین بادشاہ سے یون ہمکلام ہوا کہ بدون حرب و ضرب کے تدابیر نیک سے دفع سادات کرسکتا ہون بادشاہ کو یہ امر گوارا معلوم ہوا کہتے ہین کہ بسبب علت ابنہ کے اعتقاد خان سے خوب موافقت پائی اور تہوڑے زمانہ مین بخطاب رکن الدولہ اعتقاد خان اور ہفت ہزاری دہ ہزار سوار سے سرفراز ہوا خلاملا مین ہمراز ہوا کوئی دن تہا کہ خلعت جواہرین ہتیار مرصع انعام پاتا اب مقرر ہوا کہ سربلند خان عظیم آباد سے اور نظام الملک فتح کو مراد آباد سے جو کہ صوبہ داری دکہن سے مراد آباد کی فوجداری پر قانع ہوا تہا اور راجہ اجیت سنگہ کو احمد آباد سے طلب کر شریک اس خدمت مین کرین عجائبات سنئے کہ جب نظام الملک حضور مین پہونچا بدون اسکے کہ دوسرے عہدہ پر سرفراز ہو سرکار مراد آباد کی فوجداری مع محال جاگیر کے اوس سے بدل کر سیر آباد کا نام رکن آباد رکہا اور علیحدہ صوبہ مقرر کرکے وہانکی صوبہ داری اور نظام الملک کی جاگیر رکن الدولہ

اعتقاد خان کو عنایت فرمائی چونکہ لکھا ہوا راجہ اجیت سنگہ اور سربلند خان اور نظام الملک کا ظاہر ہوا اجیت سنگہ کو
مہاراجگی کا خطاب مع دیگر عنایات کے اس شرط سے ملا کہ سادات کی بیخ کنی کرے مگر اوسنے بنظر نامردی فرخ سیر
کے انکار کیا اور قطب الملک سے ہمداستان ہوا نظام الملک اور سربلند خان بامید وزارت اور بخشی گری کی
سادات کی جانستانی پر راضی ہوے ہر روز التماس کرتے تھے کہ وزارت کا قلمدان عنایت ہو اسکے جواب مین
فرخ سیر نے فرمایا کہ وزارت کیواسطے اعتقاد خان سے بہتر کوئی معلوم نہین ہوتا اس کلام کے سننے سے دلتنگ ہوے
اسی ترغیب امرا اور اشتہار ہونے پر لشکر اسیری قطب الملک مین عید الفطر کا اتفاق ہوا قریب ستر ہزار سوار کے مع
ہمراہیون راجہ اور فوج بادشاہی کی حضور مین تھی اور قطب الملک کے پاس چار یا پنجہزار سوار سے زیادہ تھے عوام مین
چرچا ہوا کہ آج قطب الملک قید یا مارا جائیگا باوجود اس شہرت کے کسیطرف سے کچہ عمداً نہ اوٹھی اور قطب الملک
کہبراکر سپاہ نوکر رکھنے مین مصروف ہوا سوا ے مردم بارہہ کے جنپر اعتماد رکہتا تھا اور فرقہ کم نوکر رکہتا تھا آخر اس معرکہ
نے تخصیص سے گذر تعمیم قبول کی فرمایا کہ بیس ہزار سوار تک جس قوم کے ہون بھرتی کرین جب یہ اخبار حسین علی خان کو
پہونچی بھائی کی فکر اور دشمنون کی تادیب کا خیال ہوا شاہجہان اباد کے عزیمت کا دہیان آیا قبل اسکے معین الدین نام
مجہول النسب کو جو کہ محمد اکبر بن اورنگزیب کے ولدیت مین مشہور ہو کر راجہ ساہو کا قیدی ہوا تھا چند آدمی
بہیجکر بشان و شوکت تمام اسطرحپر کہ کوئی اوسکی صورت نہ دیکہی اپنے پاس بلا کر اوسکا حال حضور مین لکہا تھا اور ایک
عرضی مشتمل آرزوی ملازمت اور ناموافقت آب ہواے دکن کے ارسال کی تھی فرخ سیر فوج نوکر رکھنے سے جو کہ
قطب الملک نے شروع کیا تھا اور نیز اس عرضی سے ڈرا قطب الملک سے عذر خواہ ہوا مہاراجہ اجیت سنگہ
جو کہ عبد اللہ خان کی اعانت سے سرفراز ہو کر ہمراز و ہمدم ہوا تھا اس صلح کا واسطہ ہوا آخر ماہ شوال کو فرخ سیر
باتفاق اعتقاد خان اور خاندوران وغیرہ مخلصان کے قطب الملک کے مکان پر آیا اور باہم عہد و پیمان محبت
قسمیہ ہوئی لیکن چونکہ بادشاہ کے مزاج مین تلون تھا کبہی صلح کبہی فکر عداوت تھی اور باوجود ارادۂ ثانی کی
جو لوگ اس کام کو کر سکتے تھے اونکی راے نہ مانتا تھا کمینون کو صاحب اقتدار اور مردان کاری جرار کو ذلیل و خوار
کرتا تھا ایسے ہی سمجہنا چاہیئے جیسا کہ سربلند خان مبارز جنگ اور نظام الملک سے سلوک ہوا راجہ جے سنگہ سوائی
اور مبارز الملک سربلند خان کہتے تھے کہ اگر پردہ از روی کار اوٹھائے اور کمر ہمت چست کیجے قطب الملک کو
برخاست کر دیجے اب وہ بے تاب و توان ہو گئے ہین جب عذر تقصیر کرینگے بادشاہ نے انکا کہنا نمانا اور جو کہ
وعدہ وزارت اور امیر الامرائی کا کیا وہ درکنار بلکہ اصلی عہدہ سابقہ یعنی مراد آباد کی فوجداری نظام الملک سے
لیکر اور کچہ اضافہ کر کے اعتقاد خان کو دیدی اور سربلند خان کو صوبہ عظیم آباد سے بوعدہ مذکور طلب کر کے کوئی کام
بالعوض نہ دیا اور اوسکی جاگیرات سیر کی تغیر کر کے میر جملہ کو عطا فرمائی جب کہ قطب الملک کے گہر جا کر عذر تقصیرات اور

عہد مراعات کے تھے اخلاص خان بہادر شاہی کو جو مخلصان سادات سے تھا واسطے اطمینان کرنے امیر الامرا کے اور نیز قلع ہونے ارادۂ فاسد اور عزیمت شاہجہان آباد کے رخصت کر کے فرمایا کہ جلد پہونچے حسین علی خان جسنے کہ اخبار سابقہ کے سننے سے عزیمت شاہجہان آباد کی کی تھی بلکہ سیف الدین خان چھوٹے بھائی کو واسطے فراہم کرنے سامان رزم کے روانہ برہانپور کیا تھا اس خبر سے کہ بادشاہ نے قطب الملک کے گہر مین آکر سنے سر عہد و پیمان کیا چند روز بانتظار ورود اخبار ثانی کے متوقف رہا تھا کہ دوبارہ اخبار حسرت بار اور نیز تحریر قطب الملک کے مشعر تاکید اکید جلد پہونچنے کی پہونچی اور نیز عبید اللہ خان کے قریب پہونچنے کے اورنگ آباد کے گہر و نمین جا پہونچے اور اور نیز حسین علیخان کی عرضی کا جواب اس مضمون سے پہونچا کہ اگر چاہیے تبدیل آب ہوا کو احمد آباد گجرات کی عزیمت کریے ورنہ ہمین بہی مشتاق دیدار سمجھکر روانہ حضور ہجیے اور نیز حکم طلب سید معین الدین معلی اکبر کے حق مین صادر ہوا اور فوج والاشاہی اور توپخانہ بادشاہی وغیرہ فوج سلطانی نہایت پریشانی مین ہشت نہ ماہہ تقدی کے طلبگار اور قطب الملک اور اوسکے عملہ کے اغماض سے کچھ نپاتے تھے اور کوئی سردار کار فرما بہی نرکہتے تھے اور فوج قطب الملک کی بیس ہزار کے قریب ہوگئی تھی سربلند خان سنے تغییر جاگیر اور کمی خرچ اور تقاضائے قرض خواہان کی شدت رکہتا تھا مال و اسباب فروخت کر کے تقسیم طلب کی اور خود خرقہ درویشی پہنکر آزاد ہوا نظام الملک نے بہی قدر دانی بادشاہ سے کہ بوعدہ وزارت طلب کیا اور خدمت سابقہ بہی اعتقاد خان کو عطا کی دل آزردہ ہو کر گوشہ اختیار کیا قطب الملک نے دونون امرا کے گہر و نمین جا کر استمالت کی اور اپنے گہر لایا اور سربلند خان کے عیوض اوسکے قرض خواہون کو اپنے پاس سے روپیہ دیکر اوسے کل کی صوبہ داری پر مقرر کیا اور نظام الملک کی تسلی کہ کے صوبہ داری مالوہ کا امیدوار کیا اسی درمیان مین محمد امین خان اعتماد الدولہ بسبب نہ پہونچنے سند صوبہ و صوبہ مالوہ کرا درپیہ خبر عزیمت امیر الامرا جانب شاہجہان آباد کے سنکر بے اجازت اوٹھکر چلا آیا اور مغضوب سلطانی اور معزول النصب ہوا قطب الملک نے اوسکی بہی دلجہی کی تابقدر ہر ایک خاطرداری اور مہمان نوازی مین مصروف ہوا خاندوران کو جو کہ باتفاق میر جملہ کے آتش افروز فساد تھا اپنا ہمدم و محرم بنایا اکپر روز فرخ سیر شکار کو سوار ہوا ہمراہون سے کہدیا کہ شکارگاہ سے معاودت ہو کر قطب الملک کے دیدکو آونگا چونکہ مہاراجہ اجیت سنگہ کا مکان قریب ہے اور سر راہ واقع ہر وقت ہمارے پہونچنے کے راجہ مذکور واسطے ادائے رسم پیشکش اور نذر کے دروازے پر ضرور آویگا اسوقت نظر باتفاق قطب الملک گرفتار کیجیو الغرض گو یہ امر فرخ سیر کو منظور بہ ہوا اور سنی ایجگان ایکی معتمد سے سن لیا ہو قبل مراجعت بادشاہ کے عبید اللہ خان کے مکان تک آیا بادشاہ اس خبر سے بد دماغ ہو کر باوجودیکہ اکثر لوازم ہمراہی شاہی قطب الملک کے گہر مین پہونچے اور قطب الملک لب دریا بعزم استقبال جا کر منتظر تھا اوسکی طرف متوجہ نہوئے فسخ عزیمت کر کے ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو تند کر کے رواں کرین اور داخل دولت خانہ ہوئے

نقل معدلت افزا متضمن اوصاف امیر الامرا

ایک بزرگ سے سنا گیا کہ سفر دکن مین امیر الامرا کے ہمراہ آدمیون کی کثرت تھی بروقت ورود لشکر کے چند دیہات لشکر کے درمیان مین واقع ہوئے کسی کی تاب نتھی کہ وہانکے رہنے والون پر جور وجفا کرے اگر چہ ایک گانون لشکر کے روبرو تھا ایک لڑکی نابالغ کسی عفیفہ پیرزن کی فلک زدہ محتاج کسی سپاہی سے قوت رفتانہ کی سایل ہوئی اوسنے کہا میرے پاس رہیگی احتیاج تو مری تئے ہوتی ہے یہ ہمراہ ہو گئی سپاہی نے بلا کسی طرح نیک وبد سمجھنے کے خیمہ مین رکھا صبح کو سواری پر سوار کرا کر روانہ ہوا اوسکی والدہ ضعیفہ تمام رات بیتاب رہکر صبح کو سر راہ امیر الامرا کے پاس آکر فریاد خواہ ہوئی کہ ایک لشکر کے سپاہی نے میری لڑکی چھپائی ہے انصاف کیجے دختر دلوا دیجے امیر الامرا نے وہان پر ٹھہر کر حکم دیا کہ جب تک حاضر نہو گی یہان سے ڈیرہ نہ اوٹھاونگا قسم یاد کی لوگون نے ڈھونڈ نکالا حاضر حضور لائے امیر الامرا نے حال پوچھا اوسنے کہا کہ ملازم سرکار کا کچھ قصور نہین میری احتیاج نے بلا جبر واکراہ راضی کر دیا تھا رات بہر خیمہ مین رہی اوسنے عصمت دری نہین کی امیر الامرا نے اوسکے ملجانے اور عصمت برقرار رہنے کے شکر مین دوگانہ ادا کیا اور چند اشرفی جو جیب مین تہین دیکر کسی ملازم کو فرمایا کہ اسکے مکان پہونچا دے جب تک لشکر نکل نجائے وہان ٹھہرا رہے

امیر الامرا حسین علیخان کا دکن سے عزیمت کرنا شاہجہان آباد کو اور فتنہ وفساد کا اوٹھنا

قبل ازین لکھا گیا ہے کہ حسین علیخان نے اپنے بھائی سیف الدین علیخان کو پانچہزار سوار سے اسباب حرب کے سرانجام کو واقعہ ۵ شوال ۱۱۳۰ھ ہجری کو برہانپور جو سر راہ واقع ہے بھیجکر خبر ثانی کے پہونچنے کی انتظار کرتا تھا جب اخبار فتنہ بار اور نیز قطب الملک کے متواتر خطوط آئے اورنگ آباد سے نکلکر چند امور ضروری کے سرانجام کو ایکہفتہ قیام کیا اور اوایل محرم ۱۱۳۱ھ کو فرخ سیر بالاتفاق سید اسد اللہ خان عرف نواب اولیا چچا زاد بھائی اور جانثار خان اور عوض خان نایب صوبہ برار اور سید اسد علیخان بکدست علیمردان خانی اور دل دلیر خان بابل یتیمی اور بہرادر خان صادق اور اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور حاجی سیف اللہ خان اور ضیاء الدین خان دیوان دکن اور فیروز علیخان بخشی جو باقی سادات بارہہ مین سے تھا اور راجہ بخت سنگہ بوندیلا اور راجہ محکم سنگہ جو کہ عمدہ ملازم امیر الامرا کے تھے اسکے سوا بایس ۲۲ نفر نوکران شاہی بھی مع فوج دریا موج جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے ٹھہرے تھے متحرک ہوا بعض مجبور اور بعض بضرورت چار ونا چار ہمراہ ہوئے علی ہذا القیاس پیادہ ہاے برقنداز اور اکثر منصبداران دکن جنکے ہمراہ کوئی آمیر نہ آیا تھا بضرورت چار ناچار ہمراہ ہوئے قلعہ احمد نگر وغیرہ مین اپنے قلعدار مقرر کئے اور بعض کو مرہٹون کے قبضہ مین چھوڑا برہانپور پہونچکر چند امور کے انصرام کو چار یا پنچ مقام ہوئے ۲۲ محرم کو عزیمت ہوئی طے مسافت کرتے ہوئے

اکبرپور کے گھاٹ پر سے اوترے اسی ضمن مین اخلاص خان جو کہ امیر الامرا کے پاس کہنے کو روانہ کیا گیا تھا اوایل ماہ
صفر مین ماندور کے قریب پہونچا اور خلوت مین بعد ملاقات صلح بے ثبات اور ہنگامہ آشوب شاہجہان آباد کا
ذکر کیا اور امرا کا جمع ہونا اعتقاد خان کے پاس خاطر او مبارز الملک اور نظام الملک کا بیدل ہونا بیان کر کے سرگرم
زود رسی کیا مرحمت خان ولد امیر خان کلان صوبہ دار کابل نے جو ملک ماندور کے بندوبست کرنے کا انتظام
کیا تھا امیر الامرا کے مافی الضمیر سے آگاہ ہو کر ملاقات کو نہ آیا امیر الامرا کو ناگوار ہوا ۱۴ ماہ صفر کو دار الفتح اوجین
کی کنارے لشکر آ پہونچا وکیل حضور کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فرخ سیر عزیمت امیر الامرا کی خبر سنکر ۲۵ محرم کو
قطب الملک کے مکان مین آیا اور ہو انیق عہود کیواسطے کلام اللہ درمیان آئی اور اپنی سر سے دستار اوتار کر عبد اللہ خان
وزیر الملک کے سر پر رکھی اور دوسرے روز عبد اللہ خان کو مع مہاراجہ اجیت سنگہ کے بلا کر تیسرے بھائی بنایا
اور باہمد گر صفائی ہوئی اور اعتقاد خان وغیرہ امرا کو حکم دیا کہ اصلاح کار مین متوجہ ہون امیر الامرا اس رنگ سے
مطلع ہو کر دربار عام مین باواز بلند گویا ہوا کہ اگر درحقیقت بادشاہ کو ہمسے مخالفت نہین ہم لوگونکو بہی اطاعت فرمانبرداری
سے گریز نہوگا بعد ملازمت جلد دکن واپس ہونگا اس اشتہار سے سکان دکن کو مسرت ہوئی الا زبان ثقات سے دریافت
ہوا کہ اکثر امیر الامرا خلوت مین کہتا تھا کہ یہ سارا افسون وافسانہ ہے اصل یہ ہے کہ اگر بادشاہ ہمپر قابو پاوے رہائی مشکل ہے
بعد ورود حدود ملک رانا کے اکثر دیہات تاراج لشکر ہو گئے تھے جب اوسکا وکیل مع پیشکش کے حاضر ہوا امیر الامرا نے
لشکریون کو منع کیا جب راجہ جے سنگہ کے ملک مین آیا بنا بر عداوت جو اوسکے محال راستے مین پڑے تھے تلف ہو گئے
ہرچند اوسکے عمدگان مین سے کوئی شخص پیشکش سامنے لایق لیکر پہونچا مگر قبول نفرمایا زراعت اور مویشی بکثرت اوس دیار سے
لشکریون کے ہاتھ لگی جب دار الخلافہ سے تین چار منزل رہجانے پر پہونچا بادشاہ نے روشن الدولہ ظفر خان اور راجہ رتن چند وغیرہ
امرا کو مع دیگر متصدیان حضوری کے استقبال کو بھیجا ہر ایک نے شرف ملازمی حاصل کیا چونکہ ظفر خان روشن الدولہ
نے سواری مین بڑا تو زک کیا تھا اپنی خودنمائی دکھلائی امیر الامرا کو ناخوش لگا دراندازون نے ادہر کی اودہر لگانے سے
کوتاہی نکی اور سبھی راجہ رتن چند نے جو نہایت کمسن اور متعصب تھا ایسے کلمات حسین علیخان کے ذہن مین دوستان
کی نسبت دلنشین کر دیے کہ سابق کے نسبت امیر الامرا زیادہ ترکبیدہ خاطر ہوا آخر ربیع الاول کو شہر شاہجہان آباد
کی کنارے فیروز شاہ کے منارہ کی طرف پہونچکر خیمہ گاہ کیا جسدن اوس خیمہ مین داخل ہوا بخلاف ضابطہ اور آداب
کی وقت نزول نوبت بجا کر ملوکانہ تجمل سے داخل خیمہ ہوا اور کہا کہ اب مین اپنے تئین بادشاہی ملازم نہین جانتا ہون
باوجود اسکی اطلاع پانے کے بہی بادشاہ کا دل دوستی اور دشمنی کیطرف ڈانواں ڈول تھا کبھی دریاے قہر
سلطانی مواج ہوتا کہ مخالفون کی کشتی حیات طوفانی کیجیے کبھی راہ آشتی اور صلح مین موج زن ہوتا راجہ
جے سنگہ میدان جنگ مین چلنے کی صلاح دیتا تھا اور کہتا کہ جب ارادہ جنگ سے پس کیا درنگ فوج بادشاہی

بابت مخالفت کے دو چند ہے ابھی اوتکی سزا ہو جائیگی اگر بادشاہی ارادہ اونکا ثابت ہو تو ہمراہی ابھی ترک رفاقت
کرتے ہین بعض امراے جان نثار خصوص جماعت مغلیہ بادشاہ کے تلون مزاجی اور اوسکے مصاحبون کے بیباک وضعی
احتیاط کرتے تھے لیکن نہ تو جے سنگہ کی مصلحت قبول ہوئی نہ طریقہ آشنائی مین قدم رکھا غرض کہ دولتخواہان
دشمن کی بات فرخ سیر خود پسند اور مصاحبان ابلہ نے نسنا آخر کار راہے غفلت کہکر یہ بینا امراے متفکر پاس
واسطہ سے خون جگر کہاتے تھے لاچار بیچارے کچہ کر نہ سکتے تھے بلکہ بموجب حکم بادشاہ کے امیر الامرا کی ملازمت
کیلئے اور اوسکا اقتدار اور استکبار دیکہکر مالامال حسرت اور شکایت کے ہوکر نادم ہواد ہوئے تاکہ قطب الملک
بہائی کی طرف سے یہ پیغام بہیجا کہ اگرچہ جے سنگہ کو جو ہمارا مخالف ہے وطن کی رخصت عطا ہو اور خدمات
حضوری مانند توپخانہ اور داروغگی دیوان خاص اور دیگر عمدہ جابجا اصالتاً ہمارے متوسل مقرر ہون اور قلعہ مین بہی
بندوبست ہو اوسوقت بلا وسوسہ حاضر ہو سکتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ بالفعل خدمات مذکورہ اصالتاً قطب الملک
مع دیگر سادات اور اوسکے ہمراہیون کے مقرر کرتے ہین اور نیابت مین اعتقاد خان رہے بعد چند روز کے جب جشن
وزارت تقریب انکا یہ نیابت موقوف ہو جائیگی ۳ ربیع الثانی کو جے سنگہ سوائی نے ایک روز کی فرصت نپائی بموجب حکم
شاہجہان آباد سے روانہ آنبیر اپنے وطن کا ہوا

آنا حسین علیخان کا دربار مین اور بادشاہ کا قید ہونا زمانہ نیرنگ کی مکر وفریب کا نمونہ

چونکہ فرخ سیر فطرتی شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت کے اور ارادہ استیصال سادات کے کچہ نکرسکا
لاچار قلعہ مین سادات کے بندوبست ہو جانے کو راضی ہوا مردم بادشاہی کو دروازون سے اوٹہا دیا ۵ ربیع الثانی
سنہ مذکور کو قطب الملک نے مع راجہ اجیت سنگہ کے داخل قلعہ ہوکر جابجا اپنا بندوبست کرلیا مردمان عمدہ بادشاہی
سوا ے اعتقاد خان اور امتیاز خان مشرف دیوان خاص اور ظفر خان روشن الدولہ کے جنکا عدم اور وجود برابر تھا
مع دیگر چند خواص اور خواجہ سراؤن کے بادشاہ کے پاس اور کوئی قلعہ مین نرہا اور امیر الامرا شوکت وشان شاہانہ سے
آخر روز کو داخل قلعہ ہوا اور ملازمت سلطانی مین چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا حملہ خلعت عنایتی سے اسپ وفیل و
جواہر کسیقدر لیکر باقی کے حق مین عذر کیا اور تقدیم آداب مین بہی سہل انکاری کر کے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بہی
بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نفرمایا کوئی تدبیر نکی دوسری مرتبہ ۸ تاریخ سہ شنبہ کے روز قطب الملک اور مہاراجہ نے
مع معتمدون کے قلعہ مین آکر بندوبست قرار واقعی کیا اور بدستور اول مردمان شاہی کو قلعہ سے نکال کر اپنے
آدمی دروازون پر تعینات کیے اور دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس کرلین بعد دلجمعی
جب حسین علی خان کو خبر ملی اوسی تجمل و کروفر سے مع لشکر کے آنیکا ارادہ کیا اوسکی فوج نے اول روز سے آنا شروع کیا

اور اطراف قلعہ مین ہر جگہہ نزول کیا سہ پہر کو خود سوار ہو کر معین الدین مجہول مشہور بسیر اکبر کو ہمراہی مین لیا مگر عماری
مین پوشیدہ نزدیک قلعہ کے بارہ دری شایستہ خان کے نام سے جو مکان نامزد ہے اوسمین اوترا قطب الملک نے
فرخ سیر کے پاس جا کر مع راجہ اجیت سنگہ کے اپنے بہائی کے طرف سے عرض کیا کہ خدمات مطلوبہ کی پذیرائی ہو
اور نیز یہ کہ جو ہر وقت پاس کے خدمتگزاریان تمہاری اور تمہارے باپ دادے کی کی گئین تہین اوسکے عوض مین
بجز بد نتائی کے کچہ نملا چنانچہ شاہد اس کلام کا یہ فرمان ہے کہ مشعر عام دخل دہی اور ایماے قتل بندہ بے تقصیر داؤد خان
وغیرہ سرکشون کے نام صادر ہوا خیر الحال اطمینان ہونا ہمارا اسی پر ہے کہ بدون قید نیابت کے ہملوگون کو خدمت حضوری
سپرد ہوئی بغیر اس امر کے اندرفت ہماری دربار مین نہین ممکن ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ
کے کچہ نہ سمجہا وہی ایام جشن کا وعدہ پوچ کرتا رہا حتی کہ کلمات درشت کی نوبت پہونچی فرخ سیر بیتاب ہو کر
اعتقاد خان اور قطب الملک سے کلمات نامناسب زبان پر لایا اوسوقت اعتقاد خان نے چاہا کہ سخنان ابلہ فریب سے
اصلاح کرے مگر قطب الملک نے گالیان دیکر کہا کہ اسی قلعہ سے نکال دو اعتقاد خان بدحواس جان لیکر بہاگا گہبراہٹ
ایسی ہوئی کہ اپنی پالکی تک نہ پہونچا امتیاز خان مشرف کی پالکی پر سوار ہو کر اپنے مکان کو سدہارا اوسوقت ہر گوشہ سے
آثار محشر پیدا ہوئے بادشاہ سرگشتہ بخت نے آثار بد ملاحظہ فرما کر محل کی راہ لی اسی قیل وقال مین رات ہو گئی قلعہ کے
دروازے بند ہو گئے قطب الملک اور راجہ اجیت سنگہ اندر اور فرخ سیر کے ہوا خواہ باہر خون جگر کہاتے رہے اوس
رات کو کسی نے نجانا کہ قلعہ مین کیا سرگذشت گذری امیر الامرا کی فوج تمام رات کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی
اور مرہٹہ مع سردارون کے منتظر لطیفہ غیبی تھے جب صبح نے گریبان چاک کیا بے اصل خبر اوڑی کہ قطب الملک مارا
گیا اس عرصہ مین بعض امراے فدویت کیش مانند سادات خان جو فرخ سیر کا سسر تہا اور غازی الدین خان کوسہ
غالب جنگ اور اعز خان بہادر توکل جنگ اس ارادہ پر کہ فرخ سیر کی فتح ہوئی جو استعداد میسر تہی لیکر گہرون سے
بیخبر سوار ہوئے لیکن نظام الملک اور صمصام الدولہ بمقتضاے دور بینی خانہ نشین رہے اعتماد الدولہ محمد امین خان
حسین علیخان کے رفاقت کے ارادے سے سوار ہوا اتفاقاً چند سوار صمصام الدولہ کے رفیقون سے مکمل
اپنے آقا کے مکان پر پہنچتے تہے راستے مین مرہٹون نے مزاحمت کی اونہون نے تیر دن سے جواب دیا اسی حال مین سواری
اعتماد الدولہ کی نمایان ہوئی مرہٹے جو کہ شہر کی لڑائی سے ناواقف تہے بیقرار ہو کر بہاگے مردم بازار اور مغلیہ وغیرہ سپاہ
بیکار و منتظر شکار جو اوس گروہ دست بیز تہی قابو پا کر اونکے مارنے اور لوٹنے کہسوٹنے مین متوجہ ہوئے مرہٹے ایسے
گہبرائے کہ بعض تو شکار گاہ تک بہزار خرابی جا پہونچے اور بعض مع سنتا نام سردار اور دو تین اور جماعتدارون کے قریب
دہ ہزار سوار کے مقتول اور ایک گروہ زخمی ہوئے زر بسیار و ننگے گہوڑون کے زین خوگیر سے ہاتہہ لگا محمد امین خان
حسین علیخان کے پاس پہونچا اسکے حسن خدمت امیر الامرا کے دلنشین ہوئے آگا طرف سے غازی الدین خان اور

شاداب خان مع اپنے لڑکون کے بادشاہ کی مدد نصرت یابی کو پہونچے دوسری طرف سے اعتقاد خان اور سید صلابت خان داروغۂ معزول توپخانۂ شاہی اور نو ہزاری مع دو تین ہزار سوار کے سعد اللہ خان کی بازار مین معرکہ آرا ہوئے امیر الامرا کی رفقا اور لشکر خبر قتل عبد اللہ خان کی سنکر نزدیک تھا کہ متفرق ہو جاوین تا کہ قطب الملک کے زندہ رہنے کی خبر تحقیق ہوئی اور امیر الامرا کے حکم کے موجب رفقائے دلاور چاندنی چوک مین شاداب خان اور غازی الدین خان کے مقابلہ پر گئے اول ہی حملہ مین بان کے صدمہ سے غازی الدین خان کا ہاتھی رو گردان ہوا اور ساتھی ہی سارے ہمراہی گریزان ہوئے شاداب خان مع فرزند دلبند کے جو زخمی ہوا تھا بجائے خود آ بیٹھا اعتقاد خان نے حرکت مذبوحی کی مگر جرأت ذرا آگے قدم نہ بڑھایا اپنے مکان کے نزدیک مورچہ باندھکر بیٹھا اوسکی حماقت سے چند دوکان چوک کے راستے کی لٹ گئین افغان مع اپنے جمعیت اور انبوہ مغلون کے دروازہ لاہوری کے روبرو نمایان ہوا حسین علی خان کے آدمیون نے دروازہ بند کرکے مزاحمت کی وہ لاچار واپس ہوا اتنے مین اسطرح دائر ہو رہی تھی کہ فرخ سیر اسیر ہوا شادیانہ جلوس رفیع الدرجات بلند آوازہ ہوا

قید ہونا فرخ سیر کا اور شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس فرمانا

ہر چند قطب الملک اور راجیت سنگہ نے چاہا کہ فرخ سیر برآمد ہو تاکہ انفصال سوال جواب کا کرکے ہیوڑدین مگر وہ نہ نکلا ادھر ہنگامہ قتل نے درازی پکڑی امیر الامرا نے قطب الملک کو پیغام دیا کہ عنقریب بلوائے عظیم ہوا چاہتا ہے جلد تدبیر کار کرنا چاہیے چونکہ فرخ سیر کے نکلنے مین دیر ہوئی لاچار قطب الملک نے فدائی وغیرہ قوم مغلیہ اور نجم الدین علی خان کی پشت گرمی سے حیلہ محاسرا مین جا گھسے جو تنبین اور ترکنین جو دروازہ پر ممانعت کو استادہ تھین دفع کرکے جستجو کرنا شروع کی آخر زجر و توبیخ سے نشان ملا فرخ سیر کو بڑی بیحرمتی سے نکالا اسکی مان بہن لڑکیان سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے لگین مگر اسوقت مین رحم کہان کشان کشان بیرون حرم لائے اور ترپولیہ کے اوپر جائے تنگ و تاریک مین محبوس کر دیا اسکی ایام سلطنت سوائے حکم انے معز الدین کے چھ برس چار مہینے رہی بعض لوگون نے اس سانحہ کی تاریخ کا مادہ یہ لکھا ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) العبد فقیر نے بھی ایک کتاب سے دیکھکر اسکو نقل کیا

شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کا جلوس کرنا

جب فرخ سیر کی طرف سے دلجمعی ہوئی اوسوقت کہ شہر مین بڑا شور و شر پڑ رہا تھا ۹ ربیع الثانی روز چارشنبہ ۱۱۳۱ ہجری کو پہر دن چڑھے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خورد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو جو کہ اکبر خلف عالمگیر کی دختر سے بیست سالہ تھا قید سے نکالکر شہر والون کی پریشانگی کے باعث سے بغیر اسکے کہ حمام اور تبدیل لباس اور زینت

وزیبائش کیجاے اوسی لباس سے جو پہنے تھا مالا سے مروارید پہنا کر تخت نشین کیا اور صداے نقارہ شادیانہ بلند ہوئی
فتنہ وآشوب فرو ہوا اطمینان ہوئے لگا قطب الملک نے مع ہمراہان خاص اور رفقاے معتمدین قلعہ مین رہنا اختیار
کیا اور قلعہ کے دروازون اور دیوان عام وخاص وغیرہ مقامات پر اپنے معتمدین مقرر کیئے کل عملہ خواص وخواجہ سرا
وغیرہ اپنے متوسلون سے مقرر فرماے اول روز کی کچہری مین حسب تمناے اجیت سنگہ اور رتن چند کے معافی جزیہ کو حکم صادر
ہوا اور احکام امن وامان اور بحالی حکام اور صوبہ داران ممالک محروسہ کے روانہ ہوے اعتقاد خان کو خفت اور خواری مین
مقید کرکے اوسکا گھر اور مال واسباب ضبط کیا اور اسقدر جواہرات اور طلا ونقرہ کے پانے سے امید دریافت دیگر خزاین نہایت
سختیان اعتقاد خان پر ہوئین اسیطرح اور ہواخواہان فرخ سیر کی جاگیرات سواے جاگیر رانی زوجہ فرخ سیر کے کہ وہ
بہی اجیت سنگہ کی دلجوئی کو بحال رہی سب لوگون کی ضبطی مین آئین منصب داران والا شاہی جو اکثر پچاس روپیہ یومیہ
تقدر ماہہ کے نوکر تھے اوعوض جاگیر دار اور اکثر نامساجانتر تھے اونکو حکم ہوا کہ جسے ارادہ نوکری ہو حسین علیخان کے سرکار مین اپنا گھوڑا
داغ دلاکر موافق شرح دیگران پچاس روپیہ لیا کرے بخشی گری دوم اعتماد الدولہ محمد امین خان کی نام بحال رہی اور
سیف الدین خان بخشی سوم کے تغیر مین ظفر خان مقرر ہوا نظام الملک کو مالوہ کی صوبہ داری ملی ہرچند خلط کجبازی روزگار
وہ نامنظور کرتا تھا مگر عنایت ہوئی اور سربلند خان کو جو اس انقلاب سے پیشتر فرخص ہوکر دہ اکوس کابل کو گیا تھا اور
انجام کار کا انتظار کر رہا تھا واپس طلب فرماکر از سر نو خلعت استقلال اور بحالی صوبہ عطا کرکے رخصت کیا مرادآباد کی فوجداری
اپنے بھائی سیف الدین علی خان کے نام کی اور محمد رضا کو حاضر حضور اور میر خان عالمگیری کو جو اکبرآباد کا صوبہ دار تھا
صدر الصدور اور دیانت خان خوافی کو دیوان خالصہ اور راجہ بخت مل کو دیوان تن مقرر کیا لیکن کل متصدی مالی
اور ملکی جتنے ارباب عدالت تک رتن چند کے اطہر نایب کے تھے اور ہمت خان جو قطب الملک کا محرم اور ہمدم تھا
دیوان خاص کی مشرفی اور بادشاہ کی اتالیقی وغیرہ خدمات مناسبہ پر سرفراز ہوا اور دور دراز کے صوبجات کے انتظام
مین بنظر برہمی سررشتہ بند وبست کچہ تبدل وتغیر نکیا مگر ماندو کی قلعداری مرحمت خان ولد امیر خان صوبہ دار کابل سے
بدل کر خواجم قلی خان تورانی کو عنایت کی وہ یہ اوس حرکت کا نتیجہ ملا جو مرحمت خان نے بروقت آنے دکن کی حسین علیخان
کی ملاقات مین کی تھی اور راجہ اجیت سنگہ جو احمد آباد کی صوبہ داری پر بحال تھا چاہتا تھا کہ رفع مطلب کی فرخص ہو مگر نامنظور ہوئی

فرخ سیر کی وفات کا بیان

دو طرح سے سنا گیا ہے وہ بیان ہوتا ہے راست دروغ برگردن راوی فقیر نے معتمدون سے ایسا سنا ہے کہ سادات نے
فرخ سیر کو قید کرکے کچہ ضرر جسمانی او تکلیف جانی نہین پہونچائی ایک افغان کے اختیار مین فرخ سیر کو قید کیا تھا وہ ہر رات
دن اسکی حفاظت کیا کرتا تھا ایک رات کو فرخ سیر نے چاہا کہ بام ہاے متعلق کے وسیلہ سے اوچک کر نکلجاے چند قدم

دوسرے کوٹھے پر محبس خانہ سے دوڑا پہونچا افغان نے بعد آگاہی ثانی کے ہر طرف نگاہ کرنا شروع کی ناگاہ نظر پڑا کہ ایک
شخص ستر دیوار مین چھپ گیا افغان نے اوسطرف دوڑ کر ہاتھ کھینچ لیا اور اٹھانے کے وقت ایک طمانچہ مارا فرخ سیر
نے اس مذلت کا کچھ خیال نکیا اپنا سر دیوار پر دے مارا کہ پھٹ گیا فوراً دیار بقا کی راہ لی اور محمد ہاشم بن خواجہ میر مورخ
فرخ سیر کے کشتہ ہونے کی علت ایماء سادات سے لکھا ہے ہر چند ایسا ہو مگر احتیاطاً اوس کی عبارت لکھتا ہون تاکہ یہ امر
نہ ثابت ہو کہ سادات کی پاسداری ہوئی اس زمانہ مین جب کہ بادشاہ کے قید ہونے کو دو مہینے گذرے اور ایک روایت
یون ہے کہ باوجود سلائی پہیرنے کے بخوبی نور بصارت سے معذور نہوا تھا غرض کہ اپنے سادہ لوحی اور طمع ریاست سے
اس قید شدید مین بھی یہ حال تھا کہ اپنے مدعیون سے معذرت کرتا اور استدعاے سلطنت مین ناک رگڑتا کبھی عبداللہ خان
افغان سے جو اس قید خانہ کا محافظ تھا چاپلوسی کرتا اور اعلی درجہ کی مرتبے کا وعدہ فرماکر اشارہ کرتا کہ مجھکو راجہ دہیراج
جے سنگہ سوائی تک پہونچاوے یہ حمق اور چاپلوسی جان کی عداوت کرنے لگی عبداللہ خان سب ماجرا دونون بھائیون کے
گوش گذار کیا کرتا آخرکار سادات موصوف نے اسکی جان لینے کی فکر کی اور دو مرتبہ زہر کھلایا مگر موثر نہوا تیسری مرتبہ
ثالث بالخیر کا معاملہ ہوا اسم قاتل نے اپنا زور دکھلایا سختی جان کندنی درپیش آئی اوسوقت اون دونون برادران کے
نمکحرامی پر غصہ آیا اور جو کلام الہی کی قسم ہوئی تھی اوسپر گران بار خاطر ہو کر سخت و سست کہنا شروع کیا کہ کلام اللہ ایسے
روسیاہون کی سزا کیون نہین دیتا اور اسیطرح جناب احدیت صمدیت مین بھی زبان درازیان کرنے لگا مثل مشہور
ہے مرتا کیا نہ کرتا امیر الامرا قطب الملک نے یہ گفتگو سنکر حکم دیا کہ گلے مین پھانسی ڈالدین جس وقت گردن مین پھانسی
ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑلی اور چاہا کہ ہاتھ پھر ٹیکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پر خوب بید سے
کھینچ تانا آخر بصد حسرت و یاس اس دنیاے فانی سے درگذرا ع نقشے نبینی دریں دیر کس ۔ تماشا کند ہر یکے یک نفس ۔ بعضے
کہتے ہین کہ بروقت جان کنی کے دو زخم چھریون کے بھی مارے تھے لیکن جوکہ راقم سیر المتاخرین نے ایک صادق گو
مورخ سے تحقیق سنا ہے کہ یہ روایت زخم چھری کی محض غلط ہے بہرحال بارہ پہر کے بعد تجہیز و تکفین کرکے مقبرہ
ہمایون مین تابوت پہونچایا گیا شہر کے لچے قریب تین ہزار عورت و مرد کے تابوت کے آگے آگے گریبان چیرے اور مخالفین
پر طعنہ زنان چلے جاتے تھے دلاور علیخان بخشی اور سید علیخان برادر بخشی قطب الملک حسب الحکم جو تابوت کے ہمراہ
تھے رقت کنان روانے تھے اکثر لوگ ان کی سواریون پر اینٹ پتھر کھینچ مارتے اور گالیان سناتے تھے اور ان لوگون
کی جرات کسی نے قبول نہ کی تیسرے روز ایک گروہ لچون کا اوسی چبوترہ پر جمع ہوا جہانکہ فرخ سیر کی لاش کو غسل دیا
تھا اور مولود کی مجلس تیار کی اور تمام رات بیداری مین صبح کی مشیت ایزدی دیکھا چاہیے کہ معاملات فرخ سیر
مین کیسے کیسے عجایبات دیکھنے مین آئے جبکہ اسقدر عداوت تھی لازم تھا کہ اوّل ہی روز جب وہ قید ہو گیا تھا قفس
عنصری سے رہا کیا جاتا لیکن آخر وبال کہان جاے اوسنے بھی پھانسی لگانا سرکاٹنا آنکھین نکلوانا اور ایسی ہی بہت سی

[illegible] تہین آخر اسکا عوض ملا چاہیے ع گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ از مکافات عمل غافل مشو ۔ اور اس بادشاہ
کے عمل مین سادات نے بہی پہلی مکانون کا شہرہ یا انقطاع عمارات خانے کی تمام ہوئی القصہ جب تسلط ہوا جو بیا باخزاین اور
نقد او جواہرات و فیل و اسپ سے اپنے اپنے کارخانہ مین شامل کر لیا اور جسطرح سے مناسب معلوم ہوا دونون
بہائیون نے قیمت کر کے باہم گر بانٹ لیا قطب الملک کو عورات سے بڑا عشق تھا کہتے ہین حرم سرائے شاہی
مین جو جو حسینان صاحب جمال تہین اپنے قبضہ مین لایا واللہ اعلم اسحال کے بعد بہائیون مین بہی چندان
صفائی نرہی ہر چند ظاہر مین ایسی کچہ برائی نتہی مگر ہمدمون کو کسیقدر اس راز باریک سے اطلاع ہوئی تھی امیر الامرا
بہ مقتضائے دانائی اور شجاعت خداداد کے کل باتون مین اپنے بڑے بہائی سے فوقیت ڈہونڈتا تھا اسکا اقتدار
بہی زیادہ تھا بلکہ فرمانروایان گذشتہ سے بہ نسبت سلطنت بخش اور ملک ستان ہوا افسوس اسکی عمر و دولت
نے وفا نہ کی ورنہ ہندوستان کی آبرو برباد نہ جاتی چونکہ خلق اللہ کی بد اعمالی کی سزا ضرور تھی لاجرم ایسے [illegible]
امیر جلد گذر گئے

رفیع الدرجات کا رحلت کرنا اور رفیع الدولہ کا جلوس اور جلد اس جہان سے گذرنا اور نیکوسیر کا خروج کرنا اکبرآباد مین

چونکہ رفیع الدرجات مسلول تھا تین ۳ مہینے اور چند روز تخت آرا رہکر بروز شنبہ رجب کی ۱۲ تاریخ کو جان بحق
ہوا دونون بہائیون نے جو کہ سلطنت کے مدار المہام تھے رفیع الدولہ کو جو رفیع الدرجات کا بہائی تھا بادشاہ بنایا چونکہ
ان دونون بہائیون نے زمانہ قلیل مین رحلت کی اور نیز نیکوسیر کا خروج ہوا انکا حال بخوبی معلوم نتہا لہذا
انتظام سلسلہ کے واسطے کچہ تہوڑا سا بیان کیا جاتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ جب رفیع الدولہ کے جلوس کو تہوڑے دن
گذرے شاہزادہ نیکوسیر ولد اصغر محمد اکبر نے قلعہ اکبرآباد مین جو کہ وسجگہ قید تھا قلعدار اور دیگر ملازمان متعینہ قلعہ
مذکورہ کی مدد سے خروج کر کے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اکبرآباد کے لوگ اوسکی خدمت مین حاضر ہوئے
صورت بلوہ پیدا ہو گئی امیر الامرا نے مع قطب الملک کے رفیع الدولہ کو ہمراہ لیکر جمیع ارکان دولت کے ساتھ
اکبرآباد پہونچکر قلعہ گہیر لیا نیکوسیر اپنے لوگون کے ساتھ اور مدد سے جو کچہ کر سکتا تھا نہ تھا چند روز کے بعد
قلعہ مفتوح اور نیکوسیر مغلوب اور محبوس ہوا ملازمان قلعہ وغیرہ جو اس فساد کے بانی ہوئے تھے سزا کو پہونچے اور دوسرے قلعہ دار
مقرر ہوئے اسی ضمن مین مرض اسہال جو رفیع الدولہ کو عارض ہوا تھا بڑہ گیا ہر چند قطب الملک کے دوا معالجہ مین اہتمام
کیا گیا مگر صحت [illegible] کچہ فائدہ نہوا ہنوز اسکی سلطنت کے ایام بہائی کی بادشاہت کے برابر نگذرے تھے
کہ اسکی [illegible] قطب الملک اور امیر الامرا نے اسکی زندگی سے مایوس ہو کر اخیر شوال اور بقول دیگر

نجیب الدین علی خان اپنے بہائی کو اور بقول دیگر غلام علیخان ولد سید خانجہان کو واسطے لانے روشن اختر ولد خجستہ اختر شاہ جہان بن بہادر شاہ کے جنکی عمر اٹھارہ برس کی تھی بہیجا ممکن ہے کہ غلام علیخان نجم الدین علیخان کے ہمراہ گیا ہو اور یہہ بہی کہ نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد شاہزادہ مذکور کے نکالنے کو غلام علیخان کے ہمراہ گیا ہو شاہزادہ مذکور معز الدین کے وقت سے شاہجہان آباد کے قلعہ مین مع اپنے والدہ کے بسر کرتا تھا یہ شخص نہایت ذہین اور خوش شرو تھا قبل پہونچنے روشن اختر کی اکبر آباد مین رفیع الدولہ جان بحق ہوا شاہزادہ کے پہونچنے تک رفیع الدولہ کا مرنا ایک ہفتہ عشرہ تک چھپا رہا اور روشن اختر پہونچا اودہر رفیع الدولہ کا تابوت خواجہ قطب الدین کے حوالی مین بموجب وصیت اپنے بہائی کے دفن ہوا

ذکر جلوس ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ

گیارہوین ذیقعدہ کو روشن اختر فتحپور مین رونق افروز ہوا ۱۵ ذیقعدہ سنہ ۱۱۳۱ہجری روز شنبہ چار گھڑی دن گذرنے تیر سریر آرا ہوا تمام نامی کے فیض خطبہ سے ممبر کا پایہ بلند ہوا ابو الفتح ناصر الدین محمد شاہ لقب مقرر ہوا شادیانہ فیروزی بجنے لگے غلہ ارزان ہوا نواب قدسیہ حضرت کی والدہ نہایت دانشمند اور باشعور تہین مقتضاے وقت دونون بہائی مدار المہام کی خاطرداری کرتی تہین ایک دنیے کے بعد لڑکے کے ساتھہ دار الخلافت سے لشکر مین آئین پرانے جہان شاہ کی نوکرون نے استقبال کرنا چاہا اسنے مطلع ہوکر ممانعت کی کہ استقبال درکنار بلکہ ملازمت بہی نکرین اور کورنش کی ارادہ سے حرم سرا کے دروازہ پر نہ آئین مقرر ہوا کہ محمد شاہ کے آغاز سلطنت کے سن کو فرخ سیر کے بعد سے لکہین پندرہ ہزار روپیہ نواب قدسیہ کے ضروریات کے رفع کے واسطے ماہواری مقرر ہوا اور کلال باڑہ اور نظارت اور عہدہ داران کا انتظام بدستور رہا اور خواجہ سرا اور خواص اور فیلبان اور مردم خاص اور باورچی اور رکاب دار اور فراش وغیرہ سید عبد اللہ خان کے نوکرون سے منصوب رہے ہمت خان بادشاہ کے اتالیق اور صاحب اختیاری دیوان خاص و عام مین سادات کی طرف سے مقرر تھا رفیق مدار کرتا تھا کوئی کام اوسکے خلاف مرضی نکرتا کبہی کبہی ایک دو مہینے کو سیر و شکار کے لئے کوس دو کوس لیجا کر واپس لاتے تہے القصہ چھبیلہ رام ناگر صوبہ دار الہ آباد کے طرف سے بعض اطوار ناہموار دونون بہائیون مدار المہام سلطنت کو معلوم ہوے امیر الامرانے اوسکے تنبیہ کا ارادہ کرکے الہ آباد کی طرف پیش خیمہ نکلوایا اوس وقت چھبیلہ رام کے وفات کی خبر سنی حسین علی خان اگرچہ اس خبر سے اپنے نصیب کی مددگاری سمجہی مگر افسوس کیا لوگون نے اوسکے سر پر غرور کو نوک سنان پر دیکہا پایا متعاقب اسکے معلوم ہوا کہ گردہر بہادر چھبیلہ رام کا بہتیجا اپنے چچا کے مرنے کے بعد میراث نشین ہوکر فراہمی سپاہ اور استحکام قلعہ مین مصروف ہے اس خبر کی سننے سے آخر ذیقعدہ کو محمد شاہ کو فتحپور سے اکبر آباد مین لاکر تسخیر الہ آباد کی شہرت دی اور حکم دیا کہ دریاے جمن مین

پل باندہا جاوے اور کسیقدر فوج بطریق ہراول کے مقرر ہوا اور اس مہم مین میر جملہ کو صدر الصدور کیا لیکن رتن چند
کل امور مالی اور ملکی بلکہ شرعی مین بہی اسقدر استقلال اور اختیار رکہتا تھا کہ کل متصدیان بادشاہی بیکار تھے بجز اسکے
کہ اونکی مہر سے سند بہ صحت تھی کچہ دخل نہ تھا یہانتک کہ قضات اور ارباب عدالت کا تقرر بہی رتن چند کے برخلاف نہو سکتا
تھا کہتے ہین کہ ایک روز رتن چند نے کسی شخص کو قطب الملک کے پاس لاکر تسلیم خدمت قضاے شہر کی قطب الملک
نے کسی ہمنشین کے طرف متبسم ہو کر کہا کہ ہمارا رتن چند قاضیون کا تجویز و تقرر بہی کرنے لگا رتن چند نے گستاخانہ جواب
دیا کہ راجہ جیو امور دنیوی کے بندوبست سے فراغت کر کے امور دینی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہین الحاصل تعین
فوج کی خبرین سنکر گردہر کا وکیل حاضر دربار ہوا اور اپنے موکل کے طرف سے عفو تقصیر کی استدعا اور اظہار اطاعت کر کے
امیدواری اوسکی صوبہ الہ آباد کے بحال رہنے مین اور نیز عطا ہونے صوبہ اودہ کے مع بعض خطاب و منصب کے اور اقرار الہ آباد
سے نکلنے کا بعد فراغت سرانجام ترتیب چہبیلہ رام کے ظاہر کیا عرض اوسکی قبول ہوئی صوبہ داری اودہ کا فرمان مع خطاب بہادری کے
گردہر کے نام صادر ہوا

دلاور علیخان کا راجہ بہیم کی مدد پر بوندی کے مہم کے واسطے مقرر ہونا اور حیدر قلیخان کا واسطہ اخراج گردہر بہادر کے الہ آباد سے

ملک بوندی راجہ بدہ سنگہ اور راجہ بہیم کا ملک موروثی تھا بعد ازان باہم جہگڑا اوٹہا اور تھے بدہ سنگہ نے راج پر تسلط پاکر بہیم سنگہ
کو نکال دیا بہیم سنگہ امیر الامرا کے وسیلہ کا خواستگار ہوا حسین علیخان بہادر نے سید دلاور علیخان اپنے بخشی کو مع چہہ ہزار
سوار جنگ طلبگار کے راجہ بہیم سنگہ کے مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدہ سنگہ کے تنبیہ کے بعد باتفاق راجہ بہیم سنگہ اور گج سنگہ
کے صوبہ مالوہ کے سرحد پر جا کر دوسرے حکم کا منتظر رہے اور اس سبب سے کہ گردہر بہادر کے التماس پر دلجمعی نہ تھی حیدر قلیخان
بہادر کو مع فوج روانہ الہ آباد کیا کہ اگر گردہر بدعہدی کرے تو اوسکی تنبیہ کرین حیدر قلیخان بہادر نے الہ آباد پہونچکر
تدبیرات جرأت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا لیکن انجام کار نہوا گردہر بہادر نے بہی عدم اطمینان سے چندروز قلعہ خالی
کرنے کے اقرار مین گذرانے اور چندروز جنگ اور قلعہ داری کے حیلہ مین آخیر مقدمہ رکہا حسین علیخان نے خود دریاے
جمن سے عبور کیا اسکے عزیمت کی خبر الہ آباد مین مشہور ہوئی گردہر بہادر زیادہ تر غلہ وغیرہ جمع کرنے مین مستعد ہوا اور
سواے اس قلعہ کے رہنے کے کوئی تدبیر نہ سوجہی امیر الامرا قلعہ کے دیکہنے سے کہ تینون طرف سے گنگا اور جمنا محیط ہے
اور گردہر بہی نشاہ شجاعت سے خالی نہین اگر پایداری کرے محاصرہ طول کو کہینچیگا ذراسی بات مین بڑی مدت گذریگی
اور یہ امر باعث برہمی امور عظیمہ کا ہوگا توقف رہا نہین یون ہین دونون بہائیون کے درمیان مین اکبر آباد کے نقد و جنس
کی بابت غبار اوٹہا پیام و کلام رنجش آمیز جانبین سے ہونے لگے مگر رتن چند نے خوب اخفا کیا

رتن چند کا الہ آباد جانا حسب التماس گردھر بہادر کے اور فرو ہونا وہان کی شورو فساد کا

انہون گردھر بہادر کی متواتر تحریرات صادر ہوئین کہ اگر رتن چند آنکر مجھسے عہد و پیمان کرے میری دلجمعی ہوجاے اطاعت شاہی اختیار کرون لہذا دونون بھائیون نے انطفائے فساد مناسب جانکر رتن چند کو رخصت کیا کہ آخر ربیع الثانی کو مع فوج لایق روانہ الہ آباد ہوا اور بعد حصول ملاقات کے دونون نے باہم عہد بقسم سری گنگا جی کے مضبوط کیا اودہ کی صوبہ داری مع فوجداری قدیمہ صوبہ مذکورہ کی گردھر بہادر کو تفویض کی اور اوایل ماہ جمادی الثانی جلوس محمد شاہ کو قلعہ الہ آباد خالی ہوکر اولیاء دولت کے ہاتھ لگا اور رتن چند واپس ولی نعمتون کی خدمتمین جا پہونچا

شروع فتنہ آصف جاہ اور پیدا ہونا منازعت کا درمیان سادات کی

جیساکہ ذکر ہوا نظام الملک صوبہ مالوہ مین جاکر منتظم ہوا ملک کو مفسدونسے صاف کیا چونکہ امیر الامرا حسین علی خان کو بسبب نکرنے ملاقات کے بوقت آنے دکن کے رحمت خان سے ملال تھا بعد اقتدار پانے کے رحمت خان کو قلعداری باندور سے معزول کیا اوسکے عوض خواجم قلیخان تورانی کو مامور کیا رحمت خان نے بمقتضاے تو تعلموئی روزگار سپردگی قلعہ مین حیلہ جوئی کی خواجم قلیخان حضور مین شاکی ہوا سادات نے رحمت خان کے دکیل کی چشم نمائی کرکے کہا کہ رحمت خان کو لازم ہے جلد قلعہ کو خواجم قلیخان کے سپرد کرے نظام الملک نے رحمت خان کو سمجھا بجھا کر قلعہ خواجم قلیخان کو حوالہ کرادیا چونکہ رحمت خان کو بسبب امیر الامرا کے حضور مین آنا میسر نتھا اور نظام الملک اسکے خاندان کی نجابت اور شرافت خوب جانتا تھا لہذا اسنے پاس طلب کرکے باعزاز تمام نگاہ رکھا اور انہین دنون مین حکم ہوا کہ اوس متغلب کے ہاتھ سے قلعہ نکالا جاے فتح جنگ نظام الملک نے حکم کے صادر ہوتے ہی رحمت خان کو مع فوج شایستہ اوس خدمت پر روانہ کیا اور رحمت خان نے خدمت جانفشانی بجالاکر قلعہ کو مسخر کیا باوجود اس خدمت کے بھی عفو جرایم نہوا فتح جنگ نے مراعات بزرگانہ کرکے صوبہ داری مالوہ کا بندوبست اوسکے سپرد کیا اور رحمت خان نے صوبہ داری مین نہایت ہوشیاری اور تدبیر سے کارروائی کی چنانچہ موضع پرگنہ چندیری مین مفسدون کا جماو تھا اونکی تنبیہ فرمائی اخبار کے ذریعہ سے واضح ہوا کہ رحمت خان نے جمعیت بسیار نوکر رکھکر دیہات پر تاخت کی اور دوسری روایات سے یہ ثابت ہے کہ اعتماد الدولہ کے ایماے سے جو محمد شاہ سے کبھی کبھی ترکی زبان مین گفتگو کرتا تھا بہت کثرت سے سپاہ رحمت خان نے جمع کی تھی اور بعض کے قول بموجب انہین دنونمین حسین خان کا نوشتہ نظام الملک کے نام اس مضمون سے پہونچا کہ ہمارا ارادہ ہے صوبہ ہاے دکن کے بندوبست کو صوبہ مالوہ مین اقامت گزین ہون تم چار صوبہ اکبرآباد و الہ آباد برہانپور ملتان سے جس جگہہ منظور رہو لکھو تو تمہارے واسطے تجویز کیا جاے نظام الملک نے اس سبب سے اور نیز پہونچنے دلاور خان کے مع فوج اور رفاقت راجہ بھیم اور راجہ گج سنگہ

کی سرحد صوبہ مالوہ پر جہان سے اسکا لشکر قریب اور باعث اضطراب سکنا کا ہوا تھا مگر رہوا اور جواب مین چند کلمات تحریر کر کی

یہ شعر عنوان مین درج کیا ؎ من بیوفا نیم تو وفا میخوری قسم نہ من چون شما نیم شما میخورم قسم نہ امیر الامرا اور قطب الملک

مضمون مذکور کے دیکھتے سمجھہ گئے اور نظام الملک کے وکیل معتبر کو خلوت مین بلا کر کلمات تند و تلخ اوسکی آقا کی حق مین کہی

نظام الملک اور سادات کے ہمدگر نفاق ہونا اور قطب الملک اور امیر الامرا کا فوت ہونا

جب سادات کے گفتگو کی خبر نظام الملک کے گوش زد ہوئی اور نیز بادشاہ کا نہانی اشارہ محمد امین خان کے حرفت پہونچا ہمدمان

جلیس کی مشورت یہ ہوئی کہ بنظر بہ غیرذری بحث کر کے لڑنے کو آمادہ ہون لہذا عزم بالجزم کر کے دو کلمہ قطب الملک اور امیر الامرا کو

لکھی اور مع عبد الرحیم خان و مرحمت خان و رعایت خان وغیرہ ہواخواہان جدید و قدیم دس بارہ ہزار سوار سے وسط جمادی الثانی

۱۱۳۲ ہجری کو نواح سرونج سے دکن کیطرف متوجہ ہوا رفتہ رفتہ یہ خبر سادات کو ملی امیر الامرا نے دلاور علی خان اور اوسکی ہمراہی

دونون راجہ کو تعاقب کیواسطے تحریر کیا اور یہ بھی لکھا کہ ادہر کے افاغنہ کو تالیف و ترغیب جاہ و منصب کر کے اپنا رفیق بنا دین

عبد الصمد کی فتح یابی حسین خان خویشگی پر اور اس خبر کا مشتہر ہونا

حسین خان افغان خویشگی رئیس قصبہ قصور کا چند دنون سے سرکش ہوا تھا اور نواح قصور اور لاہور پر متصرف ہو کر باغی ہو گیا

تھا اور ابتدای صوبہ داری عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ سے گردن کشی کر کی وسکو مع عمال بادشاہی کے بیدخل کر کے شوخی کرنی

لگا قطب الدین خان نام عامل صوبہ دار کو قتل کیا کہ اوسکا مال اسباب و خزانہ لوٹ لیا اور اٹھہ نو ہزار سوار سے لقصد تاراج

گردنواح کے برآمد ہوا عبد الصمد خان نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے غرہ تنبیہ لیا نزدیک چونی کے جو لاہور سے تیس کوس

پر سے دونون لشکر صف آرا ہوئے عبد الصمد خان نے کریم قلی خان بخشی کو ہراول کیا جانی خان اور خواجہ رحمت اللہ خان

اقربا سے دلاور کو جانب راست اور حفیظ علیخان برادر خان مذکور کو ہراول مع ہزار سوار کے تعین کیا اور چپ کیطرف اغرخان کو بالاتفاق

عارف خان اپنے نائب کے مقرر فرمایا کہ فوج طرح کر کے آراستگی کی حسین خان نے بھی مصطفی خان اپنے بھتیجے کو ہراولی پر مع

رحمت خان اور بہلول خان کے مقرر کیا اور خود سعید خان وغیرہ افغان نامی کے ساتھہ صف آرا ہوا بمجرد شروع جنگ اور

پاس ہوئی توپ و تفنگ کے توپخانہ پر جا گرا اور وہان سے بڑھ کر کریم خان ہراول کو تنگ و عاجز کر دیا کریم قلیخان کی فوج تتر بتر

ہوئی حسین خان دو تین ہزار سوار جوان سے اغرخان کے قتل مین مصروف ہوا عجب دلیری کی زد و خورد ہوئی ہمراہی تو کچہ

حفاظت اغرخان کی نکر سکے بھاگ نکلے لیکن جو تیر لگتا تھا دشمن کے دل مین جا بیٹھتا تھا تا آنکہ مصطفی خان جو مخالف کا

ہراول تھا مع چند افغان کے گوشہ عدم کو رسیدہ ہوا حسین خان چند ان اغرخان سے ملتفت ہو کر عبد الصمد خان کے مقابل جا

پہونچا عرصہ کارزار تنگ ہوا اکثر ہمراہی اسکے بھاگے تہ اتہ ازل پیدا ہوا کہتے ہین کہ عبد الصمد اپنی ذاتی فوج تھا اور کہتا کہ ای

خواجہ کتابو شاہ ٹھسک سے جو کہ حسین خان کا مرشد تھا کم ہوا سے اسی عرصہ مین جانی خان اور حفظ علیخان نے تر ددات نمایان کی
اور اغرخان نڈاو سوقت اوسکی کمر پر چوٹ کی اوسی حال مین حسین خان کا فیلبان مع پیر و مرشد شاہ ٹھسک کے مارا گیا اور ہنگا توپ کا
گولہ حفظ علیخان کے ہاتھہ سے حسین خان کے چھاتی پر لگا کہ جان بحق تسلیم کی عماری مین آگ لگ اوٹھی عبد الصمد خان نے فتح پائی اور
خوشحال ہو کر ہمراہیون کی مراعات فرمائی اور اغرخان کو فیل و خنجر و شمشیر مع اضافہ پانصدی اور دو سو سوار کے خدمت سے
اور قطب الملک اور امیر الامرا نے اس نوید سے خوش ہو کر عبد الصمد خان کو سیف الدولہ کا خطاب بخشا ؛

نظام الملک کا حدود دکن مین پہونچنا اور قلعہ اسیر اور برہانپور کو قبضہ مین لانا

نظام الملک نے جب عزم سرکشی کیا دریاے نربدہ سے عبور کر کے گدر اکبر پور سے اوترا قلعہ اسیر کے ہزاری طالب خان قلعہ دار
سے کے صلاح بموجب بطمع انعام وغیرہ استقبال کو نکلے یہ وہی قلعہ ہے جسے اکبر شاہ نے سر سن کے محاصرہ مین فتح کر لیا ہتھا او
بالفعل امیر الامرا کے حکام یہان مامور تھے عطاے تنخواہ باقیات دو سال کا امیدوار کر کے قلعہ مذکور نظام الملک کے سپرد کیا
اور اسی طور سے برہانپور کا قلعہ بہی قبضہ مین آیا عوض خان صوبہ دار برار جو مرد جرار اور شجاع امداد تھا مع سامان عمدہ کے
نظام الملک کی مدد کو آپہونچا اور رنبہا سردار مرہٹہ جو کہ راجہ ساہو سے مخالف تھا دو ہزار سوار سے نظام الملک کی فوج مین آن ملا
اور بعض زمیدار وغیرہ اوس نواح کے پہونچ کر موافق ہوے انور خان جو کہ برہانپور کا صوبہ دار اور امیر الامرا اور قطب الملک
کا پرورش یافتہ تھا حق نمک فراموش کر کے بے اسکے کہ عالم علیخان برادر راجہ امیر الامرا کے حضور مین جو صاحب صوبہ کل
ممالک دکن کا تھا مقیم ہو نظام الملک کا اقتدار سنکر حراست حصار کے بہانہ سے نکلا اور نظام الملک کے خدمت مین
آگیا مرہٹہ لوگ جو جو تھہ کیواسطے جا بجا تھے آصف جاہ کے قرب لشکر سے بہاگ کر سرداروں سے جا ملے اسی ضمن مین سیف الدین علیخان
کی والدہ مع چہوٹے چہوٹے بچون کے لڑکے کے پاس جانے کے ارادہ سے برہانپور پہونچی تھی نظام الملک کے بہائی نے اطلاع پاکر
اصلا اوسکی آبروریزی کی فکر نکی اور اوسکی مان نے اسکے اقتدار کو سنکر پیغام دیا کہ اگر زر و جواہر کی طمع ہو بہیجے مگر بہمدا را
حفظ آبرو کیجیے اسنے جواب مین حسب مناسب عرض کیا اور محمد علی پیغامبر کو عطاے خلعت سے سرفراز فرمایا بلکہ لڑکون کو
میوہ جات وغیرہ بہیجے اور دو سو سوار ہمراہ کر دیے تاکہ دلاور علیخان کی فوج تک پہونچا دین بعد پہونچنے اس خبر کے
امیر الامرا نے دلاور خان کو جنگ نظام الملک کی تاکید کی اور خود امیر الامرا عازم دکن ہوا انتظار خبر دلاور علیخان کی کرتے
تھے اور رتن چند بمعاینہ چند در چند صلاح دیتا تھا کہ دکن کی صوبہ داری عطا کرنا اور نظام سے صلح فرمانا اچھا ہے مگر
حسین علی خان راضی نہوا ؛

محتوی خان کی شومی کردار سے کشمیر مین آشوب فساد برپا ہونا

ملا عبد النبی کشمیری جو کہ محتوی خان کے نام سے ملقب تھا مدتون سے وہان کے ہنود کے ساتھہ متعصبانہ پیش آتا اور عداوت

رکہا تہا اب کہ گردش روزگار ہنود اور مولی مسلمانان اوباش کو اپنا رفیق بنا کر حرکت بد ظاہر کی میر احمد خان نایب صوبہ
کشمیر اور وہان کے قاضی کے پاس جا کر تکلیف دی کہ اہل ہنود کو سواری اسپ اور کپڑا پہننے اور ہتیار باندہنے اور سیر
باغ اور ایام مخصوصہ مذہبی کے غسل سے مانع ہون اونہون نے کہا کہ جو حکم بادشاہ اور ارباب شرع کے حضور سے کل
ملک محروسہ کی ہنود کے نسبت صادر ہوا ہو ہم بہی اوسکے مطابقت یہان کر سکتے ہین محتوی خان قسمہ سیر از بید باغ اوٹہا
اور کمینون کی اعانت سے جہان ہندو کو پایا ہزارون شرارت سے پیش آیا ایکروز صاحب راے نام ہندو جو کہ کشمیری
ہندوؤن مین معزز تہا کسی باغ کی سیر کو جا کر جا بجا زنار داران کو کہانا کہلواتا تہا وہ مفسد جا کر بیچارون کے مارنے اور قید کرنے
مین متوجہ ہوا صاحب راے مع چند نفر کے بہاگ کر میر احمد خان کے مکان پر آیا محتوی خان نے صاحب راے کے گہر پہونچکے
اوسکے اور تمام محلہ والون کے گہرونمین آگ لگا دی اور لوٹ مچا دی جس کسی ہندو مسلمان نے ممانعت کی مجروح اور مقتول ہوئے
بعد ازان اسیطور سے میر احمد خان کے مکان پر آیا مکان گہیر لیا انیٹ پتہر تیر بندوق کے مار دہاڑ شروع کی میر احمد خان
ایک رات دن برابر گہر سے نکل سکا بڑی مشکل سے سلامت رہا دوسرے روز جمعیت فراہم کر کے باتفاق میر شاہنوز خان
بخشی بادشاہی کے سوار ہو کر اوس مفسد پر چڑہ گیا اوسنے بدستور اوباشون کو جمع کر کے مقابلہ کیا اور چند شوربختون نے
جس پل سے میر احمد خان نے عبور کیا تہا جا کر جلا دیا اور ہر دو طرف بازار کے رستے جدہر سے میر احمد خان گذرا تہا جلا
دئے اوز بفابد اور گہرون سے انیٹ پتہر تیر و بندوق چلانے لگے اونکے عورات بہی جو کچہ پاتی تہین مکانون سے
پہینک مارتی تہین بڑا بلوہ ہو گیا اس ہنگامہ مین سید ولی خواہرزادہ میر احمد خان اور ذوالفقار بیگ نایب چبوترہ کوتوالی
وغیرہ مجروح ہوئے میر احمد خان پر جو کہ نہ پیچہے جانے اور نہ آگے بڑہنے کی راہ پاتا تہا نہایت تنگ وقت نمود ہوا کہ آخر کو
لاچاری اور عجز و زاری کر کے نجات حاصل کی اور دوبارہ محتوی خان نے میر مذکور کے گہر پر دہاوا کر کے صاحب راے
کو مع ہمراہیون کے باہر نکال کر کان کاٹے اور خفیف کیا بلکہ بعض کے قطع آلت تناسل کرا دئے اور قید مین رکہا دوسرے
روز اوسی ہنگامہ کے ساتہہ مسجد مین آیا اور میر احمد خان کو نیابت سے معزول کر کے اپنا لقب دیندار خان اور حاکم مسلمان
مقرر کیا کہ دوسرے نایب کے پہونچنے تک احکام شرعی کیا کرے میر احمد خان بیچارہ پانچ مہینے تک معطل رہا اور دیندار خان
حاکم مسجد مین بیٹہ کر اجراے حکم اور انفصال مقدمات کرتا تہا جب حضور مین خبر پہونچی مومن خان نجم الدولہ کو نیابت
کشمیر پر مقرر کیا اور وہ شوال کی آخرین کشمیر سے تین کوس پر پہونچا محتوی خان دیندار جو اپنے ناشایستہ کامون سے
منفعل اور ہراسان تہا عبد اللہ خان سے جو مشاہیرون مین تہا اور اسکا دوست تہا جا کر مع دو پسر خورد سال کے
کہا کہ تمہارے اور چند فضلا کے رفاقت کا خواستگار ہون تا کہ استقبال کو جاون خواجہ مذکور نے صلاح دی کہ اول
شاہنوز خان بخشی کے مکان مین جا کر عذر خواہی کرنا چاہیے بعدہ مومن خان کے لانے کو چلینگے محتوی خان نے بخشی مذکور
کے گہر کی راہ لی وہان بخشی نے محلہ جدی بل کے لوگ اپنے مکان مین چہپا رکہے تہے کہ بروقت فرصت کام کرین جب محتوی خان

پہونچا دو تین باتون کے بعد بخشی کسی کام کے حیلہ سے اوٹھہ گیا پوشیدہ لوگون پر عجب یہ موقع ظاہر ہوا الکمراول دنیدار خان کی رو برو اوسکے لڑکے مارے پہر اوسکو بہی عذاب زندگی سے رہائی دی دوسرے روز اوسکی پیر دکارون نے بلوہ مچادیا جدی پل مین حشر برپا ہوا تین ہزار آدمی اوس محلہ کے مارے گئے لاکھون کا اسباب لوٹ گیا اس جہاد کے بعد جہاد ثانی کی عزیمت ہوئی قاضی اور بخشی کے گہرون پر جا پہونچے بخشی تو روپوش ہوا اور قاضی جی بہی برہنہ بہاگ گئے باغیون نی اینٹ سے اینٹ بجادی مومن خان نایب حضور نے پہونچکر میر احمد خان کو بیجا پور روانہ کیا اور چار ناچار بدکاران کشمیر کے ساتھہ موافقت پیدا کرلی +

دلاور علی خان بخشی امیر الامرا کا نظام الملک سے لڑنا اور انجام کار شکست کہانا

جب دلاور علی خان برہانپور سے چودہ کوس پر پہونچا نظام الملک نے بعض سرداران لشکر کو مع فوج عوض خان وغیرہ سرداران کے محمد عنایت خان کو سردار بناکر روانہ کیا اور خود بہی مع عوض خان وغیرہ کے برہانپور سے نکلکر اس تفاوت سی کہ بروقت غیاث خان کے مدد کرسکے جا ٹہرا جب دلاور علیخان سے مقابلہ نزدیک آیا غیاث خان صف آرا ہوا اور بموجب حکم نظام الملک کے توپخانہ دستی اور شتر نالون مین جو بہرتے ہین اپنے معتمد بہادرون کے ہمراہ نالہ مین بطور مناسب بٹہلایا دلاور علیخان بمقتضائے شجاعت ذاتی اور جہالت فطری کے جو اکثر مردم بارہہ مین ہے گیارہ ہزار سوار ہمراہی اور نیز فوج راجپوتہ ہمراہی راجہ بہیم سنگہ و راجہ گج سنگہ اور دوست محمد افغان کے مسلح ہوکر صف آرا ہوا طرفین سے بان اور توپ کی شررریزیان ہونے لگین غیاث خان مردمان کمین گاہ کے پیچہے اس انتظار پر کہ دلاور علی خان آگے کو آئے کہڑا تھا آخر دلاور علیخان کو تو اس کہات سے آگاہی نہ تہی چند قدم جاکر دفعۃً حملہ کیا اور ہمراہیون کی ساتھہ توپخانہ کمین گاہ کے برابر جا پہونچا مردم کمین گاہ نے پایداری کرکے یکبارگی توپ اور بندوق دستی تیر کی ایک بے فیرے جمع کثیر خاک ہوگئے جو پیچہے رہگئے تھے اس حال کے دیکہنے سے متزلزل ہوئے بارود کے دہوئین مین روسیاہ کرکے بہاگے دلاور علیخان اور دونو راجہ چار پانسو سوار سے ٹہرے رہے چونکہ راہ ناہموار اور روبرو توپخانہ آتشبار تہا گہوڑے ہاتہی کے قدم نہ اوٹہہ سکتے تہی اسی عرصہ مین اکثر بارہہ اور راجپوتیہ اور دوست محمد خان افغان بہی نام و ننگ خاک مین ملاکر بہاگ نکلے ہر حال نصیبہ تو جواب دے چکا تہا بہادران نامی کی بہادری کچہہ کام نہ آئی دلاور علیخان مع راجہ اور جمعیت باقیماندہ کے اوسی میدان مین پیوند فنا ہوئے بادری سخت اسے کہتے ہین نظام الملک کا کوئی سردار مارا نہ پڑا اور شادیانہ بلند آواز ہوئے شہر مین لوٹ کر رعایائے خاندیس کی دلجمعی اور لشکر کی تسلی کی مجروحون کو مرہم نوازش سے چنگا کیا اس اخبار فتح سے بادشاہ اور محمد امین خان معتماد الدولہ وغیرہ باطن مین خوش ہوکر شکرانہ بجالائے اور قطب الملک اور امیر الامرا کو نہایت ملال ہوا اپنے چارہ کار کے فکر مین اسیر ہوے کبہی ارادہ کرتے کہ ہم دونو بہائی بادشاہ کو ہمراہ لیکر دکن جاوین اور نظام الملک

نی ملاقی کرین کبھی کہتے کہ امیر الامرا تمہارا دانہ ہو کبھی یہ کہ بادشاہ امیر الامرا کی ہمراہی کرے اور محمد امین خان کے مقدمہ
مین مشورہ ہوا کبھی صلح کرنے کی راے ہوتی تھی کہ متعلقان امیر الامرا کو دکن سے طلب کر لینا چاہیے اوسکے بعد تدارک کیا جائیگا
محمد امین خان کے بارہ مین کبھی قتل وقید کی شہرت ہوتی کبھی رتق و مدارا کیا جاتا امیر الامرا چاہتا تھا کہ محمد امین خان کو قتل
کرے قطب الملک چونکہ اوس سے قول وقرار رکہتا تھا لہذا مانع آتا تھا بلکہ اکثر یہ کہا کہ اوسکی جان کے ساتھ میری جان ہے
بہرحال چونکہ وہ حسین علیخان کا قاتل تھا کیونکر مارا جاتا بہرحال انہین دنونمین واقعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۱۳۲ ہجری روز جمعہ کو
جبکہ اکثر لوگ نماز مین مصروف تھے عجب طرح کا زلزلہ آیا اکثر عمارات شاہجہان آباد اور دہلی کی گر پڑین نوبت بہ زمین و
عمارت کو تزلزل ہوا چالیس روز تک یہی نوبت رہی کہ زمین ہلتی اور آواز پیدا ہوتی تھی آدمیون کو خوف سمایا تھا بعد
مدت مذکورہ اگرچہ زلزلہ موقوف ہوا چار پانچ مہینے تک کبھی کبھی لرزہ سا آجاتا تھا القصہ مقرر ہوا تھا کہ غرہ ماہ ذیقعدہ
کو پیش خیمہ بادشاہ اور قطب الملک کا شاہجہان آباد کو لیجا دین اور حسین علیخان مع مردان رزم آزما کے روانہ دکن ہو
اسی عرصہ مین پہر محمد امین خان کے ساتھ بسبب دراندازون کے منازعت درپیش ہوئی چند روز تک گفتگوے مخاصمت
بلند رہی یہانتک کہ اعتماد الدولہ مع اپنے بہادرون کے منتظر مرگ مسلح بیٹھا رہا کرتا تھا تا آنکہ رفع کدورت ہوئی باہم
سخت سوگندون سے اقرار رفاقت ہوا ایفاے عہد جو کچہ محمد امین خان سے ہوا عنقریب بیان ہوگا کہتے ہین کہ فوج
دلاور علیخان جو باقی رہ گئی تھی پریشان حال ظالم علیخان بہادر سے جاملی اور نظام الملک سرانجام کار اور درستی مجروحان
اور ترغیب اور تحریص مردم مین مصروف رہا اور عالم علیخان کے رفقا کو خوب بہڑکایا انور خان ناحق شناس سادات کا حق
پرورش فراموش کرکے نظام الملک سے جاملا یہان بہی خبث باطن ظاہر کیا کہ عالم علیخان کو لکہا کہ ہنوز نظام الملک
ذخیران قوت نہین پکڑی جلد پہونچیے وقت فرصت ہاتھ سے نہ دیجیے اتفاقاً وہ خط نظام الملک کے ہاتھ لگا اور انور خان
کی عزت خاک مین ملگئی جلد جزاے اعمال کو پہونچا عالم علیخان اوایل ماہ رمضان مین مع فوج قریب پچیس ہزار سوار کے
چلا جسمین بارہ تیرہ ہزار سوار مرہٹہ راجہ ساہو کے ملازم تھے اور کنڈو دہاریا دسکراجی ملہار وغیرہ سرداران مرہٹہ جو کہ
مرہون احسان تھے ہمراہ ہوے اور بعض امراے مشہورہ دکن بہی ظاہری اطاعت کے رو سے مجبوراً ہمراہ ہوگئے تھے القصہ
کتل فردا پور مین جو صوبہ خاندیس اور بالا گہاٹ اورنگ آباد کے مابین واقع ہے بہر افوج مرہٹہ حسب ضابطہ
خود دیہات کی لوٹ مار مین منتشر ہوئی نظام الملک نے اسباب فاضل اور ناموس کو قلعہ اسیر مین روانہ کرکے
عالم علیخان کی لڑائی کو آمادہ ہوا چونکہ دریاے پورنا جو کہ برہانپور سے ۸ اکوس پر واقع ہے نہایت طغیانی مین تھا عبور
مین توقف ہوا نظام الملک عوض خان کے رہنمائی سے ستّرہ کوس بائین جانب سے پایاب پاکر بلا تاخیر بر سبیل یلغار پار گیا
عالم علیخان اس عبور سے آگاہ ہوکر مقابلہ کو متحرک ہوا اپنی دست برد کیواسطے پیشقدمی کر گیا نظام الملک کا لشکر
کہیر کر ستوخیان کرنے لگا ایک تو بارش کا برابر تار لگا تھا دوسرے مرہٹہ محیط تھے چند روز تک نظام الملک کے لشکر مین

غلہ کی گرانی اور کمیابی ظاہر ہوئی مرہٹہ بھیر و بنگاہ مین چپاولی کی لڑائی کیئے جاتے تھے عوض خان اور مرہٹہ جو نظام الملک کو رفیق تھے اور حسین علیخان کے مخالف تھے تدارک کرتے تھے اور نظام الملک تامل کے ساتھہ جنگ کنان اس موقع کا جویان چلا آتا تھا کہ کوئی عمدہ موقع لڑائی کا ہاتھہ لگی تا انکہ قصبہ بالاپور جا پہونچا اور وہان پر موقع دلخواہ پاکر لشکرگاہ کیا

عالم علی خان کا نظام الملک سے مقابلہ کرنا اور نہایت بہادری سے راہی عدم ہونا

عالم علیخان بہادر پانچوین شوال کو نظام الملک کے مقابلہ پر پہونچا متہور خان اور غالب خان ولد رستم خان دکنی کو ہراول کر کے امین خان برادر خان عالم اور عمر خان بنی عم داود خان اور شمشیر خان اور محمد اشرف خان بخشی اور فدوی خان دیوان اور مہدی خان اور محمدی بیگ کی پشت پناہی غربائی اور رفاقت طلب خان اور خواجہ رحمت اللہ خان رعیتہ وغیرہ نامی اور سرداران گرامی کو یمین و یسار مین جگہہ دیکر توپخانہ کو بجائے شایستہ لگایا دس بارہ ہزار سوار پیادہ کرناٹکی روہیلہ فیلان مست غرق آہن کو توپخانہ کے پیچھے مقرر کیا چونکہ جوان نورسیدہ ناتجربہ کار تھا باوجودیکہ دلاور علیخان کی لڑائی کا حال سن چکا تھا کہ نظام الملک نے کمین گاہ مقرر کی تھی اور اوسی کے پوچھا سے دلاور علیخان نے شکست کھائی اپنی فکر نہ کی اور بلا مین گرفتار ہوا سچ ہے جو پیش آنی ہی وہی ہو کچھ کہ پیشانی پہ ہے نہ القصہ رماہ ماہ مذکور عرصہ کارزار گرم ہوا نظام الملک نے رحمت خان بہادر کو ہراول کر کے غازی الدین خان اپنے لڑکے کو ہمراہ کیا اور عبد الرحیم خان اور رعایت خان اور سعد الدین خان اور داراب خان اور کامیاب خان اور غیاث خان اور قادرداد خان اور اختصاص خان اور دلیر خان اور ربیع اللہ خان اور انور خان وغیرہ کو مع چندراجاون کے میمنہ اور میسرہ پر تعین فرمایا اور خود مع عوض خان کے قول مین آیا اور تہنا مرہٹہ کو مع بعض زمینداروں کے پیشگاہ مین چھوڑ کر مشکان مخالف کے تورش و قمع کرنے کو حکم دیا اور توپخانہ اور بان جو کچھ ہمراہی مین تھا اور جسقدر قلعہ اسیر اور برہانپور اور دلاور علیخان کے لشکر سے حاصل کیا تھا اول روز تو ویساہی لگا رہا رات کو گوشہائے مخفی مین واقعہ مین ولیسار لگا دیا اور دلاوران معتمدین کو مع چہرہ دار توپ اور بان کے کمین گاہ مین کھڑا کر دیا اور خود اونکے زیر پناہ ہوا فوج عالم علی خان کی متحرک ہوئی مشہور خان ہراول دس بارہ ہزار سوار ہمراہی سے نظام الملک کے توپخانہ شہر با پر حملہ آور ہوا لیکن جبکہ پہلی ہی باڑہ مین ہزاروں مارے اور دکھنی خاک مین ملے مبارزان مغلیہ جو نظام الملک کے نوکر تھے دلاوری کر کے ہراول کے مقابلہ مین جا پہونچے عالم علیخان کی فوج مین عجب طرح کا آیا عالم علیخان اپنے فوج کی سراسیمگی دیکھکر مع غیاث خان ہمنشین کے مدد کو آپہونچا حملات بہادرانہ سے نظام الملک پر عرصہ تنگ کیا فوج مقہور روگردان اور اوسکے تعاقب مین عالم علیخان مع رفقا کے شتابان ہوا اگر عنان ہاتھہ سے چھوڑ دی آگے پیچھے کا خیال نرہا جلد جلد قدم بڑہاتا آتا تھا تقدیر برگشتہ کی رہبری سے توپخانہ کمین گاہ اور فوج مغل کے برابر جا پہونچا ناگہان ادہر سے یکبارگی بان اور توپ چہرہ دار کی فیر سے قیامت برپا ہوئی دود

بادردست اسکو چہپائی گویا موت کی سیہ اوسکی آئی چہرون کی پوچہار سے موسلی دہار خون برسنے لگا بعد دفع تاریکی معلوم ہوا کہ متہور خان ہراول اور غالب خان اور شمشیر خان و محمد اشرف خان اور خواجہ رحمت اللہ اور مٹھی خان اور محمد بیگ وغیرہ جانباز مجروح و مقتول اور اکثر سوار و پیادہ نکار اور غلطان ہین عالم علیخان بہادر باوجود مجروحی چند بہادران جانفشان کی ساتھہ مستقیم الحال رہا اور دمبدم آگے کو بڑہتا آتا تھا اوسوقت مین اختصاص خان نبیرہ خانعالم اور محمد غیاث خان جنکی ایک آنکھہ تیر سے زخمی ہوئی تھی جسارت کرتے ہوئے عالم علی خان کے روبرو ہوئے اور دیگر سرداران نظام الملک بھی جو اونسے قرابت رکھتے تھے مدد کو پہونچے عجب طرحکی زد و خورد ہوئی آخرکار اختصاص خان نے دو تلوار کا ہاتھہ مارا کہ سر دست عالم علی خان کا ہاتھہ حرکت سے معطل ہوا اور فوج نظام الملک کی یورش متواترہ سے وہ نوجوان رستم خان کہ عمر انکی جنمین اونیس ۱۹ برس کی تھی فیل سوار باقی گہوڑے والے اور پیادہ تھے سرخرو ہوکر شہید ہوئے سنکراجی ملہار زخمی مع چند رشتہ داران دیگر گرفتار ہوا اور عمر خان برادر زادہ داود خان اور اسیر خان برادر خانعالم جنہون نے دو تین لاکہہ روپیہ اور تین چار ہاتھی اس معرکہ مین خان مرحوم سے لیے تھے بروقت مقابلہ کی دیکہا ہوکر مع بعض دیگر نفاق پیشہ کے لشکر نظام الملک مین ملحق ہوئے اور خیمہ وغیرہ کل کارخانہ جوکہ اوٹیرون سے بچا نظام الملک کے قبضۂ اختیار مین آیا اس لڑائی مین کنجی ڈی نامی سردار نظام الملک کا آفت جانی مین اسیر ہوا چند نفر جو مجروح ہوئے تھے مرہم لطف و مدارات سے بچے جیتے ہوگئے اس خبر کے سننے سے جسقدر رنج و غم قطب الملک اور امیر الامرا کو ہوا بیان سے باہر ہے خصوص امیر الامرا کے جگر مین کانٹا سا خلش کرنے لگا اپنے ناموس کی فکر سے جو دکن مین تھی ۔ نہایت مترود تھا ہفتہ بعد خبر پہونچی کہ حسین علی خان کے قبایل کو مع مال و اسباب کے قلعہ دار دولت آباد نے قبل پہونچنے فوج نظام الملک کے قلعہ مین گہیر لیا تھا اور باوجود کمال آزردگی کے جو حسین علی خان سے رکہتا تھا لازمہ غمخواری کی مراعات کی اس خبر سے کسیقدر دلجمعی امیر الامرا بہادر کی ہوئی اور نیز اسی جلدی مین خبر پہونچی کہ مبارز خان صوبہ دار حیدرآباد اور دلاور خان جو باہم ہمزلف ہین سات آٹھہ ہزار سوار سے رفیق نظام الملک ہوئے ہین

امیر الامرا کا دکن کو جانا اور قطب الملک کا شاہجہان آباد آنا اور دیگر سوانحات کا بیان

انجام کو یہ صلاح ہوئی کہ قطب الملک بادشاہ کی نیابت سے دار الخلافہ مین رہے اور حسین علیخان بادشاہ کی خدمت مین جاکر انتظام الملک کی منزا کرے جب یہ عزم بالجزم ہوا امیر الامرا نے صوبہ سید محمد خان ولد اسد اللہ خان کے زر ویران بہیجکر جماعہ داران عمدہ افغانی اور بارہہ کو طلب کیا تا انکہ قریب پچاس ہزار سوار قدیم اور جدید نوکر رکھکر مع بادشاہ اور افواج شاہی اور راجہ وغیرہ اور توپ جہان آشوب اور گولہ انداز قضا دست ہمراہ لئی اخر شوال کو دکن کی جانب پیش خیمہ نکلوایا اور خود امیر الامرا نے کوچ کرکے اکبرآباد سے دس کوس پر مقام کیا چونکہ اجل سر پر لگا رہی تھی امیر الامرا نے چند امور صریح بر خلاف کیے چنانچہ اوایل ذیقعدہ مین

میر آتشی کی خدمت سید خانجہان سے لیکر جو حسین علی خان کے اقربا مین تھا حیدر قلیخان کو دی اور ۱۹ ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ کو
محمد شاہ نے اکبر آباد سے کوچ کر کے تین کوس پر جا کر مقام فرمایا اور سید عبد اللہ خان نے بطریق مشایعت رفاقت کی
رخصت لی پندرہ ذیقعدہ روز جشن بادشاہی تھا قطب الملک چاہتا تھا کہ بعد فراغ رخصت ہو حسین علی خان راضی نہوا
چار کوس سے رخصت کر دیا اور اوسی مہینے کی چودھوین تاریخ کو حسین علی خان بادشاہ ہمراہ لیکر فتحپور مین منزل گزین ہوا
اور تین چار مقام واسطے سرانجام جشن جلوس کے فرمائے قطب الملک نے مع حامد خان عموی نظام الملک کے اور حمید الدین خان
اور غازی الدین خان غالب جنگ اور ابراہیم خان اور نعمت اللہ خان اور میر خان اور سید صلابت خان وغیرہ امراے بے
پروبال کے وہان رکھکر ۱۹ کو شاہجہان آباد کی راہ لی اثناے راہ مین محمد خان بنگش نے ملاقات کی اور عزیمت شرکت
بادشاہ اور تہیہ رستی ظاہر کر کے پچاس ہزار روپیہ علاوہ چھہ لاکھہ روپیہ کے جو حسین علی خان سے بوعدہ ہمراہی سے تھے
لیکر اپنی راہ لگا شرکت کا فقط بہانہ تھا

مارا جانا امیر الامرا حسین علیخان بہادر کا اثناے راہ دکن مین امراے زمن کے مکر و فریب سے اور زوال دولت بارہہ

جب کہ قطب الملک شاہجہان آباد کے چالیس کوس پر پہونچا امیر الامرا حسین علیخان بہادر اور غیرت خان بہادر بہانجے
خان مذکور اور نور اللہ بن علیخان برادر امیر الامرا کے کشتہ ہونے کا حال رتن چند کے رقعہ سے جو نہایت اضطرار مین تحریر کیا تھا
مطلع ہوا شرح اسکی یہ ہے کہ جب بادشاہ کو چندان اختیار نرہا وسعت نشان سادات کا ہو [illegible]
اور اعتماد الدولہ کو رشک ہوا ہر وقت سادات کی فکر مین رہتے تھے اور محمد امین خان نے بادشاہ سے ہر وقت فرصت زبان ترکی مین
اجازت حاصل کی نظام الملک کو شورش پر آمادہ کیا اور اوسکی کوشش کا اثر عالم علیخان اور دلاور خان پر گذرا جب محمد امین خان نے امیر الامرا کا ارادہ
نظام الملک کی استیصال پر دیکھا نہایت اپنی مذلت اور مخصوص تورانیون کی سمجھی اور یہ یقین تھا کہ بروقت مقابلہ امیر الامرا فتحیاب نہوگا لہذا اسی فکر مین
روز و شب رہتا تھا کہ امیر الامرا کو اثناے راہ مین غافل پاکر مار ڈالے مگر یہ امر دشوار دوسرے کی اعانت بغیر ناممکن تھا کہتے ہین کہ میر محمد امین
المعروف سعادت خان جو سادات نیشاپور خراسانی مین تھا اور جسنے عہد فرخ سیر مین عہدہ ہفت ہزاری حاصل کیا تھا بعد ازان
ہندون بیانہ کی فوجداری پر جو عہدہ محالات اکبر آباد مین سے مقرر رہا اور وہان زیادہ سپاہ فراہم کی اور سید
[illegible] خان سے مدد [illegible] کا بندوبست کیا اور سرکوبی مخالفین کے علاقہ مین اضافہ [illegible] سے مقرر ہوا
اس سفر مین [illegible] لشکر محمد شاہ کے ساتھ محمد امین خان نے [illegible]
باہم گرد حیدر خان کا [illegible] جو قوم چغتا اور بسبب میر شمشیری کے میر کا خطاب رکھتا تھا [illegible]
کی میر مذکور نے جو نہایت [illegible] مرد شجاع تھا قبول کیا تیون دنیا طلب محرم راز ہو کر باہم گرد دست بکوا اور صلاح کی کہ کیونکر

اس مہم کو انجام دیجیے بالآخر قرعہ اس امر کا میر حیدر کے نام پڑا اور اس نے عرضی متضمن شکایت محمد امین خان کے لکھی اور ایک
کو اپنے ہمراہیون سے ہمراہ لیکر روز چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو جب کہ فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ہوا تھا آیا اور محمد امین خان
ذی بعد پہونچے نزدیک دولتخانہ شاہی کے برہمی مزاج و الانظاہر کرکے اپنے ۔ حیدر قلی کے پیش خیمہ مین پہونچا یا اور اوسکو بھی
اس راز سے آگاہ کرکے متفق کیا امیر الامرا بادشاہ کو خیمہ مین اوتار کر داخل محلسرا کرکے خود خیمہ سے نکلا اور عازم اپنے لشکر کا
ہوا جو کہ فاصلہ اوس کا ایک کوس پر ہوا کرتا تھا جب دروازہ کلال بارہ کے نزدیک پہونچا میر حیدر نے دور سے نمایان ہوکر کاغذ عرضی
کو نمایان کیا چیلا اور چوبدار روبرو آنیکو مانع ہوے قضا و قدر نے امیر الامرا کے دل مین ڈالدیا کہ حکم روبرو آنے کا صادر فرمایا
میر حیدر خان نے دور کر عرضی گذرانی اور متصل پالکی عرض حال کرتا ہوا چلا جاتا تھا جیون ہین امیر الامرا متوجہ ملاحظہ عرضی ہوا
میر حیدر خان نے پیش قبض کمر سے نکالکر اس زور سے اوسکی جگر پر ماری کہ دوسری طرف برامد ہوئی اور اوس ضرب سے شہید
ہوگیا لیکن اوسی جلدی مین امیر الامرا نے قاتل کو لات مارکر فرمایا کہ بادشاہ کو قتل کر لات کے صدمہ سے پالکی لڑکی اور
لاش امیر الامرا کی زمین پر گر پڑی اسکے دیکھتے ہی نور اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے جو امیر الامرا کا عمہ زادہ تھا اور پیادہ پالکی
کے ہمراہ چلا جاتا تھا اپنی تلوار سے قاتل کو قتل کیا اور ایک روایت یون بھی ہے کہ اسکے قتل مین میر مشرف بھی شریک ہوا
اور دوسرے مغل کو جسنے نور اللہ خان کو مارا امیر مشرف نے روانہ عدم کیا اور خود زخمی ہوکر جان بچا گیا دوسرے مغل ہجوم کرکے
امیر الامرا اور نور اللہ خان کا سر کاٹ کر بادشاہ کے روبرو لائے خواجہ مقبول خان ناظر امیر الامرا نے جانفشانی کی زخمی ہوکر
تین چار روز کے بعد حق نمک سے ادا ہوا امیر الامرا کے سقے اور خاکروب بھی شرط رفاقت کی ادا کرنے مین شمشیر برہنہ
بادشاہ پر دوڑے مگر تسبیح خانہ کے نزدیک دست مغل یا برہان الملک کے پنجہ سے مارے گئے کسیقدر ہمراہیان محکم سنگھ
دیوان امیر الامرا نے کلال بارہ کے دروازہ پر پہونچکر راہ مسدود کی اور سراچہ دیوان خاص کے پھاڑکر شمشیر عریان جا پہونچے
دو تین نفر زخمی ہوکر اور امیر الامرا کو کشتہ پاکر واپس ہوئے بعض مردم برقنداز حسین علیخان بہادر کے برقنداز ہمی
کرکے پریشان و فرار ہوئے

خبر قتل امیر الامرا عزت خان کو پہونچنا اور بادشاہ کے مقابلہ مین آکر جان دینا

جب امیر الامرا کی خبر قتل عزت خان بہادر خواہر زادہ امیر الامرا کو پہونچی مطلق آراستگی فوج اور توپخانہ اور طلب رفقا
اور درستگی سامان نکر کے رومال سے آنسو پونچھکر ہاتھی پر سوار ہوا اور بادشاہ کے مقابلہ پر دو تین ہزار سوار سے آپہونچا
اوسوقت سعادت خان نے محمد امین خان اور حیدر قلیخان کی رہنمائی سے حرم سراے شاہی کے دروازہ پر پہونچکر رفقاے
امیر الامرا کو بضرور ازدحام کے ہوسکے دفع کیا اور ہر چند والدہ شہریار بمقتضاے رافت مادری بادشاہ کے باہر نکلنے پر
راضی نتھی مگر سعادت خان بمقتضاے دولتخواہی بکمال الحاح بادشاہ کا ہاتھ پکڑکر محل سے باہر لایا اور اعتماد الدولہ
اپنے ہاتھی پر سوار کراکر خود خواصی مین بیٹھا چونکہ فوج اور بادشاہی رسالہ اور امراے موافق دستور پر ورو کے اپنی جگہہ پر

گئے تھے اوسوقت قلیل جمعیت قوم مغل محمد امین خان کے ہمراہیون سے اور کسیقدر مردان سعادت خان کے کار
شاہی مین تھے حیدر قلیخان جسنے حسن لیاقتی سے آج کے واسطے مردم توپخانہ کو مشغول کر رکھا تھا مین آشوب و ستخیز مین
یا عزت خان بہادر نے جو کہ دو ہزار سوار سے نہایت نزدیک آگیا تھا احضار مردم اور توپخانہ اور فیل خانہ بادشاہی مین تدبیر کی
اور عین اضطراب مین درستگی فوج کر کے مستعد ہرا دی ہوا اور عزت خان شیر ژیان کی طرح جان سے ہاتھ دہو کے
نہایت بیقراری سے چلا آتا تھا گویا کڑی کمان کا تیر تھا اوس ہادر کو مد نظر یہ تھا کہ اول قاتل کو قتل کرے بادشاہ اور
محمد امین خان اور حیدر قلیخان کو بھی حیدر قلیخان کی کار فرمائی سے گولہ اولہ کی طرح سے برستا تھا اور حیدر قلیخان نے
معرکہ کار زار کو ایسا گرم کیا کہ چار سو سے صدائے احسنت احسنت آنی لگی امرائے بادشاہی متواتر مدد کو پہونچتے جاتے تھے اور کم کوئی
عزت خان کی مدد کو بھی پہونچتی تھی خلاصہ عزت خان نہایت نزدیک حیدر قلیخان اور بادشاہ کے آگیا تھا تفنگ تیر آ لگا اجل
تو دور تھی ایسا پشت سپر نہ ہوا کہ بعد فتح نہایت دشواری سے برآمد ہوا تھا قمر الدین خان اور سعادت خان حیدر قلیخان
کی مدد کو پہونچے شرط وفا ادا کی بادشاہ اپنے دست مبارک سے تیر افگن تھا اس عرصہ مین لٹیرون نے امیر الامرا وغیرہ
سادات کے خیمون مین آگ لگا دی اور اوسکے مال و اسباب کو جو کروڑ سے زیادہ تھا لوٹ لیا اور صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور
جنگ بادشاہ کی مدد پر حاضر ہوا عزت خان نے بعد دو تین زخم تیر کہانے کے حیدر قلی خان کے خواص کی گولی کہا کر راہ عدم لی
خزانہ وغیرہ اوسکا خوب لوٹا گیا اور جو کچھ راہ مین رکہا تھا لوٹ سے محفوظ رکھکر داخل خزانہ بادشاہی ہوا

بعد قتل امیر الامرا کے اوسکے ہمراہیون پر خرابیان آنیکا اظہار

بعد فتح و نصرت کے حیدر قلیخان نے محکم سنگہ کو پیغام نجات جان و عزت کا بادشاہ کی طرف سے دیکر اپنے پاس بولایا اور گوزنش عفو تقصیر کی بعد منصب شش ہزاری
پر سرفراز کر دیا اور رتن چند کو اعتماد الدولہ کی طرف سے کہ یہ پیغام پہونچے کہ اوسکو یہ خیال ہوا کہ جان کا بچنا محال ہے پس
ایک رقعہ متضمن ماجرا قطب الملک کے نام لکھا اور شتر سوار کو ہاتھ روانہ کیا اور خود سواری پالکی اپنے گھر کو چلا گیرہ مغل اور
لچہ بات بازاری نے جو کہ اوسکے اطوار ناشایستہ سے بیزار تھے اوسکے سر پر ہجوم کیا پالکی سے اوتار اور عریان اور اول خستہ محمد امین خان کی
پاس لا کر حاضر کیا اوسوقت جان کا امان خواہ ہوا محمد امین خان نے لباس پہنوا کر قید مین رکھا راے سرب سنگہ جو قطب الملک
کا وکیل تھا وقت کی نیرنگ سازی دیکھکر ڈاڑہی مونچھ منڈوا کر صورت مخنث بنائی اور کسیقدر مال و اسباب لوٹا کر بقدر حاجت
نقد و جنس ہمراہ لے آشنایون کے گھرون مین بسر کرنے لگا اور بروقت قابو پاکر چلا گیا اور عبد اللہ خان کے پاس جا پہونچا میر خان
خدمتگار مقرب حسین علیخان جو صاحب فیل اور داروغہ دل خصیحہ اور لڑائی کے دن عزت خان کا رفیق ہوا تھا
دو تین روز تاخت و تاراج کی آفت سے محفوظ رہا آخر کار مال و آبرو دونو برباد ہو کر قید ہو گیا اور میر مشرف باوجود
وعدہ عطائے اضافہ اور رعایت نقد گرسیاس نمک عذر کر کے جدا ہو گیا چند روز بیکار رہکر بعد ایک مدت کے رفیق بادشاہ ہوا اور محمد امین خان

کی رفع لستیج عوام کیواسطے جنازہ امیرالامرا اوعزت خان ولد نواب اولیا کا زربات مین لیکر نماز پڑہی اور بنابر جس تردد اور اظہار شجاعت کے درمیان مخاطب بہ فرمایا بہادر اوردن بیلوگ شیرون کے بعد ازان جنازہ روانہ اجمیر کیا تاکہ اونکو سید عبداللہ خان کے جوا مین دفن کرین جنازہ آرائی سے یہ غرض تھی کہ راستے مین راہ ان لوگ لوٹ کر غارت نکرین لیکن یہ امر نہ اچہجکہ تابوت پہونچتا وہانکے لوگ احترام کے ساتھ پیش آتے آخر اجمیر پہونچا کر سپرد خاک کیا سے زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر گہ کبہی شام ہے اور کبہی ہے سحر عوض داد و دانش سے رکہہ صبح شام نہ کہ بعد فنا تا رہے نیک نام نہ معتمدین سے دریافت ہوا کہ داد و دہش یہ دونون صفات امیرالامرا مین تہے اور جو کچہ فرخ سیر اور امیرالامرا کے ہمراہ گذرا اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ بدرجہ لاچاری سرزد ہوا ورنہ کون ہے کہ حفظ آبرو و جان کو بچاہے دنیا طلب الا حفظ آبرو نہین کرتے بلکہ تابعان خدا و رسول سے بہی سخت نادر ایسے لوگ ہوتے ہین جنکا یہ مقولہ ہے سے آبرو جائے مین رہے او جان جائے تم ہے نہ الغرض اسد اللہ خان معروف بہ نواب ولیاجو کہ ای اعتبار ہو گیا تہا زیارت اللہ کی حاصل کرکے اپنے مقصد کو روانہ ہو گیا اور غلام علیخان اظہار حق خدمت جو ہر وقت لانے بادشاہ کے اوس سے ظاہر ہوتی تہین بے آبروئی سے محفوظ رکہہ بوقت فرصت عبداللہ خان کے پاس چلا گیا نصرت یار خان فوجدار سادات نامی لور عبداللہ خان سے غبار رکہتا تہا او بموجب طلب حسین علیخان کے لشکر کو آتا تہا تین کوس یہ خبر امیرالامرا کی سنی چونکہ صمصام الدولہ سے محبت تہی اپنے آنے کی اطلاع کی صمصام الدولہ نے اسکو بلاکر اپنے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین پہونچایا دو ہزاری کا اضافہ پنجہزاری پر ہوا اعتماد الدولہ محمد امین خان کو منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار عنایت ہوا اور دو کرور دام انعام اور خدمت وزارت مع لقب وزیر الممالک بہادر ظفر جنگ کے مرحمت فرمایا اور خدمت میر بخشی کی صمصام الدولہ کو ملی منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی کا دیا قمر الدین خان ولد محمد امین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صاحب خدمات دیگر مقرر ہوا اور اضافہ ہزاری کر منصب ہفت ہزاری کیا گیا حیدر قلی خان کو منصب ہفت ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ یک اسپہ پاکر خطاب ناصر جنگ کا پایا سعادتخان پنجہزاری ہوا او خطاب بہادری اور عطاے نقارہ سے معزز ہوا اسیطرح سے ظفر خان وغیرہ ملازمان قدیم و جدید کو حصے پوری فرمائے گئے

عبداللہ خان کا بادشاہ سے لڑنا اور سادات کا روسیاہ ہونا

سید عبداللہ خان شاہجہان آباد سے چالیس کوس نکل گیا تہا عزت خان بہادر کا شتر سوار مع نوشتہ مخطر رتن چند کے مشعر سانحہ قتل امیرالامرا کے آپہونچا یہ دریافت خبر اسے گذشتہ عبداللہ خان کے نظر و نمین جہان تیرہ ہوا او بجز صبر و شکیبائی چارہ نہ دیکہا خاموش دلمین تاب کا جوش ہوا شاہجہان آباد کو لوٹا بعض شیرون نے ترغیب دی کہ متوز اطراف کی نوبتین بادشاہ تک نہین پہونچین او حسین علیخان کا لشکر اوس سے متعلق نہین ہوا اسی عرصہ مین پہونچنا چاہیے قطب الملک نے بہ لڑائی ہمایسند کی صلاح ہوئی چونکہ بادشاہ مستقل اور اوسکے ہمدل ہوئے ہین اور اس سبب سے ہماری فوج شکستہ خاطر ہو بدون ہمراہی کسی شاہزادہ کے جو نسل عالمگیر سے ہو مقابلہ کرنا بہتر نہین لہذا

دار الخلافت کو کوچ کیا اس خبر کی شہرت سے گنوار مفسد اور میواتی اور زمینداروں نے متفق ہو کر بر وقت قابو پا کر جو اسباب پیچھے سپاہ و خیمہ کر رہا لوٹنا شروع کر دیا ہر چند تادیب اور تنبیہ بھی اونکی ہوتی جاتی تھی مگر اس حرکت سے باز نہ آتے تھے اکثر ہمراہیان پیش خیمہ مین سے کوئی جماعہ دار مع اپنی جماعت کے مقتول ہوا اور ایک قافلہ شاہجہان آباد کا جسمین بعض اسباب حسین علیخان کا تھا اور سرلے جہاتہ جو لشکر سے دو تین کوس پر بھی پہونچا تھا تمام مال و اسباب اوسکا غارت ہو گیا عمال محالات جاگیر نے زمیداران مفسد کو بے دخل کر کے محصول خریف کا خورد و نوش کر لیا سید عبد اللہ خان نے شجاعت اللہ خانکو مع میر تقی خانکے اس غرض سے شاہجہان آباد بھیجا کہ کسی شاہزادہ کو منتخب کرین اور نیز اپنے بھائی نجم الدین علیخان صوبہ دار شاہجہان آباد کو تحریر کیا کہ اوسکی مدد سے اور آراستگی اور فراہمی سپاہ اور سامان جنگ مین ساعی ہو آخر ذر تاریخ آٹھوین ذی الحجہ کو یہہ خبر نجم الدین علیخان کو پہونچی قبل اسکے کہ یہہ خبر مشتہر ہو ایک جماعت کوتوال کی ہمراہ محمد امین خان کے مکان پر بھیجی کہ ایک ثلث رات گذرنے تک اوسکا مکان گھیر لیا اور اوسکے آدمی بنا بر اطلاع یا بخیال وفاداری اپنی جگہہ پر تھمے رہے دروازون کے نگاہبان رہے آخر بموجب ممانعت عبد اللہ خان یا بطور خود متنبہ ہو کر اس حرکت سے باز آیا اور نجم الدین علیخان نے عید قربان کی روز عید گاہ جا کر نماز پڑھی بعد ازان عبد اللہ خان کی بھیجے ہوئے لوگ معز الدین کے لڑکونکی دروازے پر آ کر مستدعی اندر آنے کے ہوئے مگر اونہون نے نامنظور کیا اور شاہزادونکو سیری بھی یہی معاملہ ہوا بعدہ سلطان ابراہیم ولد رفیع القدر نبیرہ بہادر شاہ کو راضی کیا

چندروز کیواسطے ابراہیم کا جلوس کرنا

گیارہوین ذی الحجہ ۱۱۳۲ہجری کو سلطان محمد ابراہیم تخت نشین ہوا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم لقب مقرر کیا سید عبد اللہ خان نے دو روز کے بعد شاہجہان آباد مین آ کر ملازمت شاہ محمد ابراہیم حاصل کی غازی الدین خان کو منصب ہشت ہزاری اور خطاب امیر الامرائی اور میر بخشی کی خدمت مقرر ہوئی اور نجم الدین علیخان بخشی دوم اور صلابت خان بخشی سوم اور بیرم خان بخشی چہارم مقرر ہوا ہر ایک امراے قدیم کی دلجوئی ہوئی جو اشخاص کہ رفیع الدرجات کے عہد مین معزول ہوے تھے طلب ہو کر بعطاے منصب و نقد خوشنود ہوے اکثرون کو حکم ہوا کہ اسّی روپیہ درماہہ پر رسالے بھرتی کرین اکثرون کے ساتھہ چالیس پچاس ہزار روپیہ سے لاکھہ تک کی مدد ہوئی اور چاند خان عموی نظام الملک کو محال جاگیر اور عطاے نقد سے تسلی دی بعض امراے فرخ سیری مانند اعتقاد خان و شایستہ خان و سیف خان و اسلام خان و صفی خان کو جو وظیفہ پاتے تھے طلب کر کے امیدوار مکارم فرما کر رفاقت کی ترغیب دی اسلام خان و صفی خان و محمد یار خان نے معذرت ناسازی مزاج ظاہر کی اور اعتقاد خان و سیف خان نے قبول منصب کر کے مدد خرچ کو کسقدر روپیہ بھی لیا لیکن اعتقاد خان وغیرہ منصبداران شاہی نے خیانت کی جو ایک منزل ہمراہ جا کر لوٹ پڑے اور اپنے منصبداران کم منصب کے ساتھہ مانند جلو خانہ وغیرہ کی ہفت صدی اور ہزاری تک بہت سی رعایات کین اور نوکران قدیم جو پچاس روپیہ کی تنخواہ رکھتے تھے ہشتاد روپیہ درماہہ سے خوشنود کیے گئے لیکن اب اس اسّی روپیہ مین پانسو سوار اور جدید بھرتی کے بھی شریک ہوے اس سبب سے ملازمان

تقدیم کی دل آزردگی ہوئی جو کہ نگاہداشت سپاہ میں تاکید ہوئی نو ہزار سوار سرکار قطب الملک میں ملازم ہو گیا اور تخمینا ایک کرور روپیہ اس آراستگی سپاہ میں صرف ہوا

قطب الملک کا مع سلطان ابراہیم کے بعزم رزم محمد شاہ کے شاہجہان آباد سے نہضت کرنا

بارھویں محرم سنہ مذکور کو قطب الملک سلطان ابراہیم کو جسے کہ وہ فرخ سیر سمجھا کہ اوسوقت میں میسر آیا ہمراہ لیکر شاہجہان آباد میں آیا اول عیدگاہ میں مقام ہوا یہاں پر غلام علیخان نے لشکر محمد شاہ [illegible] اور نصیر علیخان اکبر آبادی آکر قطب الملک کی سپاہ سے ملحق ہوا اس شخص کو مع نجابت علیخان کے جو کہ بھتیجا اور متبنی قطب الملک کا تھا اور چودہ برس کی عمر پائی تھی قلعہ شاہجہان آباد کے بندوبست کو رخصت کیا چونکہ اول خبر پہونچی تھی کہ محمد شاہ ملک راجپوتانہ کی راہ سے متوجہ بیت الخلافت ہے قطب الملک نے تیسرے کوچ میں خواجہ قطب الدین کے مزار کے پاس مخیم کیا بعد ازاں سنا کہ اکبر آباد کی راہ آتا ہے لہذا فرید الدین فرید آباد سے آیا اور سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان و ذو الفقار علیخان وغیرہ رؤسائے بارہہ کا انتظار کرتے ہوئے طے مسافت میں تامل کرتا تھا ہر منزل میں فوج بارہہ اور افاغنہ وغیرہ داخل عسکر ہوتی تھی علی ہذا القیاس حسین علی خان کے بھی نوکروں سے جو بادشاہ کے نوکر تھے [illegible] لیکن بوقت فرصت چلدیے ہر روز سو دو سو سوار آتا جاتا تھا جب کہ موضع پلول میں قطب الملک کا لشکر پہونچا سیف الدین علیخان اور شہامت خان اور سید محمد خان ولد اسد اللہ خان معروف نواب اولیا مع دیگر سرداران افواج بارہہ کے جو دس بارہ ہزار سوار کے قریب ہونگے اور ڈیڑہ سو سوار [illegible] جنپر سادات بارہہ [illegible] ہمراہی میں آپہونچا انکے بعد چورامن جاٹ بدر بدل سنگہ [illegible] زمیندار سورج مل کی جو زمینداران عمدہ اکبر آباد و متہرا کا تھا مع محکم سنگہ اوسیقدر ہمراہیان حسین علیخان اور زمینداران اطراف کے ملحق ہوا علاوہ افواج سابقہ کی جہانتک نظر کام کرتی تھی زمین نظر نہ آتی تھی اوسی روز چورامن نے دو تین زنجیر فیل اور چند قطار شتر جو لشکر محمد شاہ سے لے گیا تھا بطریق ارمغان قطب الملک کو دیے قطب الملک نے اوسکو انعام میں دیدیا خلاصہ یہ کہ نوین محرم کو فوج محمد شاہ نے موضع شاہپور سے نکلکر متصل اور مخیم بنایا دونوں لشکر کا فاصلہ کم ہو گیا محمد شاہ نے ہر چند انتظار عبد الصمد خان سیف الدولہ بہادر دلیر جنگ اور راجہ دہراج جے سنگہ کا کیا مگر بعد راہ اور دیگر موانع کے سبب سے نہ پہونچ سکے ہاں محمد خان بنگش تین ہزار سوار اور عزیز خان روہیلہ ولد بہادر خان میواتی کے ساتھ حاضر حضور ہوا اور جے سنگہ سوائی کے چار ہزار سوار آنکر ملحق فوج شاہی ہو گئے ++

جانبین کی صف آرائی اور محمد شاہ کی فتح و فیروزی سادات کی تیرہ روزی خاندان بارہہ کا زوال

نوین اور دسوین محرم سے طرفین کے فتنہ گران میں حزم و ہوشیاری ہونے لگی حسب الحکم قطب الملک کے چورامن نے بہت کوشش کی کہ بارود خانہ بادشاہی میں آگ لگا دے تاکہ توپخانہ کے نرگاو اوڑا لیجائے مگر حیدر قلی خان میر آتش کی خبرداری

سے کچھ نہو سکا محمد شاہ کے لشکر کا ہراول حیدر قلیخان مقرر ہوا اور سعادت خان بہادر اور محمد خان بنگش دہنی طرف اور صمصام الدولہ
اور نصرت یارخان اور ثابت خان مع دیگر فوج کے بائیں طرف مقرر ہوئے اور اعظم خان کو ہمراہ سرداران جنگ آزمودہ کے طرح میں اور اعتماد الدولہ محمد امین خان کو
مع ہادی خان اور قمر الدین خان اور عظیم اللہ خان اور طالع یار خان وغیرہ کے التمش پر ٹھہرایا اور شیر افگن خان اور تربیت خان وغیرہ
حضور خاص میں رہے اور میر جملہ اور عنایت اللہ خان اور ظفر خان اور اخلاص خان اور راجہ گوپال سنگھ بہدوریہ وغیرہ بہیر و بنگاہ
کے محافظ ہوئے اور اسد علیخان و سیف اللہ خان و محامد خان و امین الدین خان وغیرہ مع فوج راجہ دہراج کے جرالغار و برالغار کی
مددگاری اور سواری خدمہ محل کے قوت افزا ہوئے فیلان کوہ شکوہ کو یراق جنگ سے آراستہ اور عقب میں جوانان جرار توپخانہ لشکر آشوب
کی مددگار آمادہ ہوئے قطب الملک نے حسن پور پہونچکے مقام کیا ۱۲ محرم کو ترتیب لشکر میں مصروف ہوا سرداران بارہہ بموجب اپنے
خوے رعونت انگیز کے جیسا کہ چاہیے مطیع نتھے لہذا چند بار ترتیب ہوے اور پھر برہم ہوئے بہر صورت نجم الدین علیخان اور سیف الدین علیخان
اور غالب جنگ بہادر غازی الدین خان اور مظفر خان وغیرہ بارہہ ہراولی پر مقرر رہتے اور چاند خان و سیف خان و بہرام خان
نعمت اللہ خان و امیر خان و سید صلابت خان اور عبد الغنی خان اور اخلاص خان افغان و عمر خان روہیلہ و دیندار خان و
عبد القدیر خان و صبغۃ اللہ خان و غلام محی الدین خان و دلیر خان و شجاع خان بلوچ و عبد اللہ خان ترین وغیرہ افغان صاحب
الوش اور زیندار ان فیل مع انبوہ بیشمار اور سترفیل سوار ہین ولیا قطب الملک و سلطان ابراہیم کے مقابل پیدا ہوئے اور ابو الحسن خان بخشی سالار اور
سید علیخان بخشی رسالہ اور میر امین بخشی مردم بارہہ پچیس ہزار سوار قدیم و جدید سے مع پیادگان بارہہ کے ہمرکاب قطب الملک
کی سوار ہوئے ۱۳ تاریخ کی رات پاسداری اور حفاظت میں گذری صبح ہوتے تیر و کمان نے پیغام اجل پہونچانا شروع
کیا بادشاہ نے فیل سوار ہوکر فرمایا کہ بموجب حکم رتن چند کا سر کاٹ کر اوسکے ہاتھی کے نیچے پامال کریں فوج دریا موج نے
پیش آہنگی کے توپخانہ نے دہوئیں اڑانا شروع کیا کرنا اور کوس کی آوازیں کوسون تک پہونچیں امن و امان گوشہ سلامت
کو سدھارے صدائے بگ رنیزان نے گوش کر دیا کر دیا توپونکی گرج رعد کا کلیجہ پھاڑتی تھی بان کی آن بان سے شہاب ثاقب کی جان جاتی
تھی توپخانہ میں حیدر قلیخان کا اہتمام تھا آتش افروزی میں ید بیضا کی کرامات روشن تھی ہر دم قدم بقدم پیشتر کو بڑھ
تھا سکے ان سے دم کا دم نکلتا تھا خصوص نجم الدین علیخان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ برق آثار سے درختان انبہ ان
کی سایہ تلے جا کر ایسی آتش باری کی کہ طایر خیال کے پر جلنے لگے فوج بادشاہی پر ایسی آگ برسائی کہ عرصہ نبرد تنگ کر دیا بہادران
نامی کے چہرون پر ہوائیں اوڑنے لگے بے شرم و بے حیاؤن نے راہ گریز کی بے حیائی کا پہلا سنایا حیدر قلیخان مع صمصام الدولہ
اس حال کے دیکھتے ہی نصرت خان اور ثابت خان وغیرہ بہادرون کے ہراولی پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچہ میں بصد
شرر افشانی سے آگ لگا دی وہ مورچہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا آفتاب کے ڈوبتے وقت قطب الملک نے فرمایا کہ مختصر خیمہ
استراحت کے لیے آراستہ ہو چونکہ آسایش دنیوی انجام کو پہونچی تھی مقربون نے صلاح نسمجھکر موقوف کیا جسوقت تھوڑی
رات گذری حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑھانے میں سعی کی گولہ مارتے ہوئے قدم بڑھایا آہستہ آہستہ جس جگہہ کہ ڈٹا تھا پیشتر کو

چلا تمام رات قطب الملک کی فوج پر گولہ برستا رہا اکثر ہمراہی مجروح اور مقتول ہوے خلاصہ یہ ہے کہ عجب طرحکا تحمل اون
لوگون سے ظاہر ہوا بہت سی فوج نے بیقرار ہوکر امن و پناہ کی جستجو مین کنارہ کیا اکثر فیل سوار او جماعہ داران معتبر نے قرار کر کے
اپنے تئین گوارون کے لوٹ مار مین ڈال اخیر شب کو جب راجہ محکم سنگہ کے فیل سواری پر گولہ لگا محکم سنگہ گہوڑے پر سوار ہوکر
اس رنگ سے باہر نکل گیا کہ دیر تک اوسکے موت حیات کی خبر کسیکو معلوم نہوی تا آنکہ ۱۳ تاریخ رجب کے صبح ہونے ہی مینہ وہ
سولہ ہزار سوار منجملہ ایک لاکہہ سوار کے جو کہ تمام شب بیدار اور آٹہہ پہر توپخانہ آتشبار کے مقابلہ مین دو چار رہے اور
گرسنہ اور تشنہ بسبب محرومی آب کے جو کہ بہت دور اور قوم جاٹ کے تصرف مین تہا حاضر رہے تہے اور بیاس آبروانی ہمراہ قطب الملک
و غازی الدین خان وغیرہ سرداران ۔ و حامد خان و سیف خان و امیر خان و روح اللہ خان و نعمت اللہ خان و بیرام خان
وغیرہ اور چند جماعہ دار قدیم الخدمت مثل صبغۃ اللہ خان و شیخ ہٹیلا کے رہگئے تہے محمد شاہ بادشاہ پسند ہاتھی پر سوار مع امرا و
رفقا کے تمام شب زینت افزا رہا ناگہان نجم الدین علیخان نے مع سرداران بارہہ کے قدم دلیری بڑہایا اور باوجود تشنگی اور صدمہ آتشبازی
توپخانہ شاہی کی کچہہ پروا نکر کے بمقتضاے شجاعت آبائی قیامت اوٹھائی رفقاے محمد شاہ خصوص حیدر قلیخان و صمصام الدولہ
نصرت یار خان کہ وہ بہی سرداران بارہہ سے تہا اور نجم الدین علیخان اور قطب الملک سے دعوی ہمسری کا رکہتے تہے آب
شمشیر سے غبار کدورت دہونے لگے دونون طرف سے ایک دوسرے پر جاگرے وہ شور و شین ہوا کہ قیامت کی انتظار
باقی رہی تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتہیارون کے دل جلنے لگے سعادت خان لی تحصیل ننگ کی نام و نشان کو جانثاران شاہی
مدد پر قدم اوٹہایا شیر افگن خان مدد بادشاہ سے مقابل کو دکمند پیچان اور نوک سنان سے اولجہایا
درویش علیخان داروغہ توپخانہ صمصام الدولہ اور عبد الغنی داروغہ توپخانہ حیدر قلیخان اور میارام منشی اور محمد جعفر نبیرہ
حسین خان نے مع دیگر چند آدمیون کے جان نثاری کی نصرت یار خان نے بہی دو زخم تیر کے کہائے اور دوست علیخان مع
دیگر ہمراہیون کے مجروح ہوا قطب الملک کی طرف سے شہامت خان بانام و نشان مع فتح یار خان اور تہور علیخان اور
عبد القدیر خان برادر قاضی میر بہادر شاہی اور عبد الغنی خان ولد عبد الرحیم خان عالمگیری اور غلام محی الدین خان او صبغۃ اللہ خان
عرف شیخا مع پسر شجاع خان بلوچی کے رہرو عدم ہوے اور انکے ہمراہی بہی اس معرکہ ننگ آزما مین آقا کے خدمتگذاریون کو ساقط
ہوے نجم الدین علیخان بہادر جنکے ذات سے گرمی بازار معرکہ آرائی تہی زخمی ہوا اور زخم پیشانی کے چشم زخم سے دیدہ نے نور بصر
سے چشم پوشی کی قطب الملک نے اپنے بہائی کا وقت تنگ دیکہکر باقیماندہ دلاوران بارہہ کے ہمراہ نجم الدین علیخان کے
مدد پر قدم زن ہوا اسی وقت چوڑامن نے لشکر بادشاہ کے عقب مین پہونچکر شورش اوٹہائی اور قریب ایکہزار اونٹ بیل گاڑیل
کے جو جمنا کنارے تہے مع چند شتر لنگر خانہ اور دفتر کے لوٹ کر فوج بادشاہی کے مقابل جو کہ بنگاہ کی حفاظت پر مامور تہی
متوجہ ہوا بادشاہ نے بہی تیر چگیرہ و ذرا دسطرف کو چلایا محمد امین خان نے مع ہادی خان داروغہ تیر قندازان خاص کے
اوسکی مدافعت کی اودہر قطب الملک کی پشت گرمی سے باقیماندہ فوج بارہہ اور نجم الدین علیخان کے رفقاے نیم جان

کی قوت طبعی باوجود پایداری صمصام الدولہ وغیرہ امرا کے لشکر بادشاہی مین جو اسی جہاں گی حیدر قلیخان اور سعادت خان اور
محمد خان بنگش نے یہ حال دیکھکر چاہا کہ قطب الملک کی کمر توڑ دین قطب الملک اس ارادہ سے آگاہ ہوکر حیدر قلی خان
کی مقابل آگیا اور حیدر قلی خان مع دیگر امرا کے دست بکمان ہو تیر کے سناٹے سے عجب طرح کی کشاکش پڑگئی اس اخیر وقت کی
دار وگیر مین سید علی خان ابوالحسن بخشی کا بھائی زخمی اور اسیر ہوا اور طالع یار خان کی سعی سے شیخ ہٹیلا جان سے گذرا حیدر قلی خان
مع افواج آراستہ اور صمصام الدولہ اور اسکے رفیقون کے اتفاق سے قطب الملک پر حملہ آور ہوا باوجودیکہ بارہا سابقہ لڑائیون
مین عرصہ کارزار تنگ ہوا تھا مگر بطور جلوان مشہور ہندوستان کے کبھی ہاتھی سے نہ اترا تھا اور سرداران نامی شجاعت پیشگان جمائے
تمکین کی راہ رسم نچھوڑی تھی اب دیکھیے جبکہ بخت و دولت نے مددگاری سے رخ پھیرا اندرون ایسے خیالات کے حواس باختہ
تدبیر مین خطا کرنے لگا باوجودیکہ دو تین ہزار سوار جرار ہمرکاب تھے مگر اس خیال سے کہ شاید سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر
پیادہ ہوکر جانفشانی کو آمادہ ہون ہاتھی سے اوتر گھوڑے پر سوار ہوا التقدیر تو برخلاف ہوگئی تھی بمجرد اس عمل کے سیف الدین علیخان
وشجاعت اللہ خان و ذو الفقار علیخان و عبد اللہ خان ترین و ابوالحسن خان بخشی فوج وغیرہ مع سرداران بارہہ کے اس گمان پر
کہ شاید قطب الملک مارا گیا یا اس امید سے کہ انجام کو شکست ہوگی قطب الملک سپہ سالار کو تنہا چھوڑکر فرار کر گئے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ قبل اوترنے قطب الملک کے ہاتھی سے سیف الدین علیخان نے اولاً بھاگنے کا عار اختیار کیا قطب الملک
نیرنگی تقدیر سے حیران تن تنہا میدان رزم مین دلیرانہ کھڑا ہوا چونکہ سر سے پیر تک غرق آہن تھا اس لڑائی مین پیشانی پر
زخم تیر اور ہاتھ پر صدمہ شمشیر اوٹھا کر اسیر پنجہ تقدیر ہوا اوس وقت حیدر قلی خان نے قطب الملک کو پہچانا اور نجم الدین علیخان
بھی قطب الملک کے حال مین شریک ہوا دونون بھائیون کے زبان پر یہ اشعار روان تھے ؎ من آنم کہ چون حملہ آوردمی
برمہ از کف انگشتری بردمی ؛ ولے چون نکرد اخترم یاوری ؛ گرفتند گردم چو انگشتری ؛ چہ یاری کند مغفر و جوشنم ؛ چو یاری
نکرد اختر روشنم ؛ کلید ظفر چون نباشد بدست ؛ ببازو در فتح نتوان شکست ؛ حیدر قلیخان نے دونون بھائیون کو ہاتھی پر سوار کراکر
حضور مین حاضر کیا چونکہ محمد شاہ کی طبیعت جبلی مین رحم تھا بنظر شفقت ملاحظہ فرما کر حیدر قلیخان کے حوالہ کیا شادیانہ فتح کے بجائے بعض امرائے
مغلوب داخل لشکر شاہی ہوکر محظوظ ہوئے غازی الدین خان بہادر غالب جنگ اس ماجرے کے بعد لوٹ کر قطب الملک کے
نبگاہ مین متوقف ہوا اور نبگاہ کو جو ہنوز لوٹ سے بچے تھے لیکر راہی ہوا امرائے حضور نے ادائے کورنش کی مبارکباد کی نذرین
گذرانین سجدہ شکر خداوندی ادا ہوا اسباب و مال مخالف جو لوٹ سے بچا تھا خزانہ شاہی مین داخل ہوا

ذکر حرف جفر جو کسی بزرگ سے نسبت بزرگی امیر الامرا کی سوال کیا گیا تھا

معتمدین سے سنا گیا ہے کہ جب امیر الامرا اور قطب الملک کو جماعہ تورانیون سے لڑائی در پیش ہوئی کسی سادات دو تنخواہ نے کسی عارف
سے سوال فتح و شکست کیا اوس نے بقاعدہ جفر سائل کا سوال استخراج کیا یہ حرف نکلے (غ ل ب ع و ک) جو وقت مرتب کرین

کلمہ غیاب عدد نکلتا اور جو ان حروف کا قلب کرین بلیغ اور عدک برآمد ہوئی فی الحقیقت خالی عجایبات سی نہین ہے القصہ جب سلطان ابراہیم قید
ہوکر آیا ہو جب دستور مقید رہا آخر روز جمعہ ۱۴ ار محرم کو یہ خبر دار الخلافہ مین پہونچی کسیکو خوشی کسیکو رنج ہوا بعض شادمان بعض گریان
ہوئے گماشتہ ہای دولتخواہون نے شادیانے بجائے قہقہے مچائے سادات کے گہرونمین چراغ تک نجلا اسی رنج و غم مین جی جلا
نجم الدین خان اور قطب الملک کی عورات پریشان و مضطرب ہوئین بعضون نے تا پہونچنے فوج بادشاہی کے جو ہوسکا زر و
مال پرانی چادر و نمین لپیٹ کر پوشیدہ سلامت نکل گئین بعض کوتوال کے قید مین پہنسین اور عورات سیدہ نے جبر و صبوری کی
چادر اوڑہ کر حصار عصمت سے باہر قدم نہ رکھا عبد اللہ خان کاشی جو قدیم نوکران قطب الملک مین تھا اور حرم سرا کی محافظت
پر تعینات تھا گبسر والون کے اتفاق سے خیانت پرست ہوگیا حرص و ہوا مین جی دوڑانے لگا جو کچہ چاہا گبسریون کے ہمراہ لوٹ
گہسوٹ کر کے چلدیا اور اپنے تئین مطعون خاص و عام کیا غلام علیخان و نجابت علیخان جو قطب الملک کا بہتیجا او متبنی تھا
تغیر وضع کر کے قصبہ جلانسٹہ وطن اصلی کو سدہارے مگر راستے مین مردمان شاہی نے قید کرلیا

شروع اقتدار سلطنت محمد شاہ و ارتفاع درجات امرای دولتخواہ

بعد حصول اطمینان کے محمد شاہ فارغ البال ہوکر جاہ و جلال مین مصروف ہوا امرائے جان نثار کو مشمول عواطف فرمایا ۱۶ اہر
محرم کو سوار ہوکر طے منازل کرتے ہوے ۱۹ ماہ مذکور کو خواجہ نظام الدین کے مزار کے قریب نزول فرمایا اور بعد زیارت مزار
خواجہ مذکور کے خدمہ مزار کو انعام و عطا سے سرفراز فرمایا دو روز تقرر ساعت کیواسطے مقام ہوا ہزار سوار حیدر قلی خان کے منصب
پر اضافہ فرماکر ہفت ہزاری ہشت ہزار سوار کیا اور سعادت خان بہادر کو بہادر جنگ کا خطاب دیکر بعطاے ماہی مراتب سربلندی
بخشی اور دیگر امرا بہی مورد لطف و عنایت ہوے نجابت علی خان مقید حضور مین پہونچکر حیدر قلی خان کے حوالے ہوا کہ
عبد الصمد خان کی ساتھ لگا کر بہجا جاوے اور بتاریخ ۲۲ ماہ مذکور روز دوشنبہ ۱۱۳۳ھ ہجری کو بادشاہ بہ نہایت شان و شوکت سے
روانہ ہوا ہاتھیون پر زربفت کی جہولین نقرہ و طلائی پالکہر سے آراستہ نشان زرافشان طلا کار زرنگار جسپر آنکہہ نہین ٹہرتی تہی
دستہ دستہ فوج بادشاہی اور امراے ہمراہی ہاتھیون یراق نو ساختہ سے پیراستہ کوتل گہوڑے مرصع سامان سے مزین قدم بقدم
دیکہ دکہلاتے تہے اسی شان و شوکت و شان سے آن دبان سے اجمیری دروازہ ہوتے ہوے داخل دار الخلافہ ہوا
اور تصدق و نثار سے غربا اور مساکین کی جہولی پر ہوئی او چار روز کے بعد ساعت سعید سے داخل دولتخانہ ہوا ہر طرف سے
مبارکباد بلند ہوے نواب قدسیہ والدہ بادشاہ وغیرہ پردگیان حرم سرا نے طلا و نقرہ کے خوانچہ جواہرات سے ملا کر نثار فرمائے

بعضے امرا کا حضور مین پہونچنا اور خدمات لائقہ پر سرفراز ہونا

ماہ مذکور کے آخر مین سیف الدولہ عبد الصمد خان بہادر دلیر جنگ اور زکریا خان ولد عبد الصمد خان و داغر خان وغیرہ جو کہ حسب الطلب

لاہور سے عازم حضور ہوئے اور بعد مسافت کے پہونچ سکے تھے شرف یاب ملازمت ہو کر عطائے خلعت و خنجر و سرپیچ مرصع وغیرہ سے سرفراز ہوئے زکریا خان نے ہزاری اضافہ پنجہزاری پر پایا اور راجہ جے سنگھ اور راجہ گردہر صوبہ دار اودہ بروقت نہ پہونچا آخر ماہ صفر میں حاضری سے مشرف ہوا جزیہ شرعیہ کی تحصیل کا حکم ہوا تھا مگر جے سنگھ کی عذر سے معاف ہوگیا نظام الملک کی عرضی درجواب فرمان مبارکباد نظر سے گذری اور صوبہ دار بنگالہ مرشد قلی خان کی عرضداشت متضمن مبارکباد و نیز کسیقدر نذر نقد کی پہونچی حیدر قلی خان کو معز الدولہ کا خطاب ناصر جنگ پر اضافہ عطا ہوا ظفر خان بہادر رستم جنگ روشن الدولہ مخاطب ہوا سعادت خان بہادر بہادر جنگ کو خواصیوں کی داروغگی ملی اور زکریا خان عنایت اللہ خان کی جگہ پر صوبہ دار کشمیر ہوا منگل کے روز ۲۲ ربیع الاول کو بادشاہ نیلہ گاو کے شکار کو سوار ہوا تھا کہ ہرکارہ نے خبر دی کہ اعتماد الدولہ بسبب عوارض بدنی کے رکاب سے محروم رہا دوسرے روز شدت مرض سے عجب حالت ہوئی کہ منہہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور عدم کو سدھارا تین مہینے بارہ روز اس شخص نے وزارت کی اوسکا مال و متاع جو کروڑوں سے زیادہ کا تھا ورثا کو معاف ہوا اور خلق خدا اوسکی ایذا رسانی سے بچ گئی کہتے ہین کہ سات سو گہر اوسکے ہمسایہ تھے جب اپنا گہر زیادہ کرنا چاہا تھا ایک حکم مین خالی ہو گئے اور لوگ قفل لگا کر چلدیے بعد وفات اوسکے لڑکے قمر الدین خان نے نیک اندیشی کی مالکون کو اونکے گہر دلوا دیے محمد شاہ اگرچہ بخیل و ممسک مشہور ہے مگر بعض تحریرات سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جیسا مشہور ہے نہین تھا چنانچہ اسوقت مین محمد امین خان مرا اور چندان خزانہ بھی نتھا بلکہ لشکر کشی کے باعث بہت روپیہ خرچ ہوگیا تھا اور جو کچہ خزانہ مین باقی تھا وہ لوٹ مین جاتا رہا تھا بادشاہ کو کچہ ملا تہا حتی کہ دیوان خاص و عام کے پنجرہ جو طلائی و نقرئی تھے مسکوک ہوگئے تھے انکی بھی تعمیر کی ضرورت تھی اور مخبرون نے بہت سا مال و اسباب نقد و جنس محمد امین خان کا اظہار کیا مگر کچہ طمع کی باوجودیکہ خاندان بابریہ بلکہ تیموریہ کا معمول تھا کہ امرا اور دیگر ملازمین فوت ہوے جو کہ اونکا ترکہ سرکار مین داخل کرتے اور ورثا کو محروم فرماتے تھے ہان بعد پسند لیاقت ورثا کسیقدر اپنی طرف سے بطور انعام عطا فرماتے تھے مگر یہ رسم نہایت مذموم تھی کہ کسیطرح اپنی محنت و مشقت سے تمام عمر مین کسیقدر روپیہ پیسا جمع کیا اوسکی بعد مرگ اوسکی اولاد اوس دولت آبائی سے محروم اور دربدر مظلوم کیجاوے کہتے ہین کہ اس زمرہ مین محمد اعظم شاہ کو اس امر سے نہایت نفرت رہی بلکہ قطعی ممانعت تھی کہ کہ اس بدعت کا ذکر حضور مین نہو

ذکر میر محمد حسین المعروف نمود و انمود اور اتحاد کرنا مذہب باطن کا

میر محمد حسین نامے رہنے والا مشہد مقدس رضوی کا ظاہرا سید تھا عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کے اشتہار اقتدار سے جسکے احسان و فضل کی شہرت اہل ایران کے ساتھ بہت کچہ تھی بامید رفاہ اور افزائش جاہ وطن سے چلکر کابل آیا چونکہ علوم منطق اور عربیت سے محروم نتھا اوسکی لیاقت مشہور ہوئی منشی امیر خان کے لڑکے کی استفادہ

کیا شروع کیا گیا تقریب سے اوسکی فضیلت کا ذکر امیر خان کی مجلس مین ہوا امیر خان نے اوسکے پتہ سے ماہر ہوکر اپنی
بی بی صاحب جی کو مطلع کیا اس سبب سے کہ صاحب جی کی کوئی اولاد نہ تھی اوسنے ایک لڑکی سیّد کی جسکا باپ اوسکے شوہر
کا ملازم تھا لیکر متبنّی کی تھی اور یہ خواہش تھی کہ اگر کوئی شریف ایران سے آوے اوسکے مناکحت کی تدبیر ہوجاوے صاحب جی نے
یہ خبر سنکر شوہر سے کہا کہ اوسکی کیفیت خوب دریافت کرین لہذا امیر خان نے اوسکو بلاکر معاینہ کیا اور اوسکے آداب لیاقت کو
پسند فرمایا اور بی بی کو آگاہ کیا آخر کو برضامندی فیمابین ازدواج کردیا اسی وسیلہ سے سید مذکور کی رفاقت امیر خان سے پیدا
ہوئی اور چند دن کے بعد رفتہ رفتہ بادشاہی خوشبوخانہ کی دارغگی کا منصب پایا اور عمدۃ الملک کے دیگر اولاد سے جو علاوہ
صاحب جی کے دوسری عورتون سے بہی اتفاق پیدا ہوا تھا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا چند طرح کے شعبدہ اور نیرنگ
سازیان دکھلا کر امیر خان کے لڑکے ہادی علیخان وغیرہ کو اپنا معتقد کرلیا مگر ہادی علیخان زیادہ معتقد ہوگیا اس زمانہ مین امیر خان
نے داعی اجل سے لبیک کہا اور اوسکے اہل و عیال حضور مین آئے میر محمد حسین مذکور اپنے عہدہ پر دہلی مین رہا بعد مدت کے
عطر و گلاب پشاور وغیرہ کا اچھی طرح ہمراہ لیکر قاصد حضور ہوا تاکہ عز و جاہ بخوبی حاصل کرے لاہور پہونچا تھا کہ عالمگیر بادشاہ
کی رحلت کرنے کی خبر سنی جو توقع کہ افزائش جاہ کی تھی منقطع ہوئی عطر مذکور اوسی شہر مین ساٹھہ ستر ہزار روپیہ کو بیچا اور اسقدر
سرمایہ بہم پہونچا کر فقیر ہوگیا چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا اپنی تقلید پسند نہوئی ایک نئی راہ نکالی جو کبھی کسینے سنی نتھی اور
اوسی منشی زادہ اپنے شاگرد کو موافق کیا صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان سے ایجاد کرکے الہام
او نزول کلام کا دعوے کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جائے اول عوام کو پہانسکر کسیقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع
انام ہوجاوینگے چونکہ دونون کی طبیعت یکسان تھی شاگرد نے بہی قبول کیا ایک کتاب عمدہ دلچسپ مضامین سے بناکر
اوسکا نام اقوزہ مقدس رکہا تیر تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس فارسی کے بہی کسیقدر ترجیم کرکے اکثر درج کئے بیگوگیت کا دعوے
کیا اور کہا کہ یہ رتبہ مابین امامت اور نبوت کے ہے ہر پیغمبر اولو العزم کو تو بیگگ ہوئے ہین اور خاتم الانبیا کو اول بیگوک
حضرت ختمی پناہ سید اوصیا و شاہ اولیا علی ابن ابی طالب ہے اور ہشتم امام رضا سے امام ثامن ضامن تک امامت
اور بیگوگیت دونون باہم جمع تھے بعد ازان بیگوگیت مجھی ملی اور امامت امام محمد تقی کو حضرت صاحب الامر علیہ السلام تک
اور مین ہی خاتم بیگوگیت ہون تعداد بیگوگیت کی اس ترتیب سے کہ ذکر ہوئی یہ امامیہ مذہب کے روبرو تھا او جسوقت اہل سنت
کے روبرو کرتا خلفاے اربعہ اور چار کس دیگر یعنی اموی و عباسی کو جنکی نیکی مذکور ہے گنکر نوین بیگوگ اپنے نام بیان کرتا تھا
اور کہتا کہ مجھے کسیکے مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن کرنیوالا ہون وحی مجھپر بہی نازل ہوگئی ہے اور چند
ضوابط مقرر کرکے بعض ایام کو مانند عید اسلام کے [illegible] مذہب اسلام مین محترم سمجھا تھا اچھے پیرو کارون پر جنہین خود کہتا تھا
ملزم کردیا تھا تاکہ اون دنون کی حرمت نگاہ رکھین جیسا کہ ماترنوی مین درج ہے کہ دو قسم کی وحی حضرت پر نازل ہوئی تھی
سو دہبی اسی تشبیہ پر کہا کرتا تھا کہ ایک وحی بادایں قسم ہوتی ہے کہ آفتاب کی طرح سے ایک گروہ نورانی دکھلایا اوسکے حروف

برابر اسکے پڑھنے مین آتا اور وہی فرص نورانی اسپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتا ہے اور ایک حی اس قسم کی کہ اوازاآتی اور
وہی مزخرفات سنتا اور اسلام مین بموجب رسم اسلام کے السلام علیک کہتا اور کلمہ خفشان نمود بود ال زیادہ پڑھاتا اور جس روز کہ
اول اول بموجب اوسکے اعتقاد کے اوسپر وحی نازل ہوئی اوسکا نام روز جشن کر لیا تھا اور اوسی روز عوام کے ہجوم مین فی
عبیر و خوشبو اوسکے اُمتی اوسپر چھڑکتے تھے اور دو علم اور خود و کلاہ مانند کلاہ ارامنہ کے مگر کسیقدر اوس سے طویل سر پر رکھتا اور اپنی
فر بودون کے اون پہاڑون کے طرف جہان دیول رانی کی عمارت وہ ہوبی بھٹیاری کی محلونکے نام سے مشہور مین جاتا تھا اوسکا
انہماد یہ ہے کہ اول مرتبہ نزول وحی کا اوس پہاڑ پر ہوا ہے اور چند روز قبل روز جشن کے غرہ ذیحجہ سے روزہ رکھتا اور گونگا ہو جاتا
کچھ کلام نکرتا اور کسی دن کا نام روز سولان رکھا تھا اسدن بہی اژدحام ہوتا تھا مگر اسکی کیفیت یاد نہین ہے

ذکر اوقات و آداب جو کمبخت نے نماز مقرر کیے تھے

ہر روز سوائے نماز پنجگانہ کے تین مرتبہ وید مقرر کی تھی کہ تعمیل ہو اوسکی اوقات اول وقت طلوع آفتاب بعد نماز صبح
دوم نصف النہار سوم وقت غروب کہ ہنوز شفق کی سرخی مشرق مین ہو اور تعمیل وید کے آداب کی یہ تھی کہ خود مع خلیفہ
کے درمیان مین استادہ ہوتا اور جسقدر آدمی حاضر ہوتے چار صف مربع چار دیواری کی طرح سے باہم متصل ہوتے اور ہر صف اسکی
طرف رخ کر کے چند کلمہ جو اسکے اختراعی تھے پڑھتے اور بعد خواندن اوسطرف سر جھکا کر دست چپ کی طرف ہو جاتے تاکہ صف
شمال مغرب وید ہو اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب بمقابلہ چارون سمت کا چار وید کر چکے
زمین کی طرف دیکھتے بعد ازان آسمان کو بعد ازان شش جہت کے بعد وید تمام ہوتی جمیعت متفرق ہو جاتی ایک دوسرا دعوی
یہ تھا کہ مین وہی محسن ہون جو حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے اسقاط حمل ہوا تھا اسکے علاوہ اور بہی کفر ہو گا مگر فقیر کو معلوم نہین اسقدر
جب کہ راقم اواخر عہد محمد شاہ اور آغاز احمد شاہ مین شاہجہان آباد آیا تھا اوسکی اولاد اور فریبیدون سے [illegible] سنا گیا تھا اوس
کافر نے چار خلیفہ بمقابل خلفائے اربعہ اپنے واسطے مقرر کیے تھے اونمین سے ایک وہی شاکر درشید تھا جسکا نام دو جی یار رکھا تھا
دوسرا اسیر باقر اوسکا سالا اور دو دوسرے اور بہی جنکا نام محمود الدا اور نمود دوا تھا اسیطرح اپنی اولاد و اقارب کی نام مخترع موافق وضع
اپنی کے کیے تھے اور جو کوئی اوسکا فرزند ہوتا سوای اوسکی پہلے نام کے اپنی طرف سے بہی لقب دیتا تھا اسکے لڑکے تین تھے اول تمامود
دوم فغار سوم وید اور دو لڑکیان نمانہ کلان اور نمانہ خورد اور اقربا بے بی بی کے نام حق نما اور نمایا اور نمود یا اور بعا فرد نمود فر
تھی القصہ لاہور سے آکر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا چونکہ بہادر شاہ لاہور مین تھا کم ابلہ فریبی کر کے لوگون کو دام
تزویر مین اولجہایا تھا اور بے پروائی اپنی بوجہ مالداری کے ظاہر کرتا کسی سے کچھ سوال نکرتا اسی استغنا سے اور بہی
لوگون کو مریدی کی تمنا ہوئی رفتہ رفتہ بڑا ہجوم ہوا اسی ضمن مین بہادر شاہ کا انتقال ہوا اور شاہزادون مین مخالفت ہوئی
اس اثنا ہ ہند مین اس تیرہ دل نے کعبے خزانہ جال پھیلایا جو کوئی مناظرہ کرتا چونکہ خود بدولت معقول و منقول مین کسیقدر

مہارت رکہتا تھا قایل کر دیتا اسی وجہ سے خوب گرم بازاری ہوئی تاآنکہ فرخ سیر کی تاجوری ہوئی یہ خود ناداں تھا امیرالامرا حسین علی خان بہادر اکثر حرب وضرب مین رہا اور قطب الملک عیاشی مین مقید تھا اور کبھی کبھی بادشاہ کے نفاق سے اپنی فکر مین غرقاب رہتا اسوجہ سے کسی نے اوسکی فکر نکی بادعیخان ولد امیر علیخان جو عمدہ امرا مین تھا اوسکی پیرو کارون مین تھا ظاہر ہے کہ عوام کو امرا کے مرشد ونکا زیادہ اعتقاد ہوتا ہی اسکی مریدی کی ہر ایک ہزار جان ودل سے رجوع ہوگیا قریب بیس ہزار مریدونکا گروہ ہوئی

فرخ سیر کا نمود سی ملاقات کرنا اور اوسکی بنیاد کا مستحکم ہونا

بعض خوانین متدین کی رہنمائی کے بموجب ایکرات فرخ سیر کو مع بعض خواجہ سرایان کے مخفی اس مکار کی ملاقات کو آیا اور نمود نے رسوخ شاہی غنیمت سمجہا دروازہ حجرہ کا بند کرلیا اور کسیقدر روبیر کی فرخ سیر نے بہایت الحاح کی اور بہر بادشاہ کے ساتھ فرتودون کی بہی لحاجت کی اوسوقت دروارہ کہولا بادشاہ نے نہایت فروتنی سے سرجہکایا اوسنے مرگ چہالا بادشاہ کی بیٹہنے کو بچہوا کر کہا کہ پوست تخت وگدای وشاہی ۔ ہمہ داریم انچہ میخواہی ۔ فرخ سیر بے عقل توتہا ہی اسکا استغنا دیکہکر معتقد ہوگیا اور چند ہزار روپیہ اور اشرفی جو نذر کو لیگیا تھا نذر گذرانی اوس مدبر نے اوس نقد کو قبول نکیا او بہزار سماجت اپنے ہاتھہ کی لکہی ہوئی قرآن بادشاہ کو دی اور کتابت کے عوض مین ستر روپیہ جو کہ مقرر تہی لیے اور بادشاہ نے تعظیم کر کے قرآن کو سر پر رکہا اور رخصت ہوا جب حجرہ سے باہر نکلا اوسکے عاکفان در دولت پر وہ روپیہ اثیار کر دیا یہ حرکت زیادہ تر موجب اعتقاد ہوا اور عموما لوگون پر اسکی مکاری نے اثر بہم پہونچایا اب کہتا تہا یہ بدبیر اپنی مقرری عیدون کے دن جاے معبود مین کہلے بندون ڈہول بجاکر جایا آیا کرنا اور نقارہ کی چوب انچہ کفر مین بہلاتا تہا

محمد امین خان کا ارادہ تادیب کرنا اور اجل سے مہلت نپانا

جب فرخ سیر کی سلطنت کو زوال آیا اور حسین علیخان وعبداللہ خان نے زمانے ذی روگردانی کی محمد شاہ کے عدل وعدالت سے تاجداری کی رونق ہوئی اور محمد امین خان نے پایہ وزارت حاصل کیا محمد خان ذ بعد د مہینے چند روز کی جبکہ بیاری شروع ہوئی تہی اس مکار کا حال سنکر حکم دیا کہ حاضرین دروازہ جاکر اوس ملعون کو قید کرلاوین یا وہین پر قتل کرین چونکہ دوپہر نزدیک تہی لوگ اپنے گہرون کو چلے گئے تہے بموجب حکم حاضرین ہر ایک کے گہر گئے اوسوقت مسمی خفتشان نمود بہی اپنے گہر مین کچہ کہہ رہا تہا مجرد سننے کے بیہوش ہوکر حیران ہوا اور استقلال کر کے چہوٹی لڑکے دیدار نامی کو جو صاحب جمال تہا مع چند قرص نان جو وگندم کے باہر بہیجکر پیغام دیا کہ آپ نے تکلیف کی ہے لہذا کچہ تناول کیجیے فقیر بہی آتا ہے لوگون نے اوس لڑکے کی صورت پر ترس کہایا کسیقدر توقف کیا مردم امین خان نے ناگہان خبر سنی کہ حالت اجل کی پیدا ہوئی اسکے سنتے ہی اونکے پیرون زیر کر دروازہ پر آئے محمد امین خان قولنج مین بیہ ار تہا بیہوش ہوگیا تہا اور حالت بیہوشی سے

جب افاقہ ہوا لانے کی خبر پوچھی لوگون نے عذر تشویش بیماری کا بیان کیا آپ نے حکم دیا کہ کل جسم کو غسل دیا اور تعجیل ہوا در ہر موت نے گرم بازاری
کی صبح ہوتے شام ممات کی سیاہی ہوئی نمود کو ہادی علیخان وغیرہ گہڑی گہڑی کی خبر دیتے تھے اوسنے ارادہ کر لیا تھا کہ صبح کو
روانہ ہوجاے بلکہ اپنے مریدون کو جمع کر رکھا تھا جب خبر مرگ وزیر کی دلشاد ہو کر بدلجمعی تمام بیچ مسجد کے برابر دروازہ مکان اوسکے
تھی بیٹھا فقرا وغیرہ معتقدین نے گرد ہجوم کر لیا قمر الدینخان ولد محمد امین خان نے باپ کی حالت ردی دیکھکر عورتون کی تنخواہ سے اپنے
دیوان کو مع پانچہزار روپیہ کے نذر کے واسطے اور عفو جرایم اور طلب تعویذ مین بہیجا وہ مکار اوسوقت خبر جانکنی توسن چکا تھا
حاضرین جلسہ سے کہہ رہا تھا کہ مینے ایک تیر اسکے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہوگا اور مین بہی شہادت کے انتظار مین ہون چونکہ
میرا دادا بہی مسجد مین شہید ہوا بیٹھا ہون ہرچند بسبب اسکے کہ ایکمرتبہ شہید ہو چکا ہون امید شہادت کی نہین رہی اسی ضمن
مین دیوان قمر الدین خان کا پہونچا اور کیسہ زر نذر گذرانکر استدعاے تعویذ کی اوسنے درجواب کہا کہ تیر از شست جستہ واب
از جوی رفتہ باز نمی آید جب زیادہ لجاجت سماجت کی دوجی یار مرید سے کہا کہ لکھہ (وننزل من القران ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین
ولا یزید الظالمین الا خسارا) جب لکھہ چکا دیوان کو دیکر کہا لیجا مگر یقین جانتا ہون کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نہ ہیگا دیوان
نے نذر قبول فرمانے مین بہت سا اصرار کیا اوسنے کہا مجھے منظور نہین ہان فقراے حاضرین اگر چاہین لے لیوین آخر
اون لوگون نے لے لیا دیوان نے راستہ مین سنا کہ محمد امین خان جہان گذران سے چل بسا جب یہ خبر نمود کو پہونچی خوشحال ہو کر
مسجد سے گہر گیا اور یہ کرامات اوسکی شاہجہان اباد مین مشتہر ہو کر موجب اعتقاد ہوے

نمود کا مرنا اور اوسکے اولاد کے باہم کر منازعت کا ہونا

دو تین سال کے بعد نمود جہنم واصل ہوا اوسکا بڑا لڑکا نمانمود گدی پر بیٹھا لا ابالی تو بڑی بلا ہے ہوتی ہے اس شخص نے
تینون حصہ جو نمود نے حین حیات رازداری کے واسطے دوجی یار اور نمانمود وغیرہ کے مقرر کیے تھے جہگڑا کہڑا کیا ہرچند
دوجی یار نے سماجت کی کہ مجہہ چند روزہ سے لڑائی اچہی نہین نمانمود نے کچہ التفات نکیا دوجی یار نے کہ اوسکا دو ملا یہ محرم
راز تہا لاچار ہو کر ایکروز جماعہ فقر و دون مین کہڑی ہو کر فرمایا کہ یارو تم لوگ نمود کا اور ہمارا خط پہچانتے ہو جو لوگ پہچانتے تھے
انہون نے اقرار کیا جب اقرار ہو چکا جو مسودات کہ دونون نے باہم کر کی صلاح سے مرتب کئے تھے اور باہم صلاح و مشورہ
مین کم و بیشی دونون کے قلم سے ہوئی تہی نکالکر دکہلائی اور کہا کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا
کی طرف سے ہوتا کم و بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے کاغذ کو دیکہکر دوجی کی باتین سنین جنمین کچہ شعور تھا متنبہ ہو کر منحرف
ہوے اور حاضرین جلسہ نے غیر حاضرون کو خبر پہونچا کر منحرف کر دیا کساد بازاری ہوگئی اوسوقت ضرورتاً نمود نے دوجی یار کو
اپنا یار بنایا لیکن وہ بات جاتی رہے چند روز کے بعد نمود ہادی علی خان کے موضع مین جو اوسنے اپنی جاگیر مین دیا تھا
جا بیٹھا اور وہین پر مر گیا اوسکے بعد شاہ فغار سجادہ نشین ہوا

بشاہ فغار کا حال اور پایان کار

شاہ فغار مقرر بان اور خوش گفتار متواضع اور علوم متداولہ سے بھی ماہر تھا راقم نے اوسے اور اوسکے بھائی شاہ دیدار و وجی یار اور میر باقر خلیفہ اول و دوم تھے ان چارون کو دیکھا اور اسقدر کلامات دریافت کیے اور شاہ فغار محمد شاہ کے وقت مین ابتدائے احمد شاہ مین زندہ تھا اور محمد شاہ کے حضور مین آمد و رفت رکھتا تھا بعد نادر شاہ کے صحبت فقرا کا ذوق ہوا اور احمد شاہ کے عہد مین نواب بھادر جاوید خان کی مصاحبت مین پہونچا الہامات جاوید کی تالیف مین چند آدمی جو خوشامد کی راہ سے مصروف تھے یہ بھی شریک ہوا اور فغار سی بیشتر اسنے موت پائی اور فغار بھی اوسط احمد شاہی مین مر گیا فغار کے آخر زمانہ مین اکثر اوسکے باپ کے مرید لوگ مر گئے اور اکثر منحرف کسیقدر رحمتا مریدان مین رہگئے تھے بعد رحلت فغار اور شاہجہان آباد کی خرابی کے چند آدمی موجود کے اقربا مین رہگئے سو بنگالہ پہونچے میرن ولد جعفر علی خان ناظم بنگالہ جو مذہب سے بیگانہ تھا بنظر سفارش چند بیدینون کے مہربان ہوا اس فرقہ کے اخراجات کیواسطے پانچ روپیہ یومیہ مقرر کر دئیے اونمین سے بھی چند لوگ مر گئے منجملہ اوسکے نامنود بار مع بعض عورات کے ہنوز کہ سنہ ۱۱۹۴ ہجری تک زندہ انتظار مالک کا رکھتا تھا اور دوسرا اونمین سے کوئی باقی نرہا

محمد امین خان کا سفر کرنا اس جہان بیوفا سے اور اوسکی شدت عداوت اہلبیت پیغمبر آخر الزمان سے

جب محمد امین خان نے یہ عارضہ مذکور زور لایا اور اطبا وغیرہ کی دوا اثر پذیر نہوئی آخر الامر اطبا کی یہ رائے ہوئی کہ حقنہ دیا جاوے مگر اجابت نہوئی منہ کی راہ سے فضلات برآمد ہوئے اور راہ عدم کی لی کہتے ہین کہ اس شخص کو اہلبیت اور حضرت ولایت مآب سے ایسی عداوت تھی کہ اس نے کسی شارک کو سنا تھا کہ کلمہ ولی اللہ پڑہتا ہے اوسکو طلب کرکے اوسکی زبان کٹوا ڈالی اور نیز مشہور ہے کہ اکثر کے زعم مین بعض مردم حضرت شاہ مردان کا دسترخوان کرتے ہین اور مین غیب سے نشان ہوجاتا ہے جیسا کہ ہندوستان مین معمول اور مکرر مردان ہوشیار نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور یہ کرامات راقم نے بھی دیکھی تھی وہ بدبخت اس ماجرا کو سنکر بیتاب ہوا زبید وعمر کا نام لیکر ہم صحبتون سے کہا کہ مین بھی انکا دسترخوان کرتا ہون البتہ نشان ہوجائیگا اور بموجب ارادہ عمل فرمایا جب اسباب دسترخوان کا کسی خلوت گاہ مین آراستہ ہوا مع چند آدمیون کے وہان جا کر فاتحہ معتقدایان مذکور اور ایمہ خود کے نام پڑہکر دروازہ بند کر دیا اور ایک عورت معتمد کو تعینات فرمایا تاکہ بعد تھوڑی دیر کے دروازہ کھول دے اور جو نشان دیکھے اطلاع کرے اتفاقاً وہ عورت شیعہ مذہب تھی جو کہ اپنا ملت پوشیدہ رکھتی تھی بعد تھوڑی دیر کے جب اوسنے دروازہ کھولا دیکھا کہ ایک کالا کتہ دسترخوان سے ہر قسم کا کھانا کھا رہا ہے شدت شعف سے خود داری نکرسکی دوڑ کر کہا کہ نشان کی کون بات ہے خود بدولت تشریف لاکر نوش جان کر رہے ہین محمد امین خان مع ہمراہیون کے ادہر چلا اور وہ عورت خوف جان سے گھبرا کر نکل گئی جب وہان پہونچا کتہ نظر آیا نہایت غضب سے عورت کی تلاش کی ہر گرد نملی ہمیشہ اوسکا جویان رہا تاکہ اس جستجو مین جہان گذران چھوڑ کر ملک عدم کو سدہارا اور یہ بھی نہایت مشہور ہے کہ جب میر جملہ عظیم آباد کو

صوبہ داری پر مامور ہوا امرا حصنی سلام کو جاتے تھے نعمت اللہ خان مرحوم ولد روح اللہ خان بسبب ایام عاشورہ اور
اشتغال مراسم تعزیہ داری کے چندروز نہ پہونچ سکا بعد انقضاے ایام مذکور حاضر ہوا اتفاقاً محمد امین خان حاضر مجلس تھا ایک طرف میر جملہ تہ اللہ خانکی جا کر
بیٹھا دوسری طرف محمد امین خان بیٹھا ہوا تھا نعمت اللہ خان نے عذر کیا کہ مجھے بسبب ماتم داری کے دیر ہوئی قصور غیر حاضری
معاف فرمایا جائے محمد امین خان نے کہا کہ یہ کیا بات ہے یزید اور حسین بن علی دونون صاحبزادے تھے ہمین کب پہونچتا ہے
کہ ایک کا ماتم کریں اور دوسرے کا نکریں نعمت اللہ خان نے جواب مین کہا کہ ہمارا صاحبزادہ مارا گیا اوسکا ماتم ہم کرتے ہین اور تمہارے صاحبزادے
نے فتح پائی تم خوشیان کرو اس گفتگو مین خانہ جنگی کی نوبت ہوئی مگر میر جملہ نے درمیان مین آکر اصلاح کردی

عنایت اللہ خان کا وزیر ہونا اور اوسکے عہد کی کیفیت

بائیسوین ربیع الثانی ۱۱۳۳ھ ہجری کو عنایت اللہ خان عالمگیری کو محمد امین خان کے مرنیکے بعد عہدہ وزارت ملا اسی عرصہ مین
بحضور بادشاہ خبر لگی کہ نظام الملک بعد انتظام اورنگ آباد کے بعزم حضوری روانہ ہوکر نزدیک فردا پور کے پہونچا تھا کہ خبر فساد
بیجاپور اور کرناٹک وافاغنہ وغیرہ کی سنکر لوٹ گیا اور عرضداشت راجہ ساہو کی مع پانسو اشرفی نذر مبارکباد کے ملاحظہ مین گذری
سیف الدولہ عبد الصمد خان اپنے صوبہ لاہور کو مرخص ہوا اور قمر الدین خان اپنے باپ کے خطاب اعتماد الدولہ سے مخاطب ہوا
معز الدولہ حیدر قلی خان بہادر کو فیروز جنگی کا خطاب ناصر جنگ کے عوض مین عطا ہوا اور سعادت خان بہادر بہادر جنگ
اکبرآباد کی صوبہ داری سے معزول کیا گیا اور محمد خان بنگش آلہ آباد کی صوبہ داری کو رخصت ہوا شہر سے باہر نکلنے کے بعد کہ بوجہ
زیادہ طلبی جاگیر اور دیگر تکالیف مالایطاق کے مکرر معتوب ہوکر مورد تفضلات ہوا اسی عرصہ مین از روے اخبار حیدرآباد کے معلوم ہوا کہ
ضلع کرناٹک مین ہفتم ماہ صفر کو دو مرتبہ ایسی غیر موسم بارش ہوئی کہ ندی نالے چڑھ گئے اور اس طغیانی بارش کے بدولت
بارہ کوس تک اکثر موضع اور قصبہ اور جانوروں کی تباہی ہوئی اور نیز اسی عرصہ مین ایک پہاڑ پھٹ گرا جسکے صدمہ سے اکثر
جانور ضایع ہوگئے اثر آبادی باقی نرہا ایکروز بادشاہ نے شکارگاہ مین بزبان ترکی اغرخان کی تعریف کی اور دو تین روز کے
بعد بسعی دوسری کے اضافہ ہزار و پانصدی ہزار سوار اور نقارہ و سرپیچ عنایت فرمایا چند روز کے بعد ہزاری ہزار سوار اور بہادری کا خطاب
ملا صوبہ اکبرآباد کے سوانح سے آگہی پائی کہ دلیر خان جو محمد خان بنگش کا منشی تھا ماہ رجب کے اخیر مین مع دو ہزار سوار کے واقع
سودہ مودہ متعلقہ بوندیل کھنڈ جبکہ وہان کے زمیندار سے معاملہ جاگیر مین گفتگو ہو رہی تھی اور لڑائی ہوئی اور دلیر خان مع
سات آٹھہ سو سوار پیادہ کے مارا گیا پسر محمد خان بنگش کو خلعت اور سرپیچ ماتمی لطف ہوا

راجہ اجیت سنگھ راٹھور سے منازعت کا ظہور مین آنا اور ملازمان شاہی کا سستی کرنا

صوبہ اجمیر اور گجرات اور احمد آباد کی رعایا راجہ اجیت سنگھ کے ظلم و جور سے دربار حضور مین مستغیث ہوئے چونکہ اول تو وہ کہنہ تھا جو

وہ امیر الامرا اور قطب الملک کا رفیق ہوا تھا دوسرے راجہ کو بھی مذہبی تعصب تھا دونون صوبہ راجہ مسطور سے تغیر کر کے
گجرات کی صوبہ داری مع امینی اور دیوانی اور فوجداری کل محالات خالصہ صوبہ مذکورہ کی معز الدولہ حیدر قلی خان کو عطا ہوئی اور کاظم خان
شجاعت خانی کو جو احمد آباد کے متعینہ منصبداران مین تھا صوبۂ گجرات کی نیابت ملی اصل و اضافہ سے سہ ہزاری اور دو ہزار سوار کر کی
شجاعت خان خطاب عطا فرمایا علم و نقارہ سے بھی سرفراز کیا گیا اور مرتضی قلی بیگ اوسکا بھائی اضافہ ہزاری و پانصد سوار اور
خطاب رستم علیخان سے سرفراز ہوا اور فوجداری پرگنات بڑودہ کی نیابت ملی اور راے رگھناتھ دیوان حیدر قلی خان بھی مورد
عنایت اور اضافہ منصب ذات و سوار سے معزز ہوا اور واسطے بندوبست مالی بندر سورت اور صوبہ مذکور کی رخصت دی سرکار مراد آباد
کی فوجداری معز الدولہ کے تغیر سے اعتماد الدولہ نے پائی اور صوبہ اجمیر مظفر علیخان کو جو صمصام الدولہ کا متوسل تھا اور راجہ جے سنگہ
سوائی سے بھی نفرت رکھتا تھا خلعت سرپیچ مرصع اور ہاتھی عطا کر کے مرخص فرمایا عطیۃ اللہ خان ولد عنایت اللہ خان بخدمت داروغگی ڈاک اور
فضل علی خان داروغگی فیلخانہ پر مقرر ہوا خلعت عنایت ہوا اسد اللہ خان کو جو نظام الملک کے پاس آیا تھا بموجب تجویز نظام الملک کے
خلعت عرضی عطا فرمائی احمد آباد کی اخبار سے ظاہر ہوا کہ جب راجہ اجیت سنگہ کے عزل کی خبر اوسکے نایب کو پہونچی اور ہنوز یہ خبر
تھی کہ ہنوز شجاعت خان نے نیابت کی سند نہین پائی نایب نے چاہا کہ صوبہ کو تاخت و تاراج کر کے نکل جائے مہر علیخان اوسجگہ
کی بخشی معزول کے جو خسر اور راجہ کا نایب اور آخر کو اوسکے محاسبہ سے آزردہ رہا کرتا تھا اور حیدر قلیخان اور صفدر خان بھی اوس سے
ملول تھے پس ہر دو باہم متفق ہو کر اس نظر سے کہ اوسی راجپوت کی تعدی حیدر قلی خان کی خوشنودی سے بدل ہو جاے
اور حسن خدمت اوسکی حیدر قلی خان کو معلوم ہو کسیقدر اوباشون اور رعایاے شہر کو متفق کر کے نایب کے سر پر چڑھ گئے اور بعد زد
و خورد کے نایب کو مغلوب کر کے حویلی مین محصور کر دیا اور وہ صفدر خان کے بھانجے کی مدد سے بکمال خفت شہر سے نکل بعض مواضع
مابین راہ پر دست درازی کر کے اپنے وطن اصلی جودھپور کو چلا گیا اور مہر علیخان اور صفدر خان بعد دلجمعی کے ناہر خان
دیوان احمد آباد کو جو کہ رفقاے سادات مین تھا پیغام دیا کہ خزانہ موجودہ حاضر کرے اور محال دخل سے ہاتھہ اوٹھائے
چونکہ یہ شخص جمعیت فراوان رکھتا تھا بعذر عدم سند لڑائی پر آمادہ ہوا اسی ضمن مین شجاعت خان مع دستاویز مہری معز الدولہ
حیدر قلی خان کے مفصل سے پہونچا اور ناہر خان نے صلح کی شہر سے نکلا سید نصرت یار خان بارہہ صوبہ دار عظیم آباد کو رکن الدولہ
کا خطاب مع اضافہ ہزار سوار دو اسپہ کے عنایت ہوا اور شیر افگن خان نے عزۃ الدولہ کا خطاب اور ملتان کی صوبہ داری
پائی سوانح اکبر آباد سے عرض ہوا کہ تین چار قلعہ مامن مفسدان اطراف متہرا اور دار الخلافت کے اثنا سے راہ مین واقع
تھی سعادت خان بہادر بہادر جنگ نے بعد محاصرہ و مقابلہ عظیم کے جسمین قریب چار سو نفر کے سعادت خان کیطرف سے مارے
گئے تسخیر کر لیا خلعت اور خنجر مرصع مع فرمان کے صادر ہوا ہر چند محمد شاہ چندان ایسے امور پر متوجہ نتھا مگر معدلت گستری کی
ساعت کیواسطے ایک زنجیر ہوائی کہ مع گنٹہ کے برج شمن سے ملحق ہے اور ایک کنارہ اوسکا دریا کے اوس پار ہے اور
منادی کرا دی جسکو استغاثہ کرنا ہو برج مذکور کے نیچے آکر زنجیر ہلاے داد پائیگا ۹ شوال کو جشن معمولی بڑے کر و فر سے ہوا

اس سال مین مظفر علیخان جو اجمیر کی صوبہ داری پر مامور ہوا تھا یہ سبب عسرت و بے سرانجامی کے ہنوز قصبہ دارسے کہ جو بیس ۲۰ کوس پیر دار الخلافت سے واقع ہے نکلنے نہ پایا تھا کہ خبر پائی کہ راجہ جو دہپور تیس ۳۰ ہزار سوار سے اجمیر کو آتا ہے اس خبر کے سبب چند روز مقیم رہا اور اجیت سنگہ نے اجمیر مین داخل ہو کر منادی کرا دی کہ قصائی وغیرہ اہل پیشہ بلا اندیشہ اپنے اپنے کام مین معروف رہین اور اظہار جمعیت اسلام کیواسطے موذن مسجد کو طلب کر کے رواج رسم مذہب کی تاکید کی اور اکثر مسجدین تعمیر کرائین بعد ازان عملہ امرا ارکان بادشاہی کو حاضر کر کے قول نامہ اور فرمان بادشاہ کا متضمن نشان پنجہ دکھلایا جسمین یہ عہد تھا کہ دونون صوبہ اجمیر و احمد آباد کے بقاے عمر دولت محمد شاہ تک بحال رہینگے اور نہ فرمان عہد نامہ دستخط ہوتا جبکہ فتح الدولہ ظاہر ہوا اور روشن اختر محمد شاہ کی سلطنت کا شہرہ ہوا تھا نظر برینکہ راجہ کو جو سادات کا رفیق ہے اسطرف بلانا چاہیئے والدہ بادشاہ نے لکھوا کر بھجوا دیا الغرض بعد دکھلانے کے اوسکی نقل مع اپنے عرائض کے مصحوب دیوان بادشاہی صمصام الدولہ اور روشن الدولہ کے پاس مع عرضی حضور بھیجی اس مضمون سے کہ اگرچہ دونون صوبون کا تغیر خلاف عہد و پیمان ہے مگر صوبہ داری احمد آباد کی بنا بر مرضی حضور نذر ہے مگر صوبہ اجمیر میری عزت و آبرو کیواسطے بحال رہے بندہ خاوندی ہے در صورت بے آبروئی اہل غیرت کو جان تک عزیز نہین امیدوار ہون کہ دونون صوبہ مجھے معاف ہون ذی الحجہ کی مہینہ مین بادشاہ بیگم دختر عالمگیر بادشاہ جسکا نام زیب النسا تھا اس جہان فانی سے گذر گئی بعد ورود عرائض راجہ کی صمصام الدولہ نے نظر قلت زر اور صرف کثیر کے صلح کر لی اور کہا کہ چونکہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار اوس دار الخلافت سے ملحق ہین راجہ کو تمام صوبہ گجرات بحال رکھنا چاہیئے اور اجمیر کسی مسلمان کو دینا لازم ہے اور بادشاہ حضوص حیدر قلیخان کا ارادہ یہ ہوا کہ اوسکی تادیب و تنبیہ کرنا چاہیئے بعد مصلحت لیا کے کہ کسی امراے حضور نے اوسکی مہم منظور نکی حیدر قلیخان کی تجویز سے سعادتخان بہادر کو اکبر آباد سے تاکید بلایا سعادتخان بموجب حکم پہونچنے کے جرأت کر کے اخر ذیقعدہ کو حاضر ہوا اور اپنے کارکنان لشکر کو حکم دیا کہ ابدائی کا سرانجام جلد ہوئے سے پہونچے بعد ملازمت چاہا کہ اسقدر عاے اسباب مہم کی درمیانین لائے لیکن بعض امرا نے رفاقت سے پہلو تہی کی اور حضور سے بہی اسیقدر اعانت مین قصور ظاہر ہوا لاجرم فسخ عزیمت ہے ظاہر ہو لی اسی ضمن مین خبر پہنچی کہ مظفر علیخان نے بسبب عسرت اور تہیدستی سپاہ کے تقاضاے تنخواہ سے مجبور ہو کر دو تین موضع معتبر نواح اجمیر کے لوٹ لیئے اور اونکا مال اور مواشی بہی غارتگران لشکر لیگئے اور تقاضاے تنخواہ بدستور جاری رہا نب بیچارہ نے ہاتھی گہوڑے دیکر نجات حاصل کی اور سپاہ ملازم کے خوف اور راجپوتانہ کے غلبہ سے انبیر مین نایب راجہ جے سنگہ کے پاس گیا اور خلعت اور فرمان صوبہ داری کا صمصام الدولہ کے پاس واپس کیا اسی حالت مین دونون لڑکون راجہ اجیت سنگہ نے مع فوج کثیر پانچ چار دیہات بادشاہی لوٹ لیئے اور اوسی قرب مین مفسدان اور زمینداران اوس نواحی نے آشوب زمانہ اور اجیت سنگہ کے کارخانہ پر نظر کر کے قصبہ نارنول پر دھاوا کیا بایزید خان وہان کا فوجدار جو گشت کے واسطے نکلا تھا اونکے مقابلہ سے بھاگا اور اوسکا بھائی جو قصبہ مذکور مین تھا حرکت مذبوحی کر کی ناموں کا رفیق ہوا نارنول سکے شر۔

نام و ننگ کے لیے لڑے اور اپنے ناموس کو جوہر کر کے شہید کر دیا مفسدوں نے تمام قصبہ اپنے دلواہ لوٹا کر ایک عورت
جو مرد کے بدن میں نخچیرا اور ایک جماعت کو قید بھی کر لیگئے اس خبر کے بعد صمصام الدولہ نے راجہ اجیت سنگھ کی تادیب اپنے
ذمہ لی پیش خیمہ روانہ ہوا لیکن چونکہ ابتدا سے درمیان مغل اور صمصام الدولہ کے نفاق تھا اور نیز قلت زر کا بھی خیال تھا
لیت و لعل میں گذرانتا تھا اور حیدر قلی خان نے باوجود بدمزاجی سابقہ کے جو خاندوران سے تھی اس مہم میں ایکدل ہو کر رفاقت
کے بارہ میں سخت سخت قسم کی اور سوگند کھائی اور یکجان و دل بیعت منظور کی اور اپنا خیمہ باہر نکالکر براولی اختیار کی خاندوران
صمصام الدولہ نے اجیت سنگھ کے لڑنے میں صلاح نہ دیکھی خلوت میں بادشاہ سے کہا کہ خدانخواستہ اگر وہ فتحیاب ہو تو تدارک
اسکا نہایت مشکل ہوگا اور درصورت اپنی فتح کے اگر راجہ کوہستان دشوار گذار میں فرار کرے تو ایسا روپیہ کہاں ہے کہ اوسکا تعاقب
کیا جاوے فی الحقیقت بموجب قول مشہور کہ خیں ادھیاں میں رکھکر قدم نہ ٹہرایا قمرالدینخان نے جب کمر عزم کی باندھی اس مہم کا متکفل ہوا
اور قطب الملک و نجم الدین علیخان کی بلائی کا مستدعی ہوا یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اور دیگر ارکان دولت کو بھی نامنظور تھا اس کے عدم قبول
ہوا اونسے بھی فسخ عزیمت کی اوسوقت میں ایسی تباہیات درمیان دیکھکر خاندوران نے بھی دربار کی آمدرفت موقوف کر دی
بادشاہ نے مدار المہاموں کی صلح و آشتی مقدم جانی ہر ایک کی رفع کدورت فرمائی اور ارادہ مہم راجہ اجیت سنگھ کا اوٹھا
ظاہرا صمصام الدولہ کے نوشتہ متضمن دلجمعی راجہ کے پاس پہونچے اور وہ اپنے ارادہ فاسد سے باز رہا اس ضمن میں خبر
آمد آمد نظام الملک کی جو کہ بعد بند و بست کرناٹک اوایل ذی الحجہ کو اورنگ آباد میں داخل ہوگیا تھا اور وہاں اورنگ آباد سے
... ماہ مذکور عازم حضور ہوا اور برہانپور میں پہونچکر دیانت خان جو کہ سابق دکن کی دیوانی پر حضور سے مامور تھا خلعت و فیل
عطا فرما کر اوسی کام پر رخصت دی اور خود حضور میں چلا اس خبر سے کل تدابیر مہم وغیرہ اوسکے آنے پر ملتوی ہوئیں پشاور
و کابل کی وقایع سے واضح ہوا کہ مبارز الملک سربلند خان نے خانہ زاد خان اپنے لڑکے کو کابل بہیجا تھا اور وہ بعد
بندوبست پشاور کے باپ کے پاس آیا تھا واقع منزل عزیز میان کے مقام میں جان ولد خانخانان مرحوم غارت ہوا تھا افغان سد راہ
ہوکر لڑے بڑی لڑائی ہوئی خانہ زاد خان نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اچھی جانفشانیاں کیں اور شیخ مجاہد جو کہ
ہراول کا جماعہ دار تھا زخمی ہوکر قید ہوا قریب سات آٹھہ سو نفر کے کام آئے سربلند خان کی فوج کی ہزیمت ہوئی اور خانہ زاد خان
کی سواری کے دو گھوڑے بندوق سے غلطاں ہوئے خانہ زاد خان کو بھی زخم پوست مال پہونچا جب جانا کہ کیا مجال اقامت
نہیں ناچار چند آدمیوں کے ساتھ راہ فرار لی اور تمام فیلان اور توپخانہ وغیرہ پٹھانوں نے لوٹ لیا اور عبد الصمد خان
اس سبب سے کہ زکریا خان اوسکا لڑکا کشمیر کا صوبہ دار ہوا تھا اشرف الدین ولد محتوی خان کے شور و فساد
اور نایب مذکور کے مغلوب و محصور ہونے کی خبر سنکر تین چار ہزار سوار مغلیہ وغیرہ سے بطور یلغار آپہونچا اور اشرف الدینخان
مخوف ہوکر مقابل نہ آیا بے لڑے بھڑے منفعل اور نادم حاضر ہوکر اظہار اطاعت کی ہوا و فساد کی تسکین پائی عبد الصمد خان نے
کل منصبدار اور متعینہ اور یومیہ دار اور وظیفہ خواروں کو اس فساد انگیزی کے پاداش میں معاتب کر کے اونکی جاگیر

۱۱۴۱

اور مدد معاش ضبط کرلی

ذکر تولد صبیہ حرم سرائے شاہی مین اور ملکہ زمانی کی کتخدائی محمد شاہ سے

۹ محرم الحرام ۱۱۳۳ہجری کو پنجشنبہ کے روز وقت شب محمد شاہ کے گھر مین لڑکی پیدا ہوئی اور سہ شنبہ کی راتکو ۱۹ صفر ۱۱۳۴ ہجری مین محمد شاہ بادشاہ کی شادی ملکہ زمانی دختر محمد فرخ سیر سے بکمال زیب وزینت عمل مین آئی اور طالع اسد مین نکاح پڑہایا گیا آرایش وآتشبازی ورقص وسرود ہندوستانی طور پر بڑے کروفر سے ہوا اور ملکہ مذکور داخل سرای شاہی ہوئی

نظام الملک کا حضور مین آنا اور وزارت پر مامور ہونا

نظام الملک بعد بندوبست ممالک دکن وانجمعی صلاح فساد کرناٹک وغیرہ سے کوچ کرکے حاضر حضور ہوکر روز پنجشنبہ ۱ ربیع الثانی ۱۱۳۴ کو بشرف ملازمت ہوا پانچوین جمادی الاولی یکشنبہ کے روز دوپہر کے وقت عہدہ وزارت اور عطاے خلعت چارقب اور قلمدان سے سرفراز ہوا شنبہ کے روز تیسری جمادی الاخری سنہ مذکور کو جشن نوروز حسب معمول ہوا بادشاہ کا لقب ابوالظفر سے تبدیل ہوکر ابوالفتح ناصرالدین مقرر ہوا پنجشنبہ کے روز چھٹوین رجب کو دیوانی خالصہ راجہ گوجرمل کو ملی اور یکشنبہ کو شیخ سعد اللہ نے دیوانی تن پائی لیکن بعض امراے حضور نے خصوص حیدر قلی خان اکثر مقدمات مالی اور ملکی مین برخلاف راے آصف جاہ کے دخل دیا تھا بادشاہ نے آصف خان کی پاسخاطر ضروری سمجھی حیدر قلی خان کو گجرات کی صوبہ داری پر رخصت کیا حیدر قلی خان نے وہان جاکر ایسا بندوبست کیا کہ کسیکے عہد مین نہوا تھا نظام الملک نے جو امیر دیرینہ سال مزاج گرفتہ جاہ طلب صاحب اقتدار تھا بعد وزارت کے چاہا کہ اپنے خاطر خواہ رتق وفتق ہوکر انتظام کرے اور بادشاہ کو بھی گرانباری اور وقار اور تہذیب اخلاق اور تقسیم اوقات اور تادیب اتباع اور انفصال مقدمات وغیرہ امور سلطنت مین تعلیم کرتا تھا اور بادشاہ کو جوانی اور دولت کی غرور مین اچھا معلوم نہوتا تھا امراے دیگر خصوص صمصام الدولہ اور خود نظام الملک اپنی کساد بازاری کو حضور مین نہین چاہتی تھی ہمیشہ اسیطرح کچھبتی مین وقت بسر ہوتا تھا تا آنکہ بعضے امرا اور خواجہ سراؤن کی تحریک سے حیدر قلیخان نے اپنے حد سے پیر بڑہائے چونکہ وہ بھی مرد شجاع جاہ طلب صاحب جرأت تھا صوبہ گجرات مین خوب سا روپیہ تحصیل صوبہ اور جاگیر اور ضبطی خانہ عبدالغفور بوہرہ سے بہم پہونچایا جسکا حساب کروڑون سے گذر گیا اسقدر دولت پاکر غرور پیدا کیا کہ اپنے دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ امیرالامرا حسین علیخان بہادر کے مرتبہ پر فائز ہونگا امراے حضور کے اغوا سے بعزم استیصال نظام الملک روانہ ہوا اور بادشاہ اور دیگر امرا بھی نظام کے نکالنے مین اس ارادہ سے خوش ہوے کہ نظام الملک کے ہاتھون سے امیر حیدر قلی خان کا گجرات سے عزل کردیا اسی عرصہ مین واقعہ شب دوشنبہ غرہ محرم کو کہ صبح کاذب کے قریب ملکہ زمانی کے بطن سے دختر پیدا ہوئی دوشنبہ کے روز ۱۵ محرم ۱۱۳۵ کو صوبہ داری گجرات کا خلعت نظام الملک کو حیدر قلی خان کے بدلے مین عطا ہوا اور

پنجشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو دوپہر کے بعد نظام الملک احمد آباد گجرات کو روانہ ہوا

مارا جانا نیل کنٹھ ناگر نایب سعادت خان بہادر کا اکبر آباد مین اور صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگہ کو ملنا اور چوڑامن کی مہم فتح ہونا

جاہر ابرہان الملک سعادت خان بہادر کو علاوہ صوبہ اکبر آباد کے صوبہ اودہ عوراجہ گردہر سے متعلق تھا مقرر ہوا برہان الملک ساتھہ بندوبست صوبہ جدید اپنے کے روانہ ہوا اسے نیل کنٹھ اپنی نایب کو اکبر آباد مین چھوڑا ایکروز نیل کنٹھ ناگر فیل سوار راہ مین چلا جاتا تھا کسی عمدہ زمیندار کے اشارہ سے ایک جاٹ درخت نیم کی شاخ مین سے بیٹھا ہوا تھا برابر پہونچتے ہی اوسنے ایسی بندوق ماری کہ گولی چھاتی سے پار ہوگئی برہان الملک عازم تھا کہ دونون صوبہ کا مالک ہوکر اپنے نایب کا انتقام لے صمصام الدولہ نے فرصت پاکر صوبہ اکبر آباد کو برہان الملک سے تغیر کرکے جے سنگہ سوائی کو دلوادیا اور برہان الملک کو فقط اودہ کی صوبہ داری ملی راجہ جے سنگہ بعد حصول صوبہ داری اکبر آباد کے چوڑامن جاٹ کی سزا پر مامور ہوکر اوسکے اخراج پر آمادہ ہوا مدن سنگہ اپنے بھتیجے کو موافق کرکے ایک مدت تک اوسکی فکر مین مصروف رہا تا آنکہ محکم سنگہ نے اپنی باپ چوڑامن کے روبرو خلاف شان پسر کے گستاخی کی باپ کو خفت ہوئی مگر شفقت پدری سے در پے انتقام نہوا لیکن مارے رنج کے زہر کہا کر ہلاک ہوگیا محکم سنگہ نے بجاے پدر بیٹھکر استمالت رعایا کرکے مہم راجہ جے سنگہ کو اوسطرح حکم دیا اور مدن سنگہ نے خوب تالیف قلوب کرکے رفقاے محکم سنگہ کو موافق کرلیا محکم سنگہ اس حال سے ماہر ہوکر قلعہ خالی کرکے بہاگا ۹ صفر سنہ ۱۱۳۵ ہجری پنجشنبہ کی شب مذکور کو قلعہ تھون فتح ہوا اور مدن سنگہ بجاے محکم سنگہ کے مقرر ہوا اور راجہ گردہر بہادر صوبہ مالوہ پاکر اوجین مین پہنچکر انتظام کرنے لگا

حیدر قلی خان اور نظام الملک کے شوریدگی انجام کو نظام الملک کا غالب ہونا

بہ طبق تحریر بالا نظام الملک کو جب صوبہ گجرات تفویض ہوا بالعزم تسخیر اوس ملک کے روانہ ہوا اور سامان سرانجام مناسب ترتیب دیکر اثناے راہ سے سوچا کہ حیدر قلیخان کے ملازمین کو منحرف کردے اور خط خطوط کے سلسلہ سے اکثر اولکی افواج کو جو کہ افاغنہ اور بابی اور عربی اور حبشی کے لشکر مین جو کہ اس قوم سے تھے بہتونکو اپنی طرف مایل کرلیا اور حیدر قلیخان سے منحرف کردیا چنانچہ شجاعت خان رستم علیخان مہر علیخان گجراتی صلابت خان زبردست خان تابی اسد خان عربی و دیگر سرداران مینی و تعلیہ و توانیہ اوس سے متفرق ہوئے اور نظام الملک نے جہالودہ تک قریب گجرات کے پہونچ گیا معز الدولہ حیدر قلیخان اسحال کو مشاہدہ کرکے گھبرا گیا مقاومت کی تاب ساتھہ آصفجاہ کی نہ دیکھی مالیخولیا کی علت پیدا ہوئی رفقاے دیرینہ نے عماریمین بیٹھاکر حضوری کی راہ لی آصفجاہ گجرات پہنچا وہان کے انتظام مین مصروف ہوا بعد فراغ امور ضروریہ کی صوبہ گجرات اپنی چچا حامد خان کو جو شاہزادہ خجگی

کی نام سے مشہور تھا حوالہ کیا اور خود صوبہ مالوہ کے بندوبست کو جو گردہر کے تغیر سبب سے اسے ملا تھا آیا اور یہان کا انتظام
کر کے عظیم اللہ خان اپنے بھتیجے کو نیابت مین چھوڑ کر حضور کو معاودت کی حیدر قلی خان مع زر و مال حاضر حضور ہو کر
چند روز معطل رہا اتوار کے دن ۲ جمادی الاخری ۱۱۳۵ھ کو جشن نوروز ہوا اور اوسی روز نیکو سیر نے رحلت فرمائی او گیارہوین
رجب سنہ مذکور کے سنیچر کی شب کو روشن آبادی محمد شاہ کی بیگم کے شکم سے صبیہ جہان افروز بانو بیگم نام پیدا ہوئی
ظاہرا حیدر قلی خان بعد معاودت گجرات کے نظام الملک کی غیبت مین مورد مراحم شاہانہ ہوا چونکہ اجیت سنگھ کی
تادیب ملحوظ تھی صوبہ داری اجمیر کی ملی اور حیدر قلیخان نے بھی بسبب شجاعت اور اوسکی عداوت کے جو اجیت سنگھ
سے تھی قبول کی او حسب الامر اوسکی مہم پر روانہ ہوا آخر شعبان سنہ مذکور کو راجہ مذکور بھاگا اور اسی سال مین سید قاسم
کوتوال کے لڑکے کو کسی نے سرخ پوش سکے جماعہ مین سے مار ڈالا اور قاتل بھی مقتول کے زخم شمشیر سے مجروح
ہوا اتوار کے روز غرہ شوال سنہ مذکور کو نظام الملک بعد فراغ انتظام مالوہ و گجرات کے ملازمت مین آیا اور پنجشنبہ
۱۴ ذیقعدہ سال مذکور کو [illegible] کے لڑکا پیدا ہوا اور نصف آخر ماہ محرم ۱۱۳۶ھ ہجری مین ستارہ ذوذنب
برج دلو مین ظاہر ہوا [illegible] تک نمایان رہا اور اسی مہینے مین بادشاہ کی [illegible] لڑکی نے انتقال فرمایا—

بادشاہ سے نظام الملک کا آزردہ ہونا اور قمر الدین خان ولد محمد امین خان کو وزارت ملنا

ارکان سلطنت مانند اعتماد الدولہ قمر الدین خان بخشی دوم اور داروغہ غسلخانہ اور صمصام الدولہ امیر الامرا بخشی اول
اور صاحب رسالہ شاہی او اعلی شاہی اور روشن الدولہ ظفر خان بخشی سوم اور سید صلابت خان بخشی چہارم اور خانسامان
عزت الدولہ شیر افگن خان اور اوسکے بعد اوسکا بھائی لطف اللہ خان بہادر رسالہ دار سلطانی اور صدر الصدور میر جملہ ترخان
اور ناظر اور داروغہ صرف خاص حافظ خدمتگار خان خواجہ سرائے عالمگیری اور بعد اوسکے روز افزون خان اور دیوان
خالصہ راجہ گوجر مل اور اوسکے بعد اشرف الدولہ ارادتمند خان اور بعد ازان راجہ تجمل اور دیوان تن شیخ سعد اللہ اور
میر آتش اول حیدر قلیخان اور بعدہ سعد الدین خان اور بعد ازین حیدر قلی خان اور پس ازان مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اور داروغہ جواہر خانہ برہان الملک اور اوسکا باپ احمد قلیخان اور میر توزک اول امین الدولہ اور دوسری داور داد خان
اور داروغہ گرزداران مبارز خان اور اسکے بعد اغر خان اور داروغہ خاص چلو اور چلو خانہ قدیم میر حسن خان کوکہ اور
عرض مکرر یعنی احمد خان کوکہ اور داروغہ نہر فیض علی حامد خان داروغہ فراش خانہ نور علی قوربیگی اور بخشی احدیان
معز خان برادر روشن الدولہ بخشی شاگرد پیشہ متانت اللہ خان راسخ ولد خان صادق قراول بیگی آلہ وردیخان او خدمت جیب
فیض کی بہادر خان کو او جیب خاص کی جاوید خان خواجہ سرایون کو جواہر خان داروغہ جواہر خانہ نجابت خان داروغہ باورچیخانہ وحید خان
داروغہ قہوہ خانہ فضل علیخان داروغہ فیلخانہ سید قطب الدین علیخان تیکموری داروغہ حبشی یاسین خان داروغہ سرخ پوشان قولاران

اللہ یار خان قلعہ دار شاہجہان آباد قایم خان ولد روشن الدولہ داروغہ وقائع کل ڈاک حکیم معصوم علی خان داروغہ سوانح
ہر ایک ایک کام پر مقرر تھے لیکن روشن الدولہ دخیل مزاج بادشاہ ہو کر بر آمد کار مقصد
خلایق کرتا تھا اور شاہجہان محمد فقیہ کے لڑکی کوکی نام نے محمد شاہ کے حضور مین نہایت ادب حاصل کیا بادشاہ کا قلمدان
اوسکے سپرد تھا بادشاہ کی طرف سے صاحب دستخط تھی محل کے اندر حاجتمندون کی عرضی توقیع کرتی تھی عقلا و دوربین
ایسے امر سے حیرت زدہ ہوکر یہ نکتہ کہتی تھی رباعی نوبت زکیان بہ ماکیان افتادہ است ۔ بازوی شگرفی بمیان افتادہ ست
شاید کہ سپہر سفلہ قصد نشاط ۔ شمشیر زدن بدرف زبان افتادہ است ۔ بادشاہ چونکہ جوان اور کم جرات تھا عیش وعشرت
مین پڑا رہتا ہان کوئی ایسا ہی کار سخت وضروری ہوتا تو البتہ اسطرف متوجہ ہوتا او عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ امرا اور امرازادہ خوشطبع و
رنگین مزاج کی طرف طبیعت کو اشتہ رغبت دیکی کار سلطنت سے بیغرض تھا اس سبب سے کچھ خوف وہراس امر ایکبد
عوام کے دلون سے دور ہونے لگا ہر شخص اپنے اپنے خیالی پلاؤ پکانے مین مصروف ہوا بجاے خود دم استقلال بھرتے تھے
و نظام الملک یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اوسکی راے کے بموجب تعمیل کرے اور صحبت رنگین مزاجان نازک منش واختیار مدار المہامی
زنان نازک سرشت مثل کوکی وغیرہ دل بادشاہ او کاروبار ملکی مالی سے نکل جاوے اس سبب سے ہر ایک امیر امرا
اور بادشاہ اسکے طرف سے بدظن او مسخرگی کرتے تھے او غیبت مین اوسکے حق مین کلمات رکیک زبان پر لاتے تھے ایسے
وجوہ سے نظام الملک ملک دکن اور گجرات کو عازم ہوا چندے آمد ورفت دربار کی موقوف کرکے گھر مین بیٹھ رہا محمد شاہ
اوسکے مافی الضمیر سے آگاہ ہوکر تالیف قلوب مین متوجہ ہوا قصد یہ تھا کہ ہمسے راضی ہوکر جاوے اونسے بھی یہ ارادہ معلوم کیا
بہت واسطہ و وسایل درمیان لاکر دفع رنج ظاہری کیا پس نظام الملک دوشنبہ کے روز مطابق دوم ماہ صفر سنہ ۱۱۳۶
ہجری کو مشرف ملازمت ہوکر بساختہ مہربانیوسے خوشنود ہوا

مبارز خان صوبہ دار برہان پور کو آصفجاہ پر ورغلانا اور مبارز خان کا مارا جانا

امراے حضور نے آصفجاہ کی آزردگی پاکر شقہ خاص بادشاہی نہایت اخفا کے ساتھ مبارز خان ناظم برہانپور کے نام
صادر کیا کہ اگر ممکن ہو صوبہ ہاے مذکور آصفجاہ کے گماشتون سے چھین لیوے او عنقریب نظامت دکن کا فرمان صادر کیا
جاویگا اودہر نظام الملک نے امراے حضور کی فتنہ انگیزیون سے اطلاع پاکر مخالفت آب وہواے شاہجہان آباد کا اظہار
کیا اور ساز گاری عناصر مراد آباد کی بیان کرکے بہ بہانہ سرکار سے اودہر کی رخصت حاصل کی اور روز یکشنبہ ۱۷ ربیع الاول
سنہ ۱۱۳۶ ہجری کو تھوڑی دور اودہر جاکر سیدہی دکن کی راہ لی اور یلغار کرکے ملک دکن مین جا پہونچا اور مشغول اعداد اسباب
کارزار وپیکار کا ہوا مبارز خان طمع دنیوی مین آکر باتفاق ابراہیم خان برادر داود خان پنی اور اولاد شیخ نظام اور شیخ
منہاج سرداران دکن کے جو آصفجاہ کے دشمن تھے بعزم رزم آصفجاہ برآمد ہوا آصف جاہ برادرزادہ مبارز خان نے آگہی پائی

لڑائی کو او ٹھکر اہوا روز پنجشنبہ ۲۴ محرم الحرام ۱۱۳۶ھ کو سخت لڑائی ہوئی چار ہزار مرد خنجر گذار و چار ہاتھی مارے گئے آصف جاہ
کو فتح نصیب ہوئی مبارز خان مع رفقا کے عدم کو روانہ ہوا آصفجاہ نے اس فتح کی عرضی مع فہرست نام مقتولان واموال
ضبط شدہ او اشرفی نذر مبارکبادی کی ارسال حضور کی اور خود فارغ البال سب صوبجات دکن پر متصرف ہوکر درپئے تدبیر
امراے دون ہمت اور بادشاہ کم جرات ہوا اور قمر الدین خان بعد سات مہینے کے جملۃ الملکی اور وزارت پر سرفراز ہوا اور
اوسنے استمزاج آصف جاہ کا قبول کر کے کہا ۔

حیدر قلی خان کا اجمیر سے آکر میر آتشی حضور پر سرفراز ہونا

آصف جاہ اور بادشاہ کے صحبت کی ناچاقی روز بروز زیادہ ہوئی ہرچند دونوں طرف سے دلجوئی ظہور مین آتی تھی خصوص
بعد جنگ مبارز خان کے کہ کسیقدر رنجیدہ او ٹھہ گیا تھا بادشاہ نے حیدر قلی خان معز الدولہ کو مخلص یگانگ مرد شجاع
سمجھکر اپنے پاس طلب کیا اور وہ جمعہ کی روز چودھوین ربیع الاول سنہ مذکور اجمیر سے روانہ ہوکر دو گھڑی دن چڑہے
مستفیض ملازمت ہوا میر آتشی کی خدمت مع خلعت عنایت ہوئی اور سعد الدین خان تورانی جو آصف جاہ کا متوسل اور دست گرفتہ
تھا خدمت مذکور سے برطرف کیا گیا اور نیز راجہ گردہر بہادر کہ بعد اولی نظام الملک کی تغیری پر الہ آباد کا صوبہ دار ہوکر ملک اجین
کو گیا اور جیسا کہ چاہیے منتظم ہوا اعظم اللہ خان جو نظام الملک کی طرف سے وہان پر کار فرما تھا شاہجہان آباد کو چلا آیا

آصف جاہ نے اپنے چچا حامد خان کو باغی ہونے پر آمادہ کیا

آصف جاہ نے بعد فتح اور مشاہدہ حرکات امراے حضور کے پیلاجی اور کنہاجی سرداران مرہٹہ کو اپنے چچا حامد خان سے
موافق کر کے اشارہ کیا کہ تعاقب اختیار کرین حامد خان نے بموجب ایما کے جاگیرداروں کے گماشتے اور حضور کی فوجداروں کو
برطرف کر کے اپنا قبضہ کرنا شروع کر دیا اور اخبار اس تمرد اور نافرمانی اور مرہٹہ کی اعانت کے حضور مین پہونچا ارکان دولت
کو تدارک اسکا مشکل ہوا بادشاہ نے تو انہوں کا غلبہ دیکھکر قطب الملک کی رہائی فرمائی اور کسی معتمد کے توسل سے
پیغام دیا کہ اب تمسے کچھ ہو سکتا ہے اسنے درجواب عرض کیا اگر عنایت شاہی نمایان ہو ہر وقت حصول ملازمت پانچ
چھہ ہزار سوار مہیا اور خود پیش حضور آمادہ ہون مخالفون نے اس خبر سے اوسکا مکر و فریب سمجھکر بیچارہ کو مسموم کر کے جان لی

سربلند خان کا مقرر ہونا حامد خان کی تادیب کو اور نجم الدین علیخان بہادر کی رہائی او حامد خان کا فرار

مبارز الملک سربلند خان بعد تغیری صوبہ کابل کے ایک مدت خانہ نشین رہا دربار مین بہت کم جاتا تھا جب قطب الملک مرا
حسب الحکم مخصوص حافظ خدمتگار خان کی عرضی سے مقرر ہوا کہ مبارز الملک واسطے سزاے حامد خان باغی کی متعین اور گجرات
کی صوبہ داری عنایت ہو خان مذکور چونکہ مدت سے بیکار رہا اوسکا ساز و سامان محض بیکار ہو رہا تھا اس سن ... ایک کرور روپیہ نقد
مساعدہ کی طور پر خزانہ عامرہ سے لیکر حامد خان کی تادیب او تسخیر گجرات کو مامور ہوا اور بوسیلہ شمشیر وہ امید وزارت بھی

ہند دل کرتا تھا التماس قبول فرمایا روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۱۳۲ ہجری کو آخر روز قید سے رہائی دیکر خلعت مع شمشیر کے نجم الدین علیخان
بہادر کو دی اور سربلند خان اور نجم الدین علیخان کو رخصت عطا ہوئی دونوں امیر ایک ہاتھی پر سوار ہوکر داخل خیمہ ہوئے
رفقائے قدیم خاندان سادات کی فوج نجم الدین علیخان کے پاس فراہم آئی کسیقدر اقتدار پایا اور مبارز الملک سپاہ دوست
تھا کوئی صوبہ ایسا ہندوستان میں نتھا جہاں چند برس صوبہ داری نکی ہو اوسکے رفیق اور ملازم سابقہ جو سرکار ہی
میں اس روز کے منتظر تھے تھوڑے عرصہ میں آحاضر ہوئے مبارز الملک نے نیابت کی سند شجاعت خان گجراتی کو
بھیجی اور حامد خان عدم مقدرت سے گجرات چھوڑ نکلا اور موضع دہد میں مقیم ہوکر کنتھا نام غنیم کو اپنی کمک پر بلایا اور
اوسکے باتفاق خود بھی گجرات پر چڑھا شجاعت خان گجرات سے برآمد ہوا اور حامد خان کے ساتھ جنگ کرکے جان بحق ہوا
رستم خان حاکم بندر سورت اپنے بھائی شجاعت خان کے قتل کی خبر سنکر سامان حرب میں مصروف ہوا
اور پیلاجی گائیکوار کو جو ادہر حملہ کنان تھا متفق کرکے بندر سورت سے برآمد ہوا حامد خان مع اپنی جمیعت کے اور کنتھا
مذکور کے جو بیس ہزار سوار کے قریب تھے احمد آباد سے کوچ کرکے دریا کے کنارے آیا دونوں لشکروں مقابلہ ہوا پیلاجی
گائیکوار اگرچہ رستم علیخان کا رفیق تھا مگر کنتھاجی کی دلالت سے حامد خانکی موافقت کرنے لگا رستم علیخان بھی
اوس مرہٹہ کی دغا سے مارا گیا جب یہ خبر مبارز الملک کو اکبر آباد اور اجمیر کے درمیان پہونچی جہان وہ وزارت کی امید پر
مقیم تھا ملی اوسنے مستعد ہوکر بادشاہ سے استمزاج کیا چونکہ تورانیون کا نصیبہ عروج پر تھا وعدہ مذکور کے ایفا
ہوئے گجرات کی طرف حکم کوچ دیا اور راجہ گردہر بہادر نظام الملک کی تغیری میں مالوہ کی صوبہ داری پر مرخص کیا گیا
اور نجم الدین علیخان نے بعارضہ بیماری چند روز حاضر حضور رہکر بعد صحت اجمیر کی صوبہ داری پائی اور بادشاہ نظام الملک
کی فتنہ سازی سے بدظن اور آزردہ خاطر ہوکر الکا عدو ہوا بعض خدمات اور صوبہ داری جو اعتماد الدولہ قمر الدین خان
کی نام تہیں دوسرون کی نام مقرر ہوئیں اور برہان الملک نے بندوبست صوبہ کو رخصت پائی اور سربلند خان اٹہتیسوین ۳۸
سال گجرات کو گیا اور نجم الدین علیخان بسبب بے اسبابی کے چند روز کی توقف میں پرانے رفیقونکو جمع کرکے سربلند خانکی رفاقت پر
روانہ ہوکر اوس سے جا ملا حامد خان کنتھا اور پیلاجی گائیکوار برادرون مرہٹہ کے ساتھ متفق ہوکر بقصد محاربہ گجرات سے نکلا ہر چند مبارز الملک
نے حامد خان کو نصیحتیں تحریر کیں مگر کچھ فائدہ نہوا حامد خان نے اپنے بخشی امان بیگ کو مع فوج کے مقابلہ پر بھیجا اونہون نے لڑکر اوسے
بھگا دیا اور امان خان میدان جنگ میں مارا گیا اور شیخ اله یار بلگرامی بخشی اور سردار معتبر مبارز الملک کا دوسری راہ سے
احمد آباد کے قلعہ میں داخل ہوا شہر کو قبضہ میں لایا حامد خان شکست کہا کر نظام الملک کے پاس گیا دوسرے سال نظام الملک
نے مرہٹون کو سربلند خانکی لڑائی پر آمادہ کیا اور حامد خانکو شریک کرکے گجرات بھیجا اوسکے پہونچنے کے بعد حدود گجرات میں سخت لڑائیان
ہوئین مرہٹون نے ... گیا پیر الامرا سے تاخت و تاراج کر کے ... سربلند خان اور نجم الدین علیخان مع سات ہزار سوار
پیادہ کے ... مرہٹونکو بھگا دیا اور دریائے نربدہ کا تعاقب کیا سرحد گجرات صاف کر دیا چونکہ مبارز الملک کے پاس بہت سی فوج

پانچ لاکھ روپیہ ماہ بماہ بر سبیل ہنڈوی کے حضور سے معرفت ناظر خدمتگار خان اور یہ
مر نے ناظر کے معرفت بخشی سوم روشن الدولہ مبارز الملک کے ہاتھہ پہونچتے تھے تاکہ
خلل تسلط اسکے کا بیچ اس ملک کے نہو اور مقرر ہوا تھا کہ جب تک بند و بست صوبہ ہذا
قرار واقعی نہووے مداخل صوبہ مذکور کا پہرنے والا سرکار مبارز الملک کا نہو جب خبر فتح مذکور کی
حضور مین پہونچی صمصام الدولہ کی صلاح بموجب فوج زیادہ کے برطرفی کا حکم اور موقوفی
درماہہ سربلند خان کے نام صادر ہوا ۔

گرجانا روشن الدولہ کا مرتبہ اقتدار سے بسبب خیانت کے اور گو کی اور شاہ عبد الغفور کا اور معزولی سربلند خان کی گجرات سے باعث سعی صمصام الدولہ کے اور منصوب ہونا ابہی سنگہ کا اور قوی ہونا مرہٹون کا بسبب سستی ابہی سنگہ کی اور معاودت کرنا سربلند خانکا شاہجہان آباد کو

روشن الدولہ بہادر ہمہ صفت موصوف تھا لیکن جو بنای کار اسکی اوپر رشوت کی تھی بارہ لاکھ روپیہ
نذ بابت صوبہ کابل کی جو سال بسال روشن الدولہ کی حوالہ ہوا تھا نصف پر خود متصرف ہو کر نصف تا قیمت
بسال کرتا تھا اور اسیطرح اکثر امور مین دخل خیانت ہوتا رہا امرا لوگ بہی کشیدہ ہوئے پردہ کھل گیا بادشاہ نے
اب فرمایا حکم فہمید حساب صادر ہوا متصدیان حضور کی دو کرور روپیہ اسکے ذمہ برآمد کئے حسب الحکم بادشاہ وہ
روپیہ روشن الدولہ سے طلب ہوا اور اوسنے چار ناچار داخل سرکار کیا نظر سے گر آیہ کارروائی صمصام الدولہ
امیر ہوئی امیر الامرا کی ساری قدردانی رہی اور شاہ عبد الغفور جو دخیل مزاج شاہی ہو کر مختار بحالی و برطرفی
منصب کا اور مرتشی تھا فی الحقیقت ایسی ہی امور ناشایستہ بہ فراغ و عبد الغفور غافل مین ظاہر ہوئی تھے مرتبہ اقتدار
سے خارج ہو کر محبوس روانہ بنگالہ کیا گیا اوسکے مکانکی ضبطی سے دو کرور روپیہ نقد سوای جنس کے داخل خزانہ ہوئے
اور گو کی بہی دونون راشیونکی شریک اور مختار دستخط تھی اس غضب مین اسیر ہوئی اسکا بہی اندوختہ بیت المال
حضور مین آیا صمصام الدولہ کو جب اقتدار کلی حاصل ہوا سربلند خانکو جو روشن الدولہ کا متوسل تھا معزول کر اکر راجہ ابہی سنگہ
راٹہور کو گجرات کی صوبہ داری پر بہیجا اور تاکید کی جلد تر گجرات پر پہونچکر سربلند خانکو روانہ حضور کرے ابہی سنگہ نے
آرام طلبی او بغرور قدامت سے نایب اپنی کو گجرات بہیجا مبارز الملک نے نایب کی اچہی طرح گوشمالی دیکر بہگا دیا ابہی سنگہ
نے دوسرے بار دوسرا نایب بہیجا وہ بہی بلی نیل مرام ناکام واپس آیا تب ابہی سنگہ نہایت نادم ہوا اور خود مع
پچاس ہزار سوار اور دیگر سامان پیکار کے گجرات آیا مبارز الملک ہرچند بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تشویش

رکہتا تھا مگر بسبب قلت زر اور اسباب سفر کے قاصد مقابلہ ہوا شہر سے چند کوس نکل کر خیمہ برپا کیا مقابلہ کی
نوبت آئی خوب جنگ آزمائی ہوئی مبارز الملک نے وہ پیشقدمی کی کہ ناچار راجہ کے پیر ہٹے پیچھے ہٹ گیا مبارز الملک
اسی برگشتگی کو اچھا یاوری بخت سمجھا مصالحت کا خواہان ہوا اخیر روز کو چند چوبدار اور خدمتگار کے ہمراہ دستار سفید
اور لباس سادہ پہنکر راجہ کی ملاقات کو گیا راجہ سنکر متحیر ہوا آخر یہ حرکت اپنے موافق مرضی پاکر استقبال کو آیا
دروازہ پہ ملاقات کی اور باحترام تمام لاکر مسند پر بٹھایا مبارز الملک نے کہنا شروع کیا کہ ہمارے تمہارے پرانی
دوستی ہے مہاراجہ اجیت سنگہ سے دستاربدلی تھی اور برادری متحقق تھی تمہین بجائے برادرزادہ اپنے کے ہم
جانتے ہین اسقدر جنگ و آویزش بپاس ناموس و ننگ مردمی کے ہوئی کوئی عداوت نہین غرض تو کار بادشاہی
کی سرانجام سے ہے ہی بندہ بھی اسی کام کو ادہر آیا تھا اب آپ کو مبارک ہو حالا اسقدر امیدوار ہون کہ کچھ اسباب
سفر اور زادراہ عنایت فرمائیے ابھی سنگہ ایسے کلمات سے شادان ہوا اپنے عملہ کو حکم دیا کہ جلد سازو سرانجام کردین
مبارز الملک نے [illegible] سرنو اوس تقریب کا اعادہ کیا اور سرنو ابھی سنگہ سے دستار بدل ہو کر اوسکی دستار [illegible] صبح
گرانبہا [illegible] خلوص [illegible] اوٹھا کر اپنے سر پر رکھی اور اپنی دستار سفید [illegible] دی اور [illegible] راجہ [illegible] مبارز
دینے لگے بعد ازان اپنے لشکر کو رخصت ہوا جب سامان مطلوب ابھی سنگہ کے حضور سے عنایت ہوا دار الخلافت
شاہجہان آباد کو عازم ہوا صمصام الدولہ کو جب یہ خبر ملی کہ بعد لڑائی کے مبارز الملک [illegible] راجہ ابھی سنگہ سے خلاف
مرضی اور فرمان شاہی کے ملاقات کی آزردہ ہو کر بادشاہ سے تحریک کی کہ سربلند خانکی معاف کر دی [illegible] انہین
کہہ دیجئے تاکہ جلد روانہ ہو کر جہان اوسکو پاوین اوسی جگہہ موقوف کرین جب اوسکا قصور معاف ہو گا آگے کہ
چلا جاوے لہذا دو سو نفر گرز بردار [illegible] مقرر ہوئے ایک سو نفر گجرات کی راہ پر اور ایک سو نفر اکبر آباد کی راہ پر پہونچکر منتظر ہوئے
جب وہ اکبر آباد پہونچا بموجب حکم حضور کے اوسکے سد راہ ہوئے مبارز الملک بضرورت اکبر آباد مین منتظر عفو تقصیر مقام
کنان ہوا سپاہ ہمراہی جو اکثر نوکری سے برطرف ہوئے تھے طلب تنخواہ مین گستاخی کرتے تھے برہان الملک جو ان دنون
اکبر آباد کا صوبہ دار تھا اور ہمیشہ مبارز الملک کا نوکر رہا تھا ملتمس ہوا کہ اگر تنخواہ ملازمان قدیم کی میرے ذمہ فرمائی جاوے
احسن ہو گا یہ کلام سربلند خان کو گران ہوا فرمایا کہ فضل الہی سے ابھی یہ حال نہین ہوا کہ دوستون کا احسانمند ہون
اور جو خزانہ کہ حرم سرا مین پوشیدہ رکہتا تھا اوس سے اشرفیان نکالکر سپاہ کی تنخواہ دی

آصف جاہ کا مرہٹون کو شہ دینا تسخیر ہندوستان پر اور درستگی اس نقش کی

جب آصف جاہ نے قدردانی حضور کی دیکہہ لی مرہٹون کو ترغیب دینا شروع کیا اول باجی راؤ کو جو سپہ سالار راجہ ساہو کا
تھا اور پھر راجہ سنبھا اور سید اکی مشہور سرداران مرہٹہ کے اولاد مین تھا بہڑکایا کہ صوبہ مالوہ کو راجہ گردہر بہادر

ناگر سے اور گجرات کو نواب راجہ ابھی سنگہ راٹھور سے لوٹ مار کرنا چاہی باجی راو وغیرہ سرداران مرہٹہ نے لشکر گران ہمراہ
راجہ گردہر بہادر اور راجہ ابھی سنگہ کے کشتون پر چڑہائی کی حدود دونون صوبون کے محالات کو لوٹنا شروع کیا
راجہ گردہر بہادر خالی شجاعت سے تہا لڑنے کو مستعد ہوا اور نظر قلت سپاہ ہمراہ تہی حضور شاہی سے استعانت
طلب کی پیشتر اسکے کسی نے خبر لی اور وہ بہادر ایسے زد و خورد مین مدد کی حسرت مین جان بحق ہوا کہ ایک شخص راجہ چہبیلہ رام کا قرابتی
دیا بہادر نام قوم گردہر سے تہا وہ گردہر مذکور کی جگہہ پر جانشین ہوا لیکن مرہٹون کے ہاتہہ سے جانبری
نکر سکا اور حضور مین لکہا کرتا تہا کہ اپنی زندگانی مین مرہٹون کو ہندوستان پر یورش کرنا دشوار و محال ہے
بعد میرے ضرور انکا اثر ہند مین شایع ہوگا باوجود ایسے تحریرات کے کچہہ فائدہ نہوا آخر الامر وہ بہی مارا گیا سنہ ۱۱۴۳ ہجری
مین محمد خان بنگش مالوہ کا صوبہ دار ہو کر اجین پہونچا لیکن مرہٹہ کے دست برد سے اوسکے پیر اوکہڑ گئے آخر
اوسکی تغیری پر صوبہ مذکور راجہ جے سنگہ سوائی کو ملا الا یہ کہ مذہب باجی راو کی تقویت کرتا تہا اور جے سنگہ
کی سفارش سے مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کو عطا ہوئی انشاء اللہ اسکا ذکر کیا جاویگا صوبہ مالوہ بہی مرہٹون
کے قبضہ مین آیا [illegible] راجہ جے سنگہ کی سستی [illegible] مرہٹون نے لے لیا بہت [illegible]
سلطنت کا [illegible] اوسکا حال ہوا ایسے کام تہا اون اور دلاورون سے آگئے [illegible] دخل نہین
[illegible]
سے [illegible] کوئی تدبیر کارگر نہوئی [illegible] دولت کی
[illegible] ذوالفقار خان اور حسین علیخان [illegible]
[illegible]

رعایا کی سرکشی شروع ہونا اور محمد خان بنگش کا عاجز ہونا مرہٹہ اور بندیلون سے صوبہ الہ آباد مین

جب افواج مرہٹہ نے صوبہ مالوہ اور گجرات پر تسلط پایا اور حضور سے کچہہ تدارک نہوا اس مشاہدہ سے دیگر سرداران مرہٹہ کو
ملک ستانی اور منازعت سلطانی کی ہوس ہوئی چمنا جی راو وغیرہ نے جو گجرات و مالوہ پر قابض تہے آہستہ آہستہ جنوب
جنوبی الہ آباد اور اکبر آباد کے قرب و جوار کے فوجداریون پر دخیل ہوئے روز بروز ترقی دولت ہونے لگی انہین
دنون مین محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش صوبہ دار الہ آباد کا تسخیر بندیلہ کو جہان کا راجہ چہترسال ونکہا تہا
گیا اور جماعہ افاغنہ کی فوج لیکر جا پہونچا اکثر مقامات بندیل کہنڈ کے مسخر کئے اور اپنی اقامت اوس دیار مین
مناسب سمجہکر راجہ کی دار الحکومت مین مقیم ہوا راجہ مذکور اور نیز دیگر لوگ جنکا ملک قبضہ بنگش مین آیا ملاحظہ
حقیقت سلطنت مرہٹون سے رجوع ہوئے [illegible] کلان کے مرہٹون سے جو کہ ظاہرا صوبہ برار اور نزد دکہن آباد کی

توابع مین ملک بوندیل کھنڈ کے پشت پر واقع ہے یا کہ سرداران باجے راو سے جو اطراف اجین مین سے کھے
مستدعی ہوئے اور اونھون نے نقد اور نیز کسیقدر ملک دینے کا وعدہ کرکے اپنا مددگار بنا لیا محمد خان بنگش
نے اپنے غلبہ اور نیز اس فتح تازہ سے مغرور ہو کر بقدر ضرورت فوج رکھ لی باقی ماندہ کو جواب صاف دیا چونکہ اوس
ملک تازہ کی راہون سے آگاہی تھی راجہ مقہور مذکور مع فوج مرہٹہ غفلت کی حالت مین محمد خان بنگش کے
سر پر آ پہونچا محمد خان گھبرا کر لڑنیکو سوار ہوا چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ کی کثرت بیشمار تھی حضرت عاجز ہوئے جای امن
کی تلاش ہوئی دو تین روز کے بعد قلعہ جیت گڈہ مین پہونچکر مع فوج کے اندر قلعہ مذکور کے محصور ہوا راجہ نے
مع مرہٹہ ایسا سخت گھیرا کہ ہوا بھی قلعہ مین نہ جا سکتی تھی کسیقدر فوج بنگش کی زیادہ تھی آذوقہ نے جواب دیا
تا بالی ماکولات سے وہ نوبت پہونچی کہ حرام حلال مین تمیز نرہی باہر آنے کی کوئی راہ نتھی غضنفر جنگ کی عیال
و اطفال جو فرخ آباد مین تھے درگاہ شاہی مین مدد کو التماس کرتے تھے مگر کون سنتا تھا آخر قایم جنگ اوسکی
لڑکے نے لاچار ہو کر اپنی قوم سے رجوع کی اور اوسکی والدہ نے بھی استخلاص شوہر کیواسطے عاجزی کی لاجرم باہم
ہم قومی افاغنہ کا جماؤ ہوا اور جسقدر روپیہ غضنفر جنگ کے لینے سے سرانجام ہو سکا اوسی مین راضی ہو کر
قایم جنگ کو اپنا سردار بنایا اور جا پہونچی اور غضنفر جنگ کو دشمنون کے درمیان سے نکال کر قلعہ آلہ آباد مین پہونچایا
درحقیقت یہ بڑا کام تھا جو لڑکے نے باپ کی واسطے کیا الغرض امراے حضور نے قصور مغلوب ہونے کا بوندیلہ اور مرہٹہ سے
اوپر غضنفر جنگ کے ثابت کیا پس حضور نے غضنفر جنگ کو صوبہ داری آلہ آباد سے معزول کر دیا اور برہان الملک
کی عفو تقصیر فرمائی الہ آباد کی صوبہ داری پر بھیجا یہ شخص خانہ زاد خان بہادر غالب جنگ اپنے بیٹے کو نایب صوبہ مقرر
کر کے خود اکثر حضوری مین رہا کرتا تھا لیکن شکستہ دلی سے دربار مین بہت کم جاتا انہین دنون مین حیدر قلیخان
اگ مین جلکر جان بجان آفرین ہوا اور روز چہارشنبہ ۱۸ جمادی الاولی سنہ ۱۱۴۸ ہجری کو چار پانچ گھڑی دن نکلے محمد یار خان جو
عہد عالمگیر سے شاہجہان آباد کا صوبہ دار رہا تھا رنگراے ملک عدم ہوا جمعہ کے روز میر آتشی کی خدمت مظفر خان برادر
صمصام الدولہ کو سپرد ہوئی اس سال کی چوتھی شوال کو برہان الملک کے توپخانہ مین آگ لگی منارہ فیروز شاہی کو
مع نصف حصہ عمارت پایین اوسکے گرا دیا اسی وقت مین نجم الدین علیخان نے دنیا سے کوچ کیا اسکے مرنے سے اجمیر کی
صوبہ داری بھی علاوہ میر آتشی کے مظفر خانکو عطا ہوئی منگل کے روز دوسری جمادی الاخری سنہ ۱۱۴۹ ہجری کو بادشاہ
ضعیف سا بیمار ہو کر صحیح و تندرست ہوا ساتوین شعبان روز سہ شنبہ مذکور کو راجہ ابہے سنگہ ولد راجہ اجیت سنگہ
جو گجرات سے حضور مین آیا تھا مرہٹون نے شورش اپنے وطن مین سنکر جو حدود گجرات مین واقع تھا روانہ ہو کر جودہپور
میرٹھہ اپنے دار الحکومت کو پہونچا اور اسی مہینے کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو پنجابی چونہ فروش وغیرہ اہل اسلام جمع
ہو کر دعوے یہ تھا کہ اونکی جماعت مین سے ایک شخص حاجی کو کسی ہندو نے ہنگامہ ہولی مین خانہ جنگی کر کے مار ڈالا ہے

استغاثہ کو اوسکی لاش بہی کہیں رو تک دفن نہوئی خدا معلوم کیا سبب ہوا سستی ایمان یا کسی کی طرفداری ہوئی جو کسی نے
اونکا ایک اور داد ندی نا پایا اونہون نے ہجوم کرکے مانع نماز جمعہ ہوئے قاضی کو بہی خفت دی دوسری جمعہ کو بہی وہی حال
ہوا اعتماد قمر الدین خان وزیر اور روشن الدولہ نماز جمعہ کو مع اپنی جمعیت کے سوار ہوئے مستغیثان دلسوختہ نے فریاد
مچائی اور ایسی جسارت کی کہ روشن الدولہ مع اپنے رفیقون کے جماعت مین شامل ہو گیا فریادیون دلسوختہ نے اون لوگون
و ملامت بہت کی اور عزت آبرو اوسکی بے دین دکہائی امراے مذکورہ کو کچہ خیال نہوا یہانتک کہ مستغیثان مذکور نے روشن الدولہ
اور ہمراہیون اوسکی کو زیر پاپوش کاری و کلوخ اندازی رکہہ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے اونکی پای استقامت
بٹہایا اور زبان بے بستہ کر لیا اوسکے تخویف سے ہوائیون کی ہمت گہٹی کسیقدر تہ افسردہ ہوئی اونکی ہیبت و ہم اور
اونکی تالیف اور تسلی فرمائی بلوہ کی آتش مشتعل بجہائی لیکن اس ہنگامہ مین اکثرون کی عزت خاک مین ملگئی اس سال
مین شوال کے آخر سے تمام ذیقعدہ تک ہوا متعفن ہو گئی سکان شاہجہان آباد تپ کے عارضہ سے کانپ اوٹہے
ایسی حالت ہوئی کہ بازار و دکان خالی تختہ بند ہو گئین رونق شہر کی جاتی رہی لوگ کہتے تہے کہ کبہی ایسی گرم بازاری اس
بیماری کی نہین ہوئی تہی کہتے ہین کہ شروع اس عارضہ کا پٹنہ الہ آباد و اکبر آباد سے ہوا آخر کار دہلی اور شاہجہان آباد
سے پانی پت او سرہند اور لاہور مین جا پہونچے الحمد للہ کہ آغاز بد کا انجام بخیر ہوا ہر ایک نے شفا پائی مگر کسیقدر جنکی اجل
ہوچکی مین کچہ عرصہ بیمار رہا تہا جانفشان ہوئے سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین واقع ماہ رجب پنجشنبہ و جمعہ اور سنیچر اور اتوار کی راتون
کو جاڑے کی وہ شدت ہوئی کہ شاہجہان آباد اور دہلی کہنہ مین جسجگہ گہڑے وغیرہ مین پانی رکہا تہا برف کی صورت
یخ بستہ ہوا اور آسمان سے بہی کوٹہون اور مکانون پر برف گری

بادشاہ کی عزیمت اغر آباد اور برد تہہ کی طرف بطریق سیر و شکار اور وہان سے دریا دمین گیا ہونا مرہٹہ کی تنبیہ کو
روز سہ شنبہ پانچوین رجب سنہ ۱۱۴۵ ہجری کو وقت طلوع آفتاب محمد شاہ بادشاہ بطالع سعدی قلعہ دار الخلافت شاہجہان آباد
سے سیر و شکار کے لیے طرف اغر آباد و برد تہہ کے کوچ فرمایا ہوا ایک مہینہ کے قریب بیچ سون پت اور برد تہہ کی مع
اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ وغیرہ امرا کی شکار مین مشغول رہا بعد ازان باغ تالکٹورہ مین مقیم ہو کر
چند روز سیر و شکار مین گذارا اور دریاے جمن کے پار ہو کر فرح بخش مین بارہ روز قیام فرمایا مرہٹون کی شورش اکبر آباد کی گرد
ونواح کی گوشمال کے ارادہ سے ایکدو منزل کوچ کرکے بکنار دریاے چنبل تیدل قریب سراے بہنکیل مین خیمہ کیا سات آٹہہ مقام
ہوئے جب اوس گروہ کے نکلجانے کی خبر ملی حدود مذکور سے تلپت کے نزدیک فرید آباد آئے شوال کے مہینے مین اوسی الکو داخل دار الخلافہ ہوا

صمصام الدولہ مظفر خان کا مرہٹون کی تنبیہ پر جانا

۱۶ رمضان سنہ ۱۱۴۳ ہجری روز یکشنبہ کو ساڑہے تین گہڑی دن نکلے مظفر خان بہادر میر آتش برادر صمصام الدولہ نے خلعت پایا
اور تنبیہ مرہٹہ کی لیے رخصت ہوا اوسیوقت بارہ پلہ کی نزدیک جو ندا اس کی باغمین بدون گہر آنے کے اقامت کی بدین سبب کہ مرہٹہ نے

صوبہ گجرات و مالوہ کو جو تدارک حضور سے عمل مین نہ آیا تھا اور لوٹ مار کو دست ہوس اونکا دراز ہو رہا تھا آہستہ آہستہ قدم بڑہانا
شروع کیا اور گزری ایک زمانہ ماہ و سال کے اونہون نے رفتہ رفتہ سہل مدت مین اکید و محال لیتے ہوئے حصار
گوالیار تک جو نہایت قرب و جوار اکبر آباد مین واقع ہے آپہونچے اور تصرف ہوکر دم استقلال مار رہے تھے آصفجاہ کی مرضی ہون
کی اغوا پر ساعی ہوکر آتش عناد و فساد خوب بہڑکا دی مرہٹہ تو ولین یہی ارادہ رکھتے تھے آصفجاہ کی تحریک سے
خاطر خواہ بہانہ ہاتھہ لگا زیادہ تر قدم بڑہاے جاگیرات امیر الامرا اور محالات خالصہ کی لوٹ مار مین بہی جرأت کی جب
گوالیار سے بہی گذر کر اجمیر و اکبر آباد کے متعلقات مین بہی قدم زن ہوئے امیر الامرا نے لاعلاج و لاچار ہوکر اپنے بہائی
مظفر خان کو جو گہر مین تنہا شجاعت کا دم بہر رہا تھا جنگ مرہٹہ پر مقرر کرا کر حضور سے اجازت دلوائی اور نیز دیگر امرای
بادشاہی اور بعض اپنے ہمراہی رسالون کے اوسکے ساتھہ کر دئے سپہ سالار مذکور مع فوج بیشمار اور اسباب شایستہ
پیکار کے بعزم رزم مرہٹہ سوار ہوا مرہٹہ لوگ جنکا ضابطہ جنگ چپاولی اور قزاولی کے طور پر ہے اثنای راہ مین کسی جگہہ
اوس سے بہڑ گئے مظفر خان ... مرہٹہ لے چند مہینے تک عین میدان مین اوسے محصور کیا رسد کی راہ
بند کر دی اور لڑائی پر موقوف آمادہ رہے مظفر خان اپنی خود داری مین رہکر حکم شاہی اور ایمای برادر کا انتظار کرتا
تھا جب حکم معاودت کا صادر ہوا شکر الہی کرکے بادشاہ کی ملازمت مین آیا بیسوین محرم ۱۱۴۷ ہجری روز سہ شنبہ کو
مشرف ملازمت ہوکر لشکر جو اہر سے مشرف ہوا شاہجہان آباد پہونچکر صدقات و نذر حسب مقدور اختیار ہوئے اور
ہواخواہون نے اسکی سلامتی حال پر شکر گذاری کی اکثر اوقات مصاحبان خرد مند کی زبان پر یہ مصرعہ جاری ہوا ع
این کار از تو آید و مردان چنین کنند اسی سال مین شاہزادہ عالی تبار ولد محمد اعظم شاہ مرحوم نے وفات پائی مقبرہ والدہ
اپنی مین کہ بالپوری مین واقع تھا دفن ہوا اور نیز اول یکشنبہ کی روز ۲۴ جمادی الثانی کو امیر الامرا صمصام الدولہ اور
اعتماد الدولہ قمر الدین خان نے مرہٹہ کی سزا کو رخصت پائی دونون بہادرون نے کوشش مردانہ کرکے مظفر خان کی
مانند معاودت فرمائی اور غنیم لیئم نے روز شنبہ ۱۶ شوال سنہ مذکور قصبہ سانبہر مین جو کہ شاہجہان آباد سے سو کوس
پر ہے اونکا مارا اوس وقت وہان کا فوجدار ... نام اور چار ہاتھی اور تین لاکہہ روپیہ کے قریب مال و اسباب مرہٹہ کو دیکر امان
چاہی مرہٹہ نے اوسپر التفات نکرکے جیسا چاہا غارت کیا فوجدار مذکور کو صرف اوسی لباس سے جو پہنے ہوئے تھا چہوڑ دیا اور اوسی
قصبہ کی قاضی نے براہ جہالت عیال و اطفال اپنی کو مار کر کہ اصطلاح ہند مین جوہر کہتے ہین مرہٹہ سے گرم پیکار ہوا اور زخمی ہوکر دروازہ لیا
لیکن حق تو یہ ہے کہ مردی کا حق ادا کر گیا ماہ ربیع الثانی ۱۱۴۸ ہجری کو آخر روز چہار شنبہ سے پنجشنبہ تک ایسی سخت بارش ہوئی کہ جسکی تصادم سے
عمارت ... رات روشن آرا بیگم طغیانی کی وہ کثرت تھی کہ ... اندر پانی قد آدم بہرا تھا اور اکبر آباد سے خبر آئی پنجشنبہ کو آیا بجلی وہان اسی

اژدر چکلہ وار کوڑہ کی گردن کشی اور جانثار خان کا مارا جانا اور برہان الملک سے انتقام پانا

اسی حالات مین مسمی اژدر و زمیندار چکلہ کوڑہ نے بمقتضای وادید حال سلطنت سے سر اوٹہایا اور اپنی حاکم جان نثار خان کو ردل

عدم کیا اور اوسکا مال و اسباب بلکہ اوسکی عیال پر قابض ہو گیا اعتماد الدولہ نے یہ خبر پا کر عظیم اللہ خان کو بنا بر تنبیہ بھیجا زمیندار
مذکور نے اسکی آمد سنکر دشوار گذار جنگلون کی راہ لی مکان خالی کر گیا عظیم اللہ خان بحیثیت ذی اوسکا گوشمال سہل سمجھکر
خود چکلہ مذکور مین قیام کیا بعدہ خواجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو چکلہ مذکور کی حکومت دی اور اوس مغرور کی سزا کو فراموش
کر کے خود شاہجہان آباد واپس آیا اراڑہ مغرور ہو کر بعد عظیم اللہ خان کی مراجعت کے آپہونچا اور خواجم بیگ خان وغیرہ کو جان
سے مار ڈالا اعتماد الدولہ وزیر نے خرابی سے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودھ سے اس معاملہ کو رجوع کیا اور مبالغہ سے تاکید
لکھی کہ پاس آبروی مغلیہ و اسلام کی جسطور کہ چاہیے کرے برہان الملک نہایت شجاع اور نشہ مردانگی سے مخمور تھا
۱۱۴۴ ہجری مین عازم حضور ہو کر شاہجہان آباد آتا تھا اثناء راہ سے غرہ دوم جمادی الاخری مین بھگونت اراڑہ کے سر پر پہونچا
زمیندار نابکار نے چاہا کہ فریب سے اسکو اپنی طرف کرے مگر یہان فریب نچلا تب وہ آمادہ رزم ہوا جسوقت برہان الملک
راہ سے پہونچکر داخل خیمہ ہوا اتفاقاً جامہ رنگ سبز پہنے تھا جاسوسون نے زمیندار کو خبر دی کہ آج برہان الملک لباس
سبز سے خیمہ مین پہونچا ہے داڑھی سفید رکھتا ہے اراڑہ اوس خبر کے سنتے ہی کمینگاہ سے نکل مع فوج ظاہر ہوا برہان الملک
فی الفور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر اپنی فوج کا حکم دیا بعض ملازمان رکاب جھٹ طیار ہو گئے غرض جسطرح ہوا اسیقدر لشکر
ہمراہی آراستہ ہوا اوسوقت برہان الملک گندہ سفید لباس پہنے ہوے تھا اور ابو تراب خان تورانی جو
اسکے عمدہ سردارون مین تھا اتفاقاً اوس روز لباس سبز پہنے اور ریش سفید رکھتا تھا اراڑہ نے ابو تراب خان کو
برہان الملک تصور کر کے اسکے فیل پر متوجہ ہوا اور مع ہمراہیان جان باز کے مثال برق آپہونچا اور فیل سواری کے پاس آکر
گھوڑے کو کودا کر برچھی اس زور سے ماری کہ اوسکی سنان ابو تراب خان کی پشت سے نکل گئی اکثر برہان الملک کی ہمراہی
اوسکے دبدبہ آمد سے رو بفرار ہوئے برہان الملک چند نفر سے بمقتضاے شجاعت اراڑہ کے روبرو ٹھہرا رہا تیر و کمان کی جنگ
مین اراڑہ کو گھیر لیا اور رفقاے جان نثار نے تیغ و تیر کی جانفشانی دکھلائی درجن سنگہ جو اراڑہ کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق
ہو گیا تھا برہان الملک کو بتلا دیا کہ یہ اراڑہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اوسکے مقابل جا پہونچا تیار ہونے لگا شجاعت کی نوک جھوک دکھانے لگی
آخر اراڑہ کی جانب [illegible] اور برہان الملک کے تیر سے [illegible] واصل جہنم ہوا برہان الملک نے سجدہ شکر
ایزدی ادا کیا اراڑہ کا سر کاٹ کر بادشاہ کے نذر کو اور اوسکا پوست نکلوا کر گھاس سے پر کر کے قمر الدین خان کے لیے روانہ فرمایا اور
چند روز کے بعد سرداری لشکر کی صفدر جنگ بہادر کو دیکر خود دار الخلافت کو آیا چہارشنبہ ۷ رجب سنہ مذکور کو شرفیاب
حضوری ہوا ایکہزار نو اشرفی اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دی اور خلعت و سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل سے سرفرازی
پائی روز یکشنبہ ۶ شوال سنہ مذکور کو حسب التماس ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ کے جو کہ داماد و خواہرزادہ برہان الملک کا تھا
اور شیخ عبد اللہ وغیرہ اور سرداران لشکر کے رخصت ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ مرہٹہ کے آنے کی خبر جیسے اراڑہ کا اپنی مدد مین لایا تھا گرم ہوئی تھی
اسی عرصہ مین تاریخ شنبہ ۱۶ ذیقعدہ کو بادشاہ نے یادگار خان کشمیری کو جو چرب زبان اور امیر الامرا صمصام الدولہ کے رفقا مین تھا

راجہ جے سنگھ سوائی اور باجی راو سپہ سالار مرہٹہ کے پاس جو کہ راجہ ساہو کیطرف سے تسخیر ہندوستان پر مامور تھا مع اسناد ہر دو
صوبہ مالوہ اور گجرات کے مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ جلد جا کر تالیف قلوب او مطیع شاہی کرے اور اس سال مین واقعہ شب پنجشنبہ ۱۴
ذی الحجہ کو پہر رات گذرے روشن الدولہ ظفر خان بہادر نے رحلت کی یہ شخص مرد فیاض و صفات حمیدہ رکھتا تھا و رشتہ ارادت شاہ بھیک نام
فقیر سے بہم پہونچائی تھی چنانچہ رضاجوئی مرشد مین تا دم زیست رہا

کسیقدر ذکر فخر الدولہ برادر روشن الدولہ کا کیا جاتا ہے

نصرت یار خان کے بعد فقیر کو معلوم نہین کہ کون کون عظیم آباد پٹنہ کا صوبہ دار ہوا اسقدر معلوم ہے کہ اغلب ۱۱۴۲ ہجری مین یا کچھ کم و بیش
ہو فخر الدولہ برادر حقیقی روشن الدولہ کا صوبہ دار عظیم آباد ہوا پانچ چھ برس تک صوبہ داری مین مشغول رہا چونکہ یہ شخص محض
بیہودہ و احمق تھا اور نہایت زود رنج او اعمال اسکے بہی ساتھ بیوقوفی و کمینگی کے ملے ہوئے جو شیخ عبد اللہ سی جو ایکمدت تک اوس
صوبہ کا مدار المہام او مرجع انام رہا او وہان کی صوبہ دار اسکو نایب بہی کیا کرتے تھے اور اکثر زمیندار وغیرہ اوسکی مطیع تھے ایک سہل
سی بات مین کاوش ہوگئی ایذا رسانی کے درپے ہوا ناچار اپنے مکان واقع عظیم آباد سے گنگا پار ہو کر قلعہ سوانچ مین جو اوسکا بنوایا ہوا
اور وہین پر چند گاؤن زر خرید تھے جا کر آزردہ بیٹھا فخر الدولہ نے اوس سے ہاتھ نہ اوٹھایا پیچھے سے خود بہی پار ہو کر شیخ مذکور کو
قلعہ مین محصور کیا اور درپے تخریب عزت و آبرو ہوا اوسنے لاچار ہو کر برہان الملک صوبہ دار اودہ سے توسل ڈہونڈہا اور بعد
طلب برہان الملک کو مردانہ نکل پڑا اور برہان الملک کے صوبہ کے حدود مین جا پہونچا اور فخر الدولہ کی آسیب رسانی
سے محفوظ ہو کر برہان الملک کے حضور مین آیا عزت شایستہ حاصل ہوئی او فخر الدولہ نامرد والیس ہوا چند روز کے بعد خواجہ معتصم
برادر امیر الامرا سے ظاہرا جو لباس فقرا او مشایخ ہند کے مشغلہ مین باشان و شوکت بسر کرتا تھا حرکات ناشایستہ کیے اسکو
آزردہ خاطر کیا خواجہ مذکور بدرجہ نہایت آزردہ ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا اور بروقت ملاقات اپنی بھائی صمصام الدولہ سے
احوال فخر الدولہ کا بیان کیا صمصام الدولہ بمجرد استماع برہم ہو گیا فخر الدولہ کو تغیر کر دیا اور عظیم آباد کی صوبہ داری متعلق صوبہ بنگالہ
کر کے سند صوبہ مذکور کی موتمن الملک شجاع الدولہ شجاع الدین محمد خان بہادر اسد جنگ داماد جعفر خان کی نام جو اپنی
خسر کی جگہ پر بنگالہ کا صوبہ دار تھا بھیجی اور فخر الدولہ تغیر ہو کر شاہجہان آباد کو چلا

ذکر احوال پر اختلال شجاع الدولہ داماد جعفر خان ناظم بنگالہ

پوشیدہ نرہے کہ شجاع الدولہ کی اصل برہانپور صوبہ دکن سے ہے اور نسب اوسکا قوم افشار کیطرف پہونچتا ہے جو خراسانی
ترکون مین سے ہے جب اورنگ زیب صوبہ دکن مین تھا جعفر خان دیوان صوبہ بنگالہ کی دامادی مین جو آخر وقت مین
اوسجگہ کی نظامت رکھتا تھا ہمراہ تہا جبکہ جعفر خان کا اعتماد بڑہا اسکا بہی مرتبہ درجہ ترقی پر آیا تا آنکہ جعفر خان صوبہ بنگالہ اور اوڈیسہ کی
دیوانی اور نظامت پر سرفراز ہوا شجاع الدولہ اوسوقت مین صوبہ دار اوڈیسہ او وہان کے انتظام مین مصروف
تھا اسکا سبب یہ تھا کہ خسر داماد کی باہم صحبت برابر نہ تھی اکثر جدائی مین راضی تھا شجاع الدولہ نہایت جود اور

معدلت اور اخلاق حمیدہ وغیرہ صفات پسندیدہ سے موصوف تھا و جعفر خان برخلاف اوصاف اسکی تمو شجاع الدولہ
کی بی بی زیب النسا بیگم مع اپنے لڑکے علاء الدولہ سرفراز خان بہادر حیدر جنگ کے باوجودیکہ شایستہ اور حمیدہ اطوار
تھی براہ اطاعت پدر رہا اس وجہ سے کہ شجاع الدولہ کو دیگر عورات سے بہی رغبت تھی اپنے باپ کے گھر مین رہا
کرتی تھی شہر مرشد آباد مین جو جعفر خان کا بسایا ہوا ہے اور سابق مین اسکا نام مرشد قلیخان تھا مقیم تھی چونکہ
محمد علی وردیخان بہادر مہابت جنگ کی مان بہی قوم افشار اور شجاع الدولہ کی قرابتی تھی اور مہابت جنگ
مع اپنے باپ مرزا محمد اور اوسکے بہائی حاجی احمد کے اعظم شاہ مغفور کی رفاقت مین تھا بعد قتل آقا خانہ نشینی
کی بدولت افلاس مین اسیر ہوا عہد محمد شاہ کے اوائل لیکن اول مہابت جنگ کا باپ شجاع الدولہ کے
پاس آیا اوسنے مرزا محمد کا آنا غنیمت جانا سلوک شایستہ سے پیش آکر اپنا رفیق بنایا اس خبر سے مہابت جنگ
مرزا محمد علی بہی بنگالہ اور اوڑیسہ کا عازم ہوا نہایت صعوبت مفلسی سے شجاع الدولہ کی خدمت مین گیا یہ شخص
نہایت ہوشیار مزاج شناس آداب دان شجاع دلاور تھا شجاع الدولہ نے اسکا پہونچنا مددگاری اقبال سے
سمجھا رفاقت مین رکہا اب روز بروز زیادتی پائی اور ترقی پاتا ہوا مدارج علیا پر پہونچا جب شجاع الدولہ اور مرزا محمد علی کی
ہمدگر بکمال درجہ کے اتحاد ہوے اپنے بہائی حاجی احمد کو مع متعلقان و عیال و اطفال کے بلا لیا دونون بالہم
شجاع الدولہ کے ترقی دولت مین مصروف ہوئے [illegible]
جو ہر شجاعت اور کاردانی سے نہایت آگاہ تھا اپنے باپ اور بہائی اور دیگر رفقاے شجاع الدولہ سے زیادہ
تمام آور ہوا شجاع الدولہ نے اسکے لائق منصب اور خطاب محمد علی وردیخان حضور سے طلب کیا چونکہ جعفر خان
شجاع الدولہ سے کسیقدر سرگردان تھا چاہا کہ علاء الدولہ کو جو اوسکا پوتہ تھا بعد اپنے نظامت اور دیوانی صوبہ
بنگالہ کی بہی اس مقدمہ مین اپنے وکلا کو تحریک کی اور شجاع الدولہ اس مدعا سے ماہر ہوکر محمد علی وردیخان
اور حاجی احمد سے مصلح ہوا اونہون نے تدبیر مناسب وقت تجویز کرکے اپنی تجویز سے چند نفر زبان آور ہوشیار
حضور کی وکالت مین بہیجے اور عرائض کے مسودے واسطے بادشاہ اور امیر الامرا کے بانداز عجیب بہ لطافت غریب
تحریر فرمائے اوسمین یہ استدعا کی کہ سند صوبہ بنگالہ و اوڑیسہ مع دیوانی وغیرہ کے بنام شجاع الدولہ کی عنایت
ہو اور ہر دم معتمد فرشتہ پیام رفقاے دیرینہ شجاع الدولہ کو ظاہر مین ہر طرف کرا کر رخصت کیا کہ مرشد آباد جاکر
متفرق دار الامارہ کے نزدیک منتظر خبر ورود شجاع الدولہ کے رہین چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اور یہ
اندیشہ تھا کہ کٹک سے مرشد آباد کا انسداد راہ ہو جائیگا اپنے اور سپاہ کے سواری کے واسطے کشتیان مہیا کرکے
بہت سے ملاح بہی ملازم رکہے تاکہ جسوقت جعفر خان کی نہضت کی خبر دریافت ہو فورا روانہ مرشد آباد
ہو جاوین اور نیز ایک پوشیدہ ڈاک شاہجہان آباد تک بٹہائی تھی تاکہ جسوقت اسناد صوبہ داری صادر ہو

فوراً خبر پہونچی اور تیز رو روزمرہ خطوط بادشاہ جہان آباد کے پہونچا کرین جب یقین ہوا کہ دو چار روز جعفر خان اور بھی دنیا
کا مہمان ہے شجاع الدولہ نے علی وردیخان وغیرہ رفقا کے بقدر مناسب بعض جگہہ خشکی اور بعض جگہہ کشتیون سے
قطع کر کے مرشد آباد کو چلا اور اپنے لڑکے محمد تقی خان کو جو کسی دوسری عورت کے شکم سے سوائے زیب النسا کی تھا نایب
مقرر کیا راستے مین جعفر خان کے انتقال کی خبر پایا جب چھہ منزل اور بڑا صوبہ داری کی سندین بھی وصول ہوئین
جنمین بعد فرمان حضور بادشاہ کا پہونچا تھا اوسکا نام مبارک منزل رکھا اور رات دن یلغار کر کے نہایت شتابی
سے جعفر خان کے دار الامارت مین پہونچا چہل ستون دیوان عام ساختہ جعفر خان مین مع اپنے رفقا کے نزول اقبال
فرمایا بمجرد پہونچنے کے اپنے آدمی بھیجکر عملہ و قلعہ لگار و سوانح لگار وغیرہ کو بلایا بعد حاضری مسند امارت پر جلوس
فرما کر حکم دیا کہ نقارخانہ مین اسناد پڑہین اور شادیانہ دولت خداداد بجانا نذرین لینا شروع کین اوسکا لڑکا علاء الدولہ
سرفراز خان جو کہ محض نادان اور اپنے زعم مین ولی عہد اور جانشین جعفر خان کا تھا اور خاطر جمع رکھتا تھا کہ دوسرے
کی مجال تصرف نہین ہے اوسوقت خواب غفلت سے چونکا جبکہ باپ کے نقارہ دولت کی دہون دہون کان مین سمائی
چونکہ دار الحکومت سے ایکدو کوس کا فاصلہ تھا بعد وصول خبر متحیر ہو کر عملہ فوج سے مشورہ طلب کیا اکثر ہمراہیون
نے ایکدل ہو کر عرض کیا کہ جب فرمان شاہی اور خزائن و دفائن جعفر خان کے تمہارے باپ کے پاس اور قبضہ مین
آگئے بجز اطاعت کے مفر نظر نہین آتا لاچار طوعاً و کرہاً تنہا سوار ہوا اور بعد شرف یابی ملازمت پدر نذر مبارکباد
پیش کی شجاع الدولہ نے مالی ملکی مہمات ذمہ سے لیے بعد ازان حسب صلاح محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای
میان عالم چند جو اونکا دیوان قدیم تھا اور فی الحقیقت فرقہ ہنود مین لیاقت دار اور عمدہ دانشمند تھا وزیر
دیگر دستوراہان مانند جگت سیٹہہ فتح چند جسکی دولت اور ساہوکاری گردون سے بڑہ گئی تھی اور اپنے زمانہ مین
بے نظیر تھا سرکار مدار کی بنیاد ڈالی انکے سوا کسی پر اعتماد نتھا تا بامکان ہر امر کے تفتیش خود ہی کرتا تھا حق و انصاف کو
خوب ہی پہونچیا تھا حق حقدار کو ملتا تھا جعفر خان کے عہد مین جمیع زمیندار اور مالگذار صوبہ بنگالہ کے قید ہوا کرتے تھے
جو جو اذیت انپر ہوتی تھی افسوس آتا ہے کہ اوسکی بدگوئی سے زبان قلم پریشان تقریر ہو بموجب بیت بنا ایسی بری طور پر
یاد ہین نہ کہ پس ماندگان اوسپہ تفریح کرین ؛ الغرض شجاع الدولہ نے زمیندار وغیرہ قیدیونکو طلب کر کے جنکی بیحرمتی تھی رہائی دی اور دوسرے دن کچہری
بلا کر کہا کہ اگر تم لوگ رہائی پاؤ تو ادائے مال سرکار اور اطاعت و فرمانبرداری مین پیش آؤگے یا نہین اونہون نے عرض کیا کہ اللہ تعالی عمر دولت کی
افزایش کرے ہم لوگ رہائی پاکر اس وقت سے ہزار چند زیادہ زیر اطاعت رہینگے اور اس قول و قرار پر سوگندین یاد کین
اور بلکہ نشان زمیندہ جگت سیٹہ کے وساطت پر چھوڑ کر شجاع الدولہ نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ سے بقدر لیاقت سرفراز کر کے
رخصت کیا اس عدالت نوشیروانی سے بنگالہ جسکا نام جنۃ البلاد تھا اوسکے عہد مین اسم بامسمی تھا بندگان خدا اسکے عہد
خداوندی مین دست بدعا رہے سرفراز خان کو بدستور دیوان صوبہ مقرر کیا اور محمد تقی خان پسر دوم کو اوڑیسہ کی صوبہ داری

پھر چھوڑا اور جہانگیر نگر ڈھاکہ پر مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ اپنے داماد کو مقرر کیا اور رنگامٹی کی فوجداری سعید احمد خان اپنے بھتیجے کو جو مہابت جنگ کا پسر حاجی احمد بہادر اور زین الدین احمد خان چھوٹے بھتیجے کو اکبر نگر راج محل کی فوجداری سونپی اور بندوبست فوج کی نوازش محمد خان بھتیجے اور داماد کلان مہابت جنگ کو تفویض کی اور کل امور ملکی و مالی میں محمد علی وردیخان اور حاجی احمد اور رای رایان عالم چند اور جگت سیٹھ فتح چند صاحب مشورہ شجاع الدولہ کے مقرر ہوئے تا آنکہ فخر الدولہ تغیر ہوا صوبہ عظیم آباد بھی ضمیمہ صوبہ بنگالہ ہو گیا اور امیر الامرا صمصام الدولہ نے اوسکی سند شجاع الدولہ کے نام صادر فرمائی

صوبہ بنگالہ مین عظیم آباد کا ملنا اور اوسکی نظامت مہابت جنگ کے نام ہونا اور شروع دولت و اقبال

شجاع الدولہ نے نائب عظیم آباد کے تجویز مین دولتخواہون سے مشورہ طلب کیا چند نفر کا ذکر ہوا شجاع الدولہ نے کسیکو لائق نہ دیکھا چاہا کہ اپنے دونون لڑکون مین سے کسیکو وہان کی نیابت پر مقرر کرے مگر سرفراز خان کی مان زوجہ شجاع الدولہ نے جدائی گوارا نکی اور میر محمد تقی کی مہاجرت لی بھی جسکو یگانہ سمجھی تھے روادار نہوئی آخر الامر شجاع الدولہ کی رائے نہوئی کہ اوس ملک زور طلب کو صوبہ اودہ اور الہ آباد اور برار اور اورنگ آباد سے ملحق ہو اوسکا سوال جواب اور اوسکا بندوبست کرنا بہتر محمد علی وردیخان کے دوسرے سے ممکن نہین اور دولتخواہان بیغرض نے بھی اس رائے کی تصدیق کی شجاع الدولہ نے نیابت صوبہ عظیم آباد کی مع اضافہ منصب پنجہزاری اور خطاب مہابت جنگی اور بہادری اور عطاے پالکی جہالردار اور علم و نقارہ کے محمد علی وردیخان کے واسطے تجویز کیا اور اپنے وکیل کے معرفت حضور مین التماس کیا کہ بتدریج عنایت ہوا اور امیر الامرا کو بھی لکھا شجاع الدولہ نے اظہار احسان کیوا سطے خان مذکور کو حرم سرا مین بولا کر عظیم آباد کی صوبہ داری کا خلعت اپنی طرف سے دیا اور اپنی فوج ملازم سے کسیقدر ہمراہ کر دیا چند روز قبل اس عروج کے جب مہابت جنگ کی لڑکی سے جو زین الدین احمد خان کو بیاہی تھی ایک لڑکا پیدا ہوا مرزا محمد نام چونکہ مہابت جنگ لاولد تھا اس لڑکے کو اپنی ولدیت مین قبول کر کے پرورش کرتا تھا اب کہ اس دولت کو پہونچا اوسکا یمن قدم سمجھکر زیادہ تر محبت کرنے لگا اور اپنے دونون دامادون کو مع دیگر بعض اقربا کی ہمراہ لیکر مرشد آباد سے عظیم آباد آیا ایکسال کے بعد شجاع الدولہ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا بعدہ اپنے صوبہ کو چلا گیا انہین دنون مین سابق منصب پنجہزاری مع پالکی جہالردار و نقارہ و علم وغیرہ کے جسکے درخواست شجاع الدولہ نے کی تھی حضور شاہی سے مہابت جنگ خان کو پہونچی چونکہ مہابت جنگ مرد ہوشیار تجربہ کار تھا شروع انتظام کر کے آراستگی فوج اور تالیف قلوب رعایا اور سپاہ اور تادیب مفسدین متمردین مین مشغول ہوا تھوڑے سے زمانے مین عمدہ سامان سروری پیدا کر لیا جسکی طرف سے ذرا بھی تمرد پایا فوراً تادیب کرنا شروع کی عبد الکریم خان

نامے افغان روہیلہ جسکے پاس ڈیڑہ ہزار ہم قوم رفیق تھے اور اپنے برابر دوسرے کو شجاع و دلیر نجانتا تھا اور
درحقیقت ایسا ہی تھا مہابت جنگ جانتا تھا کہ یہ شخص اسکا رفیق اور مطیع ہے مگر اوسکو اپنے غرور مین
دوسرے کی اطاعت سے کچہ غرض نہ تھی خود سری پر آمادہ ہوا مہابت جنگ نے دیکہا کہ اسکے ساتھہ طرح دینا
درحقیقت مایہ فساد کی افزائش کرنا ہے صلاح یہ ہے کہ اسکی سزا کیجاوے تا دیگر گردن کشون کی ہمت شکست ہو
ایکروز بعض ہمراہیون مانند والد راقم اور چند کس دیگر سے مشورہ کیا کہ جب وہ ستمرد کل صبح کو آئے تقصیرات
سرکشی دگردنکشی ہی منہ کر کے سرکاٹ لو چونکہ وہ مغرور دس آدمی سے مجرے کو حاضر ہوتا تھا اور بیرون دروازہ سو
دو سو اوسکے ہمراہی کہڑے رہتے تھے اور خود بھی نہایت شجاع وبیباک تہا ہر شخص کا جبہہ تھا کہ اوسکا سا سنا کرے
لہذا دو تین آدمی جو اس کام کے لائق نظر آئے مامور ہوے نتیجہ ہوتے حسب الحکم تعمیل ہوئی اور رعب مہابت جنگکا جیسا اوسکے
نوکرون کے دلین جانشین ہوا دیگر زمینداران صوبہ جو کہ مغرور اور مفسد تھے اور بعض سے کسیقدر گستاخی
بھی ظاہر ہوئی سزاے لائق کو پہونچے اور چند کس جنکی پیشانی حال سے آثار دولتخواہی پائے ممنون
احسان الطاف بے پایان ہوئے یہ شخص شجاع الدولہ کو راضی اور خوشنود رکھکر اپنے استحکام دولت مین
مصروف تہا اب پہر احوال دار الخلافت کا لکہا جاتا ہے باقی احوال مہابت جنگ کا دوسرے مقام پر ذکر ہوگا انشاء اللہ

ذکر تقرری امیر الامرا صمصام الدولہ اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ کا باجی راؤ مرہٹہ کی تنبیہ کو

پیشتر لکہا گیا ہے کہ محمد شاہ یادگار خان کشمیری سوالجواب کیواسطے راجہ جے سنگہ سوائی کی وساطت
سے مرہٹہ کے پاس بہیجے گئے اور صوبہ داری مالوہ اور گجرات کی بہی مرہٹہ کو دی گئی تہی جب مرہٹون نے پند
ونصیحت شاہی سنی اور سرکشی سے باز نہ آئے منتہم ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری روز یکشنبہ کو گیارہ گہڑی روز
گذرنے پر امیر الامرا صمصام الدولہ نے تنبیہ غنیم کو رخصت پائی اور ایک بالا بند مرحمت ہوا امیر الامرا نے اسکے
گہر کو جانے شاہجہان آباد سے نو کوس پر واقع تلپٹ مین جاکر مقیم ہوا اور سنیچر کے دن اوسی ماہ
شہر کو دوپہر کے قبل اعتماد الدولہ بہی ایک بالا بند پاکر تادیب مخالف کو مرخص فرمایا گیا اسنے جا باغ
مین جاکر نقل مکان کیا امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران خان بہادر منصور جنگ گوشمال مخالف کی
ارادہ سے مع فوج ملازم خود اور رسالہ ہاے شاہی جملہ چالیس ہزار سوار کے ہمراہ اور توپخانہ وغیرہ
سامان حرب وپیکار کے لشکر آراستہ کر کے نواح اکبرآباد مین بعض راجہ ہاے ہندوستانی کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوا اکثر اوقات اسکے ہمراہی خوف وامید مین رہتے تھے اور اعتماد الدولہ مع سرداران
مغل وہندوستانی کہ جو اوسکے ملازم تھے اور غیر دیگر مغل اور تورانی ملازمین شاہی وغیرہ بیکران

رفیقون کے ساتہ اجمیر کے راستہ مین انتظار غنیم کرتا تہا اور محمد خان بنگش بہی فرخ آباد سی جو اسکا اور فرخ سیر کا بسایا ہی نکلکر حسب الحکم پادشاہ روبراہ مرہٹہ تہا لیکن ایسی امراے مقتدر سی کسیکی جرات نتہی کہ خود مرہٹون پر چڑہکر کچہہ کام کرین اور دشمنون کو شکست دیکر صفحہ روزگار پر نام دلیری و بہادری قلم تہور سی لکہین صمصام الدولہ بجای خود تدبیرات خیال کرتا تہا اور راوسکا خالصہ جی سنگہ کو لکہتا تہا اور جو کچہہ اوسکے دل مین گذرتا وہ امیر الامرا کو بہی اطلاعاً حوالہ زبان قلم کرتا اور راجہ ابہی سنگہ راٹہور اپنے وطن مین دنکو تونشہ افیون مین اور رات اس پیچ و تاب مین بسر کرتا تہا کہ کیا کرنا چاہیے جب امیر الامرا طلب کرتا ایک نہ ایک عذر و حیلہ لکہہ بہیجتا — اسیطرح اعتماد الدولہ کبہی غافل از کار اور کبہی خوف و دہشت مین گرفتار رہتا تہا اور ہمیشہ مشورہ اپنے رفیقون و ہمقومون سی کرتا مگر عقدہ کشائی نہوتی تہی اور امداد و اعانت نظام الملک سی چاہتا پس نظام الملک کہ صمصام الدولہ اور پادشاہ کے ہاتہہ سی نہایت آزردہ ہو کر دکن چلا گیا تہا اس فساد کی اصلاح مین کچہہ ساعی نہوتا تہا بلکہ چاہتا تہا کہ ارکان دولت کی جس طرح سی ہوسکے تذلیل اور کسر شان ہو اور بادشاہ بسبب بدطینتی کے جو آصفجاہ سی رکہتا تہا اور نیز امیر الامرا کی ممانعت سی اس مقدمہ کی صلاح نظام الملک سی کچہہ ظہور مین نہ آتی بلکہ امراے تورانی کو اپنی مدد پر نہین چاہتا تہا رات دن تذبذب مین بسر کرتا تہا کسی کام کی بنیاد درست نہین ہوتی تہی امراے بیمقدور و منصبداران معذور جو بادشاہ کے حضور مین دم مار سکتے تہے اور بعضون کو تو دراصل کچہہ لیاقت بہی نتہی اور بعضے مانند عمدۃ الملک وغیرہ بنظر ناراضی امیر الامرا کے کوئی تقریر خلاف اونکے عرض نہین کر سکتے تہے اور جو مبارز الملک سربلند خان کہ مرد لیاقت شعار و جرار تہا کبہی کبہی کچہہ کہتا تہا کبہی بادشاہ بہی کسیکا کہنا امیر الامرا کے برخلاف نہین سنتا تہا ہان پادشاہ کی دلمین جو کچہہ عبور کرتا وہ امیر الامرا اور اعتماد الدولہ کو لکہتا اور یہ بہی عذر آمیز عرائض ارسال کیا کرتا تہا ہرایک امرا اور بادشاہ مرہٹہ کی صلح پر راضی تھے امیر الامرا نے بہی استیصال مرہٹون کا بہی اپنی طاقت سے باہر سمجہکر واسطے مشورہ جنگ و صلح کی چند روز انفصال مقدمہ ملتوی و زمانہ آیندہ پر چہوڑ کر معاودت بدار الخلافت کی اس ضمن مین خبر تسلی افزا پہنچی کہ برہان الملک نے مرہٹون کی سزا جیسا کہ چاہیے دی اس خبر سے کسیقدر امراے ہراسان کی دلجمعی ہوئی —

صف آرائی برہان الملک کی جماعت غنیم لئیم سی اور بہاگنا اوس سیہ گلیم کا کمال خوف و وبیم سی و بر ہمکاری صمصام الدولہ امیر الامرا کی باعث کجی رای مستقیم سے

برہان الملک سعادت خان بہادر جنگ باوجودیکہ صرف صوبہ اودہ اور خواص بادشاہی کی داروغگی رکہتا تہا

اور یہ نسبت امراے ثلثہ مذکورہ کے نہایت چھوٹی رتبہ مین تہا مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور جویاے
نام تہا امرا کی بدنامی اور مرہٹہ کی چیرہ دستی دیکہکر باوجودیکہ اسکے ہوٹہون سی کچہ غرض نتہی کیونکہ اسکے صوبہ
کی سرحد شمال رویہ گنگا کی تہی مگر بپاس عزت لشکر آرا ہوا اور مع اپنی داماد ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ
اور سامان ضروریات لڑائی کے دار الامارۃ سی نہضت کرکے عبور گنگ فرمایا عزم تہا کہ دریاے
جمن سی بھی گذرے اور راجہ بہداور کی کمک کرے کہ ہمارا ہی متوسل ہی ہرچند کہ مرہٹون نی راجہ مذکور کو قلعہ
بند کیا تہا اسی سبب سی برہان الملک نے راجہ کی بروفق تمنا دلی مدد کی اور جواب عرضی بہیجا کہ تو ہرگز
دل تنگ نہو اور ایک جیہ مخالفین کو نہ دے عنقریب مین دایرہ دولت پر پہنچتا ہی — چونکہ مرہٹہ اور بوندیلہ
جماعت کثیر سی باتفاق باہمی دریاے جمن کی گہاٹون پر محافظ تہی آسانی سی جلدی مین عبور میسر نہوا
اور راجہ مذکور نے مرہٹہ کی ہاتہ سی سخت صدمہ پایا اور راو ملہار جو عمدہ سردار باجی راو کا تہا پایاب کی
راہ دریاے جمن سی اوتر کر غفلت مین برہان الملک کی عقب مین آکر حیکلہ اٹاوہ سے موتی بلغ واقعہ
اکبر آباد تک جہان آبادی پائی آتش نادانی مین جلادی اور قصبہ سعد آباد اور جالیسر کو لوٹ لیا —
برہان الملک روز دوشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۱۴۹ کو ناگہانی بلا کی طرح راو ملہار کے سر پر جا پہونچا
اکثرون کو قتل اور اوسکے تین عمدہ سردارون کو اسیر کرکے اعتماد پور تک جو چار کوس پر تہا تعاقب
کیا راستہ مین کشتونکی پشتے ہوگئی راو ملہار زخمی ہوکر فرار کر گیا بہاگتے وقت جو نہایت گہبراہٹ اور بدحواسی
مین واقع ہوا ارادہ ہوا کہ دریاے جمن جہان سی پایاب گذرے تہے عبور کرین مگر بیہوشی مین راہ
بہول کے کہیٹ گہاٹ مین جا گرا زنجیر موج نی سیکڑون کی ہاتہہ پیر باندہ باندہ کر دریاے عدم کے
کنارے لگا دیا ملہار راو مع قلیل جماعت کے جو ہمراہ اوسکے نیم جان کی مانند رہگئی تھے باجی راو
کی بارگاہ مین جو سپہ سالار فوج دکن اور قصبہ کوٹلہ آبادی سادات گوالیار کے متصل مقیم تہا آیا
برہان الملک اوسکے تعاقب مین دس دس کوس بلکہ زیادہ چلتا تہا واقع دہولپور باڑی جو دار الخلافہ
تہی اٹہارہ کوس دریاے چنبل کی اسطرف ہی یہ خبر سُنی کہ باجی راو وہان پر ٹھہرا ہی اس ارادہ سی
کہ جہان ملیگا وسے مقابل ہو چلا گیا جب کچہ اثر اوس بدگوہر کا نہ ملا دو روز آرام لیکر تیسری روز پہر لشکر مین منادی کی
کہ سواران لشکر پر ایک چار روز کی ماکولات ہمراہ لیکر ہمرکاب ہون اور خود بھی مشک وغیرہ نان
و آب باغراط مناسب ہمراہ رکہا اور نیز یہ بھی صدا دی کہ جو ملازمین شاہی سی رہجاویگا گہوڑی کی
دوسکے سہم کا نکر تشہیر کیا جاویگا خزائن گران اور ہاتہی اور گہوڑے اور اونٹ واضراب توپ
تمہ بعد جست وقت ہمراہ لیکر دلین یہ قرار دیا کہ اگر وہ ملعون دریاے چنبل کی اوس پار ہوگا مع

فوج پار ہو کر جاؤنگا پس سارا سامان ضروری فراہم کر کے روانگی کا ارادہ ہوا۔

صمصام الدولہ کا مانع ہونا برہان الملک کو تنبیہ اعداسے اور جلوریز پہنچنا ان بد ذاتوں کا شاہجہان آباد پر اور غارت کرنا اور لوٹ لینا شہر کو

جب برہان الملک کی جرأت اور تہوری اور مرہٹہ کی مغلوبی کی خبر صمصام الدولہ کو معلوم ہوئی شرمندہ ہو کر چاہا کہ اسکے ہمراہی مین اپنا نام پیدا کرے یا کہ اسے بھی مانع ہو کر بدنام کرے لہذا شترسوارونکو متواتر بتعاقب مع خطوط کے اس مضمون سے بھیجا کہ ہم بھی عنقریب آپ سے ملتی ہین تا ہمارے پہونچنے کے توقف کرو تاکہ ہم تم باتفاق ہمدیگر غنیم کی گوشمالی مین ساعی ہون ہرگز جلدی نہ کیجیگا برہان الملک نے عین وقت سواری جویہ آگاہی پائی بمجرد ملاحظہ مضامین مذکورہ کی متوقف ہوگیا تین چار روز کی بعد امیر الامرا بھی پہونچا حسب الحکم بادشاہ کے جو قرب مرہٹہ سے اندلیشہ مند تھا اور امراے صاحب فوج کو اس مہم کے مدافعہ پر مامور فرمایا تھا قمر الدین خان بھی مع فوج اپنی کی دار الخلافت سے تیس کوس پر موہ اجمیر کی راہ پر تھا اور محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنی جمعیت کی کسیطرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہوچکین اس عرصہ مین چھ سات روز کی دلجمعی غنیم کو ملی اور برہان الملک کے تعاقب کا ڈر دل سے نکل گیا شاہجہان آباد کو فوج سے خالی سمجھکر اوسنے روز اسہ شنبہ ہشتم ذی الحجہ سنہ مذکور کو باجی راو سپہ سالار مرہٹہ نے تعلق آباد مین پہونچکے شاہجہان آباد کے آدمیون کو جو ہندو مسلمان معبد کالکا مین واسطے تماشا کے جمع ہوئے تھے خوب لوٹا اور خواجہ قطب الدین کے مزار پر رات کاٹ کر بدہ کی صبح کو مینا بازار اور دیگر دوکانات کو جلا کر خاک بسیاہ کر دیا اور دوپہر کی قریب قصبۂ بالم کو تاراج کیا کالکا کے بھاگے ہوئے لوگ شہر مین جا کر پہونچے اور ورود مرہٹہ کی خبر اکر دی شہر والون کو عجب طرح کا دغدغہ اور امید وبیم پیدا ہوا بادشاہ نے عجایب سیاہ امرا اور آراکین جانم کو حکم دیا کہ دفع مخالفین کو عازم ہون امیر خان اور راجہ بخمل اور میر حسن خان کو کلتاش اور منور خان برادر روشن الدولہ اور عبد المعبود خان اور شیو سنگہ سردار رسالہ عنبری وغیرہ سرداران حسب الحکم شاہی سراے قاضی اور تال کٹورہ مین جگہ مناسب متصل شہر کی دیکھکر صفین آراستہ کر کے روبروے غنیم استادہ ہوئے اونمین سے میر حسن خان اور شیو سنگہ نے جو کہ جرأت بے تجربہ اونکی عقل رکھتی تھی قدم بیشتر کو بڑھایا ہر چند عمدۃ الملک نے جو مرد ہوشیار تجربہ کار تھا ممانعت کی کہ مرہٹہ کی لڑائی خصوص ایسے وقت مین پیش روی مناسب نہین یکجائی خوب ہے مگر ان دونون مغرورون بے شعورون

نے نہ سنا چند قدم چلے تہو کہ تہوڑی سے مرہٹہ دور سے نمایان ہوئے اوران سب مین اپنی قلت
دکہلاکر دور تر تعاقب مین لے گئے پہر بکثرت چار و نطرف سو گہیر لیا سیف و سنان چلنو لگی کسی شخص نے
ہمراہیان میر حسن خان سی مجروح نکلکر امیر خان کی پاس آکر کہا کہ کہڑے کیا کرتے ہو ہمارا سید امام مارا
جاتا ہی – امیر خان نے جو کہ خوش طبع بذلہ گو لطیفہ سنج تہا اوسوقتین اپنا طریقہ کلام ظہور کیا کہ مجہی بارہ امام
سے غرض ہی اگر تیرہوان مارا جاے کچہ ممانعت منظور نہین – چونکہ ہندوستانی لوگ گہوڑی کی سواری
مین مہارت نہین رکہتی تہو اکثر مقتول ہوسے میر حسن خان مع بعض باقیماندگان کی مجروح میدان سے پہر کر
سلامت آیا اور ہمراہی اوس لڑائی کو بہاگے ہوی بے سر و سامان برہنہ پا یک بینی دو گوش پریشان
سے ہمدوش اپنی اپنے گہرونین پہنچے امیر خان وغیرہ امرا شام تک مسلح کہڑی رہی رات کو خیمہ مین گئی
شاہجہان آباد کے ہنگامہ کی خبر بسبب عدم مسافت اور قرب دار الخلافہ کے سنکر یا کہ مرہٹون کو
اپنے روبرو نپا کر بخوف تنہائی بادشاہ امراے متعینہ بیرونی نی شاہجہان آباد کی جانب یلغار کیا –
اعتماد الدولہ جو بہ نسبت دیگر امرا کے بہت قریب تہا جلد پہونچا اور ۹ ذی الحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹہ سی
خفیف لڑائی کی مرہٹہ ہٹکر پیچہے جا پڑا برہان الملک اکبر آباد سی منگل کی دن ۲ ذی الحجہ کو یلغار کر کے
بدہ سکے روز بعد طے مسافت کے قصبہ تلپت مین کہ متصل دار الخلافہ کی ہے آیا اور دوسرے روز
عید الضحی کو دار الخلافہ مین داخل ہوا صمصام الدولہ بہی ہمراہی مین آپہونچا تیسرے روز بنگش بہی
آکر ملحق ہوا چونکہ غنیم شمشیر آبدار برہان الملک کی غنیم کو ایک مرتبہ آسودہ کر چکی تہی اسکی خبر سننے سی
بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودہی کی طرف چلے اور دونو قصبون کو من مانا لوٹا اور اوس راہ سی
گجرات و مالوہ کو پہنچے چونکہ سواے برہان الملک کے دوسرے کو تعاقب کی ہوس نتہی ہر ایک معذرت
خواہ ہوا کسی نے اونکے تعاقب مین پیش قدمی نکی بادشاہ اور وزیر اور امیر الامرا نے چوتہ دینے پر
رضامندی اظہار فرمائی صلح کر کے آتش فساد بجہائی – بادشاہ نے آصفجاہ نظام الملک کو بانی
مبانی فساد مرہٹہ اور پریشانی بہی سمجہکر دلجوئی اوسکی منظور رہا نی آخر ۱۱۵۰ھ مین شقہ عنایت اور عطاے
خطاب آصفجاہی اور منصب وکالت مطلق اور اضافہ منصب ہشت ہزاری وغیرہ رعایات سے
دلداری کر کے طلب حضور کیا اوسنے دکن مین اپنے لڑکے نظام الدولہ ناصر جنگ کو نائب مقرر
کر کے حضوری کی راہ لی ہنوز اسکے آنے کی خبر آئی تہی کہ صمصام الدولہ نے مرہٹہ سی صلح کر لی باین خیال
کہ اسکا توسل نہوا اور اقرار یہ ہوا کہ مرہٹہ لوگ تابع بادشاہ اور امراے حضوری رہین
آصفجاہ کی ہمراہی نہ کرین – مرہٹہ نے بدتمیزی امرا کی دیکہکر طرفین سی اپنا کام پختہ کیا بعد

چندسے آصفجاہ دارالخلافہ مین آیا دوشنبہ کے دن سولھوین ربیع الاول سنہ ۱۱۵۰ ہجری کو
پہر دن چڑہے مستفیض ملازمت ہوا اور پنجشنبہ ہفدہم ربیع الثانی کو خلعت صوبہ داری اکبرآباد
اور مالوہ کی جی سنگہ اور باجی راو کی تغیری پر غازی الدین خان پسر آصفجاہ کو مرحمت ہوئی روز
جمعہ ۱۸ ربیع الثانی کو عبدالصمد خان کی وفات کی خبر سنی اعتماد الدولہ کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا
اور نیز خلاع ماتمی اور بحالی صوبہ لاہور اور ملتان کی ذکریا خان پسر عبدالصمد خان وغیرہ ورثہ کے نام لاہور
کو ارسال ہوا حسب الحکم حضور بادشاہ آصفجاہ کہ باجی راو کی تنبیہ کا عزم کر کے اکبرآباد آیا اور
عازم مالوہ ہوا اکبرآباد کے گھاٹ سے گذر کر اٹاوہ اور مکنپور ہو کر کالپی سے دوبارہ عبور جمن کر کے ملک
بوندیلہ مین آیا وہان کی راجہ کو مع فوج ہمراہ لیا اور بعد طے منازل بھوپال جو توابع صوبہ مالوہ مین تہا
آیا باجی راو نے فوج سنگین کی ساتہ دکن سے استقبال کیا سنہ مذکورہ بالا واقع ماہ رمضان بھوپال
مین مقابلہ ہوا لڑائی بخت آزمائی شروع ہوئی اس عرصہ مین خبر پہنچی کہ نادر شاہ بہت نزدیک آگیا پس
آصفجاہ نے مصالحہ کر کے جلد شاہجہان آباد کی راہ لی۔

سیف الدین علیخان کا مقتول ہونا اعتماد الدولہ کی عداوت سے اور عظیم اللہ خان کی شقاوت

امراے نفاق پیشہ حضور نے کہ سمجھ بوجھ نہ رکہتی تھے ایسی مہم سخت مرہٹہ کو تو ایک چھوٹا سہل سا
کام سمجھتے تھے ہان باہمی عداوت کی فکر مین رہا کرتے تہے کہ فلانے کی جڑ کسطرح کہو دیئے دیکھیے انہین
دنون مین سیف الدین خان قطب الملک سے کنارہ کش ہو کر خانہ نشین ہوا تہا جاگیر اور تعلقہ
قدیم موروثی مین گذر اوقات کرتا تہا کسی سے کچہ غرض نہ رکھتا تہا جسقدر رزق رازق حقیقی نے دیا تہا مع
چند ضعیف و ناتوان خاندانی کے بسر کرتا تہا اعتماد الدولہ وغیرہ تورانی سادات سے عداوت جبلی رکھتے تھے
اور امیر الامرا حسین علیخان بہادر مرحوم کے کسی اقربا کی وجود کے خواہان نتھے ہمیشہ اسی غریب کی مارنے
مین بہانہ جو تہے اس سبب سے اعتماد الدولہ نے حشمت خان نامی کو چکلہ سہارنپور دیدیا کہ سیف الدین علیخان
وغیرہ منتسبان امیر الامراے مغفور کے ضیاع و اقطاع کی ضبطی کرے اوس بد ذات نے فوجدار ہو کر سید کی
اولاد پر دست درازی کرنے کا ارادہ کیا کہ سیف الدین علیخان وغیرہ سادات کو قوت روزمرہ سے
عاجز و محتاج کرے نوبت باینجا رسید کہ جب بیچارون نے کسیطرح اپنا رفاہ نہ دیکھا اور مثل مشہور ہے
مرتا کیا نہ کرتا مقابلہ مین طیار ہوے اور اوس بد بخت سے لڑ بہڑ کے جب کچہ زور نچلا عدم کی راہ
لی اعتماد الدولہ عظیم اللہ خان نے بعد کشتہ ہونے جان نثار خان اور دخلیابی بہگونت وار اڑو کو

عار سمجھا اور تدارک اونکا ضرور نہ ہوا اور اب کہ حشمت خان اپنی خود سری اور ظلم پروری سے
سادات کی ہاتھ سے مارا گیا اعتماد الدولہ کو نہایت برا معلوم ہوا انتقام کی فکر ہوئی فوراً عظیم اللہ خان کو
کہ نایب ابی سفیان کہنا چاہیے سالار لشکر بناکر مع باقیماندہ فوج توران اور علی محمد خان روہیلہ اور فرید الدین
خان اور عظیم اللہ خان فاروقی شیخ زادہا ے لکھنؤ سے جو قمر الدین خان کی طرف سے فوجدار مراد آباد کی
تھے واسطے قتل و غارت سادات بارہہ مامور کیا اور یہہ بد سر ہونچکر صف آرا ہوے - سیف الدین علیخان
مع چند بہائیوں برادروں کے جو ایسے نازک وقت مین شریک ہوے چار ناچار بپاس حفظ آبرو مقابلہ
کو نکلا اور باوجود کمی لشکر اور نہونے توپ و تفنگ وغیرہ دیگر سامان جنگ وجدال کے تشنگان آبرو
کی خواری اور ذلت مین کوئی دقیقہ اونہا نرکہا قریب تہا کہ فی النار و السقر ہوجاوے ناگہان دوسری فوج
روہیلہ کی مدد پر آپہنچی اور آتے ہی طرف پہلو و پشت سے بندوق اور بان سر کیے آن کی آن مین سیف الدین
علیخان اور اوسکی ہمراہیون کو شربت شہادت نوش کرایا بعد ازین بیحیائی نے زور دکہلایا قصبہ جانسٹہ
جو سیف الدین علی خان اور اوسکے باپ دادے کا مسکن قدیمی تہا اگر خانہ سادات مین غارتگری شروع کردی
کہ سیدہاے پریشان حال کو تکلیف بیہو نچائی عیال و اطفال کی نوبت بری دکہلائی قصبہ مین حشر کو اوٹہایا
تہی اوسکے ظلم و جفا سے اولاد پیغمبر کی آہ و نالہ چرخ نہم پر کروبیون کے کان کہرے کرتی تہی اوسی زار
نالی کے خیال مین آجتک صبح و شام چرخ بیپیر خون آنسوؤن سے روتا ہے نمود شفق کا فقط بہانہ ہی ہوتا ہے
اون دنون شفق کی سرخی اس کثرت سے نمود ہوتی تہی کہ دیکہنے والون کی آنکہہ مین خون نکل آتا تہا نجومی لوگ
اس خون ریزی اور شفق انگیزی کی علامت سے کہتے تھے کہ عنقریب قتل عام ہوتا ہی تلافی مافات مین خلق
کثیر کا کام ہوتا ہی -

کابل کے بندوبست مین خلل ہونا اور نادرشاہی کا حادثہ ظاہر ہونا

جب صمصام الدولہ کا اقتدار حضور مین بڑہا جس کام کو چاہتا اپنی عقل کے بموجب کر ڈالتا اور اوسکا اثر
جلد ظاہر ہوکر موجب فساد ہوتا منجملہ ان سب امر کی جو مرہٹون کے ساتہ گذرا لکہا گیا اور جن تفرقات
سے کہ صوبہ کابل کی مصارف مین اور اوسکے استحکام کی عدم ضوابط مین مفسدہ برپا ہوا یعنی نادرشاہ
کا ورود ہند مین ہوا اور اوس صوبہ کے حالات اور انسداد عبور سے جو غافل نرہتا امکان تہا کہ نادرشاہ
کا عبور اس آسانی سے نہوتا ناصر جنگ صوبہ دار کابل مرد صالح غفلت و زرا اکثر شکار دوست تہا جب شکار
سے واپس آتا تلاوت و عبادت مین مصروف ہوتا تنخواہ نقدی صوبہ کابل کی جو حضور سے جاتی تہی

صمصام الدولہ

صمصام الدولہ نے اوسکا بھیجنا بوجہ جانکر مسدود کیا اور اوسکی راہون کی خبر اور دربارے گذارہ کی
کیفیت سے نہ تو صوبہ دار خبر لیتا نہ امیر الامرا کو پروا ہوتی اس سبب سے محافظ راہ سے برخاستہ ہوئے
سستی کار سلطنت اور غفلت عملہ بادشاہی کی شہرت جو ہوئی کسیکو خوف جزا یہ خاش سزا نرہا ہر نفر
اپنا من مانا قول و فعل کرنے لگا راہ سے جو جاتا آتا جاتا بادشاہ و امرا کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ اسکا تدارک
تہا کہ کیون خبر رسانی نہین ہوتی عجایب واقعات سے یہ ہے کہ سلاطین سلسلہ علیہ صفویہ کو مطلقاً
سلاطین ہند سے کسی مقدمہ مین رجوع نہین رہا اور بابر بادشاہ اور اوسکا لڑکا ہمایون جو مورد الطاف
خاقان صفویہ ہوئے ظاہر اور انکار ہے اودہر سے بلاغرض استحکام رسم صوری کی بے سلسلہ ارسال
رسل ورسایل مسلم تہی و نوبت متحرک تہا اور ادہر سے نسبت فقدان ادمیت کی یہ سلوک مبذول نہوتی
تھے چنانچہ باوجود ظاہر نہونے حوادثات کے ملک ایران مین اور متسلط ہونے شاہ طہماسپ ثانی کے
تخت موروثی پر بعد تنبیہ مفسدان کے محمد شاہ بادشاہ ہند کو ہرگز رسم پرسش اور تہنیت کی یاد نہائی
بلکہ پیر ولیس افغان سے لطف آشنائی خرچ ہوا اور اوسکی لڑکی حسین کے ساتھ بھی اواخر مین
جبکہ قندہار پر ضابط ہوا تہا باوجودیکہ ملتان پر چڑھکر موجب غارتگری ہوا خط بھیجوایا گیا۔ اور شاہ
طہماسپ نے بلاغرض باوجود مسافت دور کے بعد فتح اصفہان اور استیصال افغان کی کسی امیر کو
ہندوستان بھیجا اور اوس ایام کا سارا وقایع لکہا اور یہی خط مین اشعار فرمایا کہ چونکہ افغان
لبقیۃ السیف یہان سے فرار ہوئے ہین بجز ہندوستان کی کوئی معاون انکا نہین اگر وہان آئین
راہ نپایئن۔ اسکا جواب چند روز کی بعد محمد شاہ نے سخنان مفروع سے لکھکر ایلچی کو مرخص فرمایا اور
جب شاہزادہ عباس مرزا بجاے پدر تخت نشین ہوا ایک ایلچی ہند کو آیا اوس خط مین بہی یہی
ہی کلمات درج تہے اوسے بھی بطرز اول رخصت ملی جب نادر شاہ تخت نشین ایران ہوا اکسی معتمد
قزلباش کو برہان الملک کے پاس جو اعظم امرا تہا بھیجا اور اوسکے اور پیر محمد شاہ کے نام خطوط
لکھے تہے فرستادہ مذکور کو بعد پہونچنے ملک ہندوستان کے چورون نے غارت کیا اوسنے
ہزارون خوشامد سے نامہ لیکر بمشقت تمام خط مذکور پہونچایا لیکن لوٹ لیجانے کی تاب نپائی۔
محمد شاہ اور امراے ہند ایلچی ایران کے بار بار آتی اور حسین افغان کے بادشاہ ہوتی اور قلعہ قندہار
کی ضبطی اور صوبہ ملتان کی چڑہائی سے مشوش ہوکر آصفجاہ کو اوسکے صوبہ مین بجائی دیا حضور مین رکھا
تاکہ بروقت ضرورت بموجب اوسکے صلاح دید کی تعمیل ہو یہ آصفجاہ گرگ باران دیدہ سرد و گرم
روزگار چشیدہ بتجربہ کار مرد ہوشیار محمد اورنگ زیب کی عمدہ اقرباون سے تہا جب نادر شاہ نے

قندہار آکر قلعہ تسخیر کیا محمد خان ترکمان کو جو امراے صفویہ سے تہا برسم ایلچی بری ہندوستان کو
بہیجا اور شکایت سخنان گذشتہ کی تحریر کی جب وہ دار الخلافت مین آیا خط دکہلایا اوسکو مقیم
کراکر تحریر جواب سے ساکت ہوے چند انکہ وہ درخواست رخصت کی کرتا تہا کچہ سود نتہا گاہی
اصل جواب کے لکہنے مین اندیشناک ہوتا کبہی یہ خیال ہوتا کہ اگر لکہیے القاب کیا لکہنا ہوگا متحیر
اور سرگردان تہی مقیم رہکر ایلچی سے تدبیر ملکداری یہ سمجہی تھے کہ شاید حسین خان مع متحصنان قندہار
کے نادرشاہ پر فتحیاب ہون اور چونکہ محاصرہ قندہار کو طول ہوا اور محمد خان کی بہی مراجعت
مین دیر ہوئی نادرشاہ نے اوسکے نام ایک فرمان چہہ نفر سواران صباتگ کے ہاتہ روانہ کیا
لکہا تہا کہ حقیقت اور سبب تعویق لکہکر جلد روانہ ہو چونکہ جواب نہ ملتا تہا نہ رخصت پاتا تہا اس پر
بہی کچہ حصول مدعا نہوا بالجملہ جب قندہار کے محاصرہ کو ایک برس گذرا اور شہر نادرآباد کی تعمیر
تمام ہوئی نادرشاہ نے فرمایا کہ لشکر قزلباش نے دہاوہ کرکے پٹہانون کو بیدست و پا قتل و مجروح
کرکے قلعہ مذکور تسخیر کرلیا حسین افغان مذکور قید ہوا اسکے چند سال بعد افغان ہر طرف سے ہندوستان
آئے اکثر افغان سرکارونمین ملازم ہوکر داخل سپاہ ہوے علی محمد خان معروف بہ روہیلہ جوکہ
اعظم اللہ خان کی جنگ مین سید سیف الدین علیخان کی رفاقت مین عظیم اللہ خان کی اعانت
کی اور مورد عنایت اعتماد الدولہ ہوا بعض محالات جاگیرات خالصہ سیف الدینخان پر بطور ملکیت
کے خالص ہوگیا اگرچہ اصل مین گریختہ جاٹ اور کسی پٹہان کا پسر خواندہ تہا لیکن چونکہ مرد شجاع
صاحب جرات تہا روہیلہ ہاے گریختہ قندہار کو اپنا رفیق کرلیا اور اونکی اجتماع سے روہیلہ کے
نام سے مشہور ہوا اور اکثر ملک مانند انولہ اور سنبہل اور مرادآباد اور بداون اور بریلی وغیرہ
پر متصرف ہوا ایسی جو جو لوگ کہ باعث تکلیف بیدماغی محمد شاہ کو کرتے تہی بیرون حوصلہ اور اوسکے انضباط
سے باہر تہا کیونکہ دریاے کابل اور اوسکا ضبط نارسائی صوبہ دار اور بے خبری امرا اور بادشاہ
اور عدم التفات اور موقوفی تنخواہ مقررہ سے واقع ہوا کسی کو کسیکے عبور و مرور سے خبر نتہی خود
صوبہ دار تو پیشاور مین رہا کرتا تہا ایک ادنی صوبہ دار کابل پر مقرر کردیا تہا مجال ضبط راہ کی
کسکو مجال تہی اور متردین اور مسافرین کی احوال سے کون آگاہ تہا کہ تدارک اوسکا کیا جاتا ہر گاہ
نادرشاہ ایسا بادشاہ سالہا سال پہلو بہ پہلو رہا ہوا اور کوئی اوسکے ارادہ سے مطلع نہوا تہا ہر کہ
دوسرے خبرون کا احوال ان بے خبرون کے نزدیک کیا ہوگا ۔ نادرشاہ نے قلعہ قندہار کو
خراب کرکے حکم دیا کہ لوگ وہان کی نادرآباد مین اقامت کرین اور کابل و غزنین کے طرف حرکت

سکے کوتوال کابل کو پیغام دیا کہ ہمین محمد شاہ کی ملک سی کام نہین لیکن جو اسطرف پٹھانون کا مسکن ہی اور کسیقدر مغرور بھی ادہر آملے ہین پس غرض اونکی سزا سے ہی لہذا چاہئیکہ بے ہراس ہوکر رسم مہمانداری بجالائیے اور خود کنار شہر کابل خیمہ زن ہوا کوتوال اور کابلیون نی نصیحت نہ مانی آمادہ پیکار ہوئے قزلباشون کو حکم ہوا کہ سزا دین محصورین بموجب حملہ ہونی سکے امان خواہ ہوئے اور پناہ پاکر اطاعت قبول کی قلعہ خالی کردیا اوس سرزمین مین جابجا جہان قوم افغان فراہم ہوئے تھے تیغ نادری جانفشان ہوئے - نادرشاہ محمد خان ایلچی کی زیادہ توقف سی نہایت آزردہ ہوا چند نفر کابلی کو زبانی پیغام دیکر روانہ شاہجہان آباد کیا فرستادہ لوگ لاہور ہوتی ہوئے شاہجہان آباد آئی کسی نے انکی بات نہ سنی اور جسنے سنی اوسنے کچہ نہ سمجہا معتمدین سے سنا گیاہے کہ جسوقت کابلیان مذکور کے زبان سی دوسرے مسافر باشعور جو اوسطرف سی آتا تہا اور کوئی اخبار اور پیغام نادرشاہ کا سنکر امیر الامرا تک پہونچا تا تہا خاندوران کچہ ملتفت نہوکر بطور استہزا کہتا تہا کہ یہان کی آدمیونکی کوٹھی اونچی ہین کہ مغل اور قزلباش کو دسکیتے ہین اور اوسکے مصاحبین اور رفقا کو - کابلیون کو بھیجنا اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کا قریب سمجہا تہا اور نادرشاہی ایلچی کو فرستادہ زکریا خان تورانی جو کہ اعتماد الدولہ صوبہ دار لاہور کا پسر تہا جانتا تہا جو لوگ اس خبر کی تصدیق کرتے استہزا مین ٹالتا جب کہ امیر الامرا کی یہ فہمید تہی جسکے اختیار مین کل پیغام سلطنت تہی تب اورون کا خدا حافظ غور سی دیکھو اسی صاحبان بینائی خیر نادرشاہ نے پہر کابل سی کسی لشکری کو مع دس سوار کی سفارت مین بہیجا جب جلال آباد پہونچکر فرود آئے جماعہ حرامیون نی گہر کو گہیر لیا اول ہتھیار رکھائے اور آخر کو دس آدمی مار ڈالے ایک نی بہاگ کر یہ ماجرا اظہار دیا کابل مین سات مہینے نادرشاہ مقیم رہا جب اپنی دس سوار کے قتل سے خبردار ہوا نہایت بیقرار ہوکر جلال آباد کو کوچ کیا اور شہر مین پہونچکر قتل عام کیا خلق کثیر رایگان ہوئی ایک غریب وعجیب امر یہ کہ جنہون نے اون دس نفر ہمراہیان سفیر کو مارا تہا اونکے سردار کو محمد شاہ کے حضور سے خلعت تیار ہوکر ارادہ تہا کہ ارسال ہو مگر قتل عام جلال آباد کے باعث توقف ہوا جس روز سی کہ ہندوستان مین ورود نادرشاہ کی خبر کابل مین پہونچی تہی خاندوران اور نظام الملک اوسکی لڑائی پر نامزد ہوکر شاہجہان آباد مین مقیم تہی اور آوازہ عزیمت کابل مشتہر کرتی تہی اور اسکو سمجہا تہا کہ ہمارا آوازہ عزم سنکر نادرشاہ جلال آباد سی پہنیا ورکو چلا جاوے -

لڑنا ناصر خان کا نادرشاہ سی اور مغلوب ہونا اور نادرشاہ کا لاہور آنا اور زکریا خان کا مغلوب ہونا اور محمد شاہ کی فیمابین کیے معاملہ

ناصر خان حاکم صوبہ کابل مع فوج موجودہ سد راہ ہو بیٹھا اور بہت سی افاغنہ کو فراہم کرکے مسالک دشوار گذار کو

مانند درۂ خیبر وغیرہ کے اپنی دانست مین محکم اور مضبوط کر دیا اور آمادہ محاربہ نادرشاہ بیٹھا تھا نادرشاہ نے اوسی پیغام دیا کہ ہم فلانی روز پہنچینگے بہتر یہ ہے کہ سر راہ چھوڑ دے۔ اُسنے کچہ نسنا ہرگز سہو نہ او تہا نادرشاہ روز موعود کو آپہونچا ناصر خان کی فوج سے اکثر لوگ قتل ہوئے اور خود ناصر خان زندہ مجروح کسی قزلباش کے ہاتہ سے قید ہوکر اپنے کو ظاہر کیا اوسنے نادرشاہ کے حضور مین حاضر کیا چندروز کے بعد خلعت فاخرہ پایا اور نادرشاہ پیشاور مین نزول فرماکر دریاے اٹک کے پار اوترا مملکت پنجاب مخصوص شہر لاہور مین قیامت ظاہر ہوئی ہر شخص نے لوٹ مار شروع کر دی اور بہتون ہزارون ستے راہون کو گہیر تا تہا اور آپسمین سینہ زور آویزی کو رائج کیا لاہور کے حاکم نے غرور فوج کثیر سے دریاے راوی پر لشکر آرائی کی کیا خوب یہ مثل راست ہوئی کہ کیفیت صلح اور جنگ احمقونکی بمثل لڑکون کی عزایب وعجایب ہے القصہ نادرشاہ مع فوج کی گہوڑے دریا مین ڈال کر پار اوترا چند سوار قزلباش سپاہ لاہور پر دوڑ اوٹہے لاہوری سپاہ و سوار یہہ غلبۂ نادری دیکہکر پس و پا ہوئے آخر کار حاکم مع ہمراہیون ومشیرون کی قلعہ بند ہوا نادرشاہ نے متصل شہر خیمہ کیا زکریا خان نے عرضداشت نیازمندی ارسال کرکے امان چاہی اور حضور نادری مین آکر خلعت یاب ہوا نادرشاہ کسیقدر لوگ قلعہ لاہور مین چہوڑکر شاہجہان آباد کو چلا۔

محمد شاہ کا نہضت کرنا شاہجہان آباد سے اور کرنال پہونچنا اور محادلہ نادرشاہ کی سرگذشت

چند روز پیشتر سے محمد شاہ مع امرا و لشکر کے شہر سے نکل کر آہستہ آہستہ وہ نورد تہا دو مہینے مین چار منزل طے کرکے کرنال مین آیا اور جو نہر علیمردان کی لائی ہوئی تہی اوسکے کنارے سے خیمہ زن ہوا گرد لشکر کے توپخانہ چنا اور زنجیرون کے سلسلہ سے خوب جکڑا۔ نادرشاہ نے دو تین بار لاہور سے لشکر ہندوستانی کے دوچار ہونے تک محمد خان ایلچی کی واپسی کو پیغام بہیجا مگر یہان اسے رخصت نہ دی جاتی تہی خدا معلوم اوسکے ٹہرا رکہنے سے کیا غرض تہی۔ صمصام الدولہ نے ہرچند راجہ جی سنگہ سوائی وغیرہ راجہای ساج پوتیہ کو عمل اعتمادی تہی مدد پر بولایا مگر وہ عذر کر گئے اور آجکل کا حیلہ لگائے تہے اور نادرشاہ اور امراکی آنکہین برہان الملک کی راہ دیکہہ رہی تہین وائے غفلت کہ نادرشاہ مع لشکر نہایت قریب آگیا تہا اور لشکریان محمد شاہی کو اوسکے کوچ ومقام کی کچہ خبر نہتی تاآنکہ ایک روز چند گہسیارے جو گہاس لانے کو چار پانچ کوس لشکر سے نکل جاتے تہے پانچ چہہ گہڑی دن چڑہے مجروح وخستہ آکر مظفر ہوئے کہ قزلباشون نے آگہیرا اوسوقت نادرشاہ کی آمد گرم ہوئی اور فوج مین تہلکہ عظیم وخوف وبیم جلوہ

جانب غنیم دکھلانے لگا اسوقت اس طوفان طغیانی سے آتش انتظار برہان الملک بھی بجھ گئی ۔

برہان الملک کا لشکر محمد شاہی مین آنا اور لڑائی کا آہنگ ہونا

اسوقت مین برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر بادشاہ اور امیر الامرا کو معلوم ہوئی روز شنبہ پانزدہم ذی القعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجری کو خاندوران لشکر سے نیم کوس پر استقبال کو گیا اور برہان الملک کو ہمراہ ملازمت شاہی مین لایا حکم ہوا متصل امیر الامرا کے خیمہ زن ہو برہان الملک وہان ہو چکر انتظار لشکر اور بنگاہ کرتا تھا ناگہان خبر آئی کہ بعض نادر شاہیون نے اوسکی بنگاہ لوٹ لی برہان الملک نے اس خبر سے مضطر ہو کر امیر الامرا کو پیغام دیا کہ اب بندہ اپنی فوج و اسباب کی حمایت کو جاتا ہے یہ کہکر حرکت کی صمصام الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ سے اور بادشاہ نے آصفجاہ سے کہلا بھیجا آصفجاہ نے جواب دیا کہ ایک تہائی دن سے باقی رہگئی ہے اور ہنوز لشکر برہان الملک کا آسودہ نہین ہوا لڑائی کی صلاح نہین اوسے حکم دیجئے کہ شتابی نہ کرے صبح کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑہا وہو گا محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو کہلا بھیجا صمصام الدولہ نے آصفجاہ کی سہل انکاری پر خیال کر کے کہلا بھیجا کہ اب برہان الملک دور نکل گیا اگرچہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی اوسکی پرسش ہوگئی ہو اسیر جان نثار ستعد مرد جرار کی مدد نہ کرنا خلاف مصلحت ہے اور کوئی جائے پاسنے جائے بندہ اوسکی کمک پر روانہ ہوتا ہے یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہو کر مع ہمراہیان اور توپخانہ موجود جلوس وغیرہ مختصر سامان سے متوجہ لشکر ہوا پہردن رہا تھا کہ برہان الملک کے پاس جا پہونچا برابر آدہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹہرا نادر شاہ نے لشکر کے دو حصہ کئے بعض کو اپنے ہمراہ رکھکر ان کے مقابلہ پر بھیجا اور لشکر سواری کے تین حصہ کر کے ایک اپنے ہمراہ لیا اور دو حصہ دونو امرا کی جنگ کو روانہ کئے قزلباش امیر الامرا کے سر پر جا پہونچے دو گھڑی مین تمام لشکر برہان الملک اور صمصام الدولہ کا بھر گیا اور ہمراہیان امیر الامرا جنہین اکثر نامور مانند اوسکے بھائی مظفر خان کے تھے مارے گئے اونین سے بڑا لڑکا صمصام الدولہ کا اور علی حامد خان اور شاہزاد خان اور یادگار خان اور مرزا عاقل بیگ کمل پوش مع اپنے رفقا کے اور میر کلو پسر میر شرف اور رتن چند خلف راے خوشحال چند ٹیکا میر بخشی وغیرہ تھے اور امیر الامرا مجروح مع چند رفقا ے باقیماندہ کی تلوار میدان رزم سے لوٹکر سر شام لشکر مین آئے بندوبست سلاطین ہند کی خوبی دیکھو قبل اسکے دیکھنے کے خیمہ وغیرہ سامان بنگاہ غارت ہو گیا تھا جب یہ پہونچا کوئی جگہہ نتھی کہ اسکی لاش پہنچا ن استراحت پذیر ہو آخر کہین سے پہنچو بہ لاکر استادہ کیا اور امیر الامرا نے وہین شب بسر کی اعتماد الدولہ و آصفجاہ و خواجہ سرایان محلی بادشاہ پرسش اور عیادت کو آئے اور نہایت

خبر موت سارے شہر مین مشہور ہوئی اور حال آنکہ وہ صحیح و سلامت قلعہ مین مشغول عیش و طرب
تھے بعض شہر کی مکانون مین بعض نے دو خانہ مین غلبہ کر آئے قزلباشی تو ہندی زبان کچہ نہ سمجھتے تھے
متفرق دو دو چار چار ہر گلی کوچہ مین سیر کنان تھے ان لوگون نے ہو نیکر اونکی سر اوڑانا شروع کیا تاکہ یہانتک
شام نمودار ہوئی مگر بلوائیون کی وہی شورش تھی جب مکرر نادر شاہ کو یہ فساد معلوم ہوا حکم دیا کہ
ہر شخص اپنی جگہ پر مستقیم رہے ہندیون کی در پے انتقام نہو ہان اگر ہندی انکی سر پر چڑہین تو اونکا
مدافعہ کرے اس رات کو کسی امراے ہند نے اس شور و فساد کا انسداد نکیا بلکہ چند قزلباشیون کو
جو استدعا کر کی اپنے حفظ مکانات کو چلگئے تھے اونکو بہی قتل کر ڈالا باوجودیکہ کرنال کی لڑائی مین
قریب بیس نفر قزلباش کی زخمی اور تین نفر سے زیادہ مقتول نہوی تھے اور اس ہنگامہ مین قریب
سات سو آدمی کی قزلباشیہ کا مارا گیا خیر جب صبح ہوئی وہی آشوب تزاید مین تہا نادر شاہ نے قلعہ سے
نکلکر قتل عام کا حکم سنایا سوار و پیادہ کی فوج تعینات ہوئی کہ جہان تک قزلباش مارا گیا ہو کوئی
نہ بچے قزلباشی چست و چالاک ہوکر شہر مین پلدو پہر تک زد و کشت ہوئی کہ خون کی نالی بہی اور مقتولون کا شمار
اندازہ قیاس سے باہر ہوا تب حکم معافی صادر ہوا اور باقیماندون کی جان سلامت رہی لاشونکی
کثرت سے راہ مین وہ تعفن تہا کہ گذر دشوار ہوا آخر صفائی کا حکم ہوا اور کوتوال شہر نے سب لاشین
جمع کرا کر بے تلاش ہندو مسلمان کے خس و خاشاک مین جلوا دین چند روز کی بعد برہان الملک مرض
سرطان مین جو اوسکے پیر مین عاید ہوا تہا راہی ملک بقا ہوا اور شیر جنگ جو کہ ہزار سوار قزلباشی
سے واسطے لانے دو کرور روپیہ سوعود کے صفدر جنگ صوبہ دار اودہ کی پاس گیا تہا زرنقد کو حاضر
لایا اور داخل خزانہ نادر شاہی ہوا اور نادر شاہ نے خوب سا زرنقد جمع کر دیا اور خاندان شاہی ہمایونی
سے ایک لڑکی اپنے چہوٹے بیٹے نصر اللہ میرزا کو بیاہ دی اور ملک سندہ اور صوبہ کابل کو مع دیگر بعض
محالات پنجاب کے ہندوستان اور محمد شاہ کے توابع سے نکالکر ملحق ایران کیا محمد شاہ نے بڑے
تزک سے ضیافت نادری کی خدمتیں اسقدر ہوئی عمدۃ الملک کو قہوہ نوشانی سپرد ہوئی اوسوقت بادشاہ
اور نادر شاہ باہم بیٹھے تھے دلمین خیال کیا کہ اول پیالہ کسی دون اگر محمد شاہ کو دیتا ہون نادر شاہ
بڑا سفاک ہے دشمن جان ہوگا اگر نادر شاہ کو دون اسپنے آقا کی خدمتمین بے ادبی ہوتی ہے پس اول
اسپنے آقا محمد شاہ کے ہاتہ مین پیالہ دیکر کہا کہ فدوی کو پیالہ دینے کی لیاقت ایسے شہنشاہ
کے حضور مین نہین حضور اسپنے ہاتہ سے دین اس طرز ادب عمدہ سے دونو بادشاہ نہایت خوش
ہوے اور آشنا و بیگانہ نے آفرین فرمائی بعد ازان نادر شاہ نے محمد شاہ کی تواضع کی اور بادشاہ کو

اور تہامیاں دونکو خلعت عطا ہوئے اور نصایح ملکداری کرکے ساتوین تاریخ ماہ صفر کو ۱۱۵۲ہجری مین معاودت فرما ہوا۔

بعد جانے نادر شاہ کی واقعات ہند کا بیان ہوتا ہی

جب نادر شاہ کی معاودت ہوئی محمد شاہ مع آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی عمدۃ الملک و موتمن الدولہ اسحق خان بہادر تازہ وارد کی جو نسبت کارگذاری جنگ کرنل کی نصرت یاب ہوا تہا سرگرم کار سلطنت ہوا اور روز جمعہ بستم ماہ صفر سنہ مذکور کو امیر خان عمدۃ الملک کا خطاب اور بخشی گری سوم سی سرفراز ہوا اور دیوانی خالصہ اور خطاب موتمن الدولہ کا محمد اسحق خان بہادر کو ملا اور خدمت صدارت کی عظیم اللہ خان کو تفویض ہوئی اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور کو میر توزکی کی خدمت مرتضی خان کو اور قراول بیگی نعمت اللہ خان کو عنایت ہوئی اور دوشنبہ تاریخ ہشتم ربیع الاول سنہ مذکور کو فیل خانہ کی داروغگی مع خلعت شش پارچہ کے ہادی علی خان برادر عمدۃ الملک کو اور احدیونکی بخشی گری سید صلابت خان پسر سادات خان کو مرحمت ہوئی اور داروغگی گرزداروں کی عظیم اللہ خان کو اور داروغگی توپ خانہ کی تربیت خان کو اور بخشی گری احدیان شاہیان کی عمدۃ الملک کو اور ڈاک سوانح حکیم معصوم علی خان کو عنایت ہوئین روز پنجشنبہ ہفدہم شعبان مذکور کو ماہی و مراتب اسحاق خان اور صلابت خان کو اور روز یکشنبہ بستم ماہ مذکور کو عطایات مذکور سعد الدین خان میر آتش کو عنایت ہوا۔ محمد شاہ کو ابتدا سی بد طینتی تورانیوں کی ساتہ تہی اب اس سانحہ نادر شاہی کی ظہور سی اور بہی زیادہ بڑہ گئی اب نادری تقویت پر آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی تذلیل کا قصد کیا عمدۃ الملک اور اسحق خان وغیرہ سی مشورہ طلب کیا کرتا تہا۔ عمدۃ الملک نی جو کہ مرد صاحب جرات و فطنت تہا بادشاہ کی ولایت کرکے اوسکی عزل پر اعتماد الدولہ کو وزارت سی اور دلیر کردیا خلوت مین عرض کی کہ اگر سایہ الطاف مجہپر ہوگا انشاء اللہ خاطر خواہ سب سرانجام ہوگا چونکہ بادشاہ اُسکی عقل و دانش پر اعتماد رکہتا تہا ارادہ عزل قمر الدین خان کا وزارت سی مصمم کیا بروقت معاودت آصفجاہ کے پیش نہاد خاطر کیا ایک برس چند مہینے کے بعد آصفجاہ تجدید بند و بست دکن کیواسطے کہ باعث آنے نادر شاہ و ظہور فساد شاہجہان آباد کا ناصر جنگ خلف آصفجاہ نایب اوسکی تہا محمد شاہ سی رخصت ہوا اور اپنے بڑے لڑکی غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو جو اعتماد الدولہ کا داماد تہا نیابت امیر الامرائی کی خلعت حضور سے دلائی اور خود عازم دکن ہوا اور کوچ کرکے داخل چنبہ ہوا ادہر بادشاہ نے مخفی قلمدان وزارت عمدۃ الملک کے حوالہ کیا قصد یہ تہا کہ جب آصفجاہ دور ہو خلعت وزارت کی مرحمت کری

عمدۃ الملک کی طبیعت مین کسیقدر تیزروی تھی سب بے پردہ ہوگیا کلمات رکیک خلاف شان اعتماد الدولہ
کے نسبت کہنی لگا اوسکے مخلصان جان نثار نے یہ کلمات اعتماد الدولہ کو جا سُنائے ہنوز آصفجاہ بیرون
شہر مقیم تہا اوسنے بجہت اس امر کی اطلاع آصفجاہ کو دیکر صلاح پوچہی آصفجاہ نے کہلا بہیجا کہ بادشاہ اور
خداوند نعمت سے مخالفت کرنا قرین صلاح نہین البتہ بادشاہ سے رخصت ہوکر ہمارے ہمراہ ہونا چاہیے اعتماد الدولہ
نے حسب الامر آصفجاہ کے حضور والا مین اس مضمون سے عرضی ارسال کی کہ میری دانست مین فقیر سے
کوئی خطا سرزد نہین ہوئی مگر بعض غرض بندون کی درازی سے مزاج والا منحرف ہوا چونکہ ارادہ نمکحرامی
کا نہین رہا فدوی آصفجاہ کے ہمراہ دکن کو جاتا ہے خداوند جسے چاہین اس کام سے سرفراز فرماوین —
یہ عرضی بہیجکر خود داخل پشیمانہ ہوکر آصفجاہ سے ملحق ہوگیا بادشاہ کہ محض بے استقلال تہا گہبراکر عمدۃ الملک
اور موتمن الدولہ سے استشارہ کیا عمدۃ الملک نے گذشتہ حکایات کا اعادہ کرکے بادشاہ کو مایوس کیا
لاچار عمدۃ الملک کو رخصت کرکے تنہائی مین موتمن الدولہ سے استفسار فرمایا اور اپنے سر مبارک کی سوگند
دی کہ جو امر قرین مصلحت ہو بلاحیف و خواہش عرض کرے — موتمن الدولہ چونکہ عمدۃ الملک کا متوسل
اور باہم متعہد تہا کہ برخلاف اوسکی مرضی کی کوئی بات حضور مین نہ کہہ سکتا تہا بیچارہ جواب مین متحیر ہوا بادشاہ نے
دوبارہ قسمین دلاکر استفسار کیا تب موتمن الدولہ نے عرض کیا کہ اگر برخلاف قول عمدۃ الملک کے کہتا ہون خلاف
بیان ہے جب زیادہ اصرار ہوا اسیقدر کہا کہ ہرچند عمدۃ الملک امیر بن امیر صاحب جرات و صاحب تدبیر ہے
مگر عمدہ ہائے ہند کی روبرو خصوص راجہائے ہندوستانی کی نظر مین اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی برابر نہین
ہے بندہ اور نیز دیگر متوسل عمدۃ الملک کی ہندیون کی نگاہ مین کچہ نہین ٹہرتے برخلاف اعتماد الدولہ کے
کہ اوسکی اطاعت اور فرمان برداری کو موجب فخر جانتے ہین بادشاہ نے اس جواب سے متنبہ ہوکر
اعتماد الدولہ اور آصفجاہ کی دلجوئی شروع کی دوسرے روز اعتماد الملک نے مزاج بادشاہ کا منحرف دیکہا مستفسر
ہوا در جواب حکم ہوا کہ بالفعل امرائے تورانی کا آزردہ کرنا مناسب نہین تمہین بہی لازم ہے کہ بمقتضائے
دولتخواہی نفاق سے احتراز کرو — عمدۃ الملک بادشاہ کی مرضی پاکر آصف جاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچہ
مرضی ہو تعمیل کیجاوے آصفجاہ نے بعد مدح و ثنا کے فرمایا کہ چونکہ بالفعل اعتماد الملک اور معتمد الدولہ کے
جانبین ملال ہے بہتر ہوگا اگر چند روز کیواسطے اپنے صوبہ الہ آباد کو تشریف لیجائیے پس عمدۃ الملک ان کی خدمت
سے رخصت ہوکر بادشاہ سے بہی مرخص ہوا اور صوبہ الہ آباد کی راہ لی بیرون شہر آکر چند روز انفصال مقدمہ
[illegible] اور سامان سفر مین مصروف رہا بعد ازان وکیل مقرر کرکے خود الہ آباد کو سدہارا اور
موتمن الدولہ کی [illegible] بادشاہ اور آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کی دلمین ہوئی — ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ

بعد رحلت برہان الملک کے اودہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوا اور اس شخص سنے بڑا اقتدار پایا۔ زکریا خان بدستور صوبہ لاہور اور ملتان مین زیر حمایت نادری بے خوف رہا اوسکا چہوٹا لڑکا جو کہ چندان دلیر و بیباک تہا نور محمد خان لٹی کی تادیب مین، شاہنواز خانی کے خطاب سے سرفراز ہوا اور ممالک پنجاب مین اسپنے علاقہ کا انتظام مین مصروف رہا۔

رحلت کرنا شجاع الدولہ صوبہ دار بنگالہ کا اور جھگڑا اوسکا نا مہابت جنگ نائب صوبہ عظیم آباد کا علاء الدولہ سرفراز خان پسر شجاع الدولہ سے اور مہابت جنگ کو حاصل ہونا فرمان سند صوبہ بنگالہ کی مع اجازت جنگ موتمن الدولہ اسحاق خان کی توسل سے

شجاع الدولہ کہ صوبہ دار بنگالہ تہا جب کہ شاہجہان آباد مین نادر شاہ آیا تہا اجل طبعی مین جان بحق ہوا اسکے محامد کی بیان مین زبان قاصر ہے کوئی اوسکے ملازمین سے ایسا نہتا جسکے ساتہ مراعات شایستہ نہ کیئی ہون مرتے وقت سوار و پیادہ وعمدہ وعمدہ زادہ اور خدمہ وغیرہ کو دو ماہہ دیکر عفو تقصیرات چاہا اسکے ایام دولت مین جو کسیقدر اوسکی خدمت مین بہی آشنا ہوا خواہان احسان سے بہرہ کافی اوٹہایا بر باپنور کی ٹہیان وغیرہ جو اسکا مولد تہا وظیفہ سالیانہ پاتی تہین عدالت ایسی کرتا تہا کہ لڑکی کی بہی طرفداری کا روادار نتہا باز و کبوتر ایک آشیانہ مین آبدانہ کرتے تہے ہوشیاری اور انتظام او رخبرداری کی یہ نوبت تہی جو شخص وارد بنگالہ ہوتا تہا اور کسیقدر اوسکی لیاقت جیسی پائی ہوتی اس شخص کو اوسکے پہونچنے کی اطلاع فوراً ہوجاتی اور جسوقت وہ شہر مرشد آباد مین پہونچتا تین روز اس امر کا منتظر رہتا کہ وہ شخص اس ملک مین کسی ارکان دولت سے توسل رکہتا ہی یا نہین اگر متوسل کسیکا ہوا اور کسینے اوسکا ذکر حضور مین کیا اسپنے مجلس مین بلاکر کامیاب مدعا کرتا اور اگر بے توسل محض ہوتا چوتہے روز اسپنے محفل مین اوسکا ذکر کرکے فرماتا کہ شاید حاضرین دربار سے تعرف نہین رکہتا ورنہ ضرورتم لوگونمین اوسکا ذکر ہوتا اگر اس پر بہی کسی نے دم نمارا تو خود اوسکو پیغام دیتا کہ بروقت ادبرآنے کے ہماری بہی ملاقات کیجو اور اوسکی وجہ معاش اور مقدار و مصارف وغیرہ کی خبرین مخبرون سے لگاتا رہتا اوسکے ملازمون کی مجال نتہی کہ کوئی دروغ امر اظہار کرین اس ہند مین یہ رسم لغو ہی کہ جو شخص کسی رئیس وامرا و بادشاہ کے دربار مین کسی چیز یا دوسرے وسیلہ سے کچہ انعام حاصل کیے اوسکی عملہ وغیرہ اوس شخص سے خواہان رشوت بطور انعام کے ہوتی ہین شجاع الدولہ کے نوکرون خصوص انفار اور چوب دارون کے جو اکثر طامع اور مصدر ایسے حرکات کے ہوتے ہین مجال نتہی بمجرد اطلاع ایسی خطا کے

بر طرف اور معتوب ہو جاتے تھے خود ایسی اعانت و رعایت اپنے نوکرون سے کرتا تہا کہ دوسرے کی احتیاج
کی حاجت نتہی القصہ جب اوس نومزاد کی ملاقات ہوتی استفسار و استمزاج مدعا سے دلی
کرتا اگر اوسکو نوکری کی طمع ہوتی بکمال دلجوئی و اعزاز بوجہ مناسب اپنی نوکری مین رکھہ لیتا
اور صورت معتدبہ واسطے مصارف اسکے کی حوالہ تہہ دیتا کہ اس ملک مین اسقدر پر کفایت بحق
اللہ تعالی قادر ہے کیا عجب کہ کچہ وسعت بخشے اور جملہ ملازمین روشناس کو ہر روز دستار خوان عنایت
ہوا کرتا اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو کبھی کبھی اوسکی زیست تک کسی سے یہ فیض قطع نہوا اور اسم نویسی
روشناس عملہ شاگرد پیشہ و مصاحبان وغیرہ کی ایک بیاض مین جسکے ورق عاج کے تھے تحریری اپنے
پاس رکہتا تہا اور جب خوابگاہ کو جاتا بیاض مرقومہ کو دیکھتا اور چند اسامی منتخب کرکے ہر نام کے مابین
پیر مبلغ کلی جو لایق حال اونکے ہو لکہتا تہا اور ہر ایک کو زمینداران خالصہ کے مالگذاری پر بطور سزاولی
وغیرہ متعین کرتا اور اوسے یا اوسکے وکیل کو ظاہر کرتا کہ اسقدر رعایت کرنا اس عزیز سے ہماری خوشنودی
کا موجب ہے زمیندار لوگ اپنی سعادت سمجھکر اوس سے بھی زیادہ تعمیل کرتے جب وہ شخص واپس ہوتا اوس سے
دریافت حال کرتا اگر اوسنے ظاہر کردیا زیادہ قدر و منزلت پاتا ورنہ بنابر نار استی نظر سے گر جاتا
اور جب اوسقدر کی رعایت ہو جاتی دوسرون کے نام بھی تحریر ہوتی تا بحیات اپنے اسطرح پر کاروائی
کرتا رہا اللہم اغفر لہ والحقہ بالصالحین — القصہ علاء الدولہ سرفراز خان بجائے پدر مسند آرا ہوا مہابت جنگ
جو اوسکے باپ کی طرف سے صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر مامور تہا انقلاب سلطنت دیکھکر سرحد عظیم آباد پر
مقیم تہا فرمان نادری جو شجاع الدولہ کے نام صادر ہوا تہا بعد اوسکے مرنے کے سرفراز خان کے پاس پہونچا —
مہابت جنگ جسکو سرفراز خان سے اطمینان نتہا اپنے کار کی فکر مین غرق ہوا اور سرفراز خان ہر چند صلح
زمدار رکہتا تہا اور رمضان کی روزے اور رجب و شعبان اور ایام البیض ہر مہینے کے اور اکثر نوافل
معینہ ہر ماہ و سال کا ادا کرتا تہا مگر جو عقل و شعور سردارون کو چاہیے نرکہتا تہا امور مرجوعہ مین جیسا کہ چاہیے
نہین پہونچتا تہا بنابر وجوہات مذکورہ ہر چند متوسلان پدر خصوص راے رایان عالم چند اور جگت سیٹھ
اور حاجی احمد جو کہ عمدہ مقربان اور موجب حل و عقد امور نظامت کے تھے کچہ معترض نہوتا مگر بوجہ مذکورہ
بالا کے اکثر اوسکے مصاحبان قدیم مانند میر مرتضی اور حاجی لطف علی خان اور مرد النعلیخان وغیرہ کے جو
حاجی احمد سے پرانی عداوت رکہتے تہے اوسکی اہانت اور تذلیل منظور کرکے توہینات زبانی بیان کرتے تھے کوئی
دقیقہ اونہا نرکہتے اور ہمیشہ حاجی احمد کی مخالفت علاء الدولہ سے ظاہر کرکے حاجی مذکور کی طرف سے مزاج علاء الدولہ
منحرف کرنے پر آمادہ ہوتے تہے تا آنکہ علاء الدولہ نے مہر دیوانی جو شجاع الدولہ کے عہد سے حاجی احمد کے قبضہ مین

تھی حاجی احمد سے لیکر میر مرتضی کی سپرد کی اور چاہا کہ راج محل کی فوجداری عطاءاللہ خان سے لیکر اپنے
داماد حسن محمد خان کو دی حاجی احمد نے اس سبب سے اپنے دشمنون کے طرف سے متوہم ہوکر مہابت جنگ
کو ایک کی عوض دس لکھے بھیجا کرتا تھا اور سرفراز خان کو دولتخواہی ظاہری دکھلا کر سرطرفی سپاہ کی اشتعال کی
کی اور سنے کسیقدر باوجود عدم اعتماد کی پذیرا کیا اس عرصہ مین کہ زین الدین احمد خان عظیم آباد سے اور
سعید احمد خان رنگپور سے حضور علاء الدولہ مین حاضر ہوئے منوچہر خان نے علاء الدولہ کو یہ صلاح دی
کہ حاجی مذکور کو مع دونو لڑکون مذکورہ بالا کے محبوس کرے علاء الدولہ نے یہ امر نامنظور کر کے حاجی احمد
سے ظاہر کر دیا اور اپنی دانست مین اسکا اظہار موجب صفائی اتحاد سمجھا انہین حالات سے عطاءاللہ خان
کی لڑکی کو جو کہ حاجی احمد کے بھانجی اور سراج الدولہ نواسہ مہابت جنگ سے جسکا نام مرزا محمد تھا منسوب
تھی چاہا کہ فسخ عقد سابقہ ہوکر میرے لڑکے سے منسوب ہو اور نیز صوبہ عظیم آباد کا محاسبہ چاہتا تھا
اور جو سپاہ کہ بدلون اور حضور پدر سے متعینہ ہمراہی مہابت جنگ تھی اوسکے حاضر ہونے کا حکم دیا
جب اونہون نے آنے مین کسیقدر تعلل کیا ارادہ استرداد مانند اوس عطا کی جو شجاع الدولہ نے اونہیں
عطا فرمایا تھا فرمایا کہ حاجی احمد نے امور مذکورہ کو مفصل بلکہ مع کچہ اور بہی گڑہ گڑہا کر لکھا اور سعید احمد خان
نے بہی مؤید ہوکر اپنے چچا مہابت جنگ کو جملہ امور متذکرہ بالا سے مطلع کیا اور علاء الدین باوجود ایسے سلوک
کرنے کے امیدوار وفاداری کا حاجی احمد اور اوسکے بھائیون اور لڑکون سے تھا بموجب اس مصرع
کے سہ زہی تصور باطل زہی خیال محال ✣ مہابت جنگ نے جب اس خبر کی تصدیق و تحقیق پائی درنگ
کرنے مین اپنے مضرت دیکہی موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کو جو آشنائے دیرینہ اور تقرب حضور مین
نہایت درجہ تہا لکہا اور عیاری سے درپردہ یہ اقرار کیا کہ اگر تینون صوبون کی سند عنایت ہووے ایک کڑور روپیہ
پیشکش اور جملہ مال جو سرفراز خان کا ضبط ہو حضور مین پہونچاوے اور نیز یہ کہ شقہ بادشاہی اس حکم
مین کہ سرفراز خان سے لڑے اور اوسکے ہاتہ سے صوبجات نکال لیوے کا اقرار کرے فقط یہ تدبیر کر کے خود تیاری
فوج مین آمادہ ہوا یہ اشتہار دیا کہ زمینداران بہوج پوریہ کے جو صوبہ عظیم آباد مین نہایت متمرد و سرکش
مشہور تھے تادیب کرنا منظور ہے سرفراز خان ظاہرداری کر کے دفع الوقت کرتا تھا تا آنکہ دس مہینے
نادر شاہ کی ایران لوٹ جانے سے اور ایکسال وفات پدر سے گذری اور حسب خواہش شقہ بادشاہی
پاس مہابت جنگ کے صادر ہوا مہابت جنگ نے ساعت روانگی عزم جنگ منجم معتمد سے دریافت کی
اور اس ہوشیاری سے مرشد آباد کی راہ مسدود کی کہ کوئی مسافر وغیرہ نجانے پاوے اور کسی اپنے
معتمد کو مع خط جگت سیٹھ فتح چند کی نام بہیجا کہ فلانے تاریخ کو کوچ کرے اور اوسے سمجہا دیا کہ فلان

تاریخ تک یہ خط سیٹھ جی کو پہونچا دینا اور خود آخر ذی الحجہ سنہ ۱۱۵۲ ہجری کو بہوجپور کی عزیمت کا شہر عظیم آباد
سے نکلا اور وارث خان کے تالاب پر جو شہر کے مغرب طرف واقع ہی خیمہ زن ہوا اور دلجمعی سے
ساری فوج کو جمع کر لیا اور اپنے چھوٹے داماد زین الدین احمد خان کو شہر عظیم آباد مین نائب مقرر
کیا اور سید ہدایت علی خان بہادر اسد جنگ والد مؤلف کو پرگنہ سرس وکٹینہ وغیرہ کی حکومت دیکر مرخص کیا اور لکھا
کہ تمہین اور زین الدین احمد خان کو خدا کے سپرد کیا عازم مرشد آباد ہو اور جو صورت کہ پیش آئے باتفاق
مناسب کرو جس روز چاہا کہ کل روانہ مرشد آباد ہوون سرداران سپاہ ہندو مسلمان کو روبرو بلا کر
جمع کیا جب سب لشکر جمع ہوا مصحف مجید ایک مسلمان کے ہاتہ و گنگا جل مع تانبہ اور ریحان سیاہ یعنی تلسی
ایک برہمن کے ہاتہ منگوائی مسلمانون سے قرآن کی اور ہنود سے گنگا جل مذکور کا خواہان قسم
ہوا بدین اقرار کہ مجھے اپنے مخالفون سے آویزش کرنا ہی تم لوگون سے اپنے اطمینان خاطر کے واسطے قسم
کا خواہان ہون کہ اگر ہماری رفاقت اور اعانت منظور ہو سوگند یاد کرو کہ اگر ہم آگ مین کہین جل جائ
و یا پانی پر اشارہ کرین تو کود پڑو کسی طرح پر تم لوگون کو دریغ نہو اور جس جا بھی لڑنا ہو خواہ وہ رستم ہو یا
افراسیاب ہو ہمراہی سے نہ ہٹو اور میرے دشمن کی دشمن اور دوست کے دوست رہو سپاہ
جو کہ نمک پروردہ اور توقعات لاحقہ رکھتی تھے عہد مذکور کو بجان و دل منظور کیا اور مسلمان و ہنود نے
قرآن و گنگا کی قسم کہائی اور یکدل و یکزبان ہوکر رفاقت کا اقرار کیا اور نئے ملازمون نے بھی دیکھا دیکھی رفاقت کی
عہد و پیمان کئے وقت شام یہ مجلس برخاست ہوئی جب عہد و پیمان سے دلجمعی ہوئی ارادہ جنگ و
جدال ظاہر کر دیا صبح کو بروقت ساعت معہود مع سامان بے پایان جانب مرشد آباد نہضت فرمائی
اور منزل بمنزل بلا توقف قطع راہ کرتا ہوا جب درۂ شاہ آباد مین پہونچا چونکہ راہ دشوار گذار تہی چند کوہ
مین لشکر متوقف ہوا اور مصطفی خان افغان کو جو کہ دلاوران و سرداران جانفشان سے تہا مع ایک سوار
اور پروانہ اور دستک مہری سرفراز خان کے متضمن طلب کسی جماعہ دار کے جو کہین سے اوسکے ہاتہ
لگا تہا پیشتر بہیجکر حکم دیا کہ اس پروانہ اور دستک کو حافظان درۂ مذکور کو جو زیادہ سو دو سو پیادہ برق
انداز سے ہونگے دیکر داخل درۂ مذکور ہوا اور علامت دخول کی یہ کہ وہان پہونچکر اپنے اونٹ کا نقارہ
بجاتا تا اوسکے متعاقب فوج ہمراہی بلا مزاحمت عبور کر جاوے گی مصطفی خان نے حسب ارشاد تعمیل
کی جو نزدیک درۂ کے پہنچا محافظون نے دور سے موافق ضابطہ تعمیل حکم کیا بعد توقف کے مستفسر احوال
ہوئے مصطفی خان نے دستک و پروانہ ایک اپنے ہمراہی کو دیا کہ دکہا دے پروانہ کی دیکہتی ہی
متصدیان متعینہ نے درۂ مین جانے کو اجازت دیدی مصطفی خان نے وہان جاکر نقارہ پیشتر بجا دیا

مہابت جنگ کی فوج ہراول نہایت کر و فر سے نمایاں ہوئی محافظ درہ نہایت مضطرب ہوئے چاہا
کہ سامنا کرین مصطفیٰ خان نے بانگ ماری کہ خبردار اگر کچھ حرکت کی سزا کو پہونچوگے اس صدا کے
پر ہیبت سے پیادہ بیحواس ہوگئے اور مردم مصطفیٰ خان کے دروازہ کھولکر مستعد ایستادہ ہوئے فوج
پہنچکر داخل درہ ہوئی چونکہ اوس روز جگت سیٹھ کے خط پہونچنے کا عہد تھا اوسنے اوس روز خط پہنچایا
اور جگت سیٹھ نے یوم روانگی کا حساب کرکے سمجھ لیا کہ آج مہابت جنگ درہ تلیا سے گذرکر پانچ
چھ روز مین مرشد آباد پہنچا چاہتا ہے۔ پس نہایت مضطرب سوار ہوکر سرفراز خان کے پاس
آیا اور مہابت جنگ کا خط دکھلایا اور اوسکے پہنچنے کا حال راج محل کے قرب بیان کیا اور جو خط
کہ مہابت جنگ نے سرفراز خان کو بھیجا تھا پیش کیا اوسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ چونکہ میرے بھائی
کی خفت اور مذلت حد کو پہونچی فدوی بپاس ناموس و عزت کے لاعلاج ہوکر اس جگہ تک آپہونچا
غیر از بندگی اور فدویت کے کوئی غرض نہین امیدوار ہون کہ حاجی احمد کو مع توابع اور علائق کے
رخصت فرمائیے بمجرد اس اطلاع کے حیرت عظیم ہر ایک خورد و کلان کو لاحق ہوئی۔ سرفراز خان نے
سرداران لشکر کے احضار کو حکم دیا اور حاجی احمد برادر مہابت جنگ کو بھی بلایا جب سب جمع ہوئے
ہر ایک کو باریاب کرکے حاجی احمد کو تہدید سے ڈرایا حاجی احمد نے ملائم گفتگو حسب تقاضاے وقت
عرض کرکے اقرار کیا کہ اگر اجازت پاؤن مہابت جنگ کے پاس جاکر اوسے واپس کرون بعضون
نے یہ تقریر حاجی احمد کی مکر و تزویر سمجھکر رخصت کرنے کی صلاح نہ دی اور بعضون نے اوسکا کلام سچ جانا
آخر اوسکی رخصت تذبذب مین رہی محمد غوث خان رفیق قدیم شجاع الدولہ اور سرفراز خان مخمور
شجاعت نے سرفراز خان سے کہا کہ حاجی احمد کے قید کرنے سے کچھ حاصل نہین اور حاجی احمد کے قید کرنے
کے ارادہ سے فوج مہابت جنگ لڑائی کی باز نہین آتی ہے اگر رخصت کیا جاوے اور برخلاف وعدہ
تعمیل کرے کیا ہوگا پس جب کہ مہابت جنگ سے آئینکو آمادہ ہون حاجی احمد تن تنہا سے کیا سر انجام مہابت جنگ
حاجی احمد کے ہونے نہونے سے کچھ کم و بیش نہین ہوئی یہ کہنا اسکا موثر ہوگیا سرفراز خان نے حاجی احمد
کو رخصت دی اور وہ اپنے بھائی کے پاس گیا اور بوسیلہ عرض کیا کہ محمد علی وردیخان بجان و دل
مطیع و فرمان بردار ہے ہرگز حضور نوکر کے مقابلہ کو دولتخانہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے وہ خود حاضر حضور
ہوکر اظہار اطاعت کرے گا اگر احیاناً برخلاف التماس فدوی کے نمک حرامون کے ورغلانے سے برآمد ہوئی
خوف ہے کہ بنا بر حفظ آبرو کوئی ایسا امر نہ سرزد ہو کہ دنیا اور عقبیٰ کی روسیاہی کا موجب ہو چونکہ محض
حاجی احمد کے لکھنے پر اعتماد تھا اس امر مین چند راے لی گئین آخر کو برآمد ہونی کی راے ٹھہری

اور مرد انعلیخان کی سعی سے جو حاجی احمد کو اور مہابت جنگ کا عدو تہا ۲۲ محرم الحرام سنہ ۱۱۵۳ ہجری روز
چہارشنبہ کو علاء الدولہ برآمد ہوکر بعد تین چار کوچ کی منزل کہرہ مین خیمہ زن ہوا اور اسی منزل مین
بسنت خواجہ سرا اور شجاع قلیخان فوجدار ہوگلی کا جو کہ واسطے استمزاج مہابت جنگ کی پیشتر روانہ
ہوا تہا مع حکیم محمد علی بسفیر قرقانی کی واپس آکر مشرف ملازمت ہوے اور عرض کیا کہ مہابت جنگ تابع
اور فرمان بردار ہے التماس کرتا ہی کہ جو عالی ہمت لوگ کسیکی پرورش کرکی رتبہ عالی کو پہونچاتی ہین
اوسکی پاس پرورش اور حفظ مراتب لازم جانتی ہین پس یہ فدوی پرورش یافتہ اسی آستانہ
دولت کا ہی اور جسقدر کہ حقوق پرورش اپنے ذمہ رکہتا ہی اوسیقدر یہ نسبت دوسرون کی دعوی بندگی
اور فرمان برداری بہی رکہتا ہی اب دو التماس فدوی کی ہین اول یہ کہ مرد انعلیخان اور میر مرتضی اور حاجی
لطف علیخان اور محمد غوث خان جو غبار و کینہ انگیزون کی سرگروہ ہین خارج فرمائی جاوین اور کمترین کی التماس
مشرف اجابت ہو دوم یہ کہ اگر یہ امر متعذر ہو خود بدولت اون سے جدائی کرین اور اون لوگون
کو میرے مقابلہ پر مقرر فرما دین اگر یہ غالب ہوے اونکا مدعا حاصل ہوا اور اگر مغلوب ہوے بندہ
اوسی قدم کو چل جانہ خدمت ہوگا اور اسی گفتگو کو بتبسم مستعلم کرکے ایک کلام بیہودہ حکیم محمد علی کے ہاتہ
بہیجا لیکن چونکہ سرداران مذکور حضور علاء الدولہ مین نہایت صاحب اقتدار و معتمد تہی اور اوسیقدر
حاجی احمد اور اوسکی قرابتیون سے عداوت رکہتے تہے کوئی صورت مصالحہ کی نہوئی اور نہ شجاع خان دانشمند
کے رنگ پر محاولہ کا ظہور ہوا حاجی احمد کی نزدیک جو کہ بہواری بیانی ملاقات کی اور
مہابت جنگ کی ہاتہی پر سوار ہوکر بنابر ایفاے عہد چند قدم لوٹا کر پہر جدہر کو ارادہ تہا راہی ہوے
اور اودہر سے سرفراز خان مع فوج کے نکلکر موضع کہ ایک ... دریا سے بہاگیرتی پر مشہور و معمور
ہی پہونچا اور اسطرف سے غوث خان بہاگیرتی پر مقابل لشکر مخالف کے خیمہ زن ہوا اور سرفراز خان
نے درمیان اپنے لشکر اور غوث خان کے دریا کو حائل رکہا لیکن دریا پایاب اور اوسکا پاٹ ایک
تیر مسافت کا فاصلہ رکہتا تہا اور مہابت جنگ اور سرفراز خان کے لشکر کا فاصلہ تخمیناً پانچ چہ کوس کا
ہوگا مقامات مذکورہ کے پہونچنے تک صلح کی بارہ مین سوال جواب ہوئے اور رغبت ملاقات کی
سرفراز خانکی طرف سے متواتر وقوع مین آئی مہابت جنگ نے وہی ایک بات کہی کہ مین بپاس حقوق
باپ تمہارے کی داعیہ بدخواہی نہین رکہتا ہون بشرطیکہ جو لوگ کہ موجب نفاق و شقاق طرفین ہوئے
ہین میرے سپرد کیے جاوین تاکہ خود بدولت کسی اونچے مقام پر رونق افروز ہوکر اونہین میرے مقابلہ پر
حکم دین اگر بندہ نے ظفر پائی ملازمت مین حاضر ہوگا اور اگر اونکی فتحیابی ہوئی مدعاے حضور

حاصل ہوگا چونکہ دونو امر سرفراز خان پر گران تہی ملاقات کی صورت نہوئی اور سرافراز خان
کی طرف سی باوجود پیغام آشتی اور نیز ورود نوشتہاسے جگت سیٹہہ کی جسکو اصطلاح ہند مین
ٹیپ کہتی ہین اور جسمین یہ مضمون لکہا تہا کہ اگر سرداران لشکر مہابت جنگ اوسکو گرفتار کرین تو ہر ایک
کو بہت کچہ روپیہ انعام دیا جائیگا ایسے مقام پر بوقت شام ہجے صادر ہوا مصطفی خان وغیرہ رفقائی
نوشتہ مذکور مہابت جنگ کو دکہلاکر عرض کیا کہ اگر لڑنا ہی توکل عزم فرمایئے ورنہ پس فرداد گرگون
رنگ ہو جائیگا مہابت جنگ نے مخلصان خیر اندیش کی صلاح پسند فرماکر اوسیوقت گولی باروت تقسیم
کرکے صبح پر عزم جنگ مصمم فرمایا اور فوج کی تین حصہ کیے نندلال کو جو فوج کا عمدہ سردار تہا مع اپنے نشان
کے مقابل محمد غوث خان کی مقرر کرکے فرمایا اپنی طرف دریا کی رکہہ اوسپر دوڑ کرے اور دو حصہ فوج
کو دریاسی عبور کراکر فرمایا کہ ایک حصہ سرفراز خان کے لشکر کی عقب مین ٹہہری اور خود مع دوسرے
حصہ فوج کی روبروے لشکر سرفراز خان کی روانہ ہوا اور اپنے اور فوج کی درمیان مین یہ حکم دیا کہ جسوقت
توپ کی سر ہونے کی آواز سنلو ہمراہ سرفراز خان کے لشکر پر دوڑ کر ملجاؤ عبد العلیخان بہادر اور مصطفی خان
اور شمشیر خان وغیرہ افغان ہمراہ نوازش محمد خان کی جو مہابت جنگ کا داماد کلان پیشواے
لشکر تہا ایک ثلث رات باقی رہی حسب الحکم پیشتر کو روانہ ہوا اور اونکے متعاقب تہوڑی فاصلہ پر
مہابت جنگ بہی چلا اور نندلال نے بہی بموجب ایما قدم بقدم مہابت جنگ کی محمد غوث خان کی
مقابل پر راہ لی صبح نمودار ہونے کی ہوتے ملاقی ہوئے اور مہابت جنگ جب سرفراز خان کی لشکر کے پاس
پہونچا ایک توپ اپنے لشکر مین سرکی بمجرد اوسکے آواز کی سرفراز خان کے لشکر پر ہراول کی فوج
جاگری اور نندلال محمد غوث خان سی مقابل ہوا سرفراز خان مضطرب اپنے مصلی سی اوٹہکر فیل پر سوار ہوا
مہابت جنگ کی مقابلہ کو روانہ ہوا مہابت جنگ کی فوج ہراول نے بعض مردم عقب لشکر سرفراز خان کو
مانند محمد ایرج خان اور اوسکے لڑکے کو ہلاک کرکے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سرفراز خان چند قدم جاکر
نقارخانہ کے نزدیک بندوق کی گولی کہاکر راہ آخرت کو روانہ ہوا اور اکثر اوسکے ہمراہی مانند میر کامل
اور میر گدائی اور میر احمد اور میر سراج الدین اور محمد ایرج خان کا لڑکا اور حاجی لطف علیخان اور باقر علیخان
وغیرہ نے خدمتگذاری کرکے آخری رفاقت اختیار کی اور راے رایان عالم چند اور محمد ایرج خان زخمی ہو
مین آئے اور محمد غوث خان دریا کے اوسپار نندلال سی لڑکے فتح یاب ہوا اور نندلال مارا گیا سرفراز خان
کے فیلبان نے پینچ کو کشتہ دیکہکر فیل کو مرشد آباد کی راہ دکہلائی محمد غوث خان نے دور سی دیکہا کہ آقای
نامدار کے سواری کا ہاتہی گریزان ہی عدم دلیری آقا کا احتمال ہوا کسی سوار کو دوڑایا اور پیغام دیا کہ

مینے حریف کو مار ڈالا مجہسے ملحق ہوجیو کہ باقیماندون کو بہی راستے عدم کرون ۔ مہابت جنگ نے احتیاط
فرمائی باوجودیکہ سرفراز خان کے مارے جانے کا یقین تہا مگر غوث خان کے زندہ رہنے اور اوسکے فوج
کے جماو سے اپنے قول کے آدمیونکو متفرق نہونے دیا ہراول کی فوج ظفر پانے اور سرفراز خان کی تیاری جانے
اور لشکر کے زر و جواہر کی کثرت سے مطمئن ہوکر غارتگری مین اپنے سرداران سے متفرق ہوگئی محمد غوث خان
نے زبانی سوار فرستادہ کی آقاے نامدار کے کشتہ ہونے سے بیخبر ہوکر اپنی عزت و آبرو کی خیال سے
جو مجانب مہابت جنگ کے رکہتا تہا مرنے کو آمادہ ہوا اپنے لڑکون محمد قطب اور محمد پیر کو فرمایا کہ ع
وخفتان دور کرو اب وقت حفظ آبرو ہے اور پاس ننگ و نام جانفشانی ہے پس مہابت جنگ کی قول پر
دہاوا کرنا چاہیے چونکہ محمد غوث خان وغیرہ اوسکے بیٹے فی الحقیقت شیر ژیان اور رستم زمان تہے اس کلام کے ساتہ ہی محمد
غوث خان مع اپنے لڑکون اور باقیماندہ حاضرین کے بکمال استقلال روان ہوا اکثر لوگ سرفراز خان کا
جان دینا سنکر علیحدہ ہوگئے مہابت جنگ کے قول تک پہونچتے پہونچتے چند نفر ہمراہ رہگئے اور نزدیک پہونچتے
ہی محمد غوث خان گولیون سے مجروح ہوا باوجود اینہمہ گہوڑا طلب کیا کہ مہابت جنگ پر اوٹہے دوسرے مگر
ہاتہی سے اوترتے متواتر دو زخم گولی کے کہا کر دل سیر روانہ میدان آخرت ہوا بعد پدر لڑکون نے پیادہ پا ڈہال
تلوار لیکر حریف کے مقابلہ کو رخ کیا مگر گولیون کی بوچہار نے پیالہ روح مین رخنہ اوڑایا کہ نقد جان
کیسہ بدن سے نکل گیا محمد قطب کہ نہایت شجاعت اور قوت بدنی رکہتا تہا جس طور پر کہ تلوار و سپر ہاتہ مین تہی
اوسی طرز و ہیئت سے میدان مین بیٹہا اور اوسی طریق و دستور سے روح نے انتقال فرمایا واہ واہ اسی روش و صورت سے دفن بہی ہوا
میر دلیر علی ہی سولہ نفر بہائی بند ونسبی بعد وفات سرفراز خان کے پاس آبرو لڑکر حق خدمت سے ادا ہوا فی الحقیقت ہندوستان مین
سرفراز خان کی نوکرون کے مانند کم کسی نے جرات اور حلال نمکی کی ہے میر شرف الدین نے بہی اورون کی طرح جوہر
نمایان کیکر مراجعت کی میر شرف الدین کے دو تیر مہابت جنگ کے لگے ایک جس ہاتہ مین کمان تہی اور دوسرا
دوش راست پر کسی قدر زخم آیا سرفراز خان کی ہمراہیون نے بقدر حوصلہ نمک حلالی کی مگر تقدیر
کی دوا نکر سکے مہابت جنگ نے فتح پاتے حاجی احمد اپنے چہوٹے بہائی کو بنا بر دلجوئی رعایا پیشتر سے شہر کو
بہیجا اور اوسنے جلد پہونچکر مہابت جنگ کی شہر مین منادی کراکر فتنہ فرو کیا ۔

داخل ہونا مہابت جنگ کا شہر مین

دو روز کے بعد با تجمل و شان و شوکت مہابت جنگ ما بین شہر صفر ۱۱۵۳ مین شہر مرشد آباد مین داخل ہوا اور
قبل مسند نشینی کے نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ کے در حرم سرا پر حاضر ہوکر التماس عفو تقصیر کی اور

عرض کیا کہ جو کچہ تقدیر مین ہونا تہا ہوا اب اور ہمیشہ کیواسطی اس بدنامی کا داغ مجہی نصیب ہوا لیکن اسوقت سے تابہ زندگی کسی ادنی ملازم سرکار کی خدمتمین بی ادبی نہوگی امید ہی کہ قصور اس غلام پیر کے صفحہ خاطر سی محو یا فراموش فرمائیے جانوین بعد ازان دار الامارۃ مین آکر واقع چہل ستون شجاع الدولہ مرحوم مین آکر مسند آرا ہوا نذرین مبارکباد کی گذرانین اول تو بندگان خدا کو بسبب اس حرکت قبیح کی کہ آقا کشی کی مہابت جنگ سی نہایت نفرت ہوئی آخر کار اسکی عزا پروری اور اخلاق تام اور پاس حقوق خورد و کلان سی لوگون نے قبول کیا اور مہابت جنگ نی بھی اپنی قدر شناسی اور ترحم و عفو جرائم و پاس حقوق کی نگاہداشت سی اسقدر اتحاد بڑہایا کہ جس سے زیادہ متصور نہین حقیقت تو یہ ہے کہ اگرچہ سرفراز خان کا مارا جانا جو کہ آقازادہ تہا نہایت برائی کی مگر سرفراز خان کو ملکداری کی لیاقت کچہ بہی نتہی کچہ عجب نتہا کہ اگر اوسکے زمانہ دولت کو درازی ہوتی تمام صوبجات مین خرابی پیدا ہو جاتی مہابت جنگ ہی کا یہ کام تہا کہ حوادث عظیمہ کو فرو کیا جسکا بیان انشاء اللہ کیا جاویگا

تسلط پانا مہابت جنگ کا اور ارسال پیشکش مع ضبطی سرفراز خان وغیرہ

جب مہابت جنگ نے تسلط پایا اور خزاین و اموال سرفراز خان اور شجاع الدولہ کی جو کڑورون پر پہونچی ضبط کیے حضور سے بخطاب حسام الدولہ اور منصب ہفت ہزاری اور ماہی و مراتب سے سرفراز ہوا زین الدین احمد خان چہوٹے داماد کو جو عظیم آباد کی نیابت پر تہا اوسکو اصالتاً اوسی صوبہ کا صوبہ دار بنایا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری مع ماہی و مراتب و پالکی جہالر دار و نوبت و علم اوسکے بے طلب کیا اور بڑے داماد نوازش محمد خان کو چکلہ جہانگیر نگر اور فوجداری سلہٹ اور اسلام آباد چٹگانون اور تمام دیوانی صوبہ بنگالہ کی دیکر منصب ہفت ہزاری اور سرای مذکورہ مع خطاب احتشام الدولہ بہادر کی طلب کر کر دلا دیا اور تیسرے بہتیجے منجہلے سعید احمد خان نام کو جو شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے عہد میں رنگپور کا فوجدار تہا مراتب مذکور مع خطاب صمصام الدولہ بہادر صولت جنگ کے دلوایا اور نیز صوبہ داری اوڑیسہ کی امید بعد انتزاع مرشد قلیخان کی دی — مرشد قلیخان جو شجاع الدولہ کا داماد اور سرفراز خان کا بہنوئی تہا مرد سخن فہم شاعر تہا سرشار تخلص اور رستم جنگ بہادر خطاب اور میرزا محمد نام کو جو کہ مہابت جنگ کا پوتا اور ہیبت جنگ کا پسر کلان تہا اور جسی مہابت جنگ نے فرزندی مین قبول کیا تہا سراج الدولہ شاہ قلیخان بہادر کا خطاب مع منصب نوابرہ جہانگیر نگر ڈہاکہ کی ملی اور او سکے

بہائی شہامت جنگ کیواسطے اکرام الدولہ بادشاہ قلیخان بہادر کا خطاب اور وہان کی اہتمام کی
خدمت طلب کر کے یہ دونو بہائی منصب ہفت ہزاری پر مع مراتب وغیرہ لازمہ کی چہوٹی عمر
مین امیر کبیر رہے عطاء اللہ خان نے جو چچازاد امادحاجی احمد کا اور جو کہ عہد شجاع الدولہ اور
سرفراز خان سے فوجدار تہا بہاگلپور کی فوجداری کی اضافہ اور رسالہ سہ ہزار سوار اور پیادہ اور منصب
ہفت ہزاری مع لوازمہ اور خطاب اعزاز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفراز ہوا اور شہامت جنگ
کا نائب حسین قلیخان خطاب بہادری اور منصب چار ہزاری اور علم اور نقارہ سے ممتاز ہوا
اور اللہ یار خان برادر علاتی مہابت جنگ کا اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور میر
جعفر خان اور مصطفی خان وغیرہ بہائی بند خدمات بہادری اور مناصب لائقہ پر سرفراز کیے گئے اور
چین رائے جو کہ شجاع الدولہ کے دیوان رائے رایان رتن چند کا پیشکار تہا بخطاب رائے
رایانی اور دیوانی مہابت جنگ سے مفتخر و ممتاز ہوا اور راجہ جانکی رام جو قدیم خانہ مہابت جنگ کا
دیوان تہا دیوانی تن پر مقرر ہوا عبد العلیخان راقم تاریخ کا چچا جو مہابت جنگ کی ہمراہ اس معرکہ مین
شہامت جنگ کا ہراول تہا اور برادرزادگی کی قرابت اوس سے رکہتا تہا اسطرح پر کہ عبد العلیخان
کا باپ سید زین العابدین راقم تاریخ کی نانا. جد اور مہابت جنگ کا پسر عمہ تہا تمام سپاہ کی بخشی گری
مع خطاب بہادری اور منصب سہ ہزاری تجویز ہوا تہا مگر خان مذکور چونکہ دیگر برادرزادون کی
برابر امید رکہتا تہا خوش ہوکر بعد رخصت عظیم آباد کو معاود ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے
اسکا مقدم غنیمت سمجہا اور بہار و بسوک کی پرگنات پر پرگنہ نرہٹ اضافہ کردی اور مہابت جنگ نے
عبد العلیخان بہادر کے نصرت علیخان کو جو راقم کا خالو تہا اپنی فوج کا بخشی بنایا اور بخشی دوم فقیر اللہ بیگ
خان بہادر کو۔ اور مبلغ کرور روپیہ پیشکش موعودہ روانہ حضور کیا اور مؤتمن الدولہ اسحق خان بہادر
کے توسل سے داخل خزانہ شاہی ہوا اور ضبطی سرفراز خان کا مال و اسباب اغذ جو مناسب بادشاہ
کیواسطے علیحدہ کر رکہا تہا مرید خان بہادر بنابر اسکے اموال ضبط شدہ اور خزانہ سالیانہ بنگالہ کے
جو سرفراز خان کی حیات مین ارسال ہوا تہا دربار حضور شاہی سے عظیم آباد پہونچا اُسنے اوسکا آنا
بنگالہ مین نامناسب جانکر لکہا کہ واقع سکریگلی متوقف ہو جیئے نیازمند مع مال حاضر ہوکر تفویض
کرتا ہے اور رجب کے مہینے مین اکبرنگر راج محل کی طرف جاکر چند روز خان مذکور کی
انتظاری کی گئی لاکہ روپیہ نقد اور ستر لاکہ روپیہ کی جنس مانند جواہر و فیل و اسب اور
ظروف طلائی و نقرہ وغیرہ نفائس دیکر رخصت کیا اور اوسکے ساتہ بہی رعایت لائق کی گئی بعدہ عزم ہوا

کہ صوبہ اوڑیسہ مرشد قلیخان سے لیا جاوے پس نہضت کٹک مصمم ہوئی۔

فتح پانا مہابت جنگ کا مرشد قلیخان پر اور صوبہ اوڑیسا اپنے بھتیجے صمصام الدولہ صولت جنگ بہادر سعید احمد خان کو دینا

بعد استقلال مسند حکومت کے سامان لائق آراستہ کر کے چاہا کہ مرشد قلیخان کی حقیقت حال دریافت کرے اس اثنا مین مرشد قلیخان نے مہابت جنگ سے لڑنا اپنی طاقت سے زیادہ سمجھکر درخواست مصالحہ کی آقا محمد تقی سورتی کو برسم رسالت بھیجا مہابت جنگ نے بنظر حقوق سابقہ اور اپنے حسن اخلاق کے قبول کیا لیکن مرزا باقر خان اصفہانی نے جو مان کے طرف سے علویہ صفویہ سے نسبت رکھتا تھا اور اور مرشد قلیخان کا داماد تھا شاہی بنگالہ کی طمع سے باوجودیکہ اسکے لائق نتھا مصالحہ پر راضی نہوا اور اپنی ساس کے تحریک سے انتقام علاء الدولہ کا مشہور کر کے متمرد ہوگیا مہابت جنگ نے اس خبر سے مرشد قلیخان کو لکھا کہ مین کسیطور سے ایذا رسانی آپ کی نہین چاہتا لیکن قیام کرنا اس جوار کا طرفین کے موجب اعتبار نہین لہذا لازم ہے کہ اوسطرف سے دکن کو تشریف لیجایئے مرشد قلیخان نے جو کہ مرد مآل اندیش تھا مقابلہ مہابت جنگ کا قرین صلاح نسمجھا چاہا کہ ترک عناد کرے مگر مرزا باقر نے اسقدر لڑائی کی تحریک کی جسکا بیان نہین ہوسکتا اور نیز اوسکی بی بی نے طعنہ اور تشنیع کرنا اپنی شوہر سے شروع کیا بلکہ یہ ارادہ کیا کہ اگر نمانی تو شوہر کو ریاست سے خارج کر کے خزانہ وغیرہ کل داماد کے مفوض کرے اور مہابت جنگ سے آمادہ پیکار ہو مرشد قلیخان نے چار ناچار نقض کرنے عہد اور آمادہ کارزار ہونے سے مہابت جنگ کو اطلاع دے۔ مہابت جنگ نے اطلاع پاتے حاجی احمد اور مہابت جنگ کو نیابت مرشد آباد مین چھوڑکر دس بارہ ہزار سوار سے اوایل ماہ شوال مین کٹک کو نہضت فرمائی۔ مرشد قلیخان نے اول جملہ رفقا سے مجلس آراستہ کر کے اپنی تلوار رکھکر مجمع سے کہا کہ اگر تم لوگ عزم جزم کرو تو عزم رزم کیا جاوے والا بندہ اپنی راہ لے عابد خان وغیرہ نے عہد و پیمان سے اسکی دلجمعی کی اور حسب التماس مرشد قلیخان کے سرداران لشکر نے اونکر اوسکی تلوار کمر سے لگادی جب اس طرف سے اطمینان ہوا مع باقر علیخان کی کٹک سے برآمد ہوا اور بالیسر بندر سے گذر کر اوسکے رودخانہ کے قریب موضع بہلوار مین پہونچا اور ایک مقام شوار گذار مین جسکے اطراف مین ندیان اور جنگل گہرے ہوے تھے اور مخالف کا عبور وہان بہر غیر ممکن تھا مقیم ہوا اور لشکر کے گرد تین سو چھوٹی بڑی توپین لگادین ادہر مہابت جنگ بعد قطع راہ

سیدنی پورا اور جالیسر ہوتے ہوئے رود خانہ کے اسطرف چند کوس پر اقامت پذیر ہوا چند روز
تک اس تدبیر مین رہا کہ مخالف کو کس نیرنگ سے اوس دشوار گذار مکان سے باہر نکالے چونکہ
وہ سرزمین مخالف تھی زمینداران اطراف غلہ وغیرہ سامان رسد کے پہونچانے مین قاصر ہوئے بلکہ
جو غلہ مہابت جنگ کے عمال نراین گڈہ وغیرہ سے بہیجتے راہ مین لوٹ کر ڈالتے تھے اس سبب سے کمی
اجناس کی فکر زیادہ ہوئی نہایت تشویش رسد کے نہ پہونچنے کی مشہور ہوئی میرزا باقر خان ذا اس
اضطراب کے سنتے ہی باہر نکلنے کا ارادہ کیا ہرچند مرشد قلیخان نے ممانعت کی مگر نہ سنی آخر ذی قعدہ
بعزم مقابلہ برآمد ہوا مہابت جنگ بھی اس خبر سے مدافعہ کو سوار ہوا جب طرفین مین قریب ہوئے
جانب توپخانہ مخالف کسی خال سے وہ لوگ غافل اور مقابلہ کو چلے آئے تھے فوج مہابت جنگ نے
حملہ کیا اور اول ہی حملہ مین متصرف ہوگئے طرفین سے بندوق اور بان کی جنگ شروع ہوئی خلق
کثیر اس آتشبازی مین تلف ہوئی مرشد قلیخان نے باوجودیکہ اکثر ہمراہی متفرق ہوگئے کمال پایداری کی
اس عرصہ مین عابد خان نامی افغان جو مرشد قلیخان کا ساختہ پرداختہ اور معتمد علیہ تھا بموجب تقاضای
جبلی کے مصطفی خان رسالہ دار مہابت جنگ سے متفق ہوکر آقا کی خدمتمین غدر و نفاق کر کے
جسطرف رسالہ دار مذکور نے بتایا تھا گیا اور آسودہ ہوا لیکن دیگر گروہ سادات نے ایسی حملہ آور
دلیریان دکھلائین کہ اکثر مہابت جنگ کے لشکریون کی چہکے چہوٹی نامردی سے بہاگنے لگے اس شش و
پنج مین نزدیک تھا کہ مہابت جنگ دورنگی روزگار سے دوچار ہوا ہی عرصہ مین میرزا باقر خان نے چاہا
کہ فتح اوسکے نام ہو مین سے نکلا اور مہابت جنگ کے یسار کیطرف آکر جعفر خان وغیرہ سے لڑا اکثرون
کے پاے ثبات مین تزلزل آگیا اس حال کے دیکھنے سے میر محمد جعفر خان چند لوگون کے ہمراہ پاپیادہ
مصاحب خان اور اصالت خان پسر عمر خان رسالہ دار کے اعانت سے ناموری کر رہا تھا آخر الامر سادات
کی جماعت سے جو مرشد قلیخان کے رفیق تھے میر علی اکبر و میر مجتبی علی وغیرہ نے جام سرشار فنا نوش فرمایا
اور باقر علیخان زخمہاے منکر سے سر گردن برداشتہ واپس ہوا باقی لشکر پر شکست پڑی مرشد
قلیخان مع باقر علیخان وغیرہ کے سلامت چل نکلا بالیسر کی آبادی مین پناہ لی اوسوقت تین دو تین
ہزار آدمی ہمراہ تھے اور مرشد قلیخان کو ان لوگون سے اطمینان تھا لہذا اس بہانہ سے کہ شہر مین محصور ہوکے
ہم لڑنا چاہتے ہین مردم ہمراہی کو شوارع آبادی پر تعنات کر کے اپنے پاس سے دور کیا اور خود
لب دریا پہونچکر ہاتھی سے اوترا مرشد قلیخان کے دوستون مین ایک شخص سورت کا رہنے والا
ہمیشہ جہاز کی تجارت کرتا تھا سوداگری کا مال و اسباب جہازون پر ہر ایک جگہہ بہیجتا اور وہ شخص

حاجی محسن نام ہمراہ اس لڑائی مین تھا قضارا اس شخص کا ایک جہاز مال تجارت سے بھرا ہوا دریا
کنارے آمادہ روانگی تھا عملہ جہاز نے دریا کنارے ہجوم دیکھکر واسطے خبر لانے مرشد قلیخان اور
اپنے آقا حاجی محسن کے غلش یعنی پھنسوئی جو اکثر کنارے پر آتی جاتی کو جہاز کے ہمراہ رکہتے ہین بہیجا
حاجی محسن نے مرشد قلیخان کو اطلاع دی کہا کہ کشتی کا اسوقت مین آنا موجب امر غیب سے ہے
مرشد قلیخان بلا تامل بہانہ سیر و تفرج مع باقر علیخان داماد اور حاجی محسن اور بعض خدمہ ضروری
کشتی کے توسل سے جہاز پر جا پہونچا پانچ چھہ روز کے عرصہ مین مچھلی بندر آ پہونچا لیکن متعلقان
اور زر و مال خطیر تہی جو کہ کٹک مین چھوڑ آیا تھا نہایت تشویش رکھتا تھا لہذا باقر علیخان کو واسطے
خبر لانے اور نیز تدارک کرنے کی سیکاکول اور گنجام کے طرف جو کٹک سے نہایت ملحق تھا بہیجا۔
تقدیر کی کارسازیان دیکھی رتی پور خوردہ راجہ مالک تہانہ جگرناتھ جو ہنود کے مشہورہ معابد سے تہے حقوق
صحبت مرشد قلیخان کے کہ اوتاری سے جبکہ خان مذکور کی عزیمت بطور سرگذشت سنی محمد مراد
کو بہیجا اور اوسنے بیگم اور اوسکے لڑکی زوجہ باقر علی خان کو مع جمیع توابع اور لواحق اور خزاین
اور اسباب کے حدود کٹک سے اچھاپور مین جو سیکاکول اور گنجام کے تابع تھا پہونچایا اور بمراد
اور آرام ہر گونہ مقیم کرایا انور الدین خان وہان کا حاکم نے بہی بپاس معرفت سابقہ کی مہمانداری
کین اسی ضمن مین باقر علیخان آ پہونچا اور حفظ ناموس و ننگ کو دیکھنے سے شکر گذار خدای برحق
ہوا خود واسطے استخبار احوال صوبہ کٹک کے چندی مقیم ہوا اور اپنی بی بی اور ساس کو مع اموال
وغیرہ مرشد قلیخان کے حضور مین روانہ کیا سسر اور داماد نے دار الملک آصفجاہ مین پناہ لیجانا
غنیمت سمجھی مہابت جنگ نے کٹک پہونچکر چند روز قریب چالیس روز کی اقامت کی چونکہ ابتدا سے
عہد شجاع الدولہ سے اسطرف کے زمیندار دن سے آگاہ تہا ہر ایک سے جیسا کہ چاہیے سلوک اور دلجمعی
سے پیش آیا اور اپنے برادر زادہ منجھلے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کو وہانکا صوبہ دار
بنایا اور رگو جر خان جماعہ دار کو مع سرداران رسالہ کے وہان پر معین فرمایا اور صولت جنگ کو
حکم دیا کہ جسقدر فوج کی ضرورت ہو مقرر کرنے اور مہابت جنگ بعد بند و بست صوبہ اوڑیسہ کی
مرشد آباد کو جو عہد جعفر خان سے دار الحکومت صوبہ دار مقرر تہا معاودت فرمایا ہوا اور آرام و راحت دیتے چال
رہا اپنے موافقت کی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور نیز دیگر نشستیان خاندان مہابت جنگ کا
مع امراے دولت مرشد آباد مین بحضور مہابت جنگ حاضر ہوے اور باقیماندگان سرافراز خانی کو
شہامت جنگ نے زیر سایہ خود کر لیا اور نفیسہ بیگم سرفراز خان کی حقیقی بہن کو بعزت تمام اپنی گہر مین لیا

اور نسبت فرزندی دیکر اوسکو اپنے حرم سرا کا مالک بنایا اور نفیسہ بیگم کے اموال اور خدمہ اور اسباب
وغیرہ محل خاص سے کچھ تعرض نکیا اور راداب اور تعظیم وقت تکلم کی جیسا کہ چاہیے مہابت جنگ اور
شہامت جنگ وغیرہ بجا لاتے تہے جس روز کہ سرفراز خان مارا گیا تہا اوسکے کسی مدخولہ کی لڑکا پیدا ہوا
نفیسہ بیگم نے اوسے اپنی فرزندی مین قبول کیا شہامت جنگ نے اپنے لڑکے سے زیادہ اوسکی خاطرداری
اور عزت ملحوظ کی چونکہ سرفراز خان کوئی عورت اپنے ہمسرون کی حبالہ نکاح مین نہین رکہتا تہا اکثر جواری
تہین اور بعض ممتوعہ اونمین سے جو کہ صاحب اولاد تہین اونہین مع اونکے اولاد اور دیگر متنسبان سرفراز
خان کے جہانگیر نگر بہیجدیا اور وظیفہ لایق گذران مقرر کر دیا کسیکی تکلیف کا روادار نتہا ہر ایک سے
بمراعات پیش آیا کہتے ہین کہ مبلغ تیس ہزار روپیہ ضعیفان اور بیوہ عورتونکو دفتر دیوانی سے علیحدہ
ماہ بماہ عطا فرماتا تہا اور شہامت جنگ کا نایب حسین قلیخان بہادر اور اوسکے طرف سے رائے گوکل چند
ضلع جہانگیر نگر اور اسلام آباد اور سلہٹ وغیرہ پر مقرر ہوا اور رنگپور کی فوجداری قاسم علی خان جو
برادر زادہ مہابت جنگ کی بی بی کا تہا مقرر ہوئی ـــ معین الدولہ سیف خان بہادر سیف جنگ
برادر عمدۃ الملک جو جعفر خان کے عہد سے پورنیہ وغیرہ کا فوجدار تہا چند روز تک مہابت جنگ کو
باغی سمجہا اور اوسکے تادیب کا شہرہ کرتا رہا بدین امید کہ بادشاہ کی حضور سے ضرور اوسکی تادیب کو
فوج مقرر ہوگی جب اسکا کچہ اثر نہ ملا تب تو نہایت نادم ہوکر برخلاف اول کے اخبار اطاعت جاری
کی مہابت جنگ بپاس خاطر عمدۃ الملک کے کچہ خبر نہوا ـ

ہیبت جنگ اور صوبہ عظیم آباد کا حال

احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ پسر حاجی احمد جو مہابت جنگ کا چہوٹا داماد تہا بعد
فتح بنگالہ عظیم آباد کے صوبہ داری پر مقرر ہوا اور خلعت مع خطاب مذکور اور منصب ہفت ہزاری اور
ماہی مراتب اور نوبت اور پالکی جہالردار حضور سے طلب کرکے عنایت ہوئی اور ہیبت جنگ نے سید ہدایت
علی خان بہادر والد مورخ کو جو اپنے فوجداری پرگنات مین تہے طلب فرماکر نہایت شفقت مبذول
کی اور تکلیف بخشی گری لشکر کی دیکر فرمایا کہ چونکہ حق تعالی نے یہ ملک و دولت تمہارے بہائی کو یعنی اپنی
تئین عطا فرمائی چاہیے کہ باتفاق ہمدیگر انتظام معاملات مین مصروف ہون اسیطرح اور بہی چند کلمہ
جو موجب ازدیاد رسم محبت ہون فرماکر ہمیشہ یہ معمول ہوا کہ نہایت شفقت فرماتا اور راجہ جانکی رام کو
جو مہابت خان کا قدیم دیوان تہا اپنے سسر سے لیکر اپنے سرکار کا دیوان مقرر کیا ہیبت جنگ

اگرچہ نوجوان تہا مگر چندان جرات اور ہوشیاری اور آداب مناسب اور تہذیب اخلاق سے بخوبی واقف تہا جب تسخیر مرشدآباد کو گیا تہا اوسکے حسن سلوک اور احسانون سے اکثر زمیندار صوبہ عظیم آباد کے مانند راجہ سندر سنگہ برہمن زمیندار پرگنات ٹکہ اور زمینداران پرگنہ ترہٹ سہاے چہان قوم سے تہے اور نومسلم تہے اوسوقت چارون بہائی نامدار خان و سردار خان و کامگار خان و رستم خان کی رفاقت کی اور فرقہ سپاہ سے بہی اکثر متوطنان عظیم آباد ہمراہ ہو لیئے بعد فتح و ظفر کے جب واپس آئے استدعا اپنے وطن کی ظاہر کی ہر ایک کو ہاتہی گہوڑے خلعت فاخرہ عطا فرماکر رخصت فرمایا اور وہ لوگ اپنے وطن مالوف مین پہونچکر ہیبت جنگ کی ملازمین مین مقرر اور معتمد ہوئے درحقیقت ہیبت جنگ کے خاندانیون مین جیسا کہ چاہیے حسن اخلاق اور سلوک بہت تہا اور پاس حقوق ایسا تہا کہ راقم نے اپنے زمانہ مین کسیکو نہ دیکہا ہیبت جنگ کو والدہ مورخ سے سررشتہ رضاع تہا یعنی وجہ کہ جد مادری مورخ نے ہیبت جنگ کو صغیر سنی مین بمقتضاے شفقت کبہی کبہی دودہ پلایا تہا بپاس سررشتہ مذکور محبت برادرانہ مورخ سے ایسی کرتا تہا کہ برادران حقیقی بہی اوس مرتبہ تک نہ پہونچینگے ابتک ہیبت جنگ بکمال جاہ و جلال باتفاق والدہ و عم و خال مورخ کی نہایت عدل و داد مین بسر کرتا تہا اگر ادنی ادنی اوسکے بیٹون بہتیجون کے صفات و حالات تحریر ہون سررشتہ مورخی جاتا ہے اور بیان طول ہوتا ہے۔

صولت جنگ کا قید ہونا باقر علیخان کی ہاتہہ سے اور مہابت جنگ کا رہا کرانا

جب مہابت جنگ بہادر مرشدآباد پہونچا اوسکا بہتیجا صولت جنگ جو اوڑیسہ کا صوبہ دار تہا اللہ مین آگر چاہا کہ تنخواہ سپاہ مین تخفیف کرے جو لوگ کہ غریب الدیار رفیق قدیم مرشدآباد سے ہمراہ آئے تہے قبول نہین کرتے تہے اور شہر کٹک وغیرہ کے لوگ جو صوبہ اوڑیسہ کے رہنے والے تہے مکان کی نوکری سمجہکر اوسیقدر مین راضی تہے اس سبب سے اکثر لوگ اوس ملک کی ملازم ہوئے اور رفقاے دیرینہ برطرف ہوئے اور بعض دیگر سرداران مرشد قلیخان کے شہر کٹک مین نے نوکری صولت جنگ کے مقیم تہے اور باقر علیخان کی تخم محبت اپنے دل مین بوتے تہے شاہ یحیی نام درویش جو صولت جنگ کے ساتہ دہلی مین باہم پڑہے تہے اسوقت مین دکن سے آکر مصاحب اور معتمد ہوا چونکہ یہ شخص بدسرشت تہا اور صولت جنگ ثروت جوانی مین سرگران اوسنے ایسی تحریک کی کہ شہر والون کو ضرر پہونچے اسلئے حسین و جمیل عورتون کو ہر ایک گہر سے بولالئے اکثر سپاہ سے مرشد قلیخان کا بچا ہوا روپیہ [illegible] وصول کیا ایسی ایسے امور سے مردم شہر اسیقدر ناراض و جان بلب ہوئے کہ صولت جنگ کے [illegible] وجودگی

خواہان ہوسے قدیم رفیقون سے تو کوئی نہتا مگر کسیقدر لفنگی اور گوجر خان مع اپنے رفیقون دو تین سو نفر کی
ہمراہی مین تہا اور وہان کی جدید آدمی جو نوکر ہوے تہے اکثر مرشد قلیخان اور باقر علیخان اور انکے ہمنشینون اور منتسبونکے
نوکرون سے تہے ایکسال تک تو صولت جنگ نے مع عیال واطفال کے بڑی عیش عشرت مین بسر کی ناگاہ
افلاک شعبدہ باز نیرنگ ساز نے سر نو بنای فتنہ آغاز کی باقر علیخان نے اپنے خسر مرشد قلیخان کو یہ
تحریص کے کہ صوبہ اوڑیسہ صولت جنگ سے چہین لی اور سرفراز خان کا انتقام لی مگر مرشد قلیخان زمانہ
کا رنگ دیکہکر خاموش تہا باقر علیخان نے جب دیکہا کہ التماس میرا قبول نہین ہوتا خود عازم ہوا بعض
دکہنون سے توسل چاہا کہ شاید اونکی دستگیری سے کچہ دسترس ہو تدبیر یہ کی کہ بعض خوجداریونمین
جو صوبہ کٹک سے ملحق تہین آکر بیٹہا اور صولت جنگ اور اوسکے رفقا کی کیفیت دریافت کی اور وہان کے
حکام اور زمیندار و مہاجنون سے رابطہ بڑہایا جب معلوم ہوا کہ قدیم معتمد رفیقون مین بہت کم لوگ صولت جنگ
کے ساتہ رہگئے ہین اور جو لوگ ہین وہ اکثر پرانے نوکر مرشد قلیخان اور اپنے اوسکے رہے ہین اون لوگون
سے خط خطوط کا سلسلہ نکالا اور اپنی رفاقت اور صولت جنگ کی منافقت کی تقریرین لکہنا جب معلوم
ہوا کہ کسیقدر ادہر توجہ ہوئی مردم کو وعدہ اور لالچ سے موافق کرکے کہا کہ جو لوگ مانند گوجر خان وغیرہ
کے تمسے موافق نہین خانہ جنگی یا اور کسی بہانہ سے اونکو مار ڈالو تب آرزو بہی دلی میسر ہوگی یہ رای اونکو پسند
ہوئی ایکروز مجمع عام بطور بلوا کرکے آہستہ آہستہ بڑہ چلے صولت جنگ نے گوجر خان کو واسطے بجہانے
آتش فساد کے پیغام دیا ہر چند خوب پیغام آسلئے مگر شہر والی تو بالکل صولت جنگ سے نسبت باقر علیخان
اور محمد مراد چابک سوار کے منحرف ہوگئے تہے کچہ سود نہوا دوسرے روز مین بازار سے گوجر خان
واسطے تقدیم سلام صولت جنگ کے دربار کو تنہا جاتا تہا غفلت مین آکر لوگون نے کام تمام کر دیا اور
بمجرد اس حرکت کے باقر علیخان کے آنیکا شہرہ قرب جوار مین بلند کر دیا ایک بلواے عام کی صورت ہوگئی
اور بعد اشتعال اس آتش فساد کے سارا حال باقر علیخان کو پیغام دیکر بلایا وہ تو ایسے وقت کا امیدوار ہی تہا
فوراً آ جا پہنچا اور شہر کٹک مین پہونچکر جو اوڑیسہ کا دار الملک تہا آیا شہر والون اور دیگر متعلقان کو حکم دیا کہ سبطرح
سے بنے صولت جنگ کو قید کر لینا مردم شہر نے جو صولت جنگ کے نوکر اور باقر علیخان کے دوست تہے
صولت جنگ کے قدیم نوکرون کو جو اوسکی حراست مین تہے پیغام دیا کہ اگر براہ اطاعت دروازہ کہولدو
تمہارے جان مال کی سلامتی ہے ورنہ آمادہ سیاست رہو بیچارہ جان سے ڈرے ہر چند صولت جنگ نے
دلجوئی کی مگر کچہ پذیرا نہوا کنجیان لیکر مفسدون کے حوالہ کین اور خود بہی اونمین ملگئے باقر علیخان نے جو نہایت نزدیک
تہا پہونچکر صولت جنگ کو قید کیا اور خود بجاے اوسکے مسند آرا ہوا خزائن وغیرہ پر متصرف ہوا اور

عیال اطفال صولت جنگ کی قلعہ باڑہ بہائی مین قید ہوئے اور صولت جنگ حضور مین مقید رہا۔ صولت جنگ نے چند روز پیشتر اس سانحہ کے مہابت جنگ کو اطلاع دی تہی اور مہابت جنگ نے شہر سے باہر خیمہ کیا تہا قصد تہا کہ عنقریب صولت جنگ کی مدد کو جاؤنگا ناگہان قید ہوجانے کی خبر آئی اور ہر کارون سے بہی اوسکی تصدیق ہوئی عزم روانگی مین توقف ہوا کیونکہ یہ خیال ہوا کہ ایسی حرکت بدون تحریک آصفجاہ کے نہین ہوسکتی اور تدارک اوسکا بڑی تامل سے ہوگا لہذا مشورہ ہونے لگا صولت جنگ کی مان نہایت لڑکے سے تعشق رکہتی تہی اور مہابت جنگ اونکی رضامندی اپنی مان کی برابر جانتا تہا حاجی احمد کو اور صولت جنگ کی مان نے یہ صلاح دی کہ صوبہ اڑیسہ باقرعلیخان کو دیا جائے اور اوسکے عوض مین صولت جنگ کی رہائی ہو اور مہابت جنگ باقرعلیخان کی پیروی مین موجب سستی اپنے ارکان دولت کا جانتا تہا اور مصطفی خان نے جو عمدہ سردار اور دولتخواہ مہابت جنگ تہا راسے آقا کی پسند کی آخر الامر چند روز کے بعد سرانجام سامان فوج وسپاہ ہونے لگا۔

مہابت جنگ کا مع فوج آراستہ جانب کٹک آنا صولت جنگ کی رہائی کیواسطے قبضہ باقرعلیخان سے

چونکہ یہ خیال تہا کہ باقرعلیخان کی شان وشوکت آصفجاہی کی پشت پناہی سے ہوگی مہابت جنگ نے ہر ایک سردار لشکر کو حکم دیا کہ تمہارے دوست وبہائی عزیز جو موجود ہون ملازم کرنا چاہیے اور جو لوگ کہ چند روزہ راہ پر بہی ہون طلب کرکے رفیق بناؤ اسیطرح مصطفی خان کو پانچ ہزار سوار کی تقرر کا حکم دیا اور شمشیر خان کو بنابر سہ ہزار سوار اور سردار خان کو دو ہزار سوار کیواسطے اور عمر خان کو تین ہزار کے لیے اور عطاء اللہ کو دو ہزار اور حیدر علیخان کو ہزار سوار اور فقیر اللہ بیگ کو ہزار سوار اور میر جعفر خان کو ہزار سوار اور میر شرف الدین کو پانچ سو سوار اور شیخ محمد معصوم کو پانچ سو سوار اور امانت خان وغیرہ نارنولیان کو ایک ہزار پانچ سو سوار اور میر کاظم خان کو دو سو سوار اور بہادر علیخان داروغہ توپخانہ جنسی کو پانچ سو سوار کیواسطے حکم دیا اور رفتہ رفتہ راو بخشی اور چندن بہیلیہ وغیرہ ہزاریون کو مع پچاس ہزار پیادہ تفنگچی بہیلیہ کے ہمراہ لیکر حاجی احمد اپنے بہائی کو اور صولت جنگ کے مان سے وقت رخصت عرض کیا کہ بندہ مع صولت جنگ کے منہہ دکہلاویگا ورنہ خیر شہامت جنگ کو پانچ ہزار سوار اور تقریبا دس ہزار پیادہ کے اپنی نیابت پر مرشدآباد مین چہوڑکر ساعت سعید کو مع بیس ہزار سوار کے روانہ ہوا اور آہستہ آہستہ مع توپ وتوپخانہ وغیرہ کے چلا جاتا تہا مردم ہمراہی سے وعدہ کیا کہ جو شخص اول صولت جنگ کے پاس پہونچکر اوسے رہا کریگا لاکہہ روپیہ انعام پاویگا اور اگر صاحب رسالہ ہوگا

اوسکے ہمراہیون کو بھی دو ماہہ انعام ہوگا باقرعلیخان کو مہابت جنگ اور فوج کثیر کی آمد آمد سے نہایت گھبراہٹ و حیرت تھی کہ کیا کرے آخر کو دریاے مہاندا کے کنارے سے مورچہ اور توپخانہ لگاکر مع ہمراہیونکے آمادہ مقابلہ بیٹھا اور لشکر سے پیچھے تین چار کوس پر بنگاہ کو ٹہیرایا اور صولت جنگ کو ایک رتھ مین جسکے غلاف پر سفید چاندنی اور سفید ڈوریون سے جال بندی کردی مع دو مغل تورانی کے بٹھاکر حکم دیا کہ جسوقت مہابت جنگ کے آدمی نزدیک آوین تم پہریون سے اسکا کام تمام کرنا اور پانسو سوار و پیادہ دکھنی کو اوسکے گرد مقرر کیا کہ جب مہابت جنگ کی فوج نمایان ہو تم لوگ دوڑکر ایک ایک نیزہ اوس رتھ پر مارنا اوسکے بعد جسکا جو قابو چلے تعمیل کرے مہابت جنگ نے نزدیک پہونچکر بندش مورچال و مستعدی توپخانہ اور صولت جنگ کی بنگاہ مین قید رکھنے کا حال سنا بعض افواج کو مقرر کیا کہ بمجرد شروع جنگ جب فوج دشمن مین گھبراہٹ دیکھنا فوراً دوسری راہ سے بنگاہ پر پہونچکر صولت جنگ کی رہائی مین ساعی ہونا اور آدہی رات کو روانہ ہوکر قریب صبح دریاے مہاندہ پر پہنچا لشکر باقرعلیخان کا بمجرد معاینہ فوج کے عازم پیکار ہوے جب ادہر سے دو تین بان اور توپ سر ہوئین اودہر بیکبار بڑی مہابت جنگ کی فوج نے دلیری کرکے دریا سے گذر باقرعلیخان کے لشکر پر چڑہ گئی بمجرد پہونچنے اس فوج کے باقرعلیخان نے بھاگنے کا ارادہ کیا مصطفی خان اور میر جعفر خان جو صولت جنگ کی رہائی پر مقرر تھے بنگاہ پر تیز قدم ہوئے اور باقر علی کے لشکر سے آدہ گہڑی مین کچہ نشان نرہا محمد امین خان برادر مہابت جنگ جو میر محمد جعفر خان کی زوجہ کا حقیقی بہائی تہا مع اصالت خان اور دلیر خان دونو کے عمر خان وغیرہ ہمراہیان کے جو دس نفر سے زیادہ نتھے سب سے اول بنگاہ مین پہونچکر صولت جنگ کے متلاشی ہوئے ایک نوجوان عماہ گاوخانہ ملازم صولت جنگ نے حاضر ہوکر بتلادیا کہ اوس رتھ مین نواب کو قید کرکے لیے جاتے ہین انہون نے اوسیطرف سے رجوع کیا مرہٹون نے مہابت جنگ کو قریب دیکھکر رتھ پر نیزہ لگاکر راہ پکڑی اینکے زخم نمایان سے منجملہ دو مغل کے جو صولت جنگ کے قتل پر مامور تھے ایک مقتول ہوا دوسرے مغل نے اوسکی نعش بطور سپر اپنے سر پر حفاظت زخم کو اوٹہالی قضارا خواستہ جناب باری تعا صولت جنگ دونون کے بیچ ہوگیا اور اون کے جراحات سے محفوظ ہوا دوسرے مغل کے بھی کسیقدر جراحت پہونچی اسی عرصہ مین سواران مذکور رتھ کے پاس آپہونچے اور پردہ پھاڑ ڈالا صولت جنگ نے جب اصالت خان اور محمد امین خان وغیرہ کو پہچانا تنا وصفت کی محمد امین خان نے گھوڑے سے اوترا اشارہ صولت جنگ سے کیا کہ سوار ہو مغل مجروح رتھ سے جست کرکے نہایت چستی و چالاکی اوس گھوڑے پر سوار ہوکر بہاگا اور اپنے

لشکر مین جا ملا دیکہنے والون کو حیرت ہوئی اور اس چالاکی پر اوسکی تحسین کی بالآخر دلیر خان نے اپنے
گہوڑے پر سوار کر دیا فوج مہابت جنگ کی متواتر آرہی تہی تہوڑی دیر مین میر محمد جعفر خان مع چند ہمراہی
کے فیل سوار آپہونچا محمد امین اور دلیر خان نے آگے بڑہکر مقدم صولت جنگ کی خوشخبری سنائی میر محمد
جعفر خان بمجرد پہچاننے کے اپنے ہاتہی پر سوار کرالیا اور خود خواصی مین جا بیٹہا واہ ری قدرت یا تو کچہ دیر
مین جان کی خیر دشوار تہی یا کہ اب ہر طرف سے لوگ قدمبوسی کو آنے لگے بموجب اس حکم جلیل خداوند
قدیر کے اللہ شہنشاہ ممالک ہے دیتا ہے ملک جسکو چاہے اور چہین لے ملک جس سے چاہے تو قیر و عزت دے
جسکو چاہے ذلیل و خوار کرے جسکو چاہے اوسکی دست قدرت اور قبضہ اقتدار مین ہر چیز ہے اور وہی کل چیزون
پر قادر اور توانا ہے غور کرو اے صاحبان بینائی و دانائی تجربون نے یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی اور
متعاقب صولت جنگ بہی پہونچا چہا کی ملازمت سے سرافراز ہوا مہابت جنگ نے آغوش پدری مین لیکر زیادہ
حد سے مسرور و خوشحال ہوا اور صولت جنگ کا حمام اور تبدیل پوشاک کرائی سرپیچ جیغہ کلگی مروارید
کے مالا وغیرہ سے زیب تن بڑہاکر مسند آرا کیا سرداران فوج کو نذر دینے کیواسطے ارشاد فرمایا حسب الحکم
تعمیل ہوئی بہت سا روپیہ مستحقین اور صدقہ و خیرات نذر نثار مین صرف ہوا اور اسیوقت ایک فوج
واسطے لانے عیال و اطفال کے مع سواری قلعہ بارہ بہائی روانہ ہوی جو لوگ باقر علیخان کی طرف
سے محافظ تہے اونمین سے جنہون نے خدمت کی تہی بامید عنایت وے کفایت برقرار رہے اور ایذا رسانون
نے بنظر تشدد بیدراہ فرار لی مردم متعین نے اہل و عیال مقیدہ صولت جنگ کو لشکر مین پہونچایا
صولت جنگ اور حرم سرا سے کے واسطے جو خیمے نصب کیے گئے تہے لیجا کر اوتارا مہاجرت کشیدہ باہم
وصل مہابت جنگ کی ہوی بعد چند روز کے جو اسباب اور سامان صولت جنگ کو منظور تہا مانند
ہاتہی گہوڑے اور توشک خانہ اور جواہر اور اسلحہ اور یراق وغیرہ کی اپنے پاس سے دیکر روانہ مرشد آباد
فرمایا تاکہ منزل مقصود پہونچکر والدین کی ملاقات سے مسرت اندوز ہو خصوص اپنی نیم جان منتظر مان
کو از سر نو زندہ کرے جب صولت جنگ روانہ مرشد آباد ہوا اکثر اسباب اور فوج مہابت جنگ کی اوسکی
ہمراہ مرشد آباد روانہ ہوی اور مہابت جنگ مع کل سرداران جان فشان اور پانچ چہہ ہزار سوار کے
جریدہ رہکر بعد انتظام ارادہ معاودت فرمایا اور مخلص علی خان داماد حاجی احمد کو صولت جنگ کی نیابت پر
مقرر کرکے وہان پر معین فرمایا بعد چند روز کے اثناے راہ سے حسب التماس مصطفی خان کے شیخ محمد معصوم
پانی پتی کو جو سردار دیرینہ اور شجاعت و تہوری مین موصوف و مشہور تہا صوبہ مذکور کی نیابت پر مامور
کیا اور چند منزل واسطے انفصال سوانحات کے ہمراہ رکہا بعدہٗ تشخیص اور تقرر کل معاملات کی شیخ مذکور کو

صوبہ اوڑیسہ کی نیابت کی خلعت دیکر مع کسیقدر سوار و پیادہ کے رخصت کیا شیخ معصوم کٹک کو چلا اور مہابت جنگ شکار کھیلتے ہوے پانچ چھہ ہزار سوار اور سراج الدولہ اور اپنی بیگم مرشد آباد کو چلا

ہیبت جنگ کا ارادہ ہونا بھوجپوریونکی سزا کا اور اول اول آنا جماعہ مرہٹہ کا ملک اوڑیسہ وغیرہ مین اور پہونچنا بہاسکر پنڈت کا مع چالیس ہزار سوار دکھنی مرسلہ رگھوجی بھوسلہ راجہ ناگپور کلان کی مہابت جنگ کے سر پر اور اوسکے تدارک کا بیان

انہین دنون مین جب صوولت جنگ اسیر پنجہ تقدیر ہوکر مہابت جنگ کے ذریعہ سے رہا ہوا احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ صوبہ دار عظیم آباد پٹنہ کا یہ ارادہ ہوا کہ ملک بھوجپور فتح کرے اور راجہ ہورل سنگہ اور بابو اودونت سنگہ قوم اوجین زمینداران سرکار شاہ آباد کو جو مدت سے سرکش ہو رہے تھے سزا دی اسے انہین دنون مین دو اس جو دیوان صوبہ اور قدیمی معتمد تہا مورخ کے والد سید ہدایت علیخان بہادر سے جو بسبب قرب و منزلت کے ہیچ خدمت ہیبت جنگ کے علاوہ قرابت بہم پہنچا کر مرجع تمام زمینداران صوبہ در وسا اور کل فوج کے بخشی تھے اکثر لوگون نے حسد کیا اور ہیبت جنگ کے دلمین یہ بات ڈالی کہ ہدایت علیخان بہمہ وجوہ حضور عالی مین نہایت معتبر اور صاحب اقتدار اور کنااونکا زمینداران حضور ہر امر مین خواہ نیک ہو خواہ بد منظور فرماتی ہین اور انکی طرف رجوع ہوتی ہین پس جسوقت کہ حضور نے بھوجپوریون کے استیصال کا عزم فرمایا وہ لوگ بعد مقہوری اور مایوسی کی البتہ میر ہدایت علیخان سے رجوع کرینگے اور میر صاحب ضرور اونکے بپاس خاطر خواہان عفو انکیکے ہونگے اور حضور کو معاف فرماتے ہین صرف کثیر کا نقصان عاید ہوگا پس بہتر ہی کہ میر ہدایت علیخان کو حضوری سے بہ لطائف الحیل دور کر دیجے ہیبت جنگ نے اسکا التماس کرنا موجب بہبودی سمجھکر والد مورخ کو پرگنہ سنوٹ وغیرہ تعلقہ گیہ کی فوجداری دیکر وہان کی زمینداروں کی معاملات کا مختار کیا اور ارشاد فرمایا کہ راجہ سندر سنگہ کہ عمدہ اور اوسکا ملک کوہستان سے ملا ہوا ہی بغیر تمہارے وہان نجانیکے ہمارا اطمینان دلی نہین ہوتا لہذا بہتر ہے کہ تم وہانپر رہو تاکہ ہم بدلجمعی تمام سرکار رہتاس اور شاہ آباد کا انتظام کرین اور اپنے بہائی مہدی نثار خان کو اپنا اس عہدہ بخشی گری پر مقرر کر کے ہمراہ میری کردو والد مورخ نے موجب امر خشنودی اپنے آقا کا سمجھکر مامور پروانہ ہونا مناسب سمجھا اور اپنے بہائی مہدی نثار خان مرحوم کو ہیبت جنگ کی ہمراہ چھوڑا ہیبت جنگ حسب ساز و سامان سی کہ چاہتا تہا شاہ آباد پہونچکر بھوجپوریونکی استیصال مین ساعی ہوا ان لوگون کی دست تعدی سے مسافرون کی راہ بند تہی اس سے زیادہ کیا اور

اور تحریر کہ ہین خلاصہ یہ ہے بعد ہر چی جنگ و یورش کے زمیداران مذکور کو نکال دیا اور قلعہ مذکور کو
خس و خاشاک سے شہر کے صاف کردیا اس عرصہ مین روشن خان کہ اہی ز فرقہ افاغنہ سی کہ جو قدیم سے
اور الہ آباد مین مدتون سے صاحب نام و نشان تہا اور سرکار شاہ آباد کی حکومت کرتا تہا اور وہان
زمیداران متمرد سے کسیقدر اتحاد رکہتا تہا اسوقت مین کہ ہیبت جنگ نے وہان کی زمیداران
کو خراب و برباد ہی سے خارج کردیا اس شخص نے بنظر قدامت اور اتحاد کے ہیبت جنگ سی مگر حضور کے پاس
مین عرض کیا کہ اونہین ملکر مشمول عنایت کرنا چاہیے یہ امر ہیبت جنگ کو ناپسند ہوا اس سبب سے
روز بروز روشن خان کے طرف سے خان مذکور کو افسردگی ہوتی تہی اور وہ خود پسند اسقدر
مبالغہ پر آمادہ ہوا کہ بعض کلمات نا ملایم بھی ہیبت جنگ کے روبرو زبان پر لایا ایکروز حیتی و چالاکی کرکے کہنے
لگا کہ ابہی آپ صاحب زادے ہین دنیا کے رنگ و وضع سے محض ناواقف میری نصیحت سن لیجئے ورنہ
اسکا انجام کار اچہا نہین ہوگا ہیبت جنگ کو یہ سخن نہایت سخت معلوم ہوا اُسکے قتل کا قصد کیا اور
میر قدرت اللہ پسر شاہ شکر اللہ قادری کو جملہ جماعہ دارون سے صاحب جرات تہا اور حسن بیگ خان قلعدار
مونگیر کو اس بدسرشت کے قتل پر مامور فرمایا ایکروز روشن خان بدستور معہود دربار عام کے
خیمہ مین عصر کیوقت ہیبت جنگ کی سلام کو آکر بیٹہا او زرہ و نوجوان مذکور نے آکر کام تمام کیا روشن خان
کہ صاحب فربہی و قوی جثہ تہا کچہ ہاتہ پیر نہ ہلا سکا بیٹہا کا بیٹہا رہگیا اس حرب و سفر مین مورخ کے چچا
مہدی نثار خان نے کہ صفات حمیدہ و حقیقت پسندیدہ یگانہ روزگار او رجوان سنجیدہ ہوشیار ہی
اچہی اچہی خدمت اور جرات ظاہر کین جسکے ثمرہ مین ہیبت جنگ کی منظور نظر ہوئی اور ہیبت جنگ نے
بعد استعفاے والد مورخ کے بخشی گری کی خدمت اصالۃً مورخ کی چچا کو مع خلعت و فیل و اسپ
و شمشیر و دیگر عطایا کے مرحمت فرمایا اور اپنا رفیق بنایا اور اسکی پاس خاطر کا نہایت ساعی رہا
اور اپنے کل رفیقون پر اسے ترجیح دی اور یہ صاحب حقوق شناسی اور فروتنی اور تواضع و صلہ
ارحام اور احسان و التیام و پاس آشنائی و دادگری و شجاعت و عزت و تحمل و بردباری مین منتخب
تہا اللہم اغفر لہ وارحمہ والد مورخ نے حسب الامر کار مامور پر افزایش نام و نشان کیواسطے راجہ سندر سنگہ
او راجہ جبا سن راے کے زمیدار بلانوان اور نیز دیگر زمیداران سرس کٹنہ او رجر گانوان وغیرہ کے
اتفاق سی تسخیر اُٹہہ اور وہان کی زمیدار کی تادیب کا ارادہ کیا کہ عمدہ زمیداران کوہستان سے تہا
اور بہت کم حکام واقربا نے تسلط پایا تہا نہضت کرکے اوترا قلعہ چترا جو کہ ... کوہ اور رام گڈہ کی
راہ مین واقع ہی محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ مذکور کے آگی کو چلا خبرداران ... نے آگہی دی کہ رگہو جی بہونسلہ

پنڈت نے اپنے پردہان سے بہاسکر نام کو مع چالیس ہزار سوار کے تسخیر بنگالہ کو رخصت کیا ہی عنقریب فوج مذکور اس راہ سے گذر کر بنگالہ کو جائیگی والد مورخ نی یہ خبر ہیبت جنگ کو لکھی ہیبت جنگ نی وہ عرضی بجنسہ مہابت جنگ کے پاس بذریعہ اپنے خط کے بہیجدی مہابت جنگ نی بیہودہ سمجھا اور کچھ باور نکیا اور جواب مین لکھا کہ تم بدلجمعی تمام اپنا کام کرو جسوقت مرہٹہ ادہر آویگا تنبیہ اور تدارک جیساکہ چاہیے کیا جائیگا جب ایسا جواب مورخ کے والد کو معلوم ہوا اور اوسوقت کچھ فوج ہمراہ نتہی کہ مرہٹہ کا سد راہ ہوسکتی بصلاح رفقا وخیر طلبان سے کوہستان کے نیچے آکر جا سے مناسب دیکھکر مقیم ہوی اور چند روز کے بعد مرہٹہ خلوریز پچیٹہہ اور سور بھنج کے طرف آکر میدنی پور کے موضع مین ظاہر ہوئے مہابت جنگ جیساکہ مذکور ہو چکا ہی پانچ چھہ ہزار سوار سے بے اندیشہ مرشد آباد کو آیا نزدیک میدنی پور کے جب آ پہنچے کسی عامل معتمد وردود مرہٹہ کی خبر جا سنائی اوسوقت مہابت جنگ نماز ظہر مین مشغول تہا اور عرض کیا کہ بہاسکر پنڈت چالیس ہزار سوار سے بہت نزدیک آگیا ہی یقین ہی کہ کل یا پرسون مبع ہوتے اوسکا لشکر ظاہر ہو جو کہ حضور کا نمک خوار ہون اطلاع کرنا مناسب سمجھا اب حضور کو اختیار رہے جیسا چاہین بند وبست کرین مہابت جنگ نے باوجودیکہ بہت کم فوج ہمراہ تھی بلا تامل جواب دیا کہ ان کافرون کو کس مقام پر مارا چاہیے جس شخص نے کہ یہ خبر مہابت جنگ کو پہونچائی تہی مورخ کے روبرو قسم یاد کرکے کہتا تہا کہ کسیطرحکی تشویش مہابت جنگ کے چہرہ پر اصلا ظاہر نتہی مین نہایت تعجب اسکی فرط استقلال اور دلیری کا کرتا ہون ـ

پہونچنا مرہٹون کا مہابت جنگ کے سر پر اور اُسکی آویزش کا حال

مفصل اس کیفیت کا حال یہ ہی کہ رگھوجی بہوسلہ بنی عم راجہ ساہو کا تہا جو کہ صوبہ برار کے عمدہ مرہٹون مین تہا اسکا دار الملک ناگپور کلان ہی بنا بر ضعف ارکان سلطنت یا آصفجاہ کی ترغیب سے تسخیر بنگالہ کا عازم ہوا اور نہ چوتہہ دینے کے سبب سے بنگالہ اس بلا سے محفوظ تہا بہاسکر پنڈت اپنے مدار المہام کو پچیس ۲۵ ہزار سوار سے جسکی شہرت چالیس ہزار کی ہوئی تہی روانہ کیا اور ادہر سے بموجب تحریر بالا کے کچہہ دَرہ ہاے دشوار گذار کے عبور سے انسداد نکیا گیا بہاسکر مذکور نے کٹک کی پہاڑون سے راہ بنائی جب درہ پچیٹہہ سے جو آٹہہ منزل دکن مرشد آباد سے واقع ہی متوجہ ہوا اور یہ خبر منزل جہگڈہ ملن مین مہابت جنگ نے پائی جب مبارک منزل مین پہونچا عبور مرہٹہ کی خبر درہ پچیٹہہ سے قریب بسر حد بردوان کے ملی اس سبب سے کہ کچہہ تو برطرفی کا حکم دیا تہا اور اکثر ملازم بخیال نہونے کسی شورش کے

صولت جنگ کے ہمراہ مرشدآباد گئے تہے زیادہ بتین چار ہزار سوار اور چار پانچ ہزار پیادہ برقانداز
سے ہمراہ تہا قصبہ بردوان جو کثرت غلہ اور معموری مین کل پرگنات بنگالہ سے فوقیت رکہتا ہے اپنا
مسکن قرار دیا کہ یہان ٹہر کر مدافعہ غنیم مین ساعی ہو اس ارادہ کے ساتھی دوسرے روز کوچ کرکے
بردوان کے اوسی موضع مین مخیم ہوا اور مرہٹہ نے بھی جلد پہونچکر بعض آبادی مین آگ لگادی اور
بعض محفوظ رہی اس مقام مین ہلکی ہلکی لڑائیان ہوکر اپنے خیمون کو لوٹ آتے تہے تو اسی ضمن مین مہابت جنگ
کی شجاعت اور اسکے لشکریون کی تہور وجلادت دیکہکر بہاسکر نے چاہا کہ بے لڑائی لڑے جو کچھہ
ملجاوے لیکر واپس ہو اور اسی غرض سے مہابت جنگ کو پیغام دیا کہ ہم لوگ راہ دور سے محنت کہینچکر
اس جگہہ آئے ہین اگر دس لاکہہ روپیہ بر سم ضیافت عطا فرمایا جاوے ابہی واپس ہوتے ہین یہنا
اسکا نواب نے بمقتضاے غیرت اور مصطفی خان کی مشورت سے جو ہمیشہ خواہان جنگ وجدال رہتا تہا
سراسر نامنظور فرمایا اور یہ جواب صاف کہلا بہیجا کہ ہمکو نہین منظور ہے جب چند روز اسی رنگ مین
گذرے مہابت جنگ نے عزم کیا کہ زوائد سامان مانند رتہہ اور ارابہ اور بار برداری اور بار وبت
وغیرہ لشکر مین چہوڑ کر جریدہ مرہٹون پر ترکتاز کرے اس خیال سے اول صبح کو سوار ہوکر تاکید کی کہ مردم
بنگاہ سے کوئی شخص شریک فوج نہو لیکن خوف مرہٹہ تو دلونین سا رہی تہا بے اختیار داخل فوج ہوئی
جب کسیقدر راہ طی ہوئی اور خیمہ گاہ دور چہوٹا فوج مرہٹہ نے چارون طرف سے گہیر کر حملہ کیا طرفین
سے کشاکش ہونے لگی چنانچہ مصاحب خان جو کہ بڑا لڑکا عمر خان کا اور مرد جوان صاحب نام ونشان و
آبروے خاندان تہا میدان رزم مین خونفشان ہوکر مردمی دکہائی آخر کار جان نثار ہوا اسی وتیرہ سے
قطع مسافت بنگاہ مرہٹہ سے ہوئی تاآنکہ وقت عصر نمود ہوا اور شمشیر خان اور مصطفی خان اور سردار خان
اور رحم خان سے جو پشت پناہ مہابت جنگ کے تہے جیسا کہ چاہیے کچھہ جانفشانی نہ کرسکے جب تو مہابت جنگ
متحیر اور خبردار ہوا کہ سرداران ہمراہی مجہسے سرگران ہین اور ارادہ دیگر رکہتے ہین چونکہ اپنا لشکرگاہ تو
دور رہا تہا اور ادہر مرہٹون کا بھی مخیم دور تہا دیکہا کہ نہ تو لوٹ جانے کی طاقت ہے نہ آگے بڑہنے کی مجال
ناچار جس جگہہ کہ پہنچے تہے اور حسب اتفاق وہ جگہہ نہایت ناپاک کیچڑ دلدل ہورہی تہی بجز اقامت کی چارہ
نہ دیکہا چار پانچ پالکی اور خیمہ مختصر کہ سوا مہابت جنگ کیوا سطے اور کچھہ نہ رہا تہا اوس خیمہ کو بلندی پر بردوان
کے پانچ چھہ کوس پر نصب کیا اوسپر تمام لشکر کا مال واسباب لٹ گیا اور جو فوج کہ پیچہے
رہگئی تہی اونمین سے بہی اکثر مجروح ومقتول ہوے اور بعض صحیح وسالم نے اپنی راہ لی اور مہابت جنگ
کی ہمراہی فوج بہیئت مجموعی مرہٹون کی محصور ہوئی شام تک وار دشمنون کے روکتے رہے جب

رات ہوئی اوسی جا منزل کی اوس رات کو انقلاب قیامت پیدا تہا مصطفی خان اور شمشیر خان اور
سردار خان وغیرہ اکثر افاغنہ چند وجہوں سے دل آزردہ تہے اسی وجہ سے لڑائی میں سے کہولکر نہ لڑے ساری
وجوہات سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب لڑائی میں مہابت جنگ فوج نوکر رکہتا تہا بعد انفصال نوملازم
کو برطرف کردیتا اور یہ امر موجب ناراضگی سپاہ کا تہا اسی لڑائی میں جو صولت جنگ کی رہائی کیواسطے
روانہ نہین ہوئے مصطفی خان نے عرض کیا کہ مکرر دلاسا دیکر فوج نوکر ہوتی ہے اور پہر برطرف فرمائی جاتی ہے
اس مرتبہ امیدوار ہون کہ برخلاف عہد و پیمان کے تعمیل نفرمائی جاوے مہابت جنگ نے تسلی سپاہ اور
مصطفی خان کی خاطر داری کو فرمایا کہ اس مرتبہ ایسا نہوگا اور بعد ملاقی صولت جنگ اور ظفریابی کے باقرعلیخان
کے بدستور برطرفی کردی اور یہی امر موجب دلشکنی سپاہ خصوص مصطفی خان کا ہوا الحق کہ یہ امر نہایت
مذموم خصوص سرداروں اور حاکموں کو عہد و قرار کے برخلاف ہونا نہایت نازیبا ہے دوسری وجہ یہ کہ
اس زمانہ مین ہیبت جنگ ناظم عظیم آباد نے جو مہابت جنگ کا چہوٹا بہتیجا اور داماد تہا جنگ بہوجپوریہ
روشن خان افغان کو جو سرکار شاہ آباد کا فوجدار اور بہوجپوریوں پر حاکم تہا ذرا سی تقصیر پر مرواڈالا
یہ امر بہی باعث آزردگی فرقہ افغان بلکہ کل سپاہ کی رنجش کا ہوا اور یہ کام ایسا ہی بد و زبونا سے
تیسری وجہ یہ کہ راجہ موربنج نے جب کہ مہابت جنگ کا لشکر صولت جنگ کی رہائی کو کٹک کی طرف آیا
اور یہ راجہ باقرعلیخان کا طرفدار تہا اور اسی سبب سے مہابت جنگ نے اسکی بہی گوشمالی کی راجہ مذکور
نے مصطفی خان کے توسل سے [illegible] عرض کیا مگر مہابت جنگ نے مصطفی خان کی سنی ان سنی
برابر کی چونکہ چاہتا تہا کہ مصطفی خان دل سے اسکا طرفدار ہے میر محمد جعفر خان سے کہا تہا کہ جب راجہ دردولت
پر آوے قبل ازان کہ [illegible] کام تمام کرنا اور ایسا ہی ہوا کہ جب راجہ نے درخواست اجازت
احضار پائی اور دربار کو چلا میر محمد جعفر خان یہ خبر سنکر مع ہمراہیوں کے مسلح ہو آپہنچا اور بمجرد پہونچنے
کے جعفر خان کے آدمیوں نے اوسکا کام تمام کیا اور اونکے ہمراہیوں کو بہی جسنے جہان پایا ٹہکانے
لگایا۔ انہین عداوتوں اور رنجشوں سے اسوقتمین فوج نے برخلافی کی مہابت جنگ سپاہ کی اطراف
خصوص مصطفی خان کی سرگرانی سے جو کہ بڑے رفیقوں مین تہا متحیر ہوا کوئی تدبیر خیال مین نہین آتی تہی مرہٹہ
نے اوس میدان مین مہابت جنگ کو مع ہمراہی آدمیوں کے محصور کردیا تہا اور اطراف مین اپنے سرداران
لشکر کو محافظ کردیا تاکہ لشکر اور جنس رسد وغیرہ کے پہونچنے مین انسداد کرین مہابت جنگ نے
دفع الوقتی کے واسطے مرہٹہ سے سوال جواب صلح کے پیش کئے میر خیر اللہ کو جو بخشی راجہ بردوان کا
تہا اور دکن کا رہنے والا برسم رسالت پنڈت بہاسکر کے پاس بہیجا پنڈت مذکور نے بمشاہدہ حال موقوعہ کے

جواب دیا کہ الحال تمہاری فوج مین تاب مقاومت نہین رہی اور تمامی لشکر محصور ہی پس مصالحے
کیا ضرورت ہے لیکن چونکہ تم امراے ہند مین شمار کیے جاتی ہو لہذا اگر اس تہلکہ سی نجات منظور
ہی ایک کروڑ روپیہ نقد اور کل ہاتھی موجودہ لشکر تسلیم کیجیے اور مرشدآباد کی راہ لیجیے اس صورت مین
البتہ ہماری جانب سی مزاحمت نہوگی راجہ جانکی رام جو کہ دیوان تن اور صاحب اخبار سررشتہ سپاہ اور دو تنخواہ معتمد تہا بمشاہدہ حقیقت
دریوزہ اور پہلو تہی کرنے سرداران معتمد کی اور باقی رہجانی تین ہزار سوار کی رکاب مین جنمین بہی اکثر خوف و ہراس
سے غنیم مین ملجانے کی آرزو رکہتے ہین عرض پیرا ہوا کہ دشمنون کا غلبہ نہایت درجہ ہی اور جسقدر
فوج رکاب دولت مین ہی اس حال سکے دریافت سی مخالف کے طرفدار ہین پس ایسی صورت مین
صلاح ہی کہ التماس بہاسکر کا قبول ہو ہاتہیون کی بنگالہ مین کچہ قدر نہین اس سی عمدہ فیل خانہ مین
موجود ہین اور چالیس لاکہ روپیہ خزانہ مین ہی باقی ساٹہہ لاکہ جس طرحسی ہوگا بندہ فراہم کر کے
پہونچاتا ہی مہابت جنگ نے بمقتضاے عزت شجاعت کے نامنظور فرماکر فرمایا کہ تازندگی اس طرحکی
اہانت سے راضی نہین ہون انشاءاللہ مخالف مغرور کو سزا دیتا ہون خفت مین روپیہ دینے سے
کیا فائدہ انشاءاللہ بعد فتح و ظفر جاننثارون کی معاوضہ مین عطا فرمایا جاویگا جو لوگ اس معرکہ مین ساعی
ہون دس لاکہ روپیہ انعام پاوینگے بہرصورت دن تمام ہوا شام ناکامی نے سیاہی کی رات
کی سیاہی مین اکثر سیہ بخت سردار مہابت جنگ کی رفاقت سے کالا منہ کر کے مرہٹون مین جاملے
غیر جماعہ داران مشہور اور عزیزون وغیرہ وندبا اور چند رفیق کی کوئی نرہا جب میر خیر اللہ مذکور کے
بکرر آمد و رفت ہوئی اور لوگ بہی اپنی فکر مین ہوی میر حبیب اللہ بہی مع بعض روساء مرہٹہ کی جو کچہ
مہابت جنگ سے ناراض تہا لیکن ارادہ گریز رکہتا تہا مرہٹون نے شام کیوقت نشان دہرم دہار محصورون
کے مقابلہ مین نصب کر کے منادی کی کہ جو کوئی اسکے نیچے آئیگا سلامت جان پاوے گا نامردون نے
حیلہ اور بہانہ سی اوسکے زیر سایہ جاکر پناہ لی اور مرہٹون نے اونکو غارت کردیا اور اس حرکت سی
وہ راہ بہی مسدود ہوئی مہابت جنگ ہر طرح سی لاچار ہوکر جاندہی پر آمادہ ہوا ایکرات کو تنہا بے
خدمتگار اور مشعلچی کے سراج الدولہ کو ہمراہ لیے ہوی مصطفی خان کی خیمہ مین آیا اور کہا مجہے تمسی کچہ
کہنا ہی مصطفی خان اس وضع مین دیکہکر نہایت حیران ہوکر اوٹہکہڑا ہوا اور لیجا کر دوسرے خیمہ مین بٹہلایا اور
کہا جو ارشاد ہو بجا لاؤن مہابت جنگ نے کہا کہ انسان کو جان سی زیادہ کوئی چیز عزیز نہین مجہے اب
اسوقت جنگ مین جان بہی پیاری نہین ہی اگر تمکو کسی امر سے جو درحقیقت سے ملنے کیا ہو اور تمکو
میری طرف سے ملال ہو تو بندہ مع سراج الدولہ کے حاضر ہی شوق سی سر جدا کیجیے اور اگرچہ میرے

حقوق کا پاس ہو تو اسے سر سے قول بلا بالی میں جان فشانی کیجیے تاکہ بدلجمعی تمام مرہٹوں کی تدارک میں مصروف ہوں مصطفیٰ خان نے جواب دیا کہ میں اسکا جواب تن تنہا نہیں دے سکتا ہوں اور بھی میرے فرقہ کے لوگ آویں تو جواب دوں آخر مہابت جنگ نے اسکے ایما بموجب جواب دیا کہ کیا مضایقہ ہے مصطفیٰ خان نے کسی کو بھیجکر شمشیر خان اور سردار خان وغیرہ جماعہ داران افغان کو بلا یا سب بموجب التماس کے حاضر ہوئے مصطفیٰ خان نے مہابت جنگ سے کلام گذشتہ کا اعادہ فرمایا لوگ سنکر چپ ہو رہے مصطفیٰ خان نے کہا بھائیو جو منظور ہو جواب دو شمشیر خان وغیرہ نے جواب دیا کہ تم ہمارے سردار ہو تمہارا اقبال و انکار ہمارے جان و دل کو منظور ہے مصطفیٰ خان نے کہا یارو اس وقت تک جو کچہ ارادہ تہا مگر اب قدم ولی نعمت پر جان نثاری کا عزم ہوا اور جب تک اپنی جان میں جان ہے مہابت جنگ اور اسکے آل و اولاد کی عزت و آبرو پر نثار رہوں مشہور ہے کہ چالیس نفر سے ملک فتح ہو جاتا ہے ہم لوگ تو تین ہزار سے زیادہ ہونگے پہر کیا نامردی اور بزدلی ہے بعون آلہی دشمنوں سے لڑائی کرکے انشاء اللہ تعالے غالب آینگے اور تم سب جیسے مناسب جانو کرو اس کلام کو سنتے ہی ہر ایک نے مصطفیٰ خان کی پیروی کی مہابت جنگ اس عہد و پیمان سے خوش ہو کر خیمہ گاہ کو واپس آیا باطمینان تمام رات بسر کی اور غلام علی خان کو جو سابق میں دیوان خالصہ عظیم آباد اور ندیم اور مقرب مہابت جنگ کا تہا اوسکے مکان پر بہیجا کہ اب غائبانہ اوسکی کیفیت دریافت کرے غلام علیخان مصطفیٰ خان کے گہر آیا اودہر اودہر کا ذکر ہونے لگا کہ اس درمیان میں شمشیر خان کا پیغام آیا کہ بموجب بندوبست سابقہ کے جو نشان کہ مرہٹہ سے چاہیے تہی آج آینوالے ہیں اس بارہ میں آپ کی کیا مرضی ہے مصطفیٰ خان نے گفتگوے شب کا اعادہ فرماکر کہا کہ جو کوئی پٹھان کی نسب سے ہوگا اوسی قرار پر قائم رہیگا غلام علیخان یہ کلمات سنکر اوٹہا اور بے کم و کاست مہابت جنگ سے بیان کی۔ مہابت جنگ نے اس جواب کو سنکر عزم رزم مضبوط کیا مصلحت یہ ہوئی کہ مرشد آباد میں اسباب درست کرکے دفعیہ اعدا کرنا چاہیے جب پہر شام ہوئی مرہٹوں نے وہ توپ کہ جو اول لوٹ میں لیگئے تہے کسی درخت پر نصب کرکے گولے برسانے لگے اور بان کی سن سن برپا کی اس آتشبازی سے بڑی سوزش ہوئی حتی کہ دیوان مانکچند جو راجہ بردوان کا دیوان تہا قریب صبح اپنے گہر کو فرار ہوگیا اس درمیان میں مرہٹہ نے چاروں طرف سے شورش کی مہابت جنگ ہاتہی پر سوار ہو کر متوجہ انسداد غنیم ہوا چونکہ مرہٹہ بہت چیرہ آئے تہے ترتیب فوج کی مہلت نہ ملی اور مرہٹہ آپہڑے میر حبیب نے عمداً سواری میں دیر کی دو تین زخم کہا کر مرہٹہ کے ہاتہ میں قید ہوا اوس روز عید علیخان داروغہ توپخانہ دستی نے خوب شجاعت اور جوانمردی دکہلائی مرہٹوں کو خاک میں ملایا اور مصطفیٰ خان

و میر جعفر خان و شمشیر خان و سردار خان و رحم خان و عمر خان وغیرہ نے بھی نہایت جی کھولکر شمشیر زنی کی جمعیت مرہٹہ کی پریشان کردی رؤسا مرہٹہ نے شجاعون کی دست ضرب اور نیزہ اپنے مقتول و مجروح کی کثرت دیکھکر یورش کو موقوف کیا اور اپنے تئین جمع کرکے ساقہ کیطرف رجوع ہوئی اور مہابت جنگ کی برہم خوردہ فوج جمع ہوکر کٹوہ کیطرف روان ہوئی امروز جو کچھ اسباب بچ رہا تہا وہ بھی مرہٹون کے ہاتھ لگا زوائد تو کیسا ماکولات اور ملبوسات اور مرکوبات کچھ بھی نہ رہا دو تین ہزار آدمی اسپ اور ریمچی اور چند فیل سوار اور پانچ چھہ ہزار ہبیلہ برق انداز پیادہ جنگ کنان راہ طے کرتے تہے مرہٹہ کی فوج چارون طرف سے کوشش کنان تہی اور مہابت جنگ نے قلیل لشکر پر متواتر حملہ کنان ادہر سے بھی شجاعان رستم دل دفعہ غنیم مین ید بیضا دکھلاتے تہے نہایت استقلال سے چلے جاتے تہے جب شام ہوتی کسی تالاب کے کنارے زمین مرتفع پر مقیم رہتے اور کٹک کی راہ مین جو جگہ ناتہ کی راہ ہی اور وہین پر ہنود کا پڑاو ہوا کرتا ہی یہ لوگ بھی اقامت کرتے آسمان کا سایبان اور فرش غبرا کے سوا کچھ میسر نتہا مرہٹہ روزمرہ دیہات گرد و نواح کو لوٹتے اور دس دس کوس تک چارو طرف سے آگ لگاکر خاک کردیتے اور غلہ اور آبادی کا نام باقی نرکہتے تہے اس سبب سے مہابت جنگ کے لشکر مین بڑا ہرج واقع تہا امید زندگی اور فتح کی نرہی تہی بسبب فاقہ روزمرہ کے تاب و طاقت زائل ہوئی اور دنرات مین ایکوقت مقررہ پر جنس ماکول ارباب دولت کو بقدر سد رمق نصیب ہوتی تہی اور سب آدمی درخت مارو کی جڑ سے پیٹ بہرتے تہے جیسا کہ یوسف علیخان مرحوم پسر غلام علیخان مرحوم کی تقریر سے ظاہر ہوا کہ تین روز مین جب کہ کٹوہ کی قطع راہ ہوتی تہی ایکروز مین پاو بہر کہچڑی میسر آئی جسمین سات آدمی شریک تہے اور دوسرے روز سات عدد شکرپارہ مین تین آدمی سیر ہوئے اور تیسرے روز آدہ سیر گوشت گاو ملا جسکے کہانے مین چند آدمی شریک تہے اور اس سفر مین جیسا کہ ہردوان سے مرشد آباد آتے تہے مرہٹہ کی فوج نے بسبب نرہنے توپ و رہکلہ کے مہابت جنگ کی فوج مین قریب فاصلہ سے کہ گولی نہین پہونچتی تہی احاطہ کرکے اوترنا شروع کیا۔ ایکروز مصطفی خان نے مرہٹہ کو اپنے قریب لشکر کے اوترا ہوا دیکھکر نہایت غیظ و غضب سے ہمراہیون کو ڈانٹا کہ بہائی ہوچکی سے ای ترک من مناز کرتر کے تمام شد افسوس کہ بہوکھہ و پیاس کی صدمہ مین جان دے رہے ہو اور یہ نہین ہوتا کہ بہیئت مجموعی زندگانی سے ہاتہ اوٹہاکر ان کا فرونکو دل توڑ دو اوسکے ہمراہی جو کہ اکثر پٹہان اور شجاع تہے اس کلام سے متغیر ہوکر بولے کہ جو حکم ہو اور جس امر مین آپ اقدام کرین ہم بہی شریک ہین مصطفی خان نے ہمراہیون کا عازم جازم دیکھکر سپر اور شمشیر اوٹہالی اور آہستہ آہستہ بطور تماشائیون کے روش کرنے لگا۔ مرہٹہ تو مہابت جنگ کی فوج سے

ایسی شجاعت کا گمان نرکہتے تہے طبخ طعام مین لگے سلاح و قزلباش مشغول اور آرام مین مصروف تہے
جب مصطفی خان مع ہمراہیون کے نزدیک پہونچا یکبارگی شمشیر عریان کرکے جا پڑا اکثرون کے خون سے
زمین سرخ رو ہوئی اور بعض کہانا پینا چہوڑکر وسپاہ فرار ہوئے جرابیان مصطفی خان نے یہ غلبہ
مبارک سمجہا غنیم کے ماکولات سے جسقدر ممکن ہوا اپنے لشکر کو اوٹہا لائے اور دیگر سپاہ نے بہی فرصت
پاکر جتنا ہوسکا اوٹہا لیگئے بارے دو تین روز کے کہانے پینے سے بعضون کو پہر طاقت آگئی اب مرہٹہ نے
مصطفی خان کی دستبرد دیکہکر وہ رستہ اوسنے اختیار کیا مہابت جنگ اوسی حالتمین ہمیشہ کوچ کرتا تہا تا آنکہ
کٹوہ مین پہونچے کسی منزل مین وقت صبح کہ ہنوز مہابت جنگ فیل پر سوار ہوکر لشکر مین نہ جا ملا تہا مرہٹہ
فوج پر جا گرے جو جہان تہا اوسنے وہین پر گہیر لیا ہر ایک نہایت مضطرب اور لا علاج ہوا یہ بات
بنتی کہ ایک دوسرے کی مدد کرسے یا کہ مہابت جنگ کے حافظ ہون واہ حافظ حقیقی کی عنایت
دیکہیے کہ مہابت جنگ کے ہاتہی کے برابر مین نشان والا ہاتہی تہا اور ان دونون کی سونڈون مین زنجیرین
تہین ہاتہیون نے اونہین زنجیرون سے سواران مرہٹہ کو مارنا شروع کیا جسپر مارتے اوسی خاک مین
ملا دیتے تہے اس جنگ آسمانی کے ظاہر ہونے سے مرہٹون کو نہایت سراسیمگی ہوئی اور خانہ بدوش رو بہاگ
اور انکے سر براہ ہونے سے کسیقدر وسعت حاصل ہوئی اور ملازمین دوڑکر ہاتہی کے پاس آپہونچے
اور جو مرہٹہ لوگ کہ سرداران مہابت جنگ کو گہیرے ہوئے تہے اونپر حملہ کیا اور ہر جگہہ سے اونکے پاون اوکہیڑ دیے
اور مار ہٹایا اور بفضل خدا اسے ایسی جمعیت فوج ہوگئی اور بعادت معہود کوچ کی ٹہری خلاصہ یہ کہ
نہایت سختی سے قطع منازل ہوتی تہی ہر قدم پر خوف دشمن روبرو تہا مگر تائید غیبی مدد پر تہی یہانتک کہ قصبہ کٹوہ
مین جو کہ مرشدآباد سے بجنوب رویہ دو منزل پر واقع ہے مع الخیر جا پہونچے اہل لشکر نے بدین خیال کہ
کٹوہ مین غلہ وغیرہ ہر قسم کی چیز میسر آوے گی قطع راہ مین جلدی کی لیکن مرہٹہ نے قبل انکے ورود کے پہونچکر
اوس گانو کو قرار واقعی تاخت و تاراج کردیا اور غلہ کے انبار مین جسکا اوٹہانا دشوار تہا آگ لگا دی باوجود
اسکے حیوان و انسان نے جو کہ فاقہ رسیدہ تہے جلے غلہ کو مغتنم سمجہے کہ مہابت جنگ نے کٹوہ مین ٹہرکر حاجی
احمد اور شہامت جنگ کو بنابر حفظ و حراست تحریر کرکے صولت جنگ کو مع غلات وغیرہ ضروری
سامان کے طلب فرمایا اول خود ایکمدت تک شہامت جنگ اور صولت جنگ اور حاجی احمد وغیرہ
مہابت جنگ کے حال سے بیخبر اور صحت سلامتی اوسکی سے متردد تہے بارے خبر مجہوری پاکر سجدہ گذار
خداوند کے ہوئے اور صولت جنگ کو مع فوج شایستہ اور توپخانہ اور غلہ وغیرہ کے رخصت کیا
صولت جنگ بعد چند روز کے روانہ ہوکر منزل مقصود مین مہابت جنگ سے جا ملا مہابت جنگ اور

اوسکے ہمراہی اُسکے پاس جا پہونچے نہایت خوش و ازسرنو زندہ دل ہوئے اور غلہ وغیرہ سامان ضروریہ
کے ملنے سے اور بہی اطراف وجوانب سے غلہ پہونچنے کی بامن وامان تمام شکر خدا بجا لاکر قصبہ کٹوہ مین مقیم
ہوئے بہاسکر پنڈت قریب ایام بارش کہ مہابت جنگ کے دست ضرب کہائی ہوئی تہا ممالک
بنگالہ مین شہر ناد شوار سمجہا اور بیر بہوم کی راہ سے اپنی ملک کو عازم ہوا۔ میر حبیب نے شدت عداوت
سے جو مہابت جنگ کی ساتہہ رکہتا تہا مانع معاودت ہوکر کہا کہ اگر روپیہ حاصل کرنا ہو چند ہزار سوار
میرے ہمراہ کرو تاکہ مرشد آباد جاکر چونکہ شہر بے حصار ہے اور مہابت جنگ کٹوہ مین لہذا جگت سیٹھہ
کی کوٹہی وغیرہ لوٹ مار کر مال فراوان حاضر کرون بہاسکر نے اس آگاہی سے چند ہزار سوار جرار خوش آہنگ
ہمراہ کر دیئے اور مہابت جنگ نے جو اس راز سے آگہی پائی اور خوب جانتا تہا کہ شہامت جنگ وغیرہ
سے حفاظت نہو سکے گی جلد یلغار کرکے مرشد آباد کو مراجعت کی مرہٹہ نے قبل اُسکے پہونچنے کے ایکروز
مین پہونچکر جگت سیٹھہ کی کوٹہی سے تین لاکہہ روپیہ کے قریب نقد اور کسیقدر جنس لوٹ لیا اور نزدیک
محلون مین بہی دست بردی کی اور میر حبیب نے اپنے بہائی میر شریف کو گہر سے ہمراہ لیکر باہر چلا چونکہ
دار الامارۃ اور شہامت جنگ اور عطاء اللہ خان کے مکانات بسبب ہونی فوج کی نہایت حفاظت مین
تہے وہان پر ہاتہہ اونکا نہ پہونچا بمجرد استماع خبر آپہونچنے مہابت جنگ کی مرہٹہ نے راہ فرار لی اور جس روز
کہ مرہٹہ نے لوٹ مار کر راہ فرار لی تہی اوسکے شام کو مہابت جنگ داخل مرشد آباد ہوا یہ ساری
سرگذشت سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ماہ صفر عاید ہوئی۔

بہاسکر پنڈت سپہ سالار مرہٹہ کا کٹوہ مین مقیم ہونا اور ہوگلی بندر پر جو بنگالہ کی عمدہ بنیاد ہے مین تسلط پانا

جبکہ مہابت جنگ مرشد آباد آیا بہاسکر پنڈت بارادہ معاودت بیر بہوم کے طرف روانہ ہوگیا تہا
میر حبیب بہی اوسکی پاس جا پہونچا اور عزم کرنے جانب دکن کی سرزنش کی اور مہم بنگالہ کی اپنی کفالت
مین لیکر بڑے اصرار و مبالغہ سے واپس لاکر کٹوہ مین آیا اور بہاسکر کو کٹوہ مین مقیم کراکر کہا کہ غلات وغیرہ
ضروریات کے بہیجنے سے غافل نہو اور مردم ہوگلی اور زمینداران اطراف سے راہ رسم پیدا کی
واقعہ طلبان ہوگلی وغیرہ نے آہستہ آہستہ مرہٹہ سے خط کتابت جاری کی اور میر حبیب کو واسطہ بنایا
تا آنکہ میر ابو الحسن اور میر ابو القاسم وغیرہ ساکنان ہوگلی نے جو کہ محمد یار خان مہابت جنگ کے برادر
علاتی سے جو اوس بندر کا حاکم تہا نہایت اتحاد اور رسم دوستی رکہتے تہے میر حبیب کے اشارہ بموجب
ایکروز وقت شب مع پندرہ آدمیون کی دروازہ قلعہ ہوگلی پر آئے دروازہ بند پاکر پیغام دیا کہ کچہہ

شروع ہی عرض کرنا ہی محمد یار خان قریب مین آگیا اوسیوقت حکم احضار دیا چونکہ تنہا تہا قید ہوگیا ان مکارون
نے سیس راو نام مرہٹہ کو میر حبیب کی وسیلہ سے جو بہاسکر کے لشکر مین رئیس تہا بلا کر ہوگلی کے قریب
بٹھایا تہا بعد مقید کرنے محمد یار خان کی سیس راو مذکور کو بولا کر مسند دولت پر جانشین کردیا بعض دیگر تجار
مغلیہ ساکن ہوگلی بہی میر حبیب کی اغوا سے ساتہ اوسکے ملگئے اب کیا تہا مرہٹہ کا تسلط ہوگیا اور کسیقدر روپیہ
بہی بطور خراج اور دہیک کے وصول ہوا بہاسکر راو بنگالہ کے عزم سے کٹوہ مین مقیم رہا اور سیس راو
ہوگلی مین اور میر حبیب بطور مدار المہام کی کبہی ہوگلی اور کبہی کٹوہ مین رہتا تہا۔ مہابت جنگ نی دیکہا کہ فوج
قلیل رہگئی اور بہی سفر کشیدہ تکلیف رسیدہ اور بارش سر پر ہوگئی بہرحال اوس سال مرہٹہ کا اخراج
ناممکن سمجہا مرشدآباد کی حفاظت مین کوشش کرکے امانی گنج اور نارکپور مین شکارگاہ کی مرہٹہ کی فوج نے
دو ایکمرتبہ پلاسی داودپور تک آکر دیہات اطراف کو جلا کر کٹوہ کو چلے گئے ایک مہینے کے بعد دریای
بہاگیرتی نے طغیانی کی اور چونکہ کٹوہ اس پار دریاے مذکورہ کی ہی مرہٹون کی تاخت تاراج سے ادہر
کے دیہات محفوظ ہوئے مگر اور پرگنون پر دست درازی شروع ہوئی تمام چکلہ بردوان اور میدنی پور
بالیسر تک زیر قبضہ لائے میدنی پور کا فوجدار میر قلندر نی جسقدر جلدی ہوسکا اس مہلکہ سے رہا ہوکر گوشہ
اختیار کیا اور نائب صوبہ کٹک شیخ معصوم نی بہی غنیم کے ہجوم سے تنگ ہوکر اپنی راہ لی اضلاع بہوم
اور اکثر پرگنات راج شاہی اور قصبہ اکبرنگر بہی مرہٹون کی زیر حکومت ہوگئی مرشدآباد اور گنگا کی اوسطرف
کے مملکت مہابت جنگ کی قبضہ مین رہی ساکنان مرشدآباد کہ جنہون نے مدت سے ایسا معاملہ دیکہنا کیا
بلکہ کانون سے سنا تہا عین برسات مین گہبرا گہبرا کر بسواری ناو مع عیال و اطفال گنگا کی اوسپار
مانند جہانگیرنگر اور مالوہ اور رامپور بولیا وغیرہ مین جا کر مقیم ہوئے حتی کہ شہامت جنگ نے بہی
گنگا پار محال گودہ کاری مین جو ایکروزہ راہ تہی تعمیر مکان کرائی اور مع لڑکے بالکے مال و اسباب
کے وہان پر جا کر سکونت پذیر ہوا اور چند روز کے بعد شہامت جنگ نی خاص خاص آدمیون کی
ساتہ مرشدآباد کی معاودت کی اور مہابت جنگ نی تالیف قلوب سپاہ مین مصروف رہکر دس لاکہ روپیہ
جسکا وعدہ کیا تہا انعام فرمایا۔

مہابت جنگ کی بموجب طلب ہیبت جنگ احترام الدولہ بہادر اور عبد العلیخان بہادر کا عظیم آباد سے آنا اور نیز بادشاہ سے استعانت کرنا مہابت جنگ کا

مہابت جنگ نے بعد ورود مرشدآباد کے احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ اپنے چہوٹی داماد کو

جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا خط لکھا اور ایک خط عبد العلی خان بہادر مورخ کی خالو کے نام بھیجا کہ جسقدر
فوج ہو ارسال کرو اور خود بھی مدد کو آؤ اور گوشہ خط مین عبد العلی کی نام یہ فقرہ بقلم خاص تحریر کیا کہ اگر
توفیق رفیق ہو اپنے ضعیف چچا کی ایسے وقت مین رفاقت کرو ہیبت جنگ اخبار مذکورہ کے سُننے سے
متحیر اور مضطر ہوا بدین وجہ کہ بڑی مشکل سے استقبال بہو جوریون کا میسر ہوا تھا اور اب نفع اوٹھانی کا
وقت نزدیک آیا تھا کہ مایوس ہوا اور اوسپر مزید ہوئی کہ تنخواہ سپاہ کی مہیاقی کی فکر زیر تجویز ہے
بہر حال عظیم آباد آیا اور بعد چندے بارادہ مرشد آباد داخل باغ جعفر خان ہوا والد مورخ ہدایت علیخان
بہادر نے اپنے دولتخواہ سے مشورہ کیا کہ کسطرح اداے تنخواہ لشکر ہو اور صوبہ کیطرف سے کیونکر دلجمعی
ہاتھہ لگی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی آخر ایکروز خلوت مین والد مورخ سے ارشاد فرمایا مجھے اوس بزرگ
کی کمک پر جانا ضرور ہے مگر سپاہ کے طرف سے بسبب تنخواہ چاہیے اور صوبہ کا انتظام کیطرف سے
طبیعت کو نہایت ہراسانی ہوئی اسمقدمہ مین تمہاری مصلحت کیا ہوگی بیان کرو اگر تمہاری مصلحت
سے ہر طرح دلجمعی ہو کر کمک کی جانے کی صورت ہو جائے نہایت احسان ہو والد مورخ نے جواب دیا
کہ بندہ دولتخواہ ہے جو کچھ حضور ارشاد فرماوین اوسکی تعمیل مین حتی المقدور قاصر نہونگا ہیبت جنگ نے
فرمایا کہ مجھے اسوقت مین دو امر سے زیادہ کوئی سختی نہین اول اداے تنخواہ سپاہ دوم بندوبست صوبہ
اگر ان دونون امرون کے طرف سے میری دلجمعی کر دیجئے بخاطر جمع مہابت جنگ کی اعانت کو روانہ
ہون والد مورخ نے جواب دیا کہ جو روپیہ کل سپاہ کی تنخواہ مکتفی نہو ظاہر ہے کہ فدوی کو میسر نہین ہان
اسقدر ہو سکتا ہے کہ کسیقدر مالگذاران صوبہ اور کچھ قرض و دام سے سرانجام کر دیا جاوے اور باقیماندہ
تنخواہ کا فدوی اپنا ذمہ کرے گا رہا بندوبست صوبہ انشاء اللہ جبتک جان باقی تن مین ہے مخالف کا
گذر مشکل ہوگا ہیبت جنگ نے اس تدبیر سے خوشنود ہو کر فرمایا کہ اسیقدر خواہش ہے کہ جسطرح ممکن
ہو سپاہ کو میری رفاقت پر راضی کر دیجئے اور صوبہ کی حفاظت اور حراست اپنے ذمہ لیجئے والد مورخ
اسکی تعمیل کا متعہد ہو کر گھر آیا اور مہدی نثار خان اپنے بھائی سے جو فوج کا بخشی اور سالار تھا اس مقدمہ
کی گفتگو جو ہیبت جنگ سے درمیان مین آئی تھی بیان کی اور باتفاق ہمدیگر سرداران فوج کو بلا کر بآئین
مناسب ہر ایک کو ہیبت جنگ کی رفاقت مین راضی کیا اور مالگذار اور مہاجنون سے روپیہ لیکر سپاہ کو
تقسیم کیا اور باقیماندہ کا تمسک لکھہ دیا اور خود ذمہ دار اوسکے پہونچا دینے کا ہوا اور ہر ایک سے
ایک ایک سند سپرد زر کے واسطے لی تاکہ اوسکو روپیہ دیکر رسید حاصل کرلے جب ہیبت جنگ
کی اسطرف سے دلجمعی ہوئی والد مورخ کو خلعت نیابت صوبہ عظیم آباد کی لطف فرمائی اور چوتھی تاریخ

مسعود کو جعفر خان سے کے باغ سے مع مہدی نثار خان اور کل سرداران لشکر کے مع پانچ ہزار سوار
اور چھ سات ہزار پیادہ کے مرشد آباد کو رخصت فرمائی متعاقب اسکے عبد العلیخان بہادر نے بھی اپنی
مکان سے جسقدر ہوسکا روپیہ نکال کر بقدر اپنے طاقت کی سپاہ مجتمع کر کر مرشد آباد کو عازم ہوا قبل
حرکت عبد العلیخان کے دوسرا خط مہابت جنگ کا متضمن سابق پر آیا اور اوسمین خط خاص سے یہ مصرعہ لکھا تھا
ع مازیاران چشم یاری داشتیم اور مصرعہ دوسرا نہ لکھا بعد قطع منازل دونو بزرگ مرشد آباد میں پہونچے اور مہابت جنگ نے
عند الملاقات عبد العلیخان بہادر کے معانقہ کے وقت دوسرا مصرعہ پڑھا ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
الغرض شجاع الملک بہادر نگاہداشت فوج میں مصروف ہوا رسالہ داران لشکر کی بقدر لیاقت ترقی
کی چنانچہ مصطفی خان جسکے رسالہ میں پانچہزار سوار تھے آٹھہ ہزار سوار مقرر اور اوسکو منصب پنجہزاری
اور نوبت اور پالکی جھالردار اور خطاب ببر جنگ بہادر کا عطا فرمایا اور اسیطرح فقیر اللہ بیگ خان
اور نور اللہ بیگ خان اور حیدر علیخان برادر حسین قلیخان اور میر محمد جعفر خان خطاب بہادری
اور افزایش رسالہ سے سرفراز ہوئے اور عمر خان اور شمشیر خان اور سردار خان اور بہادر علیخان
وغیرہ جماعہ داران سائر اور توپخانہ کے جماعہ ہمراہی کی افزایش اور مردم رسالہ کی زیادہ اور
اضافہ تنخواہ ذاتی سے سرفراز ہوئے اور اسباب توپخانہ وغیرہ کا درست کیا گیا اور چند زنجیر فیل
بھی مقرر ہوئی تاکہ ہنگام سواری پیشرو رہیں سارا سامان جو راہوں میں درکار ہوتا ہے مہیا کیا گیا اب
انتظار انجام بارش کا ہونے لگا اور مرید خان کو جو خزانہ بنگالہ کے لیجانے کو حضور سے آیا تھا اور
مہابت جنگ اوس سے سرگرانی رکھتا تھا عظیم آباد میں ٹھہرنے کی رخصت تا انفصال ہنگام مرہٹہ
کے مہاد فرمانے اور خود بادشاہ کو عرضی لکھی کہ بالفعل بسبب ہنگامہ آرائے قوم مرہٹہ کی فدوی
سے ارسال خزانہ متعذر ہے لہذا مرید خان بہادر کو اس آشوب گاہ سے عظیم آباد میں ٹھہرایا ہے تاکہ تا انفصال
مرہٹہ آرام کرے اور فدوی امیدوار ہے کہ ایسے وقت میں حضور والا سے کوئی سردار مدد پر تعین
فرمایا جاوے اگر [illegible] فدوی [illegible] سلطنت کی شان و شوکت میں بل آجائے گا
[illegible] خزانہ بنگالہ کے وصول پر منحصر ہے مرفوع اور موقوف القلم ہوگا
[illegible] فدوی کی [illegible] غفلت اس مقدمہ میں خلاف آئین خداوندی ہے جب مہابت جنگ کی
عرضی بادشاہ کے ملاحظہ سے گذری محمد شاہ نے متوحش ہوکر امرائے حضور سے مشورہ لیا اور
نیز عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو جو کہ حضور سے دور اور مخاصمان عاقل میں تھا لکھا عمدۃ الملک
اور جمیع دولتخواہوں نے تصدیق کلام مہابت جنگ کی کی اور اعانت دینے کی اطلاع دی لہذا

بادشاہ نے نہایت جلد شقہ خاص متضمن تاکید زود رسی اور کمک دینے کی بنام ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ داماد برہان الملک جو صوبہ دار اودہ کا تھا صادر فرمایا اور عمدۃ الملک بہادر صوبہ دار الہ آباد کو بھی تحریر کیا کہ جسطرح ممکن ہو ابو المنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے حیلہ نہ کرنے پاوے اور نیز حکم حضور بالاجی راو کے نام جو جمیع لشکر دکن کا سپہ سالار تہا صادر ہوا کہ حضور والا سے مبلغ کلی بابتہ چوتہہ کی عنایت ہوا کرتا ہے الحال رگہوجی بہوسلہ نے مصدر فساد ہوکر بہاسکر پنڈت کو مع مفسدون کے صوبہ بنگالہ مین بہیجا ہے اور انہون نے فساد اوٹہایا ہے لہذا چاہیے کہ صوبہ مذکور مین پہونچکر بہوسلہ مذکور کو سزا دے تاکہ آیندہ ایسی گستاخیون سے باز رہے

مہابت جنگ کا مرشد آباد سے آنا بہاسکر کے رزم کو اور بہگانا پنڈت کو بلا دکٹک سے چلکا تک اور آنا رگہوجی اور بالاجی راو کا

مہابت جنگ نے اسباب حرب اور فوجین جرار آراستہ کرکے بعد ایام برسات کے باتفاق ہیبت جنگ اور صولت جنگ اور عبد العلیخان اور جمیع ہمراہیان وغیرہ فوج جرار اور سامان بیشمار کے متوجہ رزم بہاسکر پنڈت کا ہوا ہنوز دسہرہ نہوا تہا کہ یہ عزم کیا اور نہامت جنگ کو مع اوسکی فوج کے شہر مین چہوڑا اور خود دریاے بہاگیرتی کٹوہ کے برابر آپہونچا اور بہاسکر کی اقامت گاہ کے مقابلہ مین خود بھی مقیم ہوا آٹھہ روز تک توپ کی لڑائی رہی بہاسکر کے لشکر کو دو طرف سے دریا گہیرے ہوے تہا اور مقابل کی طرف سے مہابت جنگ کی دریا اور بائین جانب لشکر مرہٹہ اجی نام نالہ اور میر حبیب کی سعی سے ایک بجرا مقابل لشکر مہابت جنگ کے ٹہرا ہوا تہا اور اوسپر جو توپین تہین اونکی گولی برابر مہابت جنگ کے فوج پر برستی تہی اور مہابت جنگ عبور کی راہ ڈہونڈہ رہا تہا تا آنکہ یہ صلاح ٹہری کہ شب تاریک مین دریاے بہاگیرتی سے پار ہوکر دریای اجی پر پہونچے اور وہان ناو کا پل باندہ کر بے خبر اوترجاے چونکہ دریاے اجی سے دونو طرف کنگارے دریای بہاگیرتی کے مرہٹہ کی ہاتہ سے دور اور مہابت جنگ کے قبضہ مین تہے لہذا بڑی بڑی ناونکا پل باندہ کر بدلجمی تمام مع فوج دریاے بہاگیرتی سے عبور کیا اور متوسط کشتیان جو پل باندہنے کو مرتب کی تہین آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو فوج نے کہینچکر کنارہ بہاگیرتی سے دریاے اجی کے کنارے تک کہینچ لائے تقدیر سے کسی مرہٹہ کے آنکہ نہ کہلی اور اگر کسی نے بیدار ہوکر پوچہا بھی تو اہل کشتی نے جواب بنا سبد یکہ وہ سنکر غافل ہو رہے یہانتک آخر ہونے آدہی رات تک دریاے اجی پر پل طیار ہوا اور مہابت جنگ بادر

سے عبور کا حکم افاغنہ وغیرہ جوانمردون کو دیا حیدر علی خان اور مصطفیٰ خان اور شمشیر خان اور عمر خان
اور سردار خان اور میر محمد جعفر خان وغیرہ سردار پا پیادہ بڑی احتیاط و ہوشیاری سے مع ہمراہیون
کے لب دریا پہنچے اور اپنے رفقاے معتمدین کو منتخب کر کے حکم دیا کہ چونکہ مرہٹہ اوس طرف اژدحام
رکھتا ہے چاہیئے کہ تاریکی شب مین عبور کرو مقصد یہ کہ پیشتر سے جا کر مزاحمت اعدا کی مانع ہون اور
باقی فوج دلجمعی سے عبور کر کے ملحق ہو یکہ تازون اور زمام جویون نے عرصہ نبرد نے عبور شروع کیا اتفاقاً
بسبب اژدحام مردم اور کثرت عبور کے کہ ایک کے بعد دوسرا چلا آتا تھا ایک کشتی درمیان مین غرقاب
ہوگئی اور جوانان تہمتن شعار تو سبقت کرتے ہوے چلے آتے تھے اور اوس غار سے خبر نتھی اکثر اوسی
غار مین گرے اور دریاے عدم مین جا سماے معتمدان خیر اندیش سے سنا گیا ہے کہ قریب ڈیڑہ ہزار
جرار کے اس بحر غفلت مین ڈوب گئے اور یہ حال کب ظاہر ہوا کہ اسیطرح کا رخنہ پل مین نمودار ہوا
اور اوسکے بند و بست مین جمع کثیر ڈوب گئی اوسوقت اوترنے مین اضطراب نہوا اور چابکدستان
عذوبت منش نے اوسیوقت تازہ کشتیان لاکر رخنہ بندی اونکی اور پل کی تجدید کر دی تھا اور پھر
آشنایان بحر و غا نے پار اوترنا شروع فرمایا نزدیک صبح صادق کے قریب دو تین ہزار جرار کے پار
اوتر گئے دیکھا کہ اگر روز روشن ہوا اور مرہٹہ تیرہ بخت نے ہماری قلت دریافت کر لی تو اندیشہ ہے
کر دینگے کچھہ بنائے نہ بنیگا ناچار تائید غیبی پر تکیہ کر کے شمشیر برہنہ بہیئت مجموعی اوس بے شمار لشکر
مکار پر جا گرے اور بمجرد اسکے غلغلہ پڑ گیا کہ مہابت جنگ آپہونچا فوج مرہٹہ ایسی مضطرب ہوئی کہ
بلا شمار قلت و کثرت غازیان بخت بلند کے فرار ہوئی اور بہادران شیر صفت نے ہزارون مدبر کو شمشیر
خون فشان کی گھاٹ اوتارا مہابت جنگ نے ہمراہی ناوین دریاے اجی پر چھوڑائین اور لشکر نے بیہم اوترنا
شروع کیا تھوڑی سے توپ و فیل و اسپ وغیرہ مع آدمیون کے پار پہونچکر صف آرا ہوے اور مہابت جنگ
مع کل سرداران لشکر کے متعاقب اپنے لشکر کے پہونچا اور کسیقدر تعاقب کیا مرہٹہ جسقدر کہ اقتدار
والے اور رئیس تھے سب تہ تیغ ہوئے باقیماندہ شمشیر ایسی مضطرب فرار ہوئے کہ باوجودیکہ
چندان کثرت تھی جلدی مین جو لیتے بنا تھوڑا بہت لے لیا باقی اسباب چھوڑ کر راہ فرار لی جب
مرہٹہ دور تر نکل گئے اور پھر دلجمعی سے دیکھا کہ چندان کثرت نہین عود کر کے قریب نصف یا ثلث
میل کے پہونچے اور مہابت جنگ کی فوج آراستہ اور بھاری بھاری توپین گردون شکین پیراستہ
دیکھتے ہی حواس کھو دئے دُم دبائے اپنی راہ لی مہابت جنگ کو جو کسیقدر سپاہ کے
غرقاب ہو جانے سے ملال تھا اس فتح کے ہونے سے بکمال مسرت و شادمانی حاصل ہوئی اور مرہٹہ کے

خیمہ مین اس رو پر اپنا مقام کیا دریا مین جو لوگ ڈوبے تھے اونکے ورثا نی لاشین نکلوا لین اور
اور ہتھیار اور لباس علیحدہ کرکے بعد تجہیز اور تکفین کے دفن کیا اور مردون کا رنگ زرد اور تمام بدن کا
کا کبود تھا ظاہرا سبب یہ ہوگا کہ ہوا نہایت حرارت مین تھی اور اخیر موسم برشکال ہندو بنگالہ تھا اور ہتھیار
بھی تو بر تو پہنے ہوے تھے اور مرنا بھی علت عرق سے ہوا تھا زیادہ خدا آگاہ ہی حقیقت حال اون سب
طلوع عرق آنجال ہی یہ فتح ماہ شوال ۱۱۵۵ ہجری مین واقع ہوئی بہاسکر پنڈت سنے زیادہ ٹھہرنی کی تاب نلا کر
پچھہ کی راہ لی اور اوسکی فوجین جو کہ بردوان اور ہوگلی اور نجلی وغیرہ اطراف کی تھین اس خبر سے
متوحش ہوکر اپنی اپنی راہ لگین اور مہابت جنگ تعاقب سے گھڑی بھر بھی باز نہین رہتا تھا اور بہاسکر
پنڈت خوار جنگلون مین سات آٹھہ کوس کے فاصلہ پر چلا جاتا تھا چند روز تک ایسی جگہہ ہوکہ جہان
انبوہی درختان سی وہم وخیال کا گذر دشوار تھا نہ کہ فوج کا بہاسکر بھی اوس درخت زار مین آجا سکا
لاچار میر حبیب کی رہنمائی سے جنگل بشن پور کو چلا اور وہان سی چندرکونہ لیجاکر میدانی پور سے
نکلا اور ایک فوج شیخ معصوم کے دفعیہ کو کٹک روانہ کی اور فوج مذکور زہ نوردی کرکی شیخ
مسطور کو جو قلیل لشکر سے حاجی پور مین تھا جا گھیرا شیخ مذکور نے باوجود دلجوئی کی اطاعت مرہٹہ کی
نامنظور کی اور بمقتضائے شجاعت اوسی قلیل فوج سی مستعد محاربہ ہوا اور اپنی طاقت سے
زیادہ لڑکر مقتول ہوا جب مہابت جنگ کو میدنی پور مین بہاسکر کے پہونچنی کی خبر ملی اطراف بردوان
کے جنگل سے نکل کر میدانی پور کی راہ لی بمجرد پہونچنے مہابت جنگ کے بہاسکر کٹوہ ہوتی ہی مضطرالحال
میدنی پور سے بالیسر کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ نے بلا توقف پیچھا پکڑا بہاسکر نے میدنی پور سے
دو کوس پر جاکر لڑائی پر استقبال کیا جب کسیقدر لوگ طرفین سے کام آئی بہاسکر کی پیر اوکھڑ گئو
بھاگ نکلا اور مہابت جنگ مع صولت جنگ اور ہیبت جنگ اور عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ اور
عطاء اللہ خان بہادر نایب جنگ اور مصطفی خان بہادر ببر جنگ اور میر محمد جعفر خان بہادر اور شمشیر خان
اور سردار خان اور عمر خان اور حیدر علیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان بہادر اور نور اللہ بیگ خان
بہادر وغیرہ فوج ظفر موج اور توپخانہ قیامت آشوب کی لایق تعاقب کنان ہوا بہاسکر کے پیچھے چلا جاتا
تھا مرہٹہ کو لڑائی کی ہوس نرہی اسیطرح سی برابر مرہٹہ کو سرحد کٹک بلکہ سرحد دکن تک بھگا یا اور
خود دریاے چکار تک پہونچا جب مرہٹہ کا نشان نپایا معاودت کی اور کٹک مین کہ صوبہ اوڑیسہ کا
دار الملک ہی چند روز تک مقیم رہا مگر شیخ معصوم کی مارے جانی پر کہ آبرو و رفاقت سے جان دی
بہت متاسف ہوا عبد النبی خان عموے مصطفی خان کو جو کہ حسب الطلب اپنی بھتیجی کے قصبہ سامانا

مضافات صوبہ لاہور سے مع رفقاء چند کہ اکثر ملازم مہابت جنگ ہو امہابت جنگ سے صوبہ داری کٹک پر مامور فرمایا اور عطا سے منصب سہ ہزاری اور خطاب بہادری اور پالکی جھالردار سے حسب التماس مصطفی خان کے سرفراز ہوا اور پانچہزار سوار کا رسالہ اوسکے نام مقرر ہوا اور راجہ دولبرام پسر راجہ جانکی رام اوسکی پیشکاری پر مقرر ہوا اسی درمیان خبر آئی ہیبت جنگ اور بعض حرکات نا ملائم کی مہابت جنگ کو ملی مقتضی ہوا کہ مرشد آباد کو معاودت فرمائی جاوے اگر صفدر جنگ خواہان معذرت ہوا وسکا تدارک کیا جاوے لہذا عبد النبی خان کو بطور مذکور نصیحتین کہ موافق وقت ہون گوش گذار کین اور کٹک کی صوبہ داری پر مامور کیا اور خود مع برادر زادون اور باقیماندہ فوج اور رفیقون کے معاودت ہوا جب نزدیک بردوان کے پہونچا تو صفدر جنگ کی عزیمت اپنی دار الملک کے طرف سنی اور سوقتین بعض حرکات صفدر جنگ کی سنکر تدارک کی تدبیر مین تھا ایکروز مصطفی خان سے پوچھا کہ صفدر جنگ کے وضع مخالفانہ ہین اور ہمین مرہٹہ کی مدافعت مین مصروف پس اگر اوس سے بھی لڑنا پڑے کیا کرنا ہوگا مصطفی خان نے عرض کیا کہ چندان تشویش کا مقام نہین ایک کو حضور تنبیہ کرین دوسرے کیواسطے غلام مامور فرمایا جاوے اگر خواستہ خدا ہے تدارک بخوبی ہوگا اسیوقت مین مہابت جنگ نے سُنا کہ بموجب حکم بادشاہی بالاجی راو کمک کو آتا ہی مرشد آباد کے قریب پہونچا کہ بالاجی راو آگیا جب مہابت جنگ کی فتحیابی کا اخبار دربار محمد شاہی مین پہونچا قدر دانی کی راہ سے فرمان عطوفت عنوان مع تحسین و آفرین اور خطاب حسام الدولہ اور شمشیر اور خنجر مرصع و عقد مروارید اور سرپیچ مرصع اور خلعت ملبوس خاص کے صادر فرمایا اور اسیوقت مین بموجب استدعاے مہابت جنگ کے شہامت جنگ کو خطاب احتشام الدولہ اور صولت جنگ کو صمصام الدولہ اور ہیبت جنگ کو احترام الدولہ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ کو اعزاز الدولہ اور مصطفی خان کو منصب سہ ہزاری اور خطاب خانی با بہادری کے حضور بادشاہی سے عطا ہوئے ۱۱۵۵ ہجری مین آخر شوال یا اول ذی قعدہ صفدر جنگ عظیم آباد مین معاودت کر کے وارد مرکز دولت دار الامارۃ کے ہوے سنہ مذکور کو بہاسکر پنڈت کو حدود کٹک سے نکال کر صفدر جنگ کی آنے کی خبر سنکر مرشد آباد کے قریب وارد ہوا اور اوایل صفر یا آخر محرم کو رگھوجی بہوسلہ اور بہاسکر پنڈت ۱۱۵۶ ہجری مین وارد قرب وجوار مرشد آباد ہوئے اور چندروز کے فاصلہ سے بالاجی راو بھی بموجب حکم حضور کے پہونچا اور بسبب ملاقات صفدر جنگ کے مریدخان کے توسل اور ہیبت جنگ اور مہابت جنگ کی دراندازون

کے سبب سے والد مورخ سے دل آزردہ ہوکر اخلاص سابقہ فراموش کردیا تفصیل اسکی آیندہ زیب تحریر ہوگی۔

آنا صفدر جنگ کا عظیم آباد مین اور چند روز کی بعد حسب الحکم حضور اور اندیشہ ورود بالاجی راو کی اپنے صوبہ کو واپس ہونا۔

جب برسات گذر گئی راستہ خشک ہوا صفدر جنگ آخر ماہ شوال یا اول ذی قعدہ ۱۱۵۵ ہجری کو مع فوج مغل اور ہندوستانی اور نیز کسیقدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کی جو سات ہزار کے قریب ہونگی اور ہندوستانی دس ہزار اور دیگر سامان توپخانہ وغیرہ کو اپنے صوبہ فیض آباد سے کوچ کرکے عمدۃ الملک بہادر کو عرضداشت کی کہ یہ فدوی بموجب حکم حضور صلابت جنگ کی مدد کو جاتا ہی مگر مرہٹونکا جنگ وجدال آسان نہین اور میرا صوبہ زمیداران متفنی اور مفسدون کا آرام گاہ ہی اونکے خیال سے ناموس کے بارہ مین بڑا اندیشہ ہی نہ تو صوبہ چھوڑ جا سکتا ہون کیونکہ کوئی مستحکم جگہہ اس صوبہ مین نہین اور نہ ہمراہ لے سکتا ہون پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنہارٹہ عنایت ہو تاکہ عیال و اطفال کے طرف سے دلجمعی کرکے سرکوبی مرہٹہ مین مصروف ہون عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کرکے لکھا کہ بادشاہ کو عرض کرے اور اوسکے مطابق مین بھی تحریک کرونگا جب بادشاہ کو عرضداشت ہوئی بادشاہ نے قلعہ رہتاس اور چنہارٹہ کی قلعداری کی سند صفدر جنگ کی نام لکھی اور قلعداران سابق کو حکم پہونچا کہ قلعہ مذکورات اوسکے حوالہ کرین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندہ کر دریاسے گنگا سے اوترا اور قلعہ چنہارٹہ مین عیال و اطفال کو چھوڑ کر اپنے طرف سے کوئی عمدہ معتمد محافظ مقرر کیا اور آپ بکمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقون کو عظیم آباد تک ہمراہ لیگیا اس ارادہ سے کہ اگر اجیانا عظیم آباد کی گرد و نواح مین مرہٹہ سے ملاقی ہو بہر صورت متعلقون کو قلعہ مذکورہ مین پہونچا سکتا ہی اور ہیبت جنگ کی طرف سے والد مورخ کو حکم پہونچا کہ حسب الحکم حضور صفدر جنگ مدد کو آتے ہین بروقت قرب استقبال کیا جاوے تاکہ کسی طرح انکو ملال نہو۔ عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑرہا تھا گویا ایک قیامت برپا تھی بدین سبب کہ خبر قتل عام نادری جب کہ دہلی مین ہوا تھا یہان کے لوگون نے سنی تھی۔ الغرض والد مورخ ہرچند اسباب اور فوج لایق نظامت کی ہمراہ رکھتا تھا مگر صفدر جنگ کی ساز و سامان فوج کی آن بان کے روبرو کیا حقیقت تھی چونکہ سابقہ

آشنائی صفدر جنگ اور اوسکے ہمراہیون سے تہی بخیال حفظ آبرو خیال ہوا کہ کسیکو واسطہ کرنا چاہیے
مرید خان بہادر بموجب ایماے مہابت جنگ کے عظیم آباد مین انفصال مرہٹہ کر رہا تہا اتفاقاً یہ شخص
فرقہ سادات طباطبا سے تہا اور والد مورخ بہی اسی زمرہ مین تہا اس سبب سے باہمدگر بڑا لطف و اتحاد
تہا اور مرید خان چونکہ امراے حضور مین تہا اور صفدر جنگ سے سابقہ آشنائی رکہتا تہا پس اسلیے
وقتین اس سے بہتر کوئی وسیلہ نظر نہ آیا لاجرم والد مورخ نے کسی تقریب سے یہ ذکر مرید خان بہادر سے
کیا خانمذکور نے دلجوئی کی اور خود واسطے ملاقات کرنے والد مورخ بیشتر سے اور بہی صفدر جنگ کی ملاقات
کو گیا اور صفدر جنگ کا پروانہ متضمن دلداری تنخواہ اور بکمال مبالغہ مین اپنا خط لکہا کہ دلجمعی سے استقبال
کرے والد مورخ جو کہ سامان موجود تہا لیکر منیر تک استقبال کو آیا اور اثناے راہ مین ملازمت
کرکے مورد الطاف و عنایات ہوا اور ہمعنان عظیم آباد تک آیا فرمان برداری سے بوجہ احسن خوشنود
کیا صفدر جنگ نے حکم دیا کہ ہیبت جنگ کے اسباب و مال وغیرہ سے قلعہ خالی کیا جاوے اور بیشتر اس
حکم کے صفدر جنگ کے محافظ قلعہ کے دروازون پر بیٹہہ گئے تہے آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا نکالنا متعذر
ہوا حسب الحکم والد مورخ نے رات کیوقت خواص و جواری وغیرہ مع بعض اموال خلاصہ کے پوشیدہ
باحتیاط تمام نکالکر مکان مقررہ مین لایا اور بعد ازان لاچار دیگر اسباب وغیرہ بہی علیحدہ مکان مین
متصل اپنے گہر کے لا رکہا صفدر جنگ بکمال جاہ و اقبال سے داخل شہر عظیم آباد ہوا اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیون کو تعینات کیا اور خود واسطے زیارت اور فاتحہ قبر جد مادری کے جو عظیم آباد
مین دفن تہی اور وہ مکان سعادت خان کے باپ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے آیا اور وہان سے باقی پور مین
جہان لشکر تہا گیا کل منصبداران اور امراے وغیرہ زمینداروں نے سعادت ملازمت دریافت کی چونکہ اس
شخص کو غرور و نخوت بہت تہی اکثر مردم عالی شان سے نہایت کمینہ اخلاص سے پیش آتا کہ اکثر بیدل ہو جاتے
تہے بعض عمدہ منتخب ہاتہی اور بڑی بڑی توپین مرہٹہ کی لڑائی کو ہیبت جنگ عظیم آباد مین چہوڑ گیا
تہا صفدر جنگ نے اونکی تعریف سنکر والد مورخ سے فرمایا کہ وہ ہاتہی اور توپین ہمین دو اور اوسکی
قیمت لو والد مورخ نے جواب دیا کہ نہ تو آقا میرا سوداگر ہے اور نہ بندہ گماشتہ وہ بہی امیر اور
حضور بہی امیر ہین اور دونو باہم رابطہ اتحاد پس اونکا اور آپکا مال و اسباب جدا نہین جو چاہے تصرف
مین لاسکتے مگر بندہ اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا — صفدر جنگ نے
اس جواب پر کچہ التفات نہ کیا اور دو تین زنجیر فیل اور تین چار ضرب توپ ہرچند لایق اوسکے
شان کے تہی اپنی سرکار مین داخل کرلین ایسے حرکات مہابت جنگ کو نہایت بری معلوم ہوئی صفدر جنگ کی

خط ممانعت اس مضمون کا تحریر کیا کہ مرشد آباد کو نہ آئے اپنی صوبہ کو معاودت فرمائی اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کے مدد کی حاجت نہین باقبال حضور جو کچہ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کو حکم واپس صادر فرمایا جاوے ورنہ میرے اور اونکی صحبت موافق نہوگی بادشاہ نے بموجب التماس مہابت جنگ کی صفدر جنگ کو شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبہ کو معاودت ہو — اور نیز اوسکے وکلا کو تاکید سخت ہوئی خط مہابت جنگ اور عرضداشت کا جانا اور اوسپر حسب مرضی سائل کے حکم ہو جانے کا حال قبل ورود شقہ بادشاہی کی تحریر وکلا سے صفدر جنگ کو معلوم ہو گیا اسی عرصہ مین صفدر جنگ کی ہرکارون نے اطلاع دی کہ بالاجی راو بہ ارادہ کمک مہابت جنگ کی اسپنے مقر دولت سے متحرک ہوا ہے چونکہ بنا بر سابقہ جھگڑے کی جو کہ باجی راو والد بالاجی راو کو برہان الملک سے محقق تھا اور چند سے سرداران مرہٹہ عین جنگ مین برہان الملک کے قیدی ہوکر ہنوز صفدر جنگ کی قید مین تھے صفدر جنگ تو بالاجی راو سے اندیشہ رکھتا تھا صفدر جنگ نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ منیر سے پل باندھکر اوتر گیا اور والد مورخ کو منیر سے رخصت کر دیا۔

ذکر آزردگی مہابت جنگ اور ہیبت جنگ کی سید ہدایت علیخان والد مورخ سے اور آنا بالاجی راو کا عظیم آباد کی نواح مین اور ایک تہلکہ کا ہونا مگر محفوظ رہنا شہر کا اور بالاجی راو کا مرشد آباد مین پہونچکر مہابت جنگ سے ملاقات کرنا

در اندازون اور غمازون نے ملاقات والد مورخ کی کہ نائب صوبہ عظیم آباد کا تھا ساتھ صفدر جنگ کے وساطت مرید خان سے جسطرح ذکر ہو چکا ہے بطور دیگر ارادہ فاسد سے کہ ہیچ خیال والد مورخ کچھ نتھا ہیبت جنگ اور مہابت جنگ سے کہا کہ سید ہدایت علیخان نے مرید خان کی وساطت سے صفدر جنگ کی ملاقات کی مہابت جنگ چونکہ مرید خان اور نیز صفدر جنگ سے بوقوع اوسکے چند حرکات کی ملال رکھتا تھا چغل خورون کی بات مان لی ہیبت جنگ بھی والد مورخ سے دل آزردہ ہوگیا لیکن مصلحتاً چند روز ظاہر نفرمایا بعد ازان جبکہ مہابت جنگ نے اسپنے تئین کو جنگ مرہٹہ پر مستقل پایا اور دوسری کی مدد سے مستغنی ہوا از دلی ظاہر کرکے راے چنتامن داس کو صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر بھیجا اور وہ چند روز کی بعد سہل سے چار سنہ مین فوت ہوا چند مدت تک شہر عظیم آباد مین کوئی حاکم نرہا کہ ناگہان

بالاجی راو انبوہ بیشمار سے آیا یقین ہی کہ اوس فوج مین چالیس پچاس ہزار سوار ہوگا اثناے
مسافرت مین جسنے اطاعت کرکے پیشکش گذرانا اوسکا مسکن فتنہ و آشوب اوسکے ہمرہیون کی لوٹ مار
سے سلامت رہا جسنے کچہ بھی سرکشی کی پایمال ہوا چنانچہ احمد خان نبیرہ داود خان طرف پیشی جوکہ
دو پرگنہ انچہا اور کوچہ صوبہ عظیم آباد مین التمغار کہتا تہا اور قصبہ داؤد نگر آباد اوسکے دادا کا بسایا
ہوا تہا بگمان اسکے کہ بالاجی راو مہابت جنگ کی کمک کو جاتا ہی ہمارے قلعہ کے محاصرہ سے اوسکو
کیا غرض اور غوث گذہ جو داؤد نگر کے قریب اوسکا بسایا ہوا تہا اور اوسکو نہایت مستحکم جانتا تہا
مع مہاجنان قصبہ اور افاغنہ ساکنان داؤد نگر کے وہان جا بیٹہا اور اطاعت و فرمان برداری مین نہ حاضر
ہوا بالاجی راو نے اوسکے تخریب کو فوج بہیجی فوج مذکور نے داؤد نگر جلا کر خاک کر دیا اور اوسکی خس و خاشاک
سے غوث گذہ کے خندق ہموار کرکے قلعہ کو لے لیا احمد خان کے دماغ سے دون کی جاتی رہی لاعلاج
ہوکر مہاجنون سے صلاح خواہ ہوا اور پچاس ہزار روپیہ پیشکش دیکر جان بچائی اس خبر کے اونے سے عظیم آباد
کے لوگ بیجان و ہراسان ہوگئے اور والد مورخ سے رجوع ہوکر عرض کیا کہ اس شہر مین آپ کے سوا کوئی
رئیس نہین آپ کو لازم ہی کہ شہر کے حفظ ناموس کی تدبیر فرمائیے والد مورخ نے اپنے لڑکے بالے دریا پار
روانہ کر دیے اور نیز صاحبان دولت کو ایما کیا کہ ناموس کو گنگا پار بہیجنا چاہیے باقی بندہ بہرحال آپ
لوگون کا شریک ہی چنانچہ ساکنان شہر اپنے اپنے عیال و اطفال کو گنگا پار بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی بیٹہے
بحسب اتفاق مورخ کے دادا سید علیم اللہ طباطبا اسکنہ اللہ فی فرادیس الجنان بہی قبل اس
انقلاب کے شاہجہان آباد سے آکر وارد عظیم آباد تہے ہرچند والد نے مبالغہ کیا کہ آپ بہی گنگا پار
جائیے مگر فرط غیرت سے منظور نفرمایا چونکہ علم معرفت کی رو سے واقف حال و استقبال تہے صاحبزادہ یعنی والد مورخ کی
بہی دلجمعی فرمائی اور خود تنہا سوار ہوکر برخلاف عادت کے شہر کے گرد پہرکر واپس آئے اور والد مورخ
سے کہا کہ انشا اللہ تعالے جو بلا کہ آتی ہے اس شہر مین اوسکا اثر بہی نہ پہونچیگا - شکر خدا کا کہ ویسا ہی
دیکہنے مین آیا اگر مورخ اپنے دادا کے علو مقامات و سمو کرامات بیان کرے تو تقریر طول پہونچتی ہی مثنوی بشارۃ
الامامۃ مین جوکہ مورخ نے تصنیف کی ہی بعض خوارق عادات اونکے کے درج کیے ہین من شاء فلیرجع الیہ القصہ
بیمن افضال ایزدی یہ لطیفہ غیبی ظاہر ہوا بالاجی راو کے اقربا مین ایک شخص گوبند جی نایک نام بنارس
وغیرہ قصبات عظیم آباد مین مہاجنی کرتا تہا اتفاقاً جب والد مورخ وہان کے حاکم تہے چند وجوہات
سے اوسپر احسان کیے گئے تہے اسوقتمین بمقتضاے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وہی نایک مذکور
کام آیا جلد بنارس سے بالاجی راو کی پاس آیا اور احسانہاے گذشتہ بیان کرکے کہا کہ اب خوب

سلہ جگہ دیا اللہ اوسکو بیچ باغون جنت کے ۱۲
سلہ جوکہ چاہی دیکہنا حالات اوس صاحب کرامت کی پس چاہیے رجوع کرے طرف اوس کتاب تصنیف مورخ کی ۱۲
سلہ بدلہ نیکی کا نیکی ہی ۱۲ مولوی سید محمد صادق علی سلمہ

احسان کا وقت عمدہ ہاتھ آیا ہی ایسا تدارک کرنا چاہئی کہ بار احسان سی مجھے سبکدوشی حاصل
ہو بالاجی راو نے اس کلام کو سنکر ایک خط مملوے شفقت و کرم مع بعض تحف تحائف دکن کے
والد مورخ کے نام صادر فرمایا اور تحریر کیا کہ آپ مع جملہ ساکنان شہر کے دلجمعی اور فراغ خاطر سی
آرام کیجیے کہ مجکو آپ سے اور شہر عظیم آباد مین کسیطرحکا تعرض نہوگا بفضل الٰہی اور انفاس مبارک
بزرگان پاک نفس کے یہ شہر ایسی بلاے ناگہانی سے محفوظ رہا محمداً لہ ثم حمداً لہ الحمد اللہ کہ جس
جس مقامات پر والد بزرگوار رونق بخش رہے وہان کی خلق اللہ کو راقم نے مشکور و ممنون
اخلاق پایا اور اکثر وقتون مین خود مورخ اور نیز دیگر اولاد کے ساتھ احسانمندون نے خدمات
مناسب کین اس قول مشہور کی مثل سے ہوا کرتی ہے نیکی جانشین نیکون کی غالب بعد مرنے کے + بہت اچہا رہا وہ آدمی جسکی رہین
ہین نیکیان باقی + القصہ بالاجی راو داؤد نگر سے بالا بالا نکاری اور گیا ٹیکاری اور بہار ہوتی ہوئی مونگیر ہوکر بہاگلپور پہونچا
ان دونو قصبون مین اوسکے پہونچنے سے آفت عظیم نازل ہوئی محمد غوث خان کی بی بی جو فی الحقیقت شیر زیان تہی بسبب تہیدستی
اور پریشانی کی طاقت عبور و مرور دریا نکر سکی ناچار اپنے مکان کا دروازہ بند کرکے مع چند اقرابون اور ہمنشینون کے جو اس
تہیدستی اور پریشانی مین رفیق تہے بیٹہی اور حفظ عصمت کو مستعد مدافعہ رہی جب اوس خانہ دربستہ سے آتش جنگ و جدال اور
صداے تفنگ مشتعل ہوئی غارتگرون کو حیرت آئی بعضون نے محاصرہ کیا اور بعض سردار لشکر کو
خبر دینے گئے بالاجی راو نے بعد جستجو پتا پایا کہ محمد غوث خان کی بی بی بپاس حفظ آبرو مع چند رفیقونکے
مستعد جنگ ہے اب تک کسیکو جرات نہین ہوئی کہ اوس خانہ ناموس مین قدم رکہے بالاجی راو
اوسکے اس جسارت اور حفظ عفت سے خوش ہوا اور کسیقدر لباس دکن سے عطا فرمایا اور چند
معتمد سوار بہیجے کہ جب تک سارا لشکر عبور نکر جاے اوسکے دروازے پر حاضر رہین اور حفظ
مکان مین ساعی ہون کچہ تکلیف اوس بیچارہ ضعیفہ کو نہ پہونچی اور خود بیشتر سے کوہستان کو چلا جب
کل فوج بہاگلپور سے گذری سواران متعینہ بہی ضعیفہ شجاع سے رخصت ہوکر داخل لشکر ہوئے
بالاجی راو نواح بیرہوم سے ہوتا ہوا وارد مرشدآباد ہوا اور ناگپور کلان کی طرف سے رگہوجی بہوسلہ
بہی بہاسکر پنڈت کی مغلوب ہونیکا حال سنکر حسب طلب روانہ ہوا اور نواح مرشدآباد مین آپہونچا

ذکر مہابت جنگ کی بالاجی راو سے ملاقات ہونا اور رگہوجی کو حدود بنگالہ سے نکالنا

جب کہ بالاجی راو نے قریب مہابت جنگ کے پہونچکر شہر کے اطراف مین معسکر کیا مہابت جنگ
بہی کہ اسوقت مین لب دریا خیمہ زن تہا ملاقات کو گیا بالاجی راو استقبال بجالایا اور بکمال

یہ سب عزو مرتبہ خدا کے واسطے تعریف ہے اور اوسیکا مالک کا شکر چاہئے

اور والد سے خوف اور نیز تنبیہ اکثر رعایا کو کی کہ صوبہ کا بندوبست اپنی وساطت سے کریں اور جو راجہ کیرت چند
پسر راے رایان عالم چند کے کہ دیوان شجاع الدولہ مغفور کے تھے اُسے ہمراہ لایا تھا اور اپنا مدار المہام
و دیوان خاص بنایا چاہتا تھا کہ جسکو جو عرض حال کرنا ہو دیوان مذکور کے وسیلہ سے کیا کرے
بہر حال والد نے عریضہ مشعر اپنے ارادہ احضار کے ارسال کیا جواب مین لکھا کہ ہم خود عنقریب شہر
مین آتے ہین وہین پر ملاقات ہوگی تم تکلیف نہ کرو والد مورخ حسب مرضی مقیم رہے ناگہان مرہٹہ
کی آمد کا پرگنہ مذکور کے نواح مین غلغلہ ہوا اور ہیبت جنگ نے اس خبر کے سنتے بدین وجہ کہ
فوج اور اسباب کی قلت اور بسبب مہم بنگالہ کے تاب و طاقت باقی نتھی وہان کا ٹھہرنا مناسب
نجانا شبا شب قطع راہ کر کے اول صبح عظیم آباد کے قریب آپہونچا والد مع ہمراہیون کے سوار ہوکر
متصل تالاب میٹھی پور کے ہیبت جنگ سے جا ملا ہیبت جنگ نے جو گھوڑے پر سوار تالاب کے
کگر کی آڑ مین ٹھہرا تھا اور والد مورخ کو دیکھا راجہ کیرت چند کو پیشتر سے واسطے استقبال و ملاقات
والد مورخ کے روانہ کیا جب نزدیک پہونچا والد اور راجہ کیرت چند گھوڑون سے اوترے اور باہمدیگر
معانقہ کیا اور بالاتفاق ہیبت جنگ کی ملاقات کو روانہ ہوے ہیبت جنگ نے حجاب مذکور سے نکلکر
گھوڑے کو آگے بڑہایا والد نے جب سلام کیا باگ پکڑ کر ٹھہر گیا اور والد نے بڑہکر نذر دکھلائی ہیبت جنگ نے
سوار قد خم ہوکر معانقہ کیا اور دو تین کلمہ کے بعد حکم سواری دیا اور خود پیشتر کو بڑہا والد نے
تھوڑی دیر ٹھہر کر اپنے بھائی مہدی نثار خان حبشی اور دیگر سرداران سپاہ سے معانقہ کیا اور سوار ہوکر
ہمراہ سواری ہیبت جنگ کے داخل شہر ہوا چند روز تک آمد رفت دربار اور اعادۂ کلمات
سابقہ اور عذر خواہی وغیرہ ہوتی رہی ہیبت جنگ نے کہا کہ صاحب جنگ تمہاری طرف سے بدگمان
ہین اور مجہے اونکی استرضا منظور ہے پس بعد چند روز کے جب اونکا مطمئنہ دور ہوگا بدستور جملہ
مقدمات تمکو تفویض کیے جاوینگے والد نے نظر بہ آبرو قبول نکیا اور بنا بر غیرت و حدت کے کہ
خصلت جبلی رکھتا تھا راضی نہوا تا آنکہ لاچار ایکروز واسطے ملاقات اپنے والد کی مورخ حرم سرا
مین آیا اور نہایت درجہ اپنے والد کی دلجوئی اور عذر خواہی کی و لیکن والد اطاعت سے
باہر ہوکر اپنے مذلت پر راضی نہوا وکیل ناظم ہیبت جنگ سے رخصت ہوکر بعد چند روز کے تہیہ سفر
کیا اور ساعت مختار کو کہ نیدہوین رجب المرجب ۱۱۵۶ ہجری تھی مع چند رفقا کے برخلاف ضابطہ ملازمت
عین شہر مین نقارہ کوچ بجا کر سوار ہوا اور ترک رفاقت ولینعمی اور آقا اپنے کا تصور کیا اور ارادہ
دہلی جانے کا کر کے باغ راے بالکشن وکیل ناظم مین نقل مکان کیا مہدی نثار خان مورخ کا چچا باوجودیکہ

ہیبت جنگ اوسکی نہایت دلجوئی کرتا اور اسپنے دولتخواہون مین جانتا تھا مگر اسپنے بڑے بہائی کی وفات سے شکستہ دل ہوکر بخشی گری سے مستعفی ہوا ہرچند ہیبت جنگ نے بہت کچہ ترغیب رفاقت دی اور معتمدون سے بہی نصیحت و پند کھلا بہیجے اور چاہا کہ خود اوسکے مکان مین آکر ہمراہ لیجاے مہدی نثار خان نے معذرت کرکے گوشہ گزین ہوا چونکہ یہ اندیشی تہے کہ ایسا نہو بہو جیسے پور سید کہ نہایت سرکش اور حرام زادہ ہین درمیان راہ دشمنون کا اغوا سے والد کی ساتہ کچہ مکر و فساد کرین مہدی نثار خان نے صوبہ عظیم آباد کی حد یعنی بکسر تک والد کو پہونچا کر لوٹ گیا اور والد عین برسات مین سطے مسافت کرکے فیض آباد صوبہ آودہ مین کہ دار الملک صفدر جنگ کا تہا آئے اور اوسی روز صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی چونکہ صفدر جنگ کے بدولت والد کی معاش مین خلل ہوا تہا اسی شرم سے نہایت دلجوئی اور تسلی کرکے خوشخبری دی لیکن اوس روز اوسکے کوچ کی ساعت محمد شاہ کے حضور مین جانے کی مقرر تہی دو تین گہڑے کے بعد داخل پیش خیمہ ہوا انشاء اللہ باقی حال والد اور صفدر جنگ کا محمد شاہ اور احمد شاہ اور امراے شاہجہان آباد کے ذیل مین درج ہوگا اب ایسا مناسب ہے کہ خاندان مہابت جنگ وغیرہ کا حال جو کہ اس ملک بنگالہ وبہار مین عروج پاکر ایک زمانہ دراز کا انکی زندگی نا پایا تہا تا امروز کہ ۱۱۹۴ھ ہجری ہین سلسلہ وار بانتظام بسیار ایک دفتر مین تحریر ہو اور باقی حال محمد شاہ اور احمد شاہ اور عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کا مع امراے شاہجہان آباد و لاہور و آودہ و الہ آباد و اکبر آباد کا دوسرے دفتر مین اور دکہن کا حال جسقدر مجملاً معلوم ہوا دونون دفتر کے موقع مناسب پر بیان کیا جاوے ابتدا سے مدد پہنچی گی اور اسی پر اعتماد ہے سب کا ـ

ہیبت جنگ کا حصار گلی بنانا شہر عظیم آباد مین اور لوگون کی رنج و خوشی اسکی بنانے پر

جب ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین وارد ہوا اور مرہٹہ کے آمد کی شہرت پکڑی ہیبت جنگ نے بنانا ایک گڑہی کا واسطے حفاظت عموم سکنہ اور رعایا کے مصلحت وقت و مناسب سمجہکر حکم دیا کہ حصار قدیم کے بنا پر نئی دیوارین بنائی جاوین اور اوسکے گرد خندق کہود کر اوسکے مٹی سے دیوار کا پشتہ بنا دین ـ حصار قدیم کا یہ حال تہا کہ مدتون سے افتادہ تہا اور لوگون نے وہان پر مکانات تعمیر کرلیے تہے حصار کا کچہ بہی آثار باقی نرہا تہا اب اس بنا کے شروع ہونے سے اکثرون کی مکان منہدم ہوے جن لوگون کی مکان تہے باوجود ضروری کہودنے کی فریاد کرنا شروع کی چونکہ غرض تو حفظ عام سے تہا کچہ بہی شنوائی نہوئی تعمیر ہونی شروع ہوئی تہوڑے عرصہ مین قلعہ متین نہایت استوار بنکر طیار ہوا بعد ازان مرہٹہ کی لڑائی مین

نہ مکرر گروہ مذکور کا گذر ہوا اور ایک خلق کثیر شہر اور نیز بیرونجات سے اوس حصار مین آکر صدمہ حوادث سے محفوظ رہی اور بیرون شہر کے عمارات سے بھی گولہ توپ کے صدمہ فی مرہٹہ کا ہاتھ نہ پہونچنے دیا وہی لوگ جو اول آزردہ ہوے تہے بہت شکر گذار ہوے اور ہیبت جنگ کی تدبیر بنا پر قلعہ سے نہایت محفوظ و محفوظ رہتے ہیبت جنگ کمال عزت اور احترام مین صبح و شام بسر کرتا تھا اکثر اوقات بندہ مورخ کے مکان پر آکر والدہ کی دلجوئی کرتا تہا اور تمام سرکار ترہت کی حضور سے لیکر ارادہ آبادی پرگنات مذکورہ کا نہایت رکھتا تہا لہذا ترہت جانے کا جو گنگا پار ہے عازم ہوا چونکہ مورخ کے چچا مہدی نثار خان سے نہایت اعتقاد اور اخلاص رکھتا تہا اور اوسکی مفارقت گوارا نتہی اوسکے مکان پر آیا اور ساتھ لیکر بعد عبور دریا جب مقامات مذکور مین پہونچا بہنوارہ مین جو کہ مقام سکونت راجہاے گذشتہ کا تہا اقامت گزین ہوا اور بعض پرگنہ سرکار مذکور کے مہدی نثار خان اور نیز دیگر لوگون کو سپرد کیے آبادی کی کثرت اور توفیر حاصلات مین ساعی تہا بعد ازان جب اوس قصبہ مین بڑا عرصہ گذرا اسپنے بی بی آمنہ بیگم بنت مہابت جنگ اور عیال و اطفال و خدمہ محل وغیرہ کو اسپنے پاس بلالیا اور نیز والدہ مورخ کو تحریر کیا کہ آرزو سے ملاقات بہت ہے اگرچہ ہرج نہو مع فرزندان دلبند کے اوسی مقام پر چند روز بسر کرو بندہ مورخ اور برادر علی نقی خان اندنونمین ہمراہ والد شاہجہان آباد مین تہا اور مصطفی خان بنابر نیکو خدمتی اور کمال جرات سے مہابت جنگ کے پاس تہا اور کوئی مانند اور مثل میرا اوسکے ندیمون اور ہمنشینونمین دوسرا نظر نہ آیا۔

مصطفی خان بہادر ہیبت جنگ کا عروج اور بہاسکر پنڈت کا مقتول ہونا مصطفی خان کے ذریعہ سے

مصطفی خان جسنے سابق کی لڑائیونمین بہ نسبت دیگر رفیقون کے کمال درجہ جانفشانی اور شجاعت دکھلائی تہی اور مہابت جنگ کے منظور نظر ہوکر زر نقد و فیل اسپ وغیرہ سامان انعام پایا اور اسکے بعد بہر مکرر بارہ لاکھ روپیہ عطا ہوا اور سات ہزار سوار اوسکے رسالہ کی اور پانچہزار سوار اوسکے چچا عبد النبی خان صوبہ دار کٹک کے تہے اور بعد وفات عبد النبی خان کی اوسکا لڑکا عبد الرسول خان منصب پدری پر سرفراز ہوکر صوبہ مذکور کا حاکم بالاستقلال ہوا اور خود مصطفی خان پنجہزاری اور پالکی جہالردار اور علم اور نوبت اور رسالہ ہفت ہزار سوار اور قریب چالیس پچاس ہاتھی وغیرہ اسباب امارت سے کہ جو کچھ مہیا تہا ساتھ کمال استقلال اور نہایت اقتدار اور کل امور ملکی اور مالی [illegible] اور فرقہ [illegible] کا [illegible] تہا کہ مہابت جنگ [illegible] کے عزیز و اقربا وغیرہ سے

توسل ڈہونڈتے تہے خلاصہ یہ ہے کہ اوس مرتبہ کو فایز ہوا جسکا حسد ہونے لگا یا نک کہ حاجی احمد
مہابت جنگ کا بڑا بہائی باوجودیکہ تین لڑکے ہفت ہزاری تہے مگر مصطفی خان کے اقتدار سے عاجز اور
حیران ہوا لاچار بہائی سے رخصت ہوکر وطن دیرینہ اپنے سے کہ محمد شجاعت الدولہ مرحوم سے وہان مقیم تہا اور
اختیار کلی رکہتا تہا ہجرت کی اور اپنے چہوٹے بیٹے احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر
ہیبت جنگ کے پاس عظیم آباد گیا اور نیز حاجی احمد کی آزردگی کا باعث ہوگئی کی خدمت ہوئی جو
صولت جنگ بہادر کو عطا ہوئی جیساکہ حاجی احمد اسپنے واسطے چاہتا تہا اور صولت جنگ چونکہ بنگالہ
کٹک کے بعد تہوڑی سی بہی فائدہ کی خدمت نرکہتا تہا مہابت جنگ نے اسکا پاس خاطر کیا اور حاجی احمد
کو کسیقدر محال سائر مرشدآباد سے بقدر ضرورت حاجت کی میسر تہا دنیا خدمت ہوگئی کا فضول تہا
جب حاجی احمد بوجہ مذکورہ کے آزردہ خاطر ہوکر عظیم آباد آیا اس سال بعد انقضاے برشگال کے سنہ ۱۱۵۹ میں
بہاسکر پنڈت نے علی قراول کو جوکہ سرداران مشہورہ ممالک دکن مین تہا اپنی رفاقت مین رکہکر
چہ سات ہزار سوار کا سردار بنایا شروع سال مذکور مین حسب الحکم رگہوجی بہوسلہ کی نہایت اقتدار
مین بیس ہزار سوار سے اوڑیسہ اور بنگالہ مین داخل ہوا مقصد یہ تہا کہ اگر معاملہ ہو جاوے فبہا ورنہ
عزم رزم ہو مہابت جنگ جوکہ متواتر سفر اور حرب و قتل سے ملول اور عاجز ہو رہا تہا اس مرتبہ یہی چاہتا تہا
چاہی کہ بے جنگ کے بہاسکر کا کام تمام کرے اور باطمینان تمام بسر کرے اور مصطفی خان سے مشورہ
کیا کہ کوئی ایسی ہی تدبیر کرے کہ مع کل سرداران مرہٹہ کے بہاسکر راو کی جان جاوے لیکن یہ کام مہابت جنگ
سے ناممکن تہا لہذا مصطفی خان کو کہا کہ اگر تیری تدبیر و تزویر سے بہاسکر راو مع سرداران ہمراہی کے
حاضر حضور ہو تو عظیم آباد کی صوبہ داری عطا فرمائی جاوے مصطفی خان تو نہایت صاحب عزم اور دلاور
اور ہوشیار اور زبان آور تہا طمع مین آکر آمادہ کار ہوا جب بہاسکر نے اسکی دام مین آکر استدعا
حضوری مہابت جنگ کی کی مہابت جنگ نے مصطفی خان کو مع راجہ جانکی رام کے جو اوسکا معتمد علیہ تہا
راز دلی سے واقف فرماکر بہاسکر کے پاس بہیجکر کہا کہ اوسکو مع سرداران لشکر کے لانا چاہئے
تاکہ یکبارگی ہر ایک کا بار گران اوتارا جاوے مشارالیہ بہاسکر کے پاس جوکہ حوالی کٹوہ مین وارد تہا حاضر ہوکر
اور ادہر مہابت جنگ بارادہ اسپنے مافی الضمیر کے خود مرشدآباد سے نہضت کرکے محال منکرا مین
کہ کنارے دریاے بہاگیرتی کے ہے آکر خیمہ کیا تہا اودہر مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے تمہید معاملہ میں
کتنے افسانہ و افسون پڑہے کہ بہاسکر ملاقات کو مہابت جنگ سے راضی ہوا اور علی قراول کو
جو اوسکا معتمد تہا مہابت جنگ پاس بہیجا قرار یہ ہوا کہ جب علی قراول مطمئن ہوکر واپس آوے بہاسکر بہی

ملاقات کو آوے مصطفی خان اور راجہ جانکی رام نے جب دیکھا کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا علی قراول
کو ہمراہ لیکر معاودت ہوئے اور مصطفی خان اثنای راہ مین بیان ہم قومی کی باتین کرتا ہوا مہابت جنگ
کے پاس لایا مورد الطاف فرمایا مہابت جنگ تو حسن خلق اور تقریر دلپذیر مین بی نظیر تہا وہ رعنا
تازہ ملاکہ دہ ہزار جان سے فریفتہ ان باتون شیرین کا ہوا اور وقت مراجعت مصطفی خان کو ہمراہ کر دیا ادہر جبتک یہ سوانح
رہی مہابت جنگ ہمیشہ تحفجات اور سوغات مانند میوہ ولایتی و بنگالہ اور یراق وغیرہ اشیاء
بہاسکر کو بہیجکر وحشت جنگ ومخالفت دور کرتا رہا ایسا اوسکے دلکو جذبہ ہوا کہ کیا عجب تہا اگر ایسی
ہم نہوتے تو خود بخود بے طلب مہابت جنگ کے اسکے ملاقات کو چلا آتا جب طرفین سے آمد و رفت
مین تکرار پائی راجہ جانکی رام کو کہ دیوان تن مہابت جنگ تہا واسطے تسلی بہاسکر پنڈت کے بلایا تہا
اخر الامر بنائے مصالحہ و ملاقات فیمابین مہابت جنگ و بہاسکر پنڈت مقرر ہوئی اور میدان منکرا عہد
ملاقات قرار پایا الغرض جب یہ کچھ ٹہرا کہ مکان ملاقات میدان منکرا ہوگا مہابت جنگ امانی گنج
مین اور بہاسکر پنڈت کٹوہ مین خیمہ زن تہا — آخر صفر یا اوایل شہر ربیع الاول مین جس روز
کہ ملاقات فیمابین کا تعہد تہا ایک خیمہ کلان نصب کیا گیا اور اوسکے بڑے بڑی فاصلہ سے سرپردہ
لگا کر درمیان مین میدان وسیع وطویل بنایا گیا مہابت جنگ جب مع اپنی فوج کے وہان پہونچا خود
مع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان ثابت جنگ اور میر محمد کاظم خان وغیرہ معتمد کے داخل خیمہ ہوکر
مسند نشین ہوا چونکہ کوئی شخص سواے راجہ جانکی رام اور مصطفی خان اور حکیم بیگ کے
اس معرکہ مخفی سے آگاہ نتہا اعیان شہر بہی اکثر اس تماشا کے واسطے مصاحبت مین بیٹہتے تہے
اور مصطفی خان اور راجہ جانکی رام کہ واسطہ جواب و سوال کے صاحب عہد و پیمان تہے بہاسکر کے لینی کو
بگئے باقی سرداران لشکر مع ہمراہیون کے عقب خیمہ مہابت جنگ مین استادہ سوار و تیار تہے اور
معتمد جانفشان لوگ بعض ستون خیمہ کے متصل اور بعض مہابت جنگ کے پیچہے منتظر فرمان استادہ تہے
اوسوقت مین مہابت جنگ نے اس امر کی اطلاع صولت جنگ اور عطاء اللہ خان کو واسطے
تنبیہ کرنے اور ہوشیار ہونے کی ضروری سمجہی حکیم بیگ سے فرمایا کہ جو خیمہ دوسرا واسطے ملاقات
بہاسکر کے اسکے سوا کہڑا کیا گیا ہے وہ صولت جنگ بہادر کو ملاحظہ کرا دو حکیم بیگ نے خیمہ دکہلانیکے
حیلہ سے صولت جنگ کو علیحدہ لیجاکر مکنون خاطر مہابت جنگ سے آگاہ کیا صولت جنگ نے بعد معاودت
تحسین و آفرین خیمہ کرکے بیٹہا معلوم ہوا کہ وہ راے اسکو بہی پسند ہوئی القصہ مہابت جنگ
بہاسکر کے انتظام مین دمبدم خبر لیتا تہا ہرکارہ متواتر خبر رسانی مین مصروف تہے یہانتک کہ بہاسکر

ربیع الاول

دم دروازہ پر پہونچا اوسکی فوج کی دستہ دروازے کے روبرو مہابت جنگ کی لشکر کی مقابل
ایک تیر کے فاصلہ سے جا بجا کھڑے ہوے تھے اور مہابت جنگ کی سواری کا ہاتھی سراپردہ کے
اندر پشت کے طرف استادہ تھا لشکر بہاسکر کے سردار پیادہ پا ہوکر مع دیگر معتمدین کے عمدہ داران
ہمراہی کے بہانے سے قریب چالیس پچاس آدمی کے جسمین بائیس ۲۲ سردار اور باقی ادنےٰ لوگ تھے تا بہین
مذکورہ داخل سراپردہ ہوئے مہابت جنگ فراہم آیا جب بہاسکر داہنی طرف اور ایک طرف مصطفی خان
اور دوسرے طرف راجہ جانکی رام کا ہاتھ پکڑے ہوے داخل سراپردہ ہوے علی قراول اور دیگر خاص
یمین و یسار عقب مین دامن بستہ شمشیر دردست نہایت تکبر و نخوت سے چلے مصطفی خان اور
راجہ جانکی رام کوئی عذر معقول کرکے باہر نکل گئے چہارم حصہ سراپردہ کے میدان کا طے ہوا تھا
کہ مہابت جنگ نے پوچھا کہ بہاسکر کون ہے لوگون نے جو پہچانتے تھے مانند حکیم بیگ وغیرہ کے انہون نے
کہا کہ وہ ہے اسیطور سے جب تین مرتبہ تحقیق ہوا حکم دیا کہ سر اس خودسر کا کاٹ ڈالو حاضرین تو
اس امر سے ناواقف تھے کچھ نہ سمجھے حیران سے رہگئے مگر میر کاظم خان نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے
جب مکرر تاکیداً ارشاد فرمایا میر محمد کاظم خان اور برخوردار بیگ وغیرہ جانثار شمشیر کشیدہ دوڑے
اور مصطفی خان نے پانچ چھہ نفر مانند اودل شاہ و حکیم شاہ وغیرہ کے مقرر کئے تھے کہ جو حکم
حضور مہابت جنگ سے صادر ہو فوراً تعمیل کرنا رفقاے مصطفی خان نے اس حال کے دیکھتے ہی بہاسکر
اور اوسکے ہمراہیون پر جا گرے اور میر محمد کاظم خان نے سبقت کرکے ایک ایسا ہاتھ ہوا میں
پر مارا کہ اوسکا کام تمام ہوگیا بہاسکر کے بھی ہمراہی تلوارین نکال کر مہابت جنگ پر دوڑے
سو ہر واسطے جو تماشا کو آئے تھے نہایت اضطراب مین ہے سلئے نامردون نے فرار کی راہ لی فراشون
نے صحن کے سراپردہ گرا دیے مصطفی خان ... اپنی فوج کی طرف دیکھکر فوج مرہٹہ پر جا گرا
اور مہابت جنگ کو بھی کہلا بھیجا کہ حضور بھی سوار ہوکر تعاقب فرماوین مہابت جنگ اوس ہنگامہ
مین متحیر ہے کہ کوئی کسیکو نہین پہچانتا تھا سپر اور شمشیر لیے استادہ تھا چند نفر اور بھی کہ جو وفادار تھے فیل سواری
کے طرف اشارہ کرتے تھے اور مہابت جنگ کفش بردار کا انتظار کرتا تھا کسی نے عرض کیا کہ وقت
انتظار کفش کا نہین جواب دیا کہ اسیوقت تھوڑی دیر مین کہوگے کہ مہابت جنگ ایسا گھبرایا کہ
جوتی کی بھی خبر نہ رہی تا آنکہ کفش بردار حاضر ہوا اوسوقت ہاتھی پر سوار ہوا خبر پہنچی کہ ... کام
آخر ہوا مہابت جنگ نے مصطفی خان کی خبر پوچھی لوگون نے کہا کہ تعاقب ... پہونچا
اور کہہ گیا ہے کہ حضور سوار ہوون اوسوقت مہابت جنگ نے باستقلال تمام ... دیکھا

حکم شادیانہ بجانے کا صادر فرمایا اور بعد تنقیح ہو جانے کشتہ ہونے بہاسکر کی تعاقب پر رخ کیا کٹوہ پر
برابر چلا گیا مگر کہین مرہٹہ کا سراغ نپایا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب مصطفی خان نے بہاسکر وغیرہ سرداران
مرہٹہ کو عہد و پیمان سے مطمئن کرکے چاہتا تھا کہ دام بلا مین پہنساوے ہر ایک اسکی جعلی باتونمین
آکر ملاقات کو ہمراہ ہوئے مگر ایک سردار رگہو گائی کوار نے ہر چند مصطفی خان و علی قراول سنلے
اسکو بہی قہر سے دیئے کہ مہابت جنگ کی ملاقات کو چلے مگر وہ نہ آیا اور مع اپنے گروہ کے باز رہکر کہا
کہ جب بہاسکر وغیرہ ملاقات کرکے واپس ہونگے صبح کو بندہ بہی کامیاب ملازمت ہوگا پس بمجرد
انقلاب اس واردات کے وہ مع اپنے ہمراہیون اور بنگاہ بہاسکر کے چلدیا اگرچہ اثناے راہ
مین صدمہ مہابت جنگ سے محفوظ رہا مگر رعایا وغیرہ کے دست برد سے ضرر پہونچا بہر حال افغان
وغیرہ ان حدود بنگالہ اور کٹک سے باہر نکل گیا اور مہابت جنگ مع لشکر وغیرہ کی صبح و شام اپنے
مرکز دولت کو آیا اور باطمینان تمام مشغول کاروبار ہوا اور اس خدمت کی عوض مین افزایش
تنخواہ سے سپاہ کو خوشنود فرمایا اور دس لاکھ روپیہ بطور انعام کے عطا کیا اور بادشاہ کو فتحنامہ کی
عرضی بہیجکر التماس کیا کہ اضافہ منصب اور خطاب ببر جنگی اور نوبت واسطے مصطفی خان اور نیز دیگر
رفقاے جانفشان مانند میر محمد جعفر خان جسنے تلوار کا زخم کہایا تہا اور رفیق احمد بیگ خان اور حیدر علیخان
وغیرہ کے لئے عنایت ہو بر طبق التجا فرمان شاہی مشعر عطاے خلعت خاص اور جواہر اور خطاب شجاع الملک و اسپ
و شمشیر کے مہابت جنگ کے نام صادر ہوا اور مصطفی خان کو خطاب ببر جنگی اور نوبت اور منصب پنجہزاری
اور دیگر اشخاص کو بہادری کا لقب عطا ہوا اور موجب خوشنودی کا واسطے سب کے ہوا

مہابت جنگ اور مصطفی خان کی ناچاقی اور مصطفی خان کا مرشد آباد سے برآمد ہونا اور احترام الدولہ زین الدین
احمد خان بہادر ہیبت جنگ سے لڑنا اور فتحیاب ہونا احترام الدولہ کا مصطفی خان پر

جبکہ مصطفی خان کا رتبہ نوکری سے بڑہکر سر رشتہ ہمسری بلکہ برتری کو پہونچا تہا اور جمعیت و تشویش
افغان کی بلکہ بنگالہ اور مہابت جنگ کی سرکار مین ایسا اثر دھام رکہتے تہے کہ کسیکو ایک افغان
سے بہی مجال نفس زدن کی نتہی ہر چند کہ ایک نفر انکا برابر ایک جماعت اونکے کی تہا مگر بسبب
استیلاے فرقہ مذکورہ کے کچہ بہی نتہا اور فی الحقیقت یہ قوم اپنی کثرت اور عقل کی قلت سے جنگل
اور پہاڑون مین درندون کی مانند دلیر ہوتی ہے بنا علی ذالک لہذا ذرا بہی نان و نمک کا پاس نہین کرتی
ذرا سے استعداد پر آمادہ فساد و شر ہو جاتے ہین اور ادنی سی طمع مین سالہاے دیرینہ کا حقوق

ہو جاتے ہین خصوص اگر کوئی افغان مارا جائے اوسکے انتقام مین نہایت سخت ہوتے ہین ہرچند مدتین گذر جائین بغض و عداوت اونکے دل سے نہین دور ہوتی مصطفی خان ہرچند عقل سے خالی تہا مگر لالچی تہا دولتہاے بنگالہ کو دیکھکر ہمیشہ حسد مین رہا کرتا تہا یہانتک کہ استعداد جماعہ افغان کی بہی اور مہابت جنگ کے مقابلہ مین برابر بلکہ اوس سے بڑہکر نظر آے آتش دیرینہ مشتعل ہوئی اور مہابت جنگ سے ایفاے عہد کیواسطے جو بروقت عرض واسطے دینے صوبہ عظیم آباد کے اقرار کیا تہا مہابت جنگ نے اوسوقت تو بموجب مثل مشہورہ کے صاحب الغرض مجنون باولا ہوکر مقر ہوا تہا اب بڑی فکر ہوئی کیونکہ اوسکا چہوٹا داماد احترام الدولہ بہادر وہان کا صوبہ دار تہا جاہا کہ حسن بیان اور سحر سازی سے ایسے امر دشوار کو آسان کرے چند مہینے تقریری دلجوئی کرتا رہا لیکن چونکہ اسکے کہ مستقی کی پیاس اوس سے نہین بجہتی خان مذکور اپنی تدبیر مین رہا آخر کار آہستہ آہستہ بدخلاصی پر کمر باندہی رفتہ رفتہ آخر محرم الحرام ۱۱۵۸ ہجری مین آمد و رفت دربار کی موقوف ہوئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مصطفی خان کے آنے سے دربار تقریر یوسف علی خان مرحوم کا بند ہوا یہانتک کہ مہابت جنگ ظاہر مین اسکی دلجوئی کرتا اور باطن مین اسکے مدافعت کی تدبیر کرنے سے غافل نتہا چنانچہ ایکروز مصطفی خان نے اودل شاہ اور حکیم شاہ اپنے دونون رفیقون کے کہنے سے بموجب قاعدہ مستمرہ کی دربار پہنچکر خود بہی آنے کا ارادہ رکہتا تہا کہ وہ لوگ دربار مین پہونچ مجرا کرکے بیٹہے تہے یوسف علی خان بہی حاضر دربار ہوا اور یہ حالات دیکہہ رہا تہا اوسکے زبانی ہے کہ سواے چند نفر کے اور کوئی شخص حاضر نتہا جب وہ دونو آکر بیٹہے اور اونکے بیٹہتے ہی کسی خواجہ سرا نے محل سے آکر خبر دی کہ نواب بیگم کو کہ مہابت جنگ کی بی بی تہی ظاہر کیا کہ ہیضہ ہوا اور اس خبر کے ساتہ قریب پہونچنے مصطفی خان کی خبر لگی مہابت جنگ مجلس سے چلا گیا اور دل شاہ اور حکیم شاہ کو فرمایا کہ ٹہرو اسی حال مین ان دونون کو دولت سرا سے کوئی حرکت متوہمہ احساس ہوئی تو وہم ہوا کہ شاید کچہہ مسلح لوگ محفوظ ہین تاکہ مصطفی خان کا کام تمام کرین یہ خیال کرکے اپنی اپنے گہرونکو چلدئے اور راستہ مین مصطفی خان سے تمام سرگذشت کو بیان کردیا خان مذکور جو مدت سے متردد اور مہابت جنگ سے غیر مطمین تہا فوراً اس صدا کے سنتے ہی اپنے ملک کو گیا مہابت جنگ کو یہ خبر پہونچی فوراً شہامت جنگ بہادر کو بہیجا کہ بہرنوع اوسکی تسلی اور تصفیہ کرکے حضور مین لاوے شہامت جنگ فوراً اسکے پاس پہونچا اور راستہ مین ملاقات ہوئی پس شہامت جنگ نے ہرچند چاہا کہ دم دلاسے سے رضامند کرین مگر وہ راضی نہوا اور اپنے مکان کا راستہ لیا اور وہان پہونچکر اپنے رسالہ کو جو نو ہزار سوار و پیادہ سے تیار تہا متفق کیا اور باغی ہوکر استعفاے نوکری اور استدعاے

عطا سے تنخواہ کی مہابت جنگ نے شہامت جنگ کے توسل سے جو کہ سپاہ کے نزدیک معتبر تہا ہرچند چاہا
کہ اسکی وحشت دور ہو مگر کچہ سود نہوا بلکہ مصطفی خان نے خشونت آمیز کلام و پیغام مین شروع کردی
مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ مضطرب و حیران ہوکر نہایت پریشان خاطر
ہوئے اوسکے تہور اور شجاعت سے تو بخوبی آگاہ تہے سالہا سال ملاحظہ کیے تہے لڑائی کے اسباب و کارخانے
ہونے لگے شہر مرشدآباد مین مہابت جنگ کے ملازمان دولتخواہ جمع ہوئے دارالامارۃ سے چہاونی تک
سپاہ و لشکر کے لوگ مانند صولت جنگ اور ثابت جنگ اور شہامت جنگ اور میر محمد جعفر خان
اور حیدر علیخان اور فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان و عمر خان اور اوسکے لڑکے اور دیگر امرای
متفرق اور ہزاری وغیرہ برق انداز مانند فتح راو اور بخشی و جیدن اور نیز بہلیہ اور خاص برادر وغیرہ
مہابت جنگ کی حویلی کے گرد مسلح رات دن ہوشیار رہتے تہے اور شمشیر خان اور سردار خان آمدورفت
دربار کی کیا کرتے ظاہر مین مہابت جنگ اور باطن مین مصطفی خان سے ملکر دونوکو خوشنود رکہتے تہے مہابت جنگ
بہی بنابر عدم اعتماد فرقہ افغان سے بخوبی آگاہ ہوکر ظاہر ہی تالیف قلوب سرداران مذکور کی کیا کرتا
اور مہابت جنگ عجب دغدغہ مین تہا اول یہ کہ مصطفی خان کی اصلاح چاہتا تہا اور بنابر ملاحظہ خدمتگذاری
اور اوسکے جانبازیون کے مفارقت بہی گوارا نتہی اور لڑنا بہی امر دشوار تہا کیونکہ مخلصان شجاع اوسکے
رفیق تہے اگرچہ چاہا کہ بموجب گذشتہ کے تنہا مع سراج الدولہ کے اوسکے مکان پر جاوے بلکہ پالکی طلب
کرکے سوار ہونا چاہتا تہا کہ اونکے بہتیجون نے مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ اور نیز دیگر ہوا خواہ
مانند میر محمد جعفر خان اور حسین قلیخان بہادر اور فقیر اللہ بیگ خان وغیرہ نے نہایت مبالغہ سے مانع ہوکر کہا
کہ اب وہ باتین جاتی رہین اب مصطفی خان کو ملک گیری کا دعوی ہے حضور کے زوال مین اپنا اقبال
چاہتا ہے پس اگر عزم جزم تشریف بری ہے اول ہم لوگون کو ذبح کر دیجئے بعدہ اوسکی گہر کی طرف قدم اٹہائیے مہابت جنگ
نے ان سب کے التماس پر خیال کرکے فسخ عزیمت کی اس عرصہ مین رحم خان نام مصطفی خان کا ہمراہ اول
بحسب تقدیر اوسکی رفاقت چہوڑکر مہابت جنگ سے آملا اور شمشیر خان اور سردار خان بہی اپنا عروج
مصطفی خان کے اخراج مین چاہتے تہے لہذا مہابت جنگ کے رفیق ہوئے مصطفی خان نے مرشدآباد
کی لڑائی اسی وجہ سے مناسب نہ سمجہی یا بحسب تقدیر پروای گواہی نہ کی بہرحال مصطفی خان نے صوبہ عظیم آباد
کا حاصل کرنا سہل سمجہکر اوسطرف کی عزیمت کی اور مہابت جنگ نے اوسکا یہ ارادہ غنیمت جانا مصطفی خان
نے اپنے وکیل کو مع فرد حساب مشاہرہ خود مع سپاہ وغیرہ کے خلاف خواہ بدون دینے تصحیح اور
موجودات کے بہیجکر درخواست عطا سے مبالغ مذکور کی مہابت جنگ نے بلا تامل بطور صدقہ رد بلا کی

ستره لاکهه روپیه بهیجدیا اور مصطفی خان سنے اپنے آدمی بهیجکر چهکڑے دہری سی گاڑی وغیره باربرداری منگواکر اسباب
لدایا اور تاریخ معهود کو کوچ کیا جب مرشدآباد سے دور نکل گیا شہر والون کے جان مین جان آئی مهابتجنگ
سنے رحیم خان کی دلجوئی قرار واقعی کی اوشمشیر خان اور سردار خان کو بهی مشمول عاطفت فرماکر خوشنود
ومطمئن کردیا اور باوجودیکه دل شیرخان برادر مراد شیرخان خواہرزاده کہتر شمشیر خان اور الف خان
داماد سردار خان کی مصطفی خان کی رفیق ہوے مگر اسکا ذکر جب عقل مین آتا مهابت جنگ کہتا کہ یہ اونکی
جہل جوانی ہی - جب مصطفی خان سنے راج محل پہونچکر بعض توپین اور ہاتہی جو وہان تہو مع ساز وسرانجام
منتخب کرکے سلے لیے اور رہاف باغی ہوگیا - مخفی نرہی که جب مصطفی خان ز ایفاے عہد مین مهابت جنگ
کا حیله دیکہا تہا اسپنے بهائی چچازاد عبدالرسول خان صوبه دار کٹک کو باہمی رفاقت کیواسطے بلایا تہا
لهذا عبدالرسول مذکور نے مسمی داوود خان افغان کو نائب اپنا مقرر کرکے مع اپنے رساله کے مصطفی خان
سے آملا - اسکا باپ عبدالنبی خان شیعه مذہب محمد اعظم شاه خلف عالمگیر اورنگ زیب کا رفیق
تہا میر عبدالعزیز جو که سادات سمانه مضاف صوبه لاہور سے تہا اور سرکار مهابت جنگ کی رساله دارون مین
منجمله افواج متعینه کٹک کے ہمراه تہا مورخ سی نقل کرتا تہا کہ عبدالنبی خان ہمارا ہم وطن ہمراه تہا
جسوقت که مصطفی خان سنے داعیه مخالفت کیا ایکروز خلوت مین بنده سی کہا که سید صاحب کو خبر ہوگی
مصطفی خان کو داعیه نمک حرامی ہوا ہی بنده عجب مخمصه مین گرفتار ہی اگر مصطفی خان سی شریک ہو برخلاف
رسم اپنے خاندان کے نمک حرام ہوتا ہون اور اگر مهابت جنگ کا رفیق ہوا آشنا و بیگانه کی طعنه سننا
پڑینگے لوگ کہین گے کہ مهابت جنگ کی رفاقت مین دولت وآرام پاکر بیٹهه رہا جسکے بدولت
اس رتبه کو پہونچا اوسکا ساتہ ندیا - کیا خوب ہو که قبل اس حادثه کی حضرت ملک الموت تشریف
لاوین تاکه دونو ندامتون سی رہائی پاؤن اور پنجشنبه کے روز قدم شریف مزار پر جو کٹک مین ہی
جاکریهی دعا کی اور بلاناغه روز پنجشنبه کو یه معمول ہوا تا آنکه دعا مستجاب ہوئی اور قبل شروع مخالفت
مصطفی خان کی ایک عارضه مین مبتلا ہوکر پنجشنبه کے روز روانه ملک عدم ہوا اور اوسی قدم شریف
مین مدفون ہوا - اور واسطے زیارت قبر اوسکی کے که روز پنجشنبه معین ہوا تہا الی الآن موقوف نہین
ہوا ہی - القصه جب مصطفی خان نے ترک رفاقت مهابت جنگ اختیار کی اور عبدالرسول خان جو زور
بازوی برادر تہا رفیق ہوا مهابت جنگ سنے کٹک کو اپنے نایب سی خالی پاکر راجه دولبهه رام پسر راجه
جانکی رام کو جو پیشتر عبدالنبی خان سکے عہد سی اوس صوبه کا پیشکار رہتا اور اسکے بعد عبدالرسول خان
کی بهی نیابت مین اوسی عہده پر بحال رہا صوبه داری کٹک پر مقرر اور منصب سه ہزاری اور پالکی جہالردار

اور دو ہزار سوار کے رسالہ سے سرفراز فرمایا اور سند بھی لکھدی مہابت جنگ نے اپنی چہوٹے داماد
زین الدین احمد خان کو بہت پیار کرتا تہا اسلئے اوسکو لکھا کہ مصطفی خان سے لڑنا نچاہیے بلکہ لازم کہ بہت
جلد دریاے گنگا کو شہالے طرف سے میرے پاس چلے آؤ اور جو احتیاج ہو باتفاق ہمدیگر مدافعہ
مصطفی خان کا کرینگے اور جو تن تنہا لڑوگے مفت لقمہ اجل کے ہوگے اور کچھ حاصل نہوگا۔

آنا ہیبت جنگ کا سرکار ترہٹ سے عظیم آباد مین اور میدان باغ جعفر خان مین مقیم رہنا اور مصطفی خان سے لڑکر فتحیاب ہونا

اس نفاق کی خبرین کہ درمیان مصطفی خان ببر جنگ اور مہابت جنگ کے درمیان مین واقع تہین
برابر ہیبت جنگ کو پہونچا کرتی تہین جب اوسکے عزیمت کی خبر بعزم تمردو شرسنی اور نیز مہابت جنگ کی
تحریر مشعر عدم ہنگامہ آرائی صادر ہوئی ہیبت جنگ نے رفقاے دولتخواہ سے صلاح کی ہر ایک
نے حسب مرضی کہنا شروع کیا اکثرون کی رضا یہہ بہی ہوئی کہ بموجب تحریر مہابت جنگ کی تعمیل ہو
کیونکہ مصطفی خان سے فتحیابی ناممکن تہی مصطفی خان کے ہمراہ چودہ پندرہ ہزار سوار جرار ملازم اور
غیر ملازم اوسکے ہمراہ تھے اور وہ لوگ سیکڑون حرب وضرب مین دست زور دکھلا چکے تہے اور مصطفی خان
بذات خود نہایت دلیر اور شجاع اور تجربہ کار اور قواعد رزم و پیکار سے خبردار تہا تیر و شمشیر مین وہ
دست زور تہا کہ توپ بندوق کی حاجت نتہی مگر اوسکے ہمقوم بندوق ہمراہ رکہتے اور بروقت مناسب
سوار خواہ پیادہ ہوکر سر کرتے تہے علاوہ اسکے پچاس ضرب توپ اور ڈیڑہ سو سے زیادہ ہاتہی وغیرہ
تہا خلاصہ یہہ ہے کہ جملہ سامان رزم وسپاہ و توپخانہ وغیرہ نہایت درستی مین تہا کہ اوسی زمانے مین اکثرونکے
پاس ویسا اسباب و سامان نتہا اور ہیبت جنگ کی پاس بہمہ جہت تین ہزار سوار اور چہہ ہزار پیادہ
تفنگچی سے زیادہ نتہی انمین بہی بعض بیرونجات مین متعین اور کسیقدر ہمراہ رکاب تہے اور بعض رفقاے
احترام الدولہ کہ شجاعت اور دلیری مین بے نظیر تہے مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا نے عرض کیا کہ ہر
امر مین مشیت ایزدی منظور ہے بیش وکم پر موقوف نہین خدا معلوم کسکی حصہ مین فتح و شکست ہے
بموجب آیہ کریمہ کہ کما قال اللہ تعالی عزوجل کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ پس دل کا ولولہ
کیون رہجاے بہتر ہے کہ عزم رزم ہو دیکہین کسکو دکہہ کسے ہنسی ہوتی ہے تقدیر کسکی سرنوشت
کو روتی ہے ہیبت جنگ جو کہ نہایت غیور اور صاحب شعور تہا عازم جنگ ہوکر ترہٹ سے کوچ فرمایا
اور برابر آتے آتے جعفر خان کے باغ مین آٹھرا عبد العلیخان بہادر اور نیز دیگر معززان شہر نے

مانند عقیدتمند خان بہادر برادر عمدۃ الملک امیر خان وغیرہ منصبدار انکی بلاقات کو حاضر ہوئے ہیبت جنگ
نے ہر ایک سے اخلاق کمال ظاہر فرمایا اور سرانجام اسباب اور فراہمی سپاہ مین ساعی ہوا
فایز علی خان بخشی تھا لہذا مہدی نثار خان اور عبد العلی کو تالیف قلوب جماعہ داران اور جواب و
سوال سرداران سپاہ پر مامور فرمایا احمد خان قریشی نبیرہ داؤد خان مشہور اور شیخ جہان یار
اور شیخ حمید الدین اور شیخ امیر اللہ اور کرم خان اور غلام جیلانی خان اور خادم حسن خان اور
راجہ کیرت سنگہ اور راجہ رام نراین وغیرہ رفقاے خیر اندیش کو مامور کیا کہ تازہ جوانان خوش یراق
و خوش اسپہ کی بھرتی کی جاوے اسکے بعد بدرجہ لاچاری جیسے حاضر ہون مقرر کرین اور
زمیندارون کو بھی طلب کیا ازانجملہ راجہ سندر سنگہ مع اپنے ملازمین کے اور نامدار خان زمیندار پرگنہ
ترہٹ مع اپنے برادران جانفشان کے اور سردار خان اور کامگار خان اور زبردست خان ساکنہ مسیرہ
کے کہ وہ بھی برابر ہمراہیان سندر سنگہ کے تھا اور بشن سنگہ زمیندار سرس کٹنبہ اور پہلوان سنگہ اور
تودھ سنگہ برادر زمینداران پرگنہ ترہٹ اور جبین پور کے اور سرب سنگہ زمیندار اروَل وغیرہ کے حاضر آئے
تھوڑے عرصہ مین چودہ پندرہ ہزار سوار و پیادہ علاوہ پہلے ملازمین کے مقرر و معین ہو گئے اب
دولتخواہون کی صلاح کے بموجب یہ راے ہوئی کہ میدان مین بدون سنگر کے مصطفی خان سے
عہدہ برائی نہو گی لہذا حکم ہوا اور بیلدار وغیرہ طلب ہوئے جعفر خان کے باغ کے برج سے سنگر کی آغاز
ہوئی اور جہان پر کہ دریا کے پانی کی حفاظت کو شہر عظیم آباد کے خارج پر سد بنائی گئی تھی وہان تک سنگر
بنائی اور سنگر کے باہر بہت گہرا خندق اور اوسکی مٹی سے سد باندہکر قلعہ تعمیر کر لیا اور اوسکے برجون پر
توپین چڑہا دین اور ایک برج سے دوسرے برج تک ایک نہ ایک جماعہ دار کی حفاظت ہوئی اور
فوج کی سرداری چند آدمیون کو مقرر ہوئی اور چند جماعہ دار اوسکے ماتحت کر دئے اول عبد العلیخان
بہادر مورخ کے خالو دوم احمد خان قریشی سوم راجہ کیرت چند دیوان خلف راے رایان چہارم
راجہ رام نراین پنجم خادم حسن خان ششم ناصر علیخان وغیرہ سنگر کے نیچے مع اپنی اپنی جماعت کے اقامت
گزین ہوئے اور خیمہ اور بنگاہ لشکر کے پیچھے برپا رہے اور روز و شب انتظار مصطفی خان کا ہونے لگا
مورخ مع اپنے چھوٹے بھائی علی نقی خان کے تین مہینے اس سے پیشتر غرہ ذی قعدہ الحرام سنہ ۱۱۵۷ ہجری
کو شاہجہان آباد سے بموجب حکم اپنے والد کے واسطے انصرام شادی کتخدائی کے عظیم آباد پہونچکر
ماہ محرم سنہ ۱۱۵۸ کو اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا کیا گیا اور ۱۴ ماہ صفر کو مہابت جنگ کے لشکر مین
آکر شریک عبد العلیخان اپنے خالو کا ہوا اور نقی علیخان اپنے چچا مہدی نثار خان کی رفاقت مین کار

ہیبت جنگ ہین دار د ہوا اوسکے ہمراہی مین زیادہ سوسوار سے تہے اور مورخ بلا علاقہ نوکری کے
پاس آبرو اور نیز محبت خاں اور عزیزان دیگر کے ۱۹ برس کے سن مین مہابت جنگ کا رفیق ہوا
الغرض ہیبت جنگ نے دروازہاے شہر اور بعض بروج پر لوگ تعنات کر دیے تا کہ کوئی شخص
اوسکے لشکر کا مفرور ہو کر شہر مین نجاے اور نیز مصطفی خان کی رسائی بہی نہو اور نیز دریافت مافی الضمیر
اور اتمام حجت کو دو تین آدمی برسم قاصدی تعنات کیے اونمین ایک حاجی عالم کشمیری جو آخر مین حاجی
محمد خان کے لقب سے سرفراز ہوا اور دوسرے مولوی تاج الدین جسکی اصل صوبہ اودہ سے تہے
اور عمدۃ الملک کے طرف سے سیف خان کے مدرسہ کی مین جو لب دریا قلعہ کی متصل مغرب کو واقع
اور جاے فقہا ہے مقرر اور وظیفہ پاتا تہا اور ایک شخص جسکی یاد نہین رہی غالب ملک کے محمد خان دیوان صوبہ
کابل کے خاندان کا چشم وچراغ تہا بہرطور یہ لوگ مصطفی خان کی پاس جاکر پیغام رسان ہوے کہ اگر آپ کا
مرشد آباد سے حرکت کرنا بسبب ترک رفاقت مہابت جنگ کی ہو چونکہ حقوق خدمت ہمارے تمہارے
ذمہ ہین برسم مہمان خانہ افروز ہوجیے جو کچہ سامان اور باربرداری کی حاجت ہوگی دو تین روز مین سرانجام
کر دیا جاوے گا اور اگر کوئی ملال مہابت جنگ سے ہوا ہو اطلاع دیجیے کہ بندہ واسطہ ہو کر رفع
کدورت کرا دیوے اور اگر کوئی سند اس صوبہ کی حضور شاہی سے حاصل کی ہو دکہلا دیجیے کہ بدون
حرب وضرب کے اب راہ لون اور جواب لیکر جلد معاودت کی یہ جواب لائے کہ نہ تو جانے کا ارادہ
ہے نہ مہابت جنگ سے عزم رزم ومصاف بلکہ ارادہ حاصل کرنے تمہارے صوبہ کا ہے اور جو سند طلب
کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جو سند سرفراز خان کی صوبہ بنگالہ کی لیے لیتی ہین تمہارے چچا کی پاس تہی
وہی سند ہمارے پاس بہی موجود ہے دیکہا چاہیے مصرع تا درمیان خواستہ کردگار چیست —
اس جواب دینے کی بعد مولوی مذکور سے سوال کیا کہ مولوی جی صاحب اگر ایک طرف سے بت پرست
اور دوسری طرف سے رافضی سرپورش ہون اور مجہے دونو فرقہ کی سرکوبی کی قدرت ہو پس اول
کس گروہ پر بانتہمان کرنا ضرور ہے مولوی صاحب مطلب سمجہکر بولے اول کافرون کا قتل روا ہے
اور اہل قبلہ کو ہرچند رافضی ہین مگر قتل کرنا واجب نہین لیکن دلالت بخیر وممانعت مناہے نہایت مکن کا
مستحسون سے ہے مصطفی خان نے کہا کہ باعتقاد اور ارشاد ہمارے مشایخ کے رفض کفر سے بدتر ہے اول رفض
کو سمجہنا چاہیے بعدہ کفر کو یہ کلام سنکر مولوی نہایت متعجب ومدہوش ہو رہے اور رخصت ہوے وہان سے آن کر سارا
حال ہیبت جنگ کو پہونچایا یہ کلام جلتی ہوئی آگ مین روغن کا چہڑکاو ہوگیا یہ بہی شہرت تہی کہ
مصطفی خان نے ہر ایک شہر والون کے مکان ہر ایک اپنی سردار لشکر کو تقسیم ونامزد کردیے تہے تا کہ بعد

سپہ

نے خیالی کی جو جس جگہ نامزد ہوا مع اپنی عیال و اطفال کے ساکن نہو۔ موسیو نے نہایت مشوش ہوکر دیوان لسان الغیب
حافظ شیراز مین فال دیکہی یہ شعر برآمد ہوا حافظ سہ تو با خدای خود انداز کار و دل خوشدار * کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
اور شکر اللہ ہے کہ اسیطرح پر سرگذشت ہوئی القصہ جب مصطفی خان مونگیر پہونچا عبد الرسول خان اپنے بہائی کو
مع فوج ہمراہی کے قلعہ مونگیر کی تسخیر پر مامور کیا حسن بیگخان قلعدار مع بندوقچیان محافظ کے کہ ساتہ حراست کی قیام
رکہتے تہے سرگرم مدافعہ ہوا مگر اسقدر کام اونکی نظرو مین کچہ حقیقت نرکہتا تہا ننگی پاؤن ساتہ جماعت رفقا وغیرہ کے
قلعہ مین یورش کی اور لوگون کو باہر نکال دیا اور قلعہ کو چہین لیا لیکن تقدیر کو دیکہو جبکہ عبد الرسول خان
قلعہ کے دروازہ پر کہڑا ہوا لوگون کو لڑائی پر تحریص کر رہا تہا کسی قلعہ والے نے ایک پتہر مارا اس سنگدل کا سر چور
ہوا شیشہ حیات کو ٹہیس لگی بادہ روح بہہ نکلی اگرچہ فتح ہو گئی مگر اس حادثہ کی مکافات کا تدارک الینو قلعہ ہی پر سانح تہا
ہرچند ظاہر مین مصطفی خان نے ذرا کچہ استقلال کو ملایا مگر کمر قوت کمزور ہو گئی چار و ناچار وہان پر تین مقام کیے تعزیت مین نوبت نہ بجائی
چوتہے روز توپخانہ وغیرہ جو سامان ضروری تہا قلعہ مذکور سے لیکر آگے کی راہ پکڑی جب ہیبت جنگ کو اسکی نزدیک
آپہونچنے کی خبر ملی رات دن لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوا اور مہدی نثار خان کو حکم دیا کہ رات دن گرد لشکر
کے گشت کرکے تالیف قلوب لشکر مین مصروف رہے تا آنکہ پنجشنبہ کے روز ١٧ یا ١٨ ماہ صفر کو سب لوگ طیار ہوکر
بیٹہے تہے کہ دو گہڑی دن نکلنے پر مصطفی خان لشکر کے قرب آگیا اور باغہای انبہ کے درمیان سکونت کی اور فوج کے دو حصہ
کئے ایک حصہ بلند خان روہیلہ کی سرداری مین اور دوسرا اپنی ہمراہی مین لیا اور اون باغات سے نکلکر بلند خان
کو پوشیدہ بستی مین بہیجا تا کہ اودہر کیطرف سے مخالف کے لشکر یا ورلشکر کے عقب سے آوے اور ہیبت جنگ کے لشکر کی پشت پر پڑے
یہ تدبیر کرکے خود بہی اخیر لشکر سے کہ راجہ سندر سنگہ اور کیرت سنگہ وغیرہ اوسطرون محافظ تہے پس جانیکا ارادہ کیا
بلند خان حسب الامر نخاس ہوکر جعفر خان کے بڑے باغ سے جہان بیچارہ قید ہوتے تہے نکلکر ناصر علیخان مجروح
اور اوسکے بیٹے سید علی اور مرتضوی خان کے داماد مرزا رمضانی سے جا بہڑا ناصر علیخان زخمی ہوکر بیکار ہو گیا اور
سید علی اور مرزا رمضانی جان سے گئے اور ناصر خان مواتی زخمی ہوکر رو بفرار ہوا اور بلند خان ہیبت جنگ کے
لشکر مین جا پہونچا اوسکے ہمراہی روہیلہ لشکر کی معموری دیکہکر لوٹ مار مین راغب ہوئے ادہر سے مصطفی خان
نے راجہ سندر سنگہ پر حملہ کرکے جماعت کثیر مانند غازیخان بابوزئی اور سندر سنگہ کے داماد وغیرہ کے میدان
ہلاک مین مارڈالا سندر سنگہ چند نفر کے ہمراہی مین فوج مصطفی کے ازدحام مین جو چہ سات ہزار سے کم تہی
اوسکی تلاش کرنے لگا اور مصطفی خان کچہہ ادہر سے بیخبر ہوا آگے کو بڑہا بوجود دخول لشکر کے ذوالفقار خان ہواتی کے
تیر باران سے کلہ پر اور راجہ کیرت چند کے پہلو مین زخم آیا اور بوجود مجروح ہونے کے پیر اوٹہہ گئے اور
لشکر مین عجب طرح کی انتہائی کی ہنگامہ رنگی پڑی ہیبت جنگ کے روبرو میدان خالی پاکر مصطفی خان مع ہمراہیان

بسیار کے نمایان ہوا ہیبت جنگ ہاتہی پر سوار ہوکر چند آدمیون سی جو تخمیناً دو سو سوار اور ڈیڑہ سو پیادہ ہمراہ سردار تہے مقابل ہوا جملہ سوارون سی نامدار خان اور کامگار خان اور سردار خان ورزمست خان ان مین مع اپنی ہمراہی ایکسو سوار کے اور اپنی سوار متفرق رسالہ میر بدر الدین مخاطب بسیادت علیخان کی اور کتنی لوگ ملازم سرکار شیخ رکاب نصرت انتساب کی تہے اور مہدی نثار خان مع نقی علیخان اور میر اکرام اور پانچ چہ اور آدمیون کی مورچہ مین شیخ حمید الدین حجاجی لکہنؤوالی ہیبت جنگ کی بائین طرف گفتگو اور دلجوئی اسکی مین تہا کہ اس معرکہ نی رونق پائی کی ہر چند مہدی نثار خان نی انکو اور نیز شیخ محمد اسد لکہنؤ والی کو سواری کیواسطی کہا مگر کسی نی نہ سنا مہدی نثار خان اونہین پانچ چہ آدمیون سی ہیبت جنگ کو بائین طرف کہڑا ہو گیا مصطفی خان نی پہونچتے ہی لوگون کو اشارہ کیا کہ دونو ہاتہ سی ہیبت جنگ کو پکڑ لیوین بلکہ آواز سی کہا کہ ہیبت جنگ ہی ہی زندہ گرفتار کرو حکیم شاہ نی مقابل مہدی نثار خان کے آکر پیادہ ہوا اور مہدی نثار خان کی تین چار آدمی پا پیادہ ہوکر مقابل ہوی ہیبت جنگ کمال استقلال سی تیر زنان ہوا اور کسی شخص کی معرفت عبد العلیخان کو مع فوج طلب کیا عبد العلی خان وغیرہ جو مصطفی خان کا آیا پہونچنا جانتا تہی ہوا کہ لشکر کا قاعدہ نہین کہ سوار ہون اور اپنی جگہہ سی متحرک جو جہان ہو وہین کی حفاظت مین مصروف رہتا ہی ہیبت جنگ نی دوسرا پیغام دیا بموجب مصرعہ پس ازان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد اس خبر سی عبد العلی خان متحیر ہوکر سوار ہوا اور صاحب کتاب نی ابہی چند نفر کی ساتہ ہمراہ تہا دیکہا کہ مصطفی خان شکست کہا کر لشکر کی باہر گریزان ہو گیا اور ہیبت جنگ کی طرف سی بان اور توپ چل رہی ہین عبد العلیخان اس واقعہ سی سخت نادم ہوا کہ ایسی وقت مین مجہسی کوئی خدمت نہ ہوئی چاہا کہ اونہین چند ہمراہیون کی ساتہ مصطفی خان کی فوج پر جو دور ہوکر بکمال استقلال شادیانہ فتح بجا رہی تہی جا گرے دوستان دلربا نی ممانعت کی مگر غیظ جو آیا ایک نہ مانی بیساختہ قدم اوٹہایا اوسوقت ہیبت جنگ نی ممانعت کی کہ آگی بڑہنی مین اس فتح خداداد کا قضیہ بالعکس ہوگا پس ٹہر کر شروع شکرگذاری کیجی لاجرم آگی نہ بڑہا اور پہر آیا اور مصطفی خان دو پہر تک استادہ رہا جو سپاہ اوسکی ہمراہی مین اکٹہی ہوی کترون کو مجروح پایا اور بعض معتمدون کی مارے جانی کی خبر پائی لہذا اوسوقت یورش موقوف کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لب دریای پن پن تہا کی چلا گیا اور لشکر کی مقابلہ پر درختان انبہ مین توپین لگا کر گولہ اندازی شروع کی مصطفی خان کی لشکر پر شکست کہانی کی یہ صورت ہوئی کہ جب ہیبت جنگ نی مصطفی خان کا لشکر مین پہونچنا دیکہا زندگی ست مایوس ہوکر بڑے استقلال سی جنگ آور ہوا دست خاص سی تیر افگن تہا اور پہر تفنگچیان خاصہ اور [illegible] ہاتہ [illegible] نی بندوق و شمشیر سی مصطفی خان کی سر راہ بند کر دی اس عرصہ مین حکیم شاہ کہ جوانان بانام و نشان سی تہا [illegible] مصطفی خان [illegible] رکہتا تہا روبرو مہدی نثار خان اور ابدل شاہ اور اسکی بہائی اور بعض تہوڑان دلیر کی روبرو ہیبت جنگ کی زخم شمشیر و تفنگ سی

مارا گیا مصطفی خان نہایت نزدیک آگیا تہا کہ اوسکا فیلبان زخم تفنگ سی بر روے زمین آیا اس واردات سے
مصطفی خان کو اضطراب ہوا کہ ایسا نہوا اوسکا ہاتہی گریزان ہو جہٹ سواری سی اوتر کر پیادہ پا ہوا
تا کہ اسکی ہمراہ اور لوگ بہی جانفشانی کرین مگر اوسکے اوترنی کا سبب لوگون نی یہ سمجہا کہ شاید فیلبان سی
ہم آغوشی ہوئی فوج بہاگ نکلی درجہ لاچاری کو خود حضرت بہی پیادہ پا دوڑی مع ہمراہیونکی لشکر کی باہر آئی جب لوگون
نے پہنچایا تو ہوش مین آئی اور ایک نہایت عمدہ گہوڑا واسطی سواری کی حاضر لائی اور اوسپر سوار کیا چونکہ عین
ہنگامہ انقلاب اور وقت اضطراب تہا ٹہرنا مصلحت نہ سمجہا دونر تر جا کر نشانہ بجانی کا حکم دیا اور مقابلہ
پر استادہ کہڑا ہوا اور جسطرح کہ ذکر ہو چکا ہے ویسا ہی عمل مین لایا ادہر ہیبت جنگ نی مع تمام سرداران
و افواج باقیماندون کی تمام رات دن حفاظت کی اطمینان کی بعد معلوم ہوا کہ راجہ سندر سنگہ نامقدور مع
اپنی ہمراہیون کی سرگرم جانفشانی رہا آخر کار مصطفی خان کی دست بردی سی آکر اپنی رفقا کو مقتول و مجروح دیکہ کر
راہی ہو گیا اور راجہ کیرت چند بہی اپنی راہ لگا اور بلند خان نی لشکر کی بازار اور بنگاہ لوٹ لی سندر سنگہ
نے مصطفی خان کی فتح اور ہیبت جنگ کا مارا جانا خیال کرکے اپنی راہ لی اسکی ہمراہ بشن سنگہ اور محمد جمال
اور نصر اللہ زمیندار پرگنہ سرس کٹہنہ اور ترار وغیرہ کی بہی چلے گئی اور جنہون نی مصطفی خان کی ضرب کہائی تہی
اکثر حصار عظیم آباد کے گہرون مین اور بعض دریا کنارے اور انہون کی باغ مین جا چہپی نصف لشکر کی قریب محافظون
سی خالی ہو گیا بازار اور خیمون کی نشان تک نتہی جہانتک نگاہ کام کرتی کفدست میدان نظر آتا تہا لاچاری سے
شہر کے طرف لشکر جانب مغرب چہوڑ دیا اور مشرق کی طرف غنیم کی مقابل مین حفاظت ضرور جانی ہیبت جنگ
تمام دن مختصر خیمہ مین جو عبد العلی کی خیمہ سی تہوڑے فاصلہ پر نصب تہا قیام کرتا تہا اور رات کو عبد العلیخان کے
خیمہ مین شب باش ہوتا تہا عبد العلیخان اور مہدی نثار خان اور نیز مورخ اور اسکی رفیق وغیرہ اور ہمراہیان
عبد العلیخان اور اکثر مہدی نثار خان کی نوکر اور علی نقی خان یہ سب لوگ اسکی پاسداری کرتی تہے ایک رات
پٹہانون نی قریب لشکر ہو کر بان مارے اور چاہا یہ مارنی کا ارادہ کیا مگر بیاوری اقبال مہدی نثار خان و عبد العلیخان
کی حسن سعی سی کچہ پیش نہ گئی انہون نی جہٹ پٹ سب کو ہوشیار کرکے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہہ پر خبردار
طیار رہو جب غنیم پیشقدمی کرے سزا دو — تمام دن غنیم کی توپین چلا کرتی تہین گہوڑی آدمی جو کسیقدر
ہم لوگون سی دور رہے مجروح اور ضایع ہوتی اور جو لوگ کہ دامن لشکر مین رہتے وہ محفوظ تہے پانچ دن تک
کامل یہی دار مدار رہا ساتوین رات کو کہ آخر ماہ صفر کی چہارشنبہ کی شب تہی ہرکارون نی خبر دی کہ مصطفی خان
کل کوچ کریگا ہیبت جنگ نی لوگون سی مصلحت کی یہ رای قرار پائی کہ مصطفی خان کو بجز جنگ کی کچہ منظور
نہین صبح ہوتے حتی الامکان آمادہ پیکار ہونا چاہیی جو مقدور مین ہے ہوگا اور یہ صلاح ہوئی کہ جو لشکر

سابق مین مغلوب ہوئی اوسی سنگر مین کر دیجئے اور جو محفوظ رہی ہین اونکو ساتھ لیکر جنگ کیجئے پس عبد العلیخان
بہادر کو مع احمد خان قریشی اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان اور سید عرب خان کو مقدمۃ الجیش کیا اور
جسونت ناگر اور نامدار خان راجپوتون کو مع اونکے چارون بہائی اور کل اور رسالہ خاص اور مہدی نثار خان
اور شیخ حمید الدین وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیا اور سب لوگ ہمراہ احترام الدولہ ہیبت جنگ بہادر کے ساتھ مقرر ہوئے
اور راجہ کیرت چند اور راجہ رام نراین اور ذو الفقار خان وغیرہ جو پہلی مرتبہ منہزم ہوئے تھے سنگر مین تعین کئے گئے
اول صبح کو ہیبت جنگ نے نماز پڑہ کر توکل باری اور نصرت آلہی پر گھوڑے سواری کی اور ناصیہ سائی عجز آستان خداوند
کریم پر کرکے فتح و ظفر اوپر دشمن کے دیکہ نہ تہی عبد العلی خان کے ہمراہ ڈیڑہ ہزار آدمی اور ہیبت جنگ کے ساتہ
دو ہزار سوار یکہزار پیادہ اور کچہ تہوڑے سے بان اور دو تین ضرب رہکلہ جلو مین موجود ہوئے مصطفی خان کے ہمراہ
سوار با شمار تہے اونسے جو سنگر کے داہنے کی طرف واقع تہے مع توپون کے ضرب روبرو روان ہوئے مہدی نثار خان نے
عبد العلی خان سے کہا کہ پیشتر جاکر سد آب جلد پکڑنا چاہئے ایسا نہو مصطفی خان وہان پہونچکر سد کی حفاظت مین
ہو اور ہمکو میدان نہ ملے کہ فتنہ برپا کرے عبد العلی نے منظور کیا اور ہیبت جنگ کے روبرو سے بیچ کی طرف راہی ہوا
اور ہیبت جنگ ساتہ عام سے عبد العلی کے عقب دست راست کو جہکا ہوا روانہ ہوا بعد گرایک گولہ کا فاصلہ تھا
عبد العلیخان تہ دیگر رفقا اور نیز مورخ کے قریب سد مذکور کے نہ پہونچا تہا کہ مصطفی خان اوس سد کے میدان مین
عقب کی طرف داخل ہوا اور اوس جگہہ پر قابض ہوگیا توپون کو چاہ سرخ لگاکر گولہ افگنی شروع کی اور ہماری
روبرو مرتضی خان خلف الصدق [illegible] خان مع جمعیت فراوان سد کے آگے مین استادہ ہوا اور مصطفی خان
تنہا سر سد پر پہونچکر باغ جعفر خان کے سر راہ ہیبت جنگ کے مقابل ٹہرا دشمن کی فوج سے ایک تیر کا فاصلہ تہا تہوڑی
دیر مین بہت سے ہمارے خیراتی مجروح اور مقتول ہوئے اور اکثر سوارون کے گہوڑے زخمی سوار پیدل ہوگئے عبد العلیخان
کے کسی رفیق کا گہوڑا گولہ سے گرا مورخ کتاب ہذا نے حسب التجا اپنے ہاتھی پر جگہہ دی جب ہاتھی اوٹہنے لگا
اوسکی کمر مین گولی لگی احتمال ہوا کہ عزیز مذکور پر آنکر گولی اوسکی کمر بند مین ٹہنڈی ہوگئی اور نیز مورخ کی بازوی
جیب مین گولی آلگی چہرا چہل گیا مگر نہ ہی محفوظ رہی عبد العلی خان کے فیلبان نے دو گولی کہائین بیکار ہوگیا
عبد العلیخان نے اپنے خواص رحمان خان کو بجای فیلبان کے بٹہلایا اور فیلبان مجروح کو دوسرے ہاتھی کے
ہودج مین لٹوا دیا ایک عبد اللہ خان کے رفقا مین فتح اللہ نام ایک شخص نیا رستم نشان اسفندیار زمانہ
باوجودیکہ خود مجروح اور بیکار ہوگیا تہا مگر عبد العلیخان کے باقیماندہ تفنگچیون کو ہمراہ لیکر اونکی بندوقین تیار
کر دیتا اور اون سے فیر کراتا تہا نہایت نازک وقت تہا اکثر لوگ نکل گئے عبد العلیخان اور احمد خان قریشی
اور شیخ جہانباز اور خادم حسن خان ہر چہار سردارون کے پاس قریب تین سو سوار کے رہگئے باقی نکل

جمعیت چلی گئی اوسوقتین عبد العلی خان نے ہیبت جنگ کو پیغام دیا کہ ہمپر وقت تنگ ہے بے مدد پیشقدمی
نہین ہوسکتی اگر آپ جنبش کرین ہماری پشت گرمی ہوتی ہے ورنہ جو گذرتا ہے وہ ہمپر گذریگا الا لڑائی کا
انتظام بھی برہم ہو جائیگا ہیبت جنگ چاہتا تا کہ اقدام کرے مگر حاجی احمد اوسکا باپ اسکو مانع ہوا اور ہم لوگ
یہ خبر سنکر نہایت مایوس ہوے مدد ایزدی سے رجوع کیا اسی ضمن مین مصطفی خان کا نشان بردار ہاتی عقب
سد سے بر آمد ہوا یقین ہوا کہ غنیم کا حملہ ہوا چاہتا ہے واہ واہ قدرت ایزدی دیکھیے کہ اوسیوقت مرزا فتح اللہ نام تفنگچیون کی ہو چکی بارہ
ماری ایک گولی نشان بردار پر پہونچی اوسکا کام تمام ہوا دو گز پرے نشان اوچہل کر جا گرا اوسوقت مورخ ہذا کی زبان
سے نکلا کہ وہ مارا ـ چار پانچ سرداروں نے دلیر ہو کر ہاتیوں کو بڑہایا اور سد سے گذر کر مرتضی خان کی فوج
سے کہ سامنے تھی جا ٹہرے اسی عرصہ مین ہیبت جنگ نے عبد العلی خان کی راے اور اوسکا پیغام مذکورہ پسند
کیا بدون تجویز مرضی والد کے اقدام کر گیا پیغامبر کے واپسی کے بعد تہوڑے سے عرصہ مین ہاتی کو پیشقدمی پر لایا رہکلے
وغیرہ بھی ہمراہ لیے گولہ اندازون نے راہ چلنے مین بھی پہر مار شروع کی ہمارا حملہ اور ہیبت جنگ کا پہونچنا غنیم
کے سر پر ایک ہی وقت پر ہوا ہمارے رفقا اور مرتضی خان سے ہنگامہ رزم گرم تہا چالیس آدمی جرار غنیم
کے ہمارے روبرو مارے گئے تہے کہ یکایک مدد غیبی نے اپنا کام کیا بموجب اس آیت کی تعز من تشاء وتذل من
تشاء ہوا بدلی مغربی سے مشرقی ہوئی ہیبت جنگ کے کسی پیشقدم کی گولی مصطفی خان کی چشم راست
مین جا پہونچی اور وہ بن گوش سے نکل گئی مردہ کی طرح سے ہاتی پر لیٹ گیا رفیقون کو یقین ہوا کہ یہ تیرہ باطن
جہان گذران سے چشم پوشی کر گیا اس چشم زخم سے ہر ایک کی شوخدیدگی دور ہوئی طرفۃ العین مین بہاگ نکلے
مرتضی خان نے جب باپ کا یہ حال مشاہدہ کیا ہوش و حواس گم ہو گئے مصطفی خان نے چونکہ بے ادبی حضرت
امیر المومنین علی علیہ السلام اور محبان آنجناب تصور کی تہی اوسکے باعث سے اس سزا کو پہونچا اور جو کچہ کہ
دیکہا خوب دیکہا ہیبت جنگ اور عبد العلیخان وغیرہ سرداران منصور نے شکر گذاری باری کی احترام الدولہ
نے حکم نوبت صادر کیا آہستہ آہستہ تعاقب کرنا اختیار کیا چونکہ غنیم کے ہمراہ ناموس بہی تہا تہیان لوگ بلا اضطراب
کمال استقلال سے ہر ایک کو فراہم لئے جاتے تہے اگر گاڑیان پیچہے رہجاتین دو تین ہزار جرار کہڑے ہو جاتے جب وہ دور
آگے کو نکل جاتین یہ بہی روانہ ہوتے ہیبت جنگ اور حاجی احمد نے تاکیدی حکم دیا کہ تعاقب مین شتابی
نہ کیجاوے حتی کہ دو پہر مین ایک کوس تعاقب ہوا بعد اوسکے قیام کیا معلوم ہوا کہ مصطفی خان زندہ ہے اور
تالاب امیٹہی پر اقامت گزین ہوا بعد افاقہ کے پوچہا کہ کیا ماجرا ہوا جب اس معرکہ سے خبر پائی بخت
واقبال کی نامساعدت پر حیف کیا ہیبت جنگ کے خیمہ مین پہونچتے ہی مبارکبادی کی نذرین گذرین
ہر ایک حسب خدمت مورد الطاف و آفرین ہوا اور مورخ کو آغوش مین لیکر تمام رات خیمہ مین رکہا

صبح مصطفی خان کی کوچ کی خبر پائی خود بھی سوار ہوا تالاب امیٹھی مین پہونچکر خیمہ زن ہوا اور مصطفی خان
نوبت پور پہونچا اسیطرح سی محب علی پور تک تعاقب ہوا تہا کہ مہابت جنگ عظیم آباد پہونچا رگھو بہوسلہ
کی نکلنے کی خبر بموجب طلب مصطفی خان کی سُنی پس ہیبت جنگ کو لکہا کہ احوال اسطور پر ہی اگر خدانخواستہ
مصطفی خان اور مرہٹہ متفق ہوگئی مدافعہ مشکل ہوگا پس نہ مجہہ مین اتنی طاقت اور نہ تم مین اتنی وسعت
بہتر یہ ہی کہ چونکہ الحال وہ مغلوب ہی تم اوسکی مدافعت مین رہو اور ہم مرشد آباد کو معاودت ہوکر کسی تدبیر سی
مرہٹہ کو متوقف کرین ہیبت جنگ نی اس خبر کو سُنکر لشکر کی سرداری عبد العلیخان کو سپرد کی اور کہدیا کہ
جو مناسب جانو عمل کرو اور خود وقت شب عبد العلیخان کی پالکی مین سوار ہوکر اور بہت سی کہار ہمراہ
لیکر شبا شب راہ طی کرکے صبح ہوتی مہابت جنگ کی پاس پہونچا اور چند منزل کے آنی کا وعدہ لیکر
بطریق ضمان سراج الدولہ کو ہمراہ لئی اپنے لشکر کو آیا مہابت جنگ بہی دو ایک روز کے بعد پہونچا اور
مصطفی خان کی تعاقب مین قصبہ زمنیا تک جو کہ غازی پور کے مقابل لب گنگا واقع ہی اور صفدر جنگ
کے عمل کی سرحد ہی گیا اور قصبہ مذکور کو تاخت و تاراج کرکے معاودت کی مصطفی خان نی قصبہ چنارہ
مین جو قلعجات مشہورہ ہند مین ہی جاکر تیاری لشکر اور اسباب سلاح وغیرہ مین ساعی ہوا اور
ہیبت جنگ اور مہابت جنگ باتفاق ہمدیگر عظیم آباد کو معاودت ہوی وہان سی مہابت جنگ بارادہ تنبیہ
مرہٹہ عازم مرشد آباد ہوا اور ہیبت جنگ شہر عظیم آباد مین متوقف ہوکر تالیف رعایا اور فراہمی
سامان حرب اور اجتماع لشکر مین مصروف ہوا۔

جانا مہابت جنگ کا مرشد آباد اور توقف کرنا مرہٹون کا بردوان مین اور انجام دولت مصطفی خان اور ہیبت جنگ کی فتح پانا

مہابت جنگ جعفر خان کی باغ مین بعض امور ضروریہ کی واسطی دو تین روز مقیم رہا اور منعم علیخان نام ایک شخص کو جو کہ تیز زبان
آور تہا برسم رسالت رگہوجی بہوسلہ کی پاس بہیجا اور خود متعاقب اُسکے مرشد آباد جا پہونچا اور رحم خان
جماعہ دار عمدہ و معتمد اپنی کو ہیبت جنگ کی رفاقت پر مقرر کیا رگہوجی بردوان پہونچا تہا کہ منعم علی خان نی
ملاقات کی اور پیغام مصالحہ کا ذکر شروع کیا رگہو نی اس پیغام صلح التیام سی مغلوبی اور مسلوب الحواسی مہابت جنگ
کی سمجہکر بدین قرار پیغام دیا کہ اگر تین کروڑ روپیہ پیشکش کرے البتہ مصالحہ منظور ہی اور مہابت جنگ نی
بمقتضاے وقت ہان ہون مین چند روز تک سلسلہ تقریر مین ایسا اولجہایا کہ حرکت کی مجال
نہوی ڈہائی مہینے اسی رنگ مین قطع ہوی جب ہیبت جنگ کی فتح و نصرت کی خبر گوش زد ہوئی شکر
آلہی بجالایا اور رگہوجی کو صاف جواب دیدیا تفصیل اس اجمال کی عنقریب صفحۂ آئندہ مین

مال و ضاحت سے لکھتا ہون۔

مصطفی خان کا پرگنات سرکار شاہ آباد مین پہونچنا اور ہیبت جنگ سے لڑائی قصبہ کرہنی مین اور ہیبت جنگ کی فتحیابی

احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ آخر جمادی الاول کو کہ پایان گرمی اور شروع برشکال تہی مصطفی خان کی عزیمت
سنکر شہر عظیم آباد سے برآمد ہوا اور اسلحہ حرب کو آراستہ کرکے گوشمالی ہوس بدمآل کو عازم ہوا اور
مصطفی خان نے اپنی قوم کو قصبہ چہپارہ مین فراہم کرکے جو کچہ روپیہ تہا خرچ کیا جب دیکہا کہ موسم برسات سر
پر آگیا اور رگہوجی آ پہونچا اپنے تئین صوبہ عظیم آباد کے حدود مین بابو اودیت سنگہ اوجین مالک جگدیسپور
کی حدود مین جو کہ ہیبت جنگ کا بڑا مخالف تہا پہونچایا اور خیال کیا کہ اگر ہیبت جنگ نے آگر فتح پائی مدعا حاصل
ہوگا اور اگر مارا گیا مراد ملی قصہ گیا کیونکہ اب سپاہ نوکر رکہنی کی طاقت نہ رہی تہی اور اگر ہیبت جنگ نے
توقف کیا تو پہر دریاے سوہن کی طغیانی سے عبور دشوار ہو جایگا پس وہان کے زمیدار بدکار سے
ملک سرکار شاہ آباد کسیقدر روپیہ تحصیل کرنا ہوگا اور جماعہ سپاہ کو کسیقدر روپیہ کی طریق کی طور پر دیا جاویگا بعد
انقضاے برسات رگہو کو موافق کرکے لڑونگا - ہیبت جنگ نے نور باطن سے اس تیرہ اختر کی ما فی الضمیر پر آگاہی پائی
کچہ فرصت نہ دی تیرہ چودہ ہزار سوار مع شیخ دین محمد جو شیخ مجاہد سربلند خانی کا تبنی اور جسکو سیف خان حاکم
پورنیہ نے مہابت جنگ کی مدد پر بہیجا تہا اور نیز رحیم خان روہیلہ کی جسے مہابت جنگ چہوڑ گیا تہا عظیم آباد سے
کوچ کرکے کو پور کے گہاٹ سے دریاے سوہن پایاب اوترگیا اور دوسرے روز میدان کرہنی مین جو کہ جگدیسپور
کی قریب ہے کسی جہیل پر اقامت فرمائی جو کہ لشکر مصطفی خان کا قریب تہا تمام روز و شب حفاظت رہی صبح ہوتی
بعد نماز سوار ہوا حاجی احمد نے کہا کہ پہلے قاعدہ پر سنگر بناکر لڑائی کیجاوے لیکن مہدی نثار خان وغیرہ رفقا نے عرض
کیا کہ اول ہم مغلوب وہ غالب تہا اب ہم غالب ہین اگر سنگر بناکر جنگ آور ہون تو اوسکو فائدہ ہوگا نصف
صوبہ سے زیادہ قبضہ مین لایا ہے آپ کی حکومت بہت کم رہگئی ہے دوسرے یہ برسات مین کیچڑ دلدل جب ہوا تو کیونکر
مدافعہ غنیم ہوسکے گا اگر اوسنے برسات گذاری تو مرہٹہ سے باہم ہوکر لڑیگا اوسکا انتظام کیا کرتے ہو ہیبت جنگ
نے اس مراتب کو خوب سمجہکر عبد العلیخان بہادر کہ ہراول و مقدمۃ الجیش تہا حکم دیا کہ آہستہ آہستہ سنگر بنانے
کے حیلہ سے اقدام کرکے لڑائی شروع کردے آخر الامر اسطور تعمیل ہوئی ایک گروہ لشکر کا پیشتر گیا تہا کہ غنیم
کا نمود ہوا مصطفی خان نے فوج کی دو حصہ کئے ایک حصہ پر بلند خان کی سرداری ہوئی دوسرا حصہ خود بدولت
کی زیر حکومت رہا ادہر سے توپین سر ہوئین ایک گولہ سربلند خان کی فیل سواری پر جا گرا مجروحاً فوج مین سراسیمگی
آئی مصطفی خان نے فوراً اپنی فوج ہمراہی سے جہٹ پٹ ہاتہیون کو ڈبٹایا اور سواران ہمراہی نے بہی گہوڑے پہنکیے

مصطفی خان جم غفیر سی تیر باران و داؤد خان جو کہ ہمراہ توپخانہ تہا اُسکے سر پر آپہونچا جو کہ توپخانہ بعضی کی ہمراہ سب سی پیشتر بڑہگیا تہا داؤد خان مع سترہ نفر اپنی بہائیونکی میدان کارزار مین مستقل ہوکر مردی کا کام کر گیا ہمیشہ کی نیکی اسپنے واسطی چہوڑ گیا داود خان کا حال دیکہتی ہی لوگ بیساختہ بہاگ نکلا مصطفی خان نے اپنے دست چپ پر خادم حسین پر حملہ کیا خادم حسین اس زد و خورد مین مع پچاس ساٹہہ نفر کی میدان مین کام آیا جب عبد العلیخان نے فوج کو دیکہا کہ ابتر ہوئی جاتی ہی مع ہمراہ والون کی آگی بڑہا راستہ مین توپخانہ کی بیل مسلسل پڑی تہے عبور مشکل تہا لاجرم اونکی ناتہہ اور رسین کاٹ دین اور نکل گئے اسوقت مہدی نثار خان مع پانچ چہہ نفر کی اور نقی علی خان تنہا یمین و یسار سی پہونچکر ہمارے شریک ہوی اور سورج ہزاری عبد العلیخان کی ہمراہ تہی اور شیخ جہانبار اور راجہ سندر سنگہ جو دست راست پر معین اور میمنہ سی عقب تہی دس بارہ سوار سے آپہونچے اور رحم خان پندرہ سولہ آدمیون سی نیزہ بکف ہمارے یسار سی آموجود ہوسے بمجرد اس ہجوم اور ہمارے اور مصطفی خان کی مقابل ہونی کے خدا معلوم کدہر سی بندوق کی گولی مصطفی خان کی چہاتی پر جا لگی اور قلب سی متصل ہوتی ہوئی پہلو سی نکل گئی جان نے رفاقت کی معاً اس جان دہی کی باقیماندہ جو اوسکی پشت گیری سی گرم جنگ تہی ٹہنڈہی ٹہنڈ ہیسے اپنی راہ سدہاری حتی کہ مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان باوجود سراپا شان و شوکت کہ میدان جنگ سی نکل گیا اور ہیبت جنگ نے جو فوج ہراول کی گریز سی مایوس ہوگیا تہا عبد العلیخان کا حال دریافت کرکے فتح و نصرت کی التجا درگاہ خدا سے کرکے ہاتہی کو بڑہایا اور اخیر زمانہ دار و گیر مین ہمارے پاس آپہونچا عبد العلیخان کو فتحمند میدان مین دیکہکر ہاشم قلیخان داروغہ دیوان خانہ کو حکم دیا کہ مصطفی خان کی ہاتہی پر چڑہکر اسکا سر کاٹ لے حسب الحکم تعمیل ہوگئی سر نیزہ پر چڑہاکر لاش کو عظیم آباد بہیجا تاکہ شہر مین تشہیر کرین اور عملہ شہر کو دکہاکرین تا اونکو انکی عبرت ہو پہر اور کوئی ایسا امر خیال مین بہی نہ لاوی دفن کردین — میر محمد باقر برادر مفتی شوسترکی نے جو کہ سادات شوستر اور زاہدان عصر سی کمال ورع اور تقوی مین تہا اس لڑائی مین کہاتہا اور اور اونسی حسب التماس منہیان غیب سی عالم رویا مین دیکہا کہ جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اوس افغان پرکین کو شمشیر سی قتل فرماتے ہین اور پہر تہوڑی دیر مین نعرہ اللہ اکبر کہہ کی اوسکی کمر دوپارہ کی جب یہ خبر سنی کہ اوسکا سر آیا اور لاش ہاتہی کی پیر مین باندہکر گہسٹوائی گئی اونہین پہر بات مرموصوف نے تعجب کرکی فرمایا کہ مینی تو اسیطرح دیکہا ہے دوپارہ ہونا چاہیے دو تین گہڑی کے بعد ہیبت جنگ کا حکم پہونچا کہ اوسکی لاش کمر سے دو نیم کرکے ایک حصہ شہر کے جانب شرق اور دوسرا مغرب مین لٹکا وین آخر اسیطرح تعمیل ہوئی اور بعد مدت کے دو نو حصہ کہ بوسیدہ ہوگئی تھے

اور نہاکر دفن کئے گئے

باقیماندہ رفقا سے مصطفی خان کا بیان اور دلشیر خان و الف خان و عیسی خان و مرتضی خان کا احوال اور معاملہ رگھو کا راجہ دولبہ رام سے اور اخیر سوال و جواب مہابت جنگ کا

مصطفی خان کا لڑکا مرتضی خان آخر وقت جنگ مین مع باقیماندون کے بمقتضاے بیت مشہور کی ۔ بیت زندہ و خندہ ہمگنان شد بہ از مژدہ گریہ دوستان ۔ جمع کر کے چلا گیا اور لکری کہونین پناہ لی اور عیسی خان جو مرتضی خان کا خالو اور مصطفی خان کا سالا تہا کوڈلی سے جہان پوشیدہ ہوا تہا گرفتار ہو آیا چند روز مقید رہا بعد ازان عطاے جامہ اور لباس اور کچہ زاد راہ سے سرفراز ہوکے خلاص کیا گیا ۔ دلشیر خان خواہر زادہ شمشیر خان مراد شیر کا چہوٹا بہائی دو تین گولیان کہاکے بیہوش میدان مین پڑا تہا ہیبت جنگ طفلی سے اسکا قدر شناس تہا اسپنے پالکی پر اوٹہالایا اور جراحون کو معالجہ کیا مگر اجل نے تہوڑا دو روز کے بعد زخم حیات کا اندمال ہوا اور الف خان داماد سردار خان مرتضی خان کے ہمراہ سلامت نکل گیا ہیبت جنگ نے سجدہ گذاری رب قدیر کر کے مصطفی خان کے خیمہ مین نزول فرمایا مبارکبادی کی نذرین قبول فرمائین شام کیوقت عبد العلی خان کے خیمہ مین آکر مبارکباد فتح دی اور تحسین و آفرین کا مل فرمائی چونکہ اس میدان مین اسباب نوبت اور نقارہ نہ تہا عبد العلیخان کے ہاتہ آیا تہا تو اسکو نوبت کا حکم دیا اور مہابت جنگ کے حضور مین مبارکباد کی عرضی بہیجی اور ... کہ حضور شاہی سے ... کو علم و نقارہ دلایا جاوے مہابت جنگ نے اس امر عظیم کے جلدو مین جو ہیبت جنگ اور عبد العلی خان ... خلعت فاخرہ اور جواہرات اور شمشیر اور ہاتہی عنایت فرمائے اور جعفر خان ... ہر شخص ... تمام ... آداب بجا ... اور کورنش خنایات بجالاکر ... مہاد ... ہم ... گہر ونکو روانہ ہو اور ... حضور سے علم و نقارہ عبد العلی خان بہادر کیواسطے مرحمت ہوا ۔

آنا رگھوجی بہوسلہ کا کٹک مین اور مقید ہونا راجہ دولبہ رام کا قریب ... بہائی میان میر عبد العزیز کا مقابلہ کرنا رگھوجی بہوسلہ سے

دوسری لڑائی مین جبکہ مہابت جنگ ... سے پہونچا مصطفی خان ... تب مین شریک ہوا تہا شہامت جنگ کے نکلنے سے رگھو بہوسلہ کے ... انکا حال معلوم ہوا اسکا ماجرا یون ہے کہ جب عبد الرسول خان بسبب نااتفاقی صحبت باہمی مہابت جنگ اور ... علی خان ... سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر راجہ دولبہ خلف راجہ جانکی رام جو وہانکا پیشکار رہتا مقرر ہوا دولبہ رام موافق اپنے عقیدہ کے اکثر برہمن اور سناسیون کے ہم صحبت رہتا اور مسلمانون کی جماعہ ... سے نفرت رکہتا تہا اکثر ... اوقات برہمن اور سناسیون کی مصاحبت ...

اکثر اون سناسیون مین رگھو کی جاسوس تھی کہ اسکی سستی اور بیخبری رگھو سی بیان کرکی اوسکی تھوری کوشش تا الک
کرتے تھی جب مصطفی خان کی طرف خط طلب رگھو کی نام پہونچا نامبردہ جب سی بہاسکر مارا گیا تہا مارِ دُم بریدہ
کی مانند رنج وغم کی بارسے پیچ و تاب کہا یا کرتا اور انتقام کی فکر مین خون جگر پیا کرتا تہا اسکا خط جو پہونچا سری دست
لطیفہ غیبی سمجھکر چودہ پندرہ ہزار سوار سی روانہ بنگالہ ہوا اور کٹک کی پہاڑون سی اوس ملک مین آپہونچا
ادہر راجہ دولبہ سناسیون کی فریب مین ایسا غافل تہا کہ رگھو لب دریای کٹک سی پار اوتر آیا اوسکو اصلا
خبر نہوئی میر عبد العزیز متوطن ممانہ جسکا ذکر کسی تقریب سی ہوچکا ہی اوسکی آنے سی مطلع ہوکر مع دو تین بیس
آدمی کی جو اوسوقت حاضر تھی سوار ہوکر دربار مین آیا اور ہمراہیون کو کہا کہ جلد طیار ہوکر متعاقب حاضر ہو
جب دولبہ کی دروازی پر آیا استفسار کیا لوگون نے عرض کیا کہ مہاراج محل خوابگاہ مین ہین اور مرہٹہ کی
یہان کچھ خبر نہین ہی کچھ دیر ہوئی تھی کہ شہر مین آشوب عظیم برپا ہوا اور بہگدر پڑ گئی اوسوقت دولبہ رام
کو ہوش آیا پالکی پر سوار ہوکر قلعہ بارہ ہاٹی مین پہونچا چاہا اور سر اور پاون کا ایسی آشفتگی و پریشانی مین کہ
سر کی دستار کہین اور پاونکی پاپوش کہین اور رفقا کہین سپاہ اور سراسیمہ بہاگا میر عبد العزیز مع چند رفقا کی اوسکے تعاقب مین
دوان تھی کہ [illegible] رفیق سی کچہ کہکر ہمراہ لی چند قدم جاکر کیا دیکہتا ہی کہ راجہ نے
چند مرہٹون کو دیکہکر پالکی چہوڑ پیادہ پا خرابہ کی راہ لی ہی میر مذکور نے اپنا گہوڑا دوڑایا اور کہا کہ گہوڑی پر سوار
ہو عبث گہبراتی ہو [illegible] جب [illegible] اوسکی گہوڑی پر سوار ہوکر داخل قلعہ ہوا اور میر مذکور نے ہمراہ ہوکر
پہونچا دیا بعد ازان دولبہ کا لشکر تہوڑا تہوڑا آکر جمع ہوگیا اور دولبہ آپ مع لشکر محصور ہوگیا رگھو نے
گہیر لیا دولبہ رام نے جب [illegible] مصطفی خان کی تعاقب مین دور نکلگیا نہایت گہبرایا اور انہین سناسیون کو
جو جاسوسی کرتے تھے واسطے [illegible] رگھو کی ملاقات کا مایل ہوا سرداران ہمراہی سی مشورہ لیا میر عبد العزیز خان
اور چند [illegible] آخر الامر بعد پندرہ روز کی راجہ دولبہ رام مع جمیع سردارون
کی رگھو کے دیکھنے کو چلا اور عبد العزیز خان [illegible] چار سو رفیق اور چند مستحفظان شہر کی قلعہ مین رہا رگھو نے بعد ملاقات
براہ فریب و مکر تا دو ہزاری ہر ایک [illegible] ایک ایک سردار کی سپرد کیا تا کہ بتواضع و مدارات
پیش آئین اور دولبہ رام کو خیمہ علیحدہ مین واسطی مقام کے جگہہ دی کہ بعد آرام و خورد طعام اپنی راہ لی
جب ہر ایک نے کمر کہولی استراحت کا سر انجام کیا قید ہوگئی ہر ایک نی دعوت پر عداوت کا پہل پایا عبد العزیز
آمادہ جنگ ہوکر قلعہ مین بیٹہا جب رگھو کو اوسکی جرات معلوم ہوئی میر مذکور کی بہائی کو مع رسولان
دولبہ رام اور اپنی ملازمین کی [illegible] تہدید و توعید کیواسطی بہیجا میر عبد العزیز نی جواب دیا کہ بندہ نہ برادر
کا پابند ہی نہ آقا کا مستمند [illegible] بعض نامردی سی ملگئی بندہ کو حق نمک فراموش نہین

جو عہد کیا جان کی ساتھ ہی خلاصہ یہ کہ ایک مہینے چند روز تک سید مذکور نی حفظ آبرو کی کسی کی تاب نہوئی
کہ قلعہ میں قدم رکہی تا آنکہ مہابت جنگ بموجب التماس شہامت جنگ اور نیز سُنی ۱۱۶۳ اس خبر کی کہ رگہو دریای
کٹک سی عبور کر گیا تعاقب مصطفی خان اور رفاقت ہیبت جنگ کی چہوڑ کر مرشد آباد آیا اور ہر چند خبر مقید
ہو جانی دولہبہ رام اور لڑکی میر عبد العزیز کی سُنی لیکن بسبب چند غرض کی جو رگہو کی انسداد کی تہین انکی کمک اور
اعانت کو مخفی رکہا اور برعکس گمان مردم کی منعم علی خان نام ایک شاہجہان آبادی کو جو نہایت زبان آور اور
دلیر سخن تہا برسم رسالت رگہو کے پاس بہیجکر مستدعی مصالحت ہوا رگہو نی جواب دیا کہ بشرط نذرانہ تین
کڑور روپیہ کی اس حالت اضطراب میں صلح منظور ہی مہابت جنگ بضرورت چند روز ایسی اقرار و انکار
آمیز سوال جواب میں بسر کر گیا جب فتح ہیبت جنگ کی خبر سُنی شکر خدا ادا کرکی رگہو کو جواب صاف دیا کہ اب
ارادۂ جنگ ہی نہ تاب درنگ شمشیر غازیان لشکر خون اعدا کی پیاسی ہی اور نہنگان دغا شناوری دریای
خون اعدا میں چاہتی ہین بعد ازان جو غالب ہو صلح کی خواستگاری ہو گی رگہو نی جواب دیا کہ اینجانب
چودہ پندرہ ہزار سوار سی طے مسافت کرکی یہانتک آیا ہی آپ سو کوس سی استقبال نہین کرتی مہابت جنگ
نی یہہ جواب بہیجا کہ چونکہ تمنی راہ دور سی تکلیف عظیم اوٹہائی ہی اور ایام برسات قریب آئی ہین مناسب ہوا
کہ چندی آسودہ ہو لیجیی بعد انقضای بارش انشاء اللہ استقبال کرکی آپ کی در دولت تک مشایعت کیجاوی گی
اس خبر سی رگہو نی اطراف بیر بہوم میں پہاونی کرکی تمام صوبہ کٹک میدنی پور اور ہجلی اور بردوان تک زیر تصرف
لایا میر عبد العزیز اس مدت میں جو سوال جواب میں منقضی ہوی اپنی کمک سی مایوس ہوا اور قلعہ کو بہی آذوقہ
سی خالی دیکہا بمقتضای وقت کی اس امر پر رگہو سی صلح کی کہ قلعہ بارہ بہائی لیوی اور مجکو مع ہمراہیان ساتہہ مال و
اسباب اور آبرو کی جانی دیوی القصہ یہ عہد نامہ رگہو اور دیگر روسای لشکر کی مہر سی لیکر میر مذکور قلعہ سی برآمد
ہوا اور چند روز لشکر میں رہکر رگہو سی مرخص ہوا مہابت جنگ کی پاس حاضر ہوا اور بعد ایکسال اور کئی مہینی کے
راجہ جانکی رام نی تین لاکھ روپیہ واسطی رہائی اپنی لڑکی راجہ دولہبہ رام کی معرفت مہاجنان رگہو کو دیکر دولہبہ رام
کے رہائی کر دی اور مہابت جنگ نی پاس حقوق فدویت راجہ جانکی رام کی وہ روپیہ اپنی خزانہ سی دلایا۔

رگہو کا عظیم آباد جانا مرتضی خان و بلند خان وغیرہ افغان کی رہائی کو مکری گہو سی اور مہابت جنگ کا اوسکی مقابلہ پر پہونچنا اور اوسکی معاودت وہان سی

جن دنوین کہ رگہو بہوسلہ نواح بیر بہوم میں ٹہرا ہوا تہا مرتضی خان پسر مصطفی خان اور بلند خان وغیرہ
افغان نی جو کہ میدان جنگ سی بہاگ کر مکری کہو مین مقیم ہوسے تہی اور وہان کی زمیندار نی بطمع مال

جگہہ دی تہی اور پہلوان سنگہ اور سونہر سنگہ زمینداران سہسرام اور چین پور نے حسب الحکم ہیبت جنگ
کے ایسا سخت قید کیا تہا کہ درہ پہاڑ سے دوڑتے دوسری طرف نجا سکین بیچارہ نیم جان ایسی زیست سے
موت کے طلبگار تہے رگہو بہوسلہ کو عرضی لکہی کہ اگر آپ اسطرف تشریف لاوین ہم لوگ آزادی پاکر آپکی
غلامی مین تا زیست حلقہ بگوش ہون رگہو نے دیکہا کہ کئی ہزار افغان اپنا مطیع ہوگا لہذا آخر برسات کو
بیر بہوم اور کہڑکپور کے جنگل ہوتی ہوے صوبہ عظیم آباد کو متوجہ ہوا اور بعد تاخت و تاراج شیخ پورہ ودہا
ٹکاری وغیرہ کے مرتضی خان وغیرہ کو رہائی کو دریاے سوہن سے پایاب گذر کر افاغنہ کو خلاص کیا
اور بیس ہزار سوار مع افغان و مرہٹہ کے میدان ارول اور حدود ٹکاری مین جماو کیا کہ عقب سے مہابت جنگ
بارہ ہزار سوار جرار سے بقصد جنگ و جدال کے عظیم آباد پہونچا اور احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ نے اپنے
چچا کا استقبال کرکے مشرف قدمبوس ہوا اور مہابت جنگ عظیم آباد کے پورب طرف باقی پور مین خیمہ
زن ہوکر چند روز دیدار عزیزان اور صحبت دوستان سے تفریح بخش اوقات رہا۔

عبد العلی خان بہادر کی ہیبت جنگ سے آزردگی اور مہابت جنگ کے واسطہ سے صفائی ہونا

قبل اسکے چند ماہ ہوئے کہ ہیبت جنگ اور عبد العلیخان مورخ کے ماموں کے درمیان غبار اوٹہا اور ناچاقی
ہمدیگر سے باہم مفارقت کی صورت پیدا ہوئی ہیبت جنگ نے ایک رقعہ عبد العلیخان کے نام لکہا اوسمین
ایک فقرہ لکہا جسکا حاصل مضمون یہ تہا کہ مصطفی خان کی لڑائی مین راجہ کیرت چند نے زخم تیر کہایا تہا افسانہ
کا گل کہلایا آپ نے [illegible] گلدستہ بنا کر رکہتے ہو عبد العلی خان نے اس خط کے
مضمون خار خار سے [illegible] ترک کرنی چاہی جب مہابت جنگ آیا ارادہ کیا کہ ہیبت جنگ کی رفاقت
ترک کرکے مہابت جنگ [illegible] ایکروز مہابت جنگ خیمہ مین بعد فراغ طعام خلوت
کی مجلس مین بیٹہے [illegible] مہابت جنگ و ہیبت جنگ و عبد العلیخان بہادر اور یہی بندہ مورخ حاضر تہا
عبد العلیخان نے تقریب سخن کرکے مہابت جنگ سے عرض مقصد کی کہ داعیہ میرا یہ ہے کہ خدمت حضور مین
بقیہ عمر آخر کرے کیونکہ اب ہیبت جنگ کی خدمت مین مجال قیام نہین ہے مہابت جنگ نے بنظر تعجب فرمایا
کہ اس زمانہ مین باپ بیٹے بہائی بہائی سے صحبت برابر نہین ہوتی جیسا کہ ملاحظہ مین آرہا ہے سبب
اس تقریر کا یہ ہوا کہ دو تین روز قبل اس سرگذشت سے صولت جنگ کو اپنے باپ حاجی احمد سے
بدگمانی غیر مناسب ہوئی تہی [illegible] باپ بیٹے مین یہ ماجرا ہو تو تمہارے اور ہیبت جنگ کے
باہم جو چچا اور بہتیجے ہو ایسا معاملہ کچہ عجب نہین اور ہونا ملال [illegible] کا بہی کچہ دور نہین عبد العلیخان

سے جواب دیا قبلہ گاہا بہائی اور لڑکی اگر باہم خصومت کرین مضائقہ نہین کیونکہ باہم مدعی شراکت اور وراثت کی ہین بندہ کہ محض نوکر ہی یہ عذر مجہسی کچہہ زیبائی نہین رکہتا اگر لایق خدمت متصور ہونگا برداشت کیجاویسے ورنہ بدون رنجش اور گفتگوی ناملایم کی مرخص فرماوین ایسی رقعہ کی کیا ضرورت لکہنی کی تہی کیرت چند کی کیا اصل ہے کہ بندہ کی ہمسر ہو ہیبت جنگ اس کلام سی آزردہ ہوا اور غصہ سی تمتماکر بولا کہ ہم اپنی جان کیرت چند پر نثار کرینگی کیرت چند وہ شخص ہی جسکے والد کی جوتیان ہم لوگون کی بزرگون نے سید ہی کین ہین یہ اوس امر کا اشارہ ہوا کہ اوسکا باپ دیوان شجاع الدولہ مرحوم ناظم بنگالہ اور مرجع جمیع اہل خدمات تہا کہ حاجی احمد اور مہابت جنگ بہی اونہین مین تہی عبد العلیخان نے پاسخ دیا کہ میرے باپ نے کیرت چند کے والد کی جوتیان نہین اوٹہائین کہ مین بہی اوسکی خدمت ضرور سمجہون مہابت جنگ نے تسلی کرکے عبد العلیخان سی فرمایا کہ آپ کیون آزردہ ہوتی ہین نواب ہیبت جنگ کا کنایہ مجہپر ہی اس سخن سی مہابت جنگ نہایت شرمندہ ہوکر خاموش ہوا بعد چند روز کی ہیبت جنگ کو تنہائی مین سمجہا کر باہم کر معانقہ کرادیا رفع کدورت فیمابین فرمایا ۔

پہر رزم گہوبہوسلہ کا بیان بیچ محب علی پور کی شرقی طرف میدانین مہابت جنگ سی میدان ہوا

چند روز کی بعد مہابت جنگ نے باقی پورہ سی مع ہیبت جنگ و صولت جنگ اور ثابت جنگ و سراج الدولہ اور شمشیر خان و سردار خان و میر محمد جعفر خان و حیدر علیخان و رحم خان و عمر خان و شیخ جانباز خان وغیرہ کی کوچ کرکی نوبت پور پہونچی اوس روز راستہ مین کچہہ بہی مرہٹہ کا نشان نتہا بعد ورود کسیقدر غلغلہ بعض سواران مرہٹہ کا اوٹہا اور پہر کچہہ نتہا صبح کو مہابت جنگ بڑی تزک اور احتشام سی جنگ و جدل مین آراستہ ہوکر سوار ہوا اوس روز چہہ آدمی صاحب نوبت اور پانچ آدمی صاحب ماہی و مراتب اوس فوج مین تہی مقدمۃ الجیش میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان اور سید ہی طرف عطاء اللہ خان اور سردار خان اور بائین کیطرف احترام الدولہ ہیبت جنگ اور چنداول مین صولت جنگ اور شیخ جانباز خان اور عمر خان اور مع نشان فیل مہابت جنگ رحم خان اور قول خاص مین فقیر اسد بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان وغیرہ اسی شان و شوکت سی ظہر تک چلے گئے مرہٹہ روبرو نہ آسکے اطراف کی دیہات لوٹ جلا کر لشکر اور مال و متاع عاجزان غارت کرکی لشکر منصورہ سی دور دور راہ پیما تہی تا آنکہ تالاب رانی متصل محب علی پورہ پر لشکر منصور پہونچا اتفاقاً رگہو بہوسلہ اوسی مقام پر مقیم تہا اور پڑاؤ مہابت جنگ کا اوس مقام پر پہونچنا دور از قیاس جانتا تہا میر محمد جعفر خان اور شمشیر خان کہ حالت بیہوشی

مین اوسکے سر پر پہونچی رگہو مضطرب ہوکر بلا ترتیب صفوف سپاہ مدافعہ مین مستعد ہوکر محصور ہوگیا
افواج مرہٹہ نے اوسکی رہائی کیواسطے چارو طرف سے یورش کی اور نہایت سخت معرکہ در پیش
ہوا کہتی ہین کہ شمشیر خان کی سہل انکاری سے رگہو رہا ہوکر صحیح آفت سے نکل گیا بعد ازان مہابت جنگ
نے جب مرہٹہ کا یورش میر محمد جعفر خان کی سر پر سُنا فوراً مدد کو پہونچا اور اسی عرصہ مین ہمسی بہی کہ
عبد العلیخان بہادر کے ہمراہ شمشیر خان اور میر محمد جعفر خان سے کسیقدر فاصلہ ہیبت جنگ کا باندک جمعیت
سے معاون عبد العلیخان ہوا جنگ ہونے لگی چند نفر طرفین سے مجروح و مقتول ہوے عبد العلیخان چند لوگون
سے ہزار آدمی کی مقابلہ مین کہڑا تہا ایسی حالت مین صمدی نثار خان ہمراہ فیل و نشان لئے ہوے اسی نزد
و غور و مین شام ہوگئی اور مرہٹہ مسلوب الحواس پیچہے ہٹکر مقیم ہوے اور مہابت جنگ نے مع ہمراہیون
کی اوسی جگہہ اقامت کی اور خیمہ مختصر اوسکے واسطے اور نیز دیگر سرداران عمدہ مانند صولت جنگ و ہیبت جنگ
و ثابت جنگ وغیرہ کی سائبان میسر ہوا تاریکی شب کی وجہ سے کسیکو اپنی باربرداری اور سواری وغیرہ کی
یاد نتہی کہ کہان ہے اور نیز کیا گذرا تمام شب مردمان ہمراہی کی تلاش مین سینہ خراش تہے عبد العلیخان بہادر
اور بندہ مورخ اور محمد اللہ یخان برادر علاتی مہابت جنگ مع اکثر روشناسون کے مہابت جنگ کی خیمہ مین شب باش
ہوے صبح کیوقت باربرداری وغیرہ جنگل مین امانت اور صحیح و سلامت ملی چنانچہ بندہ مورخ کا بہی ارابہ
مقام شب باش سے آدہ کوس پر دشت کی محافظ مین محفوظ ملا۔ مہابت جنگ ہر روز مرہٹہ سے گرم پیکار رہو کر مغلوب
و خائف کیا کرتا تہا لیکن اوس مقام پر شمشیر خان اور سردار خان کو منافق پا یا کسیقدر دل مین طعن و اندیشناک
ہوا چنانچہ بندہ مورخ کو یاد ہے کہ ایکروز اندرون محل نواب بیگم کی حضور مین بندہ بیٹہا تہا کہ مہابت جنگ کسیقدر
متفکر آکر بیٹہا بیگم صاحبہ نے غمخواری کی راہ سے استفسار حال کیا جواب دیا کہ اس مرتبہ اپنی ملازمین کا رنگ نیرنگ
سازی مین دیکہتا ہون ۔ بیگم مذکور نے مصطفی علی خان بہادر اور نقی علیخان خلف حاجی عبد اللہ خطاط مشہور
کو جو کہ عالمگیر کی عہد مین برہانپور کا دیوان تہا اپنی طرف سے واسطے مصالحت کی رگہو کی پاس بہیجا نامبردہ باہم
میر حبیب اللہ کی وساطت سے رگہو تک پہونچے رگہو تو مہابت جنگ کی غلبہ لشکر اور دست زوری سے بید ست و پا
ہو رہا تہا اس مصالحہ کو غنیمت جانا لیکن میر حبیب نے جو کہ مہابت جنگ کا بدرجہ عدو تہا راضی نہوا اور
رگہو کو اقبال مصالحت سے دور کیا اور مرشد آباد کی عزیمت کی راہ بتلائی بدین سبب کہ شہامت جنگ
تنہا وہان پر ہے سبب رگہو روانہ مرشد آباد ہوا مہابت جنگ نے پیچہا پکڑا چونکہ اول روز کی رستخیز مین ہر اسباب
ہوا تہا اور غلہ وغیرہ کی لوٹ ہو گئی تہی نہایت قلت جنس کی تہی مقام مینر کی پہونچنے تک نہایت تکلیف خورد
نوش کی ہوئی دریا سے سوہن پایاب تہا اور غلہ لشکر مین کسیطرف سے نہ پہونچتا تہا اور وجوہ گندم حضرت آدم

کی مخالفوں سے خواب و خیال ہوا مہابت جنگ دریای سوہن کا کنارہ پکڑی ہوے قطع راہ کرتا تہا مصطفی
جسونت ناگر اور میر غلام اشرف جو کہ دونو جماعہ دار نوکر مہابت جنگ کی اور صاحب جرات تہی کسی کام کو
شہر عظیم آباد مین دو یتین روز متوقف رہی چونکہ مرہٹہ کی ترک و تاز سے راہ مسدود تہی بپاس غیرت اور نیز ارادہ
رفاقت اپنے آقای نعمت کی باتفاق ہمدیگر براہ جہالت جمعیت قلیل سے رہ سپر ہوی راستے مین مرہٹون
نے چاہا کہ لوٹ لین انہون نے ہاتہ پیر نکالے مرہٹہ کی کثرت انکی قلت بدرجہ تہی پس مرہٹون نے گہیر کر بدف تیغ
و تیر بنایا دونو کو نہایت زخمی کر کے گرا دیا بیٹی ناگر ندکور رخم شمشیر سے دو ٹکڑے ہو گئی پہر راہی عدم ہوا دونو آدمی کا اسباب غارت
ہو گیا عریان تباہ گرد راہ کیصورت ہیبت جنگ کی لشکر مین جا پہونچے اور مہابت جنگ عظیم آباد آیا چونکہ
رگہو مرشد آباد کی پہونچنے مین نہایت عجلت کرتا تہا مہابت جنگ نے بلا توقف تعاقب پر کمر باندہی اہلکلیہ
کی منزل مین واقع تہر چنپا نگر مہابت جنگ ابنہ کی درختون مین استادہ ہوا اور سرداران لشکر بموجب ایما
واسطے دیکہنی جاے فرودگاہ کی آہستہ آہستہ پیشتر روانہ ہوی بڑا فاصلہ درمیان فوج اور مہابت جنگ
کی نمود ہوا رگہو نے اس فرصت کو غنیمت جانا پانچ چہ ہزار سوار سے مہابت جنگ کی محاصرہ کو شتابان ہوا
مہابت جنگ نے استقلال کو کام فرمایا اونہین پانچ چہ سو ہمراہیون سے غنیم کے مدافعہ مین دیر تک سرگرم
رہا دوست محمد خان یکہ کو جو کہ نیا ملازم تہا اور ظاہر وضع بانکہ کی تہی اور روز اول جب نوکر ہوا تہی بڑی
شجاعت کا مدعی ہوا تہا طلب فرماکر ارشاد کیا آج اوس اگلی دعوی کی شہادت دکہلانا ضرور ہی نامبردہ نے بہی
درحقیقت اپنی بات بناہی گہوڑے کو رگہو کی جمعیت کثیر مقدمہ الجیش کیطرف بڑہایا اور مع دو آدمی کے
سارے جماعہ کو پریشان کر دیا اون دو مین ایک کو مار ڈالا دوسری کو پکڑ لایا دوسری سرداران مہابت جنگ
جو کسیقدر دور تہی لشکر مخالف پر آگری اور خنجر و تیر سے غنیم لے پیر کو مغلوب کیا جب رگہو سخیتہ جہل خام
عقل کو تاب نرہی چار ناچار خانہ استقامت سے نکلی کہا گر شش در فرار مین گرفتار ہوا بہاگ نکلا اسی بگدر
مین بہی ہیر و بنگاہ کو صاف کرتا ہوا جنگل کی راہ سے بارادہ زود رسی بمقام مرشد آباد کی راہ لی مہابت جنگ
نے بنام شہامت جنگ کی اطلاعاً تحریر کیا کہ حفظ شہر مین مصروف ہو یہ اطلاعنامہ ڈاک پر بہیجکر خود راہ معروفہ
معززہ سے بعجلت تمام گام فرسا ہوا رگہو کی پہونچنے کی ایکروز بعد پہونچا۔ رگہو نے اوس عرصہ مین جب کہ
مہابت جنگ نہ پہونچا تہا اطراف مرشد آباد کی دیہات کو مانند جہارہ بلی اور میر جعفر خان کی باغ کی تاراج
کر کے جلا دی بمجرد پہونچنے خبر ورود مہابت جنگ کی جی ہار گیا بزدلی سے مع کل فوج شہر کو جنوب و مغرب
کی رخ منہ کیا مہابت جنگ کی بعد تین چار روز کی چہاونی سے کوچ فرمایا اور شہر سے نکلکر امانی گنج پہونچا اکثر تہی
اور کشو کی اوسطرف تالاب رانی پر دریاے مصاف نے جوش کہایا رگہو نے اس مرتبہ بڑی موج سے

بحر و غا مین آشنائی کی اور نہایت استقلال سی لنگر جما کر ڈوبتا اوچھلتا رہا جب اکثر ہمراہی تلوار کے گھاٹ سی اوتر کر طعمہ مور و ماہی ہوی بدنصیبی کی ناخدائی سی بیڑا پار ہونی کی نصیب نرہی نہایت یاس سی ڈانواں ڈول ہوا مہابت جنگ نی پیچھا کرنے سی پیر نہ ہٹایا چونکہ رگھو وغیرہ سرداروں نی مہابت جنگ کی تیغ زنی کا مزہ پایا تہا اور نیز اس معرکہ مین بہی مار دہاڑ کی زور و شور آنکھوں سی گذر چکی تہی اور نیز اپنی ملک کے طور شورش وغیرہ کی خبرین سنین میر حبیب اللہ کو دو تین ہزار سوار مرہٹہ اور رفیقہ سات ہزار سپاہ ان ہمراہی مرتضی خان و بلند خان کی دیگر خود مایوس اپنی ملک کا عازم ہوا جب اوسکی فرار اور حدود بنگالہ سی نکلنی کی خبرین سنی گئین اور مہابت جنگ کی فوج کی لوگ بہی بقدر سفر اور لڑائیوں سی بہت سست و پر الم ہو گئی تہے اور نیز اپنی نواسوں کی شادی کرنا منظور تہی پس بنظر مذکورہ بالا معاودت فرما ہوا دولت محلہ یکروز بروز مورد الطاف ہو کر شروع عروج پانی لگا اور میر محمد کاظم خان بہی جو کہ پیشتر اقربا کی زمرہ مین دو سو روپیہ تنخواہ ذات رکہتا تہا بابت ادای خدمت کی صاحب رسالہ اور سردار کسی قدر فوج کا ہوا چونکہ سابق بہی اکثر بہادریاں ظاہر کین تہین دوست محمد خان نی بسبب شجاعت اور بہادری کی امیر محمد کاظم خان سی دوستی پیدا کی لڑائیوں مین اکثر باہم رفیق رہی اور اپنا اپنا جوہر شجاعت دکھلاتی رہی یوماً فیوماً ترقی پاتی تہے جملہ روسای لشکر مین ہو گئی حقیقت تو یہ ہی کہ دونو بہادر دریاے شجاعت کی بے بہا در تہی اور اکثر ایسی ایسی بہادریاں کین کہ ہر ایک دوست و دشمن نی تحسین و آفرین کی ۔

ذکر کتخدائی سراج الدولہ و اکرام الدولہ کا اور شمشیر خان اور سردار خان کا عہدہ سی برطرف ہو کر خارج کرنا مرشد آباد سی

قبل اسکی ذکر ہوا ہی کہ واقعہ صوبہ عظیم آباد جب تالاب رانی پر رگھو سی لڑائی ہوئی تہی شمشیر خان اور سردار خان سی آثار منافقت پدیدار ہوی تہے موجب انزجار مہابت جنگ کی تہی بعد ازان مہابت جنگ کی نظر مین انکا اعتبار نرہا بعض حرکات اور بہی ایسی ہوئین کہ مخالف کی سازش پائی گئی از انجملہ ایک یہ ہی کہ جب رگھو نواح مرشد آباد مین آکر بہیر بہوم کی گرد نواح مین مقیم ہوا اور برسات آخر ہو گئی دریای بہاگیرتی کا پانی پایاب ہوا غلہ کا آنا جو گنگا پار سی بذریعہ کشتی آتا تہا موقوف ہوا اور مرشد آباد مین جنس کا پہونچنا بہگوان گولہ سی جو شہر سی چہہ سات کوس پر واقع ہی معین ہوا چونکہ مرہٹہ ہر راستہ مین رہزن تہی لہذا گولہ مذکور کی حفاظت اور نیز پہونچانی کی واسطی ضرور ہوا کہ سرداران معتمد کی تعیناتی کیجاوی لہذا مہابت جنگ نی جو کہ امانی گنج مین مقیم تہا شمشیر خان اور سردار خان کو واسطی حفظ طریق بہگوان گولہ اور دفع ایذای مرہٹہ کو کہ متردد ہو رہی تہی

رخصت فرمایا اور او نہین کی تعیناتی مین مکرر گاوان آئندہ غلہ کی لوٹ و مار سے ہوئی مہابت جنگ کو
تونیمانے جو گہیرا صولت جنگ کو حفاظت پر مامور فرمایا یقین ہوا کہ اوسوقیتن پر عمل درآمد رگہو کی با خاطر
کیا ہی اب بہر طور مہابت جنگ کی دل نشین ہوگیا کہ افغان مذکور داعیہ بغاوت رکہتی ہین ملازمین معتمد کو
حکم تحقیقات صادر فرمایا کیونکہ خیال کرتا تہا کہ انکی تمرد اور سرکشی بموجب ایمای رگہو کی ہوگی اور جو بیدہ
کہتی تہی کہ رگہو مخالف نی شرط اتفاق دینی کی عطا اللہ خان کو عظیم آباد کی نظامت اور سردار خان اور
شمشیر خان کو لاکہہ روپیہ نقد اور بارہ ہزار سوار کی نوکری کا وعدہ کیا تہا اور بشرط مار ڈالنی زین الدین احمد
خان ہیبت جنگ کی اور نیز متصرف ہو جانی عظیم آباد مین دو لاکہہ روپیہ نقد اور دربہنگا کی فوجداری علاوہ
اوس نوکری کی وعدہ ہوا تہا اور رگہو کی خطوط بہی اسی مضامین سی پہونچ گئے تہی۔ بعض کہتی ہین کہ
ان لوگون نی خود نظر باقتدار اپنے ذات خاص کی رگہو کو موافق کرکے عزم فاسد کیا تہا بہرحال مہابت جنگ
نے یا کہ متمردین نی استعفا دیا یا کہ بخیال مذکورہ موقوف کر دیا شروع برسات ۱۱۵۹ ہجری مین اور
اسی موسم مین ہیبت جنگ اور عبد العلی خان اور حاجی احمد وغیرہ منتسبان کو حاضر دربار کرنی واسطی شادی
کتخدائی سراج الدولہ اور اکرام الدولہ کی چہوڑا حاجی احمد چند سبب سے عذر کرکی نہ آیا اور ہیبت جنگ اور
عبد العلی خان مع عیال و اطفال وغیرہ کی حاضر ہوئی فی الحقیقت جس زینت اور تکلف سی چاہا تہا یہ جلسہ خوشی
بخیر انجام ہوا ابتدای شادی برادر صغیر یعنی اکرام الدولہ سی کی بدین سبب کہ عطاء اللہ خان جو لڑکی
سراج الدولہ کی ساتہہ بیاہی تہی دو تین برس پیشتر بحسب تقدیر فوت ہوگئی تہی اور اکرام الدولہ کی بی بی ہنوز
زندہ تہی مہابت جنگ نی واسطی دلدہی اور دلداری رابعہ بیگم عطا اللہ خان کی بی بی کی اکرام الدولہ
کی شادی اول کی اور اکرام الدولہ کی شادی مین قریب ہزار خلعت اور سراج الدولہ کی شادی مین
دو ہزار خلعت تمام قبایل اور عشائر اور رفقا اور مصاحبین اور ارباب نشاط کو عطا فرمائی خلعت مذکورہ
سو روپیہ سی ہزار روپیہ تک کی قیمت کی تہین بلکہ بعض اُن سی بہی زیادہ قیمت دارتہی اور بعض لوگون کو
مراخور حال جواہرات بہی عطا ہوا ایک مہینے سے زیادہ مہابت جنگ اور شہامت جنگ کی سرکار مین
سامان دعوت طیار رہا اعلی اور ادنی شہر والون مین کوئی ایسا نہ تہا کہ جو دو دو تین تین مرتبہ اس
اس ضیافت مین شریک ہوا تہا اور ہر حصہ جو کہ تورہ کی نام سی معروف ہی پچیس روپیہ کی لاگت کا تہا
اسیطرح کی ہزارون تورہ تقسیم ہوسے اور روشنی پرنور کا اور آتشبازی بی غبار کی کثرت
اور تجلی کا کیا بیان ہو کہ زمین ہمسر آسمان اور مرشد آباد رشک افزای فردوس برین سے
ہمداستان تہا اسی عرصہ مین صولت جنگ نی اپنی دختر عزیز کی نکاح مین جو فخر الدین حسین خان

پسر سیف خان سے منسوب کی اہتمام کیا اور سیف خان کے لڑکی نے اس وجہ سے کہ اوسکا باپ نہایت مالدار صاحب اختیار تھا بہلا ہے دونو شادیون سے ہمسری کی قضارا بمصداق کل نفس ذایقۃ الموت دختر مذکور چوتھی کے روز یعنی شب نکاح کے تیسرے دن فوت ہوئی اس مقدمہ مین بہت سی باتین ہوئین مگر مضبوط خیال ہیضہ کا ہوا اور بعض کو یہ خیال ہوا کہ صولت جنگ کی کسی عورت نے بحسد کثرت جہیز زہر پلا دیا بہر حال فخر الدین حسین خان نادان نے باوجود دیکھتا تھا کہ اکثر ہوشیاری سے رہونگا صولت جنگ دوسری لڑکی سے ضرور بیاہے گا مگر بدگمانی سے سمجھا کہ مجھے بھی ضرور زہر دینگے یہ نکاح فقط میرے خون بہا کے بہانہ میں کیا تھا پس اس رنگ کی جہتی بید رنگ بلا رخصت بعض اکابر بنگالہ مانند مہابت جنگ و شہامت جنگ و صولت جنگ کے فرار ہوا اور اپنے باپ دادا کی آبرو خاک مین ملائی ۔ پوشیدہ نرہے کہ عطاء اللہ خان کارطلب خان کے اقربا مین ہے اور وہ شجاع الدین محمد خان شجاع الدولہ کے چچا کی اولاد مین تھا جب مہابت جنگ صوبہ عظیم آباد کی نیابت پر گیا تھا اکبر نگر راج محل کا حاکم تھا اور مرشد آباد کے نکلنے تک جسکا ذکر عنقریب ہوگا وہانکی حکومت پر مامور فرمایا اور منصب شش ہزاری اور شش ہزار سوار اور عطاے نوبت اور پالکی جہالر دار اور خطاب اعز الدولہ بہادر ثابت جنگ سے سرفرازی پائی انجام کار اسکا عنقریب بیان ہوگا اور سراج الدولہ بعد مرنے عطاء اللہ خان کی لڑکی کے جو اوسکی منکوحہ تھی محمد ایرج خان کے لڑکے سے منسوب ہوئی اور محمد ایرج خان کی حقیقت یہ ہے کہ اسکا دادا مصطفی قلیخان معتمد دیوان محمد اعظم شاہ خلف عالمگیر اورنگ زیب کا تھا اکبر علیخان باپ محمد ایرج خان کا اور شاہ قلی اور مرزا محمد تقی اور تینون بہائی خصوص اکبر قلیخان اور شاہ قلیخان حرمت و عزت تمام رکھتے تھے مصطفی قلیخان اعظم شاہ کے عہد مین گذر گیا شاہ قلیخان کو شاہزادہ نے قبل محاربہ بہادر شاہ کے چند روز توپخانہ کی خدمت سپرد کی تھی کہ لڑائی مین مارا گیا اور اکبر قلیخان نے بعد اعظم شاہ کے بہاگلپور وغیرہ کی خدمتین حاصل کین اور بنگالہ اور عظیم آباد کی طرف آیا فرخ سیر کے عہد مین بڑی عزت سے بسر کرتا تھا اوسکے انتقال کے بعد محمد ایرج خان نے فرخ سیر کے زمانے مین عزت خان امیر الامرا حسین علیخان کے بہانجے کے ساتھ رابطہ اتحاد بڑہا کے فارغ البال گذر اوقات کرتا تھا اور بعد مارے جانے سادات کے مبارز الملک سربلند خان کی رفاقت مین گجرات گیا اور مدت تک اوسکے ساتھ رہا بعد ازان ترک رفاقت کرکے بنگالہ مین آیا شجاع الدولہ نے بسبب مشہوری نام کے ساتھ آبا و اجداد اسکے تعارف رکھتا تھا زمرہ مخصوصان کے منتظم کیا اور ہمراہ علاء الدولہ سرفراز خان مرحوم کے مہابت جنگ کی لڑائی مین اوسکا لڑکا مارا گیا اور خود بھی مجروح ہوکر مدت تک خانہ نشین رہا مہابت جنگ کی ابتدا لوگون نے تالیف کرکے مہابت جنگ کے نوکرون مین منسلک کرا دیا رابطہ اتحاد کی وجہ سے اکثر عطاء اللہ خان

کے ہمراہ رہا کرتا تہا چونکہ مہابت جنگ اسکے محامد اور محاسن سے بخوبی آگاہ تہا سراج الدولہ کی وصل کا پیغام اوسکی لڑکی کے ساتہ بہیجا جب یہ بات قبول ہوگیا بسبب محمد ایرج خان کی پرورش اور ترفیہ احوال پر متوجہ ہوا بعض خدمات ملک بنگالہ کی افزایش رسالہ کے ساتہ اوسکی تفویض کین نکاح کی رات کو فوجین طیار اس امر کی محافظ تہین کہ اگر پٹہان لوگ کچہ فریب کرنا چاہین انسداد کرین بعد فراغ شادی سراج الدولہ کی ہیبت جنگ اور زین العابدین خان مع دیگر متوسلون کی مہابت جنگ سے رخصت ہوکر مرشد آباد سے نہضت کرکے عظیم آباد مین جگہہ سکونت اور مسکن مالوف اونکی تہی مع المیر اپنے دولتخانہ نکو پہونچے اور بعد رخصت اور نہضت انکی کی شمشیر خان اور سردار خان جنکے ہمراہ چہہ سات ہزار آدمی تہا اپنی تنخواہ از روی حساب لیکر اپنے وطن مالوف کو جو کہ قصبہ دربہنگا مین تہا روانہ ہوی اور مونگیر کے گہاٹ سے کشتی کی ذریعہ پار اوترکر اپنے وطن کو پہونچے اور کچہ دنون آرام کرکے ایکدو مہینے گذرے تہے کہ میر علی اصغر کبری بموجب طلب عطا احمد خان کی عظیم آباد پہونچکر مرشد آباد کو عازم ہوا۔

میر علی اصغر کبری کا آنا مرشد آباد مین اور مہابت جنگ اور عطا احمد خان کی درمیان مین نفاق ہونا اور میر محمد جعفر خان کا تنزل اور ترقی اور بنیاد فساد شمشیر خان و سردار خان کا مع دیگر حالات کے

میر علی اصغر سادات سیکری مضافات میوات کی سادات سے عمدۃ الملک امیر خان بہادر خلف عمدۃ الملک صوبہ دار کابل کی نوکرون مین تہا اسکی باپ کا نام میر غلام محمد نہایت عیار اور ہوشیار شجاعت اور دلیری مین موصوف تہا ابتدا اسے جوانی مین کسی درویش کی خدمت مین پہونچکر اکثر اشغال اور اعمال فقیری کے سیکہی بعدہ نام ونشان کی جستجو ہوئی دنیا کی طلب دامنگیر ہوئی پیری اور مریدی کا جال بچہایا اکثر نادانون اور احمقونکو پہنسایا ایک اپنا لقب کبری رکہا اور دوسرا معصوم العارفین اور اپنے عروج کا اظہار مراتب معنوی پر ظاہر کیا لوگون نے بعض تحلیل و تحریم کی بدعتین بہی بیان کی ہین کہتے ہین کہ تخم مرغ کو حرام جانتا تہا بعض ہوشیار دن کو کہ جنہون نے اس امر کی حقیقت کا استفسار کیا جواب دیا کہ مجہے مرغوب نہین کچہ شئے حرام نہین کیا اسیطرح بہت سے عجائبات لوگ کہتے ہین چنانچہ ایکروز کنوئین مین گر پڑا جب لوگون نے تلاش کی دیکہا کہ کنوئین کی درمیان مین ہوا پر استادہ ہے اس خبر کی مشتہر ہونے سے اسیوقت پانچ چہہ سو آدمی مرید ہوی اول مین یہ شخص جاہل تہا ایک طالب علم کو موافق کرکے خلوت مین صرف و نحو پڑہتا تہا اور چند لغت عربی کی یاد کر لیے تہے کہ وہ مجلسون مین ذکر کرتا تہا اگر کوئی تحصیل علم کی بارہ مین ذکر کرتا کہتا تہا کہ ہان مکتب عالی غیبی مین اپنے مرشدزادون کے ہمراہ تحصیل کیا تہا در پردہ یہ اشارہ کیا کہ علم لدنی کو عالم معانی مین حسنین علیہما السلام کے ساتہ تحصیل کیا ہے اور بیگانون کی تحصیل جیز

چند الفاظ بطور اجمال زبان پر لاتا سننے والے خیال کرتے کہ ہمارے ضمیر پر رسائی فرمائی خلاصہ یہ کہ
مرد عیار جاہ طلب تہا اور چند ہمراہیوں کے ساتہ عمدۃ الملک کے گہر مین ملازم تہا جب عمدۃ الملک مارا گیا
وزیر خان نامی افغان نے جو اوسکے معتقدوں مین تہا اوسکی تقریب عطا احمد خان کے روبرو پیش کی کہ علی اصغر
سر دفتر حلم اور درویش کامل ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ اوسکے آپ بہی مرید ہو جائین اور ایسے
شخص کا ماننا نہایت ضرور بلکہ واجب ہے یہانتک پہونچا کہ عطا احمد خان اوسکا دل و جان سے مشتاق ہو گیا آخر خان مذکور
نے مہابت جنگ سے صلاح کرکے اسیقدر روپیہ بطریق مساعدہ کے بہیجکر اوسکو طلب فرمایا میر مذکور نے
اسباب تجمل مانند پالکی جہالردار اور آلات نوبت وغیرہ کے لازمہ امارت مرتب کرکے اور چہ سو سوار
اپنے خویش تیار پاتا ہے آراستہ کرکے ۱۱۵۸ ہجری کو عظیم آباد پہونچا اور شہر کے ناکے پر دو تین مقام
کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا ہر وقت قیام کے بوجہ اشتہار معجزہ درویشی کے حاجی احمد اور عبد العلی خان
بہادر اوسکے دیکہنے کو گئے اور وہ بہی برسم بازدید کے حاجی احمد اور عبد العلی خان کے گہر آیا مورخ نے ایکبار
اوسی روز اپنے خالو کے مکانمین اوسے دیکہا اور اوسکی حال وضع سے مطلع ہو گیا ہیبت جنگ نے جو عظیم آباد
کا ناظم اور مہابت جنگ کا داماد تہا اوسکا نہ آنا اپنی ملاقات کو نہایت ناگوار تصور فرمایا اور اوسکا احوال
مہابت جنگ کو تحریر کیا اور حاجی احمد نے بہی تعریف تحریر کی کہ میر صاحب چنین و چنان کسی امر مین
مصطفی خان سے کم نہین ہین —

عروج پانا میر محمد جعفر خان کا صوبہ داری کٹک کی نیابت پر اور تہوڑے زمانہ مین تنزل ہونا

مہابت جنگ نے بعد اخراج شمشیر خان اور سردار خان کے چونکہ اخراج مرہٹہ حدود بنگالہ سے منظور نظر رکہتا تہا
اور وہ فرقہ اکثر کٹک کی اطراف مین بہ عزل عبد الرسول خان سے پناہ پذیر تہا چاہا کہ بسبب قید ہونے
راجہ دولبہ رام کے آور نہوسنے کسی دوسرے معتمد کے میر محمد جعفر خان کو مع فوج لایق کے کٹک کو روانہ
کرین آخر یہ مشورہ ہوا کہ صوبہ داری کٹک کی خلعت صولت جنگ مہابت الدولہ سعید احمد خان بہادر
کو عنایت ہو اور نیابت نظامت میر محمد جعفر خان کو عطا ہو لاجرم خان مذکور کو خلعت نیابت کٹک
اور فوجداری میدنی پور اور ہجلی کی مع بحالی علاقہ بخشیگری کی جو چند سال سے تہی اور نیز عطا ہے
سرپیچ اور جیغہ مرصع اور اسپ اور فیل اور شمشیر عنایت ہوا اور صولت جنگ بہادر نے بہی اپنے
پاس سے خلعت مع جواہر کے مجدداً عطا فرمائے میر محمد جعفر خان نے اپنی بخشیگری کی نیابت پر میر اسمعیل
ابنی عم کو حضور مین مقرر کر دیا اور سبحان سنگہ نامی کو اپنے طرف سے ہجلی کی فوجداری دی اور خود

سات ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے حسب الامر مہابت جنگ کی بنا بر انتظام صوبہ کٹک اور تادیب مرہٹہ کی راہی ہوا اور بعد قطع منازل جو میدنی پور کی جوار مین پہونچا اور وہان پر جسقدر مرہٹہ اور افغان تھی اونکو لڑکر فرار کی راہ دکھلائی کہ بالیسر کو جو اس فرار ہوئی اور خانمذکور نی وارد میدنی پور ہوکر رود خانہ کھنسائی کی اسطرف چھاونی کا حکم دیا اور ریجیال اپنی دوسرے فوج غنیم کی کٹک کا عزم کیا یہانتک کہ جانوجی ولد رگھوجی کی آنے کی خبر کٹک کی اطراف مین مشتہر ہوئی اور میر محمد جعفر خان نی بمجرد گوش زد ہونی اس سانحہ کی مضطرب ہوکر بلا حکم مہابت جنگ کی میدنی پور سی کوچ کرکے بردوان کا قصد کیا جانوجی کی فوج نی میر محمد جعفر خان کی بی جرأتی جو دیکھی چند زنجیر فیل وغیرہ لوٹ لیا اور خانمذکور باوجودیکہ سولہ سترہ ہزار سوار و پیادہ ہمراہ رکھتا تھا بدون تحقیق فوج مرہٹہ اور نیز بپہنچنے کی بردوان کو راہی ہوا تھا جنگ سنے جب یہ خبر پائی عطا اللہ خان ثابت جنگ کو مع فوج کی مدد پر بھیجا اور میر علی اصغر کبری نی بعد سنلجا نے عطا اللہ خانکو مرشد آباد پہونچکر ملاقات مہابت جنگ کی روانہ لشکر خانمذکور ہوا کیونکہ اسکا بلایا ہوا آیا تھا اور بعجلت جاکر لشکر سی ملحق ہو گیا عطا اللہ خان پیشتر سی بموجب تحریک وزیر خان کے اسکا قیدی ہو چکا تھا بعد اسکے پہونچنے اور اسکے مکر و فریب کی مشاہدی سی زیادہ تر معتقد ہو گیا باہم ملکر بردوان پہونچے اور ادہر سی میر محمد جعفر خان بہی لوٹکر اوسی قصبہ مین وارد ہوا اور جانوجی مع میر حبیب اور دیگر افغان و مرہٹہ کی پہونچا عرصہ رزم مہابت جنگ سی خالی دیکھکر سخت لڑائی کی عطا اللہ خان نی بہی خوب کوشش کی خصوص میر علی اصغر کبری نی جو اوس روز فوج عطا اللہ خان کا ہراول تھا اور فوج رو پوش اپنی ہمراہ رکھتا تھا جست کرکی مورد تحسین آشنا و بیگانہ کا ہوا عطاء اللہ خان میر علی اصغر کبری کی ورغلانی سے اپنی تئین بہی حساب کرنی لگا چاہا کہ میر جعفر خان کو متفق کرلی اور جب مہابت جنگ پہونچے فریب کرکی اوسی بہی ہلاک کرے چنانچہ میر نقی علی خان کی وسیلہ سی جو کہ میر جعفر خان کا مصاحب سفلہ منش تھا پیغام دیا خانمذکور بہی بمقتضای رزالت کی شریک ہو گیا باہم قول و قرار ہوئے کہ بعد حصول مدعا صوبہ عظیم آباد میر جعفر خان کو اور بنگالہ عطاء اللہ خان کو ملی میر عبد العزیز وغیرہ میر محمد جعفر خان کی دوست اس ماجرا سی آگاہ ہوئی اور خانمذکور کو اس ارادہ سی بہت سا باز رکھا کہ اخر الامر نا سبردہ منکر ہوکر خانہ نشین ہوا لیکن مہابت جنگ جو کسیقدر اس صلاح و مشورہ کی ہوا پہونچی دونو کی طرف سے بدظن ہوا اور اس عرصہ مین مہابت جنگ بردوان آپہونچا عطاء اللہ خان اور میر محمد جعفر خان کی فرودگاہ کی متصل خیمہ زن ہوا میر محمد جعفر خان نی حصول ملازمت کی مہابت جنگ نی چند حروف بطور موعظت تنبیہ آمیز درباب میدنی پور کی معاودت کر نہین فرمائی اور رخصت دی میر محمد جعفر خان کو وہ حق الامر ناحق کی لیئے گران ہوا

دربار کی حاضری مین حیلہ وحوالہ کرنے لگا مہابت جنگ بنظر دلجوئی عطاء اللہ خان کی بتقریب مبارکباد فتح
اوسکے مکان پر گیا وہان پر میر علی اصغر کبری بہی آکر مشرف ملازمت ہوا لیکن مہابت جنگ کو بہی عطاء اللہ
کے برابر سمجھکر آقائی اور تابعداری کا پابند نہوا مہابت جنگ نے آزردہ خاطر وکشیدہ دل ہوکر بلا
اظہار مافی الضمیر اپنے خانہ مبارک کو معاودت ہوا عطاء اللہ خان نے میر علی اصغر کبری کی نگاہداشت کے
بارہ مین مع ہزار سوار کے استدعا کی مہابت جنگ نے جواب دیا کہ اپنے رسالہ مین جسقدر آدمیونسے
چاہو مقرر کرو لیکن اینجانب تمہارے رسالہ مقرری کی زیادہ بہرتی نہین کرسکتا۔ میر اصغر کبری نے
اس جواب سے آزردہ ہوکر لشکر سے جدا ہونیکا عزم کیا عطاء اللہ خان نے مہابت جنگ سے عرضی کی کہ درصورت
روانگی میر صاحب مذکور کے فدوی بہی نہین رہ سکتا مہابت جنگ نے صاف صاف جواب دیا کہ تمہین اختیار ہے
عطاء اللہ خان کو میر صاحب مذکور نے وعدہ تفویض بنگالہ عالم بالا سے دیا تہا عطاء اللہ خان
کو اوسپر اعتماد تہا فوراً مع میر صاحب مذکور کے لشکر سے نکلکر مرشد آباد کی راہ لی۔
مہابت جنگ نے چاہا کہ تالیف قلوب کرکے میر محمد جعفر خان کی دلجوئی کرکے دلاسا دے چونکہ اونہین
دنونمین کوئی شخص میر مذکور کے خاندانمین فوت ہوا تہا لہذا بتقریب فاتحہ کے مہابت جنگ اونکے گہر گیا خاندکور نے
بمعائنہ اپنی چاچشم اور براہ خودسری چہہ سات ہزار سوار وغیرہ سامان امارت کے استقبال وغیرہ مین پیش نہ آیا
مہابت جنگ نے اسکی تمرد اور سرکشی سے واقف ہوکر اپنے گہر کی راہ لی اور ہجلی کے محاسبہ کرنے واسطے
سجان سنگہ کو جو اوسکا نائب تہا اور ہنگام غدر مین خاندکور کے ساتہ بڑی بڑی جانفشانیان کی تہین
طلب کیا میر محمد جعفر خان نے اوسکی روانگی مین عدول حکمی کرکے کہلا بہیجا کہ اوسکا بہیجنا
میرے سر کے ساتہ ہے مہابت جنگ نے اس سراسر سرکشی اور جواب براہ ناصواب سے جہنجہلایا اور محمد
یساول کو مع چند آدم جرار کے روانہ کیا کہ سجان سنگہ کو اپنے ہمراہ لاوے مشار الیہ کہ کسیقدر
خشونت مزاج مین رکہتا تہا میر جعفر خان کی حضور مین جاکر اور چند کلمہ سخت سست سناکر سجان سنگہ کو
پکڑ لایا۔ مہابت جنگ نے براہ مصلحت ہجلی کی فوجداری سجان سنگہ کو اور بخشی گری نور اللہ بیگ خان
برادر فقیر اللہ بیگ خان کو میر محمد جعفر خان کی تغیری مین دیکر میر محمد جعفر خان کے رسالہ کو برطرف کردیا
اور حکم دیا کہ جو کوئی نوکری کا خواہان ہو سررشتہ حضور اور نیز سراج الدولہ کے رسالہ مین آکر نوکری
کرے بمجرد اس عزل ونصب اور اشتہار برطرفی رسالہ کی میر محمد جعفر خان کی جمعیت مین برہمی پڑ
گئی کوئی ہمراہ نہ رہا دماغ مین جو خودسری سمائی تہی وہ کافور ہوئی ناچار شرمندہ ہوکر بنگالہ مین جاکر
شہامت جنگ سے متفق ہوا اوس عرصہ مین مورخ ہذا بہی عظیم آباد سے مرشد آباد آیا تہا اور شہامت جنگ

کے دربار مین آمد و رفت رکھتا تھا مہابت جنگ نے جب خبر پائی کہ جانوجی لشکر کے قریب آپہونچا
مع فوج طرف سوج کے مقابلہ افواج مرہٹہ اور مدافعت کو متوجہ ہوا اور تھوڑی دور جاکر جانوجی اور میر حبیب اسد سے مقابلہ
واقع ہوا دلاوران ہمراہ مہابت جنگ نے تیر و تفنگ کی بارش سے آتش فساد اعدا بجھائی اکثر مرہٹون کو راہ عدم دکھائی
جانوجی اس سانحہ جانکاہ کو دیکھکر مرشدآباد کی تاخت تاراج کو دوڑا مہابت جنگ نے اس حال کی خبر سنکر اسکی تعاقب بھی
ایسا چست چالاک روانہ ہوا کہ فرصت نہ دی کہ ساکنان شہر کو آزردہ کرے جانوجی نے جو مسلمانونکا دست زور دیکھ رکھا تھا حوالی
مرشدآباد مین حرکت مذبوحی کرکے بخایت وپریشان ہوکر مدینی پور کی راہ لی اور مہابت جنگ نے بھی ایسا پیچھا پکڑا کہ کہین استقامت
کی مہلت نہ دی جانوجی اپنی جان چرائی ہوے بے مقابلہ سیدھی باندہے بھاگا چلا جاتا تھا مہابت جنگ نظر بہ قرب ایام برسات مرشدآباد
کو معاودت ہوا راہ مین متواتر شہامت جنگ کے نام حکم بنابر اخراج میر علی اصغر کبر کے روانہ فرمائے
شہامت جنگ بپاس خاطر عطاء اللہ خان کہ مستدعی مخلصی مذکور کا تھا جب مہابت جنگ نزدیک پہونچا شہامت جنگ
کے نام رقعہ تاکیدی ارقام فرمایا کہ رحم خان اسی کام کو پہونچتا ہے اگر وہ عزیز نکل گیا ہو خیر ورنہ رحم خان
زبردستی سے نکال کر اپنے حیاولی مین داخل کریگا میر عطاء اللہ خان اس خبر سے کہ شہامت جنگ نے
بجنسہ وہ رقعہ مہابت جنگ کے ملاحظہ کو بھیجا تھا مضطرب ہوکر میر مذکور کو طلب کیا اور عنایات لایقہ کرکے رخصت کردیا
اور اوس عزیز نے تیز نگہی پر چہ کاغذ مین وعدہ فریب لکھکر عطاء اللہ خان کو دیا کہ اسقدر مدت کے
بعد تمکو نیابت بنگالہ کی حاصل ہوگی بعد تکلفات بیشمار کے عطاء اللہ خان نے میر مذکور کی حتی الامکان
خاطر مدارات جیسا کہ چاہیے کرکے رخصت فرمایا میر مسطور براہ کمرو تنزدیہ بعد رخصت قطع منازل کرکے
عظیم آباد آیا مگر ہیبت جنگ نے بسبب آزردگی خاطر کے داخل شہر سے ممانعت فرمائی کہ جسطرح پہلے
شہر کے باہر باہر مرشدآباد کو گیا تھا ویسا ہی اب بھی اوسی راہ سے اپنے وطن کو جاوے چونکہ
برسات مین طغیانی ندی اور نالہ کے سبب سے فقط شہر کی بازار کا راستہ کھلا ہوا تھا میر مذکور شطرنج فکر
و تردد مین گرفتار ہوا کہ کس سبیل سے راہ مقصود طے کرے آخر الامر مہدی نثار خان اور عبد العلی خان
کی سعی و التماس سے اجازت ہوئی کہ راستہ بازار سے گذر کر بیرون شہر منزل گزین ہوا اور اسیطرح
دریاے سوہن پر پہلوان سنگہ حسب الایماء ہیبت جنگ کے آکر بعزم تاراج لشکر میر مذکور کے مقیم ہوا
میر علی اصغر کبر ہی نے مضطرب ہوکر دوبارہ حاجی احمد اور مہدی نثار خان اور عبد العلیخان سے ملتجی ہوا
یہ لوگ نہایت درجہ ہیبت جنگ کی خدمت مین ملتمس اور ساعی ہوے اور پروانگی صادر کرائی کہ پہلوان سنگہ
سر راہ چھوڑ دے اور عبور کیواسطے دریاے سوہن مین کشتیان ملجاوین اور نیز ہیبت جنگ
کی مرضی پاکر مہدی نثار خان اور عبد العلیخان اور حاجی احمد نے اپنے آدمی میر مذکور کی دلجوئی کو بھیجے

تاکہ صدود عظیم آباد سے باامن و عافیت نکل جاوین بعد انقضاے دو تین مہینے کے جبکہ ایام بارش
منقضی ہوے ہیبت جنگ نے اپنے بہائیونکی دولت اور مہابت جنگ کے رفقا کو دیکھکر جو سراج الدولہ
اور اکرام الدولہ کی شادی مین معاینہ کیا تہا عازم اس امر کا ہوا کہ فوج کی بہرتی کرکے مانند مصطفےٰ خان
کے ملک بنگالہ اور اپنے تئین بچا اور سہر امکان پر مسلط اور متصرف ہو لہذا اوایل فصل مین جب کہ
مہابت جنگ بقصد تنبیہ مرہٹہ مید نی پور مین مقیم تہا مرشد آباد سے نکلکر امانی گنج مین خیمہ زن ہوا اس
مقام مین میر ابو المعالی جو کہ سابق مین برہان الملک کی خانسامانی پر مقرر تہا اور اب ہیبت جنگ
کی روبرو کمال عزت و اعزاز مین بسر کرتا تہا ہیبت جنگ کی رسالت اور سفارت سے مہابت جنگ
کی خدمت مین آیا تبلیغ رسالت کی خلاصہ پیغام یہ تہا کہ شمشیر خان اور سردار خان جو کہ بعد برطرفی
دربہنگہ مین مقیم ہین اکثر جماعہ افغان ہمراہی اخراج کرنا اس فرقہ کا خالی تعذر سے نہین اور رہنا
انکا بلا علاقہ نوکری کے اس دیار مین موجب شور و فساد پس التماس یہ ہے کہ اگر ارشاد ہو سرداران
مذکور کو مع جمعیت تین ہزار سوار جرار ترکمانہ کے نوکر رکہ لون لیکن چونکہ اس سپاہ کی تنخواہ کی جاگیر
اس صوبہ مین گنجایش پذیر نہین لہذا وجہ طلب اس فرقہ کی سرکار سے مرحمت ہو۔ مہابت جنگ
نے ہر چند اول اس مقدمہ مین انکار کیا مگر آخر کار بپاس خاطر ہیبت جنگ اور نیز بخیال فساد
جو کہ معقول طور سے لکہے تہے قبول فرمایا ایلچی نے فایز المرام واپس ہوکر نوید اقبال پہونچایا بعد ازین
ہیبت جنگ نے افغان مذکور کی دلجوئی کرکے پیغام نوکری دیا آقا عظیما ے مرحوم اور لطف قلیخان
مرحوم اور محمد عسکر خان مرحوم نے واسطہ درمیانی ہوکر ہر طرف سے مطمین خاطر کر دیا چونکہ وہ لوگ
بہی امر عظیم کے خواہان تہے قبول کر کے مستدعی عہد و پیمان قسمیہ کے ہوے اور حسب المدعا کامیاب
ہوکر آخر ذی الحجہ کو دربہنگہ سے شمشیر خان اور مراد شیر خان اوسکا بہائی اور سردار خان
اور بخشی بہلیہ روانہ ہوکر ایام عاشورہ شروع سال ۱۱۶۱ مین گنگا کے اوس طرف آکر ٹہرے
ہیبت جنگ کی طرف سے آمد و رفت گرم تہی وہ لوگ یہ ظاہر کرتے تہے کہ ہملوگون کو اس [illegible]
کی باعث سے ہیبت جنگ کی حضوری مین وہی خوف ہے جو کہ عبد الکریم خان افغان اور روشن خان
کے ساتہ سلوک ہوا تہا اور ہیبت جنگ اونکے رفع شک مین بہت سا اصرار و مبالغہ کرتا تہا
تا آنکہ ایکروز واسطے اطمینان اونکی دلجمعی کے بدون اطلاع رفقا اور مصاحبین کے مع فرزند خورد مرزا مہدی
اور سید علیخان مورخ ہذا کے منجلے بہائی کے جسکو داماد بنایا تہا اور نیز محمد عسکر خان کی کشتی پر
سوار ہوکر عبور دریا فرمایا اور شمشیر خان کے خیمہ پر جا پہونچا شمشیر خان نے لب آب تک استقبال کرکے

اندرون خیمہ مسند پر لا بٹھلا یا اور خود مودب استادہ ہوا جب نہایت اصرار سے ہیبت جنگ
نے بیٹھنے کا حکم دیا تب بیٹھہ گیا اور مراد شیر خان وغیرہ نے بھی حاضر ہوکر نذر دکھلائی اور مراد شیر خان
اور شمشیر خان شمشیر در دست مستعد پیکار ایک پاس بیٹھہ گئے پٹھانون نے زبان پشتو مین ہیبت جنگ
کے قتل کی اجازت طلب کی لیکن شمشیر خان زبان پشتو کی سو قت نہ سمجھا خواہ کسی طور سے
جواب دینا مصلحت نہ جانا داڑہی کھجلانے کے بہانہ سے اپنا سر بطور ممانعت کے ہلایا سید علیخان نے
اس ماجرے چشم دید کو بعد سانحہ کے مورخ سے جب شاہجہان آباد سے لوٹا تہا بیان اعادہ
کیا تہا لیکن ہیبت جنگ کچہ اس راز سے ماہر ہوا قضائے تو آنکھونمین پردہ چہوڑ دیا تہا شمشیر خان
نے حسب ضابطہ ہاتہی گہوڑے پیش کئے مگر ہیبت جنگ نے اقبال سے معذرت کی اور دلداری
اور اطمینان خاطر کرکے حکم عبور دیا عملہ میر بحری نے کشتیان حاضر کین افغانون کا عبور جعفر خان
کے باغ مین شروع ہوا اول سردار خان مع ہمراہیون کے اوترا اور ہیبت جنگ بدستور تنہا پالکی پر
سوار ہوکر کٹہرہ نجم الدین کے باہر جا بیٹہا سردار خان مع ہمراہیان کے آکر مستفیض ملازمت ہوا —
مشہور ہے کہ یہ شخص اس دغا و فریب سے واقف اور خبردار نہ تہا چنانچہ خود شاہ محمد امین اور شاہ رستم علی
کے روبرو جو کہ اوس زمانہ مین درویشان ظاہر و باطن مشہور اور صاحبان معنوی مین تہے ظاہر کیا
اور قسم کہائی کہ بندہ ان دونون سفلون سے یعنی شمشیر خان اور مراد شیر خان کے اس فعل بد سے
محض بیخبر ہون — الا اگر خبر ہوتی رفاقت چہوڑ دیتا اور اب لاچار ہون کہ کوئی میرا اعتماد نکریگا
اور بپاس ننگ ہم قومی ترک رفاقت بہی نہین ہوسکتی کہ لوگ نامردی اور بیحمیتی پر گمان کرینگا اس باعث سے
کہ بشرم آبرو اور ہمقومی دامنگیر ہے شریک ہون لیکن ایک معتبر سے سنتا گیا کہ یہ خبر دونو سرداران
مذکور کی اسرار سے ہے چونکہ مقدر مین تہا ہی نہین لہذا کچہ ظہور نہوا یہ دونو بدبخت قاصد تہے کہ بعد قتل ہیبت جنگ
کے دوسرے شریک کو بہی قتل کرین اور بلا شرکت ملک پر دخل یاب ہون واللہ تعالیٰ اعلم —
القصہ عشرہ آخر محرم الحرام شروع سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اونکا یوم ملازمت ہیبت جنگ مقرر ہوا
ان دنونمین مورخ ہذا کا چچا مہدی نثار خان جو کہ نہایت معتمد ہیبت جنگ کا تہا اور ایسے وقت مین
نہایت پشت پناہ اوسکا تہا سرس کنبہ کے پرگنہ کی خدمت اور بشن سنگہ زمیندار کی گوشمال کو مامور ہوا
اکثر سرداران معتمد کار آمدنی کو مانند خادم حسن خان اور احمد خان قریشی اور مانند انہین لوگون کے
مع راجہ سندر سنگہ زمیندار ٹکاری کے ہمراہ کردئیے کوئی حاضر حضور نتہے اور جو تہے اونکو ممانعت ہوئی کہ کوئی
شخص فرقہ سپاہ سے روز ملاقات کو حاضر دربار نہو چوبدارون نے یہ حکم گہر گہر ہر ایک کو پہونچایا ورتہے حکم

سرداران افاغنہ کی اطمینان کو تہا فی الحقیقت موت تو گہات میں آن لگی تہی ہر آن قضا سامان میں
مصروف تہی کوئی عقل و تدبیر سوجہتی تہی جو کرتا بر عکس ہوتا ورنہ یہہ شخص نہایت عقیل اور متقلد مہابت جنگ
کا تہا اور مورخ اس سانحہ کی ماقبل بارادہ ملاقات اپنی والد کی عازم بریلی ہوا تہا کیونکہ وہان کی خدمت
غازی الدین خان فیروز جنگ پسر آصف جاہ کی طرف سی رکہتا تہا ـ اوسیدن عصر کیوقت مورخ نی
بلا دیکہی متکلم کی سنا کہ کوئی شخص کہتا ہی کہ شمشیر خان نی ہیبت جنگ کو مار ڈالا اور اوسکی دوسری روز
منزل امیٹہی مضاف پرگنہ غازی پور میں چند لوگ بہوجپور سی آکر جو وہانکی عامل کی ملازم تہی مظہر ہوی
کہ ہیبت جنگ مارا گیا اور فوجدار سرکار شاہ آباد بہی زمینداران گرد و نواح کی ہاتہہ سی غارت ہوا ـ

بیان انتقال ہیبت جنگ کا اور کوچ کرنا اس جہان تار و تنگ سی

ہیبت جنگ کی مارے جانی کا حال یون ہی کہ ایکروز قبل روز معینہ ملازمت کی شمشیر خان اور سردار خان
نے مع رفقا کی حاضر ہوکر ہیبت جنگ کی ملاقات حاصل کی اور حسب دستور پان کا بیڑہ متضمن تسلی
لیکر اپنی خیمہ کو گئی دوسری روز بطور روز اول ہیبت جنگ چہل ستون میں جو کہ نیا تعمیر کرایا ہوا اپنا تہا آکر بیٹہا
اور محمد عسکر خان کہ ندیم اور واسطہ جواب سوال افاغنہ مذکور کا تہا اور میر مرتضی اور میر بدر الدجی اور
مرلیدہر ہرکارہ اور رمضانی تحویلدار سلاح خانہ جو کہ قوم کا قصاب تہا اور سیتارام مشرف توپخانہ دستی
جو خادم حسین خان کی پیشکاری رکہتا تہا مع چند نفر خدمتگار کی حاضر اور چوبدار اور چیلہ بدستور دربار اپنی
اپنی جگہہ پر استادہ تہی اور میر عبد الاحد صفوی نسب جو کہ عظیم آباد کی اعیان مراد آباد میں تہا اور شاہ بندگی نیز دو
جو جعفر خان کی باغ کی قریب ساکن اور قدم شریف کا مجاور تہا اسطرح کی دو تین منتخب ہمیشہ رسم مجرا حاضر
اکثر مصاحبت میں تہی اور محمد عسکر خان مع مہتاب رای کہتری کی جو اوسکا رفیق پروردہ تہا ہیبت جنگ کی
پشت پر متصل مسند آ بیٹہا مگر ان لوگون میں کسی کی پاس تیغ و خنجر بلکہ چہوری تک کمر بند میں نہ تہی مگر
رمضانی خدمتگار ہیبت جنگ کی سیف ہاتہہ میں لئی ہوی موافق ضابطہ کی کہڑا تہا اور راجہ رام نراین دیوان اور
بعض متصدی عملہ دیوانی اور تین چار نفر منشی منشیخانہ میں تخمیناً پچاس گز چہل ستون سی دور [illegible]
رخ بیٹہی تہی اور عنایت یاب خان بہی جو کہ پیشتر والد مورخ کا خانسامان اور ہیبت جنگ کا ملازم تہا اور
اونکی گہر کی میر سامانی رکہتا تہا حاضر تہا اول بلامیہ تخمیناً مع ہزار آدمی قدری کم و بیش ساتہہ بندوق فتیلہ
روشن نمایان ہوکر دور سی رسم سلام بجا لائی اور چند روز شناسیون کی ہمراہ مستفیض ملازمت ہوکر
نذرین گذرانین اور اوسکی ہمراہی بندوقچی دست راست کی طرف جو محل سرا کی راہ تہی بہت مجموع ہوکر
متوقف ہوی بعد ازان مراد شیر خان نامراد پانسو پٹہانان مسلح بہتیار بند سی پہونچا اور دور سی آداب

بندگی بجا لاکر بہیئت مجموعی روبرو آیا عمارت چہل ستون مین ازدحام ہو گیا ہر ایک نذر ملازمت گذرانتا تہا اور مراد شیر خان روبرو کہڑا ہوا ہر ایک افغان کا نام و نشان عرض کرتا تہا ہیبت جنگ نے استفسار کیا کہ شمشیر خان کب تک آویگا ہرکارون نے التماس کیا کہ راہ مین ہے عنقریب آستانہ دولت مین پہونچتا ہے تا آنکہ شمشیر خان چبوترہ کوتوالی کے نزدیک جو قلعہ پختہ بادشاہی کے دروازہ پر چہل ستون سے دو تیر کے فاصلہ پر تہا پالکی پر سوار آ پہونچا اور قریب تین چار ہزار افغان کے ہتہیار بند مسلح شمشیر خان کے گرد آہستہ آہستہ چلے آتے تہے دروازہ چہل ستون سے جو کہ رستہ بازار تک اُن بدنیتون کا ہجوم تہا جب مقام مذکور تک شمشیر خان کے پہونچنے کی خبر ملی مراد شیر خان نامراد نے ہمراہیون سے کہا کہ رخصت ہو کر پان لو تا کہ شمشیر خان آکر ملازمت حاصل کرے افغانون نے ہیبت جنگ کے سر پر ہجوم کیا پان لینے لگے تا آنکہ عبد الرشید خان کے آنے کی نوبت پہونچی چونکہ باہم قرار تہا کہ یہ شخص سبقت کرے اسکے بدن مین لرزہ سوار ہوا ہاتہ کانپنے لگے جب ہیبت جنگ نے پان عنایت فرمایا مگر اوسکا ہاتہ لرزے سے کانپ رہا تہا پان ہاتہ سے گر گیا ہیبت جنگ نے ہنسکر فرمایا کہ تمہاری قسمت کا پان گر گیا خیر دوسرا لو متوجہ پاندان ہوا ہنوز نظر نیچے ہی تہی کہ رشید نا رشید نے کمر سے کٹاری نکالکر ہیبت جنگ کے پیٹ پر ماری مگر اضطراب کی وجہ سے کارگر نہوئی محمد عسکر خان یہ حال دیکہنے سے فریاد زن ہوا کہ ہان ہان یہ کیا کور نمکی ہے اسی گرما گرمی مین ہیبت جنگ نے سر اونچا کیا اور یہ حالت دیکہکر چاہا کہ شمشیر پیش نہاد کا قبضہ ہاتہ مین پکڑے مراد شیر خان نے جو ہاتہ مین تلوار لیے تہا سر بدست ایسا مارا کہ ہیبت جنگ کے شانہ سے گذر کر تہیگاہ تک جا پہونچا اور ہیبت جنگ مردہ نقش مسند ہوا اور مراد شیر خان یا کسی دوسرے بدکار نے اوسکا سر اور رسید یا پیر کاٹکر اوسکی چہاتی پر رکہدیا اور اس حرکت کو ایک طرح کا عمل سمجہا کہ اوسکے خون خواہون کا اس بازدید سے بیہوشی طاری ہوگی کچہ نکر سکینگے میر مرتضی خان نے بگمان زندگی دوڑکر اوسکو سینہ سپر ہو کر ریزہ ریزہ ہو گیا اور محمد عسکر نے ہیبت جنگ کی تلوار عریان کرکے مقتول ہوا اور مہتاب رائے اوسکا ہمراہی رہبت یا جیب کے شقیقہ یعنی کنپٹی مین زخم شمشیر کہا کر عسکر خان کی لاش کو سر زانو مین رکہکر اوسی جگہہ بیٹہہ گیا اور لاش کے ساتہ ہوا بادشاہ نواز خان نام منصبدار کہنہ جو کہ عظیم آباد کے مشاہیرون اور فخر الدولہ کے عہد نظامت مین صاحب عزت تہا اور اندنون ہیبت جنگ سے تقرب بہم پہونچایا تہا امیدوار مراتب امارت تہا اس معرکہ مین کام آیا اور رمضانی داروغہ سلاح خانہ اور سیتا رام مشرف توپخانہ دستی نے بقدر تاب و توان حق نمک ادا کرکے سرخ روئی دنیا حاصل کرکے عقبی کی راہ لی سعد لیدہر اور میر عبد الرحی ہاتہ کٹا کر باہر نکل گئے راجہ رام نراین مع دیگر متصدیون کے بعض مجروح اور بعض سلامت تا خانہ تاراج ہو کر زندہ ہوگئے

میر عبد اللہ بھی صحیح و سالم شال اور کمربند اور کٹاری کے دینے سے برآمد ہوکر اپنی راہ لگا شاہ بندگی
نے آخرت کی راہ لی باقیماندہ بھی اپنی اپنی تدبیر سے نکل گئے جب اس غلغلہ نے بلند ہوکر لوگوں کو اسپر
حیرت کیا حجاب اور دربان دولت سرای امارت کی اپنے گھروں کو سدہارے سید علی خان جو لہ مکتب
مین حسب طلب ہیبت جنگ کی حاضری کا آمادہ تہا اور اوستاد اور اتالیق لوگ ارادہ ہمراہی رکہتے تہے
اوس خبر بد کے سننے سے سید علیخان کو حرم سرا مین کرکے خود متفرق ہو گئے اور آمنہ بیگم مہابت جنگ کی
لڑکی سراج الدولہ کی ماں ہیبت جنگ کی بی بی نے دروازہ بند کرا کر آئینہ حیرت ہوئی لیکن سید علیخان
کو اپنے کوٹہون سے جو شہامت جنگ کے کوٹہون سے ملحق تہے نکالدیا اور کہا جسطرح تو جانے یا تدبیر ہو سکے
اپنے خالو عبد العلیخان کے گہر چلا جا او سوقت مین عبد العلیخان شیخ عبد الرسول بلگرامی کے مکانین جو کہ
جماعہ داران مشہور اور شیخ الہ یار بلگرامی سربلند خانی کا بہانجہ تہا مہابت جنگ سے مرخص ہوکر اپنے
وطن کو جاتا تہا۔ آخری رخصت کیواسطے گیا تہا سید علیخان مورخ کا بہائی کہ اسوقت تین برس تہا نہایت مضطرب
الاحوال ٹہرا تہا بسبب کم سنی کے اتنی جرات نرکہتا تہا کہ کسی طرف کو چلا جاتا کسی نے فضل الہی سے اوسکو بچایا
اور رحم کرکے ایک پرانا پہٹا چادر تن زیب کا اوڑہاکر بتغیر وضع اپنے ہمراہ دریا کنارے ہوتے ہوئے عبد العلیخان
کے مکان پہونچا دیا شمشیر خان کچہ دیر اوس مکان مین ٹہرا اور حیات خان کو حاجی احمد کی ملاقات
کے بہانہ مین بہیجکر حکم دیا کہ قید کرلاوے حاجی احمد اس خبر سے ماہر ہوکر مضطرب الاحوال ہوا ہر طرح کے
خیالات کرنے لگا مگر زر و مال کے خیال نے کھینچ رکہا کہ قدم ٹہرا رہے ورنہ ممکن تہا اگر گہوڑے پر سوار ہوکر لمبی
تانتا ضرور راجہ سندر سنگہ کے پاس جا پہونچتا غرض اسی طمع مین کہین نہ گیا تہا کہ طالب لوگ آ پہونچے اوسوقت
دیوار کہود کر یا کسی روزن سے نکلکر کسی ہمسایہ کے گہر مین پوشیدہ ہوا مگر [illegible] بام ہوکر قید ہو گیا
[illegible] روز گرفتار رہکر چاروناچار نظرون سے مصیبت مین دوچار تہا اوسکے دفینہ اور زر و جواہر جسقدر مدفون تہا
کہود کر تصرف کیا باقیماندہ جو اسباب و نقدی دریافت کرکے کہلے خزانہ اوڑا دیے تہے کہتے ہین کہ قریب [illegible] لاکھ
روپیہ اشرفی اور جواہر کے اور سکے علاوہ اسکے گہر مین ملا اور زین الدین احمد خان مرحوم کے مال سے
جو کچہ مشہور ہے تین لاکہ ہے اور بعض آدمی نہایت کم حتی کہ چند ہزار کے ناقل ہین واللہ عالم فی اسرار الخفیات
بعد ازان جب حاجی احمد خان بحق ہوا لب دریا موضع سبل پور کے متصل باغ جعفر خان سے چند قدم
پیشتر حسب مقدور مدفون ہوا بعد قتل زین الدین احمد خان مرحوم اور قید ہونے حاجی احمد کے
شمشیر خان نے دونو کے مکان پر چوکی پہرہ بٹہلا کر جعفر خان کے باغ مین اقامت کی اور شہر مین
مراد شیر خان مقیم ہوا اور مہابت جنگ کے مقابلہ کے خیال سے جو دو کشمکش پر کمر باندہی ہر طرف

صادر فرماکر اپنے الوس کو جمع کیا بحسب تقدیر اون دنونمین قوم افغان حشرات الارض کی صورت
زمین سے نکلتی تہی چنانچہ احمد ابدالی قندہار اور ہرات سے شاہجہان آباد کی طرف لشکر کش ہوا
اور بعد چندے کے علی محمد روہیلہ نے اوسی ہنگامہ مین آمد آمد کی خبرین سنکر راہ سہارنپور
پوریہ سے بریلی پہونچا عجب طرحکا آشوب تمام ہندوستان مین نمود ہوا القصہ ہر روز پانچ چھ مرتبہ
عظیم آبادیون کی کان مین نقارہ کی آواز پہونچی ہر وقت دریافت معلوم ہوا کہ فلان پٹہان
اسقدر جمعیت سے سردار خان اور شمشیر خان کی رفاقت کو آیا ہے اور شمشیر خان اور بخشی بہلیہ کے
ارکان اور عملہ نے دست تطاول دراز کیا تہا کوئی ایسا شہر مین نتہا جو انکی ہاتہ سے باعزت بچا ہو
عبد العلیخان تمام دن شیخ عبد الرسول مذکور کی گہر مین رہکر رات کو اپنے گہر گیا اوسوقت کشتیان
واسطے باربرداری کے مع ملاح اور نیز کشتی خاصیہ یعنی بجرہ موجود و مہیا تہین سردار ملا خان
نے عرض کیا کہ اسوقت شہر آشوبگاہ محشر ہو رہا ہے اگر مع عیال و اطفال و دولت و مال کے
سوار ہوجیے انشاء اللہ اس ورطہ جان ستان سے ہمکنار سلامت ہوجاوین اور ستباشب تیس کوس
مسافت طے ہوجاے گی درحقیقت یہ صلاح بہت عمدہ تہی مگر خوبی تقدیر سے عمل مین نہ آئی
چند روز کے بعد جب کہ مراد شیر خان مشید الارکان ہوا عبد العلیخان کو پیغام حاضری صادر فرمایا
عبد العلیخان حسب معمول سواری پالکی مع چند نفر سوار و پیادہ کے راہی ہوکر جب دروازہ پر
پہونچا بعض مراد شیر خان کی خواص نے دربارہ باہر ٹہرنے رفقاے ہمراہی کی رفق و مدارا سے
عرض کیا عبد العلی خان نے یہ خیال کیا کہ اگر میری ساتہ بدی کرنا منظور ہوتی تو باوجود اس حصول
اقتدار کی اسطور سے کیون طلب کرتا اور بے صلاح رفقاکے دو تین خدمتگار ہمراہ لیکر اندر گیا اور
اوس بدعہد نے اسباب بیرونی اپنے تصرف مین لاکر اپنی پالکی پر عبد العلیخان کو شمشیر خان کی
روبرو بہیجا شمشیر خان نے بموجب الطلاع برہنہ پا دوڑکر صحن خیمہ مین ملاقات کی اور عذر خواہی
بیشمار کرکے اپنی پالکی مین بٹہایا اور مکان کو واپس بہیجا اور دو تین آدمی حفاظت خانہ کو دروازہ
پر مقرر فرمائے بعد چندے جب کہ عبد العلیخان کی سپاہ قیل و قال کرنے لگی مہابت جنگ کی ارادہ کی خبر
ادہر اودہر مشتہر ہوسے تب تو توہم بیجا سے دوبارہ طلب کرایا آتے ہی خیمہ مین مقید ہوا اور مراد شیر خان
اور مصطفی خان کی لڑکی کی سعی سے حکم قتل ہوا چنانچہ ملازمین غنیم نے حسب الامر عبد العلیخان کو کشتی پر
سوار کراکر دریا پار لیجاکر مستعد بجا آوری شاد ہوا عبد العلیخان مع اپنے رفیق حیدر نواز خان
کے مہلت غسل اور دو رکعت نماز کی لیکر مشغول ہوئے تہے کہ حکم ممانعت صادر ہوا اور دونون

آدمیون کو واپس کیا شاہ صادق اس جان بخشی کا ضامن ہوا بدین عہد کہ اگر مہابت جنگ کی
لڑائی درپیش ہو عبد العلیخان ہرگز اپنی جگہ سے جنبش نکریگا اور مصدر فساد و شورش نہوگا ۔ عہد ہی نثار خان نے جو سرس
کنبہ کی زمیندار سے کاوش کرکے اوسکا اخراج کیا تہا جب خبر ہیبت جنگ کی پہونچی زمیندار برعکس
ہوکر خان مذکور پر ہجوم کرا اوٹہا خان مذکور مع چند نفر ہمراہی کے رہتاس پہونچا علی قلیخان
قلعدار نے قلعہ مین جگہہ دی مہمان نوازی فرمائی مورخ کا مکان اسطرح پر محفوظ رہا کہ کسی جماعہ دار
بہلیہ نے جو اوندنون مین بخشی بہلیہ کی ہمراہ تہا درحرم سرا کا محافظ رہا بعد ازان دوسرے روز بختاور خان
جو کہ شمشیر خان کا نہایت مقرب تہا اور مورخ کی والد کا احسانمند اور وہ اس قسم کا احسان تہا کہ کچہ
قرض دار تہا والد نے بروقت جانے عظیم آباد سے دس بارہ ہزار کے تمسک پہاڑ ڈالے اور اونکا
روپیہ معاف کردیا تہا اور اسیطرح شیخ محمد صلاح لکہنوی اور کالے خان بلیمن جو ہر ایک زیر احسان
تہے محافظت مین ساعی رہتے قبل اس سانحہ کے بختاور خان نے شمشیر خان سے عہد کر لیا تہا کہ سید
ہدایت علیخان کی حویلی سے مجہے بخشنا چاہیے اور بروقت تسلط بہی اوسپر غلبہ نکرنا چاہیے ورنہ بندہ تمہارے
راز سے دولتخواہان ہیبت جنگ کو آگاہ کردیگا چونکہ شمشیر خان نے عہد و قسم سے اقرار کر دیا تہا لہذا
بختاور خان مع کالیخان اور شیخ محمد صلاح کے رات دن ہمارے دیوان خانہ مین مقیم دربار آتی
جاتے تہے اگر کوئی محرک بدی ہوتا اپنے رفقا کو جو دو تین ہزار جرار تہے جمع کرکے مستعد مقابلہ ہوتا
اسطرح پر وہ مکان محفوظ رہا ہیبت جنگ کی لاش کو سید محمد اصفہانی نے جو کہ میر حیدر علی کوتوال
کا سسرا اور مرزا داراب کا داماد تہا میر حیدر علی کی التماس سے اوٹہا لایا اور کسیقدر لوسکی نگر نعش صاحب
افسر کے جو پامالی مردم ہیندو روند سے محفوظ رہے تہے وہ بہی لا کر اوٹہالایا اور وہ کفن کہ کربلا سے آیا تہا اوسی مین دفن کیا جو کہ فی الحال ہیبت جنگ
کے مقبرہ کی نام سے محلہ بیگم پورہ منجملات شہر عظیم آباد مین مشہور ہے جب مہابت جنگ کی عرضی کی
خبر ملی بے حیائی نے اپنا جلوہ دکہلایا یعنی ہیبت جنگ کی زن و دختر کو مع چہوٹے لڑکے مرزا مہدی کی
رتہہ پر بے پردہ و غلاف سوار کراکر رستہ بازار شہر سے عریان نکالا اور اپنے لشکرگاہ کو لیگیا مورد طعن و لعن ہوا
چند روز مین اسقدر دنیا و آخرت کا وبال اپنے سر پر لیا کہ اوسکی لکہنے کی بات بجز کاتبان اعمال کی دوسرے کو نہین
قریب چالیس ہزار سوار اور اسی کچہ کم زیادہ جمع ہوکر اور مرہٹہ بہی شریک ہوے عظیم آباد کا توپخانہ زیر تصرف آیا
بہمہ اسباب مستعد و مسلح ہوکر عازم حرب مہابت جنگ کا تہا۔

احتشام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کی مارے جانیکی خبر سنکر مہابت جنگ کا عزم انتقام فرمانا اور عظیم آباد مین آکر شمشیر خان اور میر حبیب وغیرہ پر فتحیاب ہونا

جسوقت کہ مہابت جنگ داعیہ حرب اور تنبیہ میر حبیب اور جانوجی وغیرہ مرہٹہ

مرہٹہ پر مرشد آباد سے کوچ فرماکر اوسط فصل زمستان مین واقع امانی گنج خیمہ زن تہا اس حادثہ
ہیبت جنگ کی خبر پہونچی اگرچہ تسلط ہوجانے اس فرقہ قوی جنگ اور مارے جانے فرزند دلبر نگ اور
گرفتاری دختر وغیرہ ناموس وننگ سے نہایت مضطرب ہوا مگر ظاہر استقلال مزاج رکہکر ساری
سرداران سپاہ کو جمع فرمایا اور کہا صاحبون سنگ آمد وسخت آمد ایسا لخت جگر کشتہ ہوا اہل وعیال
دام مخالف مین بستہ ہوے کیونکر دل نہ شکستہ ہو زندگی ناگوار ہے مارنے اور مرجانے پر عہد وقرار
ہے آپ لوگ اپنا ارادہ اظہار کرین کوئی ایسے رفیق غمگسار ہین جو ہمراہی مین عزم پیکار کرین
ہر ایک نے متفق ایک زبان ہوکر عرض کیا بموجب بیت ع لوہی یاد قتلی سے ہم بندہ بیدام ہین سرکار تمہارے ہمسر اپنے فدا پاون پہ ہر بار
تمہارے ہے ۞ اس جواب سے مہابت جنگ نے کہا کہ چونکہ تمہاری رفاقت کا حق برسون سے میرے ذمہ ہے جو میری رفاقت کریگا اوس سے
جان و مال دریغ نہین اور جسے توجہ نہو اوسکا متعرض بھی نہونگا کیونکہ جسوقت خواہان مرگ ہون
مدد کی طلبگاری بھی نہین دوبارا حاضرین نے التماس کیا کہ ہم لوگ حق نمک مین اسیر ہین بجز
جانفشانی کے کوئی دوسرا ارادہ نہین تب فرمایا کہ قول وقسم ہو قرآن آیا ہر ایک نے سوگند کھائی
بعد ازان فرمایا کہ تمہاری تنخواہ میرے ذمہ ہے جب کہ تمہین اپنی جان دینے سے دریغ نہین بندہ بھی
زر و مال کے عطا کرنے سے مقصر نہوگا لیکن چاہیے کہ آہستہ آہستہ طلب فرماؤ کل سپاہ نے قبول کیا
تب مہابت جنگ زر کی فکر مین ہوا کسیقدر روپیہ شہامت جنگ اور اپنی بی بی اور جگت سیٹھہ وغیرہ
مہاجنون سے قرض لیکر تقسیم تنخواہ فرمائی مگر ہنوز کسیقدر باقی رہگیا کہ فوج مرہٹہ نواحی شہر مین پہونچکر شورش
اوٹہائی چونکہ مرہٹہ کی لڑائی یکجائی نہین ہوتی تہی اکثر مارتے کہاتے لڑتے بہڑتے ہین اس وجہ سے عظیم آباد کی
عزیمت سے تردد ہوا آخرکار امانی گنج سے تعاقب شروع کیا اور تا سرانجام سفر عظیم آباد اور درستی اسباب
و سامان کے اوسی جگہہ مقیم ہوا صولت جنگ کو ہکوان گولہ بہیجا کہ وہان سے شہر تک مرہٹہ کا سد راہ ہو
اور رسد وغیرہ پہونچنے کی راستے بند نہونے پاوین تاکہ گرانی نہو اور فرمایا کہ مجہے قوم افغان کی لڑائی اور
عظیم آباد تک رسائی ضرور ہے اور مرہٹہ اس گرد ونواح مین ہنگامہ آرا ہے اسکا تدارک بالفعل مجہسے
ناممکن ہے جو شخص جہان چاہے چلا جاے اس کلمات کے سننے سے اصحاب قدرت گنگا پار شمال رویہ جابجا
چلے گئے اور جو محض بے استعداد تہے توکل بخدا اپنے گہرون مین بیٹہہ رہے مہابت جنگ نے فراہمی سامان
لائقہ اور تالیف قلوب سپاہ فرماکر اول ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو پندرہ سولہ ہزار سوار اور
قریب آٹہہ ہزار برق انداز کے عز وجلال سے جانب عظیم آباد روانہ ہوا اور امانی گنج سے نہضت کرکے
موضع چہپائی مین جو مرشد آباد سے تین ۳ کوس پر عظیم آباد کی راہ مین تمیر؟ منزل کی شہامت جنگ بہادر

اور عطاء اللہ خان بہادر ثابت جنگ کو پانچ چھہ ہزار سپاہ سے مع میر محمد جعفر خان
کے متعین مرشد آباد کیا اور اس کا سبب یہ ہی کہ مدت دراز سے بخشیگری میر مذکور کو مفوض تھی بموجب
استدعاے شہامت جنگ کے اسی وقت مین قبل اس سانحہ کے بپاس خاطر نور اللہ بیگ خان
کے تغیر سے بخشی گری کی خدمت پر مقرر ہوا تھا اور چونکہ یہ خیال تھا کہ مرہٹہ بروقت کوچ کے
چارون طرف سے محاصرہ کر کے رسد وغیرہ کا پہونچنا بند کر دینگے اور عسرت معاش لشکریونکو
ہوگی حکم ہوا کہ اجناس غلہ کو کشتیون پر بار کر دیا کرین بہر حال انتظام دلخواہ کر کے
موقع چھپائی نے نہضت فرمائی اور دفع دشمنون مین کہ ہمت چست باندہی مرہٹہ اُسکی عزم کرنیکی بعد راہ معروف چھوڑ کر اور
مرشد آباد سے ہاتھہ اوٹھا کر براہ جنگل افاغنہ کی مدد اور کمک کو اقلیم آباد کی طرف روانہ ہوئے —

معین الدولہ سیف خان کا بھیجنا شیخ دین محمد اپنے جماعہ دار کو مہابت جنگ کے مدد پر

سیف خان فوجدار پورنیہ نے اپنے جماعہ دار شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد کو مع ڈیڑہ ہزار
سوار کے برسم اعانت روانہ کیا اور خود بعذر بیماری مقصر ہوا شیخ دین محمد نے کندہ کولہ سے
گنگا اوتر کر جب کہ مہابت جنگ مونگیر پہونچا چند روز مقیم ہو کر وارد سلطان گنج ہوا اور مرہٹہ
نے اسکی خبر سنکر مہابت جنگ کی اطراف سے کوچ کر کے شیخ مذکور کو مع اُسکے ہمراہیونکے
گھیر لیا تمام روز باہم جنگ و جدال رہی اُسنے کسی ستعجلی کے ہاتھہ مہابت جنگ کو اطلاع دی
مہابت جنگ نے اگرچہ بھیجنا فوج کا دور از صلاح اپنی سے نہین دیکھا لیکن چار ناچار عمر خان
کے لڑکے کو مع دیگر اشخاص کی مدد پر بھیجا ہنوز یہ لوگ نہ پہونچے تھے کہ رات نمود ہوئی مرہٹہ اپنے
مسکن کو واپس ہوئے اور شیخ دین محمد نے فرصت پا کر وقت شب کوچ کر دیا صبح ہوتے لشکر سے
ملحق ہوا اور باتفاق مہابت جنگ کی خیمہ گاہ مین پہونچکر شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا اظہار
حالات مین عرض کیا کہ جسقدر باروت سیف خان نے دی تھی اوسکی اوس آدہی دیر مین ڈہوئین
اوڑ گئے اب سرکار سے امیدوار عطا ہون مہابت جنگ نے صرف باروت مین نہایت استعجاب کیا
کہ کیونکر خرچ ہو گئی وہ کہتا تھا کہ صبح سے شام تک آگ برسانی پڑی آخر کسقدر باروت عنایت فرمائی
تعجب ہی کہ ایسے امیر نے اسوقت مین باوجود سماجت عطای باروت مین کسقدر تامل کیا —
فاعتبروا یا اولی الابصار — اسی سفر مین دوست بیگ بدخشی جو کہ سرکاری جماعہ دار و نہین تھا
کسی کو گرفتار کر کے حاضر لایا بعد استفسار دریافت ہوا کہ عطاء اللہ خان کی خطوط شمشیر خان

اور سردار خان کی نام مشتمل استدعای موافقت اور ترغیب اخلاص کی اسکے ساتہ ہین جب مہابت جنگ بہاگلپور پہونچا مرہٹہ مع میر حبیب کی جنگل سی نکلکر نالہ جہینا نگر مین کسیقدر فوج کی ساتہ سے کٹر کر اور بعض مردم بیگناہ کو رنج پہونچاکر بعجلت و فرار ہوا جب مہابت جنگ کی فوج مونگیر پہونچی راجہ سندر سنگہ زمیندار تکاری جو مہابت جنگ کا پروردہ تہا مع کامگار خان مین میدار ترہت کی ملازمت مین پہونچکر مورد عنایت ہوا اور انہین کے پہونچنی کے نزدیک زبدۃ العلما اسوۃ الفقہا کاشف علوم خفی و جلی مولانا میر محمد علی ادام اللہ ظلالہ فضالہ پہونچکر ملاقی ہوا کسیقدر احوال انکا مہابت جنگ کے پایان سلسلہ مین تحریر ہوگا اور خادم حسن خان بہی جو کہ مہدی نثار خان کی رفاقت سے علیحدہ ہوکر عظیم آباد کو آتا تہا پہلواڑی مین پہونچکر اپنے خاوند ہیبت جنگ بہادر کی مرنے کا حال سنا مگر چند وجوہات سی باہر نہ نکل سکا شمشیر خان کی ہمراہ ہوکر منتظر فرصت تہا جب مہابت جنگ کے قریب لشکر کا حال سنا لشکر افاغنہ سے بہاگ کر مونگیر مین آستانہ بوس ملازمت ہوا اور اسمعیل قلیخان جو مونگیر کا حاکم تہا مغرور رہو کر مہابت جنگ کی خدمتمین آیا مگر نظر سی گر گیا۔

شمشیر خان کا مع افغان جعفر خان کی باغ سی کوچ کرنا اور مرہٹہ اور میر حبیب سی ملاقات ہونا باہمدگر مہابت جنگ کا عزم جزم کرنا

اودہر شمشیر خان اور سردار خان مع لشکر فراہم آمدہ پچاس ہزار سوار کے برہنمونی ادبار غلط کار کی باغ جعفر خان کی سمت سی قصبہ بارہ کے طرف کوچ کنان ہوی ادہر سی مہابت جنگ نی بعد چند قیام کے کوچ مونگیر سے مستظہر بنا بر آرام سپاہ لایق کی تائید ربانی اور بلند کرنی اعلام ظفر ارتسام سے کوچ فرمایا اسی اثنا مین میر حبیب مع جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کی عظیم آباد کے جوار مین پہونچا اور اپنی پہونچنی سے فوج افغان کو آگاہ کیا اور پٹہان لوگ جو اول مرتبہ کی تحریک سی عازم ہوسے تہے بقصد ملاقات مرہٹہ کے لشکر مین آئے اور میر حبیب نی جسکے مزاج مین فتنہ و فساد متخمر تہا اور بنگالہ اور مہابت جنگ کی تخریب مین ساعی تہا سردار خان اور شمشیر خان کو بعطای خلعت سرفراز فرمایا اور اپنے زعم مین صوبہ داری بہار کی اونکو عطا فرماکر رخصت فرمایا دوسرے روز میر حبیب اور مرزا محمد صالح اور موہن سنگہ وغیرہ چند آدمیونکو بتقریب ضیافت طلب فرمایا اور بعد رسم مہمانی کے جو خیمہ کہ اُنکے آسایش اور خوابگاہ کو استادہ کیا تہا بٹہلاکر اپنے مقامات کو چلے گئی اور کسیقدر جماعہ افغان کو بہیجا کہ بطریق چوکی اوسکے خیمہ کی گرد رہین اور کہا کہ جب مشار الیہ اپنے لشکر کا

قصد کرے مانع ہوکر کہتا کہ ہمنے بموجب کہنے آپ کے نوکری کی اور زین الدین احمد خان کو درمیان سے اوٹھا دیا پچاس ہزار سوار اور پیادہ نوکر ہوکر مہابت جنگ کی لڑائی کے امیدوار ہین پس اس صورت مین مبلغ تیس ۳۰ چالیس ۴۰ لاکھ روپیہ کہ آجتک کی تنخواہ ہوئی اوسکی تدبیر کرنا چاہیے تب تشریف لیجائیگا قضارا یہ بھید کھل گیا میرزا محمد صالح کو معلوم ہوا نامبردہ نے براہ تدبیر چند سواران مرہٹہ کو تعلیم کردی کہ تم لشکر کے باہر سے گست عنان سرگرم فغان داخل لشکر شمشیر خان ہوکر خبر دو کہ مہابت جنگ آپہونچا اونہون نے بطور معہود پہونچکر مہابت جنگ کے پہونچنے کی خبر پہونچائی میر حبیب وغیرہ نے سراسیمہ ہوکر اپنے لشکر جانے کو عزم کیا اسی اثنا مین شمشیر خان اور سردار خان افغان نے پہونچکر اظہار مدد کیا میر حبیب نے جواب دیا کہ بالفعل توقف کرنا اور اس گفتگو مین آنا برخلاف مصلحت ہے اور اسقدر مبلغ کا سرانجام آہستگی سے ہوگا حالانکہ لڑائی کی فکر کرنا منظور ہے خلاصہ یہ کہ بعد گفتگوے بسیار کے میر حبیب نے دو لاکھ روپیہ جو کہ ابتدا مین وعدہ تہا قبول کرکے مہاجن کی ضامنی دلوادی اور وہ متعہد ہوا اس تدبیر سے میرزا صالح نے بھی اپنے تئین مع میر حبیب کے اوس ورطہ ہولناک سے بچاکر اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی دوسرے روز لشکر طرفین کا مقابلہ ہوا دو جانب سے تین چار کوس کا فاصلہ تہا۔

مہابت جنگ کا شمشیر خان اور سردار خان اور میر حبیب وغیرہ مرہٹہ سے لڑکر فتحیاب ہونا

نواب شجاع الملک حسام الدولہ محمد اللہ وردیخان بہادر مہابت جنگ جو کہ اپنے عہد مین قواعد جنگ آزمائی سے بخوبی آگاہ اور سواے آصفجاہ کے دوسرا اپنا ہمسر نہ کہتا تہا لب دریاے گنگ کو چہوڑنا مناسب نہ سمجہا جب قصبہ بارہ ہانی سے برآمد ہوا گنگا کا سوتا اسطرف کو چہوڑکر اوس کنارہ پر روان ہوے تو اوسکے جزیرہ مین مردم شمشیر خان نے اوس معبر کو محکم کرکے توپین لگادین کہ وہان سے عبور دشوار تہا مہابت جنگ نے معبر مذکور کو چہوڑکر دو میل کے فاصلہ پر کسی زمیدار کی رہنمائی سے مغرب طرف جاکر عبور کیا اور شمشیر خان کے آدمی اس عبور سے کہ حالت بے خبری مین عبور ہوا تہا نہایت سراسیمہ ہوے اور نہایت اضطراب سے توپ وغیرہ سامان جنگ چہوڑکر باہر بہاگے یہ اول شکست تہی جو شمشیر خان وغیرہ کو نصیب ہوئی اس منزل مین مہابت جنگ نے بخیال

شب خون اور حیلہ انگیزی افغان کی سپاہ اندرونی کو فریب دیکے خود خیمہ گاہ سی باہر نکل گیا
اور توپخانہ کلان کے نزدیک کہ جمع فوج سی بیشتر اور مردم مخالف سی کم عرصہ مین تہا شب
بسر کی جب صبح اقبال نی جلوہ فروشی کی اول روز مکتوبہ ادا کر کی درگاہ قادر قدیر سے التجا ی
قبولیت فرمائی اور خاک تربت شہدا علیہم السلام. جو ہمیشہ ایسے مقامات پر ہمراہ رکہتا تہا نکال کر اپنی
پیشانی پر لگائی اور نہایت گریہ وزاری کر کے اپنے ہاتہی پر سوار ہو کر سرائے رانی پر جو قصبہ
باڑہ کی غربی طرف دریاے گنگا پر واقع ہی فوج آراستہ فرمائی بہادر علیخان کو توپخانہ جنسی
تک کل فوج سی بیشتر بہیجا اور حیدر قلیخان بہادر کو توپخانہ دستی کی ہمراہ بہادر علیخان کی عقب
مین اور اُنکے پشت پر رحم خان اور میر محمد کاظم خان ہراول مقرر ہوی اور یمین کی طرف
جدہر دریا تہا فقیر اللہ بیگ خان اور نور اللہ بیگ خان اور شیخ جہان یار کو مقرر فرمایا اور
طرف چپ جدہر مرہٹہ تہی نواب صولت جنگ اور محمد الہ یار خان بہادر اور محمد ایرج خان بہادر
اور راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور کامگار خان اور چند سردار دیگر مقرر ہوی اور عمر خان
کو مع فیل نشان اور اوسکے لڑکون کی یعنی اصالت خان و دلیر خان و احمد خان و محمد خان سے
اپنے روبرو نگاہ رکہا اور ساقہ لشکر مین شیخ دین محمد کو چند جماعہ دارون سی تعین کیا خود قلب
لشکر مین آیا اودہر شمشیر خان اور سردار خان نی بہی تیس ۳۰ چالیس ہزار سوار افغان اور بخشی بہیلیہ کے
پیادون سے صف آرائی کی دست چپ کی طرف جدہر گنگا روان تہی حیات خان افغان کو مع
چند ضرب توپ کلان کی اوس طرف سے پار کر کے مقرر کیا کہ نواب مہابت جنگ کی دست راست
سے بدلجمعی تمام گولہ افگنی کرے اور خود میدان دریا سے دور تک صف آرا ہو کر مستعد مقابلہ ہوا
مرہٹہ دست چپ اور عقب لشکر سے نمایان ہو کر ایکساعت کی بعد حملہ آور ہوی بحسب ظاہر
نواب مہابت جنگ کو چارون طرف سے گیر لیا حق تو یہ ہی کہ اس معرکہ مین اس امیر صائب تدبیر نے
وہ استقلال کیا کہ شاید دوسرے سی ایسے مقام پر کم ملاحظہ ہوا ہو — القصہ جب توپ اندازی
طرفین سے شروع ہوئی چونکہ فتح و فیروزی تو بارگاہ ازلی سی مہابت جنگ کے نصیب مین تہی اول
حملہ مین گولہ کے صدمہ سی سردار خان کا سر اوڑ گیا اسکے مرنے سی جو کہ نصف حصہ فوج کا مالک تہا
پشت لشکر شکست ہوئی اور سردار خان کی ہمراہی سراسیمہ ہو گئی اس گہبراہٹ کی معاینہ سی اکثر نوجوان
نشا تہور و دلیری سی بدمست ہو کر مہابت جنگ کے پاس آکر التماس یورش کرتے تہی وہ جواب
دیتا تہا کہ تہوڑی دیر برق اندازی کا تماشا کرو بعد ازان انشا اللہ المستعان حملہ کیا جاویگا اسی ضمن مین

حیدر علیخان بہادر نے پیشقدمی کرکے پیادہ ہاے برق اندازان کی دلدہی و خاطرداری شروع کی اور اوس جماعہ مدبر پر ایک ایسی باڑہ ماری کہ صبح روشن مانند شام تیرہ و تار ہوگئی جب میدان کارزار با نند حوصلہ مخالف کے فوج غنیم پر تنگ ہوا شیخ جہان یار اور فقیر اسد بیگ خان کو حکم فرمایا کہ حملہ آور ہون مگر اسکا عمل در آمد نہوا اسی اثنا مین مرہٹہ اور میر حبیب مع فوج ہمراہی افاغنہ کے بطرف چپ خصوص ساقہ لشکر پر اکٹھے ہوکر آگرے سراج الدولہ نے جسکا فیل سواری نواب کے فیل خاصہ سے ملحق تھا عرض کیا کہ غنیم نے یورش کرکے نزدیک آدبایا اوسکا تدارک قرار واقعی کرنا مناسب و بہ ضرور ہی نواب معظم نے بڑے غیظ سے فرمایا کہ غنیم اور حریف ہمارا پیش نظر ہی مرہٹہ سے کیا پروا بالعون اللہ تعالی تدارک معقول ہوتا ہی اور کچہ التفات مرہٹہ کی شور و غوغا پر نہ فرمایا دوبارہ تاکید یورش کی فقیر اسد بیگ خان اور شیخ جہان یار کو تاکید فرمائی اسوقتین چند سوار رحم خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور حیدر علیخان کے جو کہ ہراول تھے پہونچکر عرض کنان ہوے کہ الحال مصلحت حملہ کرنے مین ہی ہم لوگ یورش کرتے ہین حضور بھی مدد پر متوجہ ہون مہابت جنگ نے فرمایا آفرین اور صد آفرین نصرت آلہی کی مدد پر حملہ کرو اور مجھے بھی پہونچا ہی سمجھو جب وہ معاود ہوئے مہابت جنگ نے تیر و کمان قبضہ مین لیکر اور تیر کو ترکش سے نکالکر دست نیاز درگاہ رب العزت مین واسطے دعا کے اٹھایا اور عرض کنان ہوا اور کہا کہ تعز من تشاء و تذل من تشاء تو جسکو چاہتا ہی عزت دیتا ہی اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہی پس یہ فقیر عرض کنان ہی کہ دشمنوں بد اندیش سے بصورت ظفر یابی ظہور مین آئی بعد ان کلمات کے نصرت ظفر دشمن پر کمر ہمت درازکی مخالفین زاغ منش کو جزے اعمال دے یہ کہکر بہادران لشکر سے فرمایا کہ لوگو میدان رزم ننگ و نام کا موقع ناموری کا ہنگامہ ہی جسے خون مین نہانا ہو ہماری آشنائی کرے دریاے نامداری سے بیڑا پار لگا سے یہ کہکر تیر کمان مین رکہا شست و نشست درست کی شادمان شادمان فتح کی نوبت بجوائی جسوقت آواز فتح یابی بلند ہوئی خاطر جمع ہوکر فیل سواری جانب دشمن روان فرمایا فوج ہراول بھی اپنے مالک سے شہ پاکر بساط اقامت سے دشمنوں پر متوجہ ہوئی مہابت جنگ بھی اونکے ہمعنان پہونچا اس گرم بازاری مین دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان جو باہم ایک فیل پر سوار تھے دعواے سبقت کرکے جویای نام و نشان ہوے بازار گیر و دار گرم ہوئی ہر ایک اپنے اپنے مقابل سے جہان بہرا خون کی ندی نہ نکلی مار دہاڑ سے مہلت نہ دی میر محمد کاظم خان اور دوست محمد خان نے اپنا ہاتھی بڑہا کر مراد شیر خان کے ہاتھی کے برابر

جا پہونچا سید محمد کاظم خان نے چاہا کہ اوسکے تختۂ ہودج کو پکڑ کر اوسکے ہاتھی پر کود جاے مراد شیر خان
اگرچہ زخم کہائے ہوئے تہا لیکن تیغہ کار دانِ افغانی ایسا مارا کہ سید کاظم خان کی بعض اونگلیان کٹ گئین
قبضہ سے تختۂ ہودج نکل گیا دوست محمد خان کود کر اوسکے ہاتھی پر جا پہونچا اور ہاتھی پر چڑہ بیٹہا
اور سید محمد کاظم خان بہی اوسی جانب اوسی حالت مین کود کر جا پہونچا اور دوست محمد خان کی
اعانت کی باہم متفق ہوکر اوسکا سر اوڑا دیا لیکن اوس دار و گیر مین شمشیر خان نہ معلوم کس
طرح سے ہاتہی سے زمین پر آیا اور حبیب بیگ یکہ جو سرکار مہابت جنگ کا ملازم اور دلیر خان
پسر عمر خان کے مصاحبت مین تہا اوسکا سر کاٹ لایا اور مہابت جنگ کے ہاتہی کے زیر پا پہونچایا
اور بعد اس فتح و نصرت کے شکر گذاری رب قدیر فرمائی نئے سر سے شادیانہ فتح بجایا
فوج مرہٹہ کہ یسار کے طرف امیدوار فتح و ظفر تہی کمال اضطراب و پریشانی مین فرار ہوئی
اور مہابت جنگ نے فتح و فیروزی کے ساتہ اونکی پیشگاہ مین اپنا آرامگاہ بنایا۔

ذکر آمنہ بیگم دختر مہابت جنگ کی ملاقات ہونے کا مع اولاد اور پدر والا گہر کے اور باہمدگر کے معاملات

آمنہ بیگم لڑکی مہابت جنگ کی اور بی بی زین الدین احمد خان کی جو مع دختر اور پسر اپنے کے کہ میرزا مہدی نام تہا
نہایت ذلت و رسوائی مین اسیر افغان تہی حاضر ہوکر مشرف ملازمت مہابت جنگ
اپنے باپ کے ہوئی دونو طرف خوشیان ہوئین شکر گذاری مالک الملک ادا کین اس نوید سے
شہر عظیم آباد کے خورد و کلان کو خوشیان ہوئین ہر ایک دیدار فیض آثار سے کامیاب ہوا
ہر طرف بہجت و انبساط کی شادیانی بجنے لگے دو ایک مقام کے بعد طے مراحل فرماکر عظیم آباد مین
وارد ہوئے اور منتظران دولت دیدار کو نظارے جمال بیمثال سے فارغ البال و خوشحال کیا
نذرین ادا ہونے لگین سادات مومنین اور فقرا و مساکین کو زر بیشمار سے مالا مال کر دیا اور
شہامت جنگ بہادر کو مہابت جنگ نے لکہا کہ الحمد للہ فتح و ظفر بتوفیق داور داور میسر
ہوئی جو کچہ کہ نذور اور صدقات واسطے مردم مرشد آباد کے مقرر ہونی چاہئین ارباب استحقاق
کو دیدو اور دلجوئی ضعفا و اقویا کو کہ جور افاغنہ سے احوال ان سب کا یکسان تہا
پیش نہاد خاطر عنایت ذخایر اپنے کا کرکے مومیائی الطاف سے تدارک شکستہ حالون اس

بلدہ کا فرمایا۔

شمشیر خان کے عیال و اطفال کو طلب کر کے مشمول نوازش فرمانا

چند معتمد لوگ واسطے ضبطی مال او راسباب شمشیر خان وغیرہ سرکشون کے دربھنگا کو جو اوسکا وطن تہا بہیجے گیے زمیدار بیتیا نے جسکے حمایت مین متمردان مذکور کے عیال و اطفال تہے عرض کیا کہ جماعہ مذکور رفدوی سے امان خواہ ہین اگر مطلق العنان فرمائے جاوین تین لاکھ روپیہ نذرانہ حاضر حضور کرون یہ التماس منظور نہوا بعض دولت خواہون کو حکم تعناقب صادر ہوا اور خود بھی بنا برمزید تاکید تاکہ زمیدار مذکور کچھ حیلہ نکرسکے متعاقب عبور گنگا کر کے شکار کی بہانہ سے دو تین منزل چلا اور صولت جنگ بہادر سہام الدولہ کو شہر مین نایب مقرر کیا جب زوجہ اور لڑکیان شمشیر خان کی زمیدار مذکور نے مہابت جنگ کے عملہ کو تفویض کین حکم محکم صادر ہوا کہ پردہ مین لیجاوین اور کسی طرح کی تکلیف و ایذا نہ پہونچاوین اور بعد گذرنے شہر کے مغربی دروازہ سے دولت سرا مین داخل کرین اور حرم سرا مین بجای لایق ٹہرائین حسب الحکم تعمیل ہوئی سراج الدولہ کو بھی جو بمنزلہ جان وجگر تہا حکم ہوا کہ بدون پردہ کرائے اول او رخبر کرائے کے اندر نجاوے اور ہر قسم کے فواکہ اور خوردنی جو خود کہاتا تہا اونکو واسطے بہیجتا تہا اور بروقت ضرورت بی بی کی خطاب سی گفتگو کرتا تہا یہ بھی عقل و جہل کے کارخانے ہین سرزارخان وغیرہ کو رکون نے آقاے نعمت کی ناموس کی خدمتمین نہ لطف خرچ فرمایا او رمہابت جنگ نے یہ خلق و عنایت فرمائی چنانچہ اکثر فرماتا تہا کہ مجہے دشمنون کی ناموس و ننگ کی پردہ دری سے کچھ غرض نہین ہے یہ حرکت فقط اسیواسطے کی گئی تاکہ شمشیر خان کے اون حقوق رفاقت سی ادا ہون جو اوسنے میرے عیال و اطفال کے ساتہ نہایت ذلت و رسوائی کی ہر حال آنکہ ہیبت جنگ نے کچھ بدی اوسکے ساتھ نہین کی تہی اور نہ مینے کبہی کچھ خیال کیا اور علاوہ برین اگر عداوت تہی تو ہیبت جنگ کو مار ہی ڈالا تھا عورتون سے کیا جھگڑا تہا کہ اونکی رسوائی کا خواہان ہوا۔ القصہ چند روز کے بعد شاہ محمد آفاق نام کسی افغان سے جو قاسم سلیمانی کے اولاد مین تہا شمشیر خان کی لڑکی سے شادی کردی اور اونکے وجہ معاش کو چند موضع جاگیر مقرر کردئے اور اون کو وطن اصلی دربھنگا جانے کی

اجازت دی مخفی نرہی کہ قاسم سلیمانی افغانی تہا درویشی مین مشہور جہانگیر کے عہد مین بنابر کثرت اتباع کے مقید ہوکر قلعہ چنارڑہ مین محبوس ہوا جب وہ مرگیا آبادی مذکور کے غربی طرف مدفون کیا گیا اوسکے مریدون نے تعمیر مقبرہ وغیرہ کردی اوسوقتین نہایت پررونق تہا اب بسبب تسلط انگلشیہ کے تمام ممالک شرقیہ ہند اور وہ قصبہ مع مقبرہ اسکے بے رونق ہوگیا افاغنہ نے بہی طاقت اونہانے مصارف مین نقصان دیکہا در پے بربادی ہوئی تو دوسرون سے کیا ہو

پہونچانا مہابت جنگ کا میر حبیب کے عیال کو اوسکے پاس اور دیگر کوائف

انہین دنونمین شہامت جنگ کو لکہا کہ میر حبیب کے اطفال کو جو کہ ابتداے مقابلہ مرہٹہ سے مرشدآباد مین محفوظ تھے سواری وغیرہ خرچ راہ دیکر ہمراہ آدم معتمد کے میر مذکور کے پاس روانہ کرے اسیسی اثنا مین محمد شاہ بادشاہ کی رحلت اور احمد شاہ کے جلوس کی خبر پہونچی چونکہ مہابت جنگ کو شکار سے بہت رغبت تھی چالیس پچاس روز گنگا کے اوس پار مقیم رہا اور سراج الدولہ جو شہر مین رہگیا تہا صولت جنگ کی نیابت اوسکو ناگوار ہوئی حرکات چند جو اوسکو لائق تہین ظاہر کین اور یہ اول اوسکے اقتدار کا اظہار ہوا القصہ بعد سیر شکار کے آخر رجب کو معاودت ہوکر داخل قلعہ عظیم آباد ہوا اوسوقتین ایک عجیب سانحہ حیرت افزا ہوا تفصیل اوسکی یہ ہی کہ جسوقت میر علی محمد عالی مقام کو مقام پورنیا مین عہدہ ہوا کسیقدر تعارف سیف خان اور فخر الدین حسین خان سے میسر آیا تہا فخر الدین حسین خان برادر کا سیف خان کا جو نواب بہادر کے نام سے معروف تہا ایک خط میر صاحب مذکور کے نام اور عرضی بطلوب مہابت جنگ کو لکھ بہیجی اور سید مذکور کو مضمون عرضی سے مطلقاً اطلاع نہ دی یہ لکہا تہا کہ عرضی خلوت مین مہابت جنگ کے نظر سے پیش کر دیئے ان سب عقلون نے عصر کیوقت مہابت جنگ کے پاس جاکر اول اپنا خط دکہلایا بعدہ عرضی پیش کی مہابت جنگ نے عرضی پڑہکر میر مذکور سے کہا کہ بہت خوب جیسا فرمائیگا تعمیل ہوگی میر مذکور کو مضمون محررہ سے اطلاع نتہی متحیر ہوکر کہا مجہے خبر نہین کہ عرضی مین کیا تحریر ہی مہابت جنگ نے عرضی حوالہ کردی میر مذکور نے بعد ملاحظہ اطلاع پائی کہ اوس نالایق نے لکہا ہی کہ اگر کچہہ بہی اعانت ہو تو اپنے باپ کا کام تمام کرون یا حضور مین مقید روانہ کرون اسی زمانہ مین سراج الدولہ نادان نے آقاے عظیم سے جو مرد بدنہاد تہا کاوش بیجا شروع کی علت اسکی یہ ہوئی کہ سردار خان سابق کہ زمانہ نوکری سیف خان سے ہمراہ آقاے مذکور کے جو اسکی سرکار کا بخشی تہا رکہتا تہا اور سلوک مناسب سے پیش آتا

اور بعض مردم عظیم آباد نے کے استخلاص مین ساعی تہا محض بدگمانی کی آٹھ لاکھ روپیہ امانت سردار خان کے بابت دعویٰ کیا اور اسپنے باپ زین الدین احمد خان کے قتل کا شہرہ بصلاح آقا سے مذکور کے تشہیر کر دیا مہابت جنگ بھی اس خصوص مین آقا سے مذکور سے بدگمان ہو کر درپے آزار ہوا آخر کو میر محمد علی کی سعی و توجہ سے مخلصی پا کر صولت جنگ کی رفاقت مین گیا

آزردہ ہونا صولت جنگ کا اپنے چچا مہابت جنگ سے اور ہونا کدورت بے پایان کا درمیان مہابت جنگ اور عبد العلیخان کے

نواب صولت جنگ بہادر نے عظیم آباد کی صوبہ داری کی توقع پر جو شروع جنگ افغانان مین وعدہ کیا گیا تہا اور مشہور تہا اکثر عزیزون کو مانند مہدی نثار خان مورخ کے چچا کو جو بعد فتح مہابت جنگ کے رہتاس سے آیا تہا اور برادر مورخ نقی علیخان اور خادم حسن خان اور عزت علیخان وغیرہ کو جو کہ اکثر ہیبت جنگ کے رفقا مین تہے اپنا رفیق بنایا لیکن زوجہ مہابت جنگ اس فکر مین پڑی کہ صوبہ عظیم آباد بابت عمدہ صوبہ ہے اور فوج کا گذر اور بنگالہ مین پہونچنا بدون مرضی وہان کے ناظم کے دشوار اور شہامت جنگ فہم و ادراک و تمیز و شعور سرداری سے بالکل معرا ہے اور بعد مہابت جنگ کے ضرور دشمن اوسکی لڑکیون اور نواسہ سراج الدولہ اور صولت جنگ کا ہوگا پس سعی کرنا چاہیے کہ عظیم آباد کی نیابت کسی اپنے متوسل کو ملے پس اس مقدمہ کو صولت جنگ کی برائی اور اپنے حسن فہمید کو مہابت جنگ کے خاطر نشین کیا اور اپنے نواسہ سراج الدولہ کی تعلیم کی کہ علانیہ کلمات ایک دیکھکر سب لوگونسی کہو کہ اگر صوبہ بہار صولت جنگ کو سپرد ہوا بندہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ یہ صوبہ میرے باپ کا ہے میراث مجھکو پانا چاہیے - مہابت جنگ نے جب ایسے کلمات سنے اور نیز سراج الدولہ کی خاطرداری بدرجہ غایت منظور تھی اور اپنی بی بی کا بھی کہنا نیک معلوم ہوا تب مناسب ہوا کہ باپ کی میراث سراج الدولہ کو ملی صولت جنگ اس واقعہ سے ناخوش ہو کر آزردہ ہوا دار الخلافۃ شاہجہان آباد کو عازم ہوا دریا کے آمد و رفت مین جھولی کی مہابت جنگ نے بذریعہ خط خطوط کے دلجوئی شروع کی بعد چند در چند عرایض کے صولت جنگ نے ایک عرضی مین لکھا کہ بندے اس خصوص مقدمہ مین قسم کھائی ہے کہ اگر ایسا نہوا شاہجہان آباد ضرور جاؤنگا مہابت جنگ نے درجواب بدستخط خاص تحریر فرمایا اور یہ فقرہ لکھا کہ کفارہ یمین سہل است و ترک رفاقت عم نو دجبال اور متعاقب ارسال

اس رقعہ کی خود اوسکے گھر مین جاکر دلجوئی کی اور درضمن گفتگو فرمایا کہ فرط محبت بار بار لجاجت کراتی ہے ورنہ جانتے ہو کہ ایکمرتبہ بندہ عذر کرتا ہی اور مخالف کی دلجوئی اگر مانا بہتر اور اگر نسنا دوبارہ گفتگو نہین کرتا مگر بزبان شمشیر — تمہین اگر کوئی عرض اس ارادے سے ہو ظاہر کرو تا کہ بر طبق اسکی تعمیل ہو اگر ... بر رنکو حلیم بیگ وغیرہ حاضرین کے توسل سے عرض کرو پس زیادہ طرفین کو رنج کہانا ضرور نہین صولت جنگ نے مخواے گفتگو معلوم کرکے ہمنشینون کی وساطت سے مقصد اپنا ظاہر کیا اور مہابت جنگ نے بعض وجوہ مداخل اوسکے مصارف کیواسطے اضافہ فرما کر اوسکی آشفتگی کی تسلی فرمائی اور عبد العلیخان بہادر مورخ کی خالو کی صحبت جو مہابت جنگ کی رفاقت مین تہا اوسکی بی بی کی حماقت سے ناچاق ہوئی مقدمہ یہانتک طول ہوا کہ گمان جان ہوا کیونکہ بعض پریشان گفتگو اوسکی بی بی کی شوہر جانب ناموس مہابت جنگ کی ہوئی مگر مہابت جنگ وہی شفقت کرتا رہا اور قتل سے درگذر کرتا رہا یہانتک اپنے ملک محروسہ سے بدر کیا عبد العلیخان ناحق کو اپنی بی بی کی حماقت اور لجاجت سے لاعلاج چار ناچار شاہجہان آباد کو چلا اور ذکر اسکا آگی موقع پر آئیگا —

زن بد بچہ ... سکے گہر + اسی عالم مین ہو وے او سکو سقر —

تفویض ہونا صوبہ عظیم آباد کا سراج الدولہ کو اور راجہ جانکی رام کو نیابت اور معاودت کرنا مہابت جنگ کا جانب مرشد آباد

چونکہ ایام برسات قریب تہے مہابت جنگ نے بنا بر انتظام صوبہ کی رہنا اپنا اختیار کرکے زوجہ سراج الدولہ کو مع راجہ جانکی رام کے بقصد دینے نیابت عظیم آباد کے مرشد آباد سے طلب فرمایا اور بعد پہونچنے کی صوبہ داری عظیم آباد کا خلعت سراج الدولہ کو اور نیابت کا خلعت راجہ جانکی رام کو مع نوبت اور پالکی جہالردار کے عنایت فرما کر بپاس خاطر صولت جنگ کی جانکی رام کو صدر الحق خان کے ہمراہ اوسکی خدمتمین بہیجا تا کہ اداب خدمات مذکورہ کی تقدیم کرے صولت جنگ کو اگرچہ کمال ملال ہوا تہا لیکن ظاہر مین بنا بر ادب اپنے چچا کی مہربانی فرما کر بقاعدہ ہندوستان پان عنایت فرمایا بعد انقضاے برسات کی جانکی رام کا رامور پر چہوڑ کر اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کو ہمراہ لیکر آخر ذی القعدہ کو نہضت فرما کر مرشد آباد کو عازم ہوا چونکہ سابق سے عطا اللہ خان کی طرف بدظنی تہی اور اب جو اوسکے خطوط مع حامل خط کی پکڑے گئی زیادہ تر ملنہ بدخواہی کا ہو گیا ہر چند مستحق سزا تہا مگر بنظر خویش اور نیز پاس خاطر اوسکی بی بی کے انتقام سے گذر کر شہامت جنگ کی نام حکم صادر

فرمایا کہ عطاء اللہ خان کو بدون اخذ زر جرمانہ و تعدی کے جلد بنگالہ سے خارج کرے کہ تا ہیبت بھی خود بدولت
کے تماشائی کو مرشد آباد سے نکل گیا ہو شہامت جنگ بعد صدور اس حکم کے عطاء اللہ خان سے مستدعی
برآمدن ہوا اور تماشائی کو ناچار اور امید شکستہ ہو کر جو کہ میر علی اصغر کمری کے جھوٹھوں وعدہ پر سچ مچ
معتقد تھا امیدوار حصول ریاست بنگالہ ہوا تمام عیال و اطفال اور دیگر اسباب قیمتی اور ساٹھ لاکھ
روپیہ نقد اور اسی طرح باقی زر و جواہر نفیسہ کے مرشد آباد سے نکلا اور گنگا پار ہو کر حوالی مالدہ
میں میر ضیاء اللہ کی حویلی میں جو موہن پور میں واقع تھی واسطے تیاری سامان سفر کے جا ٹھہرا اور
مہابت جنگ نے سراے محل اکبر نگر میں رسوم جشن عید الضحی کر کے بسواری کشتی روانہ مرشد آباد
ہوا اور راہ مذکور کی اسی منزل میں بیگمات کو پہونچایا اور شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ اعزہ
شہر کے ملاقات سے جو بہ رسم استقبال پیشتر چلے تھے مسرور الوقت ہوا اور وہان سے بسواری
فیل جیلی کی راہ ہو کر بڑے شان و شوکت کے ساتھ داخل دولت سرا ہوا اور فتح یابی
کی جلدو میں سنت سر سے شکرانہ خداوند حقیقی بجا لایا اور صدقات وغیرہ سادات اور دیگر مومنین
کو عطا فرمایا اس سفر میں بعضے عزیز جو عظیم آباد میں رکھتے تھے مانند اسوۃ العلماء و قدوۃ الفقہاء
[illegible] والمفاخر کاشف الدقایق [illegible] سید الافاضل میر محمد علی ادام اللہ ظلہ اور خان
جلیل القدر عالیشان انسان [illegible] زائر حسین خان مولوی محمد نصیر مرحوم رحمہما اللہ
العلی الکبیر اور خان ذو المکارم والاحسان [illegible] مرحوم بن حاجی عبد اللہ خطاط مشہور جو موسیہ
[illegible] کا دیوان محمد [illegible] تھا نیکر کے عہد میں تھا اور خان والا دودمان مردمک دیدہ مروت
[illegible] فیض [illegible] مکارمت علی ابراہیم خان بہادر پور مولوی مرحوم ہمشیرہ زادہ
زائر حسین خان مغفور اور حاجی محمد خان کشمیری ہمراہ مہابت جنگ کے مرشد آباد آئے اور
صولت جنگ نے چند روز کوچ کر کے عظیم آباد سے مرشد آباد کی راہ لی۔

مورخ کا شاہجہان آباد سے معاودت ہونا اور رفاقت صولت جنگ کا میسر آنا اور اوسکی ہمراہ مرشد آباد آنا

مورخ بھی اسی عرصہ میں جب کہ مہابت جنگ عظیم آباد سے نکلا اور صولت جنگ عازم تھا شاہجہان آباد
سے باد [illegible] ملاقات والدہ ماجدہ اور برادران اور خالو اور چچا اور احباب وغیرہ کہ
حادثہ شمشیر خان او کشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جنکی زیست کی امید واقعہ مذکورہ میں نہ باقی
تھی اور [illegible] سنا معاودت کر کے عظیم آباد آیا اثنا سے راہ میں مابین

لکھنؤ اور فیض آباد کے عبد العلیخان اپنے خالو سے ملاقی ہوا اور سبب برہمی مہابت جنگ اور
اختیار کرنے سفر کا دریافت کیا فرمایا کہ بسبب جہالت اور نادانی زوجہ کے یہہ تفرقہ پڑا
نوبت تو جان تک پہونچی تھی مگر چونکہ ہنوز کسیقدر زمانہ معہود مین توقف تھا زندہ رہکر بلاے
غربت مین مقید ہوا حالا شاہجہان آباد کو عازم ہون ربنا زنہار از قرین بد زنہار ربنا وقنا ربنا
عذاب النار * اور اسی اخراج کی بدولت مورخ کی والدہ صاحبہ کو مہابت جنگ سے ایسا
سوال جواب پیش آیا جسکی عہدہ برائی مردون سے دشوار ہو نہ کہ عورتون سے اور درگذشت
کرنا ایسے موقع پر بعد سننے ایسے جواب سخت کی باوجود قدرت جو مہابت جنگ نے فرمایا
نفس بشری سے نہ دور تھا اور اس سبب سے جو نسبت کہ ہیبت جنگ نے سید علیخان
مورخ کے بھائی سے ہوئی تھی اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکی برادر مذکور کو بیاہ دون برہم ہوئی
اور مہابت جنگ نے دوسرے شخص کو اپنا داماد بنایا در حقیقت اسقدر پاس اقارب
بجز مہابت جنگ اور اوسکی بیٹیون بیٹون کو دوسرے سے ہونا متعذر ہے اللہم اغفر لہم و ارحمہم
جب مورخ عظیم آباد پہونچا ظاہر ہوا کہ مہدی نثار خان اور نقی علیخان وغیرہ اقربا اور اکثر احبا
مانند غلام رضا خان خلف مرتضی خان اور آقا عظیما سے مشہور ہے اور ملا محمد خان اور
خادم حسین خان اور عرب علی خان اور میر اسد علی اور میر متوسل علی اور فضلاء عظیم آباد مثل
ملا غلام یحیی اور میر وحید اور مفتی ضیاء اللہ اور مولوی لعل محمد اور میر عبد الہادی وغیرہ
صولت جنگ کی رفاقت مین عازم مرشدآباد ہوئے ہین مورخ کو انکی مفارقت مین عظیم آباد
کا ٹھہرنا ناگوار ہوا بدون سر رشتہ رفاقت صولت جنگ کے ہمراہ اپنے چچا اور بھائی کے
گام فرسا ہوا عید الضحی کا دن تھا کہ نواح مونگیر مین صولت جنگ اپنے کشتی سے جسوقت
کہ کوئی غیر حاضر تھا اوترا اور قربانی کی اور اوس مقام پر کباب تناول فرمائے مورخ کے دل مین
گذرا کہ عید کا دن ہے اور عین خلوت پس اسی جگہہ اوسکو دیکھا چاہیے لہذا کشتی سواری سے مع
سید علیخان اپنے چھوٹے بھائی کے اوترکر روبرو گیا اور بسلام کیا بعد مبارکباد عرض کی اور
نذر گذرانی از بس خوشنود ہوکر حکم شراکت طعام صادر فرمایا اور بروقت روانگی کمال
اصرار فرمایا کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین ملازم رہنا چاہیے اور وجہ معاش مورخ اور نیز برادر خورد
کی مقرر کرکے دستخط فرمائے مورخ سے اوس ہنگام کی صحبت خوب گذری انشاء اللہ بروقت
موقع بیان ہوگی جب سفر ختم ہوا صولت جنگ بنظر اوس ملال کے کہ صوبہ عظیم آباد کے بنانے

سے دلمین رکہتا تہا اور نیز بڑے بہائی شہامت جنگ سے صفائی تہی مرشدآباد کا رہنا
ناگوار سمجہکر بہگوان گولہ مین خیمہ زن ہوا آخر کار چچا اور برادر بزرگ اپنے کے دلجوئی اور
تکلیف دہی سے سکونت مرشد آباد کی منظور کی بعد دو تین مہینے کے اوس شہر سے اوسکو
اوس حویلی مین جو دریاے بہاگیرتی کے اوس پار جگت سیٹہہ کے مکانات کے مقابل واقع
تہی نزول فرمایا اور میر حبیب کے گہر مین مورخ اور مہدی نثار خان اور علی نقی خان
کی سکونت مقرر فرمائی۔

تمنا کرنا سیف خان معین الدولہ کا مہابت جنگ کی ملاقات کو گنڈہ گولہ مین اور عدم منظوری طرفانی اور جان بحق ہونا سیف خان کا اور صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری ملنا اور آنا فخر الدین حسین خان پسر سیف خان مذکور کا مرشدآباد مین اور مہابت جنگ سے ملاقی ہونا اور دیوان خالصہ راے رایان کا جہان فنا سے گذرنا

جن دنون مین مہابت جنگ نے بعد فتح شمشیر خان کے عظیم آباد سے معاودت فرمائی سیف خان
جو کہ ارسال عرائض اور تحفجات مین مہابت جنگ سے سلوک تہا اور افواج مدد کی بہیجنے سے
رابطہ اتحاد کا متوقع تہا چنانچہ ہمراہ حاجی احمد کے بروقت روانگی عظیم آباد کے اور ہمراہ
ہیبت جنگ کے بروقت مراجعت مرشدآباد کو جو واسطے لڑکون کی شادی کے گیا تہا اور
پہر عظیم آباد کو لوٹا آتا تہا گنڈہ گولہ مین آکر جو اوسکا ممالک محروسہ تہا مہمان نوازی کی تحصیل ہوئی تہی
چاہتا تہا کہ مہابت جنگ بہی اوسی روش سے مہمان ہوا اور مہابت جنگ نظر بعلو شان خود کہ جعفر خان
اور شجاع الدولہ مرحوم رتبہ سپہ داری اور شجاعت اور سروری کا افزون بلکہ سلاطین عالی شان
سے رتبہ برابری رکہتا تہا اس استدعا سے آزردہ ہوکر خلوت مین کہتا تہا کہ سیف خان ہر چند ہفت ہزاری
اور عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل کا بیٹا ہے مگر میری ملاقات کو کیون نہین آتا ہمیشہ سال مین اکثر تبہ
شجاع الدولہ اور جعفر خان اور علاء الدولہ سرفراز خان آتے تہے۔ سیف خان تو اوسکے مافی الضمیر پر
آگاہ نتہا اور بزعم خود جانتا تہا کہ حاجی احمد اور ہیبت جنگ کی طور سے مہابت جنگ بہی ضرور مہمان
ہوگا مع اسباب ضیافت اور لوازمہ مہمانی اور تحفہ و پیشکش کے گنڈہ گولہ مین آکر مقیم ہوی اور خیمہ ہاے
کلان با شوکت و شان سے ایستادہ کرکے منتظر ہوا کہ دیکہے کب مہابت جنگ ادہر آوے مہابت جنگ نے

بروقت اپنے عبور کے تیلیاگڈہی سے اوسکے سفیرون کو جواب دیا کہ اگر ملاقات کی آرزو ہے
تو واسطے ناظمان سابق کے طور پر مرشد آباد مین آتے سیف خان اس جواب سے نادم ہوکر
پورنیہ مین کہ اسکا مرکز دولت تھا واپس گیا اور مریض ہوکر صاحب فراش ہوا اور تہوڑی مدت سے
مین بعارضہ اسہال مبتلا ہوکر شروع ۱۱۶۲ ہجری مین جہان گذران سے چل بسا اور اوسکا بیٹا
فخر الدین حسین خان جسے اصلا لیاقت سروری اور اخوان پروری کی نتہی بجاے پدر مسند آرا
ہوا اور کل متروکہ پر مانند جواہرات گران بہا اور امتعہ نفیسہ وغیرہ پر قابض ہوکر دیگر بہائیون کو
محروم کیا بلکہ سنا گیا ہی کہ جو کچہ اورون کے قبضہ مین تہا اوسکو بہی طمع کرکے چہین لیا اور کسیقدر
اونکے حصہ مین دیا جب یہہ خبر مہابت جنگ کو ملی اور صولت جنگ کوئی کار لائق اپنی شان کے
بنگالہ مین نرکہتا تہا سند فوجداری پورنیہ کی مع جمیع متعلقات کے بدستور معین الدولہ سیف خان
بہادر کے واسطے صمصام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ کے مع خلعت اور عطاے لایق کے
حضور سے طلب کرکے اوسکی قامت سراپا لیاقت کو عطاے خلعت اور جیغہ اور سرپیچ مرصع
اور کلغی اور مالہ مروارید اور فیل سے آراستہ فرمایا اور ہوگلی کی فوجداری اوسکے تغیر مین سراج الدولہ
کو بخشی میرزا پیارن اپنے برادر حقیقی کو جو محمد یار خان کے لقب سے مشہور تہا دیکر اوسکی نیابت پر
مقرر کیا اور صولت جنگ نے خادم حسن خان کو بطریق معزولی و ابطالی کے قبل اپنے روانگی کے روانہ کیا اور
سال مذکور کو آخر ربیع الاول کو خود بہی پورنیا کو عازم ہوا مورخ اور نیز دیگر اعزہ جو اوسکے رفیق
تہے مع دو تین ہزار اور تین چار ہزار پیادہ برقنداز ملازم کے ہمراہ ہوئے فخر الدین حسین خان نے
جب کوئی جاے پناہ بجز در دولت مہابت جنگ کے ندیکہی قطعہ عرضی مشعر اظہار اطاعت ارسال کی
مہابت جنگ نے لالچ مین آکر در جواب تحریر فرمایا کہ ہماری طرف سے مطمئن ہوکر ادہر تشریف
لائیے اور ملاقات سے مسرور فرمائیے انشاء اللہ انجاح مرام مین کوئی تقصیر نہوگی چونکہ ابلہ اور مترصد
حزاب ناسزا کاموں کا تہا بموجب تحریر مہابت جنگ کے قاصد مرشد آباد ہوا ورنہ جسطور سے کہ سپاہ
و اسباب سفر آمادہ رکہتا تہا اگر دریاے کوسی عبور کرکے نکلجاے زمینداران ترہٹ وغیرہ کا
مقدور نتہا کہ اوسکی مزاحمت کرسکتے اور اگر اجاتا تو کوئی طمع کرتا تہوڑے سے انعام مین اپنا خیرخواہ
اور رزادنما بنا لیتا لیکن بسبب حق تلفی بہائیون کی فریب کہایا مع اسباب دیا یان اور لشکر بیکران
کے عازم مرشد آباد ہوے راستہ مین صولت جنگ سے ملاقی ہوا صولت جنگ نے اپنے بڑے
بیٹے شوکت جنگ کو مع بعض سرداران سپاہ کو مانند مہدی نثار خان وغیرہ کے جسمین مورخ بہی

واسطے ملاقات اور ادائے رسم تعزیت ہو سکے باپ گیا شوکت جنگ بعد ملاقات واپس
ہوا دوسرے روز فخر الدین حسین خان صولت جنگ کی ملازمت مین آکر مورد الطاف ہوا تیسرے
روز صولت جنگ بارادہ کوچ سوار ہوکر اثنا سے راہ مین بازدید کرتا ہوا آگے کو روانہ ہوا
اور فخر الدین حسین خان بعد ازان کوچ در کوچ مرشد آباد کو راہ پیما ہوا۔ اب صولت جنگ کا حال
بعد ازان بروقت مناسب ذکر ہوگا فی الحال یہ حال مہابت جنگ اور فخر الدین حسین خان کی مرشد آباد مین
پہونچنے کا بیان ہوتا ہی فخر الدین حسین خان نے مین کوٹ کے گہاٹ مین پہونچکر مہاندی کو اوسپار عبور
کیا اور خود مہابت جنگ کی ملاقات کو سبقت کی جب لب دریا پہونچا مہابت جنگ نے ایک گروہ کو پیشوائی کیلیے بہیجا اور بروقت ملاقات سلوک وہ جیسے
سنے پیش آیا اور فرش سوزنی پر حکم بیٹھنے کا صادر فرمایا اور عطر و پان و گلاب کی جو ہندوستان مین
معمولی تواضع ہی تعمیل ہوئی اور رخصتین فرماکر آرامگاہ کو رخصت فرمایا اور وہ وہان جاکر آرام تمام لایا

رائے رایان چین رائے کا اس سرائے فنا سے کوچ کرنا +

انہین دنونمین رائے رایان چین رائے نے انتقال کیا اور بہیرون دت بعد انتقال اپنے
نسب کی بلا تقرر دیوانی کے حسب الحکم امور خالصہ کے انجام مین مصروف ہوا مخفی نرہی کہ چین رائے
عجب متصدی اور طرفہ ہندو تھا ملکی اور مالی مقدمات مین نہایت دیانت دار اور دولتخواہ اور کفایت
شعار اپنے آقا نامدار کا تہا اور اسی صداقت کی نتیجہ و دیانت داری سی وہ نوبت پہونچی کہ رفقای
مہابت جنگ بلکہ اوسکے فرزند مانند شہامت جنگ اور صولت جنگ وغیرہ کے اوسکی پاس خاطر
کرتے اور عزت و توقیر فرماتے تھے ایک روز مہابت جنگ کی مجلس مین بروقت خلوت جس مقام پر
کہ اوسکے بہتیجے اور بہائی موجود تھے ہیبت جنگ نے تذکرہ چین رائے کا اپنی دیوان کی تمثیل
عزت پر کیا مہابت جنگ نے کہا کہ بٹیا رائے رایان کا وہ مرتبہ ہی کہ میرا نوکر نہین بلکہ آقا کی
کا مرتبہ میرے سرپر رکہتا ہی تم کیا تمثال دیتے ہو اور کسکو مثنا سمجھتی ہو۔

نہضت کرنا مہابت جنگ کا کٹک کیطرف مرہٹہ اور میر حبیب کی سرکوبی کو اور قلعہ بارہ بہاٹی کو
مخالفین سے چہین لینا اور فخر الدین حسین خان کا مرشد آباد سے بہاگنا اور پورنیہ کا قصد کرنا اور
پہر صولت جنگ کے خوف سے رستہ سے لوٹ آنا مالدہ مین اور آنا مرشد آباد مین اور قید ہونا اور بہیرون دت

کار اے رایان خطاب یانا

جانوجی پسر رگھوجی بھوسلہ جبکہ مہابت جنگ نے نواح عظیم آباد مین شمشیر خان پر فتح پائی پریشان
ہوکر مع میر حبیب اور بھی افغان کے دیگر مرشد آباد کو عازم ہوا تھا اثنا سے راہ مین اپنی والدہ
کی وفات کی خبر پائی میر حبیب کو چند ہزار سوار سے کٹک اور میدنی پور کے طرف بھیجکر چند
ہزار سوار ہمراہیونکے ساتھ خود وطن کو قاصد ہوا اور رگھو نے بعد پہونچنے جانوجی کے بھوسنے
بھائی اپنے ماناجی نام کو کسیقدر مرہٹونکے ساتھ میر حبیب کے پاس بھیجا اور مہابت جنگ جیسا کہ
لکھا گیا دار الحکومۃ مین پہونچکر فارغ البال بآرام تمام مقیم ہوا اور سب خلق خدا بامن و امان
اسکے شکر گذار ہوئے اور مرہون احسان بجز فتنہ و فساد میر حبیب اور مرہٹہ کی کوئی دور
و شر ملک بنگالہ مین نتھا لہذا مہابت جنگ نے انکا استیصال ضروری سمجھکر اول ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو واسطے استیصال مفسدان قاصد ہوا اور مرشد آباد سے نکل کر چند روز واسطے فراہمی
لشکر کے کٹوہ مین متوقف ہوا اور حیدر علیخان بہادر داروغہ توپخانہ دستی کو سات آٹھ ہزار
سوار اور پیادہ برق انداز سے چند ماہ پیشتر اپنے نکلنے کے بردوان پہنچکر حکم دیا تھا کہ چھاونی کری
کہ اگر احیاناً میر حبیب بمقتضای اپنی نیش زنی کی نواح مرشد آباد اور بردوان کی خرابی کی درپے ہو
خانمذکور اوسکے انسداد مین ساعی رہے — القصہ بعد فراہمی فوج ظفر موج کی مہابت جنگ
بردوان کو عازم ہوا جب قصبہ مذکور کے قریب پہونچا حیدر علیخان مع ہمراہیان کی سعادت
استقبال سی معزز ہوا بعد چند روز کی میدنی پور کو عازم ہوا یہ ارادہ مصمم کیا تھا کہ عملہ توپخانہ
مذکور یعنی سوار و پیادہ ہمراہی حیدر علیخان کی واسطے عطاے تنخواہ کے مصر ہوکر مانع عزیمت ہوئی
مہابت جنگ نے اپنی ہم نشینونمین غلام علی خان کو مع مرزا حکیم بیگ کی جو معتمد علیہ تھا اس گروہ
کی دلجمعی کو روانہ فرمایا ہر چند انہون نی بہت کچھ سمجھایا مگر انہون نی کچھ نسنا دوسری روز مہابت جنگ
نے خود حیدر علیخان کے مکانمین جاکر چاہا کہ آپ افضال اپنی سے آتش مشتعلہ ان شیطان سیرتان کی
منطفی کریں اور کسیقدر تنخواہ پہونچا کر باقی کو شہامت جنگ پر تنخواہ کر دیں تاکہ جلد اوسکا بھی سرانجام
ہو مگر کچھ مفید نہوا بدستور اپنے ہٹ کی گئے میر افضل علی جو جماعہ سواران کا جماعہ دار تھا اسی کی
ذات سے یہ مفسدہ اوٹھا ہوا تھا مہابت جنگ نی اس واردید سی نصرت آلہی پر تکیہ زن ہوکر اوس
گروہ کو برطرف فرمایا اور ان گروہ ضلالت پژوہ کی رفاقت سی علیحدگی کرکے قاصد مدافع غنیم
ہوا فخر الدین حسین خان نی مہابت جنگ کی جو ارکان دولت مین تخلل دیکھا خدا معلوم بعض ہوا داران

احمق کی سمجھانے سے کیا یا اوسکے جی مین سمائی کہ بدون اطلاع شہامت جنگ کے عبور دریای گنگ کرکے
اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور باتفاق فوج پورنیہ کی راہی ہوا صولت جنگ نے جب یہ خبر پائی مع
فوج و خدم و حشم بعزم مقابلہ پورنیہ سے دو تین منزل گرم روان ہوا جب باہم ملاقی ہونے مین چندان
مسافت نرہی فخر الدین حسین خان نے خبر آنے سے گھبراکر عرضی بھیجی کہ مجھسے کچھ تعرض نفرمایا جاوے
امیدوار ہون کہ عبور کی اجازت صادر ہو صولت جنگ نے یہ عذر کرکے کہ بدون اجازت
مہابت جنگ کی نہین ممکن ہے جواب دیا کہ بہتر یہی ہے کہ جس راہ سے آیا ہے واپس ہو وہ احمق
نامرد واپس ہوکر راکدہ مین آکر ٹھہرا اور مہابت جنگ نے فضل خدا پر نظر فرماکر بلا توپخانہ
کے بردوان سے سیدنی پور مین اقامت کی میر حبیب جو مرہٹون کے ساتھ میدنی پور مین
چھاونی کیے ہوے تھا قرب مہابت جنگ سے خبر پاکر چھاونی مین آگ لگا مفرور ہو گیا
مہابت جنگ نے بادولت و اقبال خارج آبادی سے رودخانہ کنسائی کا عبور کیا مخبرون نے
خبر لگائی کہ سیدنی پور سے اطراف کے جنگلونمین مرہٹون کی کثرت ہے حکم ہوا کہ میر محمد کاظم خان
اور دوست محمد خان وغیرہ تعاقب مین جاکر ناکامان گردش زدہ کا کام تمام کرین
مشار الیہما نے شبا شب پہونچکر ہنگامہ کارزار گرم کیا طرفین سے خوب خوب بہادری
ظاہر ہوئی آخر کو مرہٹہ خوار و خراب ہوکر کٹک کی طرف فراری ہوے اور مہابت جنگ
بیشتر کو بڑہکر بالیسر مین آیا اوسمقام پر معلوم ہوا کہ میر حبیب اور راناجی بے تاب ہوکر
اور یارای مقاومت سے مجبوری پاکر مع فوج اطراف کٹک مین آوارہ ہوکر دور تک
نکل گیا مہابت جنگ نے دریای بہدرک اور حاجی پور سے نکلکر مقام برہ مین جو کہ کٹک سے
تخمیناً اٹھارہ کوس ہوگا مقام فرمایا اوسجگہہ سید نور اور تیر انداز خان اور دہرم داس ہزاری
تفنگچیون کی عرضی جو کہ قلعہ بارہ بہاٹی کی محافظ اور ملک کٹک کے متصرف تھے بدین مضمون
مہابت جنگ کی نظر سے گذری کہ ہم لوگ آپکے مطیع ہین جسوقت ادہر رونق افروز ہوسکے
مقالید قلعہ پیشکش کی جاوین مہابت جنگ بنظر تحقیقات حال مرہٹہ کی اور نیز میر حبیب کی
چند روز متعاقب رہا ایک ایسی جنگل سخت گذار مین جا پہونچا کہ بسبب نہ پہونچنے غلات کے
نرخ غلہ کا لشکر مین گران ہو گیا اور انبوہی اشجار اسقدر تھی کہ تین روز تک فوج ہراول
کا پتا جو چند کوس پیشتر گئی تھی نہ لگا نہ لشکر کی خبر نواب کو اور نہ نواب کی حقیقت لشکر کو ملی دونو
طرف ایکدوسرے کی جستجو مین تھے آخر نواب نے حکم دیا کہ ہاتہیون کے نقارہ ہاے کلان

بجوانے جاوین تاکہ اوسکے آوازے پر آملینگے آخر ایسا ہی ہوا فوج مقدم نہایت نزدیک ہی آواز پر اپہونچی
اور شادمانی بی پایان نصیب ہوئی جب معلوم ہوا کہ مرہٹہ کا نام و نشان اور سم ستور کے نقش قدم
تک پیدا نہین اوس جنگل سے باہر آیا اور بعض فوج کو درہ جنگل پر تعینات فرمایا اور دو ہزار نفر ہمراہی
رکاب سے سرشام بعزم تسخیر قلعہ بہارا بہائی کے لپا۔ ہوا اور تمام شب اور صبح کو دو پہر تک طیمسافت
کرتا ہوا دریا سے مہانندہ سے جو قلعہ بہائی کے نیچے روان ہے پار ہوا اور قلعہ کے پاس جا کر اعلام نصرت پیکر
استادہ ہوئے۔ مخفی نہ رہے کہ مہابت جنگ کا جنگل مین جانا اور فوج کی گم گشتگی اور نقارہ بجا کر
ڈہونڈہ نکالنا ضرور در پیش ہوا ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ اسی سفر مین یا کسی دوسرے وقت۔ القصہ
چونکہ فوج ظفر موج سے برابر چہ پہر قطع راہ کی منجملہ دو ہزار سوار کے دریا اوترتے اوترتے تین سو نفر
کل حاضر رکاب رہا مگر لشکر راہ سے کسی مین یہ دم نہتا کہ لڑائی درکنار ذرا دم لے فی الحقیقت یہ امر
خلاف شان ایسے سردار سے معلوم ہوا اگر ایسے وقت مین محافظان قلعہ قصد فساد و فتنہ پر آجاتے سارا
نام و نشان مٹا دیتے محض تائید غیبی ہوئی کہ قلعہ والون کے دلمین اسکا رعب چہا گیا اور اطاعت
کی راہ مین قدم زن ہوئے اوس روز بسبب نہ پہونچنے خیمہ اور عدم موجودگی سایبان گرمی آفتاب
سے اور نہ میسر آنے سایہ کے نمونہ محشر ہو رہا تہا آخر روز کو سید نور اور دہرم داس مشرف ملازمت ہوئے
اور رخصت کے وقت معہود ہوا کہ کل صبح کو مع سرانداز خان کے حضور مین آکر قلعہ تسلیم کرین
لیکن چونکہ اونپر اعتماد نتہا اپنے گروہ خواص سے ارشاد فرمایا کہ کل صبح کو جسوقت حاضر ہون زیر
تیغ بیدریغ کرین اور وقت خواب کے سراج الدولہ کو اس کام پر مامور فرمایا لہذا دوسرے صبح کو
مہابت جنگ خیمہ مختصر مین جو اسوقت پہونچا تہا بیٹہا اور سراج الدولہ قنات کے باہر مع چند
اصحاب معینہ کے سایہ مین ٹہرا ہوا تہا کہ سید نور اور دہرم داس نے آنکر مجرا کیا اور مہابت جنگ
کے روبرو گیے اور مجلس مین جاکر اہتمام لوازمہ وغیرہ مین مامور ہوئے کہ سرانداز خان بھی
مع چند نفر کے چوبدارون اور دربانون کے برابر پہونچکر گہوڑے سے اترا سراج الدولہ نے
بمجرد اوسکے اوترنے کے قتل کا حکم دیا جو لوگ کہ اس کام پر مامور تہے فوراً لپٹ گیے اوسنے بھی
باوجود مشاہدہ اس حال کے ہوش و حواس درست کر خنجر ہاتھہ مین لیا اور بقدر امکان زد
و کشت کرکے عازم تہا کہ مہابت جنگ کی برابر جاوے مگر موت نے مہلت نہ دی اوسی ہنگامہ و شور مین کسی کے دست تبر
سے جان نے کالبد سے فرار کیا سید نور اور دہرم داس اس سانحہ سے مضطر ہوکے بہت سا
تڑپے مگر نہ چہوٹے گرفتار ہوکر کشور خان کی کہ ناپاک اور مرد سخت دل نگہبان زندان خانہ تہا سپرد ہوئے

قلعہ والے اس حادثہ سے پریشان ہو کر دروازہ بند کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے مہابت جنگ نے اپنا رہنا پائین قلعہ نامناسب سمجھا میر محمد جعفر خان اور فقیر اللہ بیگ خان اور راجہ دولبھ رام وغیرہ کو جو میر حبیب کے تعاقب سے دلجمع ہو کر حاضر حضور ہوئے تھے دربارۂ محاصرۂ قلعہ مامور فرمایا اور خود بدولت کٹک میں داخل ہوا پندرہ روز تک ہنگامہ قلعہ گیری گرم رہا آخر الامر محصورین نے سپاہ ظفر پناہ سے عہدہ برائی دور سمجھی میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو وسیلہ ہی بسترِ عفو جرائم قلعہ دینے کو مقر ہوئے آخر مقبول مہابت جنگ ہوا محافظان قلعہ نے قلعہ مذکور حوالہ مہابت جنگ کر دیا اور خود بہیئت مجموعی میر محمد جعفر خان اور دولبھ رام کے پاس چلے گئے اور مہابت جنگ بنا بر ملاحظہ حصار داخل قلعہ ہوا —

مجملاً ذکر شہر کٹک و قلعہ بارہ بہاٹی کا

اس قطعہ زمین پر قلعہ مذکور اور شہر کٹک معمور ہی اوسکے گرد دو ندیاں مہانداور کٹھہ جوری ہین اور اونکے اطراف رود خانون سی ملحق ہین اور پشتہ اوسکے پتھر سے مستحکم بنے ہوئے ہین دونو دریا برسات مین تو چڑھ جاتے ہین ورنہ پایاب اور بارش مین دریاے مہانده کا پاٹ قریب دو کوس کے ہی اور کٹھہ جوری کا عرض انکا آدھا ہو جاتا ہی مہانده کے کنارے قلعہ واقع ہی دور حصار کا تخمیناً تین کوس ہوگا کہ پتھر اور اینٹ اور چونہ سے بکمال استحکام مین بنا ہوا ہی اور پختہ عریض خندق گرد بنا ہوا ہی اور شہر کی آبادی دریاے کٹھہ جوری کے کنارے پر ہی اور شہر و قلعہ کے درمیان دو کوس کا فاصلہ ہی عمارات وغیرہ جو دریاے کٹھہ جوری پر اور پشتہ پختہ پر معمور ہین بکمال بلندی مین پشتہ عمارت کی دس گز اور کہین پانچ گز کے قریب بلندی ہی اکثر عمارات کے نیچے سے دریاے کٹھہ جوڑی جاری ہی اور دریا پار دو کوس سے چار پانچ کوس پر مختلف مقامات مین صحراے وسیع خوش فضا ہی اور جنگل سے متصل بڑے بڑے درخت سبز اور تازگی کی ساتھ اوس جنگل کی ابتدا سے پہاڑ سے ہے اور شہر والون کو ہر قسم کی کیفیت حاصل ہی چونکہ قطعہ مذکور پر دونو طرف سے دریا محیط ہی اگر مخالف لوگ بروقت طغیانی کے زمیداران اطراف سے متفق ہو کر قصد محاصرہ کرین غلہ وغیرہ ایناج کا بہونچنا دشوار ہو جاسے اگر برسات مین کوئی ہنگامہ کا قصد کرے بسبب کثرت دریا اور نالہ ندی کے عبور دشوار ہو — مہابت جنگ کہ اس قسم کے امور ہمیشہ ملحوظ رکھتا تھا زیادہ توقف مناسب نجانا جو کچہ میسر ہوا غنیمت سمجھا اور

شیخ عبد السبحان کو جو راجہ دولبھ رام کے رسالہ مین جملہ عزبا سے مجہول الاحوال مین تہا
کٹک کی نیابت پر مقرر کیا بدین سبب کہ مہابت جنگ کو معاودت مین نہایت عجلت تھی اور
بسبب خوف مرہٹہ کے جو کٹک کی قرب وجوار مین منتظر فرصت کین مین لگے تہے اور مرشدآباد سے
بسبب طغیانی ندی نالہ کے فوج کا پہونچنا دشوار تہا کوئی شخص وہان کی نیابت قبول نکرتا تہا اور
شیخ مشار الیہ جسکے دلین کبھی ایسی ترقی کی خیالات نہین گذرتی تھے بروقت تقرر کی موجب
اس شعر کی ع سلطنت گرچہ ہو بازیچہ ہی تو ہی بہتر ؎ ایسا جو کہیل میسر ہو تو کیہی خوشتر ؎ نہایت خوش ہوا اور مہابت جنگ کی
عجلت لوگون نے مشاہدہ کی کیونکہ جسوقت شیخ عبد السبحان کو نیابت پر مقرر کیا مرشدآباد کو
عزیمت کی باوجود آفتاب برج جوزا مین اور شروع ماہ اساڑہ بلکہ آخر جیٹھ تہا بارش متواتر اسقدر
برستی تھی کہ کوئی روز ناغہ نہوتا تہا اور ندی نالہ جو بروقت آنے کی نہایت کم آب تہے جاتے وقت
طغیانی پر ہوگئے ہرچند بعض دریاؤن مین پانی کمتر اور چہاتی تک تہا مگر روزانہ بارش کی وجہ سے عبور ناممکن
تہا اکثر نالون پر بہت انسان وحیوان ہلاک وتلف ہوئے جیساکہ ترجمہ یوسف علیخان بن غلام علیخان
مین مذکور ہی کہ نالہ ترہان پر جو قریب میدنی پور کے واقع ہی باوجودیکہ پاٹ اوسکا نہایت کم تہا
لیکن شدت بہنے اور عدم میسر ہونے ناؤ سے اور گہرائی کے اور تیزی سے جو کہ فقط انسان اور
اسباب اسمین اوترتی ہین اور حیوان وغیرہ تیراکر پار کرائی جاتی ہین لہذا جنس حیوانات سے
صدہا گاؤ بیل گہوڑی وغیرہ تلف ہوگئی اور جس گہاٹ سے خان مذکور نے عبور کیا ستر ہ راس گہوڑے
غرق ہوگئے اسی حساب پر خیال کرنا چاہیے رودخانہ گہنسا سے پر جو میدنی پور کی متصل جاری ہی کل لشکر کو بصد خرابی
عبور کا اتفاق ہوا چونکہ زیادہ تین چار کشتی سے میسر نتہی نہایت سختی اور تکلیف مین ان دریاؤن
سے عبور ہوا تفصیل وار کے تحریر مین بجز دردسر کے کچہ سود نہین خلاصہ یہی ہی کہ راہ کی طغیانی
اور کیچڑ اور دلدل سے نہایت تکلیف عائد لشکر ہوئی جبکہ مہابت جنگ کٹک سے کوچ کرکے چلا میر حبیب
جو مع مرہٹہ کے کسی گوشہ مین چہپا تہا نکلکر قلعہ اور شہر مذکورہ کے استخلاص کا عازم ہوا جب
کہ مہابت جنگ کی عزیمت کو چہہ سات روز گذر گئے میر حبیب کٹک کی نزدیک پہونچا اور
شیخ عبد السبحان نے باوجودیکہ اس فوج مرہٹہ سے عہدہ برائی غیر ممکن جانتا تہا بمقتضای
غیرت کے باوجود قلت سپاہ میر حبیب اور مرہٹہ کے مقابلہ کا عزم کیا اور بروقت مقابلہ اپنی طاقت سے
زیادہ جنگ آور ہوا جب زخمی ہوکر ہاتہ پیر سے بیکار رہا اسیر مخالف ہوا اس حدوث غیر ممکن کا
حال اطراف بالیسر بندر مین مہابت جنگ کے گوش زد ہوا چونکہ وقت تنگ تہا تدارک اسکا

دوسرے وقت پر موقوف ہوا اور مہابت جنگ بعد طے مراحل کے آخر جمادی الاخری کو شہر پہونچا اور ناو کے پل سے جو کہ قبل پہونچنے کے تیار ہو رہا تھا عبور کرکے اوایل ماہ رجب سنہ مذکور کو عمارات موتی محل مین جسکے آغاز تعمیر تھی نزول اقبال فرمایا شہامت جنگ اور حسین قلیخان وغیرہ مستفیض ملازمت ہوئے بیرون دت پیشکار نے رای رایانی کا خطاب پایا دیوانی خالصہ کی خلعت سے سرفراز ہوا۔

بقیہ ذکر فخر الدین حسین خان ولد سیف خان کا اور بعض سوانح کہ اسوقت مین ظہور پایا

فخر الدین حسین خان ولد سیف خان جو کہ بنظر ساقط الاعتباری کے دوست و آشنا کے نگاہ سے گر گیا تھا اکثر رفقا رنجیدہ ہوکر صولت جنگ سے جا ملے اور خود بذات مع مال و منال و چند ندیم جرات اور پیادہ جوانی وغیرہ عملہ شاگرد پیشہ لے ہمراہ قصبہ بالدہ شلستگی ظاہر و باطن کی موسم گرما مین گذارہ کر رہا تھا تا ابر دہ غیب سے کیا پیش آئی مہابت جنگ نے اوسکی کمینگی اس حرکت سے دریافت کرکے اوسکی مال و متاع کے چہین لینے مین جو کہ مبلغ خطیر اور اسباب بی نظیر تا قسم جواہر وغیرہ سے اوسکے پاس ورثہ اوسکے باپ کا تھا فکر کرنے لگا بعض اپنے معتمدین کو بہیجکر اوسے حضور مین طلب کیا بعد آنے کی ایک مکان بنا بر اقامت تجویز کرکے اسباب مایحتاج مہیا کر دیا اور اوسکی نگاہبانی پر محافظ تعین کر دیئے جملہ نقد و جنس جو اوس بزدل مرد احمق کے پاس تھا ضبط کر لیا اور حیدر علیخان مع کل عملہ توپخانہ کے جو کہ بردوان سے مرشد آباد آیا تھا موتیا بند کی عارضہ مین اندھا ہو گیا اور سراج الدولہ نے ہزاریان توپخانہ کی خطا معاف کر دی اور فکی توپخانہ دستی کی ہاتھ لگی اور میر ضیاء الله کو جو مدت سے عطاء الله خان کا رفیق تھا اوسکے نیابت کا خلعت ملا انہین وقت مین مہدی نثار خان نے بامستدعاے مادر سراج الدولہ کے صولت جنگ سے منافق ہوکر مع علی نقی خان برادر مورخ اور غلام رضا خان ولد مرتضوی خان وغیرہ سرداران کو مرشد آباد پہونچا سراج الدولہ جو اپنے چچا صولت جنگ سے مخالفت رکھتا تھا اور مہدی نثار خان اوسکے باپ کا کہنہ معتمد اور رفیق دیرینہ تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور ہر ایک کو اپنا رفیق بنالیا مہدی نثار خان کو زیادہ رفقاے سابق سے مشمول عنایت فرماکر ترقی مراتب مین وزیر سرو رسانی ہوا

مہابت جنگ کا روانہ ہونا میدنی پور کو بارادہ اخراج میر حبیب اور مرہٹہ کی اور میدنی پور مین

چھاونی کرنا اور سراج الدولہ کو بالیسر بندر پہنچنا مع دیگر کوایف اور فخر الدین حسین خان کا قید سے فرار کرنا سازش مرہٹہ سے

چونکہ میر حبیب محض رشک و حسد سے خلق اللہ کو رنجیدہ کیا کرتا تھا اور جور وجفا کینچکر بندگان خدا کو ناحق بطمع دنیوی مبتلاے رنج ومحن کرتا تھا اور مرہٹہ اور رافعان کی جماعت اپنی ہمراہ لیکر اکثر اطراف جنوبی گنگا کی متعلقہ ملک بنگالہ تاخت وتاراج کیا کرتا تھا لہذا مہابت جنگ نے چاہا کہ اس فرقۂ اشقیا کا بخوبی استیصال کیا جاوے باوجود ضعف پیری اور کہن سالی کی تقصیر نکرتا تھا لہذا بعد بارش کی بقصد شکار مہرپور کے طرف جو مرشد آباد کی جانب شرقی اور جنوبی واقع ہی متوجہ ہوا کثرت ہرن کی وہاں پر اسقدر تھی کہ روزانہ سیکڑوں شکار ہوتی تھے اور کثرت کی وجہ سے اکثر گلہ کا گلہ شکار مین آجاتا تھا اور بازاری وغیرہ ہمراہیان لشکر چو بدستی سے مار بیٹکر شکار کرتے تھے بعد فراغ شکار سے کنارے کٹوہ مین نزول ہوا جب لشکر فراہم ہوا بہ دوان کو چلا وہان سے بڑہکر میدنی پور آیا جماعۂ مخالفین بمجرد استماع آمد آمد کے آوارہ دشت ادبار اور مفقود الخبر ہوئے اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین وارد ہوکر دریاے کہسائی کے کنارے خیمہ کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس ملک کا بند وبست اس مرتبہ اسطرح سے کریے کہ غنیم کا عبور مشکل ہو لہذا میدنی پور مین چھاونی کا حکم دیا اور میدنی پور کی فوجداری علی قلیخان کو جو سراج الدولہ کے رسالہ کا بخشی تھا مرحمت فرمائی جب میر حبیب کی خبر سُنی کہ بالیسر کی طرف متوقف ہے نظر بران کہ چندان فوج میر حبیب کے ہمراہ ایسی نہین ہے کہ جس سے خیال ضرر ہو اور سراج الدولہ کو بھی لڑائی پر دلیر ہونا ضرور ہی لہذا مع فوج قاہرہ کے نامبردہ کو جنگ مذکور پر مامور فرمایا سراج الدولہ نے دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان کو بطور چھاونی پیشتر روانہ کرکے خود بھی متعاقب اُنکے روانہ ہوا دوست محمد خان نے علی الصبح کو اونکے سر پر پہونچکر قدرے گوشمالی کی اور فوج مخالف جو مہابت جنگ کے نام سے ڈرتی تھی محمد خان اور میر محمد کاظم خان کی ذرا سے شجاعت جو دیکھی ہاتھ پاؤن بہول گئی ہوش باختہ معزور ہوئی اور سراج الدولہ نے متعاقب پہونچکر بالیسر بندر مین مقام کیا چونکہ پیشیر وی کی اجازت نپائی تھی تعاقب پر رخ نکیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی مفارقت نہایت ناگوار تھی خصوصاً اسوقت مین ایکدم کی جدائی سے نہایت بیتاب تھا لہذا خیال کیا کہ اگر میر حبیب دونو لشکر کے درمیان مین آئی

اور جبھی سبک سمجھی اوس سمت سے بھڑ بڑ ے خدا جانے اوسکا انجام کار کیا ہو اور فوج گران معتمد
جو سراج الدولہ کے ہمراہ ہی خدانخواستہ کہین ایسا نہو کہ سراج الدولہ کی ناتجربہ کاری سے
صدمہ عظیم پہونچے لہذا سراج الدولہ کو بتاکید تمام طلب کیا اور متعاقب اپنے رسول کے
متحرک ہوکر بے اختیار قطع راہ کرنے لگا اودہر سے سراج الدولہ بھی چلا نراین گڈہ مین
قران السعدین کی صورت ہوئی وہان سے متفق میدنی پور کو معاودت کی سابق کی چہاونی
مین مقام کیا اسی زمانے مین خواجہ عبدالہادی خان جوکہ ادنی جماعہ داران سرکاری مین تہا
سید محمد بیادل کے ہمراہ جوکہ دونون کامل تہے باہم نایب غلام حسن خان داروغہ دیوانخانہ
کے توسط سے عرض پیرا ہوئی کہ ملازمین سرکار کی تعداد مین بڑا غبن اور خلط ملط ہی عملہ بخشی گری
جماعہ دارون سے متفق ہوکر ضمانت کرتے ہین جسکے ہمراہی مین سرکاری دفتر میں سو نفر مرقوم
ہین اگر حاضری لیجاوے چارم بھی مشکل سے برآمد ہونگے چنانچہ اول اپنے ہمراہیون کے
غبن کی عرضی کی اور کہا کہ بس ایک مرتبہ ملاحظہ موجودات سپاہ کا بندہ دو تنخواہ کو حکم ہو تو
کفایت سرکار کی لکھ کھا پر بہو نچیگی مہابت جنگ نے بر طبق التماس جمیع عملہ بخشی گری سپاہ کا
حکم دیا کہ کل فوج عبدالہادی خان سے رجوع ہوکر حاضری دین اس سانحہ سے عجب طرح کا
انقلاب اور اضطراب روساے سپاہ کے حال مین پیدا ہوا خواجہ مذکور بنظر اپنی
ترقی منصب اور حصول اعتماد کے شریف و وضیع سے اغماض کرکے صاف بیمروت بدگویا
اور اپنے نیکنامی کے واسطے سب کو بدنام کیا اس درجہ تک جہان کی کہ کسی عمدہ کے رسالہ
مین جسکی تنخواہ بابت سترہ سو سوار کے درج دفتر تھی بروقت ملاحظہ حاضری کی اسی نفر برآمد
ہوئے پس اسی پر خیال کرنا چاہیے کہ ہزارون مین صد ہا رہگئی - اگرچہ سرکار کی کفایت
اور خواجہ مذکور اس خدمت بے کے جلدو مین مورد عنایت ہوا مگر تمام خاص و عام مین
مطعون اور باعث دل آزردگی لشکر اور سپاہ کا ہوا حقیقت مین یہ امر ناگوار ہوا نہ تو
اہالیان سپاہ کو ایسا ضبن ضرور تہا ویہ خواجہ مذکور کو ایسی غیبت کرتا نہ مہابت جنگ کو ایسے موقع
جنگ و جدال مین ایسی جان بنان اور جستجو کرنا - بیت سراسر غبار است این پہن دشت *
از چشم پوشیدہ باید گذشت * اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرہٹہ کی فوج براہ جنگل مرشدآباد
کو راہی ہوئی مہابت جنگ کو تو اونکا استیصال بجان و دل منظور تہا اور فوج متعینہ مرشدآباد
بہ سبب اعتماد نتہا میدنی پور سے متحرک ہوکر بردوان آیا وہان پر معلوم ہوا کہ آمد لشکر ظفر پیکر

شنکر مرہٹہ کو توقف بیچ جوار مرشد آباد کے نرہا غربی جنگلون کو بہاگ گئے اور فخر الدین حسین خان
خلف سیف خان جو کہ مرشد آباد مین حسب الحکم نظر بند تہا گہبانون اپنے کو غافل پاکر
باستہ طمع کے اپنے اتفاق کرکے لشکر مرہٹہ سے ملگیا اور نہایت پوشیدگی مین اونکا ہمراہ نکل گیا
انجام کار اسکا یہ ہوا کہ چونکہ تمام عمر ناز و نعم مین پلا تہا کبہی سفر کی سختی نہوپہچی تہی اور اس
سفر مین بجز گہوڑے کی دوسری سواری ہمراہ نتہی انکی رفاقت سے عاجز ہوکر شاہجہان آباد
کو روانہ ہوا جب وہان جا پہونچا جو زر و جواہر کہ مالدہ کی اقامت مین مہاجنان پورنیہ
کی معرفت قبل اپنے قید ہونے کے بہیجا تہا اونہین سے جو کچہ ہاتہہ لگا اوسی سے گذر اوقات
کررہا تہا تہوڑے دنون کے بعد مرض سرسام مین اسیر ہوکر جہان فنا سے چل بسا
اسی وقت مین کسی زمیندار جنگل نے مہابت جنگ سے التماس کیا کہ اگر فوج ظفر موج
کی رہنمائی بندہ سے متعلق ہو لشکر والا کو طرفۃ العین مین دشمن کی بہیر و بنگاہ پر پہونچاتا ہون
یہ عرض قبول ہوئی زمیندار مذکور قبل منصبہ سرکاری سوار ہوکر ہمراہ فوج ظفر موج ہوا
اور قطع راہ بطور یلغار ہونے لگی جب دو تین منزل طے ہوئین ایکرات کو تمام شب قطع
راہ کرکے صبح ہوتے مہابت جنگ کو خبر ملی کہ زمیندار مذکور نے عماری کے اندر اپنا شکم چہری سے
چاک کر ڈالا بمجرد اس خبر کے نامبردہ کو طلب فرماکر استفسار شکم چاکی فرمایا جواب دیا کہ
چونکہ راہ بہول گیا تہا اور دشمن کے بنگاہ پر نہ پہونچ سکا بندہ کو خوف ہوا کہ خدا معلوم کیا اسکی
پاداش مین نصیب ہو لہذا یہ حرکت کی گئی اور بعد چند گہڑی کے نیم جان تو تہا ہی راہی ملک
عدم ہوا مہابت جنگ نے جو اسکے بدولت چند منزل تکلیف پائی اور رہ کارون نے اوس
راہ سے خبرین دین لاجرم مصلحت سمجہکر معاودت فرما ہوا بردوانین آنکر تلکچند دیوان راجہ
بردوان کے باغ مین مقیم ہوا اور تحقیقات مرہٹہ کی کرنے لگا انہین دنون مین میر محمد جعفر خان
جو کہ بتقریب تعیناتی مہابت جنگ کے مرشد آباد مین تہا حسب الطلب روانہ ہوکر باغ مذکور مین
قدمبوس ہوا مہابت جنگ جو کہ بلاحظہ حمایت عملہ سپاہ وغیرہ معاملہ کے میر جعفر خان سے بہی کسیقدر
ملال رکہتا تہا اوسکے نسبت چند کلمات نصیحت اور ملامت آمیز ارشاد ہوئے اور حکم ہوا کہ اپنی
نیابت اپنے بہائی سے تغیر کرکے خواجہ عبدالہادی خان کو دیوے ہرچند خان مذکور راضی نہ تہا
مگر بندگی بیچارگی طوعاً و کرہاً حسب الارشاد نیابت عبدالہادی خان کو تفویض کیا چند روز کے
بعد عرض ہوا کہ پہر مرہٹون نے میدنی پور کے جنگل سے سر اوٹہایا ہے مہابت جنگ تو اونکے

در پے نہ تھا سنتے ہی میدنی پور کی طرف متوجہ ہوا اور سراج الدولہ رخصت ہو کر داخل مرشد آباد ہوا۔

ذکر سبب جدائی سراج الدولہ کا مہابت جنگ سے اور جانا مرشد آباد کو اور جانکی رام سے لڑنا اور مورخ کے چچا مہدی نثار خان کا مارا جانا

مخفی نرہے کہ مورخ کا چچا مہدی نثار خان مغفور کل محامد صفات برگزیدہ شجاعت اور عزم اور اقتدار مین یگانہ روزگار تھا جب ہیبت جنگ مرگیا مہابت جنگ کو اپنا قدر شناس بنا کر قصد کیا کہ اگر فلک ساتھ دیوے تو البتہ دولت دنیوی حاصل ہو مگر پایان اسکا اگر ونہ موت ہی جبکہ مہدی نثار خان سراج الدولہ کی رفاقت مین مہابت جنگ کے ہمراہ بعض سوالات جو کہ مہابت جنگ حسب عادت بے باکی کہ گئی کلمات گران زبان پر لایا اور مہابت جنگ نے اوسکی بیباکی سے اندیشناک ہو کر چاہا کہ سراج الدولہ کی رفاقت سے ممنوع کرے مہدی نثار خان نے اس رمز کو پاکر سراج الدولہ کو دل نشین کیا کہ تمہارا دادا فرط محبت سے مفارقت کو راضی نہین چاہتا ہی کہ ہمیشہ اوسکے تابع فرمان اور مرتبہ اعمام سے نازکتر بسر کرو اور آپ کسی سبیل سے اوسکے کمتر ہو نگی شایان نہین بلکہ باعتبار وراثت مہابت جنگ کے چراغ دودمان اور زبدۂ خاندان ہو فضل خدا سے آپ لڑکے بھی نہین کہ اسطرحکی اطاعت ضرور ہو اگر مرشد آباد ہو کر عظیم آباد کی راہ لو جانگی تو جب کہ بندوی مغلوب اور نائب تمہارا ہی وہان سے اوٹھا دینا کچہ کام نہین بعد ازان مہابت جنگ بجز تمہاری دلجوئی کی اور کچھ نکریگا الغرض سراج الدولہ کو تو یہ مصلحت قبول تھی مہدی نثار خان آخر ربیع الثانی یا اوایل جمادی الاول ۱۱۶۳ھ ہجری کو نوکری سے مستعفی ہو کر مرشد آباد ہوتے ہوئے مع رفقائے چند کہ عظیم آباد گیا اور نقی علی خان مورخ کے چھوٹے بھائی کو جو ہمراہ اپنے چچا کے ترک رفاقت صفدر جنگ کی کر کے سراج الدولہ کا ملازم ہوا تھا قبل اس سانحہ کے بحسب تقدیر ناراض ہو کر روانہ شاہجہان آباد ہوا تھا مورخ کہ پورنیہ مین صولت جنگ کا رفیق تھا بھائی کی ارادہ پر مطلع ہو کر اپنے بھائی کی مفارقت کا راضی نہوا طلب کیا اور بڑی سعی سے دوبارہ صولت جنگ کا ملازم کرادیا اور مہابت جنگ نے میدنی پور مین جاکر مرہٹہ کو مفقود الخبر کیا اور چاونی قدیم مین خیمہ زن ہوا چونکہ اس گروہ کی بیخ کنی کا خیال تھا اور حیدر علی خان خلف الصدق علی قلیخان جسکے نام میدنی پور کی فوجداری تھی بسبب عدم قدرت اور اقتدار

مقابلہ و مقاتلہ مرشد کو معذرت خواہ ہوا مہابت جنگ نے مکان اور دو تحانہ خاص کا حکم دیا اور
متعلقان کو مرشد آباد سے طلب فرمایا اور خاص و عام لشکر کو جو کہ طول سفر سے آزردہ ہوئے تھے
اور قریب برسات کے آنے سے مرشد آباد کو پہونچنے کے امیدوار تھے حکم تیاری کرنے کا صادر فرمایا
لاجرم ہر ایک نے پابوس ہوکر اپنے حسب مقدور سائبان وغیرہ بنوا لیا سراج الدولہ اپنے
حصول دعوے کو روانہ ہوا اور مہابت جنگ سے چند روز کی رخصت مرشد آباد کے سیر
و تفریح کے بہانہ سے لیکر مرشد آباد پہونچا اور اپنے ارادہ سے مہدی نثار خان کو مطلع کر کے
رقعہ متضمن حرکت دینے کا مرشد آباد سے بطور ایلغار واسطے تعین تاریخ لکھکر ہرکارون کے ہاتھ
روانہ کیا اور خود تاریخ معہودہ کو سیر باغ کے بہانہ سے مع لطف النسا جاریہ کے جو اوسکی پرورش
کردہ تھی سواری رتھ پر جسکے بیل چالیس کوس ایکروز مین قطع راہ کر سکتے تھے عظیم آباد کو
چلا شہامت جنگ نے مع حسین قلیخان اور حسن رضا خان وغیرہ ہمراہیان روشناس
تقرب خاص کے بمجرد استماع اس خبر کے مضطرب الاحوال ہوکر پالکی پر سوار ہمراہ معدودے ملازمان
بے اختیار کے دوڑا دوڑا پیادہ ہوکر سمسرا سے دیوان تک دوڑا جب نہ پایا بعض معتمدان
کو پیشتر روانہ کیا اور در بارہ معاودت نہایت الحاح و لجاجت فرمائی سراج الدولہ نے اونکی
باتون پر کچھ التفات نکیا اور زجر و توبیخ سے اونکو دفع کر کے پیشتر کی راہ لی شہامت جنگ
نے یہ ماجرا مہابت جنگ کو تحریر کیا کہ بندہ نے ہر چند ہاتھ پیر مارے اوس تک نہ پہونچا
البتہ ہمارے فرستادہ لوگ اوسکے پاس پہونچے مگر بروقت التماس معاودت جواب دیا کہ
اگر میرے واپس لیجانیمین زیادہ اصرار کروگے مین اپنی جان دیدونگا اس باعث سے ناچار
وہ لوگ واپس آئے مہابت جنگ نے جیسے ہی یہ خبر سنی عنان صبر و اختیار ہاتھ سے دیدی
اور بنا بر فرط تعشق کے جو اوسکے ساتھ رکھتا تھا مضطرب ہوگیا اپنا رہنا میدنی پور مین محال
سمجھا اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کو مشمول عواطف فرماکر اور دفع غنیم کی بابت
مین تدبیرین سکھلا کر میدنی پور مین چھوڑا اور خود چند آدمی ہمراہ لیکر اوسی روز مرشد آباد
کو چلا باوجودیکہ موسم برسات اور رستہ مین کیچڑ اور دلدل اور ندی نالہ کی طغیانی تھی
مگر صبح سے شام تک قطع راہ کرتا تھا آٹھہ دن کی راہ چار روز مین طے کر کے دارالامارة
مرشد آباد مین وارد ہوا ایکروز مقام کر کے دوسرے روز پھر عظیم آباد کو راہی ہوا اور
ایک قطعہ خط سراج الدولہ کے نام مشعر دلجوئی اور شفقت اور کثرت اشتیاق اور نیز ترک

ارادہ منظور کی نہایت عمدہ طور پر لکھکر بہیجا سراج الدولہ بہاگلپور کے طرف پہونچا تھا کہ یہ خط
ملا جواب مین لکھا کہ جناب عالی باوجود اظہار اسقدر مہر و شفقت کے میرے دشمنون کی در پے
پرورش ہین از انجملہ حسین قلیخان کو وہ مرتبہ عزت و سروری دیا کہ مجھے ذلت ہی کہ بروقت
معاودت بردوان سے میرے استقبال کو ایک قدم بھی نہ بڑہا اور شہامت جنگ کو ولایت
عہد دیکر صولت جنگ کو پورنیہ کی فوجداری عطا فرمائی میرے حال پر بجز عنایات زبانی کے
کوئی شفقت و نوازش جو از دیاد منصب اور اقتدار کے لایق ہو نہوئی حالا ہرگز تشریف
نہ لاؤنگا ورنہ آپ کا سر میرے دامن مین یا کہ میرا سر آپ کے زیر پاے فیل ہوگا اور یہی
جواب ہرکارہ کے زبانی بھی کہلا بہیجا جب ہرکارہ نے کلمات مذکورہ بیان کیے مہابت جنگ نے
نہایت برہم ہوکر ہرکارہ سے فرمایا کہ اگر میرا سر اوسکے زیر پاے فیل غلطان ہو عین آرزو
ہی اوسکے سر کو میرے پای فیل کے نیچے کیونکر تو نے بیان کیا پھر دوبارہ خط کمال ملائمت اور
اوسکی غلط فہمی کے اشعار مین تحریر کیا خلاصہ اوسکے مضمون کا یہ ہی کہ اے عزیز جان من
تمنے برخلاف مدعا کے وہم و گمان کیا ہی شکایت تمہاری بیجا ہی آرزو میری یہ ہی کہ کل دنیا کی
حکومت اور فرمانروائی اوس نور چشم لخت جگر کو ملے اور یہ رباعی دستخط خاص سے اوس خط مین
لکہدی ع غازی کہ پے شہادت اندر تگ و پوست + غافل کہ شہید عشق فاضلتر از وست
فردا ے قیامت این بآن کی ماند + این کشتہ دشمن است وآن کشتہ دوست اب قلم وقایع نگار
لکھنے احوال مہابت جنگ سے روگردان ہوکر ماجراے سراج الدولہ لکھتا ہے

کہ شمشیر خون کا ہاتھ سے نجاے

پہونچنا سراج الدولہ کا نواح عظیم آباد مین اور مہدی نثار خان سے ملکر جانکی رام سے لڑنا اور بیدیا موجوکا اچانا

جب سراج الدولہ غیاث پور مین پہونچا شقہ لکھا ہوا اوسکا قبل ازین مہدی نثار خان کو پہونچا تہا
بدین مضمون کہ مین اپنی سلطنت برباد کرکے تمہارے اعتماد پر ادہر آتا ہون اب اپنے
قول پر آمادہ اور مستعد ہو مہدی نثار خان قبل ورود اس رقعہ کے عازم تہا کہ اہل و ناموس
کو بذریعہ کشتی غازی پور بہیجی تا کہ جب سراج الدولہ آوے حسب مقدور تعمیل کری اور اگر
وہ نہ آوے خود مع رفقا کے روانہ شاہجہان آباد ہو کیونکہ اسکو مضبوط یقین نتہا کہ سراج الدولہ
بموجب اسکے تعلیم کے کاربند ہوگا الغرض جب رقعہ مذکور پہونچا والدہ مورخ کو جو کہ بجاے

اسنے والدہ کے سمجہتا تہا اپنے مکانمین بلاکر اظہار مافی الضمیر سے آگاہ کیا والدہ موصوفہ نے
ممانعت کی مبالغہ فرمایا کہ اے بہائی تو مہابت جنگ سے عہدہ برآنہوگا اور بالفعل یہ ہندو
نایب ہرچند ہندو اور مغلوک ہی مگر نوکر تو مہابت جنگ کا ہی اور وہ سراج الدولہ مہابت جنگ
کا فرزند ہے اور وہ اسیر مرتا ہے اور سکے آئینمین کچہہ مضرت نہین انجام کار ہر شیر و شکار جانتا ہوں کہ مفت
مین اپنے قتل کے روادار نہو کشتی موجود ہی زن و بچہ کو روانہ کردو اور خود گہوڑے کی
سواری پر نکل جاو مہدی نثار خان کو تو اجل اور غیرت دامنگیر تہی ہرچند والدہ مہربان
نے سمجہایا کچہہ نہ سُنا اور کہا کہ اگر سراج الدولہ نہ آتا تو بندہ ہرگز قصد نکرتا اب نہین ہوتا
کہ کنارہ کرون اور نامردی سے مشہور ہون اگر حیات مستعار اور اقبال کا مگار نے یاری
کی تو ہر ہندو بنگالی پر فتح پائی فبہا اور اگر ایام زندگی برابر ہوچکے ہین کیا مضایقہ ہے۔ القصہ
اپنے ناموس کو روانہ غازی پور کیا اور بعض جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اپنے لڑکے کا
حق سپرد والدہ کے کیا اور آخر شب کو رخصت ہوکر صبح ہوتے ہوئے عازم خدمت سراج الدولہ
ہوا قصبہ غیاث پور مین جو بارہ کے نام سے معروف ہے آکر ملاقات کی جو جماعہ دار اطراف
دربہنگا اور گنگا کے اوس پار تھے اونکے نام خطوط طلبی مشعر وعدہ تنخواہ سراج الدولہ کی
طرف سے لکہہ لکہہ بہیجے اور لوگون کی عرضیان مشعر زود رسی کے ملاحظہ مین گذرنی [illegible]
جو چلے تھے حسب اثناے راہ مین مہدی نثار خان کے وفات اور سراج الدولہ کی شکست
کی خبر سُنی واپس ہوگئے الغرض مہدی نثار خان نے سراج الدولہ کے جعفر خان سے کہ باغ [illegible]
پہونچکر مقیم ہوا شہر عظیم آباد کے لوگ اور نیز اطراف اور اکناف وغیرہ کے [illegible] سراج الدولہ
نے جانکی رام کو پیغام دیا کہ حاضر ہوکر مشرف ملازمت ہو وہ اس خبر سے [illegible] اور [illegible]
غریق ہوا کہ کیا کیجے اگر سراج الدولہ کے ملازمت مین جائیے مبادا مہابت جنگ [illegible]
فرمائے یہ مقدمہ ملکداری کا ہی اور اگر سراج الدولہ سے مقابلہ کریے اور خدانخواستہ کوئی
چشم زخم پہونچے تو مفت مین زندگی سے آنکہہ چرانا پڑے کیونکہ جو کچہہ مہابت جنگ کو سراج الدولہ
کی محبت مدنظر تہی اوسکا حال سب پر روشن تہا اور عیان ناچار ایسے کشمکش و پیچ مین
مصطفے قلیخان کو جو محمد ایرج خان کا بہائی اور اوسکا خسر تہا بہیجا تا کہ ارادہ نیتی سے آگاہی بہم پہونچاوے
مصطفے قلیخان حاضر حضور ہوکر تقریب کلام ہر طرح سے کرنے لگا مہدی نثار خان نے سراج الدولہ
کو سمجہا دیا تہا کہ جانکی رام کے مقرب حضوری مین جانے نیا دین ورنہ منضر حضور کو وہان ظاہر کرکے

ہملوگون کو شہر مین رسوا اور بدنام کیا اور اپنے کو ایک تہلکہ مین ڈالا الحال یہی بہتر ہو کہ اپنے راہ
لگو مہدی نثار خان نے جواب دیا کہ مہتہ جیو یہ کلام شایان خیرخواہی نہین اسوقتین ہم تم باہم
مخالف ہین سو جو جسکے فن کی خواہش عیان کیجیے پس اب داد تیغ و تبر دیجیے بعد اس گفتگو کے
مہتہ جسونت جو کہ مبارز دلیر جنگ آزمودہ با آبرو تہا ناچار پیادہ ہوکر مہدی نثار خان سے
مقابل آیا مہدی نثار خان نے ایک ہاتھہ تلوار کا اوسکے گلے پر لگایا اور اوسکی مدافعت پر افسوس ہو کہ ہمراہیان
نامرد کے دل نہ بڑہے ورنہ بعد کشتہ ہونے مہتہ ناگر کے سراج الدولہ کی ہمراہیان کسیقدر
دل توانا ہوئی اور جانکی رام کے سپاہ مین تزلزل زیادہ ہوا کیا عجب تہا کہ عین دار و گیر مین سراج الدولہ
کی فتح ہوجاتی مہدی نثار خان نے کسی منشی کو آواز دی کہ اسے فلانی مجہکو تجہسے ایسی ہی امید
تہی لیکن کچہہ سود نہوا تا آنکہ دروازہ حاجی گنج سے جو مہدی نثار خان کے چپ کے طرف تہا
میر محمد اشرف کا بہتیجا جو ناگر کے جانب تہا ظاہر ہوکر مہدی نثار خان کو نصیحت کرنے لگا
اور لوٹ جانے کو کہنے لگا اس جرار کو غیظ اور غضب آیا سخت و سست کہلایا اوس نامرد نے دہو کہا دیا پیچھے
سے آکر ایسا ایک ہاتھہ تلوار کا مارا کہ پیر کٹ گیا اور ایسا مرد دلاور لبستر ناکامی پر گرا
انا للہ و انا الیہ راجعون بعد ازان باتفاق ناگر سر پر پہونچکر خاتمہ بالخیر کر دیا اور سراج الدولہ
نامرد اس مشاہدہ سے گہبرا کر گنج مذکور کے راہ سے کوچہ مین جا چہپا اور مصطفی قلیخان
کے گہر کی راہ لی ہمراہی اوسکے ہر طرف پریشان ہوگئے سیف خان کے میرزا دو کمین ایک
شخص میرزا سنگی نام مہدی نثار خان کی رفاقت مین گولی کہاکر جان بحق ہوا دو تین آدمی
اور بہی مقتول و مجروح ہوئے مہتہ جسونت نے مہابت جنگ کے خوف سے باوجودیکہ زخم
منکر چہرہ پر کہایا تہا خون چہکان سراج الدولہ کے پیچھے مصطفی قلیخان کے گہر تک پہونچا آیا مصطفی قلیخان
نے گہر سے نکلکر استقبال کیا اور حیلتاً عجز و نیاز کرتے گہر مین لایا خدمتگذاری کی اور مہتہ
مذکور کی تحریر خانہ مذکور کے متضمن صحیح و سالم پہونچنے سراج الدولہ کے اوسکو مکان پر مہری
لیکر مراجعت کی اور جانکی رام نے مہدی نثار خان کا سر ناحق کاٹکر کچہہ دیر دروازہ شرقی
پر لٹکایا پہر بعض لوگون کے کہنے سے مع لاش کے حوالہ کرکے اجازت تجہیز و تکفین نمادر فرمائی اور
وہ بیچارہ مرحوم اپنے باپ کی قبر کے جوار مین محلہ لون گولہ مین مدفون ہوا اور جانکی رام نے
اوسکے رفیقان جانبازکو بہی جو کہ اوسکے ہمراہ شہید ہوئے تہے اوسی احاطہ مین دفن کرایا مصرع ہمین است
پایان دنیا ہمین ٭ اور بموجب شعر مثنوی اکبرنامہ کہ سوہی دنیا دونکی ہی انتہا ٭ بجز ہیو فائی نہو باوفا

اللہم اغفر لہ درجتہ فی اعلی علیین و الحقہ بآبائہ الصالحین الغرض جانکی رام نے سراج الدولہ کی محفوظ رہنے اور مہدی نثار خان کے شہید ہونے سے زندگی دوبارہ پائی اور اپنی جگہ پر بدستور قدیم کمال غرور اور نخوت سے جا بیٹھا۔

آنا مہابت جنگ کا عظیم آباد مین اور سراج الدولہ سے ملاقات کرنا اور بیمار ہو کر مع سراج الدولہ کے مرشد آباد کو معاود ہونا

مہابت جنگ کمال اضطراب مین بہ تمناے دیدار سراج الدولہ کے رہ سپر تمازت دن بیقرار پروانہ وار اوسکے شمع جمال کے شوق مین سوزان چلا آتا تھا جب تصبعیات پورہ عرف بارہ مین آیا اور حقیقت حال سے مطلع ہوا دلجمعی ہوئی سید اسداللہ خان برادر منعم علیخان کو جو اس سفر مین مرشد آباد سے ہمراہ ہوا تھا سراج الدولہ کے پاس بھیجا اور اپنی آرزومندی کے پیغام دیئے خانمذکور نے سراج الدولہ کے حضور مین پہونچکر اپنے حسن بیان سے جد امجد کے پاس آنیکو راضی کر لیا مہابت جنگ کو سراج الدولہ کی خیر سے وہ خوشی ہوئی کہ استقبال کی عزیمت مین باوجودیکہ استقلال مین کوہ وقار تھا پرکاہ سے زیادہ سبک اور مضطرب معلوم ہوتا تھا ہر وقت یہی زبان پر تھا کہ اب کہان پر آیا ہوگا تا آنکہ جاسوسون نے خبر دی کہ نزدیک آگیا حکم دیا کہ پیش خیمہ سے دیوار اوٹھا دیجاوین تاکہ مانع دیدار نہون جسوقت سواری پر نظر پڑی بے اختیار سجدہ شکر مین سر رکھا سراج الدولہ خیمہ کے نزدیک پہونچکر گھوڑے سے اوترا اور قدمبوسی والد اپنی پر سر جھکایا مہابت جنگ نے آغوش مین تنگ کھینچکر بے اختیار رقت کی اور رکھکر سر کو سجدہ شکرانہ جناب باری تعالی کا بجا لایا اور باتفاق اوس جگہ سے نہضت فرمائی اور عظیم آباد مین آیا جو عمارات کہ احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ مرحوم نے دریاے گنگا پر بنائی تھی اونہین مین نزول فرمایا۔ سراج الدولہ جانکی رام کے جسارت سے جو بدرجہ لاچاری واقع ہوئی تھی نہایت آزردہ تھا مہابت جنگ نے اوسکی شفاعت کر کے عفو تقصیر کرائی اور سراج الدولہ کی ملازمت کو روانہ کیا سراج الدولہ نے بپاس ارشاد جد امجد کے مشمول عنایت فرما کر رخصت کیا اور چونکہ کوئی امر موجب توقف صوبہ بہار کے نہ تھا بلکہ اوسکا دل مرہٹہ کے طرف سے جو کٹک اور بالیسر مین منتشر تھے اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دوبہ رام وغیرہ کو میدنی پور مین چھوڑ آیا تھا چندان اعتماد نہ تھا پس جانکی رام کو خلعت استقلال عطا فرما کر مع سراج الدولہ کے روانہ مرشد آباد ہوا انہین دنونمین مہابت جنگ کو

تب محرق عارضی ہوئی اوسوقت بجز تاج الدین نام سکے کوئی طبیب نتھا مشار الیہ بموجب
حکم حاضر رکاب ہوکر تدبیر مناسب کرتا تھا اور مہابت جنگ بسواری کشتی سطے مسافت مین
عجلت کرتا تھا بدین وجہ کہ حکیم لایق التعظیم محمد ہادی خان ہاشمی عقیلی خواہرزادہ خاتم الاطبا حاوی علوم
طبی وحکمی جالینوس الزمان حکیم علوی خان شناسای تمام مزاج کا تھا مہابت جنگ کے مزاج سے بخوبی
واقف تھا اثناے راہ سے کسی ملازم کو اوسکے احضار کیواسطے مرشد آباد روانہ فرمایا اور
خان مذکور واقع راج محل شرف ملازمت ہوکر متوجہ معالجہ ہوا اور مہابت جنگ عین سختی
عارضہ مین مرشد آباد دپہونچا دوا وغیرہ جملہ امور منحصر ایماے حکیم ہادی علیخان کرتے تھے فی الحقیقت
اس فلاطون فطرت مسیحا آیت نے تدبیر معالجہ مین ید بیضا کیا تھوڑے عرصہ مین صحت ہوئی
بعد حصول صحت کلیہ کے اس قدر شناس نے خلعت فاخرہ اور سرپیچ اور جیغہ مرصع اور زنجیر
فیل عماری دار اور پانچہزار روپیہ نقد سے سرفراز فرمایا اور تعظیم وتکریم مین بھی اضافہ ہوا
حتی کہ سواری مین داخل دولتخانہ ہوتا تھا اور جس جگہہ تک شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور
صولت جنگ کی پالکی صحن چبوترہ کے زینون کے پاس اوترتی تھی اسکی بھی پالکی اوسی مقام
پر جانے لگی اور شہامت جنگ اور سراج الدولہ بھی تواضع لایقہ سے پیش آتے تھے بعد غسل صحت
کے نذر اور صدقہ کی تعمیل ہوئی چونکہ ہنوز ایام بارش باقی تھے اور مرہٹہ کے تگ وتاز
کا بھی اندیشہ نتھا اور بیماری کا ضعف بھی کسیقدر لاحق تھا قایم کرایم واسطے راجہ دولبہ رام
اور میر محمد جعفر خان کے مشور نوید صحت اور نیز وعدۂ معاودت بعد برسات کے صادر
ہوئے اور چونکہ عظیم آباد سے مہابت جنگ نے صولت جنگ کو لکھا تھا کہ بروقت واپسی کے
مقام گندہ گولہ مضاف پورنیان مین واسطے ملاقات کے متوقف ہو صولت جنگ نے
اوس مقام پر ضیافت کی طیاری کی تھی اور بندہ مورخ کو چند کوس پیشتر روانہ کیا اور
انتظار ایفاے عہد کر رہا تھا مہابت جنگ نے بسبب عارضہ بیماری کے عذر لکھہ بھیجا اور
خود نہایت جلدی سے دریا عبور کرکے داخل مرشد آباد ہوا صولت جنگ خبر علالت
سنکر محمد مسیح اپنے ملازم طبیب کو جو کہ اسم بامسمی تھا جلد بھیجا اور سماعت خبر صحت کے
بتقریب عیادت اور مبارکباد کے پورنیہ سے نہضت کرکے مشرف ملازمت ہوا اسی ضمن
مین نفیسہ بیگم بنت شجاع الدولہ مرحوم خواہر علاء الدولہ سرفراز خان جو کہ شہامت جنگ اور
اوسکی بی بی مہر النسا معروف گھسیٹی بیگم دختر مہابت جنگ سے نہایت ربط یگانگی رکھتی تھی اور

ان میان بی بی نے مراتب ادب ملحوظ کرکے اپنے کار و بار خانگی کی اختیارات اوسکو دی تھے اور بیگم مذکور علاء الدولہ کے جملہ نوکرون سے ایک کو جو کہ اوسکے قتل کی رات کو پیدا ہوا تھا اور شکر احمد خان نام ہوا اپنی فرزندی مین لیا تھا اور اسکے وصلت کا ارادہ صولت جنگ کی کسی دختر سے رکھتی تہی لہذا صولت جنگ کی بی بی مذکورہ کی توسل سے پیغام دیا صولت جنگ نے اول تو انکار کیا مگر پہر شہامت جنگ کے مبالغہ اور اصرار سے راضی ہوا اور چونکہ سرانجام اس کار خیر کا بدون جاوے پہونے قبایل اور عشایر مہابت جنگ اور سرفراز خان مرحوم کے نہین ہو سکتا تہا اور جانا تمام عورت اور مرد کا پورنیہ مین ناممکن تہا بناے شادی مرشد آباد مین قرار پاکر مقرر ہوا کہ بعد مہیا ہونے سامان شادی کے جو ساعت کہ تجویز ہوا اوسی وقت صولت جنگ مرشد آباد کو آوے باقی اسکا حال وقایع آیندہ مین تحریر ہوگا بعد چند روز کے صولت جنگ خدمت عم بزرگوار سے رخصت ہوکر اپنے دار الملک کو عازم ہوا۔

میر حبیب اور مرہٹہ کا مصالحت کی استدعا کرنا بشرط تفویض صوبہ کٹک اور کسیقدر زر نقد کے اور بسبب ضعف پیری کے قبول کرنا مہابت جنگ کا

میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام کی رفاقت مین جو فوجین میدنی پور مین مقیم تہین اگرچہ بحسب کیت تدارک محاربات مرہٹہ اور اخراج انکا کٹک اور بالیسر سے ممکن تھا لیکن بسبب قصور جرات اور سستی سپہ سالار اور نیز شہرہ بیماری نواب مہابت جنگ کے متقدر رہتا جنکی صحت کی خبرین مشتہر ہوئین مگر دوست دشمن دونو حیلہ حوالہ کا خیال کرتے تہی سپاہ ملازم بہی دشمن سے لڑائی کرنیکو جسارت نہین کرتی تھی اور مخالف لوگ زیادہ تر ایسی خیالات سے متوحش ہوکر دلیر ہوسے تھے لہذا مہابت جنگ کو باوجود بقیہ ضعف اور نقاہت کے ۱۱۶۴ ہجری مین مع فوج انجم شمار کے حرکت کرنا ضرور ہوا مرشد آباد سے میدنی پور کو چلا اور اودہر سے میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبہ رام برسم استقبال برآمد ہوکر درمیان بردوان اور میدنی پور کے مشرف پابوسی ہوسے اور مرہٹہ اور میر حبیب نے خبر بیماری اور میدنی پور سے فوج کی حرکت سنکر پہر بڑہائی اور میدنی پور کی جانب اینکو آمادہ ہوسے مہابت جنگ نے مع فوج ہمراہی اور لاحقہ کے بقصد مقابلہ میدنی پور کو متوجہ ہوا قصبہ مذکورہ مین فریقین کی ملاقات ہوئی بموجب عادت معہود کے میر حبیب اور مرہٹہ مغلوب اور مہابت جنگ مظفر ہوا اور افواج دکن خدمات بہادران مہابت جنگی کی

تاب نلا کر جنگل و پہاڑ و نین بنگالہ کے غرب رویہ پریشان و آوارہ ہوئے اور مہابت جنگ
نے حسب عادت سابقہ تعاقب مفسدان مذکور کا رخ فرمایا لیکن مرہٹہ کو تاب کہان تھی جب لشکر منصورہ
جرارہ پاس پہونچا بسبب نامردی جبلی عدم تاب مقاومت بھاگ جاتے مہابت جنگ نے تعاقب سے منہ نہ پھیرا لیکن
تاب استقامت ندیکھا ناچار کہین پر ٹھہرنے کی جگہ نپاکر کٹک کے جنگلو نمین جا کر فراری ہوئے اور مہابت جنگ نے
بافتح و فیروزی مرشدآباد کو معاودت کی کٹک سے انکا خارج کرنا دوسرے سال پر ملتوی فرمایا اور میدان کٹوہ مین
نزول کیا میر حبیب اور سرداران مرہٹہ نے مہابت جنگ کا غلبہ دیکھکر اور ایذا اوٹھانے سالہا سال سے اوسکو دیکھتے ہوئے بہبود
تمنا کے دلی آینہ مراد مین ایسی فکر کرنے لگے ہوے کہ جسصورت سے ممکن ہو صلح ہوجاے چونکہ بالکل کٹک سے ہاتھ اوٹھانا اونکا ایسے
ہراسان و رسوا ہونے پر راضی ہونا گھوجی بہوسلہ کا خوف دلاتا تھا چنانچہ بعضی پذیرائی پر مہابت جنگ کے
اطاعت کے خواہان ہوے آخر میر حبیب نے بعض اپنے معتقدین کو اس استدعا کے واسطے میر محمد جعفر خان
کے پاس بھیجا مشارالیہ نے اونکے التماس بروقت مناسب مہابت جنگ کے حضور مین عرض کیے نواب موصوف
اگرچہ بنظر شجاعت اور عزت دانی کے اونکے ملتمس قبول کرنا ناممکن جانتا تھا مگر چند وجہ سے
اول ضعف پیری دوسرے آسایش ناتوانان تیسرے آرام متوطنان ممالک محروسہ کی نظر سے متوجہ اقبال ہوا
کیونکہ اوس زمانہ مین سن شریف چہتر برس کا تھا اور مرہٹہ کی لڑائیو نمین دس برس برابر
تردد و مشقت حاصل ہوئی تھی کہ چند فتح و نصرت ہر وقت اسی کے حصہ مین ہوتی تھی مگر اکثر غربا
اور رعایا ملک جنوبی گنگا کے دکھینون کی قتل و غارت سے پراگندہ اور پامال ہوگئے تھے اور
ہمیشہ اپنی جان و مال کی فکر مین زندگی بسر کرتے تھے بہرحال بنظر وا دید مذکورہ میر محمد جعفر خان کو
حکم دیا کہ بعض اپنے معتمدین کو میر حبیب کے پاس بھیجے جسوقت کوئی عمدہ اوسکے ارکان دولت
مین سے جو کہ عقل و تمیز سے بہرہ مند ہو آویگا بشرط لیاقت پذیرائی کے صلح منظور کیجاویگی ورنہ انشاءاللہ بالخیر
اپنے مکان کو رخصت پاویگا خان مشارالیہ نے میر حسن علی اور میر عوض علی کو میر حبیب کے
فرستادون کے ساتھ برسم مبشر شادی روانہ کیا مشارالیہما میر حبیب کے پاس پہونچے مہابت جنگ کے
رضامند ہونے سے میر حبیب جسکے خیال مین یہ امر نہایت دشوار تھا اس بشارت کے سننے سے
کہ نعمت عظمی سمجھتا تھا شاد و خرم ہوا اور مطیع مہابت جنگ کا ہوکر بجا آوری ارشاد مناسب جانی
اور کہنا اسکا خواہ برا ہو خواہ بھلا لازم اور لا بد سمجھا مرزا صالح کو میر حسن علی اور میر عوض علی
کے ہمراہ جعفر خان کے پاس روانہ کیا تاکہ اوسکی وساطت سے شرف ملازمت مہابت جنگ بہادر حاصل کرکے
اظہار قبول اطاعت و انقیاد نواب عالی جناب کرے اور جسطرح کہ مرکوز خاطر والا ہو بانیل مرام معاودت لازم جانے

فرستادۂ میر حبیب بتوسط میر محمد جعفر خان کے جسوقت کہ مہابت جنگ کٹوہ مین رونق افزا تھے
اونکی ملازمت مین فایز ہوا اور ہمرکاب ہوکر مرشدآباد مین وارد ہوا۔

ذکر وقوع مصالحہ فیمابین مہابت جنگ اور مرہٹہ اور میر حبیب کے درمیان ہونیکا

جب مہابت جنگ مرکز دولت مین پہونچا مرزا صالح نے اظہار اطاعت و فرمانبری کرکے
عہد و مواثیق سے درخواست مطالب کی عرض کی اور چند روز سوال جواب درپیش رہے
شروع ۱۱۶۵ ہجری مین اس طرح پر صلح ہوئی کہ میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور جناب
مذکور کے طرف سے صوبہ کٹک کی نظامت پر سرفراز ہوا اور اوسکے حاصلات کو فوج رگھو
کی تنخواہ مین دیوے اور علاوہ اُسکے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس شرط پر رگھو کو دیا جاوے
کہ پھر قلمرو مہابت جنگ مین ایک فرد مرہٹہ بھی قدم نرکھے تصدیان بنگالا اس سرکار کے نوکر او سکو دیتے رہینگے
اور فوج مرہٹہ رود خانہ سون اکیا کو اپنا حد و سد سمجھکر اوسکے پار آنیکا عزم نکرین جب
میر حبیب نے اس قول و قرار سے آگاہی پائی عرضداشت اپنی رضامندی کی ارسال حضور نواب
کی اور مرزا صالح کو خطاب مصالح الدین محمد خان کا عطا فرماکر مع سند و خلعت و فیل وغیرہ کی
بنا بر میر حبیب کے رخصت دی جب اسطرف سے طبیعت جمع ہوئی فوج کی تخفیف مدنظر ہوئی
اور آبادی دیہات ویرانہ جو مرہٹہ کے تاخت و تاراج سے ہوئی تھی منظور ہوئی اور میدنی پور
جو کہ بعد مصالحت کے داخل بنگالہ ہوا راجہ رام سنگہ کو جو ہرکارون کا جماعہ دار تھا اوس جگہہ کا
فوجدار کیا اور اوسکا بھائی نراین سنگہ اپنے بھائی کی جگہہ حضور مین مقرر ہوا۔

ذکر سعادت رابعہ بیگم برادرزادی مہابت جنگ کا لکھنو سے چچا کی خدمت مین

انہین دنونمین پیشتر ہونے اس معاملہ صلح کی رابعہ بیگم زوجہ عطاء اللہ خان دختر حاجی احمد جو شوہر
کے ہمراہ لکھنو گئی تھی بعد کشتہ ہونے شوہر کے جو راجہ نول راے اور احمد بنگش کی لڑائی مین
واقع ہوا بوسیلہ نام قرابت اور برادرزادگی مہابت جنگ کے روساے شہر مذکور
اور روشن خان زمیندار صوبہ اودہ سے موافقت کرکے اونکو عطاے لائقہ اور اکرام فایقہ
سے ممنون و مرہون احسان مینت فرماکر مع مال و اسباب و اولاد وغیرہ کے عظیم آباد پہونچکر
اور وہان سے بکام دل مرشدآباد آکر چچا کے زیر سایہ مقیم ہوئی۔

ذکر انتقال رائے رایان بہیرون دت کا اور دیوانی خالصہ کی راجہ کیرت چند کو ملنا اور انکا بھی مرنا اور امید رام کی امید بر آنا

اسی ضمن مین رائے رایان بہیرون دت بنگالہ کا دیوان خالصہ شریفہ مرض استسقا مین رہرو ملک عدم ہوا اور امید رام اوسکا پیشکار بلا تعین دیوانی کی بموجب حکم امور ملکی اور مالی مین مصروف ہوا تا آنکہ راجہ کیرت چند ولد رائے رایان عالم چند جو شجاع الدولہ مرحوم کی نظامت مین دیوان خالصہ تھا اور کیرت چند کسیقدر نحو و صرف سے واقف فارسی مین بہ نسبت اور ہنود کے عمدہ طور سے بخوبی لکہتا تہا اور چند روز احترام الدولہ بہادر ہیبت جنگ کا دیوان عظیم آباد مین رہا تہا بعد آزان چند روز عطاء اللہ خان کی دیوانی مین رہا بعدہٗ بنارس مین مقیم تہا اندنون مضمون مناسب مہابت جنگ کے نام عرایض ارسال کیے اور بموجب طلب حضور مین آکر خلعت دیوانی بنگالہ سے سرفراز ہوا اور بدستور پیشکاری امید رام کی نام رہی چونکہ ہمیشہ شخص دیوان بنگالہ کا بیٹا اور معاملہ سابقہ سے بخوبی آگاہ تہا بعض روپیہ جو کہ جگت سیٹھ وغیرہ زمیدارون سے پانا واجب تہا اور کوئی اوس زر سے واقف نتہا اس شخص نے بنظر کاردانی اور حزم و دانائی اور اپنے جانفشانی کے زر مذکور وصول کر کے چند لاکھ روپیہ کرور پر زیادہ داخل خزانہ مہابت جنگ کیا اور مہابت جنگ کو اپنے کارکردگی سے بدرجہ نہایت خوشنود کیا دو سال کے قریب اس عہدہ جلیلہ پر شاد و خرم رہا بعدہ عارضہ بواسیر کے درد و اذیت مین اسیر ہوکر اس دار ناپایدار کی دارو گیری سے رہا حاصل کیا چونکہ امید رام عہدہ پیشکاری مین مدت سے نیکنام رہا تہا عہدہ دیوانی سے ترقی یاب ہوا

میر حبیب کا مارا جانا جانوجی پسر رگہوجی بہوسلہ کے آزردگی اور نادانی سے

جب مرہٹہ سے صلح ہوگئی اور میر حبیب مہابت جنگ کا نوکر ہوا اور نیز رگہوجی کے طرف سے بھی معتمد اور دو لتخواہ تہا افواج مرہٹہ کی بحالی اور برطرفی اسیکی اختیار مین تھی رگہوجی کی فوج اور ایک سردار اوسکا قرابت دار کٹک مین رہتا تہا لیکن میر مذکور کی ماتحتی مین تہا میر حبیب نے کٹک کے حاصلات سے بارہ لاکھ روپیہ نقد اپنے حصہ کا افاغنہ کی تنخواہ مین معین کیا اور دوسرا حصہ سرکار رگہوجی کے لئے مقرر کر کے صرف اوقات کرتا تہا ایک برس چند مہینے گذرنے پر واقع ۱۱۶۶ ہجری کو جانوجی ولد رگہو بہوسلہ فوج کی سرداری اور نیابت

حاصل کرکی صوبہ کرنین یا متصدی اور برہمن فوج مرہٹہ کہ میر مذکور کی فرمانبرداری سی ناراض ہو رہی تہی جانوجی کو
جو کہ جوان خود سر اور کسیقدر باپ کی اطاعت سی بھی باہر تھا میر حبیب کی جانب سی ورغلانا اور محاسبہ کو خواہان
ہوئے جب یہ مصلحت ہوئی جانوجی نے میر حبیب کو مطلوب حضور کرکے نہایت سلوک و مدارات سی بٹھایا اور
تمام دن لطف و عنایت سی شام کیا چونکہ میر حبیب کا لشکر کسیقدر مرہٹہ سی دور اوترا کرتا تھا ہمراہیان حبیب
نی طول نشست سے گھبرا کر اکثرون نی اپنی راہ لی تھوڑی سے لوگ وہان حاضر رہی جب شام ہوئی جانوجی
پوجا کی حیلہ سے کسیطرف چلا گیا اور اوس بنگلہ مین مرہٹہ ہجوم کر آئی میر مذکور کو پیغام دیا کہ بدون
حساب زر اور لکھہ دینی دستاویز زر متصرفہ کی جانے نہ پاویگا میر مذکور تو رگھو کی عنایت اور اپنے
حسن رفاقت پر اعتماد رکھتا تھا جانوجی کی کہنے پر سر شدہ نہوا اور اپنی رہائی اس مکان سی چاہتا تھا
کیونکہ جانتا تھا کہ جب اس مکان سی نکلا کوئی بات نہ پاویگا ہر چند تقریرات دلپذیر کین مگر قضا کی پنجہ سے
رہائی نہ پائی جب آدھی رات گذری اور دیکھا کہ کچھ اپنی گفتگو کو اثر نہین ہوتا مردانہ کمر باندہی اور
چالیس پچاس آدمی سی جو ہمراہ تھی آمادہ جنگ ہوا اس کو یہ بھی خیال تھا کہ بدون حکم رگھوجی کی کوئی
مزاحم نہوگا مگر تقریر سی نوبت گذری تیغ و تبر کی باری آئی یہ تو قلیل تھی اودہر مرہٹہ کی کثرت تھی
باہر نکلنی کی راہ نہ پائی اکثر رفقا کی ہمراہ مقتول ہوا بعض مجروح ہوئی ہر چند رگھوا اس خبر کی سننی سے
اپنی لشکر کے سی نہایت آزردہ ہوا مگر میر حبیب بیچارہ کی مفت جان گئی جب وہ وقت آیا تھا کہ اپنی تجربہ جفاکشی کا
پہل چکہی بیگناہی مین جان سی گیا اسکے بعد مصالح الدین محمد خان جو کہ واسطہ صلح ہوا تھا کٹک کی نیابت پر
مہابت جنگ کی طرف سی اور نیز مرہٹہ کی طرف سی سرفراز ہوا بکام آرام بسر کرنی لگا لیکن جو انتظام میر حبیب کا تھا
وہ اسکو میسر نہوا مگر کج فہمی سی اپنی کو زمرہ نوکران مرہٹہ سی سمجھتا تھا۔

جانکی رام کا عظیم آباد مین فوت ہونا اور راجہ رام نراین کا صوبہ دار ہونا اور اکرام الدولہ کا مرنا

اسی عرصہ مین واقع آخر ۱۱۶۰ ہجری یا اوایل ۱۱۶۱ ہجری مین جانکی رام نائب صوبہ عظیم آباد اجل طبیعی
مین فوت ہوا اور راجہ رام نراین ولد رنگ لال جو کہ عہد طفلی سی پروردہ خاندان مہابت جنگ تھا
اور جانکی رام سے عہد مین عظیم آباد کی نیابت پہ سرفراز تہا بحقوق سالخوردگی اور دیرینہ ہونیکی اور نیز شعور مندی کے
جو کہ سیاق اور معاملات مین رکھتا تھا صوبہ عظیم آباد کی نیابت اور عطاء خلعت اور سرپیچ مرصع اور
شمشیر و فیل سی سرفراز ہوا اور راجہ دولبھ رام ولد کلان راجہ جانکی رام کا جو اپنی باپ کی نیابت مین
دیوان تن تھا اور زمرہ معتمدین مہابت جنگ مین تھا عطاء خلعت ماتمی اور خلعت خدمت مذکور سی سرفراز ہوا

اور واسطے سوال جواب راجہ رام نراین اور عرض مطالب صوبہ عظیم آباد کے حضور مین مقرر ہوا اور
مہابت جنگ نے عیش و آرام مین گذراوقات کرنی مقرر کی اور ہر کام کے واسطے الگ الگ وقت مقرر فرمائے شکار سے
اکثر شوق تہا لہذا موسم برسات مین سراج محل کی طرف نکلا بعد ازان جنگ جانوران خصوص جنگ فیلان
و مرغان کے دیکھنے کے تماشا مین مصروف ہوا صولت جنگ ہر سال واسطے ملاقات اپنے چچا کے جب کہ
یہ شکار کو راج محل کی طرف جاتا پورنیان سے آکر بعد ملاقات واپس جاتا تہا کبھی کبھی مرشد آباد مین بھی
آکر اپنے بہائی شہامت جنگ اور سراج الدولہ اور اکرام الدولہ اور احترام الدولہ کو کہ یہ تینون اوسکے
بھتیجے اور ہیبت جنگ کے لڑکے تھے اور نیز دیگر اقربا اور عورات کو دیکھکر اپنے مرکز دولت کو واپس ہوتا
تا آنکہ واسطے شادی شکر اللہ خان داماد سرفراز خان پرورده نفیسہ بیگم کے شہامت جنگ نے تاکیدین
کین اور صولت جنگ کو طلب کیا اور وہ مع دختر کے جو شکر اللہ کی نامزد تہی اور نیز دیگر عیال و اطفال
کے سامان شادی مہیا کر کے مرشد آباد کو آیا۔

رحلت کرنا اکرام الدولہ خلف الصدق ہیبت جنگ کا جو مہابت جنگ کا متبنیٰ تھا

اسی درمیان مین اکرام الدولہ چہوٹا بہائی سراج الدولہ پسر ہیبت جنگ کا جسکو مہابت جنگ نے شروع
پیدایش سے بسبب لاولدی کے اپنی فرزندی مین لیا تہا اور نہایت درجہ کا تعشق رکہتا تہا بیماری
چیچک مین اسیر ہوا آبلون کی وہ شدت تہی کہ بدن مین ایسی کثرت نہ دیکہی تہی الغرض تہوڑی سی مہلت مین جان
بحق ہوا شہامت جنگ کے گہر سے آشوب قیامت برپا ہوا شہر کا شور نشور مہابت جنگ کے خاندان مین
ظاہر ہوا شادی مذکور اوس سے مین ملتوی رہی بعد چند روز کے صولت جنگ مرخص ہو کر پورنیان
چلا گیا اور شہامت جنگ اوسکی مرگ کی رنج مین بیقرار ہوا اگرچہ شہامت جنگ اور زوجہ شہامت جنگ
اور اوسکی ساس اور نیز دیگر اقربا اور متعلق وغیرہ ہر طرح سے دلجوئی شہامت جنگ کی کرتی تھی مگر کچھ
سود نہوتا تہا ہمیشہ رنج و غم مین مبتلا رہتا چنانچہ اس واقعہ سے چند مہینے بعد عید الفطر آئی اور مہابت جنگ
نے شہامت جنگ کے گہر آکر بڑے الحاح اور لجاجت سے اسباب تجمل پہنایا شہامت جنگ نے
چچا کی خاطر سے پہن تو لیا جب وہ گہر کو گیا دستار سر سے پہینک بے اختیار ہاے ہاے کر کے رونے لگا
اور کہتا تہا کہ یہ وفائی کی شہرت ہمارا لائق اس طور سے گذراوقات تہی کہ اللہ تعالے نے اکرام الدولہ کا
مدعا [illegible] قبل اوسکی وفات سے کے عام میں اثر کا عطا فرمایا مہابت جنگ نے واسطے استرضاے شہامت جنگ
کے بجز ولادت کے حضور شاہی سے منصب شش ہزاری یا ہفت ہزاری اور خطاب [illegible] الدولہ
مع نوبت اور ماہی مراتب اور پالکی جہالر دار بلکہ نالکی طلب کر کے عطا یا ہے مذکور کو خود بذاتہ شہامت جنگ

کے روبرو لیگیا شہامت جنگ کسیقدر اوس سے مائل ہوکر اکرام الدولہ کا یادگار سمجہنی لگا اور اوس سے مشغول رہکر اوقات گذاری کرنے لگا کارخانہ امارت اوسی لڑکی کیواسطی جمع کیا حملہ خدم وحشم واسپ و فیل اوسکے سن وسال کی لایق جمع کردیے لوگون کیواسطی ایک تماشا تہا اور ایک گروہ معتمدین کا اوسکے حفاظت پر مقرر فرمایا اکثر لوگ اوس لڑکی کی خدمتگزاری کو اپنا توسل عظیم جانتے تہے باوجود اس حال کے بہی شہامت جنگ کو ملال اکرام الدولہ کا کم نتہا۔ چونکہ بعد ظفریابی سرفراز خان حاجی احمد برادر مہابت جنگ کی سرافراز خان کی ناموس کی بےعزتی کی تہی اور کسیقدر اوسکے مدخولون کو براہ جبر خود تصرف مین لایا تہا اور مہابت جنگ باوجود قدرت کی اغماض کرگیا اور نیز بہت سے جور وستم سرافراز خان کے اولاد اور ناموس پر ہوچکے تہے لہذا غیرت الٰہی اسکے مقتضی ہوئی کہ ایام دولت کی اواسط مین بعض افعال زشت جسکا ذکر کرنا مناسب نہین اوسکی خاندان مین ظاہر ہونے لگے اور سراج الدولہ وغیرہ کی وضع سے سپردگی کو سمجہ ... جو کام نالایق تہے وہ کرنے لگے اور ایک ... ... کرنا شروع کیا اور بسبب کثرت ... ... ہوئی سراج الدولہ کی مہابت جنگ اوسکی بیہودہ حرکات کی ... سمجہکر ... ... اور بہی بیباک ہوا اکثر بزرگون کو تکلیف دی ... جوانی کی عادت ... ... جمع کیے اور عشق ... ظلم وجفا کی راہ لی غرور جوانی نے سر اوٹہایا ... ... کہ کسی اپنی فعل بد سے نادم نہ ہوتا اور ... وغیرہ کی درمیان مین منافقانہ بسر کرتا ... ... اور ... حماقت سے اہل مردان اور نسوان ... مضمون ضلالت مشحون اس قول کا ظاہر ہوا ... ... اور نہایت ... پر آیا اور اسقدر غرور پر آیا کہ ... کو فراموش کرکے دین ودنیا کو برباد ... ... ظلم وستم کو پہیلایا

مارا جانا حسین قلیخان اور حیدر علی خان کا سراج الدولہ نادان کی ظلم وجور سے

سراج الدولہ کو جہل جوانی اور شباب کی نادانی سر پر تو چڑہی ہوئی تہی شہامت جنگ اپنے چچا اور اوسکی بی بی اپنی خالہ کی دولت واقتدار دیکہکر خون جگر پینے لگا حسین قلیخان رفیق شہامت جنگ کو اپنا عدو سمجہتا تہا اور فی الحقیقت شہامت جنگ کی زوجہ بمقتضائے جہل فطرتی جو عورت نسوان مین ہوتی ہے کینہ نہانی اپنے دلمین رکہتی تہے اس احمق نے حسین قلیخان کو بانی فساد سمجہا اور حقوق چندین سالہ فراموش کرکے اوسکی اور اوسکے بہائی حیدر علیخان کی فکر مین ہوا۔ ایک شخص ولد آقا باقر زمیندار جو بعض زمیندار جہانگیر نگر کا تہا اور جسکا نام محمد صادق اور صداقت محمد خان لقب تہا بسبب ناموافقتی عملہ حسین قلیخان کے مرشد آباد مین آکر مہابت جنگ

در بیان ... ...

کی حضور مین سلسلہ پیدا کیا تہا اول سراج الدولہ نی اسی کو ٹہر کایا کہ جہانگیر نگر مین جاکر حسین الدین خان
برادر زادہ حسین قلیخان کو جو اوسکی نیابت پر تہا اور اوندنونین مالیخولیا مین گرفتار تہا مار ڈالی
وہ نالایق بموجب حکم سراج الدولہ کی عمل مین لایا بڑا فتنہ وہان برپا اوٹھکہڑا ہوا چندروز اس وہم سی
کہ بدون مرضی مالک کی ایسا کام نہوا ہوگا جہانگیر نگر کی آدمی خاموش رہی جب معلوم ہوا کہ کوئی سند
اور تمسک اوسکے پاس نہین ہی مردم شہر اور رفقا حسین قلیخان نی ہجوم کرکے آقا باقر نمبردار کو مار ڈالا
اور صداقت محمد خان بہاگا سارا آرام و قرار جاتا رہا بعد چند مدت کی سراج الدولہ نے زوجۂ
مہابت جنگ کو متفق کرکے شہامت جنگ سی درباب قتل حسین قلیخان اور حیدر علیخان کی استفسار
کیا مہابت جنگ نی بہی بسبب چشم بندی تقدیر کے راضی ہوکر اجازت دی اور کہا کہ بلا مرضی مہابت جنگ
کے کام نہین ہوسکتا جب اوسکی دادی نی مہابت جنگ کی طرف سی اطمینان بہم پہونچایا اس حاجت کو
اپنی دختر زوجہ شہامت جنگ سی کہا اور باوجودیکہ زوجہ شہامت جنگ سراج الدولہ کی عدو تھی مگر اوندنونین
کسی سہل سی امر کے باعث سی جسکا ذکر مناسب نہین حسین قلیخان سی دل آزردہ ہوگئی تہی بہ نیوجہ شریک
شورہ والدہ ہوکر شہامت جنگ کو جو ہمیشہ سی ا اوبالی او رخصوص اوندنونین دنیا ور مافیہا سی بیخبر تہا راضی
کیا اور باوجودیکہ شہامت جنگ اور حسین قلیخان کی باہم عہد و پیمان قسمیہ تہی کہ زندگی تک ایکدوسرے
عزت و جان کی شریک رہینگی بدعہدی کی اور مہابت جنگ نی ظاہر تہا بدنامی کی رفع کرنیکو مرشد آباد سی بعزم
شکار سراج محل کو چلا گیا اور اودہر سی صولت جنگ ملاقات کیواسطی پورنیان سی کوچ کرکی اپنی چچا کی
ملازمت مین آیا بندہ مورخ بہی ہمراہ رکاب تہا القصہ سراج الدولہ نی اپنی دادا کی غیبت مین واقع
سنہ ۱۱۶۶ ہجری ایکروز شہامت جنگ کی خدمتمین جاکر اجازت قتل حاصل کی اور اثنای راہ مین دونو بہائیونکی
دروازہ پر کہڑی ہوکر حکم دیا کہ دونون کو گرفتار کر لاوین حسین قلیخان حاجی مہدی داروغہ دیوانخانہ
شہامت جنگ کی مکانمین جاکر پناہ خواہ ہوا کہ شہامت جنگ کی حضور مین میرا عرض حال کری داروغہ نی
کچھ جواب نہ بتایا ناچار واپس ہوا اور چوبیدون نی مہدی حسین قلیخان کو داروغہ کی مکان سی لاکر سپاہ گاہ
مین بٹہایا اور آب شمشیر سی نہلاکر شہید کیا اسیطرح حیدر علیخان کو جو نابینا تہا لاکر شہید کیا لیکن چونکہ
حیدر علیخان شجاع تہا اوسوقت بہی اپنے بہائی کیطور پر عاجزی کی کلام نہ کیی بلکہ درشت کلام
سی گفتگو کی اور فرمایا کہ اسے نامردم مردان جنگی کا اسطرح سی خون نہین کرتی درحقیقت ان دونون بہائیونکا
خون شاید کہ خون سیاوش تہا کہ نام خاندان مہابت جنگ کا برباد ہوا بلکہ تمام ممالک محروسہ مہابت جنگ
کا خاک سیاہ ہوا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم حیث قال کما تدین تدان القصہ

بعد اس ماجرا کے مہابت جنگ مرشدآباد آیا اور صولت جنگ پورنیہ کو واپس ہوے مگر صولت جنگ کو بھی اپنے چچا اور برادر زادہ کا اعتبار نہ رہا تھا اپنی فکر مین رہا اور اسباب انتقامات کی سبیل کے واسطے آمادگی جنگ کی جمع کر لیا۔ چونکہ وقایع نگاری کی اوآب راست تحریری سے تھے لہذا امر مذکورہ کی جس جگہ جیسا گذرا ہی ویسا ہی تحریر کیا ہے کچھ سخن سازی اور خوش آمد پردازی کو دخل نہین دیتا ہون انصاف پسندون سی امید ہی کہ عیب جوئی نکرین اور جہان کہین خطا واقع ہوئی ہو اسکو پردہ نہان مین پوشیدہ رکھین۔

ذکر اشتداد امراض شہامت جنگ اور انتقال کرنا اوسکا اس خانہ تاریک و تنگ سے

شہامت جنگ کا حال اکرام الدولہ کی وفات سی نہایت ردی ہو رہا تھا کہ کبھی خوشی اور خوری سے بات نکرتا تھا جب حسین قلیخان کی مرنے کو عرصہ گذرا عارضہ استسقا مین گرفتار ہوا حکیم علی تقی اصفہانی قبل اسکی کہتا تھا کہ مواد اس مرض کا جمع ہو گیا ہی اگر آپ سی اصلاح کیجاوی مناسب ہی مگر شہامت جنگ بوجہ مذکورہ اپنی حال سی محض بیخبری رکھتا تھا مان اوسکی بی بی اور دیگر توابع وغیرہ حتی المقدور دوا معالجہ سی مقصر نتھی تا آنکہ مرض طول پکڑ گیا اور مہابت جنگ نی شہامت جنگ کو مع زن مخدومہ اور دیگر متعلقان کی حتی کہ مانند بہاگ بائی کے اپنے گھر مین لا کر معالجہ مین مصروف ہوا قضا کی روک کسیکو معلوم نہین جب نہایت ردی حال مشاہدہ ہوا اور ہنگام مرگ قریب آپہونچا اوسکی بی بی کو سراج الدولہ کا خوف سوار ہوا باوجودیکہ اوسکے باپ کا مکان تھا مگر اپنی شوہر کو ڈولی مین سوار کرا کر اپنی گھر لی آئی جس روز شام کو انتقال ہوگا اول روز کو شہامت جنگ نی پوچھا کہ آج کون دن ہی لوگون نے کہا دوشنبہ اس اظہار سی آثار بشاشت ظاہر کر کی کہا کہ عجب روز ہی کہ اپنی معشوق سی وصل ہوگا ظاہرا یہ وصیت کی کہ اکرام الدولہ کی پہلو مین مدفون کرین لوگون نی بمجرد مشاہدہ محبت کی جای مطلوب پر دفن فرمایا القصہ تیرھوین [۱۳] ربیع الاول ۱۱۶۹ہجری روز سہ شنبہ کی رات کو حسین قلیخان کے قتل کے سال بعد عالم جاودانی کو سدھارا اور اوس مرحوم کی منشی نی کلمہ (خدایش بیامرزد) سی تاریخ رحلت مادہ نکالا صبح کو تجہیز و تکفین کی شہری سید الافاضل میر محمد علی ابدہ اسد تعالی کی اقتدار سی مہابت جنگ اور جملہ اعیان شہر نی نماز جنازہ ادا کی اور بڑی شان و شوکت سی اوسکا جنازہ باغ موتی جھیل مین جو اوسکا بنایا ہوا تھا لیجا کر بیچ صحن مسجد کہ وہ بھی اوسیکی تعمیر کی ہوئی تھی جوار قبر اکرام الدولہ مین دفن کیا سر وقت لیجانے جنازہ کی بڑا ہجوم گریہ و زاری کا تھا کہ کمتر کسی کی دید و شنید مین آیا ہوگا

مبلغ سینتیس ہزار روپیہ درماہہ بیوہ اور ضعیفہ اور یتیمون اور نیکون وغیرہ کا تہا کہ دفتر دیوانی سی باہر تہا بمجرد ملاحظہ
رویت ہلال کی ہر ایک کا درماہہ رومال مین باندہ کر خوانچہ مین لاتی تھے اور شہامت جنگ اپنی حضور سی
خواجہ سرایان معتمد کی ہاتہ ہر ایک کو پہونچا دیتا تہا تاکہ ہر ایک کو تقسیم کردی اللہم اغفر لہ وارحمہ —

ذکر بعض فضایل شہامت جنگ

اپنی خاندان سی زیادہ ضعیفان و مساکین اور ذوی الارحام وغیرہ کی تیمارداری کرتا تہا اپنی اوقات
عیش و نشاط مین بسر کرتا کسی سے برا نتہا مرشدآباد کی عورتون اور بچون مین جسکی کوئی وارث نتہا
یا کہ باوجود وارث کی تحصیل معاش سی عاجز تہا یا کہ تحصیل معاش کرکی اپنی ہی خرچ مین لاتا تہا یا کسیقدر
خبرگیری اطفال بہی کرتا تہا مگر بہ حسب ضرورت سب کو اپنی عیال و اطفال جانتا تہا اور ہر ایک کی
وجہ معاش معقول طور پر مقرر کردی تہی رفقا اور ملازمین سی دوستانہ پیش آتا تہا حتی کہ اوسکی رفیق
اوسکے روبرو حقہ اور قہوہ اوڑاتی تے ہرچند لوگون کی ساتہ احسان عظیم کرتا مگر بدانست خود نہایت
حقیر سمجہکر براہ ندامت عذرخواہی کرتا تہا — ایک نقل ہی کہ علی نقیخان مرحوم ولد حاجی میرور حاجی عبداللہ
خطاط مشہور نی جو کہ عالمگیر کے عہد مین برہانپور کا دیوان تہا درباره ایک سید کی جو کہ بمقدمہ محاسبہ
محبوس ہوا تہا عرض کیا کہ فلانا سید ہی اور بسبب تاکید سخت طلبی مبلغ پانچہزار روپیہ کی جہانگیرنگر مین
مقید ہی افسوس کہ اسقدر روپیہ و زر سرکار مین صدقہ ہوا کرتا ہی امیدوار ہون کہ مبلغ مذکور
معاف ہوکر سید مذکور حضور مین طلب کیا جاوی بمجرد دریافت کی نہایت حیرت سی فرمایا کہ اسیوقت
فرمان معافی اور مطلوبی سید مظلوم کی بارہ مین تحریر ہوا اور خان شکراللہ کو کہا کہ تمہاری اس امر خیر
کے ہدایت کرنیکا مشکور و ممنون ہوا خدا تمہین اس سلوک کی جلد و مین سلامت رکہی حالا اگر وہانکی
عملہ کچہہ تعمیل ارشاد مین دیر کرین تو مجہی اطلاع دیجیو کہ اوسکا تدارک عمل مین آوی اور اوس سید بیچارہ مظلوم
نی رہائی پائی — دوسری نقل یہ ہی کہ چند برس تک مورخ کی والدہ مع دو اپنی لڑکون سید علیخان
اور غالب علیخان اور داماد میر اسد علی کی مرشدآباد مین اقامت گزین تہی اور وہ مغفور انکی وجہ معاش کا
بخوبی متعہد تہا علاوہ ازان اقمشہ اور پارچہ جہانگیرنگر اور ندیا کی والدہ کیخدمت مین بہیجا کرتا تہا غالب علیخان
کو جو سب بہائیون مین چہوٹا ہی اکرام الدولہ ہم عمری کی سبب سے اکثر اپنی ہمراہ باغات وغیرہ کے
سیر کو لیجایا کرتا تہا اتفاقاً کسی کنچنی عورت ملازم اکرام الدولہ کو غالب علیخان پر رغبت ہوئی اکثر گہور کرتی
تہی غالب علیخان کا بہی عالم شباب تہا عشق پیدا ہوا اب حضرت عشق نی پاؤن نکالی دلونمین رشک
وحسد نی آگ لگادی اکرام الدولہ کی گوشش گذار کیا وہ نہایت بددماغ ہوا یہ احوال شہامت جنگ

معلوم ہوا اوسنے والدہ کو طلب کرکے سمجھا دیا کہ چندروز غالب علیخان کو دربار کی آمد و رفت
سے باز رکھے کسواسطے کہ دو نو طفل جاہل اور نادان ہین خدا جانے باہم کسطرح یہ مسلوک ہوے
اکرام الدولہ اپنے چھوٹے بھائی سراج الدولہ سے بڑہکر طفلی مین سر بشورش تھا بنا بر استمزاج
بدر یعنی شہامت جنگ کے اپنی آزردگی نسبت غالب علیخان کی ظاہر کرنا چاہی اور شکایت کرنا
متواتر شہامت جنگ کے روبرو شروع کی کہ افسوس ہے کلکے دن غالب علیخان سفت مین میرے پنجہ سے
نکلگیا ورنہ مینے مار ڈالا تھا جب شہامت جنگ نے ایسے کلمات متواتر سنے اور اوسکے مقصد دلی پر
فیضیاب ہوا باوجودیکہ نہایت الفت رکہتا تہا آشفتہ ہوکر فرمایا کہ قران کی قسم اگر تو اوسکو مارتا
تو تجھکو بین اپنے ہاتہہ سے ذبح کر ڈالتا اوسنے اس جواب برخلاف توقع کے سننے سے گریان ہوکر کہا کہ کیا مجھے
اوسکے عوض مین قتل فرماؤ شہامت جنگ نے کہا ہان تجھ مین اور اوسمین کیا فرق ہے ایک ہمشیر سے
تو ہے دوسری سے وہ پس اس کلام سے اوسکا خطرہ جاتا رہا — تیسری نقل یہ ہے کہ مسمے بہاگ بائی سب
عورتون سے زیادہ بلکہ بی بی سے اوسکو عزیز تھی جملہ خاندان کی عورتین بنا بر خوشامد اوراوسکے احترام
کی خاطر داری مین رہتی تہین بندہ مورخ کی والدہ کا طرفہ مزاج تہا کہ کبھی اوس سے موافق نہوئی
ایکروز بہاگ بائی نے بطور شہامت جنگ کے جو اوسکا بہائی بزرگ تھا اور والدہ کو گفتگو مین بی بی کہتا تہا
اوسنے بھی بی بی کہا والدہ کو غصہ آیا فرمایا کہ تو نے اپنے کو کیا سمجھا ہے کہ اسطرح مجھسے ہمکلام ہوتی ہے
اسطور سے تو بزرگ یا خاوند البتہ نوکرون اور چھوٹون کو پکارا کرتے ہین اور مین تجھے ان دونو قسم
مین ایک بھی نہین سمجھتی ہون بلکہ اپنی لونڈی کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ ہم اسکو تمہارے برابر سمجھتے ہین
البتہ فرق اتنے ہی اسیقدر ہے کہ یہ نقرہ اور طلائی زیور پہنے ہے اور تو جواہر مرصع بہاگ بائی چپ ہو گئی لیکن
آزردہ ہوکر پیش شہامت جنگ شکایت کی اوس مرحوم نے اوسکو جواب دیا کہ اونکا مزاج اسیطور
پر ہے تو نے کیون اون سے اختلاط کیا اور والدہ نے اپنے گھر مین آکر ارادۂ معاودت عظیم آباد کیا
اور خانہ شہامت جنگ کی آمد و رفت مدت تک موقوف کر دی شہامت جنگ نے ایک مہینے کے
بعد اپنے آدمیونکو والدہ کی طلب کو بھیجا والدہ جانیمین راضی نہوئی تا آنکہ شہامت جنگ نے کہلا بھیجا کہ اگر نہین
آتی ہو بندہ اور بی بی گھسیٹی آنکر تجھے لے آوینگی ناچار والدہ گئی شہامت جنگ نے نسبت خفگی
کے استفسار کرکے عذر خواہی کی والدہ نے فرط غیرت سے رقت کرکے قصد اپنا جانب عظیم آباد ظاہر
کیا تا آنکہ بات کو طول ہوا اور شہامت جنگ کچھ قبول نکرتا تھا اور وہ اپنے ارادہ پر مصر تہی حتی کہ
بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ اور نفیسہ بیگم خواہر علاء الدولہ نے کہا ایصاحب تمکو کیا ہو گیا ہے

تمہارا بھائی اور بزرگ ایسا فرماتا ہی اور راست کہتا ہی اور تم برابلکہ بیشتر ستمین مہدی والدہ اوسی سماجت پر تہی آخر الامر شہامت جنگ نی باوجود بیجری اور بزرگی عمر اور دولت اور اقتدار کی اپنی جگہہ سی اوٹہکر روبرو آیا اور فرمایا کہ بہت اچہا بندہ تقصیروار ہی الحال تیری قدمون پر گرتا ہون تقصیر میری معاف کر اوسوقت والدہ شرمندہ ہوکر دست بدعا ہوئی اور مرشدآباد کی رہنی پر راضی ہوئی اور ابتک اوسکی عنایت اور شفقت کو یاد کرکی زار و نزار روتی ہی اور درگاہ ایزدی سی اوسکی مغفرت چاہتی ہے اسیطرح سی بعد آقا میرزای مرحوم جو پوتون اولاد قاربا خوندمجلسی کے اور عہد شجاع الدولہ سی وارد بنگالہ اور معزز تہا اور شہامت جنگ سی آشنائی رکہتا تہا اوسکی اولاد اور بی بی کی ساتہ جو تقی علیخان کی دختر تہی سلوک قرار واقعی کرتا تہا کہ کمتر ویسا سلوک کسی شخص نی کسی کی ساتہ کیا ہوگا بمجرد استماع خبر ارتحال کی جو کہ بروقت اوسکی آنی کے جہانگیرنگر سی مرشدآباد کی نزدیک جو عین راہ مین بسواری کشتی واقع ہوا عملہ جہانگیرنگر کو لکہکر اوسکی تعزیت اور باقیماندون کی تسلی کو بہیجا اور بعد چند روز کی اوسکی عیال و اطفال کو طلب حضور فرمایا اور جمیع اطفال خصوص اوسکی دونون پوتون میرزا باقر اور میرزا عبداللہ کو اپنی تربیت خانہ مین رکہا اور خواجہ سرا اور معلم تعلیم اور تربیت کیواسطی متعین فرمائی اور ہمیشہ وجہ مصارف کا خبرگیران ریاسات سی روپیہ ماہواری دونون کی والدہ کو ماہ بماہ پہونچاتا تہا اور اسیقدر درماہہ دونون بہائیون کو علیحدہ بہیجتا اور علاوہ تعلیم و ترتیب جدا ملازم سرکار تہی اور پارچہ ملبوسات خاصہ بہیجکر عذر کرتا تہا کہ یہ ہدیہ محقر تمہاری لونڈیون کی بہی شایان عزت نہین گویا اوسی کی بارہ مین یہ شعر محشی اکبرنامہ نی کہا ہی — ایسا دنیا سی گذر یاد کرین تجکو سب ✤ خوبیان تیری کرے خلق خدا ورد لب ✤ چونکہ بندہ مورخ دونو بہائیونکی خدمت مین اخلاص و اتحاد بدرجۂ غایت رکہتا تہا لہذا یہ ماجرے جو لکہے گئی چشم دیدہ ہین اسیطرح ہزارون کے ساتہہ سلوک کرتا تہا جنکے نام و نشان کی خبر بندہ کو نہین ہی — ✤

مجمل احوال صولت جنگ کا اور اوسکی حسن تدبیر وغیرہ کا

صولت جنگ مرحوم کا نام محمد سعید اور اوسکی خطاب نصیر الملک مہام الدولہ سعید احمد خان بہادر صولت جنگ اپنی بہائیون مین صورت و سیرت برگزیدہ سی آراستہ بعض وجہ مین البتہ کمینہ تہا اور ہیبت جنگ سے باعتبار نظامت عظیم آباد کی کم ہین اعتبار دولتمین زیادہ اور شجاعت مین بہی زیادہ اور صولت جنگ ابتدای جوانی مین کہیل کود مین مایل تہا یعنی رقص و سرود اور صحبت نسوان مین راغب تہا بعد ہو جانے سانحہ صوبہ کٹک کی آگاہ ہوکر کبہی کبہی اسطرف راغب ہوتا کسیقدر رات باقی رہی بیدار ہوتا اور طہارت

وغیرہ سے فراغت کرکے نماز صبح اول وقت پڑہتا تہا اور پہر دربار خاص کرتا ہفتہ مین دو دربار عام کرتا اور یوم جمعہ تعطیل رہتا روز خلوت
مین بیٹہتا پہلے مقربین کو بلاتا بعد اونکے ساتہ قہوہ پیتا بعد ازان مجرائی لوگ سلام سے مشرف ہوتے
اور تہوڑی دیر بیٹہکر اوٹہہ جاتے اور بعض بعد سلام کے رخصت ہوتے دو گہڑی کے بعد اندرون محلسرا تشریف
لیجاتا لیکن بعض لونڈیون اور خواجہ سراؤن کے وہان پر کوئی پہونچتا ہر سررشتہ کے متصدی اپنے کاغذ
خواجہ سراؤن کی معرفت بہیجتے اور وہ اوسی خلوت مین کاغذات جانچکر دستخط فرماتا عملہ وغیرہ درباری
بیرون پردہ حاضر رہتے منشی لوگ تحریرات کے مسودے بہیجتے بعد اصلاح صاف ہوکر خواجہ سراؤن کی معرفت
ملاحظہ مین آتے تب ملفوف اور ممہور ہوکر مہر لگاکر منزل مقصود کو روانہ ہوتے ہرکارہ وغیرہ ڈاک کے
خطون کو لیکر روانہ کرتے تہے جب ایک پہر اور کسیقدر دن گذرتا خوان طعام خاصہ اوسکے مواید احسان سے
اکثرون کو روزمرہ اور بعض کو ایکروز کے بعد اور بعض ہفتہ وار اور بعض کو کمتر بلا پرسش حسب دستور
پہونچا کرتے جب بکاول خوان طعام وقت معہودہ پر پہونچاتا عملہ دربار بوساطت خواجہ سراؤن
کے عرض سلام کرکے اپنے گہرون کو رخصت ہوتے اور نواب بعد فراغ طعام قیلولہ
کرکے اول وقت ظہر کو بیدار ہوتا اور بعد فراغ بول و براز اور وضو کے نماز ظہر ادا کرکے ایک جزو قرآن کی
تلاوت کرتا اور بعد نماز عصر کے باہر آتا اوس مجلس مین علما لوگ مانند ملا غلام یحی اور مفتی ضیاء اللہ اور
میر وحید اور مولوی لال محمد و شیخ ہدایت اللہ و سید عبد الہادی حاضر ہوتے دو گہڑی نجومی تک تذکرہ
علمی ہوتا اور ایک کتاب مخصوص بطور درس کے پڑہتا اور ملا غلام یحی اوسکے مشکلات حل کرتے اور
لوگ بہی گفتگو اوسمقدمہ مین کرتے تہے مگر فرماتا تہا کہ الحال تحصیل علم متعذر ہے اور اسیقدر استعداد جو مجہے
میسر ہے کچہہ اوس سے افزون نہوگی اتنا لذت فہمید سے مجہکو جان تازہ ہوآتی ہے اسقدر اسکا پابند ہوا ہون
کہ اگر کسیدن میسر نہ آئے ایسا معلوم ہو کہ شاید کوئی بڑی دولت مجہسے مفقود ہوگئی ہے اور خاطر مشوش
رہتی ہے چونکہ بندہ مورخ پر نہایت نوازش فرماتا تہا تاکید کی تہی کہ اوس وقتمین بہی حاضر ہوون اور میری
کلام سے بہت خوشنود ہوتا تہا اور سفر اور حضر مین بضرورت اور لوگون سے مخاطب ہوتا ورنہ ہر وقت
بندہ مورخ سے متوجہ رہتا تہا اسقدر کہ اوسکے پرانے رفقا متحیر تہے کہ اس نوجوان نے کیا افسون پڑہدیا ہے
کہ بجز اوسکے دوسرے سے ملتفت نہین ہوتا بعد فراغ شغل مذکور کے عمدہ عمدہ رفیق مانند سیف علی خان
برادر سیف خان پسر عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور روح الدین حسین خان ولد سیف خان
جو صولت جنگ کا خسر تہا اور نقی علیخان برادر بندہ مورخ اور میر علی باز خان ہمشیرہ زادہ
سیف خان اور آقا علینا اور دیوان صاحب مدار معاملات ملکی راجہ عجایب رائے اور بعد اوسکے

اسکا لڑکا راجہ سبھ ر رسے اور رای پرن چند مستوفی اور پیشکاران دفتر بخشی خانہ اور توپخانہ دستی
اور رای جوارام منشی اور جعفر قلیخان داروغہ خزانہ اور میرزا داود خان سامان حاضر ہوکر ایک گہڑی
ضروریات کی عرض کرنی مین متوجہ ہوکر مرخص ہوتی تھی اور صولت جنگ داخل حرم سرا ہوکر
مستورات منظور نظر کی ہمراہ خانہ باغ کی سیر فرماتا اور لیتیونکی سواری مین جو بڑی تکلیف سے
بنالی گئی تہین ادہر ادہر جاتا اور تفرج کرتا رہتا جب شام ہوتی نماز مغرب و عشا پڑہکر اگر
خواہش ہوتی گانے والیان حاضر ہوتین ورنہ تنہا مصاحبت اور مکالمہ بحبت مین ایک تہائی رات
بسر کرتا بعدہٗ استراحت فرماتا اسیطرح علی الدوام اوقات گذاری تہی ۔ بندہ مورخ نے مدت
رفاقت مین کہ سات سال کامل گذری کبہی کلمہ ناخوش اوسکی زبان سے نسنا کہ کسی ادنی کے بہی
حق مین کہا ہو اور نہ یہ دیکہا کہ کسی پر غصہ فرماتا ہو سلیقہ معاش نہایت درست تہا باوجودیکہ اسکا
مداخل بہ نسبت شہامت جنگ کی کیا باعتبار مدت اور کیا بحساب عدت کی بہت کم تہا مگر خزاین اور
جواہر اور ظروف اور مکانات اور طلا و نقرہ اور افیال وغیرہ لوازم امارت کی شہامت جنگ کی برابر
رکہتا تہا چنانچہ بعد اوسکی انتقال کی چالیس اور کئی لاکہہ روپیہ نقد اور شاید ایک لاکہہ اشرفی
کی قریب خزانہ مین موجود تہی اور دیگر آلات نقرہ و طلائی وغیرہ بہی اسی قیمت کی ہونگی گہوڑے ہاتہی
بہی بہت تہے ایکروز اوسکے دلمین آیا کہ بندہ مورخ کو ہاتہی عطا فرمائے مجلس خلوت مین بلکہ پس پردہ
اوسکی عورات بہی بیٹہی ہوئی تہین اور بسنت پنچمی کا جشن تہا کہ ہند مین ہوتا ہے میر محبوب علی نام مرد پیر جو اوسکی
طالبعلی اور زمانہ افلاس کا آشنا اور رفیق دیرینہ تہا اور چند دیگر خدمتگارون کی سوا کوئی نہ تہا
خواجہ سرائی محلی بہیجکر مورخ ہذا کو طلب کیا جب حاضر ہوا مامور جلوس فرمایا اور اختلاط مین گفتگو
کرتے کرتے بعد ابتداد صحبت کی حاضر علیخان غلام سرکار دیوان خانہ نے عرض کیا کہ میر سلطان خلیل
خان بنا بر ادای آداب عنایت فیل کی کہ مرحمت ہوا تہا در دولت پر حاضر ہے اگر حکم ہو دور سے تسلیمات
بجا لاکر لوٹ جاوے حکم ہوا کیا مضایقہ ہے حسب الاشا تعمیل ہوئی بعد ازان مورخ کو اسی عبارت سے
کہا کہ خانصاحب تمنے ہمارا فیلخانہ دیکہا ہے مورخ نے عرض کیا کہ مکرر اتفاق ہوا اور فیلان سرکار نہایت
خوب ہین فرمایا اب بہی دیکہنا چاہیے اور اونمین سے ایک زنجیر پسند کیجئے تاکہ آپ کو عنایت فرمایا جاوے
بندہ نے اوٹہکر بعد ادای آداب کے عرض کیا کہ یہ چند کلمہ اوس شفقت سے ارشاد ہوے کہ برابر عنایات
فیل کی جانتا ہون لیکن سواری فیل کیواسطے وضع اور ہیئت چاہیے اور فدوی ہر چند باقبال والا
کمال رفاہ اور آرام مین بسر کرتا ہے مگر ہنوز لیاقت سواری فیل کی نہین رکہتا انشاء اللہ زیر سایۂ

عاطفت رہکر جسوقت اوسکی سواری کا وقت آویگا عنایت ہوگی گا اس طرز التماس کو نہایت
پسند فرمایا اور زیر لب ہنسکر خاموش ہوا بعد چندی جب صفدر جنگ کی ورود کی خبر بلاد بنگالہ
مین بسبب اسکے بنارس چلی آنیکے ملی اور مہابت جنگ نی صولت جنگ کو لکہا کہ اسطرح پر افواہ
اوڑی ہی جو ہم اسطرف سی آتی ہین اور آپ اودہر سی مع اسباب حرب کی نہضت کیجئی بندہ سی ارشاد
فرمایا کہ چند سوار و پیادہ عمدہ بہم پہونچانا چاہیے بندہ نی عرض کیا آدمی اسجگہہ میسر آوینگی کیونکہ یہ ملک
گوشہ ہی مردم ملک دیگر کا گذر ادہر کو مشکل سے ہوتا ہی فرمایا کیا مضایقہ انہین سی منتخب کر کے
نگاہداشت کرنا چاہیے حسب الحکم تعمیل ہوئی اسی اثنا مین صفدر جنگ کی معاودت کی خبر پہونچی اور
مردم کی جستجو سے کم ہوئی جماعہ دار لوگ جو اس روز کیلیے دست بدعا تھے اپنی لوگون کی نوکری
کو ملتجی تھے نواب نی آزردہ ہوکر جواب صاف دیا مگر بائیس پٹہان جو کہ خوش اسپہ تھے اپنی خواہش
سے مقرر فرمائی بندہ نی اظہار کرنا اجتماع مردم کا حسن طلب سمجہکر اسطرح پر عرض کیا کہ الحمد للہ
شورش دفع ہوگئی اگر حکم ہو چند لوگ جو فراہم ہوگئی ہین برطرف کیے جاوین عرضی پر دستخط فرمایا کہ
اوس عالیشان کو اس سے کیا کام کل آخر روز کو ملاحظہ مین حاضر کرین آخر ہر ایک سوار و پیادہ کو
دیکہکر مقرر کرلیا اور اون بائیس افغان کو بہی حکم دیا کہ رسالہ بندہ مین مقرر ہون جب ستر اسی سوار
کی قریب اور دو ڈہائی سو پیادہ کی بندہ کی رسالہ مین مامور ہوئی فرمایا خانصاحب اب تو شاید ہاتھی
پر سوار ہونا نامناسب نہوگا بندہ آداب بجالایا جب روز جمعہ آیا ایک زنجیر ہاتھی فیلخانہ سی منتخب فرماکر
عطا فرمایا۔ **نقل** چوتھی یہ ہی کہ مورخ نی ایکمرتبہ مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہنڈوی بنام اپنی والدہ کے
شاہجہان آباد کو بہیجی اونہی اس امر سے واقف ہوکر کہا کہ خانصاحب سنا گیا کہ اسقدر روپیہ کی ہنڈوی
آپنی شاہجہان آباد بہیجی ہی چونکہ چھپانا نامناسب تہا مورخ نی اقرار کیا فرمایا کہ ہمیں اطلاع نہ کی ورنہ ہم بہی
شریک ہوتی مورخ نی عرض کیا شریک ہونا کیسا یہ سب کچھ حضور کی دولت کی بدولت ہی ورنہ بندہ
ملازم کی دست قدرت ظاہر ہے سنکر ہنسا اور خزانچی کو حکم دیا کہ سرکاری حساب مین مجرا کرے
اور رسید فقیر کو دیوی مورخ اس عطا یا سی باہر ہوکر شکر خداوندی بجالایا۔ **نقل** پانچوین یہ ہے
کہ خدمت پرگنہ سری پور کی جسکا معاملہ ایک لاکھ اور اسی ہزار کی روپیہ پر منتج ہوا تہا چاہا کہ رعایتاً
مورخ کو تفویض فرماوے بلا اطلاع مورخ کی اپنی دیوان مدار المہام کو جو دیوان سیف خان مرحوم کا
بہی تہا اور راجہ عجایب رای اوسکا نام تہا مورخ کے مکان پر بہیجا وہ مع سند اور شیخ امان اللہ نام
جو مرد عامل پیشہ اور اوس ضلع کی عمال مشہورہ مین تہا مع دو قطعہ خلعت کے آکر مظہر ہوا کہ

کہ جناب عالی نے اس پرگنہ کا معاملہ مبلغ مذکور کے ساتہ آپکے بے تجویز فرمایا ہے اور دو صورتین ہین جو
پسند ہون تعمیل کیجاوین اول یہ کہ اس کام کی خلعت لیجے اور مبلغ مذکور کو اپنے ذمہ لیکر جسکو چاہیے
بہیجدیجے تاکہ وہ بند و بست پرگنۂ مذکور کا کرکے زر معاملہ سرکار مین داخل کرے اور باقی جو کچھ
زیادہ ٹہرے آپکی خدمتمین دے تا آنکہ خلعت اصالت تو اپنے تن زیب فرمائی اور اپنی نیابت کی خلعت
شیخ امان اللہ کو پہنائی اور ایک فرد نکالکر دکھلائی جسمین نواب کا صاد اور دستخط موجود تہا اور
یہ مندرج تہا کہ مبلغ سات ہزار روپیہ منافع پرکسواسطے ہے شیخ امان اللہ نے اپنے ذمہ لیکر مہر
کردی تہی دکھلاکر کہا کہ اسقدر روپیہ سالیانہ مع اخراجات نذر عیدین اور سالگرہ اور دسہرہ
وغیرہ معمولی کے بہیجا کریگا اور نیز دیگر فرمایشات مین حاضر اور فاخر ہوگا بندہ نے بنابر مرضی حضور
اور نیز اپنے رفع تکلیف کو ہر ایک خیال سے گذر کر جیسا کہ فرمایا تہا ہر چند خلاف رفقا تہا تعمیل کی نقل
جہتوین یہ ہے کہ ایکروز وہ مرحوم سواری کشتی خاص سے اوترا تہا اتفاقاً پالکی اوسی پار دریا کے رہگئی
تہی اور کوئی سواری بروقت عبور نہ پہونچ سکی اور صولت جنگ کو تختہ سے بہی اوترنا دشوار تہا فقیر
نے تحیر پاکر اپنا ہاتہ بڑہایا صولت جنگ اس حرکت سے خوشنود ہوا اور دست مبارک میرے ہاتہ
مین دیکر باستعانت بندہ قدم تختہ پر رکہا اوترنا شروع کیا جب تہوڑی مسافت رہی متوقف ہوکر
ہنسا اور فرمایا خانصاحب آپنے اسوقت مین عجب دستگیری کی بندہ نے عرض کیا یہ کیا ارشاد ہوتا ہے میرا
حال تو کچہ اور ہی ہے کہ جناب عالی نے میری دستگیری کی اب جس پایہ کی آرزو ہے جلد وہانتک پہونچاوینگے
اس جواب سے ہنسکر فرمایا اسمین کیا شک ہے انشاء اللہ المستعان ایسا ہی ہوگا لیکن مجہے تمسے اس عالم میں
بہی توقع دستگیری ہے اور ہے ایسا ہی عالم عقبیٰ مین — اب خیال کرنا چاہیے کہ اخلاق اس بزرگ
ستودہ صفات کا کس درجہ کو تہا بندہ ستائیس برس کا اور خداوند نعمت کا سن شریف ساٹہ برس
کا تہا اور قرابت مین بہی وہ بزرگ اور بندہ خرد تہا اور اگر کردار ظاہری پر خیال ہو وہ ہفت ہزاری
اور بندہ ادنے ملازم سبحان اللہ ساتہ اس بزرگی کے اور اسطرحکی انکساری بیت تواضع ہے
گردن فرازون سے نیک + تواضع خصال گداسی ہے ایک - القصہ وہ مرد فرشتہ طلعت سات برس
چند مہینے تک ضلع پورنیہ مین کار فرما رہا رعایا برایا ملازمین کو اپنے داد و عدالت سے نہایت راضی
و خوشنود رکہا کبہی سفر اور رزم کی حاجت نہ ہوئی البتہ اپنے چچا مہابت جنگ کی ملاقات کو سراج محل
تک آتا تہا اور کبہی کبہی مرشد آباد تک اقامت پورنیہ کی مدت مین ایکمرتبہ واسطے مدافعہ
فخر الدین حسین خان پسر سیف خان کے جو عظیم آباد سے نکلکر ادہر قاصد ہوا تہا نکلا جب وہ مالدہ کو

سنہ ۹۰۹ مین قصبہ ریل جو سوستان کے متعلق ایک نزہتگاہ ہی عزلت قبول کی اور خدا آگہی تان حقیقت پژوہ
کے پیوند دوستی سے کتخدا ہوا اگرچہ جنگل سے شہر مین آیا۔ لیکن تجرد سے ساتھ تعلق کے نہ مونہہ لایا۔ وسی انداز
آگہی پر بکر انفاس گرامی کو اپنی آویزش مین آخر کرتا۔ اور نئے بدل زندگی کو نقش بوقلمون کی پیراستگی مین
مصروف رکھتا اور لڑکے پوتے اوسکے گرداگرد مشغول خورسندی تھے اور دانش عبانی اور بیانی سیکھتے
آغاز سنہ ہجری مین شیخ خضر کو بعض اولیاے ہند کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ اور چند خویشان اور دوستون
کے ساتھ ہندوستان مین آکر شہر ناگور کو پہونچا۔ سید یحیی بخاری اچی جو مخدوم جہانیان کا جانشین
اور ولایت معنوی سے بہرۂ وافی رکھتا تھا۔ اور شیخ عبد الرزاق قادری بغدادی اولاد گرامی اولیاے
بزرگ سید عبد القادر جیلی اور شیخ یوسف خورسندی کہ صورت و معنی کی خیر سے ہوئے تھے اور بہت سے کمالات
حقیقی فراہم کرکے گذرگاہ اور رہنمائی خلق مین بسر کرتے تھے۔ اور جہان کو اوسکی رہ آورد یہی ذخیرہ بلتا ان بزرگون
کی گرمجوشی اور دلجوئی اور غربت سے توطن قبول کیا سنہ ۹۱۱ ہجری مین شیخ مبارک کی ولادت ہوئی چار ہی
سال میں لوامع آگہی سے تجلی ہوئی اور نو ۹ برس کی عمر مین سرمایۂ بزرگ حاصل ہوا۔ چودھوین ۱۴ سال علوم
متداولہ سیکھے اگرچہ اکثر قافلہ سالاران راہ خدا کی عنایت اس بزرگ پر تھی مگر شیخ عطن کی ملازمت مین آکر
بسر اوقات ہوتی تھی شیخ ترک نژاد کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی سکندر لودہی کے وقت مین اوس شہر مین
وطن گاہ مقرر کیا اور شیخ سالار ناگوری کے خدمت مین پایۂ والا کو پہونچا۔ وہ توران و ایران مین دانائی سیکھی
القصہ شیخ خضر خورسند کی طرف پھرا یہ حال تھا کہ بعضے نزدیکون کو اسطرف بلاوے مگر حیات مستعار
راہ ہی مین منقطع ہوئی۔ حدود ناگور مین بڑا قحط نمود ہوا وباے عام ظاہر ہوئی سواے ابو الفضل کے دادی
کے باقی جملہ نقش فانی ہوئے پدر بزرگوار کو ہمیشہ غربت کی سوجھی تھی اور ہر سرزمین کے بزرگان وقت
کے دیکھنے کی آرزو تھی لیکن وہ کدبانوی خاندان عفت اجازت نہ دیتی اور آپ کے دل مین سرکشی نہ تھی
اسی کشاکش مین شیخ فیاضی بخاری قدس سرہ کی ملازمت مین پہونچے۔ اور شورش دل نے
افزایش پکڑی انھون نے سوال کیا جواب ہوا کہ عنقریب ایک شخص کو قرار ہدایت پر لاتے ہین اور
جویندگان آگہی کی رہنمائی پر مقرر کرتے ہین عبد اللہ نام رکھا ہے گرامی لقب اوسکا خواجۂ احرار ہوگا
انتظار اوس وقت کا کرے اور ایمن اوسکی قبول کرے خواجہ اوس وقت مین ابلہ پایۂ عرصۂ تگاپو تھے۔ اور
جاندار وے حقیقت کی جستجو مین دوادوش رکھتے تھے جب وقت پہونچا اور اوس پایۂ والا مین فیروزی
پائی تلقین خدا پژوہی کی اوس سے حاصل ہوئی گمنامی کو اوسکی خلوت فرمائی اور نے تعینی اوسکا مشیہ
مقرر ہوا سخنان خواجہ مین جس جگہ کہ درویش سے تعبیر ہوتی تھی اوس یگانۂ آفاق کو چاہتے تھے قریب

چالیس برس کے دیار خطا مین بسر کیا- اور جنگل و پہاڑ مین عشرت تنہائی رکھتا تھا- اکیسو بیس برس کی عمر پائی
اور گرمی روزی کے آثار اوسیطرح پر افزایش رکھتے تھے - ایک رات کو پدر بزرگوار اوس ملک زاد بوم مین چند خدا جویان سعادت
منش سے داستان حقیقت کہتا رہا اور بہت سے نکات دل افروز ظہور مین آتے رہتے ناگاہ ایک آہ کی آواز کان مین
پہونچی اور تجلی الٰہی چمکی ہر چند خیال دوڑایا مگر نشان نپایا دوسرے روز بڑے تگاپو اور تجسس سے روشن ہوا کہ کسی
کمہار کے مکان مین وہ بزرگ معنوی عزلت گزین ہین اوسکے نور ارادت سے ایک زمانہ آسودہ ہوا اور خاطر ہرزہ گرا
سے باز آیا ہمیشہ چار ماہ تک سعادت زیادہ کرتے تھے اور اوسکی نظر کیمیا اثر سے عیاری کی افزایش کرتے تھے
اوسی نزدیکی مین سفر اقدس ظاہر ہوا دل کو گوناگون حقایق سے امر فرمایا اور جویندگان حقیقت کی رہنمونی مین اشارہ
ہوا اور خوشدلی اور فارغ البالی سے رخت ہستی اوٹھایا اوسی نزدیکی مین نقابۂ دودمان عصمت جو تعلیم پدر بزرگوار
کی فرماتی تھی اس خاکدان فنائی سے روپوش ہوئین پدر بزرگوار نے بآئین تجرد دریاے شور کی طرف قدم اوٹھایا
ارادہ یہ تھا کہ راہ چار دیوار معمورہ کی پیمایش کی جاوے اور گروہا گروہ مردم سے فیض لیا جاوے احمد آباد گجرات مین فرمان
مرتبہ والا ہوئے اور دانش تازہ حاصل ہوئی اور ہر ایک فن کی سند حاصل کی اور آئین امام مالک شافعی اور ابو حنیفہ و حنبل کی ہر ایک بزرگ دانا مین
طرح طرح کی دریافت فرمائی اصول و فروع سب یکجا کیے اور اسکا پورے سخت سے پایۂ اجتہاد ظاہر ہوا اگرچہ بموجب
اجداد بزرگان مانند ابو حنیفہ کے روش اختیار کی تھی لیکن ہمیشہ کردار کو احوط سے آرایش دیتے اور تقلید سے برکنار رہنا گوارا
کی دلیل کرتے اور جو کچھ نفس کو دشوار معلوم ہوتا اوسے اختیار کرتے اور سعادت منشی اور روشن ستارگی سے علم
ظاہری سے حقایق معنوی مین پہونچ ہوئی - اور نزہتگاہ صوری ملک حقیقت کی رہنما ہوئی تصوف اور اشراق کے
اسالیب حاصل کیے اکثر کتابین نظر و تالہ دیکھی گئین خاصکر حقایق شیخ عربی اور شیخ بن فارض اور شیخ صدر الدین
قونوی وغیرہ اصحاب عیانی و بیانی پر نظر عاطفت ڈالی او نظر تماشے نے اندازہ حاصل ہوئین اور دستہای
بوالعجب روشن ہوئین اور بزرگترین عطایا یہی سے خطیب ابو الفضل کی ملازمت حاصل ہوئی اوسنے براہ
قدردانی اور آدم شناسی کے فرزندی مین قبول کیا اور واسطے تعلیم علوم طرح طرح کے مصروف ہوا - اور
گوناگون دانش کے سیکھنے کی ہمت کی تجرید کے مراتب اور غوامض شفا اور اشارات اور دقایق تذکرہ اور مجسطی کے
سیکھے سربستان حکمت کو طراوت پذیر ہوئی - مرد خرد پژوہ فرمان روایان گجرات کی سعی سے شیراز سے
اس ملک مین آیا - اور بستان شناسائی مین روشنی تازہ ہوئی لیکن درحقیقت علوم حقیقی عقلی مولانا
جلال الدین دوانی کی شاگردی مین حاصل ہوئے - جناب مولوی نے اول اپنے والد سے اور اوائل کے مقدمات
سیکھے - بعدہ شیراز مین مولانا محی الدین اشکبار اور خواجہ حسن شاہ بقال سے دانش آموزی کی
یہ دونو بزرگ شاگردان سید شریف جرجانی کے ہین اور کسیقدر مولانا ہمام الدین گلناری سے مدرسہ مین بھی

آنا جانا کرتے رہے - غرض کہ بحث کی رسائی سے عجب کشائیش ظاہر ہوئی - اور کتب حکمت کے مغز کو پہونچے
اونکے مطالب کو ذہن نشین کیا - جیسا کہ اوسکی تصانیف گواہ ہین اوسی شہر فیض بہر مین پدر بزرگوار
کو شیخ عمر ثنوی کے جو اکابر اولیاے زمانہ مین سے تھا ملازمت حاصل ہوئی وہان اور ہی رنگ سے
تعلیم ہوئی اور اکثر شطاریہ اور طیفوریہ اور چشتیہ اور سہروردیہ دریافت ہوئے اور بھی اوسی شہر مین
شیخ یوسف سرمست کی خدمت ملی - اور سرمایہ آگہی حاصل ہوا ہمیشہ آداب عبودیت ملحوظ رہتے
آخر اوس گرامی صحبت کی برکت سے یہ حوصلہ ہوا کہ نقوش علمی ساحت ضمیر سے حک کیے جاوین - اور رسمیات
سے نفرت کر کے جمال مطلق کے محو ہوین مگر اوس ہادی حقیقت نے اس عزم سے باز رکھا اور فرمایا کہ اندنون
سفر دریا مسدود ہی آگرہ کو جایا چاہیے اگر وہان مدعا نکلے تب توران و ایران کو جائیو - اور علم رسمی
طیلسان احوال اپنے کی بنائیے اسی اشارے کے بموجب غرۂ اردی بہشت سنہ ۶۵ جلالی مطابق
چارشنبہ چھٹوین محرم سنہ ۱۰۵۲ ہجری کو آگرہ پہونچے میان شیخ علاء الدین مجذوب کی مصاحبت ہوئی
اور اوس مستی سے ہوشیار ہوکر فرمایا حکم خداوندی ہی کہ اس شہر مین مقیم ہوکر ترک گردش کیجا دے آخر کو
مقام ہوا دریاے جون کے کنارے میر رفیع الدین صفوی یحیی کے مزار کے جوار مین قیام فرمایا - اور خاندان
قریش سے جو علم و عمل مین درست تھے نسبت تاہل کے ظاہر ہوئے اور اسی شہر مین دوستی پیدا کی
اور وہ دانا دل اس نوبادۂ شناسائی کو مغتنم سمجھکر کشادہ پیشانی سے دلجوئی مین حاضر ہوا - چونکہ
اسباب ثروت بکثرت رکھتا تھا ایسی خواہش کی کہ یہ بھی اوسے اختیار کرین مگر انھون نے
قبول نفرمایا میر صاحب ممدوح سادات بزرگ حسنی الحسینی مین ہین کسیقدر انکے لڑکون کا
حال شیخ سخاوی کے تذکرون مین مذکور ہی اگرچہ انکا وطنگاہ و موضع ایک شیراز ہی اور دیر بازسے
حجاز کی سیر کرتے ہین اور ہمیشہ اسی دو جگہ پر بسر کیا - اگرچہ معقول و منقول اپنے بزرگون سے
سیکھا لیکن مولانا جلال الدین دوانی کی شاگردی سے کچھہ اور ہی جلا حاصل کی اور حریرہ عزت مین
انواع علوم نقلی شیخ سخاوی مصری قاہری شاگرد ابن حجر عسقلانی سے حاصل کیے اور رجب سنہ ۹۵۴ ہجری
مین داعی حق سے لبیک کہی والد بزرگوار کو اپنا جانشین بنایا - والد بزرگوار نے ہمیشہ شست و شوے
باطن اور گوہر ظاہر کی صفائی پر میل رکھا اور کارساز حقیقی کی نیاز مین رہکر درس گوناگون اختیار کیا
اور گفتگوے پاستانی کو چہرۂ حال کا روپوش فرمایا اور زبان خواہش قطع کی اگر اہل ارادت
کچھہ نذر نیاز لاتے تو کسیقدر لیکر اور لوگون سے عذر کر دیتا اور دست ہمت کو آلودہ نفرماتا - تھوڑے
دنون مین دانشوران کا جاے رجوع ہوا - بزرگ و کوچک کا مقام زیارت ہوا - یاران زمانہ کو

حسد نے آدبایا دوستی سے انجمن افروزی شروع ہوئی مگر انکا یہ حال تھا کہ نہ اول حال سے خوش تھا
نہ دوم سے ملال شیر خان اور سلیم خان وغیرہ بزرگوار اس خیال پر ہوئے کہ وجوہ سلطانی سے کچھہ قبول کرین
از انجا کہ ہمت بلند اور نظر عالی تھی انکار محض کر دیا۔ چونکہ انکی ذات مین لوگون کی رہنمائی ودیعت نہاد
دست قدرت تھی۔ اور درگاہ سے فرمان راست گذاری رکھتا تھا۔ اور اشارۂ اولیاے زمان مدد بے
اور مہربانی ہواداروں کی روز افزون تھی ہمیشہ آیندگان مجلس اور جویندگان آگاہی کی ہدایت فرماتا۔ اور بدخویون
کی سرزنش بیان کرتا ظاہر پرست رنج کھینچتے اور نالایق توہمات کرتے چونکہ یہان تو ہنگامہ آرائی کا ارادہ ہی نہ تھا
معرکہ آرائی کی کبھی عزمیت نہوتی نہ حق گوئی اور نکوہش بدکاری مین دریغ ہوتا۔ اور آزردہ دلون کی پرخاش
جوئی مین توجہ ہوتی اسی حال مین خداوند تعالی نے اولاد سعادت نہاد عطا فرمائی۔ اگرچہ ہمیشہ گفتگوے
علمی کا مشغلہ تھا۔ مگر دانشہاے حقیقی کا اظہار کم کرتا تھا۔ جسوقت حضرت جنت آشیانی کے قدم مبارک
شہر مین آئے چند تورانی اور ایرانی بھی پدر بزرگوار کے حضور مین پہونچے اور انجمن دانائی کو رونق تازہ ظاہر ہوئی
ہنوز اس ہنگامہ نے بخوبی گرم بازاری ظاہر نہ کی تھی کہ سخت حادثہ ہوا۔ ہیمون نے خیرگی شروع کی۔ نیکان زمانہ
گنج نشین ہوئے سفر ناکامی پیش آیا مگر پدر بزرگوار اوسی گوشۂ عزلت مین مقیم رہا اور بتائید الہی ہیمون نے
کاردیدہ لوگون کو بھیجکر معذرت کی اور اونکی سفارش سے اکثر لوگ تنگناے غم سے رہا ہوکر بزمگاہ شادی
مین گرم خرام ہوئے اول سال جلوس شاہی مین قحط سال عظیم ہوا۔ وہ معمورہ بالکل خراب ہوا بجز چند گھرون
کے اثر آبادی مفقود ہوا اگر بلاد ہندستان مین یہ بلا ظاہر ہوئی مگر پدر پیر وہین پر ثابت قدم رہا۔ راقم
شگرفنامہ اوسوقت پانچ برس کا تھا اور آگہی اسقدر پیش طاق بینش چمکتی تھی کہ گفتگو مین نہین آسکتا۔
یہ سب سانحہ بہت عمدہ طور پر یاد ہے غرضکہ اس انقلاب مین ستر آدمی مرد اور عورت اوس کاشانہ مین باقی
رہے۔ برادران زمانہ کو فراخی حال اور نشاط درویشان سے حسرت تھی کیمیاگری اور سحر طرازی کا گمان کرتے
تھے کبھی سیر بھر غلہ ملجاتا اوسکو مٹی کی دیگون مین اوبال کر اوسکا آبجوش اس جماعت مین تقسیم ہوتا تھا
تعجب یہ کہ غم روزی نہ تھا۔ اور سواے اندیشۂ پرستش ایزدی کے کوئی بات دلمین نہ آتی تھی۔ آخر رحمت
ایزدی ظاہر ہوئی اور نیزۂ اقبال شاہی آیا۔ جہان نے معدلت روز افزون سے روشنی پائی بارگاہ خرد
کی آرایش ہوئی اسباب آگاہی کی گران قیمت ہوئی گوناگون لوگون نے خزینۂ عقل سے فوائد بیکران
حاصل کیے اور اوس نورانی سرشت کا خلوتکدہ مجمع دانایان ہفت کشور ہوا اور سخن بلندی گرا ہوا حسود
افسردہ ہوئے اور بدگوہرون کی ناتوان بینی نے افزایش پکڑی۔ مگر والد بزرگوار اوسی اپنے آئین پر
ہمسر گرم رہگرا راہ و رسم مین مصروف تھے اب لوگون نے یہ اختیار کیا کوئی مہدویہ بتلاتا اور اپنے گفتار

فقیر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسنے فقیر کی طرف دیکہا جب باہر آیا ہر ایک کو اندیشہ عظیم اور امید شفا کی زایل
ہوئی معلوم ہوا کہ فساد مادہ نے باطن دماغ مین رجوع کیا ہے جب ثلث حصہ شب کا گذرا صولت جنگ
نے بہی اپنا حال دگرگون پاکر حکم دیا کہ قیدی آزاد کیے جاوین اور صدقات ادا ہون مستورات حرم
نے گریہ وزاری شروع کی عجب قسم کی تشویش ہوئی قریب اول صبح کے حواس سلب ہوے جب دو گہڑی
دن چڑہا ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۹ ہجری کو جان بحق ہوا مصرع جہان ماند خوئی پسندیدہ برد —
اوس گہڑی وہ تشویش اور رنج جملہ حرم سرا مین لاحق ہوا کہ جملہ علما اور رفیق کو بلا کر مستدعی ہوے
کہ دعا کرین یا کچہہ آیات قرآنی پڑہین تا کہ صحت حاصل ہو صولت جنگ بیہوش غشی مین تہا دو تین دم
زندگی کے جو باقی تہے پوری کر رہا تہا جو دیکہنے کو آتا گہبرا کے واپس چلا جاتا میر عبد الہادی روشن تخلص
جو صاحب دیوان اور نظم و نثر مین مہارت تمام اور علم عربی اور عروض کو خوب جانتا تہا جو ملاحظہ
اوسکی حال کی غشی طاری ہوئی خواجہ سراؤن نے ہاتہ پکڑ کر باہر نکالا اور مرحوم بالا کو بولا کر اوسکی نقاہت
[illegible] اوسکے گہر کو روانہ کیا چند پہر اوسے غشی مین گذرے تہے پہر [illegible] ساعات گذری ہوگی
کہ وہ صاحب کمال بہی جان نثار ہوا اللہم اغفر لہ [illegible]
[illegible] شاہجہان آباد مین نشو و نما پایا تہا [illegible]
[illegible] علی خان اور [illegible] شاہجہان آباد سے عظیم آباد روانہ کیا
[illegible] جنگ [illegible] سید علی خان [illegible]
[illegible] قناعت مین [illegible]
[illegible] عظیم آباد مین جسکا ذکر [illegible] ہو چکا [illegible] قبول کیا ہمیشہ خلوت نشین اور تمام طبیعتون کی
آمیزش سے دور رہتا اکثر لوگون سے کم آمیزش کرتا تہا اور فکر شعر و تفنن مین بسر کرتا عظیم آباد اور
پورنیہ مین جب تک زندہ رہا فقیر حقیر سے ہمکلام رہا کہ ہمارے تمہارے مثل اوس مثل سے موافق ہے
کہ اگر تو نہے میرے شعر مین معنی نہ ہنگی الغرض صولت جنگ مرحوم کو سید صالح مرید سید محمد تربتی نے
جسکا مذکور ہو گیا اور تازہ کربلاے معلے سے آیا تہا اور کلکتہ ہوتے ہوے باتفاق آقا عبد الصمد کی پورنیہ
پہونچا متوجہ ہو کر غسل دیا اور جو کفن کہ وہان سے لایا تہا پہنایا اون دونو بزرگ نے مع دیگر جماعت
حاضرین کی نماز جنازہ ادا کی جیسا کہ ضابطہ ہے ساتہ تجمل اسباب کے جنازہ اسکا لیجا کر جعفری باغ مین دفن کیا چونکہ فوت
ہونا دونو بہائیون صولت جنگ اور شہامت جنگ بلکہ مہابت جنگ کا چند مہینے کے فاصلہ سے ایک ہی سال مین واقع ہوا
کلمہ خدا ایشان را بیامرزد مادہ تاریخ تصور کیا اس سانحہ کے بعد شوکت جنگ خلف کلان صولت جنگ

اوس جماعت مین آکر براہ ساختگی دستار سر سی پھینک جزع و فزع کرنی لگا مورخ نی جو اوس دربار او اوسکی
باپ کی حضور مین باعتبار نہاد دستار او ٹھاکر اوسکی سر پر رکھی اور صدر نشین زدون مصیبت کا بنایا اور شیخ
جہان یار وغیرہ سرداران کو لیکر موافق ضابطہ کی جانشینی کو کہا بعد فراغت امور مذکورہ بالا زبان شوکت جنگ
سی ہر ایک کی تسلی کرائی اور اوسی دیوانخانہ مین ایک بیچوبہ استادہ کرکی اوسکا خوابگاہ کیا دوسری صبح کو
بندہ نی حاضر ہوکر دلجوئی او تسلی کرنا شروع کی اور مہابت جنگ کی نام درخواست مسودہ عرضی کی
آخر بطور مناسب لکھوا کر ارسال کیا مہابت جنگ تو قبل وفات صولت جنگ کستر ہ روز سے مرض استسقا
مین اسیر ہوگیا تہا اور صولت جنگ نی اسکی خبر بیماری سنکر اپنی بیماری سی بے خبر ہوگیا تھا تاسف
کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وقت کار ہی افسوس کہ بندہ بیمار ہی اپنی وکیل کو خلعت دیکر واسطی تالیف قلوب
سپاہ اور راعیان و ارکان دولت کی مرشدآباد کو رخصت فرمایا اور مداوا کی تاکید اکید کردی
سبحان اللہ کسقدر بنی نوع غافل ہین اور فی الحقیقت یہی غفلت دنیا کا نام ہی القصہ جب مہابت جنگ
نی صولت جنگ کی رحلت کی خبر سنی نہایت متوحش و متاسف ہوکر کہا الحال بی پر و بال ہوکر خدا کے
حضور مین جاتا ہون اور ایک تعزیت نامہ صولت جنگ کی اولاد کے نامہ موسومہ شوکت جنگ ارسال
کیا اور ہر ایک کو خلاع ماتم اور شوکت جنگ کو بحالی پورنیہ کا سند مرحمت فرمائی شوکت جنگ
نی مہابت جنگ کی تلقین کا بہانہ کرکی امور مذکورہ قبول کرلی اور جو کچھ میرزا زین العابدین کا دل نامہ برنی
زبانی عرض کیا سب کو مقرر ہوا اور میرزا مذکور راضی او خوشنود واپس کیا او تاریخ مختار مسند
ایالت پر جلوس فرمایا اپنی سفاہت کا اظہار کرنی لگا بندہ مورخ کو اوسکی تمیز و شعور سی بخوبی آگاہی تھی
جب وہ کامیاب ہوا فوراً مستغنی ہوگیا ہرچند اسکی الحکایۃ اغنی دایہ نی جسکا نام دائی کونل اور دانا
اتما صولت جنگ نی خطاب دیا تہا اور بندہ سی نہایت محبت رکھتی تہی بندہ کو بلا کر مبالغہ کیا کہ شوکت جنگ
میری لڑکی کی جگہ اور صولت جنگ کا بیٹا ہی لیکن خیال جوانی سی مست و سرشار ہی اور تمہاری گردن پر
حقوق صولت جنگ کی اور نیز مجھہ ضعیفہ کے متحقق ہین میری دل مین آتا ہی کہ آپ نیابت معاملات
ملکی اور مالی اور عہدہ سوالجواب مین قبول کرین اور صولت جنگ کی وقت سی کارگذار خان فوج کا
بخشی آپ کا دوست ہی اوسکو بھی اپنا شریک کرین اور صولت جنگ کا نام و مکان کی بربادی نکرین
بندہ نی جواب دیا کہ جو کچھ تمنی کہا عین صواب ہی اور مسئلہ لاجواب لیکن خوب جانتی ہو کہ شوکت جنگ
کبھی اسطرح بر راضی نہوگا جس امر مین باپ دادی کا نام گم ہو اوسکی تکمیل کریگا اور جب نوکری
اور آقائی ہوتا ہی اوسکی رضامندی مین ناممکن ہی چونکہ وہ نیک بخت بھی عقیل تہی بندہ کی التماس سے

خاموش ہو گئی اور بندہ نے واسطے جناب آقا عبد اللہ فاضل کی پانچہزار روپیہ اور ہزار روپیہ واسطے جلیل القدر میر سید محمد کی لیکر دونو کو بھجوا دئیے اور بعد چندے خود بھی رخصت ہوا دایہ مذکور نے بعد انقضای امید کی پانچہزار روپیہ نقد زاد راہ بندہ مورخ کو بھیجا یہ عورت بڑی عقیلہ تھی حافظہ ایسا تھا کہ گاہ بگاہ تک فراموش نکرتی تھی ایسی ہفت ہزاری کی مکان کی مدار المہامی کرتی تھی ہر قسم کی ملازمین میں شاید ایسا ہی کوئی ہو جو اوسکا ممنون احسان نہو بندہ کوچ کرکی گندہ گولہ مین آیا تاکہ عازم عظیم آباد ہو اسی ضمن مین مہابت جنگ کی رحلت اور سراج الدولہ کی جلوس کی خبر ملی لہذا گندہ گولہ مین متوقف ہوا تاکہ سراج الدولہ کی حسن سلوک سے ماہر ہو اسی عرصہ مین خبر ملی کہ اپنے چھوٹی بہائیون کو مانند سید علیخان اور غالب علیخان اور چچا وہاب علیخان جو مورخ کا ہمسن تہا اور یہ تینون عظیم آباد مین تہے خارج کیا آمد اس خبر سے روانگی مین زیادہ دیر ہوئی جب موسم بارش آیا محل اقامت کی وہان متعذر تھے ناچار ریورنیہ کو معاودت ہو کر حویلی سابق مین مقیم ہوا۔ الحال بنا بر انتظام سررشتہ وقایع کے احوال انتقال مہابت جنگ کا اور سراج الدولہ کی امر فرمائی کا تحریر ہوتا ہے۔

انتقال کرنا مہابت جنگ کا جہان گذران سے اور بعض اخلاق اور انتظام اوقات اوسکا اور تخزود مانگی اور سراج الدولہ کا جلوس اور حوادثات کا ظہور ہونا تمام ملک کی بربادی

مہابت جنگ کو جیسا کہ تحریر ہوا ۹ شہر جمادی الاول ۱۱۶۹ ہجری کو عارضہ استسقا مین اسی برس کا ہوکر شروع ہوا چند روز دوا معالجہ پر ہیز مین بسر کیا بعدہ فرمایا کہ اس عمر مین جسکو عارضہ ہوتا ہے زائل نہین ہوتا بس پرہیز توڑ دیا بی بی گہسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر کلان مہابت جنگ کی مع احمال و اثقال کے موتی جہیل مین جاکر سکونت گزین ہوئی اور اپنے شوہر کے ملازمین کو لکہو کہا روپیہ اور ہاتہی دیکر اپنی رفاقت مین بنا بر مدافعہ سراج الدولہ مستعد اور آمادہ کیا کہتے ہین کہ جب مہابت جنگ کی ایام زیست نزدیک انجام کے پہونچی بعض عورات نے مہابت جنگ سے درخواست کی تاکہ اونکا ہاتہ سراج الدولہ کے ہاتہ مین دیوے چونکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف تہا متبسم ہوکر کہا کہ وہ اگر تین ۳ روز اپنی دادی کو راضی رکہے اوسوقت تم کو امیدوار کرتا تا آنکہ نوین رجب سنہ مذکور دو گہڑی دن باقی رہے بہشت نصیب ہوا اور خواص و اصحاب نے اوسکی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوکر دہم تاریخ کی نصف شب کو حسب وصیت اوسکی مان کی پائین مرقد خوشباغ مین دفن کیا۔ مہابت جنگ کو ابتدائی جوانی مین بہی ناچ رنگ محبت نسوان سے پرہیز تہا اکثر اوقات نماز اور تقوی اور وظیفہ قرآن مین بسر ہوتا تہا تمام عمر شراب کے گرد نہوا نہایت درجہ مسکرات سے اجتناب رکہتا تہا ہمیشہ دو گہڑی رات رہے بیدار

ہوتا اور بعد طہارت اور نوافل اورادای نماز صبح کی چند اشخاص کی ہمراہ قہوہ نوش کرتا جب صبح دور
روشن روز ہوتا دو گھڑی نجومی تک بار عام ہوتا کل سردار سپاہ اور اہالی موالی اور ارباب حاجت
جمع ہوکر ہر ایک عرض حال کرتا انجاح مرام ہوتا بعد ازان خلوت مین جاتا اوس جگہہ مانند شہامت جنگ
اور صولت جنگ اور سراج الدولہ وغیرہ مصاحبین کی حاضر ہوکر صحبت اختلاط اور شعر خوانی اور نقل
وحکایات کی گرم ہوتی چونکہ نہایت خوش غذا تھا تازہ وارد یا ملازمین مین جو شخص کسی کہانی پکانی مین دست
قدرت رکھتا اوسکی روبرو پکاتا کبھی خود بھی اقسام طعام کی اختراع کرتا تھا یا ورچیون کی روبرو تعلیم کرتا
جب وہ کھانا طیار ہوتا تھا اور علما و ارکان دولتخانہ اور دربار کے حاضر ہوکر عرض حاجت کرتے اوسوقت
کھانے کا وقت آتا بکاول دستارخوان بچھتا اور صاحبان فرمائش کی روبرو مرغوب کھانے رکھتے اور
طعام خاصہ سی بھی ہر ایک کو حصہ ملتا اور کہاتی وقت ہر ایک طعام کی حسن و قبح بیان ہوتا ہر ایک کی
ذائقہ کی امتحان ہوتی جب کھانے سی فارغ ہوتا ہاتھ دہان [illegible] کرکے رخصت ہوتی مہابت جنگ ہمیشہ
اسی طور [illegible] کہانا کہا کرتا اکثر [illegible] مجلس [illegible] کبھی [illegible]
فراغ طعام کی [illegible] استراحت پر آرام فرماتا اوسوقت [illegible]
بیدار ہوکر [illegible] کلام اللہ [illegible]
کا پانی یا شورہ [illegible] نوش کرتا [illegible]
مجمع افاضل مانند [illegible]
اور میرزا محمد حسین [illegible]
دروازہ مین مقابل مسند مہابت جنگ [illegible] سید عالی [illegible]
دروازہ دریا کی طرف سی داخل ہوکر [illegible] ایوان عمارت تک [illegible] رکھتا تھا داخل
ایوان عمارت ہوتا تھا باوجودیکہ ہنوز عرصہ بعید رہتا تھا مہابت جنگ چند قدم مسند سی اوٹھکر
مودب سلام کرتا تھا اور میر صاحب بھی بدستور لوی سلام کرکی اپنی جای معین پر جا بیٹھتے اور مہابت جنگ
اپنی مسند پر رونق افروز ہوتا اور تکیہ کو جلد اپنی ہاتھ سی میر صاحب کو تواضع کرتا اور میر صاحب
اور نقی قلیخان اور حکیم ہادی خان کی حصہ آتی تہی اور قہوہ بھی لاتی تہی مہابت جنگ خود حصہ نہین پیتا تھا
مگر قہوہ مین شریک ہوتا بعد قہوہ کی تکیہ روبروی فاضل ملتانی کی رکھتا اور کتاب کافی جو شیخ محمد بن
یعقوب کلینی کی تصانیف سی ہی چونکہ عہد غیبت صغرای حضرت صاحب الامر کی تصنیف ہوئی تھی اتنا موافق اعتقادات
جماعت امامیہ کے پیش نظر لاتی اور لقب کافی اوسکا نام بخشیدہ پیغمبر ہی فاضل مذکور ہر روز دو حدیث

اوس کتاب کی تحریر ہکر ترجمہ کرتا تھا اور اوسکا حال مشکلات میر صاحب کرتی تھی بعد ازان اگر کچھہ
سوال مہابت جنگ کو منظور ہوتا سایل ہوتا اور میر صاحب اوسکا جواب دیتے دو گھڑی تک یہ مجلس
رہتی بعد ازان فراغت ہوتی میر صاحب اوٹھتے اور مہابت جنگ بدستور چند قدم مشایعت کی بعد سلام
کرکی استادہ ہوتا تا کہ میر صاحب جوتہ پہن کر راہی ہوتی اوسوقت اپنی جگہہ آکر بیٹھتا تب آہستہ آہستہ
ہر ایک مصاحبین اپنی اپنی گھر سدہارتے بعد ازان عملۂ دیوانی اور جگت سیٹھہ حاضر ہوکر اخبارات
اطراف گوش گذار کرتی دو گھڑی کی بعد اسی عرصہ مین کبھی شہامت جنگ اور کبھی سراج الدولہ اور
صولت جنگ بشرط موجودگی کی حاضر ہوتی بعد اونکی ان لوگون کی ارباب خوش طبع مانند میرزا شمس الدین
اور زین العابدین بکاول اور میر کاظم داروغہ فراشخانہ اور شمع چراغخانہ اور میر جواد قوش بیگی اور محمود
زنانہ وغیرہ حاضر ہوکر ایکدو گھڑی لطائفات مین بسر ہوتی شام ہوتی میر مشعلچی اور شامی حاضر ہوتے ونکا
مجرا حسب ضابطہ ہندکے ادا ہوتا بعدہ نماز عشا مین پڑہکر دیوانخانہ مین بندوبست زنانہ ہوتا تھا اور
بی بی مع سراج الدولہ اور دیگر عورات اقربا کی حاضر ہوتی چونکہ مہابت جنگ رات کو طعام کہاتا تھا
خشک میوجات لاکر تقسیم ہوتی اور جب ایک ثلث شب گذرتی عورات مرخص اور مردانہ ہوتا مردمان
چوکی اور قصہ خوان وغیرہ حاضر ہوتے مہابت جنگ پلنگ پر آرام فرماتا سوتے وقت دو دو تین تین
گھڑی مین بیدار ہوکر دریافت کرتا کون پہرہ دیتا ہی رات کسقدر باقی ہی غرضکہ تمام رات مین دو تین مرتبہ
بیدار رہوتا اور دو گھڑی رات باقی رہی نماز و طہارت مین مصروف ہوتا اسطور سی بروقت جو کام
مقرر تھی سرانجام پاتی اقارب اور احباب کی ساتھہ وہ سلوک اور احسان کرتا جسکی تضاعف نہین ہو سکتی
جسنے حالت افلاس مین واقع شاہجہان آباد کچھہ بھی احسان کیا تھا اب بروقت امارت اوسکو اور
اوسکی عیال و اطفال کو طلب فرمایا جسکو پایا اوسکی ساتہ وہ سلوک کرایا جو اونکو امید نتھی اور اقربا کی
عورتون اور اطفال سی وہ سلوک کرتا تھا جو اس زمانہ مین بلکہ کسی وقت مین خاص خاص سی نہین
ہوا اور نہ اب ممکن ہی اوسکی تمام ملک مین رعایا برایا اوس چین و آرام مین رہی کہ شاید آغوش
والدین مین نرہی ہوگی کوئی اسکا نوکر حتی خدمتگار تک ایسا نتہا کہ سرمایہ لاکھون کا نرکہتا ہو بجز
اسکی کہ رقص و سرود اور صحبت نسوان سی چندان رغبت نتھا باقی جملہ علم و ہنر اور دستکارون سی
صحبت اور اعتقاد رکہتا تہا شاید کوئی ایسا ہی امر نیک ہو جو اوسکی دل شریف مین تہا جب کہ آصف جاہ
مرا اور ناصر جنگ اوسکا لڑکا جانشین ہوا اور پہول چری پر جاکر افغان کی ہاتہ ہمراہی سمیت مارا گیا
اور مظفر جنگ خواہر زادہ ناصر جنگ نی اول افاغنہ کی اطاعت سی مسند ایالت حاصل کی اسـ

آخرکار روز السیسیون کی مدد سی افاغنہ مذکور سی جو اوسکے خال کی قاتل تہی لڑا اور بحسب تقدیر مصطفی خان جنگ اور روسای افاغنہ دو نون مارے گئے اور سید محمد خان صلابت جنگ مسند دکن پر متسلط ہوا چنانچہ دفتر سوم مین سوانح دکن کی ضمن مین واضح ہوگا اور تسلط موشیر بوسی بالا ہوا اور اوسکا خط مشو سفارش فراسڈالیہ کے بجہان طمطراق مہابت جنگ کو پہونچا مہابت جنگ چونکہ مناسبت مزاج سراج الدولہ کی نام جنگ سے اور اوسکا ارادہ جنگ جماعہ انگلشیہ سے جانتا تھا اور اوسکی دانائی اور شجاعت اور سلوک کا بھی حال ظاہر تہا بندہ چندروز بحسب اتفاق سراج الدولہ کی ہمراہ تھا مردم معتمد سی سنا کہ مہابت جنگ کہتا تھا کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے بعد ہندوستان کی کنارے ٹوپی والون کی قبضہ مین ہوجائنگی آخر ایسے ہی ہوا ایکروز اوسکے زمانہ دولتین مصطفی خان نی مہابت جنگ کو یہ ترغیب دی کہ جماعہ انگلشیہ سے مقابلہ کرے مہابت جنگ نی اغماض کرکے جواب ندیا دوبارہ شہامت جنگ اور صولت جنگ کو شریک کرکے عرض کیا پہر بھی جواب نیایا مگر خلوت مین کہا کہ بابا مصطفی خان خود سپاہی اور نوکری پیشہ تہی جانتا ہی کہ ہمیشہ میرا رجوع اوسی سی رہی تمہین کیا ہوگیا ہی کہ ایسی امورین اوس سی موافق ہوتی ہو جماعہ انگلشی نی میری ساتہ کیا برائی کی ہی کہ بندہ اونکی بدخواہی کرے ہرگز ایسی بات نہ سنتا کہ بجز فساد کے کوئی نتیجہ نہین ہوتا ہی۔

ذکر فضلای کرام اور مشایخ عظام جو مہابت جنگ کی عہد مین تھی یا بحسب قسمت اس دیار مین وارد ہوی تہی اور ملاقات اس بزرگوار کی کی تھی

اول مولوی نصیر مرحوم ہین متوطن شیخپورہ شمس الدین فریاد رس کی اولاد مین جسکا مزار صوبہ بہار آودہ مین مشہور ہی اسکا جد بزرگوار وہان سی صوبہ بہار آکر شیخپورہ مین مقیم ہوا اور مولوی مرحوم شروع جوانی مین امیر الامرا شایستہ خان مرحوم کی نظامت مین جبکہ اخوند ملا شاہ محمد شیرازی وارد بنگالہ ہوا اوسکے ہمراہ عازم ایران ہوا اور راہ مین باوجودی کہ اوسکی سواری سقط ہوئی پیادہ قطع راہ کرتا اور درس ناغہ نکرتا تھا اسی حالت مین ولایت پہونچکر متداولہ علوم تحصیل کرکی حد کمال کو پہونچا علماے ایران سی فقہ اور حدیث اور فنون ریاضی خصوص ہیئت اور ہندسہ اور حساب مین سرآمد روزگار رہوا ایران مین بڑی عزت اور احترام سی روزگار بسر کیا میر غلام محمد بہاری جو کہ اعجوبہ روزگار اور نادرہ زبان ہو واسطہ سوالجواب عمدۃ الملک امیر خان ناظم صوبہ کابل اور نواب وحید اور امراے ایران کا تہا چونکہ امراکی مکانات مین نہین جاتا تہا مولوی مذکور اوسکی طرف سی آمد ورفت رکھتا تہا بعد ایک مدت کی بندر آیا اور تھوڑی سی جاکر صوبہ بہار مین جو اوسکا وطن اصلی تہا بادشاہ کی حضور سی حاصل

کرکے عظیم آباد مین اقامت کی اور اوسکی تعمیر کردہ مکانمین آجتک اوسکا نبیرہ محمد حسن خان ولد زاہد حسین خان
وراثت کے طور پر قابض موجود ہین — دوسرے داود خان علیخان معروف زاہد حسین خان خلف ارشد
مولوی نصیر مرحوم کا ہی اکثر فضائل نفسانی اور علوم متداولہ اپنی باپ سی تحصیل کی باوجودیکہ باپ
نی کل میراث اوسکے نام کردی تھی مگر اوسکے رحلت کی بعد انصاف پسند ہوکر مخلفات کو بموجب فرض
کی ہر ایک کو بخشا اور بعد انتظام امور معاش کی حج کو عازم ہوا بعد زیارت وطن کو آیا کسب سعادت
مین مصروف ہوا ہمیشہ معاملات جو اکثر لوگ رجوع کرتی تھے دونو طرف کی اصلاح منظور وملحوظ تھی اور
جھگڑون کو صلاح کرتا تھا اور قلیل معاش مین ایسا حسن سلیقہ تھا کہ اکثر محتاجین ومساکین کی خبرگیری
کرتا ایک گروہ کثیر اعجزہ کو اپنی عیال مین شامل کرکے ہر ایک کو اپنی طعام مین شریک کرتا اسکی تعریف
واوصاف مین زبان قاصر ہی طیبہ حج سی معاود ہوا اپنا خطاب زاہد حسین خان مقرر کیا اور اس لقب نازان فرحان رہا اور بین [illegible]
مین جان بحق ہوا بروقت اخیر کلمہ طیبہ زبان پر جاری تھی — تیسرے میر محمد عظیم جملہ شاگردان مرزا
مولوی خان فطرت تخلص مین ہی اوسکی علم کی شہرت اور شاعری کی دہوم اگرچہ بہت ہی مگر بندہ کو کچھ
معلوم نہین — چوتھی مولوی محمد عارف عرفا ہی زمانہ مین تھا اوسکے حالات اچھی سنے گئے اوایل عہد دولت
مہابت جنگ مین جان بحق ہوا اور کوا کھو قلعہ عظیم آباد مین اوسکا اصل مسکن تھا مدفون ہوا اوسکے
مریدون مین شاہ کرک نام صاحب حال طالب خدا رہا ہی مکرر دیکھا گیا ترک وتجرید کرتا تھا — پانچوین
میر رستم علی مستغنی گوشہ نشین علوم ظاہری سی بھی بہرہ ور تھا اکثر لوگ اوسکی خرق عادات بیان کرتے
ہین بندہ نی بہت کم دیکھا ہی لیکن مرد صاحب معنی معترض حقایق شناس تھا عظیم آباد مین رام نراین کی صوبہداری
کے زمانہ مین جان بحق ہوا اور جس جگہہ کہ بالفعل میرا وصل سوداگر کشمیری کا مقبرہ معروف ہی
دفن ہوا اسکا سبب یہ ہی کہ سوداگر مذکور اسکا مرید تھا بعد رحلت کی اوسی مکانمین جو اوسکا زرخرید
تھا مدفون ہوا جب خود بھی اوسنے رحلت کی اوسی جگہہ دفن ہوا — چھٹوین شاہ محمد امین درویش تجرد کیش
عارف حقیقت اندیش تھا اوسکے پیکر سی راز عشق الہی آشکارا اور ظاہر و باطن اوسکا انوار حقیقت
مطلع اسرار تھا اوسکی صحبت مین فقیر بھی پہونچا بمجرد پہونچنے کے دیکھا کہ اپنی دل سی ہواے دنیا اور زندگی
اور محبت خدا دلمین سمائی تمام رات عبادت وریاضت مین بیدار اور دن کو باوجود ہجوم بنی نوع
کی ذکر خدا مین مصروف رہتا گھڑی گھڑی مین نعرہ سرد دل پر درد سی ایسا کھینچتا کہ اورون کے
کلیجہ مین درد ہوجاتا خلاصہ یہ ہی کہ اوسکا حال کیفیت سی خالی نتھا اسکا مرشد شاہ محمد عظیم آباد مین
کرامات وخوارق سی مشہور اور زبانی ثقات کی اوسکا علو مقامات معلوم ہوا مگر گاہ گاہی جذبہ اوسکے

مزاج پر غالب ہوتا اور گاہ گاہ افادہ ظاہری بھی فرماتا تھا۔ ساتوین شاہ او دہم آٹھوین حیات بیگ ظاہر احوال مجنون کی طرح تھا اکثر ضروریات کا ترک انکی مزاج مین تھا لیکن لوگ اکثر انکے خوارق اور کرامات کی قایل ہین العلم عند اللہ تعالے نوین شاہ جعفر درویش بلند پایہ سعد پور مقامات پرگنہ بہار مین بسر کرتا تھا مجذوب وضع لیکن اکثر عقلا اوسکے پاس جاتی اور اکثر خوارق کی قایل ہین دسوین سید والا نژاد میر محمد سجاد درحقیقت صید حقیقت مدام بدام لاتا تھا اور بکمال عزت اور احترام مین بسر کرتا تھا دنیا کی حقیقت پر کاہ کی برابر بھی نہ جانتا تھا بندہ کی والد سی سر رشتہ اتحاد مستحکم رکھتا تھا تحصیل اخروی پر اکثر ہمت مصروف تھی علوم جفر وغیرہ ظاہری مین بھی دستگاہ تھی اوسکے فضایل تحریر سی افزون ہین ایک کتاب اوسکی تالیفات مین تھی بندہ نی ملاحظہ کی جو کہ اوسکے علو مدارج سی متنبہ کرتی ہی اور جسکی نظر سی گذری ہی اوسی اوسکی مراتب سی آگاہی ہو سکتی ہی جب والد مرحوم شاہجہان آباد چلی گئے [illegible] کی داد اسی اتحاد پیدا کرکی ہم صحبت تھا اسکی رحلت کا سال فقیر کو یاد نہین والا ضرور لکھتا اللہم الحقہ بآبائہ الطاہرین واسکنہ فی اعلی علیین ـ گیارہوین بندہ مورخ کا جد امجد سید علیم اللہ طباطبائی سادات بنی حسن سی ہی اسکی علو مراتب اگر تحریر ہون ایک دفتر علٰحدہ درکار ہی سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین وارد عظیم آباد ہوا اور ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین بہشت کو سدہارا اسکی فرق و عادات جو کہ دیدہ و شنیدہ ہین بندہ نی علٰحدہ ایک مثنوی مین جسکا نام بشارۃ الامامہ ہی تحریر کی ہین بارہوین جناب شاہ حیدری بندہ کی دادی کی حقیقی بھوپھی اولاد علی بن حسین مذہب سنت مین تھی نہایت مجاہد اور بیباک اور مستغنی تھی عاجزون کی ساتھ نہایت تواضع سی پیش آتی اکبر محمد قلی خان پسر محمد ایرج خان اکبر آبادی بکمال معاجت ہمراہ لایا قصبہ بہاگلپور مین اقامت گزین ہوا محمد غوث خان جو بیچ شال شکر اللہ خان کی ہمراہ قصبہ مذکور مین مقیم تھا اتفاقاً بیمار ہوا اور عارضہ سی سختی بکڑی [illegible] کی [illegible] اوسوقت شاہ حیدری جو کہ اوسکی مذہب سی نفور اور شجاعت سی مسرور تھا اوسکی سر پر پہونچا بشرط قبول مذہب تشیع کی ضامن وسیلہ شفاعت کا ہوا اور وہ سنی قبول مذہب سی حیات تازہ پائی اور [illegible] عیال و اطفال کی اوسکا مرید مطیع ہوا تا آنکہ سرفراز خان کی لڑائی مین مارا گیا شاہ حیدری بہاگلپور سی [illegible] مہابت جنگ کو اوسکی عمل پر نہایت ملامت کی مہابت جنگ سی رنجیدہ ہوئی بجز تسلیم کچھہ [illegible] شاہ حیدری [illegible] غوث خان [illegible] عیال اطفال کو لاتی تھی جس سی مدائین [illegible] تھین اٹھو اکر بہاگلپور سی چلا مین اور چند سال کی بعد وہ بھی رحمت خدا سی جا ملا اور بہاگلپور مین مدفون ہوا شاہ جعفری اوسکا بیٹا باپ سی بڑہکر ہوا صبر و توکل و قناعت مین اپنی ہم عصرون مین زیادہ تھا مہابت جنگ مع اولاد کی اوسکی احترام کرتی وہ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا یسین خان فوجدار بہاگلپور نے وہان کی فقرا اور نیز اور لوگون کا روزینہ بند کردیا اور شاہ جعفری کا روزینہ

پر قرار رکہا مگر انہون نے خود نہ لیا اور شہامت جنگ کو لکہہ بہیجا کہ مہابت جنگ نے حسین خان کو
ملامت کی اور روزینہ بند جاری ہوا تب حضرت بہی اپنا روزینہ لینے لگے مصطفے خان کے ہنگامہ کے
زمانی مین جبکہ بہاگلپور سے عبور ہوا لوگ افواہ اوڑانے لگے اور بہاگلپور کے متعصب لوگون نے اسکے
تشیع کی خبر مردمان مصطفے خان کو لگا دی خبر پہونچی کہ مصطفے خان کو داعیہ رزم ہی مگر وہ متصل
اپنی جگہہ پر آمادہ شہادت بیٹہا رہا کسیطرف کو حرکت نکی اور وہ بلا خود بخود دفع ہو گئی سراج الدولہ
کی شادی مین اسبہہ رام فوجدار بہاگلپور نے جو عطا احمد خان کی طرف سی تہا بعوض گاو کشتی کے
ایک سید کے ہاتہہ کٹوائی ہر چند سید مذکور نے فریاد و استغاثہ کیا کسنی نہ سنا آخر شاہ جعفری
اوسکا شریک حال ہوا اور بلوای عظیم برپا ہوا نزدیک تہا کہ فتنہ عظیم برپا ہو عطا احمد خان
کو جواب بس بر جانبری لوگون نے چاہا کہ اوسکے مکان پر چڑہ جاوین چونکہ اوسوقت سردار خان
اور شمشیر خان برطرف ہو گئی تہے عین سانحہ مین شہامت جنگ نے آنکر شاہ جعفر سی یون کہا
کہ مہابت جنگ درمیان ہی اوٹہا جاتا ہی شاہ جعفری نے کہا کہ اس سید کو راضی کرو اور کچہہ کام
نہین ہیبت جنگ نے روپیا اور زر کے دینے سے سید کو راضی کیا تب فتنہ فرو ہوا اسقدر ایمان کی
حفاظت اور شجاعت کمتر کسی نے دیکہی ہو گی ایکمرتبہ عین شکار مین کہ شروع شباب تہا ایک شیر نر
برآمد ہوا محمد قطب ولد کلان غوث خان مانع ہوا کہ شاہ جعفری اوسکے روبرو نجاوی مگر اوسنے گہوڑا
بڑہا کر سر آپہونچا اور پیادہ ہو کر اتنے کوڑے شیر کے مارے کہ شیر لومڑی کی طرح روبرو سے بہاگتا
تہا اور یہ کوڑے لگاتا جاتا تہا اور محمد قطب سے کہتا تہا کہ شیر کو اسطرح سے شکار کرتے ہین در حقیقت
صلاح اور سداد اور مہمان نوازی مین یکسان تہا مومنین کی حاجت روائی اوس درجہ تہی
جسکی انتہا نہین میر محمد قاسم خان کے عہد مین واقع مونگیر جان بحق ہوا لاش اوسکی بہاگلپور مین جسکو مین
کو خود پسند کر رکہا تہا وہین مدفون ہوئی — اللہم الحقہ بآبائہ الطاہرین —

ذکر مشایخ مشہورہ اطراف صوبجات کا

اکثر لوگ با نام و نشان اور صاحب اسباب شیخیت کے ہوے ہین مگر اونکی کیفیت مورخ کو واضح نہین
کہ اوسکو درج کتاب کرتا از انجملہ یہ چند لوگ ہین شاہ غلام علی موضع دیوہرہ مضاف پرگنہ
اکرول اور شاہ بدیع الدین وغیرہ اولاد شاہ شرف الدین یحیی منیری بہار مین اور شاہ کہلین
سہسرام مین اور شاہ محمد مسیح للیا مین جو سرکار مونگیر کا مضاف ہی اور شاہ نجم الدین معروف
شاہ مولی پرگنہ سورج گڈہ مضاف سرکار مونگیر مین یہ شخص کمال عزت مین متصل سورج گڈہ

کی بسر کرتا تھا اور قلیل سی زمین اوسکے قبضہ مین تھی اب اوسکا حاصلات صادر و وارد کی صرف مین خرچ
ہوتا ہی تا آنکہ حیدر علیخان برادر حسین علیخان داروغہ توپخانہ مہابت جنگنے اوسکی خدمتمین کسیقدر رسوخ
پیدا کیا پرگنہ گھراجو توابع مونگیر مین چہوٹا سا صوبہ ہے مہابت جنگ سی التماس کرکی اوسکے مدد معاش مین مقرر
کرا دیا اور اوسکی سند دفتر سرکار سی لکہا دی الحال اوسکی اولاد یعنی اوسکی بی بی کی قرابتی بآرام بسر کرتی ہین

علماے ظاہر کے بیان مین

جو کہ درس تدریس کی تکمیل کرتی تھے بہت ہوے ہین حتی کہ نو دس آدمی خاص شہر عظیم آباد مین مدرس تھی
اور قریب تین سو طلبا کی تھے اور ہر پرگنہ اور قصبات مشہورہ مین علی ہذا القیاس الا مستعدان ہمارسی
قاضی غلام مظفر مخاطب بمظفر علیخان سی ہوکر مہابت جنگ کا مقرب اور داروغہ عدالت مرشد آباد ہوا
مرد خوش تقریر اکثر علوم سی ماہر تھا

گردش فلکی سی جو ایرانی بزرگ وارد عظیم آباد ہندہوی اونکا بیان +

ان بزرگون مین اول اور کلان جناب عمدۃ العلماء العظام و زبدۃ الحکماء الکرام کاشف الحقایق الخفی والجلی
خاتم الحکما مولانا و شیخنا المحمد الذعو بعلی متخلص حزین نبابر شیخ تاج الدین ابراہیم المعروف زاہد جیلانی
ہی نسب شریفش بہ بیست واسطون سی شیخ عارف کامل مذکور تک پہونچتا ہی غایت اشتہار سی کہ تمام عالم مین
اسکے تصانیف اور اوصاف مشہور ہین خصوصاً ہندوستان مین بیان کرنا اوسکی مدایح کا کچہ ضرور نہین لیکن
تبرکا و تیمنا مجمل سا لکہا جاتا ہی واضح ہو کہ بندہ اور چند لوگ جو مجہسی بہتر تھی معرف ہین کہ اس جزو زمانہ مین
اسکی برابر دوسرا شخص نہین دیکہا بلکہ سنا بھی نہین بلکہ عرب اور عجم کی سب یہی کہتی ہین کہ ہمنے ایسا آدمی
نہین دیکہا خوب مدرکہ اور حافظہ اسطرح کی شاید اسلاف مین بھی کمتر کسیکو نصیب ہوی ہون علمی اور عملی
اور علوم نقلی و عقلی کل اوسکی ذات شریف مین جمع تھی خواص عن علوم مین کون بات تھی جو اوسی معلوم
نتھی حق تو یہ ہی کہ نادرہ اور علامہ زمانہ تھا محمد شاہ نے عمدۃ الملک وغیرہ مقربین کی ذریعہ سی مکرر پیغام دیا
کہ منصب وزارت قبول کرے لیکن از بسکہ دنیاے دون سی تنگ و عاری تھا راضی نہوا اور نیز یہ بھی
جانتا تھا کہ اوسکی دولت کی بنیاد جلد گرنے والی ہی لہذا قبول نکیا ورنہ ایسی لوگ انتظام عالم اور
رفاہ بنی آدم سی بھی گریز نہین کرتے چند بار اس شخص نے عظیم آباد آنکر ہندوستان سی نکل جانے کا عزم
کیا مگر تقدیرنے یاوری نکی مہابت جنگ اور شہامت جنگ اور صولت جنگ نے چند بار عرایض از روی
قدمبوس ارسال کئی مگر ہر مرتبہ عذر پیش کرکے آنکو راضی نہوا اور معاودت کرکی بنارس مین چند
سبب سی قیام کیا تا آنکہ طاقت حرکت اپنی مین نہ رکہی اور ایک قبر اپنی واسطہ آراستہ فرمائی اور

سنہ ۱۱ ہجری کو جان آفرین سے واصل ہوکر داخل مشترین ہوا اور اوسی تلفرت مین مدفون ہوا اور نواح مزار پر اپنے ہاتھ سے چند کلمہ اور دو تین شعر بطریق یادگار لکھے تھے بہ سبیل تقریر لکھے جاتے ہین بر سر لوح اسم مبارک اللہ کا ہے بعد ازان یا محسن قد اتیک المسئ + بعد ازان العبد الرجی رحمۃ اللہ الغفور محمد المدعو بعلی بن ابیطالب الجیلانی اور پائین لوح مذکور مین اپنا مطلع لکھا ہے روشن شد از وصال تو شبہای تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما — اور دونو پہلوے مزار مین یہ دو بیت تحریر ہین ہے زباندان محبت بوده ام دیگر نمیدانم + ہمیدانم کہ گوش از دوست پیغامے شنید اینجا — حزین از پای رہ پیما بسے سرگشتگی دیدیم + سر شوریده بر بالین آسایش رسید اینجا — اللہ مغفر عسکری بیگی — دوم جناب شیخ محمد حسن شہید ثانی بنابر شیخ زین الدین علی سے ہے ذکر نسب اظہر من الشمس ہے اظہار کی حاجت نہین علم عربی اور فقہ اور حدیث مین بے نظیر تھا عقلیات مین چندان توجہ نتھی لیکن کچھ اجنبی بھی نتھا آپ کی رغبت شرع کی ظاہر مین بہت تھی اور عقلا اور عرفا کے مسلک سے احتراز تھا لیکن نہ کلفت تھی نہ رغبت بلکہ فرماتا تھا کہ ہماری عقیدی دونو طرف رہی ہے اور ہر ایک نے مسلک اختیار کیا مگر مین ان دونو فرقہ کی حقیقت سے عاجز ہون اُس بزرگ کا آنا کربلاے معلے مین اوسوقت ہوا تھا جب کہ ایران مین قوم افغان متسلط ہوے تھے یہ شخص مع بزرگان و خورد ان کے آستانہ مقدس نجف السرور کی مجاورت مین بسر کرتا تھا جب عسرت نے زور کیا بضرورت شاہجہان آباد مین آکر صفدر جنگ کی رفاقت مین بسر کرنے لگا کسیقدر عیال و اطفال کیواسطے کربلا روانہ کرتا تھا جب صفدر جنگ مرا اور شجاع الدولہ بادۂ ناکامی مین بیہوش ہوا اوسکی رفاقت ترک کرکے عظیم آباد آیا کسی ایرانی نے اسکی عسرت دیکھی کسیقدر روپیہ دیا تاکہ تجارت کرے شیخ مذکور نے بسبب ناواقفی کے کسیکو اسکام کیواسطے مقرر کیا اور خود بیدر برہان الملک کے مقبرہ مین رہنے لگا تاآنکہ ایکمدت تک چوب ہای ساکھو گورکھپوری خرید کرکے اوسکا گماشتہ عظیم آباد پہونچا تا اور رام نراین نائب ناظم اوسجگہہ کا اگرچہ ظاہر مین مدارا کرتا تھا مگر باطن مین عجب عداوت اور تعصب رکھتا تھا اون دنون مین ایک عمارت بنواتا تھا پیغام دیا کہ جس قیمت سے اور لوگ چوب مذکور لیتے ہون بندہ بھی خرید کرتا ہے اور اوسکی قیمت یک مشت ادا کرتا ہے وہ بزرگ راضی ہوا عملہ راجہ مذکور نے چوب ناپ کر اپنے نشان کردئے اور روپیہ کے دینے مین حجت کرنے لگے شیخ نے کہلا بھیجا کہ یہ کیا معاملہ ہے حسب وعدہ یا تو خرید کرلو ورنہ چھوڑدو ہم دوسرے کے ہاتھ فروخت کرین جواب ناصواب پر غرور کہلا بھیجا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مین مشرق و مغرب سے نہین ڈرتا تمہارا یا معاملہ فقط ترحم کی نظر سے ہے تم کچھ اور خیال نکرنا شیخ نے متحیر ہوکر کہلا بھیجا کہ مضمون پیغام کچھ مفہوم نہوا مگر جو کچھ کہ بیباکی کی ہے اوسکا

جواب کیا دون سے عزیزی ہشت میدانی خدا انام * گرز شوریدہ درنگیرد آرام * اس ماجری کی بعد
نہایت تکلیف اس بزرگ کو ہوئی چند روز نگذری تھے کہ عالیجاہ میر قاسم خان نی تینون صوبہ بنگالہ
بہار اوڑیسہ پر تسلط پایا اور راجہ مذکور کو گردش دہر نی جواب دیا چنانچہ آیندہ لکہا جائیگا اور شیخ
مذکور کو مسبب الاسباب نی میر قاسم خان کی واسطہ سی معاش لایق عطا کر دی جسکی ذریعہ سی قرض سابق بہی ادا ہوا
اور دو ایک سال کی بعد اجل سی نی گہیرا جس زمین مین اسکا مزار ہی وہان برہان الملک کی باپ
کا مقبرہ اور عالیجاہ کی زرخرید ہی اور اخوند ابو القاسم جو اوسکا شاگرد اور ملازم تہا مجاور ہوا یہ شخص
کشمیری تہا لیکن حسن خوبی مین بی نظیر مدت تک وہان بسر کی واقع ١١٩٣ہ ہجری کو فوت ہوا اور
پہلوے شیخ مین دفن کیا گیا واقعی یہ شخص نیک طینت پاک طبیعت ہر وقت رضای خالق مین
مصروف رہتا علم عربی و فقہ و حدیث و تفسیر مین آشنا تہا ظاہرا انکا ہر اماہ محرم کی اٹہاروین تہی
کہ بعد اظہار ملک الموت سی دوچار ہوا خدا اسکریم اوسکی بہی بخشش کری اور رحم کری الحال دو آدمی بزرگان
زمان سی موجود ہین جنکی وسیلہ سے دربای فیض کشادہ ہین — اول سید الاجل علامۃ الوری
البحر اللجی کاشف الاسرار و الرموز الازلی سید محمد علی مد اللہ تعالی ظلہ جنکا مولد اورنگ آباد دکن
ہی والد انکی میر عبد اللہ بن میر ابراہیم اور نانا اونکی میر محمد شفیع ہین نسب آپکا حسین ذو الدمعہ بن
زید بن علی علیہ السلام تک پہونچتا ہی مولد آبا انکا یزد ہی میر عبد اللہ مرحوم اورنگ آباد مین
وارد ہوا اپنی چچا محمد شفیع کی لڑکی کو نکاح مین لایا انکی ولادت کی تاریخ روز پنجشنبہ دوم رمضان ١١٢٩ہ ہجری
مین سترہ اٹہارہ برس کی سن مین بعض بزرگون کی ہمراہ بقصد زیارت و تحصیل علم واقع ١١٤١ہ ہجری
مین متوجہ ایران و عراق ہوا محمود افغان اور اشرف کی حادثہ مین شریک تہا بیس برس تک اوس طرف
رہا اکثر فارس اور عراق کی شہرون کی سیر کی اور عتبات عالیہ کی زیارت کرکے اکثر علما مانند
حاجی اسمعیل خاتون آبادی و حاجی عبد اللہ ہندی و میر محمد تقی مشہدی رضوی اور ملا محمد صادق اردستانی کی صحبت مین رہا
اور تذکرہ مین شریک ہوا علما نامدار مانند میر محمد حسین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی اور آقا اوسکی بہائی اور ملا محمد علی قایمی اور ملا محمد طاہر
خاتون آبادی اور میر معصوم خاتون آبادی وغیرہ سی بہی ہم صحبت رہا لیکن جو کچہہ تحصیل فرماتا اوسکی زبانی ہی کہ پچاس ساٹہہ
بیت الفیہ نحو بہی نہین پڑہین لیکن مبادی تحصیل مین کرم خدا ایسا شامل حال تہا کہ بروقت ورود اصفہان کی سن شریف
بائیس برس کا ہوگا اکثر لوگ درس کتب متداولہ کو حاضر ہوتی تہی اور جمیع کتاب معقولہ مشکلات مانند شفا اور اشارات
کی اور کتب عربی اور منقولہ مطالعہ کرکی اسقدر تقریر کرتا تہا کہ اکابر علما کو جرات نہ تہی اور حسن تقریر اور جودت ذہن اور
قوت حافظہ اس شخص سی حیرت تہی اور انکو غنیمت سمجہتے تہے جو کچہہ حافظہ کی سپرد ہوا گو کسیقدر مدت کیون نہ گذری

مع جزئیات کی پیش افتادہ ہی لیکن باوجود اوصاف مذکوری اور پیش نمازی اہل دول سی ضرورت سے
زیادہ اختلاط کا روادار نتہا اصفہان مین سلسلہ مشکی سی تاہل اختیار کیا اور وہ بہی دو سال کی بعد جان بحق
ہوسے دوبارہ پھر مبتلی متاہلت نفرمایا اور احادیث کی اجازت مانند اصول کافی ومن یحضرہ الفقیہ
میر محمد تقی مشہدی اور میر محمد حسین اور میر زین العابدین نبیرہ ملا محمد باقر مجلسی سی لیکر قران اور احادیث
کی اسرار جو مخصوص خواص عرفا ہین حاجی نصیر سے شیراز مین اور میر محمد تقی مشہدی سی اصفہان مین سیکھی
اور کتب علمی اور کلامی ملا محمد صادق اردستانی سی سیکھی الحاصل ایران سی حج کا عزم کیا جہاز تباہ ہوکر سندھ
پہونچا چند مہینے وہان رہا اور احمد آباد آکر چند مہینے بعد سورت آیا وہان سی اورنگ آباد ہر چند ناصر جنگ
ناظم دکن نے تکلیف قیام دی لیکن بنابر اوسکے وضع مفسد کی قبول نکیا وہان سی حیدر آباد آیا بعد قیام
چند روزہ سنبکاکول ہوتی ہوے بنگالہ مین اور تہوڑی دنونمین بموجب استدعای خواجہ محمد حامد ہگلی
کے ہوگلی مین مقیم ہوکر شاہجہان آباد گیا اسی سفر مین پورنیہ ہوکر گذرا وہان کی حاکم سیف خان
برادر عمدۃ الملک امیر خان کی حسب استدعا چند روز قیام فرمایا آخر اوسکی صحبت سی کہ جنون اور خبط
سی خالی نتھی عظیم آباد آیا یہان عبد العلیخان بہادر مورخ کی خال کی صحبت مین رہا وہان سی عازم لکھنو ہوا
آخر بنابر انسداد راہ جو نسبت نکلنی محمد شاہ کے علی محمد روہیلہ پر ہوا تہا فسخ عزیمت اوسطرف کی فرمائی
اور حسب استدعای ہیبت جنگ کی عظیم آباد آیا ہیبت جنگ نے اپنے معتمد استقبال کو بہیجے اور اوسکے آنے
پر نہایت خوشی فرمائی اور مشرف خدمت ہوکر رات دن رہنا جوئی مین بسر کرتا تا آنکہ شمشیر خان کی حادثہ مین
ہیبت جنگ نے عدم کی راہ لی اور اوس انقلاب مین سید کا مکان بہی تاراج ہوا اور سید نے خبر پائی
کہ قرب وجوار مونگیر مین مہابت جنگ کا لشکر آپہونچا بمقتضای الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین پس
اپنے کو مہابت جنگ کی لشکر مین پہونچایا مہابت جنگ نے اوسکا پہونچنا اقبال کی یاوری سمجہی کوئی دقیقہ
آداب وخدمت سی فروگذاشت نفرمایا اونہین دنونمین واقع سنہ ١١٦٥ ہجری کو دوبارہ عازم زیارت
آستانہ سید الانام اور عتبات علیہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام ہوا پھر وہان سے بعد چار برس
کی شرف یاب طواف مکۂ معظمہ اور عتبات مکرمہ ہوکر اور سرمایہ سعادت حاصل کرکی مرشد آباد کو معاودت
فرمائی بعد رحلت مہابت جنگ کی سراج الدولہ نے بمقتضای سفاہت کی ایسے بزرگ واجب التعظیم سی
بہت بری طرح پیش آیا جسجگہ کہ رہتا تہا بزبردستی بلا مہلت نکال دیا وہ بزرگ متحیر ہوا کہ اسوقتمین کہان جائے
اور کیا کرے کہ چند ماہ راہ کی ملک کا مالک ہے اسی عرصہ مین حسن رضا خان دخترزادہ حاجی احمد نے
جو کہ محرم خاندان مہابت جنگ کا ہے باوجودیکہ خود بہی بسبب رشتی سراج کی سراج الدولہ سی مخوف تہا

بمجرد استماع اس خبر کے برہنہ پا سید مذکور کے حضور مین آیا اور اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لیگیا اور لب
دریا جس مکان مین اب بھی سید مذکور مقیم ہین جاکر وہی مکان نذر کیا فی الحقیقت اوسوقت مین بڑا کام
کیا خدا جزاے خیر دے اس کار خیر کی نیکنامی حسن رضا خان کے نام لکھی تھی کہ ایسے تہلکہ مین اپنی جان کو
نہ ڈرا اور آخرت مین بھی خدا اسکو نتیجہ اسکا نیک دیگا اور سراج الدولہ بھی گذرا اور نتیجہ برعکس پایا
بیت گندم از گندم بروید جو ز جو ٭ از مکافات عمل غافل مشو ٭ ظاہرا مجالی امیہ قدر بیان حضرات
خمس عبارت عربی مین مقتضے طریقہ محققین اور عرفا کے موافق تحریر کیے اور شرح مفاتیح ملا محسن کاشی
رحمہ اللہ کے حواشی فقہ مین عبارت عربی سے اور اخوان الصفا اور خلان الوفا حکمت کی اسقدر کتابین
فراہم کر کے تحقیق اور تنقیح کی بلکہ چند رسالہ اور بھی افزود کئی بس نصف جدید کہنا چاہیے شرح کافیہ نحو کے
عبارت فارسی مین مبتدیون کے واسطے لکھی مگر ہنوز تمام نہین اور شرح تحفہ ملا محسن کاشی بھی علم فقہ مین
بعبارت فارسی تحریر کی مگر ناتمام رہی سرعت مطالعہ اسقدر ہے کہ جو دوسرا سال مین کرے آپ ایکروز
مطالعہ کر جاوے الحمد للہ کہ آجتک کہ اوایل ماہ شعبان ۱۱۹۴ھ ہجری مین مفرح الحال مطالعہ کتب اور
افادہ مردم مرشدآباد مین بسر اوقات کرتے اور کرتا ہے حسن رضا خان اور اوسکی اولاد اور محمد حسین خان
بن حکیم ہادی خان وغیرہ مخلص موجود ہین ہمارے وارد اوسکے فیض انفاس سے فایدے پاتے ہین حق تعالے
اس حضرت کا سایہ بلند پایہ دراز رکھے — جسوقت بندہ مورخ کسی تقریب سے عازم کلکتہ ہوکر سیر کیواسطے
کچھ دنون مرشدآباد مین ٹھیرا اغلب اوقات سید موصوف کی خدمت مین پہونچا اور اوسکی باتون سے فیضیاب
ہوا ایکروز کسی تقریب سے اپنے جانے کا مذکور جانب دہلی اور ایک بزرگ کے کشف و کرامات کا جسکا نام یاد
نہین رہا کرتا تھا جو کہ بندہ مورخ نے قبل کشتہ ہونے نادرشاہ کے جبکہ محمد شاہ عمدۃ الملک اور صفدرجنگ
کی تحریک سے علی محمد روہیلہ کو تادیب کو انولہ اور بنگدہ پہونچا تھا اور سید نے اوس لشکر مین بعض
ثقات کی زبانی جو نادرشاہ کے روشناس تھے سنا تھا سید کہتا تھا کہ اگرچہ ہم بعد کشتہ ہونے نادرشاہ کے
سنتے باور کرتے مگر اب یقین ہے کہ وہ بزرگ بیشک اولیا تھا — چونکہ یہ نقل جملہ اخبار گذشتہ سے ہے لہذا
بکم و کاست نذر یاران کرتا ہون — جب نادرشاہ بعزم تنبیہ نور محمد لشی رییس دیرینہ ولایت ٹھٹہ کے
دوبارہ قندہار کی طرف سے عازم ہوا نے نور محمد خان کمال اقتدار سے قلعہ امرکوٹ پر جسکی چارو طرف
انتی کوس تک دانہ پانی نہین ہے پناہ لیتا کر نادرشاہ سے منحرف ہوگیا تھا اور نادرشاہ نے اوسکا ملک
محمد شاہ سے لیکر اپنا کر لیا تھا غرض جب اس مرتبہ معاودت ہوئی ہمراہ خان تھا اپنے لڑکے شاہنواز خان کے
استقبال کو چلا اور نادرشاہ کے ناخن [illegible] آگاہ ہو کر عرض کیا کہ اوسے قلعہ کے گرد انتی کوس تک

پانی بہرا ہی لشکر ظفر پیکر بے آبی کی وجہ سی اقامت نہین کر سکتا نادر شاہ نی جواب دیا کہ اگر کہی آسمان پر ہوگا
تب بھی پیر اوسکی کہینچکر گرا دونگا اور اگر زمین مین گھسا ہو بال پکڑ کر نکالونگا شاہنواز خان اوسکے لڑکی
کو مع تہوڑی سی فوج ہندوستانی کے ہمراہ لیکر لشکر کو حکم دیا کہ طعام اور شراب سہ روزہ ہمراہ لیوین
اور شام کو کوچ فرمایا دوپہر کو قلعہ مذکور مین قلیل فوج سی جا پہونچا باقی فوج پیچھے گرتی پڑتی چلی آتی تہی
نادر شاہ نی شاہنواز خان سی فرمایا کہ اسے فرزند پانی لا سکتا ہی اوسنے عرض کیا کہ پانی بجز قلعہ کے
اندر نہین ہی جیسا کہ پیشتر عرض کر دیا تہا اسقدر کہکر پانی لانیکو مع چند سوارون کی متوجہ اندرون
قلعہ ہوا بمجرد اسکے کہ وہ فوج شاہی سی بر آمد ہوا قلعہ امرکوٹ سی نداے الامان بلند ہوئی اہالی قلعہ حسب
دستور بندگی چادر سر سے لپیٹ کر عذر خواہی کو بر آمد ہوئے شاہنواز خان نی پہونچکر نور محمد خان سی
کہا کہ تیری رستگاری اور پایداری اطاعت پر منحصر ہی اوسنے قبول کیا شاہنواز خان کی ہمراہ عازم
خدمت شاہی ہوا اور شاہنواز خان نی حسب قاعدہ ولایت بطور گنہگاران مع تیغ و کفن کی اوسکو
حضور مین حاضر کیا نور محمد خان نی عاجزی کر کے قدمبوسی کی نادر شاہ نی عفو تقصیر فرمایا اور ایک شب
وہان رہکر دوسری روز اوسی روش سی مع لٹی کی اپنے بنگاہ کو واپس ہوا بعد انفراغ انتظام کے
ایکروز نور محمد خان کو خلوت مین طلب کر کے تنہائی مین کہا کہ تجہسی ایک بات استفسار کرتا ہون
اگر راستی مین جواب دیا رہائی پائی ورنہ سزایاب ہوگا اوسنی کہا کیا مجال بجز راستی کی خلاف التماس
کرون اوسوقت فرمایا کہ باوجود اس قلعہ مستحکم اور سامان اتم کی بلا توقف فرمان برداری کرلینا
کس وجہ سی تہی اوسنے جسطور سے کہ بادشاہون کی روبرو خوشامد کرتے ہین جواب دینا شروع کیا شاہ پہر
آشفتہ ہوا اور فرمایا کہ مینی پیشتر کہدیا ہی کہ حقیقت مین کچہہ تکلف نکرنا ورنہ سزاے لایقہ کو پہونچوگی
تب اسنی عرض کیا کہ نفس الامر یہ ہی کہ ایک بزرگ کا زیادہ بندہ معتقد اور اوسکا فرمان بردار
ہی اوسنے مجہسی ارشاد کیا تہا کہ اگر شاہ ایران یعنی حضور عزم تسخیر قلعہ کرین ہرگز استحکام قلعہ اور
سامان حرب پر اعتماد نکرنا کیونکہ اوس سے عہدہ برائی نہوگی. بندہ نی کہا باوجودیکہ ایسا قلعہ اور
سپاہ میرے پاس ہی اور وفور غلات وغیرہ یہ کیا مجہی کفایت نکرینگی آخر فوج ایران اور نادر شاہ
بہی انسان ہی اوسکے بہی انسان و حیوان محتاج ماکول و مشروب ہین اور اس جگہہ مایحتاج
کا پہونچنا ممتنعات سی ہی اوسنے جواب دیا یہ سب ہیچ ہی مگر اندنون نادر شاہ کا وہ اقبال ہی کہ اگر تمام
دنیا او پہاڑ اور جنگل سے فوج اوسپر ٹوٹ پڑی تو بہی اوسیں کا نقصان ہو لیس بندہ درگاہ نی
اس وجہ سی اختیار اطاعت کی نادر شاہ نی اس حکایت کو سنکر کہا کہ اوس بزرگ سی ہماری بہی

ملاقات ہو سکتی ہی جواب دیا کہ بندہ نہین کہہ سکتا تب نادرشاہ نے فرمایا کہ تو جا کر ہمارا سلام کہنا
اور ہر طرح سے اطمینان ادب اور احترام مین جیساکہ چاہی اور مناسب ہو عہد و سوگند سے موکد کرکے
ہمراہ لا اور اگر کسی طرح سے آنیکو راضی نہو تو یہ عرض کر کہ نادرشاہ کی یہ التجا ہی کہ اوسکے مرگ اس
دار فنا سے کسطور ہوگی آیا مرگ طبعی مین فرش پر جان جاوے یا کہ رزم گاہ مین بس اسکا جو کچھ
جواب دے مجھسے کہنا نور محمد خان لشی نے حسب الحکم تعمیل کی اوس بزرگ کی خدمت مین جا کر پھر آیا
اور کہا کہ ایسا ارشاد کیا ہی کہ نادرشاہ نہ تو فرش پر بیمار ہو کر مرے گا نہ لڑائی مین اپنی
نوکرون کے ہاتہ سے اپنے خیمہ کی صحن مین یہ مارا جائیگا اور اس خبر کو تیز ایک مرد صالح سید فاضل مرحوم
نے تین برس قبل مارے جانے نادرشاہ کے سنا تھا۔ چنانچہ اول ساتھہ اسکے اشعار کیا گیا۔

سرخیل اصحاب یقین حاجی بدیع الدین کہ سرچشمہ فیض ہی اور منبع برکت و خیر ہے

یہ شخص پرگنہ سرکار ساران کو رہنے والے تھے حلیہ اتقیا سے جہان کی نامدار دن سے ہی تحصیل
علوم متداولہ کی ہوئی زندگانی کی منزلین خداطلبی مین کاٹی ہوے اکثر خواجہ محمد جعفر مرحوم
کی صحبت مین جو کہ درویش صاحب کمال و شمال تھا بسر کیا سررشتہ مریدی خواجہ مذکور سے رکھتا تھا
تھا باتفاق حاجی احمد داماد مولوی نصیر مرحوم کی حج اور زیارت عتبات عالیہ کو گیا و بالنسبے
بروقت معاودت عتبہ عالیہ رضویہ علی مشرفہا السلام کی زیارت کو بھی گیا فی الحال موضع مصطفی آباد
مین جو اوسکی زوجہ کا مملوکہ ہی مع عیال و اطفال کے بسر کرتا رہا علم فقہ اور تفسیر اور حدیث سے
نہایت باخبر اور عقلیات سے بھی ناآشنا نہین افاضل عصر نے اسی درجہ فضیلت پر شمار کیا ہی اور
شیخ محمد علی مرحوم نہایت احترام کرتا اور فرماتا تھا کہ تمام عظیم آباد سے اور ایک حاجی بدیع الدین
ایکروز اوسکے رخصت کرنیکو جب کہ وہ بنارس سے وطن اپنی کو جاتا تھا؛ ور محض یشیخ کی ملاقات کو
گیا تھا شیخ نے دروازہ تک مشایعت کی اور رخصت کے وقت نہایت رقت اور دعا فرمائی
راتدن اسکی طاعت ایزدی مین بسر ہوتی تھی اور کبھی نماز تہجد فوت نہین ہوئی اوقات شریفہ
نہایت ضبط و تقسیم سے گذرتی تھی وقت مصاحبت مین نہین دیکھا کہ کوئی فعل خلاف شرع
برآمد ہو مین تالیف اسکی کو قریب ہی تاسف کیا کرتا ہی کہ عمر کسی ایمہ ہماری کی علیہم السلام اس حد
کو نہ پہونچی تھی میری عمر کسواسطے اسقدر دراز ہوئی حق تعالی ایسے بزرگون کو سلامت
رکھے کہ باعث نزول برکات آلہی اور یادگار اسلاف کرام کے ہین۔

جلوس کرنا سراج الدولہ کا مسند ایالت بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار پر

سراج الدولہ نے بعد فراغت تعزیت کی مسند امارت پر جلوس فرمایا تھوڑی فوج کو حکم دیا کہ اوسکی
خالہ بی بی گھسیٹی زوجہ شہامت جنگ دختر مہابت جنگ کو جو موتی جھیل مین اقامت پذیر تھی نکال کر
کسی گوشہ مین بٹھاوین اور اونکا مال و اسباب وغیرہ ضبط کرکے داخل سرکار کرین رفقاے بی بی گھسیٹی
نے بمجرد فوت ہونے مہابت جنگ کے باوجودیکہ بوعدہ جنگ سراج الدولہ کے اوس احمق عورت سے
مبلغ خطیر لیا تھا راہ عافیت نکالکر ہر ایک نے اپنی راہ لی کچھ تھوڑی سی جو رہگئی تھی محاصرہ سراج الدولہ
سے گھبراکر مضطر ہوئی میر نظر علی نے جو کہ سرمایہ فساد اور بی بی گھسیٹی کا مدار المہام تھا اور دوست محمد خان
اور رحیم خان وغیرہ سرداران فوج کو لالچ دیکر سراج الدولہ کے حضور مین اپنی عفو تقصیر کراکر نکل گیا اور
بی بی گھسیٹی کا جو کچھ تھا سیاہہ ہوکر داخل خزانہ سراج الدولہ ہوا اور وہ عورت بد سیرت اپنی شومی
عداوت کے نتیجہ مین جو کہ باوجود لاولدی کے اپنے خواہرزادہ سے رکھتی تھی گرفتار ہوکر گوشہ نشینی کرائی گئی
اور بی بی رابعہ کو چند وجہ سے دہشت دیکر مع اوسکے دختر بیوہ کے جو اوسکی بیاہی اکرام الدولہ کی بی بی
تھی اپنے عقد مین لایا اور میر محمد جعفر خان کو بخشی گری سے معزول کرکے میر مدن نامی کو جو رفیق حسین الدینخان
برادرزادہ حسین قلیخان کا جہانگیرنگر مین تھا طلب کرکے عہدہ بخشی گری پر سرفراز فرمایا اور اپنے دیوانخانہ کی
پیشکاری موہن لال کو اور راجگی کا خطاب اور منصب پنجہزاری اور نوبت اور پالکی جھالردار عطا فرماکر مدار المہام
اور مرجع انام بنایا درشت گوئی اور فحش اور استہزا اور تمسخر کرنا اپنے ارکان دولت سے ابتدا سے
اوسکا شیوہ تھا اور اسی باعث سے لوگون کی طبیعتین متوحش و ملول تھین اب جو دونو آدمی برسرکار
ہوے موہن لال مغرور نے مہابت جنگ کے رفقا اور روساے دیرینہ سے تنفر اور توحش زیادہ کرنا شروع کیا
غیر چند سفلہ منش کے جنہون نے سراج الدولہ کے بدولت اقتدار پایا تھا ہر ایک سراج الدولہ کا دشمن ہوگیا
اور دعا اور دغا سے خواہان عدم ہوے اسی ضمن مین سراج الدولہ نے ارادہ کیا کہ ملک پورنیہ شوکت جنگ
ولد صولت جنگ سے تسخیر کرے پس راج محل کو نہضت فرمائی اس خبر سے شوکت جنگ اور اوسکے اولیاے
دولت کی نہایت تشویش ہوئی شوکت جنگ کے اس [illegible] مستحکم الارکان سنوا تھا صلحا اور
علما سے رجوع ہوا تا کہ دعا سے اس بلاے ناگہانی کا مدافعہ کرین ناگہان سراج الدولہ کو خبر ہوئی کہ لوگون سے
پکڑنے کشن بلبھہ ولد راجہ راج بلبھہ دیوان شہامت جنگ کی جہانگیرنگر کی طرف گئی تھی کشن بلبھہ کلکتہ کو بھاگ
گیا اور مسٹر ڈریک صاحب کلان نے اوسکی حمایت کی ہے سراج الدولہ نے اس خبر سے شوکت جنگ کا ارادہ
مقابلہ ترک کیا اور مرشدآباد کو معاودت کرکے مسٹر ڈریک سے مخاطب ہوا تا آنکہ مکالمہ مراسلہ سے

نوبت مجادلہ کا ظہور ہوا اور سراج الدولہ نے کلکتہ پر لشکرکشی کی۔

سراج الدولہ کی لشکرکشی کرنا کلکتہ پر اور مغلوب ہونا مسٹر ڈریک صاحب کلان کا انگلشیہ پر اور معمورہ مذکور کی خرابی اور شہر بدر ہونا مسٹر مذکور کا معذوری انگلشیہ سے اور پہنچنا سراج الدولہ کا نانک چند دیوان راجہ بردوان کو واسطے حفاظت اور حکومت کلکتہ کے

سراج الدولہ کے دماغ مین نخوت کا دہوان جو چہایا فوج انگلشیہ سے آتش افروزی کی شرارے رفقاے دیرینہ مہابت جنگ کو تاب ممانعت نتھی اور باعث رنج دلی کے جو نصف اس بارہ مین قرین صلاح تہی نہ بتلاتے تہے اور نہ وہ مغرورانہ دریافت کرتا اور جو اوسکی مصاحبت مین تہے وہ بالکل عقل و شعور سے محروم تہے اور دولت حاصلہ کے حصول پر جو جلدی ہاتہ آگئی تہی مغرور ہوکر خلاف رضاے سراج الدولہ کے دم نمارتے تہے سراج الدولہ بجاے خود ایک احمق خوشامد پسند بادۂ شباب سے مخمور جہل حرکت سے مخمور تہا مردان کار آمدنی کے دل و جان ناپیزہ بیقدری اور ہتک حرمت سے جلا دیا تہا ورنہ ذرہی سے عاقلانہ سوال جواب مین اس اشتعال آتش سوز و شر کی نوبت نہ پہونچتی لیکن چونکہ تقدیر مین مہابت جنگ کے خاندان کی خرابی لکہی تہی ایسے ملک وسیع بنگالہ اور اوڑیسہ اور بہار کے سلطنت جو طفل اجہل سراج الدولہ اور شوکت جنگ کو ملگئی تہی القصہ سراج الدولہ نے سرانجام سفر طیار کرکے اوایل ماہ رمضان کو بارادۂ تسخیر کلکتہ منصور گنج سے نہضت کی اور بعد قطع منازل کے بلدہ مذکورہ کے قیمابین منزل گزین ہوا چونکہ جماعۂ انگلشیہ کو لڑائی کا یقین کامل اور اسباب حرب موجود نتہا کوٹہی قدیم مین متحصن ہوئے اور نیز بعض مکانات منضبط اور شوارع مستحکم کو منضبط کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوئے اور سراج الدولہ کے پاس سامان بیکران اور فوج گران مہیا تہی مکانات مذکورہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور خفیف سی مدت مین اہل لڑائی سے غالب آیا مسٹر ڈریک نے عرصہ رزم مین لاچار ہوکر فرار ہونے مین اپنی بہلائی سمجہی آخر بلا اطلاع اکثر ہم قومون کے خود چند لوگون کے ساتہ جہاز پر سوار ہوکر چلدیا باقی ماندہ لوگ اپنے سردار کے فرار ہونے سے مضطر ہوکے لاعلاج بمقتضاے عزت کے جبتک گولہ باروت رہا لڑتے رہے بعدہ شربت مرگ نہایت خودرائی سے بکہ پیہ ٹہنڈے ٹہنڈے راہ عدم لی مجبور ہوکر اسیر دام تقدیر ہوئے اور مال و اسباب اور نقد جو اوسی قلعہ مین اندازہ حساب سے بیرون تہا لشکر کے لوگون نے لوٹا سراج الدولہ کے ہاتہ بجز وبال دوام کے کچہہ نہ لگا یہ ماجرا ٢٢ رمضان ١١٦٩ ہجری مین واقع ہوا اور مہابت جنگ کے انتقال کے دو مہینے بارہ روز گذرے تہے ظاہرا مسٹر واچہ صاحب کو بہی تا سما بازار اور چند لوگ کلکتہ سے قید ہوکر سراج الدولہ کے پاس قید ہے اور شاید اس لڑائی مین چند بی بی لوگ بہی میرزا امیر بیگ رفیق محمد جعفر خان کی قید مین آئین لیکن میرزا ے مذکور نے بڑی ایمانداری کی جب

نصرت ہوئی میر جعفر خان کو مطلع کر کے کشتی جلد روان پر بی بیون کو سوار کرایا اول آہستہ آہستہ
مما فظان سراج الدولہ کی نظر سی دور جا کر جلد روان ہوا اور بارہ کوس پر چیار مسٹر دریک کا ملا
اونہین سوار کر دیا بی بی لوگون نی اُسکے حسن دیانت و بیان شرافت مسٹر مذکور سی کی صاحبان مذکور نے
چاہا کہ اوسکے معاوضہ مین کچہ رعایت کرین مگر امیر بیگ نی اوسکے قبول کرنی سی منکر ہو کر کہا کہ مینے یہ کام
بطمع زر نہین کیا بلکہ بدین خیال کہ آپ لوگ بہی اپنی قوم کی سردار اور شریف ہین اور ہم بہی مرد آدمی
نجیب الطرفین ہین پس اپنی یادگاری کو ایسا عمل کیا اور شبا شب واپس ہو کر میر جعفر خان سی آملا
فی الحقیقت ایسا کام کیا کہ جو نجابت کے سامان تہی اسکو مسلمان بی ایمان خیانت پسند نی نام غدر کیا ہے
اور اپنی زعم مین پیروی سید انبیا اور خلفا اور اوصیا کا جانتے ہین - درحقیقت یہ امر سرکشی نفس امارہ
اور ضلالت شیطان اور شہوات طمع اور دنیا پرستی سی ہوتا ہی کیونکہ عمل ابرار سی دنیا طلبون کی کام تک
بڑا فرق ہی سہ کار پاکان را قیاس از خود مگیر + گرچہ یک شد در نوشتن شیر و شیر - ہان اگر بعض
ہمارا پادشاہ زندہ ہو جو کچہ حکم دے مسلمانون کو اوسکی فرمان بری واجب ہی اور غیبت مین ایسی موقع پر جیسے مین
لینی اگر کوئی قصد ہمارے جان و مال کا کرے اور کسی طور سی نہ مانی تو البتہ جو کچہ ہمسی ہو سکے تعمیل
کرین نہ یہ کہ بے سبب ملک و مال کی طمع مین جہگڑے فساد اوٹہاوین اور اپنی ساتہ خلق خدا کو بہی
تہلکہ مین چہوڑین خانہ مفتیان بی ایمان خراب ہو کہ اونکی طمع اور بدعقلی سی ایکعالم بلا مین قید ہوتا ہی
اللہم احفظنا و سائر المومنین من شرور الذین یوسوسون فی صدور الناس من الجنۃ و الناس
القصہ سراج الدولہ چند روز کلکتہ مین مقیم رہکر جو امور موجب ضرر اور ایذائے خلق اور خرابی
معمورہ کی نہین اور جنہین وہ بجای خود حسن خوبی سمجہا تہا بجا لا کر مرکز دولت کو واپس ہوا
اور مانک چند دیوان راجہ بردوان کو جو بجاے خود مغرور اور کل امور مین بی شعور اور
جوہر شجاعت سی معذور تہا جیسا کہ جب بردوان کی لڑائی مین مہابت جنگ مرہٹون کا محصور
ہو بیچارہ بہاگ کر اپنی راجہ کے پاس چلا گیا باوجود اس امتحان کی حفاظت کلکتہ پر مقرر کیا اور
پانچہزار سوار اور آٹہہزار پیادہ ہمراہ دئے اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اور رحیم خان و
عمر خان اور اونکے لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور راجہ دولہہ رام وغیرہ امرا
ابروطلب اور جگت سیٹہہ وغیرہ کی ساتہ اہانت سی پیش آتا تہا ہر ایک کو اسقدر جان تنگ
کر دیا تہا کہ ہر ایک اپنی زندگی سے بیزار تہا اور سراج الدولہ کی موت کا امیدوار جسکو فرا
بہی سراج الدولہ سی آزردہ اور رنجش مین پاتی اوسی پیغام دیتی کہ بغاوت کرو ہم بہی شریک حال ہین

ع یعنی بعضی بہت اچہی نظر زین
میں کچہ اوس سب
میں ہوتی ہین یعنی
ہوتی ہین وسوسے
اون لوگون سے کہ
پیدا کرتی ہین مانند
شیطان کی جو دون
آدمیون نئی جن سی
ہون خواہ انسان سے
۱۲

چنانچہ شوکت جنگ کی حال مین بندہ کو میر محمد جعفر خان کی سعی سراج الدولہ کی استقبال مین اونکی
عرایض سے جو شوکت جنگ کی نام آیا کرتے تھی مفصل معلوم ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ ان اوراق
مین بھی درج ہوگا حالا باقی حال شوکت جنگ کا بنا بر انتظام اخبار سوانح مین کہ پہلو اسکے
سے حقیقتین ظاہر ہوئین حوالہ زبان قلم ہوتی ہین تاکہ دیکھنے والونکو انتظار بیچ حال پوشیدہ
اسکی کے اور انجام کار مین اسکے نرہی۔

ذکر چند روزہ امارت شوکت جنگ اور اپنے ہاتھہ سے بلا اوٹھانا خوشامدگویونسے دہوکھا کھانا

اوراق سابقہ مین احوال قوت صولت جنگ اور جلوس شوکت جنگ کا اور کنارہ گزینی بندہ
مورخ کی اوسکی رفاقت سے تحریر ہو چکا ہے اور یہ بھی اشعار ہوا کہ بندہ قلمرو پورنیہ سے
نکلجانے کا عزم رکھتا تھا اور سراج الدولہ کی بسبب اندیشہ مندی کی جو کہ اوسنے چھوٹے بہائیون
اور میر عبدالوہاب اور بندہ کے عمو کو عظیم آباد سے اخراج کیا تھا اور موسم برشکال نزدیک
آ پہنچا نکلجانا اونکا اوسکی حدود سے جو پندرہ سولہ روز کی راہ رکھتی تھین متعذر ہوا لہذا گندہ گولہ
کی معبست نوکر ہو کر پورنیہ مین اقامت گزین ہوا چند روز کے بعد دوستان نادان نے
شوکت جنگ کی رفاقت کی تحریص کی بندہ ہرچند براہ انکار کہتا تھا کہ میری صحبت اوسکی
ساتھہ برا ہوگی اور انجام کار اچھا نہوگا آسودہ اپنے گوشہ خانہ مین تنہا ہون دونوابیعنی
سراج الدولہ اور شوکت جنگ کی شورہ شر سے آزاد ہون درصورت رفاقت کی دونو طرف
سے رنج و غم ہوگا باوجود دیکہ اسقدر بندہ نے عذر کی مگر کچھہ سود نہوا بلکہ مرگ انبوہ جشنی دارد
ایسی ایسی گفتگو کرنے لگی جب دیکھا کہ بندہ اونکی گفتگو نہین مانتا ایکروز اوس کمینہ مغرور کو
خدا معلوم کس تقریب سے بندہ مورخ کی گھر مین لائے اور اسکو بندہ کی ترک گوشہ گزینی کی
تحریک کی بندہ لاچار ہوا یقین ہوا کہ اگر انکار کرتا ہی تو جو بلا اخیر رفاقت مین ہوئی ہوگی
وہ ابھی ہوتی ہے ناچار رفاقت مین تن دیا آمد و رفت دربار کی شروع کردی چند روز تک
میری رضاجوئی مین مصروف ہوا ہر کام مین میرا شورہ لیا کرتا تھا اور بندہ مانند وزیر شطرنج
کے پہلو سے شاہ مین نطق و ہوش سے خاموش حکم و دستخط مین تلقین و تعلیم کیا کرتا تھا اگر لمحہ
دیر سے پہونچتا تھا میری انتظاری مین معطل بیٹھا رہتا اور بندہ اسی وجہ سے عجب بلا مین مبتلا تھا
خط اور سواد تک درست تھا وقت دستخط [illegible] تھا کہ وصل حروف سکھلاؤن تا آنکہ ایکروز

خود بخود بے اختیار ہمین دستخط کرنیمین ہم ہوا اور قلم پھینک کر مسند سے اوٹھ دوسری جگہ جا بیٹھا
چونکہ کوئی سبب درمیان مین نتہا بندہ نے مطلق نسمجھا کہ اس آشفتگی کا کیا سبب ہی بعد ساعت
کی اوٹھا بندہ بھی مع دیگر حاضرین کی مرخص ہوا اور روح الدین حسین خان بہادر سہیدار جنگ
سیف خان مرحوم کی گہر مین جسکا بہنوئی بندہ کا نہایت آشنا تہا آکر حرکت مذکورہ سی جو مجہسے دیکہی
تہی استعجاب کرتا تہا ناگاہ اوسکے مقربین مین سی ایک خدمتگار آیا اور ایک رقعہ لایا اوسکا مضمون
یہ تہا کہ صاحب میرے رفیق ہین نہ کہ اتالیق اسقدر تعلیم اور تلقین کیون کرتے ہین بندہ نے جواب
دیا کہ سابق مین مامور تہا تعمیل کرتا تہا اب کہ ایسا ارشاد ہوتا ہی ہرگز بار دیگر ایسا عرض نکرونگا
بندہ نے چند روز خاموشی اختیار کی بعد چند روز کے پہر اوسنے تعلیم کے بارہ مین معاجت کی جب کہ بندہ
نے عرض کیا کہ مزاج دولتمندون کا آگ ہوتا ہی مجھے معلوم نہین کہ کس امر مین مرضی شریف
کیا ہی امیدوار ہون کہ مجھے معاف فرمائے اوسنے لجاجت کرکے حد سی زیادہ مبالغہ کیا لاچار جس امر
مین کچھ سوال کرتا بندہ بھی ہان ہون کر دیتا تا آنکہ میر محمد جعفر خان کے عرایض اس مضمون سی
صادر ہوئی کہ سراج الدولہ سے بغاوت کرنا چاہیے اور اکثر سردارون کی نام جو بندہ کو یاد نہین ہی
اوسمین لکھی تہی کہ ہم سب لوگ آپ کی دامن دولت سی توسل رکہتی ہین بشرطیکہ ہم سی عہد و پیمان
ہو جاے اور آپ بھی مضبوط کمر باندہیے اور سراج الدولہ کی تسخیر ملک کو عزم فرمائے ایسے عرایض کے
ورود نے شوکت جنگ کو شوریدہ سر کر دیا اور اسی عرصہ مین میر علی خان جو کہ جملہ برہان الملک
سعادت خان کی سالون مین تہا کسی طرف سی شوکت جنگ کی ملازمت مین آیا یہ شخص عجب طرح کی
شورش اور فساد رکھتا تہا اور زمانہ کہن سے میر محمد جعفر خان سی کمال ربط و اتحاد رکھتا تہا اور جنیت بیگ ملک
جو قدیم نوکر مہابت جنگ کا اور لوطیہ مزاج مسخر کار رکھتا تہا اول سفر کلکتہ مین مورد عنایت سراج الدولہ
کا ہوکر عین راہ سی بہاگ کر پورنیہ پہونچا اور شوکت جنگ کی ملازمت مین داخل ہوا یہ دونو آدمی بطمع
اخذ خوشامد گوئی مین مصروف ہوئے شوکت جنگ خود ابلہ تہا اونکی باتون مین متوجہ ہوکر تخت فلک
کو بھی اپنے برابر نہین جانتا تہا چنانچہ جب اپنی تعریف اون دونو خوشامدیون سی سنی کہتا تہا بعد فتح بنگالہ
چونکہ آب ہوا وہان کی میرے مزاج کی برخلاف ہی اول تصفیہ راہ کا ولد صفدر جنگ سی کرکے غازی الدین خان
کا اقبال کرنا ہوگا تب لاہور و کابل جاؤنگا اور قندہار و خراسان کو اپنا نشیمن بناؤنگا اور معرفت
ضیاء الدولہ ولد سعد الدین خان اور جلال الدولہ جلال الدین محمد خان جو کہ عماد الملک کی مقربین
مین تھے اور صولت جنگ پدر شوکت جنگ نے اونکی ساتھ راہ درست کرکے واسطہ سوالجواب

اور بر آمد کار حضور کا کیا تہا اور رقعہ دستخطی اور مہری عماد الملک کا متضمن اجازت جنگ کے
سراج الدولہ سے اور نیز چہین لینے ملک بہار اور اوڑیسہ اور بنگالہ کے اور اوسکے ہاتھ
سے اور بشرط ایصال کے کرور روپیہ نقد پیشکش اور اوسکے مال کی ضبطی کا حاصل کیا جب
رقعہ مذکورہ پہونچا اوسکی نخوت دوبالا ہوئی اور بموجب کاوشین سرداران قدیم جو باپکے
پروردہ نعمت اور معتمد علیہ تھے کرنے لگا اکثرون کو نسبت بعض عہد طفلی کے ذلیل اور آزردہ
خاطر کیا اور میر معلے خان اور حبیب بیگ اور بعض متوسل قدیم اوسکے عہد طفلی کے جو کہ سب
سفلہ اور سبک سر تھے اور اعزہ کے ذلت مین اپنا عروج جانتے تھے اوس کام مین ترغیب
اور تحریک دیتے تھے اور ہمیشہ خلاع فاخرہ اور جواہر اور افیال کے لینے مین مشغول رہتے
بعض وقت مین اونکو سمجھاتا کہ اول اپنے آقا کی پایداری دولت کی فکر کرو بعد ازان فیل و جواہر کی
امیدین کرنا ایکروز ارادہ قید کرنے علی ہزاری کا کیا جو کہ سرداران توپخانہ دستی کا سردار اور
صاحب جرات اور اوسکے باپ کا نمک پروردہ تہا اور بندہ کے بہائی علی نقیخان کو سب وقت
خلوت مین بلایا اور علی ہزاری کی گرفتاری مین مشورہ چاہا بندہ خاموش ہوا جب مبالغہ کیا
اور سوگند دی کہ جو کچہہ نیک مصلحت ہو اطلاع دو اوسوقت بندہ نے کہا کہ اسقدر سمجھہ لینا
چاہیے کہ سبب نفرت مردم کا سراج الدولہ سے باوجود حقوق صاحبت جنگ کے جو رسون تک
بہیجے اور رجوع ہونا اونکا آپ سے خالی اس سے نہین کہ سراج الدولہ کے ہاتھ سے لوگ
عزت و جان سے نا امید تھے مگر مستمند ہین اور آپ کو ایسی بدی سے بری جانتے ہین جسوقت
آپ کی بدسلوکی نسبت ملازمین والد مرحوم کے اون لوگون کو معلوم ہوگی تو آپ سے سب
بیزار اور سراج الدولہ کی سلامتی کے خواستگار ہونگے اوسوقت بندہ کے کلام کی تصدیق
کرکے ایک زنجیر فیل خلعت عطا فرمایا اور رخصت کیا بعد چند روز کے مصاحبان
نادان نے پہر بہی منصوبہ شروع کیا اور علی ہزاری کے ہمراہیون کو لالچ دیکر
پراگندہ کر دیا اور شوکت جنگ نے پیادہ اور سواران برادری علی کو سیف الدین
محمد خان کے ہمراہی مین سپرد کیا اور ایکروز خود سوار ہوکر اوسکے مکان پر چڑہ گیا بعض
برادران ہمراہی جو اوسکے ساتھہ رہگئے تھے باہر نکلکر علی کو تنہا چھوڑ گئے محمد سعید خان
اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکے دروازہ پر جاکر ہاتہہ اوسکا پکڑ کر لائے چاہا کہ
اوسے سزا سے تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ اور نقی علی خان برادر بندہ اوسکو

دروازہ پر جاکر ہاتھہ اسکا پکڑ کر لائی جایا کہ او سپر سزا ہی تازیانہ کی عمل ہو محمد سعید خان وغیرہ نی شفاعت مین مبالغہ کیا مگر کچھہ نہ سنا آخر محمد سعید خان نے آشفتہ ہوکر کہا کہ مالک نوکرون کی ساتھہ ایسا نہین کرتی بخوف آزردگی عامہ سپاہ او رنیز اس کی وہ لوگ للی کی حمایت پر جما ؤکیے تھے چوب تازیانہ سی بچاکر مقید کیا او اوسکا مال ومتاع ضبطی مین لایا بعد چند روز کے اوسکو مع عورات واطفال کی جملہ اسباب سی محروم کرکے تینتس روپیہ زاد راہ دیکر کشتی پر سوار کرایا اور دریای کوسی سے پار کراکر بنگلہ کی طرف چھوڑ دیا اسطرح زبان بادہ گوسی ہر ایک کو آزردہ کرتا تھا بزرگون کو بدی سی یاد کرتا تھا ایکروز کارگذار خان بخشی سے علی دربار مین جب کہ بہت سی ملازمین جمع تھی فرمایا کہ بعد فتح بنگالہ کے کارگذار خان اسپنے سپاہ کا دو ماہہ میرسے نذر کرسے گا کارگذار خان بیچارہ کہ جوان ہوشیار تھا متحیر ہوکر بولا ہان خداوند نعمت لوگون کو بنگالہ کے لوٹ سے اسقدر ہاتھہ لگیگا کہ لوگون کو اپنا روپیہ دسینے سے کچھہ گرانی نہوگی فرمایا تجربہ کا م مہابت جنگ احمق کا تھا کہ لوگون کو لوٹ معاف کرتا تھا ہم ہرگاہ تک توکبہیکو معاف نکرینگے دوسرے روز میر جعلی خان فوجدار نواب گنج وسرینہ وغیرہ کا جو شرط تسخیر بنگ پور وغیرہ کے مقرر ہوا تھا جو عرضی لکھی تہی اوسمین تحریر تھا کہ نواب عالم پناہ سلامت اس لقب سے شوکت جنگ نہایت خوش ہوا اور حاضر علیخان داروغہ دیوانخانہ کوحکم دیا کہ چوبدار لوگ اسپنے اسی خطاب سے مجرا لوگون کا کرادیا کرین اور عجب ترسہ کہ منشی کو طلب کرکے حکم دیا کہ عماد الملک کو عرضی کرسے کہ چونکہ جناب عالی کو لوگ نواب عالمیان مآب خطوط واخبارمین لکھتے ہین اور سجھے آپ کی فرزندی کا دعوسے ہے اپنا خطاب عالم پناہ مقرر کرکے امیدوار ہون کہ اسی لقب سے یاد فرمایا جاؤن اور اس خطاب کے نذر جو خود تجویز کیا گیارہ ہزار اشرفی عماد الملک کے واسطے ارسال کین اور ضیاء الدولہ اور جلال الدولہ کو جو اوسکے مربی تھے لکھا کہ جو کوئی اس خطاب سے مجھے نہ لکھی گا اوسکا خط چاک ہوگا جواب نپاوے گا سبحان اللہ آپ کی عقلمندی کا یہہ حال تہا باوجودیکہ رتا نہ تہا لیکن گفتگو اور شوخ زبانہ رکہتا تھا جب تک اقبال یاری پر رہا بار عام فواحش کا ہر ایک سے روبرو دیتا تھا اور لوگ اس حال کو سنکر سکوت کرتے تھے تا آنکہ میر معلے خان احمق سے عرضداشت کی کہ بندہ تسخیر رنگ پور کا ارادہ رکھتا ہے اور رکلک کا

امیدوار رہے لوگون کو تاکید ہوئی کہ کمک پر روانہ ہون برسات غلین طغیانی مین اور زمین پانی مین غرق تھی اُسوقت نہین کسکی مجال تھی کہ حرکت کرسے جب لوگون کے نکلنے مین دیر ہوئی خود دیوانون کے طرح نکل پڑا اور بے آگا پیچھا سوسچے دو تین منزل دوڑگیا آخرکار خود بھی حیران و پریشان ہوکر واپس آیا۔

ناہونا بیدلی سپاہ کی شوکت جنگ کی سفاہت سے اور پونیہ کو نادم اور شرمندہ ہوکر لوٹ آنا

اسیسے سفر مین چونکہ آدمی اوسکی بےشعوری سے عاجز ہوئے تھے ہر شخص کیا چھوٹا اور کیا بڑا سب اپنے مکانون مین دوستون سے اوسکی شکایتن کرتے تھے حبیب بیگ مواتی خاص دوستون مین شریک ہوا اور سخن چینی اور چغل خوری ان لوگون کی اوسکے روبرو کرتا بلکہ کہتا کہ مردم سپاہ باہم متفق ہوکر اُنکے نسبت نمک حرامی کا خیال رکھتے ہین یہ سخن کچھ اصل نرکھتا تھا البتہ کارگذار خان اور شیخ عبدالرشید اور شیخ جہان یار وغیرہ سردار ایکدل ہوکر یہ ارادہ مصمم کیا تھا کہ بہیئت مجموعی اوسکو پوچ گوئی سے ساکت کرین اور ڈراوین شوکت جنگ اس ماجراسے مطلع ہوکر خایف ہوا اور ہرایک کو بلاکر عذرخواہی کی مردم نے یہ دیکھکر میر حبیب کی چغل خوری کا خیال کیا اور کہا کہ جس شخص نے جھوٹھا مقدمہ ہمارے ارادہ نمک حرامی کا اُنکے نسبت حضور مین بیان کیا ہے اوسکا نام ارشاد فرمائے تاکہ اگر راست گو ہے روبرو ہوکر تصدیق کرے اور اگر جھوٹھا ہے ہم لوگ اوسکی سزا کرین حبیب بیگ نے مضطرب ہوکر خود بخود کہا کہ مین ایسا نہین کیا بلکہ بطور خیرخواہی کے سمجھاتا تھا کہ اس گفتگوے بیجا کو ترک کرو ورنہ لوگ آمادہ دل آزردگی ہین اور اون لوگون مین اول بندہ ہے اس سخن مین چونکہ سراسر جھوٹھ تھا شوکت جنگ بھی اوس سے آزردہ ہوگیا اور دوست و آشنا نے بھی اوسے مقام پر اوسکو ملعون و مطعون کیا حبیب بیگ نے دو نو طرف سے لعن و نفرین سُنکر اپنی رستگاری منحصر ترک دنیا داری کے سمجھی اوسیوقت

لباس ویراق اوتار کر کہا کہ تا ہنگامہ جنگ کے رفیق ہوین بعد ازان فقیر ہوجاونگا اور فی الحقیقت اگر ایسا نکرتا تو لوگ اوس سے ناراض ہو کر اوس جگہ اوسکی تخویف و تحقیر کا ارادہ رکھتے تھے اور شوکت جنگ نے لوگون کو اپنے حال سے منحرف دیکھکر کل سپاہ سے کنارہ کیا اور توپخانہ دمدمی کے درمیان مین جہان بعض بعض پر اعتماد تھا یلغار کر کے داخل خانہ قلعہ مین ہو گیا اور دروازہ ہاے قلعہ پر محافظ نگہبان کیے کہ ہتھیار بند کوئی نہ آنے پاوے جو کہ سپاہ کو بھی اوس پر اعتماد نتہا سب لوگون نے ترک آمد و رفت کر کے اپنے گہرو نمین جا بیٹھے آخر کار ناچار ہو کر بے ہتھیار بند آنے کی اجازت دی اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ علی ہزاری حسب طلب سراج الدولہ کے بیر نگر سے مرشد آباد کو روانہ ہوا نہایت معزول ہو کر کہا کہ اگر علی سے جو میرے باپ کا پرورش یافتہ ہے ایسی حرکت ظاہر ہو تو کسی سے چشم امید نرکہنا چاہیے اسکی حماقت دیکھنا چاہیے اپنے حقوق کو تو علی کے نسبت یاد کرتا تھا اور جو سلوک کہ خود بدولت نے اوسکے ساتھ کیے یاد نہین کرتا کہ کوئی برائی چھوڑے بندہ نہین جانتا ایسا کون سلوک تھا جسکے عوض مین امید وفا علی سے رکھتا تھا خلاصہ یہ کہ اوسکی سفاہت کی تحریرکو دفتر چاہیے روشنائی اور قلم کا مفت مین خون ہوتا ہے سراج الدولہ نے انتشار حواس اور تنگظرفی اور عداوت اوسکی میر معلی خان وغیرہ تابعین کی تحریک سے سمجھ لیا کہ اوسکا ارادہ دریافت کرے بلکہ لڑائی کو آمادہ ہو—

بہیجنا سراج الدولہ کا راے رام بہاری چھوٹی لڑکی راجہ جانکی رام کو فوجداری کو ہدارہ اور بیر نگر پر اور بہڑک اوٹہنا شعلہ فساد کا اور گل ہونا چراغ دولت شوکت جنگ کا

سراج الدولہ نے اوسکے حرکات عجیبہ کے سُننے سے باوجودیکہ خود بھی اعجوبہ تھا متنبہ ہو کر اوسکے مدافعہ کا ارادہ نہایت جلد پیش نہاد ہمت کیا راے رام بہاری برادر خورد راجہ دولبہ رام بہادر کو مع ایک قطعہ خط موسومہ شوکت جنگ و سند فوجداری

پیر نگر اور کونڈوارہ کہ اوسکے نام الملک روانہ کیا اور راس بہاری سے مقابل
راجہ محل کے کشتی لگا کر عرضی شوکت جنگ کو لکھی اور خط سراج الدولہ کو بھیجکر خود
منتظر اجازت شوکت جنگ کا مقیم رہا مضمون خط سراج الدولہ کا یہہ تھا کہ دونوں پرگنے
مذکور حضور مین دوسرے کی جاگیر ہوئی تھی ہم نے ہنگامہ کا دخل وہان پہونچنا
نہ جانا اپنے جاگیر مین لے لیے چونکہ جنگ و جدال درمیان نہین رہی اس بہاری کو جسے وہان
کے کام پر مامور کیا ہے دخیل فرماکر اوسکا دخلنامہ عنایت فرمائیگا شوکت جنگ
خطوط مذکورہ کے پہونچنے سے متحیر ہوا اور اپنے دو تین خواہون کو جمع کرکے بندہ کو
طلب کیا میر معلی خان اور حبیب بیگ اور کارگذار خان وغیرہ اعیال و معتمدین
حاضر تھے کہ بندہ بھی پہونچا خطوط کو کھولکر دکھلایا اور صلاح طلب کی ہر ایک
بندہ سے مستفسر ہوا اور نیز خود بھی مشورہ طلب ہوا بندہ نے چونکہ مدت سے
[illegible] سمجھا تھا التماس کیا [illegible] لہذا جو [illegible] مین صلاح ہوگا
جب بڑی حاجت کی بندہ نے عرض کیا کہ چونکہ موسم [illegible] برسات مین باقی ہے
اورنگ و بار کی راہ جو [illegible] ہنوز مسدود ہے ایسا مناسب
معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر مدت کو رفق و مدارا مین بسر کرو اور راس بہاری کو لطف
و مدارات و دستک و عمال دلانے کا متوقع کرکے حضور مین طلب کرو اور سراج الدولہ
کو لکھیے کہ جو کچھ تحریر فرمایا نہایت مناسب اور برموقع ہوا اور بہت خوب لیکن چونکہ بندہ بھی اپنے
تئین جملہ متوسلان دامن دولت سے جانتا ہے بہتر ہوگا کہ اس مقام کو بدستور
بندہ کے تفویض رکھے اوسکی مالگذاری بھجوا دیگی — اس مضمون کو لکھکر منتظر رہیے
کہ کیا جواب لکھتا ہے اگر راس بہاری حاضر ہو بلطایف الحیل مین رکھنا چاہیے
اور اس ترکیب مین جسقدر بارش کے دن ہون بسر کرنا ضرور ہین اور نیز اس
عرصہ مین سامان حرب سرانجام کرین بعد برسات چونکہ قوم انگلشیہ کے شورش
کا احتمال ہے اونکو اپنے طرف متفق کرکے بعد ہر دل مین آوے عزم کیجیگا
بارے اس صلاح کو پسند کیا اور منشی کو اسی مضمون سے جواب لکھنے کو ایما فرمایا
اور بندہ کے راے دینے پر تحسین فرمائی خوشامد گویون نے حسب معمود اوسکی
حضوری مین بندہ کی ستایش کرنا شروع کی گفتگو کو اس خصوص ذکر مین طول دیا

بندہ کو یہ تقریر ناپسند ہوئی ایک مرتبہ زرق ادب شاکر کہا کہ تمہاری عقل یہان
تک ہماری عقل سے زیادہ ہوگی اگرچہ ہزار عقل رکھتا ہے تو ہم لاکھ اب مجھ ہرگز
انکا کہنا منظور نہین اور راس بہاری سے کے ہرکارون کو طلب کر کے بیچارون سے
ناحق گوشمالی دی اور رقعہ وزیر کو جو سندر یاست تھی طلب کر کے دربار عام
مین حکم پڑھنے کا دیا اور ہرکارون نے پیغام زبانی بھی ادا کیا اور خط بھی اوسی مضمون
سے لکھا فرمایا کہ تینون صوبون کی صوبہ داری کی سند میرے نام صادر ہوئی
ہے چونکہ واسطہ اخوت و برادری درمیان ہے تمہاری جان بخشی درگذر کر جو مکان
جہانگیر نگر مین تجویز کرو اطلاع دو کہ تمہارے نام مقرر کر کے سند دیجاوے
تاکہ وہان جا کر بیٹھو اور دارالامارہ کو مع خزاین و اسباب کے خالی کر دو کہ ہنجانب
منتظر ورود جواب باہر کات ہے — ہرکارون نے واپس ہوکر یہ کیفیت
راس بہاری کو جا سنائی اور نے جواب خط جو شوکت جنگ نے لکھا تھا سراج الدولہ
کے پاس بھیجدیا سراج الدولہ نے اُس مزخرفات کو سنکر آخر ذی الحجہ کو مع فوج
بعزم استیصال شوکت جنگ کے برآمد ہوا اور راجہ رام نراین کو مع زمینداران
اور افواج عظیم آباد کے اپنی مدد پر طلب کیا اودہر سے راجہ رام نراین مع راجہ
سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ اور اوسکے بہائی سوتہر سنگہ اور جمیع فوج عظیم آباد کے
کہ تعداد و برابر کثرت جمعیت شوکت جنگ کی تھی اور اگر کچھ نہین تو بھی زیادہ مساوات
البتہ ہونگے حاضر ہوا اور سراج الدولہ نے فوج ہمراہی کے دو حصہ کیے
نصف فوج کی سرداری راجہ موہن لال دیوان قدیم معتمد کو دیکر گنگا پار بہیجا
کہ براہ بسنت پور گولہ اور حیات پور گولہ اور صداسے کے شوکت جنگ کے سر پر جاوے
اور نصف فوج اپنے ہمراہ لیکر راج محل کے قریب معبر کیا اور اوسکی عقب راجہ
رام نراین نے مع فوج کے عبور کیا —

فوج سراج الدولہ کا منیاری مین پہونچنا اور شوکت جنگ کی افواج کا نواب گنج مین مورچہ باندھنا اور باہم کی لڑائی اور سراج الدولہ کی فتح اور شوکت جنگ کا مارا جانا

شوکت جنگ نے جو کہ پیشتر سے سراج الدولہ سے آنیکو عزم جزم کر رکھا تھا پیغام مذکور
بھیجا تھا بعد بھیجنے خط مذکور کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ کوئی محفوظ جگہہ تجویز کر کے لشکرگاہ
بناوین اوسکے باپ کی عہد دار اعلی جو کہ شعور سے خالی نتھے مابین تیاری اور نواب گنج کی جسجگہہ
مین کہ ہر طرف سے جھیلین محیط تھین اور وہان جانے کی راہ دشوار تھی ایکطرف
سے نالہ اور دوسری طرف سینی وکاہ قد آدم سے زیادہ لگا ہوا تھا ایک معبر جاری تھا جھی بلی وغیرہ کی آراستگی سے ممکن العبور
بدشواری تھا معسکر بنایا باوجود یکہ میدان مذکور عریض تھا کہ بعض جگہہ دو تین کوس اور کہین کسیقدر کم عرض تھا پھر بھی
اکثر جگہہ احتیاط ضرور ہے کہ لب جھیل پر خندق کھودو اگر سد بلند طیار کرین
اگر کوئی باسلیقہ وہان پر ٹھہر کر لڑتا تو مدتون کو گذارہ تھا کہ دشمن یورش نکرتا اور
اپنے ملک سے کے پشت پر تھا رسد کا اسباب وغیرہ جو ضرور ہوتا اوسکا بھی پہونچنا
دشوار نتھا الغرض سپاہ سایر یعنے سواران اور نجیب اور سرداران دلاور اوسکے
زبان بی تامل سے کے اندیشہ سے اور وہ خود عدم اطمینان سپاہ سے باہمدگر متفرق رہنا
مناسب سمجھا چند روز قبل اپنے نکلنے کے سپاہ کو مورچال مقررہ پر رخصت فرمایا
اور حکم دیا کہ اوسکے خیمہ گاہ سے علیحدہ دریاے سوتہرا کے کنارے جسکا فاصلہ
ڈیڑہ کوس کا ہوگا کل سپاہ جا اوترے چنانچہ بندہ مورخ اور نقی علیخان برادر مورخ
اور کارگذار خان بخشی اور شیخ جہانباز اور شیخ عبد الرشید نواسہ شیخ مذکور اور
میر سلطان خلیل خان اور محمد سعید خان پسر ابوتراب خان تورانی جو کہ اوتو کی لڑائی مین
برہان الملک کی رفاقت مین مارا گیا اور نیز دیگر سرداران سیف خانی وغیرہ
مع اپنے رسالون کے کہ گویا کل فوج وہی تھی بموجب اوسکے حکم کے اوسی مقام
پر سب لوگ منزل گزین ہوے اور سیام سندر کائتہ بنگالی جو کہ توپخانہ دستی کا
پیشکار تھا ہمراہ آقا رہکر قبل ایک روز جنگ کے پہونچکر راہ برآمدن مورچال مین
فرودگاہ کی اور لشکر بے سردار سایر اور توپخانہ سے دو نیم کوس پر جاگزین ہوا
ہر روز قرب وصول لشکر سراج الدولہ کے خبرین پہونچتی تھین ایکروز قبل جنگ کی خبر آئی
کہ فوج ہراول سراج الدولہ کے نزدیک پہونچا چاہتے ہین لاچار ادہر کے لوگ بھی طیار
و مستعد ہوے بعد ازان دریافت ہوا کہ ابھی کچھہ فاصلہ ہے کل تک پہونچینگے شام کو
شوکت جنگ کا خیمہ آیا معہذا یقین نتھا کہ کب تک آوے گا رات بہرصورت گذر گئی اور ۲۱ محرم الحرام ۱۱۷۰

کی صبح نمود ہوئی دو گھڑی دن چڑھتے شوکت جنگ آپہونچا ملازمین نے پاس پہنچکر سلام گذاری کی اونمین بندہ مورخ بھی شریک تھا اوسوقت مین بھی اس سردار نابکار کے گرہ پیشانی جو ناحق نوکرون کے جانب ستے رکھتا تھا نہ کھلی جو لوگ سلام کو آئے تھے اونہین حکم دیا کہ اسپنے مقامات کو واپس ہون بیچارہ دست راست کے طرف ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جہان تھے جاکر مستعد ہوئے اور خود بدولت مع سواران یکہ متفرقہ اور معتمد کے مانند میر مردانعلی ولد رستم علی خواہرزادہ خواجہ معتصم برادر صمصام الدولہ خان دوران جو داروغہ خاص برادر اور نشان زرتار کا مالک تھا اور موہن لال دیوان قدیم اور سیف الدین محمد خان نواسہ آقا عظیما جو للی ہزاری کی جگہہ مقرر ہوا تھا اور راو ہی معصوب کے ببیلہ برق انداز اسکے زیر سرداری تھے اور اوسکا حقیقی بہائی رمضانی نام جسکا خطاب ہادی علی خان بہادر جسارت جنگ اور تین چار سو سوار ہمراہ رکھتا تھا درمیان مورچال کے مانند صید ستھلنے لگے اپنے زعم مین گویا آتھام کر رہے تھے عمر خان نام جماعہ دار جو کہ افغان سالخوردہ اور ریش اوزدہ میر سلطان خلیل نہان سردار کا تھا مع اپنی جمعیت کے جو قریب دوسو سوار کے ہونگے اتفاقاً اوسوقت ہمراہ تھا اسوقت مین ہر قسم کی بدخلقی اور زشتی ہمراہیون سے کرتا تھا جب ایک ثلث روز منقضی ہوا اور منہاری کے میدان مین لشکر سراج الدولہ کا راجہ موہن لال دیوان کی سرداری مین پہونچا اور اوسکے علم کہا دونو لشکر کا فاصلہ تقریباً دو کوس کا ہوگا سیام سندر مشرف توپخانہ دستی نے اپنی سپاہ ستی سے باظہار شجاعت مورچال ست باہر غرب رویہ لشکر سراج الدولہ کے مقابل ڈیڑہ کوس کے فاصلہ پر جا ٹھہرا وہان پر کوئی جھیل باسد جا پہونچنے کی نتھی کیونکہ مورچہ سے تو باہر نکلکر استادہ ہوا تھا اور سراج الدولہ کے لشکر کے داہنی طرف شوکت جنگ کے لشکر کے سردار جنوباً شمالاً مقابلہ مین دو کوس کا مفاصلہ اور درمیان مین جھیل تھی راجہ موہن لال باتفاق میر محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر محمد کاظم خان اور دلبر خان اور امالت خان ولد عمر خان اور شیخ دین محمد وغیرہ سردارون نے لب دریاے گنگ خیمہ استادہ کرکے خود مع کل سپاہ اور توپخانہ کے درست و چیت ہوکر محافظت کو آمادہ ہوسے اور توپ مین بتی دینا شروع ہوئی گولی بسبب بعد مسافت کے اکثر جھیل مین جا گرتی تھے

جب دو تین گھڑی کے بعد بڑی توپین آئین اور اون سے کام لینا شروع ہوا بعض
گولہ قریب مورچال اور اکثر مورچون کے اندر پہونچنے لگے جب گولہ اندر گرنے لگا
شوکت جنگ نے اپنے پاس سے ماہی مراتب کو دور کیا اور فرمایا کہ گرم خواب ہون
نوکر لوگ جو لاچار ہمراہ پھرتے تھے اونپر خفگی کرتا تھا کہ تم لوگ ہجوم کرکے مجھے نشانہ
توپ کیا چاہتے ہین لوگ متفرق علیحدہ ہوگئے پھر بھی راضی نہوا ایک جگہہ نہ ٹھہرتا تھا
عمر خان جماعہ دار مذکور نے عرض کیا کہ نواب سلامت یہہ صف رزم ہے بندہ نے
آصف جاہ کے ہمراہ معرکے دیکھے اور لڑائیان دیکھی ہین ایسی لڑائیون مین اسطرح نہین پیش آتے
فوج کو یکجا کرکے تیاری مقدمہ درست کیجئے توپخانہ دستی روبرو کرکے مقابلہ کرنا مناسب
ہے اور کچھ استقلال بھی کرنا ضرور ہے تاکہ فتح و ظفر ہو اوسنے آشفتہ ہوکر فرمایا اور
آصفجاہ کو برا بھلا کہکر کہا کہ مینے خود تین لڑائیان دیکھی ہین مجھے کسیکی تعلیم درکار نہین —
بیچارہ جماعہ دار خاموش ہوا اسی عرصہ مین ایک سوار کو حکم دیا کہ جاکر شیخ جہان باز
اور گلزار خان وغیرہ سردارون سے کہہ کہ دشمن کے نشان نمود ہوئے اور
تم لوگ جرأت اور یورش نہین کرتے چاہیے کہ حملہ کرو سوار نے جاکر جواب حاصل
آسنایا کہ اس فوج قلیل کی اوس جماعہ کثیر پر بدینحالت کہ جھیل کی دلدل مانع
راہ ہے یورش نہین ہوسکتی اور نیز مقرون بصلاح نہین جسوقت وہ لوگ یورش
کرین اور اس دلدل کیچڑ کو طے کرین اور توپخانہ کے صدمات جھیل کر آپہونچین اوسوقت
جو کچھ ہوسکے گا ملاحظہ مین آوے گا اس جواب سے نہایت آشفتہ اور آزردہ ہوکر سخنان
ناملایم زبان پر لایا اور کہلا بھیجا کہ یہہ کیا نامردی اور بزدلی ہے میرے توپخانہ کا سیام سنگھ
ہندو تو جرأت و دلیری کرکے مورچال سے باہر چلا گیا اور تم باتین بناتے ہو لیکن اسی
آمدورفت مین دوپہر گذرے دوسرا پیغام جو بھیجا اوسکے جواب کو عرصہ چاہیے تھا
جب ایک ثلث روز باقی رہا ہوش رفع خمار اور نشہ پیہم جام سرشار اور صحبت نسوان
گلعذار نے خلوت کی راہ دکھلائی ہاتھی سے اوترکر حرم سرا مین داخل ہوا بندہ مع دیگر
حاضرین کے دیوانخانہ کے خیمہ مین جا بیٹھا شکر خدا بجا لایا اور بندہ نے کہا کہ اگر اسقدر
دن کہ باقی ہے خیریت سے گذرے رات کو یکجا ہوکر اس احمق کو سمجھا دینا کہ کل بہت
مجموعی آراستگی صفوف سے رزم آوری ہو یہ کہکر ارادہ کیا تھا کہ لشکر سیاہ کہ جانب

دست راست ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر [illegible] ہین پر میرا بہائی تقی علیخان
اور کل احباب تھے جاؤن جب انبوہ لشکر سے باہر ہوا دیکھا کہ شیخ جہان [illegible]
اور کارگذار خان اور حبیب بیگ اور محمد سعید خان اور شیخ سعد [illegible]
خلیل خان وغیرہ سردار تاب پیغام تابی کی نلاکر پریشان کراد [illegible] ہین [illegible]
نصف جمیل کو ہزار ہا خرابی سے طے کر کے قریب لشکر سراج الدولہ [illegible]
جاتے ہین اور جنگ تمام ہوتی ہے اور بندہ دور و تنہا تھا اب [illegible]
پہونچ سکتا تھا اور لشکر شوکت جنگ کو بھی متفرق ہوتے دیکھا [illegible]
چنانکہ سرداران عمدہ سپاہ کے مع سواران ہمراہی [illegible]
جمیل کر نکلے ہین اور سراج الدولہ کی توپ [illegible] ہین.
اگر راہ پاتے ہین تو دشمن تک پہونچتے [illegible]
پیش نظر ہوتا ہے اور سپاہ [illegible] ہند اجانے
کیونکر اعدا تک پہونچیگا یا کہ بجا دے گا اگر [illegible] پہونچیگا [illegible] سمجھ گیا
کہ دونون لشکرون کی صفائی ہو جاینگی اگر کسی [illegible] دونون لشکر [illegible] ہووے
شاید کہ کچھ کار بر آمد ہو پس بندہ واپس ہوا تا کہ شوکت جنگ کو سوار کر دے
جب در خیمہ پر آیا دیکھا کہ دونون لشکرون کی پیشقدمی کی خبر اس مخمور حالت کو
پہونچ گئی اور خود بدولت نشۂ شراب سے مست اشفتہ دستار خواب
سے بیدار ہو کر فیل سوار ہوا ہے اور اوسکے مردم ہمراہی جو بعد داخل ہونے
خیمہ کے بجاے خود جا پہونچے تھے مضطرب ہو ہو کر طیار ہونے لگے کسیقدر
اس آراستگی اور طیار ہونے مین دیر ہوئی اور فوج متفرقہ پیش رو فوج
سراج الدولہ کے نزدیک جا پہونچی بارے بندہ مورخ نے تاکید اکید کی کہ وہ
جگہ سے متحرک ہوا لیکن ہیجواس کبھی دس قدم چلتا ہے کبھی فیلبان کے کندہی
پر ہاتھ رکھکر توقف کراتا ہے بندہ متواتر تاکید کرتا جاتا تھا تا کہ بہر صورت
بیچہ بے خبر سپاہ کے پشت گرمی کو پہونچے ہر چند بندہ نے سعی کی کچھ مفید
نہوا ناگاہ دور سے نظر آیا کہ فوج جمیل سے راہ طے کر کے جب فوج سراج الدولہ
کے قریب پہونچی کیچڑ اور دلدل جو لشکر سراج الدولہ کے جمیل مین تھا وہان سے

ٹہری اور یورش کرنے کی مجال نپائی اور اودہر سے مردمان سراج الدولہ
نے ذلمبی سے بندوق برسانا شروع کیا اکثر مجروح ہوے اور اکثر بہاگ کر
ہمارے لشکر سے آملے اور ایسا مخوف ہوے کہ یہان بھی نہ ٹھہرے تا آنکہ میر
محمد جعفر خان اور دوست محمد خان اور میر کاظم خان اور عمر خان مع اپنے
لڑکون دلیر خان اور اصالت خان وغیرہ اور شیخ دین محمد ہراول نے آگے
کو بڑہکر شوکت جنگ کے دونون لشکر کا کام تمام کرکے پیشتر کو چلے شیخ
عبد الرشید نواسہ شیخ جہان باز اور محمد سعید خان ولد ابو تراب خان تورانی
نے داد جوانمردی دیکر ملک عدم کی راہ لی میر سلطان خلیل خان نے بھی
اسی سفر آخرت مین ساتھ دیا نقی علی خان اور حبیب بیگ جو اوس میدان مین
استادہ تھے کسیقدر زخمی ہوے جب کوئی بڑہا نا چار شیخ جہان باز صحیح و
سالم اور کار گذار خان مجروح و بیہوش میدان سے لوٹے اور سیام سندر
بھی زخمی ہوکر مفرور ہوا اور سراج الدولہ کی فوج کے سردار بہت مجموعی
آگے بڑہے بجز اونکے پہونچنے روبرو سے شوکت جنگ کے میر مردان علی مع
خاص برادران اور شمن لال مع رسالہ خاص اور میرزا رضائی برادر شوکت جنگ نے
مع ہمراہیان کے بدون ہاتھ پیر ہلانے کے راہ فرار لی اور سیف الدین محمد
خان قایمقام للی زخمی ہوکر کوٹا در برق اندازون سے کسی نے اوسکا ساتھ نہ دیا
شوکت جنگ بیچارہ سولہ نفر ہمراہی سے مسلوب الحواس کھڑا تھا کہ گولی بندوق
نے سر مین پہونچکر بیجان کردیا ساری شوکت اسی جنگ مین تمام ہوئی سر پیچ
یمنی اور دستار زعفرانی جو آپکے سر مبارک پر زیب افروز تھا خاک پر گرا
کسی نے اوٹھا لیا بندہ نے اپنے گھر کی راہ لی اور اسی طرح ہر ایک اپنے
اپنے مسکن کو سدہارا میر مرتضی برادر کرم اللہ خان امیر خانی جو میر محمد جعفر خان کا
رفیق تھا شوکت جنگ کے فیل کے پاس پہونچا اودہر سے میرزا رستم علی
ولد آقا صادق ہمشیرہ زادہ امام قلیخان نے جو کہ اوسکے خواصی مین بیٹھا تھا
بے خبر اوسکی پشت کی طرف سے ایسا زخم برچھی کا مارا کہ اوسکی گردن
کی شہرگ مین پہونچا اور کہا کہ ہتیار دے مرزا نے مذکور جو کہ فی الحقیقت

رستم دوران تھا خواصی مین پھر کر بیٹھا اور شمشیر عریان کر کے دشمن سے کہا
کہ دغا و غفلت مین تو نے برچھی ماری اسی بہادری مین ہتھیار مانگتا ہے مرد
اسواسطے ہتھیار نہین باندھتے کہ ایسے وقت مین مفت ہتھیار اوسکو دیوین
پیشتر قدم بڑھایا اور ہتھیار سپاہ میر مرتضے کی جرأت نہوئی کہ پیشقدمی کرسکے
بدستور اپنی جگہہ پر قایم رہا اور فیلبان بطور سابق ہاتھی کو روان لئے چلا گیا
شام کا وقت قریب تھا لڑائی تمام ہوئی کسی نے کسی کا تعاقب نکیا اور
رعایاے ملک پورنیہ نے بھی غارتگری کی جرأت نپائی لوگ اپنے اپنے خیمون
مین جا رہے بندہ اور برادر بندہ دونو طرف سے مغضوب تھے شوکت جنگ کہتا
تھا کہ بعد فتح ان لوگون سے سمجھونگا اور سراج الدولہ کہتا تھا کہ شوکت جنگ کچھ چیز نہین
تھا انہین دونو بھائیون نے فساد اوٹھایا ہے بعد ظفر سزا دیجاوے گی ایک مرتبہ
سراج الدولہ کا رقعہ بھی لشکر مین ہم دونون بھائیون کے نام متضمن ترک کرنے
رفاقت شوکت جنگ کے اور نیز اوسکے طرف موافق ہونے کے پہونچا تھا اوسکا
جواب ستمگارون کے ڈر سے تو نہ لکھا تھا مگر زبانی پیغام بھیجدیا تھا کہ اگر اسوقت مین
ہم ترک رفاقت کرین آپ کو ہمسے کیا امید ہوگی خلاصہ نقی علیخان اور حبیب بیگ کو
دو تین روز کے بعد زادراہ دیکر اور چوپایہ سواری مرحمت فرماکر حکم دیا کہ کرمناسہ
سے خارج ہووے اور راجہ موہن لال کو بنا بر ضبطی مال و متاع شوکت جنگ کے
پورنیہ پر مقرر کیا اور میر محمد کاظم خان کو بھی راجہ مذکور کے ہمراہ کردیا میر محمد کاظم خان نے
چونکہ بندہ کی خالہ کا داماد تھا عرض کیا کہ غلام حسین خان اگر زندہ رہا ہو مع مادر و
عیال و اطفال اسیر اور اپنے بھائی علی نقی خان کے ضرور روپوش ہوگا اونکے بارہ مین
کیا حکم ہوتا ہے راجہ موہن لال کے نام ارشاد ہوجاوے تاکہ بندہ اون لوگون
سے شد و مد نہو بالفعل بنام موہن لال کو حکم ہوا کہ غلام حسین خان کی مان تو وہی ہے
جو میر محمد کاظم خان کی قرابت رکھتی ہے میری بھی پھوپھی ہے اور ہم اوسکو عزیز سمجھتے ہین چاہیے کہ
کچھ تعرض نکرے اور دستک دیکر بخوبی رخصت کرے جہان ارادہ ہو فارغ البال
روانہ ہوے بندہ جب میدان جنگ سے پھر آیا والدہ کا حال نہایت متغیر پایا تسکین کی
جب اوسکے حواس جمع ہوے عرض کیا کہ بالفعل گوشہ مین بیٹھنا چاہیے آیندہ جو ہونا ہو

ہوگا لاجرم مع چند ناموس والوں کے والدہ کو ہمراہ لیکر بندہ گوشۂ مخفی مین جا چھپا
اور میر محمد کاظم خان کو ایک رقعہ لکھا خدا تعالے اوس مرحوم کو بخشے جواب رقعہ
چند سواران ہمراہی کے ہاتھ بھیجکر نہایت تسلی کی اور لڑائی کے تیسرے دن
ہمراہ راجہ موہن لال کے وارد پورنیہ ہوکر بندہ خانہ مین نزول فرمایا اور جسقدر
ممکن تھا حمایت اور تسلی مین ساعی ہوا راجہ موہن لال نے بعض سرپیچ جواہری
بخشیدۂ شوکت جنگ کو مجھسے واپس لیا باقی کچھ تعرض نہین کیا مگر چند لوگ مانند
میر معلے خان اور آقا میرزا اور میر عبدالعلی وغیرہ بموجب حکم سراج الدولہ
کے مقید ہوے اور بندہ نے اثاث البیت اور ناموس کو مع خدمتگارون کشتیون پر
لدایا اور جو اسباب مجھسے لیے جانیکے قابل تھا وہ علیحدہ سے روانہ کرکے
عازم عظیم آباد ہوا عظیم آباد پہونچتے بعض مسلمانان آشنا صورت نے شہر مین
جانے کو منع کیا لہذا تکیہ شاہ ارزان مین مقیم ہوا اور وہی آشنا مانع ہوا بلکہ
امیدوار تھا کہ کوئی حکم برخلاف دوبارہ ہمارے نسبت صادر ہو اور وہ خوش
ہو مگر اللہ تعالے نے حفظ کیا وہ حکم نہ آیا تا آنکہ رام نراین جو جگناتھ جی کی زیارت
کو گیا تھا عظیم آباد آیا اور براہ خیرخواہی بندہ کے باہر ہو جانے کے بارہ مین
تاکید کی اور دستک اور بدرقہ پہلوان سنگہ کے طرف سے اوسکے برادر کو
بھیجی بندہ نے مقام تکیہ شاہ ارزان مین سخت بیماری پائی کسی ذی آشنایون مین
سے عیادت اور احوال پرسی اور دلدہی بھی نکی مگر تین آدمی اول حکیم غلام علی
طبیب مانند ایام متنعم کے حاضر ہوکر غمخواری اور معالجات مین مصروف ہوا دوم
اوسی کے برابر مصری بیگم صاحبہ دختر میر سید محمد صفاہانی مرحوم اور میر حیدر علی
مغفور کی بی بی برابر مان کے روز و شب حاضر رہتی تھی اور محب علی پور تک
پہونچا کر بڑی سماجت سے واپس ہوئی تھی ورنہ اوسکا ارادہ تھا کہ کرمناسہ
ندی تا سرحد الدولہ تک پہونچاوے اور اب بھی اوس ضعیفۂ مخدومہ کی شفقت
وعنایت عیال و اطفال سب پر مادرانہ مبذول ہے سوم شیخ نصر اللہ
مرحوم خلف عنایت یاب خان میرسامان والد مرحوم اور ہیبت جنگ مغفور
کا جو تازہ جوان اور محمد علی حزین مرحوم کی سفارش سے اون دنون مین نظامت

عظیم آباد کا میر سامان تھا زیارت شاہ ارزان کے چلہ سے بکر بندہ مورخ علی
دیدکو آیا اور بندہ مورخ نے حد و د سراج الدولہ کے نکلجانے کی تدبیرین بھیہ
قصور نکیا شکر خدا کہ بندہ مع الخیر وصحت مع اسباب وعیال و اطفال کے
کوچ کرکے بنارس آیا اور شیخ محمد علی حزین اور اپنے خالو سید عبد العلی خان
بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے جو اندنون مین بیکار حالت افلاس مین
بسر کرتا تھا مشرف ہوا اور نقی علی خان بہادر کی ملاقات سے جسنے سراج الدولہ
کے ہاتھہ سے رہائی پائی تھی اور نیز اون دونو بہائیون سے جنہون نے بیشتر حکم
اخراج پایا تھا ملاقی ہوکر مسرور الوقت ہوا — الغرض موہن لال نے تہوڑی
دنون پورنیہ مین مقیم رہکر صولت جنگ مرحوم کے آل وعیال کو جو شوکت جنگ
کے بہائی بند تھے اور سپہدار جنگ خلف سیف خان مرحوم کو جو صولت جنگ
کا داماد تھا اور اوسکی بی بی قبل مرنے باپ کے جو کہ بروقت جنگ محمد خلیل
زمیدار کنکرہ کے کشتہ ہوا تھا عالم جاودانی کو روانہ ہوئی تہی باعزت واحترام سراج الدولہ کے
حضور مین روانہ کیا اور خود ضبطی مال و متاع مین مصروف رہا اور بعد واپس
لینے وصولی انعامات شوکت جنگ کے اور نیز انتظام کے اپنے لڑکے
کو وہان پر نائب چہوڑکر خود سراج الدولہ بہادر کی خدمتمین آیا اور سراج الدولہ
نے اپنے بنی اعمام کو مورد مراحم کرکے ہرایک کیواسطے مشاہرہ مقرر کردیا
اور خود اپنے مرکز دولت کو بمقام منصور گنج اور مرشد آباد مین معاودت
فرما ہوا —

جماعۂ انگلشیہ کا پہونچنا واسطے تدارک اور استرداد کلکتہ کے اور مانک چند کا فرار ہونا اور انگلشیہ کا تسلط کلکتہ پر سراج الدولہ کا جانا اور بخوف انگلشی کے تعاقب سے واپس آنا اور راضی ہونا دوست محمد خان کا اور صلاح کرنا باہمد گر بخوف زبونی

جب سراج الدولہ اپنے مرکز دولت کو صحیح و سالم واپس ہوا اور دولت پر دولت
نصیب ہوئی مال اور زر بیشمار ہر کوچہ و برزن سے اوسکے مکان مین آیا اور خزانون
کا ڈھیر ہوگیا چونکہ پھر کمانے رانے والے لازم و سکے سراج الدولہ کی اسقدر بڑھتے
ہوئی انجام مین کیا ناسازی بخت نے پیدا کمائے پس ہر چند لوگون نے تخمین کیا کہ کہین تو اس
دولت بیشمار کا پتا معلوم ہو مگر کچھ سوا اور [illegible] نہ ملا اور طامع لوگ اپنے ارادونکو
مایوس پھرے تفصیل اس اجمال کی اور بیان پیدا ہونے اسباب زوال کا واسطے
دولت سراج الدولہ کے یہہ ہوا کہ جب مسٹر ڈریک صاحب کلان کلکتہ کہ
باعث جنگ اور فساد کا ساتھ سراج الدولہ کے ہوا تھا مغلوب ہوکر مع
باقیماندہ سنگ جو کہ اس لڑائی مین قتل ہونے سے باز رہے تھے اپنے
ہمراہ [illegible] فلتہ مین جو کہ عمدہ مکان انگلشیہ سے صوبہ ارکاٹ دکن مین
ہے وہان جا کر پہونچا اور تھا یہ اور سردار لوگ جماعۂ مذکور کے بھی جو ہر طرف
کاروبار مین متفرق تھے بمجرد سننے اس خبر جانکاہ اور غارت ہونے کلکتہ
اور [illegible] اس مکان مذکور مین جا پہونچے ہون اوسوقت مین کرنیل کلیف
سالار فوج انگریزی [illegible] تھا [illegible] جو اوس کوٹھی مین مقرر تھا اور اون دنون مین
فرانسیسیون سے لڑکر ملک دکن حاصل کیا تھا اور کچھ فوج قریب ایک دو
پلٹن تلنگاہ اور تین چار کمپنی سولدا ولایتی ہمراہ رکھتا تھا اور ناظم دکن سید
محمد خان صلابت جنگ خلف الصدق آصف جاہ کی مدد کرکے جو مقہور ہوئے جماعہ
فرانسیسیہ مین ہوسے مورد الطاف ہوکر ثابت جنگ کا خطاب حاصل کیا تھا
ارباب کوٹھی دکن اور صاحبان بنگالہ کے کہ ستم دیدہ اور خرابی کشیدہ دست سراج الدولہ
سے تھے آپس مین قرعہ پھینکا اور مشورہ کرنا شروع کیا رایسے یہ قرار پائی کہ
کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ مع صاحبان کلکتہ وغیرہ کے بنگالہ جاوے اور
بطور [illegible] سمجھے بطور سابق عہدنامہ پر کوٹھی کی بنا ڈالے اگر صلح اور روپیہ خرچ
کرنے سے ممکن ہو مضایقہ نہین اگر غلبہ سے میسر ہو ویسا ہی تعمیل کرین کرنیل
کلیف مع صاحبان کوٹھی بنگالہ کے مندراج سے جہاز پر سوار ہوکر مع اسباب و
سامان حرب کے منصفت فرما ہوا اور متصل کلکتہ مین جو دریا کہ آب سیاہ کے

نامزد مشہور ہوا اور بمقام الحاق دریاے بہاگیرتی کا دریاے شور سے جہ پہونچکر لنگر کیا چونکہ اس زمانہ کے سرداد لوگ نہایت دانا اور ہوشیار ہوتے ہین سراج الدولہ کو پیغام صلح دیکر مسٹر دریک کے تقصیرات کا عفو چاہا اور بشرط دینے حکم تعمیر کوٹھی کے حسب ضابطہ سابق مقام کلکتہ مین کئی لاکھہ روپیہ دینا قبول کیا سراج الدولہ جو کہ سفیہ تر اور لوگون سے کمینہ تھا اور مصاحب بھی رذیل تھے اور اس فرقہ کے قواعد جنگ اور حرب سے محض بے خبر مغرور تھا اور کار آگاہان دانش ور کو مجال نتھی کہ دم مار سکین بلکہ خود اوسکے اعیان دولت اوسکے زوال کے خواستگار تھے کوئی مصالحہ کی صلاح ندیتا تھا اور اگر اعیان کوئی اس بارہ مین عرض کرتا مصاحبان بے شعور اور نالایقان خود مغرور اوسکا گلا پکڑتے کہ وہ شرمندہ ہوکر اپنا سا منھہ لیکر رہجاتا تاآنکہ انگریز اون کے حقیقت حال سے آگاہ اور زیادہ انتظاری جواب سے دلتنگ ہوکر عازم رزم ہوا اور توپخانہ جہازی کو روبرو سے محل مانک چند کے لگا دیا دریا سے آگ برسانا شروع کی مانک چند کے لشکر پر بدحواسی کی ہوا چہائی خاک تدبیر کارگر نہوئی اور ثابت جنگ نے جو مخالف کی ہوا بدلی پائی فوج آراستہ اور توپخانہ لایق جہاز بھی سے نیچے اوتار کر جاے مناسب مین اکثر مقابلہ کیا وہ نالایق مانک چند تاب نلاکر بخت رمیدہ کے مانند بہاگا اور ثابت جنگ نے مع ہمراہیون شجاعت نشان کے قدیم کوٹھون اور مکانون مین نزول فرمایا اور بکمال اطمنان شادیانہ فتح و ظفر کے بجائے سراج الدولہ اس خبر سے متنبہ ہوکر کسیقدر بیدار ہوا اور خود عازم حرب و تادیب جماعہ مذکور کا ہوا —

نہضت کرنا سراج الدولہ کا بعزم تنبیہ کرنیل کلیف ثابت جنگ صاحب کے اور مغلوب ہونا خوف شبخون سے اور متردد او متفکر ہونا برگشتگی وقت اور واژونی طالع سے اور بکمال عجز اور زبونی کے ساتھ مصالحہ کرنا

بعد فتح پورنیہ کے سراج الدولہ دو مہینے بیس روز کامرانی مین رہا کہ ناگہان
خراب اعمال کے اوسکے بایں مجسم آرو بروگھیرے ہوے آثار زوال نے ترقی پکڑی
مانک چند کے فرار کی خبر گوش زد ہوئی پس [illegible] شنبہ کے روز ۲۷ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو مرشدآباد سے واسطے محاربہ انگلشیہ کے اسباب جنگ مہیا
کرکے روانہ کلکتہ ہوا اور وہان پہونچکر بجاے مناسب صف آرا ہوا تسخیر مین نہایت
اہتمام رکہتا تہا اسرارات دون جنگ تہی گاہ گاہ آمد رفت لوگون کی فیمابین سے بنابر صلح
بھی ہوا کرتی تہی جب انگلشیہ کو منظور ہوا کہ چہاپہ مارین ایک شخص کو اپنے فرقہ سے
جو زیور شعور اور شجاعت سے آراستہ تہا بعض پیغام رسانی کو سراج الدولہ کے
پاس بہیجا تاکہ مخفی اوسکے لشکر کے گرد و نواح اور اوسکے خیمہ کی علامت اور سمت
دریافت کرکے خبر دے شخص موصوف نے جو نہایت ذہین اور جولان طبیعت اور
تیز فہم تہا صفت سے موصوف تہا بعد ابلاغ پیغام اور حصول مراد دلی سے
اطمینان کرکے لوٹا معلوم نہین کہ اوسی شب یا دوسری شب یا دو تین شب
کے بعد ارادہ شبخون مصمم کیا القصہ آخر شب کو بذریعہ کشتیون پر اپنی فوج کو سوار کرا کر
انتہاے لشکر سراج الدولہ کی طرف آکر منتظر صبح ہوے جب تہوڑی رات
باقی رہی اکثر کشتیون سے اوترے اور لشکر کی پشت کی طرف سے بندوقین مارتے
ہوے داخل قلعہ ہوئے اور شلک کرنے مین کچہ بھی معزول نہوکر قدم بقدم
گہسے آتے تہے اور بندوق کی گولی مانند ژالہ کے چارون طرف سے برستے
تہے اور دریا کنارے سے بھی جو لوگ ناؤ پر چڑہے ہوے تہے یہی آتشباری
ہو رہی تہی جو لوگ اس شور ریزی کے روبرو پڑگئے اپنے منہ کی کہا گئے
سنا گیا کہ شجاعان انگلشیہ کا یہ ارادہ تہا کہ اس شبخون مین اگر سراج الدولہ ہاتہ
لگے پکڑ لیجاوین بسبب کہرہ پڑنے کے ہوا نہایت سیاہ ہوگئی تہی کہ باہم
دو شخص متصل ایک دوسرے کو نہین دیکہ سکتے تہے اس وجہ سے اوسکے
خیمہ کی سمت نہ معلوم رہے اور ان لوگون کا عبور دوسری طرف
سے ہوگیا سراج الدولہ نے تیرگی بخت سے اپنے اندہیری مین بچا لیا
نہایت اطمینان سے یہ لوگ بندوق فیر کرتے ہوے لشکر کے سرے سے

نکلے اور اپنے محل اقامت مین جا پہونچے سراج الدولہ اور اوسکے
کم جرات لشکری اس رستخیز کو دیکھکر جی کھو بیٹھے نہایت خوف سے جی
چھوٹا ہوگیا بلکہ ایسا رعب چھایا کہ اوس مقام پر نہ ٹھہر سکے سراج الدولہ
نے اپنے سسر محمد ایرج خان کو بلا کر مع دیگر ارکان دولت کے استشارہ کیا
کہ اب کیا کرنا چاہیے آخر لوگون نے اوسکو مضطرب پاکر دور لیجا کر خیمہ گاہ کر دیا
اور صلح کی بنیاد ڈالی گئی جب جماعہ انگلشیہ نے اُنکے عجز و زبونی پر آگاہی پائی
اوس مال کا دعوے کیا جو بروقت غالب آنے اول معرکہ کشتی کلکتہ میں سراج الدولہ
کے فوج نے غارت کیا تھا آخر بعد سوال جواب بسیار کے فیصلہ ہوا کہ
سراج الدولہ اوسکے عوض مین کچھ قدر مبلغ نقد ادا کرے اور بعض دیگر
کے عوض مین یہ مقرر ہوا کہ چہ پرگنہ متصل کلکتہ کے جنکے نام بندہ مورخ کو یاد نہین
سپرد انگلشیہ ہون اور تا وصول مبلغ مذکور کے محالات مذکور اونکے ہاتھ
مین رہین بعد وصول سراج الدولہ کو واپس ہون جب اسطرح کی صلح
ہوئی مسٹر واٹس جو کہ ایام مغلوبی سراج الدولہ کے قید سے رہا ہوکر واسطے
سوال جواب ہوا تھا طرفین سے موجب تحسین و آفرین ہوا بعد تحریر
عہدنامہ جات طرفین کے سراج الدولہ مرشد آباد آیا اور منصور گنج کے
عمارات مین نزول فرمایا بسبب غرور کے اپنے کام مین نہایت متحیر تھا کہ
کیا کیا جاوے بعض گناہ اور اوضاع ناشایستہ سے نادم ہوکر سمجھا کہ آخر کوئی خدا بھی
ہے کہ جسنے ہم سبکو پیدا کیا ہے اوس سے رجوع کیون نہون دوست محمد خان
واسطے علاج اور شہر چھوڑ اسنے عیال و اطفال کے رخصت سہسرام جانے کی لیکر
قصبہ مذکور کو راہی ہوا اور اکثر رفقاے قدیم خصوص میر محمد جعفر خان اور راجہ دلبرام
کو اپنی طرف سے دگرگون دیکھکر سمجھا کہ چونکہ سررشتہ دار اور رئیس فوج ہین
اُنکے اطفاے نائرہ فساد کو فرو کرنا نہایت مناسب لیکن چندان جرات اور طاقت نرکھتا تھا
اور انگلشیہ ایسا دشمن بھی بغل مین موجود تھا نہ تو غرور اور جہل فطری چھوڑتا تھا
نامردی و بد دلی سے باز آتا اور نہ لالچ سے یہ کرتا کہ اپنے تئین نالائق سمجھکر امور
ریاست سے دست بردار ہو اور اعیان دولت اور ملازمان مہابت جنگ کو راضی کرکے

اسلیے وجوہات سے عجب طرح کا مالیخولیا ہو رہا تھا جب قہر و غضب کا
مغلوب ہوتا میر جعفر خان کے حویلی کی روبرو توپ لگواتا راجہ دولبھ رام کو زیر
فرمان موہن لال مقرر کرتا کبھی جگت سیٹھ کو تمسخر اور استہزا سے رنجیدہ
کرتا کبھی اوسکے ختنہ کرانے کا وعدہ کرتا اسی اثنا مین فرانسیسی اور انگلشی کہ
جنکو فساد اور دنگہ کرتے پانچ چھ سو برس ہوئین کبھی مصالحہ کرکے استعداد
حرب بڑہاتے کبھی جنگ و جدل مین مصروف ہوتے مدت مصالحہ جب
گذر چکی نائرۂ فساد اوٹھتے تھے دکن مین باہم لڑتے تھے فرقہ انگلسیہ غالب آیا
انگلشیون کا جنگی جہاز امیرالبحر دلیر جنگ بہادر کی سرداری مین واسطے تسخیر
فرانس ڈانگہ کے جو کہ متصل ہوگلی اور چچرہ آبادی اورلندیزیون کے ہے
اور موسیو رینو کے رہنمائی سے جسنے اپنے قوم کے ساتھ دغا کی تھی اب
بھی حقوق ہم قومی فراموش کرکے آپ کے جہاز کو اوس راہ سے جہان
فرانسیسیون کے کتنے جہاز ڈبو کر مخفی ایک جہاز کے بقدر نکلنے کے راہ رکھی
تھی لیجا کر قلعہ فرانس ڈانگہ مین مسخر کرادیا اور فرانسیسی مغلوب ہوکے
جو کوٹھی کہ قاسم بازار کے قریب رکھتے تھے وہ بھی اونکے ہاتھ سے نکل گئی
موسیو لاس جو کہ عمدۂ رئیسان جماعہ فرانسیس سے ساتھہ سراج الدولہ
کے توسل ڈھونڈہکر مع باقیماندہ اپنی جماعت اور توپ و بندوق اور پیادہ ہای
برقنداز تربیت کردۂ اسی کے ملازم سرکار سراج الدولہ ہوئی جماعہ انگلشیہ
کے کہنی سننے پایا اور اشعار سرداران منافق کے کہ ظاہر مین سراج الدولہ
سے کہتے تھے کہ ہم آپ کے شریک ہین اور باطن مین اوسکے شریک
یا تو اونکے لکھنے سے اور یا اپنے بخواہش ہی اپنے وکیل کی معرفت سراج الدولہ کو پیغام دیا
کہ مصالحہ فیمابین ہمارے اور نواب کے جو قرار پایا ہے تو وہ اس امر سے
مشروط ہے کہ ہمارا دوست دشمن بعینہ نواب کا دوست دشمن ہے الحال
ہمنے ان فرانسیسیون سے جنگ ہوئی اور وہ عاجز ہوے نواب نے
اونہین اپنے زیر سایہ جگہ دیکر پرورش کی یہ امر باعث نقض عہد اور
[illegible] کے سبب ادہر سے یہ پیغام ہوا اودہر جو منافق لوگ خواہان زوال

دولت تھے بر سر مبالغہ ہوئے کہ ان بھاگے ہوؤن کے واسطے صاحبان
انگلشیہ کی دل آزردگی مناسب نہین انکو جواب دینا چاہیے ۔ سراج الدولہ نے
اسباب مین موشیر لاس سے گفتگو کی لاس مذکور نے جواب دیا
کہ اگر آپ ہماری حمایت کمپنی فرانسیس کے معاملات مین کرین تو البتہ
بر خلاف عہد ہے اور عجب کہ جہان پر ہزارون نوکر ہین اس فرقہ کے
بھی چند لوگ اگر نوکر رکھے تو نقص عہد نہین ہوتا سراج الدولہ نے
بھی مضمون وکلاے انگلشیہ کے جواب مین کہدیا وہ لوگ حسب اشارہ
بدخواہان سراج الدولہ کے اصرار کرتے تھے اور دراندازی بھی کرتے تھے
کہ چند فرانسیسیان مفلوک کے واسطے فرقہ انگلشیہ سے بگاڑ کرنا مناسب نہین
تا آنکہ سراج الدولہ لاچار ہوا اور لاس مذکور کو عظیم آباد جانے کی ترغیب
دی لاس مذکور نے بوقت رخصت عرض کیا کہ اکثر آپ کے نوکر مقام
بیوفائی مین ہین جو انگلشیہ سے متفق ہوکر ارادہ نمک حرامی رکھتے ہین اور اپنے
حصول مدعا کے لیے ہمکو حضور سے جدا کراتے ہین ہمارے جانے کے بعد
فرقہ انگلشیہ سے لڑا کر آپ کو ضائع کرا دینگے جب تک ہم لوگ ہمراہ و مستعد
ہین لڑنے مین ان سے قاصر نہونگے اور تمہارے نوکر بھی قابو نہین
پا سکتے بیشتر آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ کو تو نہایت خوف چھا گیا تھا
جواب دیا کہ بالفعل تمہارا یہان حضور سے جانا مصلحت ہے مگر جلد ہم طلب
کر لیوینگے لاس نے کہا کہ نواب صاحب اس امر کو یاد رکھین کہ پھر ہمارے
آپ کے درمیان مین ملاقات نہوگی یہ کہکر عظیم آباد کو چلدیا جب وہ مرشد آباد
سے نکلا سراج الدولہ اور میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھ رام کے درمیان
مین منازعت ہونے لگی اور ان دونون نے جگت سیٹھ وغیرہ کو جو سراج الدولہ
کے ہاتھ سے جان لب تھے اپنے سے متفق کر لیا اور اسکے انہدام بنیاد
دولت مین فکر کرنے لگے ۔ بی بی گھسیٹی جو سراج الدولہ کا کینہ دیرینہ
اور ضبطی مال و متاع کا تازہ داغ دل مین رکھتی تھی مخفی میر جعفر خان کے
اعانت کرنے مین مصروف ہوئے اور جسکی طرف ذرا بھی خیال ہوا کہ یہ شخص

سراج الدولہ سے منحرف ہے اوسکے پاس سراج الدولہ کے شکایت کراتی اور اپنے شوہر مہابت جنگ کے حقوق پرورشی کی یاد دلاتی تھی اور ہر ایک سے یہ کہتی تھی کہ میر محمد جعفر خان اور راجہ دولبھہ رام کی رفاقت کرنے مین پہلوتہی نکرو اور عنایات قدیمہ کو یاد کرکر اوسکی حمایت مین مصروف رہو اور خود بھی نقد اشرفی جو بروقت ضبطی کے معرفت خواجہ سرایان وغیرہ معتمد سے پوشیدہ کرا رکھین تھین میر مذکور کو دیکر مدد دینے اور میر مذکور کے رفقاے قدیم کو ایک سو کرکے اونکے معرفت فرقہ سپاہی کو جو بیکار ومفلس تھے اپنی طرف رجوع کرلیا اور بکمال اخفا مین اوسکے گھر پر ازدحام ہونے لگا۔

منافقون کا اغوا کرنا اور فرقۂ انگلشیہ کو منادیر اوٹھانا محاربہ سراج الدولہ پر اور گذرنا عہد وپیمان کا ساتھ جماعۂ مذکورہ کے اور لشکر کشی کرنا سرداران انگلشیہ کا سراج الدولہ پر اور برآمد ہونا راجہ دولبھہ رام کا واسطے استحکام مورچال کے بیچ پلاسی کے اور آنا سراج الدولہ کا پلاسی تک واسطے ارادۂ جنگ کے اور ہزیمت پانا افواج انگلشیہ سے اور مقرر ہونا نظامت بنگالہ کا میر محمد جعفر خان پر اور منتقل ہونا دولت کا خاندان مہابت جنگ مرحوم سے ساتھ دوسرون کے

جب اس نوبت کو معاملہ پہونچا ہر ایک سراج الدولہ کے مدافعہ کی فکر کرنے لگا آخر جماعت انگلشیہ کو ہر کا ناسشورع کیا اور جسطرح ممکن ہوا خوب تحریص وترغیب کی ظاہر اجگت سیٹھ نے اپنے گماشتون کی معرفت امین چند، ترہ کو جو عمدہ مہاجن کلکتہ کا تھا اس کام پر لایا کہ انگلشیہ کو سراج الدولہ کے استیصال پر عازم جازم کرے اور راجہ دولبھہ رام نے بھی کسی کو اسی امر پر مقرر فرمایا جسکا نام بندہ مورخ کے سماعت مین نہین آیا اور میر محمد جعفر خان نے اوس مرزا امیر بیگ کو

جیسا کہ سیقدر حال ہو چکا ہے بی بیان فرنگ کا جہاز پر مذکور ہوا ہے جبکہ سراج الدولہ
کی بدسلوکیاں جو کل عملہ کے ساتھ ہوئین جماعت انگلشیہ سے ظاہر کین بلکہ جو عرضی میر
سید محمد جعفر خان کے سعی سے کل امرای دستخطی اس مضمون سے مرتب ہوا تھا
کہ سراج الدولہ سے ہر ایک جان بتنگ ہے اومی مرزا امیر بیگ کے ہاتھ
ملاحظہ کو بھیجدیا اور خواہان حرکت صاحبان انگلشیہ کے ہونے اور پیغام دیا کہ اگر
آپ لوگ سعی بلیغ سے سراج الدولہ سے کرین اوسکا تدارک بھی ہم لوگ
کرینگے اور آپ کی خفیف سے توجہ مین بندگان خدا جور و ظلم سے رہائی
پاوینگے اور نیز وعدہ ادائی کرور روپیہ اور دیگر توانعات وغیرہ کا ہوا کہ
بندہ مورخ کو اس امر سے اطلاع نہین اور مضامین اسکا بھی دونون جماعت
مذکورہ ہوے ہے اور جو ظلم تعدی کہ سراج الدولہ نے بی بی گھسیٹی دختر مہابت جنگ
وغیرہ لواحقین پر کی تھی وہ چند اسکے ہر ایک سے ظاہر کئے ـ جماعت انگلشیہ نے جو کہ
زور و شجاعت مین اپنا ہمسر نہین رکھتے اور ایسا کون ہے کہ باوجود زور و زر کے
اور بہم ہونے اسباب رزم و بزم خواہان نام و جویاے سرانجام ترقی نہو اور کوئی ایسا
نہین کہ گو دولتمند ہو اور فارغ حاجتون سے اور اوسکو ہمت دولت طلب
حصول دولت مین ساعی نہو باستماع اس اخبار کے التماس میر محمد جعفر خان اور
راجہ دلبھ رام کا قبول کرلیا مہیاے رزم سامان جنگ ہوے لیکن [illegible]
دانا اور نیز کل عقلا کا یہ نہین ہے کہ بغیر کسی وجہ کے کسی نزاع و پرخاش کرین البتہ سراج الدولہ
سے سوال جواب کرنے کی کوئی سبب پیدا کر لیا ہوگا مگر بندہ مورخ کو اطلاع نہین
اغلب کہ ادائی زر معینہ مین جو درنگ و توقف ہوا اسی وجہ [illegible] عہد پیمان شکنی کا خیال
کرلیا ہو کیونکہ سنا گیا کہ اول تو سراج الدولہ نے بضرورت ایک کرور روپیہ
دینا قبول کرلیا بعدہ اوسکا ادا کرنا دشوار ہوا تھا یا کوئی اور بھی وجہ ایسی اتفاقی
ہوئی ہو یا ان سب دراندازون کی باعث سے ایسی شور جنگ برپا ہوئی ہو بہر حال بعد قرار پانے
ارادہ جنگ کے کرنیل کلیف ثابت جنگ مع فوج و اسباب موجود ہو کے آمادہ رزم
ہوا اور سراج الدولہ اس خبر سے نہایت گھبرایا عجز و عاجزی بہت [illegible] کی مگر کچھ
سودمند نہوا بیت بسا لے زجورت جگر خون شدم بیک ساعت از دل بدر چون شدم

راجہ دولبھ رام کو مع اکثر فوج کے پلاسی کو بھیجا تاکہ مورچال اور سنگر وغیرہ سامان
حرب کی درستگی کرے وہ وہان جاکر ظاہرہ تو کار سرکار مین رہتا اور مخفی
جو ارادہ باطنی تہا اوسکی کوشش اور سعی مین بہت بدل معروف تہا اور کسی طرح اور کوئی وقت
اپنے کام سے غافل نہ تہا سرداران لشکر سراج الدولہ کو بھی موافق کرنا شروع
کیا ہر ایک سے وعدہ مناسب کر دیا اور میر محمد جعفر خان نے بھی مع رفقا کے آمد و رفت
دربار کی شروع کی شہرہ ہوا تھا کہ بہت لوگ آپ کے طرف آملے کسیقدر
لوگ سراج الدولہ کے ساتھہ رہتے جب کرنیل کلیف کی کلکتہ سے نکلنے کی
خبر سراج الدولہ کے کان مین پہونچی چار ناچار گردش بخت سے اور دل شکستہ ششدر
حیران اور پریشان بکمال تردد و ہزار نامردی اور بزدلی مع نصیب و بخت سے شکایت کرتا ہوا
مع فوج منصور گنج سے کوچ کیا اور فوج معتمد مانند میر مدن بخشی اور راجہ موہن لال
دیوان وغیرہ کے پلاسی تک پہونچا اودہر سے کرنیل کلیف تا بہ تمام اپنی جماعت اور
قلیل فوج تلنگان کے کہ شاید مع وجود کل لشکر دو تین ہزار سے زیادہ باغ پلاسی مین پہونچکر
صف آرا ہوا روز پنجشنبہ ۵ ماہ شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو آتش کارزار مشتعل ہوئی
اور دونون طرف سے مردانگی و جرأت نمایان تھی ہر چند بہادران جانبین جوہر نمائی شمشیر سپرہ تھے
چونکہ اہل انگلشیہ قواعد توپ اور تفنگ مین بے عدیل ہین اسقدر گولیون کی بوچھاڑ
کی کہ اونکی صدا سے تڑپ سے رعد کا کلیجہ چاک چاک اور سرعت بہر مارہی تہی
چشم تماشائیان مانند چمک برق کی مشاہدہ سے خیرہ و تیرہ ہوتی تھی اور قوت شامہ مشاہدہ
سے باصرہ بیزار تہا کہ میر محمد جعفر خان وغیرہ جو باعث اس کشت و خون
کے ہوئے تھے جس طرف کہ مقرر تھے وہان کہڑے تماشا دیکھہ رہے تھے
اور میر مدن وغیرہ سرگرم جانفشانی میدان کارزار مین داد جوانی دے رہے تھے
شدت توپ سے محل ایستادگی نہین پاتے تھے لیکن آہستہ آہستہ قدم بڑہانے مین
کچھہ تقصیر نکرتے تھے تا آنکہ دو تہائی دن کے منقضی ہوے اور میر مدن اور
موہن لال دیوان مع ہمراہیون کے باغ پلاسی کے قریب پہونچا بلکہ لوگ کہتے ہین
کہ تا بہت جنگ سے امین چند سے بدگمان ہو کر غضب فرمایا اور کہا کہ ایسا ہی وعدہ
تہا کہ خفیف لڑائی مین بدعا سے دلی حاصل ہو جاسے گا اور شاہی فوج بھی

سراج الدولہ سے منحرف ہے وہ سب تیری باتین برخلاف پائی جاتی ہین اوسنے
التماس کیا کہ فقط یہی گروہ دولتخواہ سراج الدولہ کا ہے جو لڑ رہا ہے جسوقت
یہ مغلوب ہوسے جو کچھ بندہ نے کہا ہے اوسکا اثر ظاہر ہوگا زشتی اعمال سراج الدولہ
کہ اپنے اور بیگانی سے بسبب نہ سننے نصیحت اور بخیلی کی کہ بہت بدترین اعمال سے ہے اور رکا [illegible]
اوسکے نہایت درجہ کو پہونچ گئے تھے میر مدن جو نہایت دل سوزی سے سراج الدولہ
کی خیرخواہی مین ثابت قدم تھا گولہ توپ سے جانبر نہوا اوس حالت نزع مین
لوگ سراج الدولہ کے حضور مین لائے ایک کلمہ اپنے حسن ارادت کا کہہ سکے جان
شیرین نثار رفاقت کی سراج الدولہ اسکے مرنے سے جیتے جی مرگیا میر محمد جعفر خان
کو طلب کیا اور وہ آنے مین درنگ کرنے لگا سراج الدولہ نے مکرر لوگ بھیجے وہ کمال
تملق اور سماجت سے لے آئے میر محمد جعفر خان مع اپنے متوسلان اور منشیان
مانند خادم حسن خان اور اوسکے بیٹے میر محمد صادق خان معروف میرن کے حاضر ہوا
یہہ محمد جعفر خان ظاہر مین بسبب متواتر طلب سراج الدولہ آیا تھا اور باطن مین صاحبان
انگلشیہ سے بخوبی سازش تھی سراج الدولہ نے پس نہایت عجز و خاکساری کی جیسا کہ سننے مین آیا
کہ اپنی پگڑی اوتار کر اوسکے آگے رکھدی اور کہا اب ہم اپنی کل خطاؤن سے پشیمان
ہین اور جو کچھ کہ آج تک کیا خواہ پسند طبع آپ کے ہو خواہ نہو اب منفعل
اور خجل ہو کر اور اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہو کر حقوق پرورش
مہابت جنگ کو شفیع کرتے ہین اور تمہین اوسی مرحوم کی جگہہ پر سمجھتے ہین امیدوار
ہین کہ قصور بندہ کے معاف فرما کر جو کچھ لازمہ نجابت اور مقتضا سے
حقوق سابق ہو تعمیل کیجئے اور ہماری جان اور عزت کی حفاظت فرمائیے میر محمد جعفر خان
نے اوسوقت موقع دیکھکر جو کہ بچا ہی تھا ملحوظ رکھا اور دغابازی سے عرض کیا کہ
الحال روز تمام سے وقت یورش نرہا پیشتر جو لوگ چلے گئے ہین اونہین حکم واپسی
دیجئے فردا انشاء اللہ تعالی لے بہت مجمع سے اس لڑائی کا تدارک کیا جاویگا سراج الدولہ
نے کہا کہ شب خون کا خوف ہے میر مذکور نے جواب دیا کہ اسکا ذمہ میرا ہے
شبخون نہین کرسکتے سراج الدولہ نے اپنے دیوان راجہ موہن لال کو جو پیشتر جا کر
مع میر مدن کے جنگ توپ مین مصروف تھا اور اوسکے پیادہ ہر طرف متفرق

ہوکر قابو سے تفنگ اندازی کررہے تھے حکم بھیجا کہ واپس ہوکر مورچہ پر آوی اوسنے
جواب دیا کہ یہہ وقت مراجعت نہین جو کچھہ ہونا ہے اسی جگھہ ہو جاویگا اور اگر بندہ
معاودت ہوا تو بڑا تفرقہ لشکر مین نمودار ہوگا سراج الدولہ نے میر محمد جعفر خان کے
طرف رخ کرکے شورہ کیا خان مرقوم نے اول صلاح کا اعادہ کیا اور کہا کہ جیسے اوسیطرح
بہر ہوسکتا ہے باقی آپ کو اختیار ہے سراج الدولہ نے نہایت خوف و ہراس سے
موہن لال کو باصرار تمام واپس کرلیا بیت چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمہ آن کند کس
نیاید بکار — بمجرد برگشتگی موہن لال کے لشکریون کو عجب طرحکی گھبراہٹ ہوئی اور
تلاطم پیدا ہوا کہ حواس و ہوش کسی کا باقی نرہا اور ہر ایک نے ترس
و ہول دلی آشکارا کی ہر چند افسر نے پای ثبات قدمی گاڑا ولیکن جملہ پیادہ و سوار بکمال اضطرار
ایک دوسرے کو دیکھہ دیکھہ کر بہاگنے لگا تہوڑی دیر مین ہر ایک نے فرار کی راہ
لی سراج الدولہ نے جب لشکر کا یہ حال دیکہا نہایت خوف مند ہوا بخصوص تعلی عدو
سے کیونکہ بہت کم لوگون کو اپنا دوست جانتا تہا نہایت اضطراب سے کوئی گھڑی بھر
روز باقی رہا تہا کہ خود بھی بہاگ نکلا اور ۶ ماہ شوال روز جمعہ کو دو تین گھڑی دن چڑہے منصور گنج
جا پہونچا ہر چند تاکید کی کہ ملازمین اسی مقام مین میری حراست پر مقیم ہون تا کہ تامل کرکے
کوئی راہ نکالے اور اس مرض کے علاج و دوا کی تدبیر مین مصروف ہو اور وہ سودا کہ متمکن
اوسکے دماغ مین تہا دفع کرے پس ان بد دلونکو ہر چند فہمایش کی اور دلداری سے پیش آیا
لیکن کسینے قبول نکیا ہر ایک عذر خواہ ہوا حتی کہ محمد ایرج خان اوسکا سسر بھی جسکے
روبرو سراج الدولہ نے اپنی پگڑی رکھکر کہا کہ خدا کے واسطے اسوقت مین میری
ہمراہی سے ہاتہ اوٹہانا نچاہئیے اور لوگون کو جمع کرکے بہاگنے ندیجئے اوسنا لائق نے اور کچھہ نسنا
معذرت کرکے اپنے گھر چلا گیا سراج الدولہ نے لوگون کی رضامندی کو جسنے جو درخواست
مدد خرچ وغیرہ کی کی فوراً حکم دیا کہ خزانہ کھول کر ہر ایک کو عطا کرین اور رات تک خزانہ کھولا
رہا اور لینے والون کے ہاتہ دراز رہے اوس رات کو جسکا جسقدر ہاتہ پہونچا خزانہ
اوٹہا کر اپنے گھر لیگیا مگر کوئی کام نہ آیا سچ ہے جیسا کہ کہا ہے — ابیات جہاز و زندگی
بکون برکہان + کہ بریک نمط می نماند جہان + سر گفتمت یا رے مردم زجا بسے + کہ عاجز شوی
گر در آئی زپاے — دل دوستان جمع بہتر نہ گنج + خزینہ تہی بہ نہ مردم برنج + میندار در پاے کارے کے

که افتد که در پایش افتی ہے گیے * عدو را بکوچک نباید شمرد * که کوه گران دیدم از سنگ خورد * نه بینی که چون باہم آیند مور * ز شیران جنگی بر آرند شور * نه مو نیے ز ابریشمی کمتر ست * چو پر شد زنجیر محکم تر ہست - اب اسوقت کی زر افشانی سے کیا ہوتا تھا پہلے خبر لی جب ضعفا کی دل آزاری کر کے جمع کیا تھا القصہ سراج الدولہ نے بے یار و مددگار تمام روز منصور گنج مین بسر کیا اور ہفتم شوال شنبہ کے شب کو جسقدر کہ ممکن تھا جواہر و اشرفی مع لطف النسا اور نیز دیگر عورات کے جنکو دوست رکھتا تھا رتھ اور میانہ کے سواری مین ہمراہ لیکر آخر شب کو گھر سے برآمد ہوا اور راہ نادانی اور احمقی اور جہل کی خشکی کی راہ چھوڑکر بھگوان گولہ کی راہ لی اور وہان سے کشتی پر سوار ہوکر عظیم آباد کی راہ لی اگر کچھ بھی قوی دل ہوکر مع جماعہ ریزہ کے جنسے گمان رفاقت تھا پیغام بھیجکر اونکو بلاتا اور اونکی تسلی دلجوئی اور داد دہش سے مطمئن کرتا اور جتنا کہ خزانہ ہنگام جنگ سپاہ کو دیا تھا ویسا ہی یہان بھی دیتا اور براہ خشکی روانہ ہوتا اکثر لوگ بطمع اور نیز حقوق قدیمہ کے اوسکے ہمراہ ہوجاتے اور چند ہزار جرار سے باہر نکلتا تو کوئی راستہ مین مزاحم نہین ہوسکتا تھا بلکہ ہر منزل و مقام پر لوگ رفیق ہوتے جاتے اور بکثرت ہمراہی ہوتی جاتی لیکن کسکی مجال اور تاب اور قدرت و توانائی کہ تدبیر اور زر سے دفع گزند تقدیر کرے اور کیا مقدور کہ تقدیر کے کارخانے مین دخیل ہو غرض سراج الدولہ نے بجرہ اور کشتی پر عظیم آباد کی راہ لی - قبل اس ماجرا کے بروقت سننے خبر غزیمت انگلشیہ کی اپنے مقابلہ مین سنکر ایک قطعہ خط بنام موسیو لاس رئیس فرانسیس کے لکھکر کمال اضطراب اور عجلت مین بھیجا تھا اور وہ خط اوسکو پہونچا لیکن موافق ضابطہ اہل ہند کے جب تک اوسکے خرچ کو راجہ رام نراین کے پاس سے روپیہ وصول ہو بہت عرصہ گذرا بعد ازان لاس مذکور روانہ ہوا مگر قبل اوسکے پہونچ پانے کے سراج الدولہ کا کام تمام اور اوسکے آدمیون کو سراج محل کے مقابل سے میر محمد جعفر خان نے پکڑ کے انتظام کیا تھا موسیو لاس نے سراج محل کے قریب پہونچکر جب یہ خبر پائی کہ سراج الدولہ کا کام بخیر تمام ہوا اپنی کشتیان عظیم آباد کو لوٹا لین میجر کوٹ جو کہ اب ولایت سے جنرل ہوکر آیا ہے اوسوقت عمدۂ میجری مین کرنل کلیف کے ہمراہ تھا لاس کو تعاقب

در صورت ملاقات اور عدم استطاعت اظہار کے مامور ہوا کرم نامہ اور کلیبر تک اونکے پیچھے چلا گیا موسیو لاس ایک منزل پیشتر جاتا تھا آخر میجر مذکور نے تعاقب کر کے تینون صوبون کے سرحد سے باہر کر کے واپس ہوا۔

ذکر ہے داخل ہونے میر محمد جعفر خان کا بیچ منصور گنج کے اور جلوس کرنا اوپر مسند تینون صوبون کے بے تصدیع اور رنج اور گرفتار ہونا سراج الدولہ کا اوسکے نوکرون کے ہاتھ سے اور خوش رفتار ہونا اسکا بعد پاک کرنے دامن اپنے کے گرد ون دنیا سے عالم جاودانی مین

قصہ کوتاہ جب میر محمد جعفر خان زمانہ کو موافق دیکھا بعد فرار سراج الدولہ کے پلاسی میں توقف کر کے کرنیل کلیف وغیرہ سرداران انگلشیہ سے ملاقی ہوا اور استحکام عہد و مواثیق کر کے جماعہ مذکور کو باہم رفیق کر لیا اور احوال سراج الدولہ کا تو بخوبی جانتا تھا کہ رعایا پر اوسنے نہایت ظلم اور تعدی کر رکھی تھی وہ بیچارہ نہایت عاجز اور پریشان تھے اور اوسنے ان سب کو دم دلاسے سے اپنی طرف رجوع کر رکھا تھا پس ایکروز بدلجعی تمام کے سینچر کے جمع ہفتم شوال سنہ مذکور کو منصور گنج کے دولتخانہ مین داخل ہو کر اپنے نام کی منادی تمام شہر مین کر دی بیگمات سراج الدولہ کے اور نیز طرفین کے سلامت خواہون نے بعد مبارکباد نذر تہنیت ارسال حضور کی اور جو شخص کہ عقیدہ سراج الدولہ سے بیان رکھتے تھے اونہون نے بھی اپنا انگشت نما ہونا نامناسب جانکر اطاعت میر محمد جعفر خان اختیار کی میر محمد جعفر خان نے مسند ریاست پر متمکن ہو کر دولت و اقبال کی پنج نوبت بلند آوازہ کی اور راجہ دولبھ رام باتفاق انتظام مہام ریاست کرنے لگا اور ضبط و ربط اسباب و اموال واسطے جماعہ انگلشیہ کے سب معہدہ کرنے لگا چونکہ خطاب اور القاب صلابت جنگ مرحوم کا اور اوسکی رفعت اور شہرت خود بھی نہایت خوش تھا اور دلمین آرزو تھی کہ ایسا ہی اپنے واسطے مقرر کرے بنا علیہ ایسا ہی ہوا اور اوسکی مراد بر آئی کہ اپنے واسطے شجاع الملک حسام الدولہ میر محمد جعفر خان بہادر صلابت جنگ کا خطاب مہر مین کندہ کرایا

اور شہامت جنگ مرحوم کا خطاب اپنے لڑکے میرن کو عطا فرمایا اور خطاب ہیبت جنگ
مرحوم کا واسطے اپنے بھائی میر محمد کاظم کے مقرر فرمایا اور ممالک محروسہ کے ہر سہ
صوبجات مین اکثر جگہہ خطوط دلجوئی اور استقلال کے بنابر مصلحت تحریر کر بھیجے اور
اپنے داماد میر محمد قاسم خان کو مع مردمان معتمد کے سراج الدولہ کی گرفتاری
کیواسطے بہیجا اور میر داؤد اپنے بھائی کو بھی جو راج محل مین تھا نہایت تاکید سے تحریر
کیا کہ سراج الدولہ کی گرفتاری مین جہد بلیغ عمل مین لائے سراج الدولہ کو تو
دام قضا نے اولجھا رکھا تھا جب مقابل راج محل اوس طرف دریا کے پہونچا
داناشاہ کے تکیہ مین ایک گھڑی کے لئے ناؤ سے اوترا اور کھچڑی پکوانے کا ارادہ اپنے
واسطے اور نیز اور لوگون کے لیئے جنہون نے دو تین روز سے کچھہ نکھایا تھا کیا
تقدیر کے کھیل دیکھئے کہ کہان پہنچ لائی ہے اور قضا کے تماشے پر نظر
کرنا چاہیئے کہ کس دشمن کے ہاتھ مین لقمہ کرنے کو دیا طرفہ ماجرا اس فقیر
مذکور سے زمانہ دولت واقبال مین کچھہ ضرر رسانی کی تھی فقیر مذکور کو جو زخم
کہنہ دیرینہ کا خیال ہوا مکاری کی گدری بچھا کر نہایت تملق اور دلجوئی سے پیش آیا
اور طبخ طعام مین اہتمام کر کے استراحت کے واسطے التماس کیا ادہر انہون نے
آرام کا سرانجام کیا اودہر اوسنے کسی شخص مستعجل کو دشمنون کے پاس بہیجا چنانچہ وے سب
آگاہی پاتے ہی یہہ مژدہ خدائی طرف سے سمجھکر بعجلت وسرعت تمام
مانند میر داؤد اور میر قاسم خان مع ہمراہیون کے آپہونچے اور سراج الدولہ کو مع
عیال واموال کے جو کچھہ پاس تھا گرفتار کر کے شادمان لوٹے بیت ہمینت بسند است
اگر بشنوی + کہ گر خار کاری سمن ندروی + القصہ جب سراج الدولہ نے مکافات
کو بچشم پیش نظر دیکھا جن لوگون کو قابل خطاب نہین جانتا تھا اونکے عتاب کا
متحمل ہوا ہر ایک سے اپنی جان کی شفاعت چاہتا تھا میر محمد قاسم خان نے اسوقت
مین صندوقچہ زیور لطف النسا کا جو کہ لاکھون کو سفت تھا وعدہ وعید سے لے لیا
اسیطرح سے جسکو جو ہاتھہ لگا لے گیا اور لوگون نے بھی لوٹ کھسوٹ مین
حتی الامکان کوتاہی کرنے مین دست کوتاہ نکیا موہن لال جو کہ سراج الدولہ کی دیوانی مین مرتبت
کی لیتا تھا اور افتخار اور اقتدار کی کہنچیا تھا زیادہ موجب عناد وعداوت کا ہوا قبل گرفتاری اپنے

خداوندنعمت کے مقام مرشد آباد مین گرفتار ہوگیا تہا اور میر محمد جعفر خان نے بنظر
رضاے راجہ دولبھ رام کے اس شخص کو حوالہ راجہ مذکور فرمایا تہا ظاہرا اوسکا
اشارہ خفیہ راجہ دولبھ رام کے ہاتہ لگا اور اوسکی جان بھی اسی کشمکش مین مفارقت کر گئی
اور سراج الدولہ بروز یکشنبہ پندرہوین شوال سنہ ۱۱۷۰ ہجری کو اپنے نوکرون کی
قید مین مرشد آباد آیا جب خلق اللہ نے اوسکو اس حال مین دیکہا اور اوسکا جاہ
واقبال صغیر سنی کی نازپروری جوانی کا شوکت وجلال یاد آیا پرانی مصیبتین اور
تکلیفین بہول گئے رحم آیا رہائی کے درپے ہوے لیکن مقتدر لوگون نے جنکو دستگیری
کی طاقت حاصل تھی بطمع موہوم اس نظر رحم سے آنکہہ چرائی بیچاری ناتوان اپنے
جی کی جی ہی مین لیکر رہگئی میر محمد جعفر خان نے بدعوی مسندنشینی کے اپنی قرارگاہ و
اقامت منصور گنج مین پسند کی اور میرن کو جو اکبر اولاد اور شاہ خانم ہمشیرہ حقیقی
مہابت جنگ کے بطن سے تہا اپنی پرانی حویلی جعفر گنج مرشد آباد مین بہیجدیا
یہ شخص باپ سے زیادہ جور وجفا مین آمادہ تہا خداناشناسی اور حق نمک فراموشی
اس کے خمیر مین تھی اور ستم اور عداوت دلمین بہری ہوئی اور کیونکہ یہ خون سراج الدولہ
اسکے ہاتہ سے ہوتا کہ خداوند کریم کو اس بدبخت کا نامہ اعمال بدی سے
بہرنا تہا اس سبب سے قتل وسزا ظلم وجفا مین مصروف رہتا امور
نامعقول اور اعمال ناسزا کے تعمیل مین نہایت جلدباز تہا اور جسدم کہ
سراج الدولہ کے پہونچنے کا حال سنا روبرو طلب کرکے قید فرمایا اور
رفقا سے خواہان قتل ہوا شجاعت سے جو جو نجیب زادہ بادہ سرشار تہے اس کار بدسے
بسر انکار ہوے آخر الامر محمدی بیگ نے جو بد و شوری سے نمک پروردہ مہابت جنگ
کا تہا اور سراج الدولہ کی مان یا دادی نے کسی بیگس کی لڑکی کو پالکر بہ اسکو خوشنودی خدا
[illegible] تہا یہ سب احسانات آقا سے ولی نعمتون سے
[illegible] ان بغاوت بیقاعدہ کو اختیار کیا اور دو تین گہڑی قید ہونے کے بعد
سراج الدولہ کے قتل پر گیا جو سراج الدولہ نے دیکہا کہ یہ احسان فراموش
[illegible] آتا ہے [illegible] کہ میرے قتل کو آیا ہے اسنے اقرار کیا تب اوس نے سر نو
[illegible] بسر کرون

پھر اوسنے کہا نہین البتہ حسین قلیخان کے خون ناحق کے انتقام مین قتل ہونا چاہیئے
جلاد مذکور کافر بدکیش احسان فراموش نے تیغ بیدریغ کھینچکر چند ضرب پیکر نازنین
پر مارے پس زمین پر گرکر کہا بس ہست کہ کار من تمام شد و انتقام بانجام رسید اور جان
شیرین نے کالبد خاکی سے مفارقت کی اُسوقت اس بخت نے تلوار کو میان
مین کرلیا اور اوسکی لاش کو ہودج فیل پر رکھکر بطور تشہیر کے شہر مین گھمایا
کہتے ہین کہ فیلبان نے جسجگہ کہ سراج الدولہ نے حسین قلیخان کو ذبح کیا تھا
بدون ارادہ ضرورتا ہاتھی کو روکا اور سراج الدولہ کے خون کے چند قطرہ اوسی
سرزمین پر ٹپکے فاعتبروا یا اولی الابصار نظم چنین بود گردیدن روزگار + سبکسیر
و بدعہد ناپایدار + منہ بر جہان دل کہ بیگانہ ایست + چو مطرب کہ ہر روز در خانہ ایست
+ نہ لایق بود عیش با دلبری + کہ ہر بامدادش بود شوہری + بر مرد ہشیار دنیا
خس ست + کہ ہر مدتے جاے دیگر کس ست + نکوئی کن امروز چون دہ تراست
+ کہ سالے دگر دیگرے دہ خداست + اگر گنج قارون بدست آوری + نماند مگر
آنچہ بخشی خوری + الغرض جسوقت اوسکی لاش تشہیر ہوتے ہوتے اوسکی مان
کے دروازے پر پہونچی شور غوغا ہونے لگا حال پسر پوچھا لوگون نے تمام سرگذشت
بیان کی کہ اس طرح سے ظلم تعدی ہوئی جب حال پسر سے مطلع ہوئی برہنہ پا
ہوش باختہ دوڑی خادم حسین خان نے اپنے کوٹھے پر جو سر بازار اُسکے
والدہ کے دروازے سے مقابل تماشا کر رہا تھا اپنے پیادونکو حکم دیا کہ اس زن ضعیفہ
بیچارہ کو مع دیگر عورات ہمراہی کے سوٹون سے مار کوٹ کرکے اوسکے گھر کے اندر کردین افسوس کہ کسطرح کا
ظلم کیا کہ اوسکے باپ دادہ کا پروردہ تھا اور اسکو اسطرح بیحرمتی اور ذلت سے قتل کرایا اور اوسپر یہہ
طرہ کیا کہ یون حکم دیا کہ ان عورتونکو مار پیٹ کر اندر کردیں اگرچہ اسکو ہلاک کیا تھا مگر عورتونکو تو دلاسا اور
تسلی دینا چاہیئے تھا الغرض جسوقت کہ سراج الدولہ کو لائے تھے میر محمد جعفر خان سوتا تھا اگرچہ افراط مغیرات سے
اوسکی بیداری خواب سے بڑہکر تھی مگر خاص کر اوسوقت کہ نشہ جلوس امارت کی نشہ تک دوبالا تھی اوسکے
لڑکے نے قبل اسکے کہ باپ کو اطلاع ہو اسکا کام تمام کردیا جبکہ حال کا میران کو پیغام دیا کہ ناظم غفرل مقید ہے غافل نہونا
اوسنے سنکر جواب بھیجا کہ مین ایسا بیخبر نہین کہ ہیچ ایسے امور کے تساہل کرونگا
اور جو کوئی اوسکے پاس جاتا اوس سے مخفی یہہ کہتا کہ باپ نے گویا اسوقت ایسا پیغام بھیجا

اور مٹنے ہمیشہ یہی او سکا نام مثادیا یا رون تم سمجھو مین بھی تو مہابت جنگ کی ہمشیرہ کا چراغ ہون پس کیونکر نہ بیچ ایسے امر کے غفلت اور کاہل الوجودی کو کام دون —
خلاصہ یہ کہ بعد تسلط ارکان دولت کے راجہ رام نراین کو نوشت وخواند شروع کی کہ دلجمع ہوکر اطاعت مین رجوع ہوا ور وہ بھی زمانہ سازی سے جوابات لکھنے لگا اور واسطے خلاصی میرزا غلام علی بیگ ولد حکیم بیگ کے بنام راجہ رام نراین کے لکھکر اپنے پاس طلب کیا مرزاے مذکور حسب الحکم سراج الدولہ کے قید تہا بیچارہ میر محمد جعفر خان کے پاس آیا یہ شخص سابق سے بہ تقاضاے مناسبت طبعی کے میر محمد جعفر خان سے ربط اتحاد رکھتا تہا اندنون مین کمال اقتدار سے بنارس کی ایالت پائی ہم لوگ جو سراج الدولہ کے دل سے دور اور اوسکے قرب سے مہجور واخراجی تھے اور عظیم آباد مین گہر تھا اور صغر سنی سے جیساکہ چاہیئے میر محمد جعفر خان سے ربط و ضبط تھا امیدوار ہوے کہ ضرور عظیم آباد کو جاوینگے کیونکہ خانمذکور والد بندہ سے نہایت اتحاد رکھتا تھا جب بندہ کسی تقریب سے روانہ مرشدآباد ہوتا اول میر محمد جعفر خان بندہ کی ملاقات کو آتا بعدہٗ بندہ اوسکے بازدید کو جاتا تھا اور مین بسبب حداثت سن کے جو بندہ کے ہمعمر تھا خردی کا سلوک کرتا تھا اور بزرگون کی طرح تعظیم او رتکریم سے مجکو مانتا او رپیش آتا تہا جیساکہ سعادتمندان خرد ہوتے ہین ویسا ہی ہمیشہ از راہ ادب سے میرے روبرو حقہ نہین پیتا تہا علاوہ برین نقی علی خان بندہ کے چہوٹے بہائی سے میر محمد جعفر خان کو اوس مرتبہ دوستی تہی جس سے بڑہکر ممکن نہین لہذا اوسکو یہ گمان ہوا اگرچہ کوپایہ دولت اوسکے گہر آسے اگرکچھہ بھی نہو تو نیابت صوبہ عظیم آباد کی البتہ اوسے ملیگی اسی وجہ سے عرضی مبارکباد لکھکر ارسال کی اور خود بھی بنابر اعتماد اتحاد میر محمد جعفر خان کے ارادہ معاودت کرکے والدہ اور جمیع اہل عیال کو لیکر روانہ عظیم آباد ہوا بندہ اس نظر سے کہ اب میر محمد جعفر خان کے دماغ مین اور ہی ہواسمائی اور لیرفلکر عشرت کہ بدلی ہائی ہے اور پہلوگ نہایت ذلت مین ہین علاوہ برین میر محمد جعفر خان ایسا آدمی نہین کہ آدمیت کی بو رکہتا ہو اور اوس سے امید ایفاے حقوق سابقہ رکہی جاوے کسیقدر تامل کرکے بنارس مین ٹہر گیا اور نقی علی خان کو بھی مانع عجلت ہوا مگر اونہونے بہ اتباع اخوان ومنشیان کے عظیم آباد آے جب انکے ورود کی خبر ناظم وقت کو پہونچی

بجواب حرکتی [illegible] نمدار کر کے راجه رام نراین کے سپرد [illegible] ملامت کی
اور حکم دیا که نقی علیخان کو مع همراهیون کے بنارس میں لوٹا دے اور اس وقت نقی علیخان
کو میری نصیحت یاد آئی اور ندامت اوٹھائی جب یه قسمت میر [illegible] خان برادر
میر محمد جعفر خان چند سال سے راجه مذکور کی بخشگری پر مامور تھا اگرچه مرد ساده
تھا اور زمانه سازی اور خوشامد کی باتین مثل دیگر ابنائے زمان اوسکو نهین آتی تهین
مگر حق تو یه هے که بزرگانه وضع اوسمین خوب یکتا تھا بنده کے پسر [illegible] سید [illegible] خان
نے بھی اوسکے پاس جاکر یه ماجرا ظاهر کیا که راجه رام نراین نے اپنا چوبدار
بھیجا هے اور هم لوگون کے بنارس لوٹ جانے کا حکم تاکیدی دیا وه اس حال کی
دریافت سے نهایت آزرده هوا اور رام نراین کو لکھا که هم ان سے شریک هین اگر
انکا اخراج شهر سے منظور هے همارے بھی نکالنے کی فکر کرو راجه مذکور نے نهایت
عذرخواهی کرکے کها که مجھے ان لوگون سے کچھ کام نتھا مگر آپ کے برادر صاحب کی
بموجب حکم یه تعمیل هوئی اوسنے جواب دیا که اونهون نے پوچ تحریر کیا هے
اور سراسر لغویت کی طرف مائل هوئی هین اور احسان فراموشی اور یار فروشی اپنا شعار کیا هے
اوسکا تدارک هم کرتے هین تم سے کچھ کام نهین وه خاموش هوگیا اور اس
بزرگ نے جو کچھ اوسکے دل مین آیا زبان قلم کے حواله کرکے میر محمد جعفر خان
کو لکھ بھیجا جب خط پهونچا وه متنبه اور نادم هوکر اپنے اراده فاسد سے باز آیا
اور یه بھیجا که برادر عینی [illegible] ان لوگون [illegible] مروتی کرنی نهین [illegible] حاصل هوگی لهذا درگذرا [illegible]
تھا قضیه بنده بھی پهونچکر اس ماجرے سے مطلع هوا اور نقی علیخان میرے پهونچنے
سے گھبرایا که مبادا میرے پهونچنے سے میر محمد جعفر خان کو [illegible] سر سے [illegible]
بنده نے انکی تشویش دیکھکر دلجمعی کی که بنده اپنے ورود سے رام نراین کو
مطلع کرتا هے اگر اجازت دے مستقیم هون ورنه ابھی واپس هوتا هون یه
رقعه لکھکر روانه کیا راجه نے کمال خوشی مین جواب تحریر کیا بلکه ملاقات کے
واسطے طلب فرمایا اور اقامت کی اجازت عطا فرمائی بنده مع برادران اور
والده کے مقیم هوا کبھی کبھی راجه مذکور سے دربار مین آمد ورفت کرتا تھا تا آنکه علیجاه علیخان
غلام [illegible] صولت جنگ مرحوم سے شورش کا غلغله پیدا هوا که باتفاق اچل سنگه کا بیٹا

دیوان شوکت جنگ نے جو پورنیہ مین خروج کر کے ولد موہن لال یا اوسکے نایب کو مقید کیا اور خود وہان کی حکومت کرنے لگا اور نیز خبر آمد آمد میر محمد جعفر خان کی مرشد آباد سے گرم ہوئی اور خوب معلوم ہوا اور دریافت ہوا کہ میر محمد جعفر خان بارادہ اطفاے نایرہ فساد اور تسخیر عظیم آباد کے عازم ہوے ہین جسکی تفصیل آیندہ تحریر ہوتی ہے—

میر محمد جعفر خان کی عزیمت واسطے گوشمالی حاضر علیخان اور دیگر انتظام عظیم آباد اور تالیف راجہ رام نراین وغیرہ کے

جب مرشد آباد مین انقلاب عظیم اور فترت جسیم برپا ہوئی ہر ایک اپنے اپنے خیال مین مصروف ہوا راجہ رام نراین کو بھی پہلوان سنگہ اور راجہ سندر سنگہ وغیرہ نے یہ دلالت اور ترغیب دی کہ اپنے ولی نعمت اور خداوندزادہ کے انتقام پر لشکرکشی کرے مگر توفیق وجرات نے رفاقت نہ کی ہر چند میر محمد جعفر خان کے طرف سے اکثر اندیشہ رکھتا تھا مگر بہ حالت مین زمانہ سازی کرتا رہا ایک روز میر محمد کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان مع اپنے ہمراہیان کے جو کہ ایک جمع غفیر تھا بے خبر اور غیر وقت اول صبح کو رام نراین کے باغ مین داخل ہوا بے کے سبب شیخ مانند بلا کے ناگہانی اور وتہا کے آسمانی رام نراین اپنے حرکات اور جرات اور دلیری کا بے وقت سے متوحش ہو کر دوسرے باغ کی عمارت مین جو اسکے خیمہ مین تھا جا بیٹھا اور دیگر ہوا خواہ بھی وہان مجتمع ہو گئے اور گلہ اس طرح کے آنے کا کیا اور رام نراین نے بھی عذرخواہی کی اور اس امر کی معذرت کیا اسوقت ملاقات نہوگی زبانی کسی شخص کے کہلا بھیجا اور میر محمد کاظم خان اور اوسکے بھائی سے بدگمان ہو کر اپنی مجلس مین انکی شکایت کرنے لگا تا آنکہ میر شرف الدین جماعہ دار جو کہ شجاع الدولہ اور سرفراز خان کے ملازمین مین تھا اور بعد اونکے مہابت جنگ اور سراج الدولہ کا رفیق رہا اور نیا رفیق میر محمد جعفر خان کا ہوا تھا اور مسمی گیندا مل جگت سیٹھ کا گماشتہ رام نراین کے ڈیوڑھی مین مع مراسلات کے میر محمد جعفر خان کے لشکر سے پہونچا اور حاضر علیخان جو صولت جنگ مرحوم کا درم خریدہ اور اوسکا داروغہ دیوانخانہ تھا بعد کشتہ ہونے شوکت جنگ اور تسلط پیر موہن لال کے سراج الدولہ کے طرف سے پورنیہ مین بسر کرتا تھا اور نیز اچل سنگہ کا بیٹا دیوان شوکت جنگ نے ملازمت موہن لال کی عمل مین

پرگنہ تاج پور اور سرتی پور اور گونڈوارہ اور کنڈہہ گولہ وغیرہ کا متعہد ہوکر زر و نام حاصل
کیا تھا پورنیہ کی سپاہ اور رعایا صولت جنگ کی عہد سے جسکو البتہ نو برس منقضی ہوے
دولتون سے نہایت معرفت اور رجوع رکھتے تھے لہذا ہر دو کو کچھ سمجھتے نہ تھے پورنیہ کے لوگ
مانند رعایاے بنگالہ کے نہایت نامرد اور ہر شخص کے مطیع ہوتے ہین حاضر علیخان اور
اچل سنگہ نے نہایت سفاہت سے وہان کی سپاہ کو متفق کر لیا اور نایب موہن لال
دیوان سراج الدولہ حاکم پورنیہ کو قید کر لیا اور حاضر علیخان کو مسند علی اور اچل سنگہ اوسکا
دیوان اور مدار المہام ہوا فی الحقیقت حاضر علیخان کو نام کے واسطے مقرر کیا باقی کل کار
و معاملات اوسی ہندو کے اختیار مین تھے میر محمد جعفر خان کو چونکہ رام نراین نایب عظیم
عظیم آباد پر اعتماد نتھا وہان کا جانا اور اس جانب دلجمعی تمام ہونیتک نا مناسب سمجھا
کہ اپنے ہی راے پر کاربند تدبیر ہو لیکن خدا تعالے اوسکو متوقف رکھتا
کہ اس عرصہ مین پورنیہ کے بھی یورش کی خبر آئی لاچار دونو جگہہ کے انتظام کو اوسکی ناکامی
اور پریشانی حاصل ہوئی کہ بیان اوسکا طول چاہتا ہے اصل یون ہے جیسا کوئی کرتا ہے ویسا ہی پاتا ہے
واقع ماہ صفر سنہ ۱۱۷۱ ہجری نبوی کو نہضت کرکے داخل معسکر ہوا اور اپنے فرزند میرن کو
مرشدآباد مین نایب رکھا اول منزل مین میدان بھونا مقام ہوا میرزا محمد مہدی برادر حقیقی
سراج الدولہ سے جو قید سخت مین تھا اندیشناک ہوکر حکم قتل صادر فرمایا شہرت ہے
کہ اوس بیچارے کو تختون مین جو کہ شال دوشالہ پر لگا کے باندہتے ہین شکنجہ کیا اور اوسی کشاکش
مین مرغ روح نے دام سرزنش سے رہائی پائی اور یہ بھی سنا گیا کہ زہر قاتل سے
مسموم ہوکر مرا تھا خواہ اطرح سے اوسکی روح نے تن کو چھوڑا ہو خواہ وسطرح زہر دیا گیا وبال اس بیچارہ کا اس شقی کی گردن پر رہا
اور بعض معتمدین سے سنتے ہین کہ اسکے قتل کا سبب راجہ دولبہ رام کا انحراف ہوا جو کہ اندک
مدت مین صحبت ہمدگر نا چاق ہوئی شاید سبب یہ ہے کہ راجہ دولبہ رام چونکہ متعہدی عمدہ
مہابت جنگ اور مشہور راجہ جانکی رام کا فرزند تھا اور اپنے آقا کے عہد مین صاحب پالکی
جہالردار اور نوبت کا تھا اور میر محمد جعفر خان نے اسکے زیر سایہ حمایت رہکر خیراے خیانت
بخشی گری سے حفظ پایا سپاہ پر احسان رکھکر خود نفع اوٹھاے راجہ مذکور اپنے جان و ابرو
کے خوف سے جو سراج الدولہ کے جانب سے تھا اول میر محمد جعفر خان سے شریک
ہوا اور آخر کار اپنے دل مین میر جعفر خان کی اطاعت سے نادم ہوکر میرزا مہدی کو فکر مین

ہوا بلکہ بعض کو جعفر نے تحریر کیا کہ [illegible] کے بھائی کو جسطرح ممکن ہو مجھہ تک پہونچا دین اور
میر محمد جعفر خان نے یہ دیکھا کہ جوج سپاہ کا رجوع دولبہ رام کی طرف ہی اور فراوانی زر سے جی گرد اوسکی
[illegible] وہ بیچارہ کی قتل کا روادار ہوا بہرحال اسکو قتل کرکر اپنے زعم مین فارغ البال ہوا [illegible] نے
اسنے تئین بجاے شہامت جنگ کے سمجھکر اوسکے عملہ کو اپنا عملہ بنایا چنانچہ حاجی مہدی مرحوم
کو داروغہ دیوانخانہ اور راے چیدراج بلبہ بنگالی جہانگیرنگری کو دیوان مقرر کیا خادم حسن خان
جوکہ اسنے قرابت کا نام میر محمد جعفر خان سے مشہور کرتا تھا حقیقت مین کچھہ نتھا کیونکہ اسکی
قرابت کی صورت یہہ ہی کہ سید خادم علیخان ولد خادم حسن خان میر جعفر خان کے
خواہر کا شوہر تھا اور خادم حسن خان اوسکے بطن سے نہین بلکہ دوسرے کسی
عورت سے جو کشمیری تھے پیدا ہوا اسوجہ سے اوسکی خواہر زادگی مین مفاخرت کرتا تھا
اور بواسطہ پیوند قرابت اور یگانگیت اوسنے میر محمد جعفر خان کی ساتھ بسبب امارت اور حکومت
کے قرار دی تھی والا جیساکہ بندہ مورخ نے لکھا ہے اوسیقدر ہے کچھہ اسکی اصل نہین ہی
اور یہہ مجلس مین میر محمد جعفر خان کو کہا مو کے لفظ سے یاد کرتا البتہ بعض مناسبت مزاج
اور ہمسنی تھا اس سبب سے آغاز جوانی سے تماشابینی اور عیاشی مین دونو باہم شریک
اور جو کام کہ کرتے تھے اور مطعون زبان خواص و عوام ہوتے ان دونو کو ربط ضبط تمام تھا
لیکن یہہ شخص میر محمد جعفر خان کے نسبت نہایت عیار اور حساب کتاب مین ہوشیار اور
سپاہگری اور بیمغزی مین غالب اور حرکات بیجا بیشتر زیادہ رکھتا تھا چونکہ صولت جنگ مرحوم
کے نوکری مین مدتون پورنیہ مین رہا اور وہان کے داخل و مخارج اور راہ و رسم سے
بخوبی ماہر تھا اور وہان کی حکومت کا آرزومند تھا اور اوس رفاقت کی عوض مین جو
بروقت نواب سراج الدولہ کے میر جعفر خان سے کی تھی اور فی الحقیقت اوسیکی
بنا و مین سے کیا ہوتا [illegible] سراج الدولہ خادم حسن خان سے بھی بدگمان اور اوسکے ایذا
اور اخراج کا خواہان تھا توقع رکھتا تھا کہ چون خداوند تعالے نے تمکو یہ ملک و دولت
عطا فرمایا ہے گر [illegible] پورنیہ بندہ کو عطا ہو جب جانثر علیخان کا ہنگامہ شروع
ہوا اور میر جعفر خان اوسکے نائرہ فساد کو برآمد ہوا خادم حسن خان نے جو زر
سعد و دکھتا تھا اسباب امارت بقدر حاجت آراستہ کرکے میر جعفر خان سے
جاملا اور بشرط عطا کرنے حکومت پورنیہ کے اس شور و فساد کے فرو کرنے کا

کہ متعہد ہوا میر جعفر خان جو ہمیشہ کا آرام طلب اور بیہوش تہا خصوص اسوقت مین کہ دولت و اقبال سے نے سازگاری کی اور عظیم آباد کا معاملہ پورنیہ سے زیادہ جانتا تھا لہذا راضی ہوگیا خدمت پورنیہ کی خلعت عطا فرمائی اور میر محمد کاظم خان رسالدار قدیمی مہابت جنگ کو جو بندہ مورخ کا قرابتی ہے چنانچہ ذکر اوسکا لڑائی شوکت جنگ اور سراج الدولہ مین تقریباً مورخ لکھ چکا ہے اور اب بالفعل میر محمد جعفر خان نے بنابر تالیف قلوب افزایش رسالہ اور بعض افواج بخشیگری پر زیادہ کرکے خادم حسن خان کی مددپر مقرر فرمایا۔

ذکر ہے جانے خادم حسن خان کا پورنیہ مین اور حاضر علیخان پر فتحیاب ہونا اور بھاگنا ان کی سرگذشت

میر محمد جعفر خان خود تو راج محل مین مقیم ہوا خادم حسن خان کو پورنیہ روانہ کیا اوسنے فوج و اسباب آراستہ اور پیراستہ کرکے عبور گنگا کیا اور اپنی طرف سے مراسلات بنام روساے سپاہ اور رعایای پورنیہ کے جنکو وہ شناس رکہتا تھا متضمن وعدہ و وعید اور تالیف قلوب تحریر کئے حاضر علیخان اور اچل سنگہ مغرور نے بملاحظہ اژدحام چہہ سات ہزار پیادہ برق انداز اور دو تین ہزار سوار پیادہ کے جو کہ بمنزلہ رعایا اور اوس دیار کے تاثیر آب ہوا سے چین اصلی رکہتا تہا بارادہ مدافعہ خادم حسن خان کے جاے مناسب پر لشکر اور مورچے بنوائے اور رتن پان نامے بخومی نے اپنے علم کی زور سے اوسکو فتح و ظفر کا نوید بہیجکر اطراف موزچال کے بتجویز خود مقرر کردی اور حاضر علی خان مع دیوان اور سامان فوج وغیرہ کے لشکر مین جا ٹہرا رفقا کو زر و مال دیکر تالیف قلوب کی جب خادم حسن خان قریب آیا دونو طرف خوف چہایا خادم حسن خان نے خود استمداد فوج کی میر محمد جعفر خان سے کہا اور جلد عرضی لکھکر اطلاع کی کہ حسب وعدہ کسیقدر فوج اعانت پر روانہ کیجاوے سپاہ پورنیہ کے قلوب مین تزلزل پیدا ہوا کسیقدر براہ فرار مفتوح ہوئی اور کثیر التعداد کو خوف کہا کہا کر اپنے گہر کی راہ لینے لگے تا آنکہ جماعہ حاضرین مین قلت ظاہر ہوئی میر محمد جعفر خان نے

حسب تقرر میر محمد کاظم خان کو خادم حسن خان کی مدد پر بھیجا یہہ شخص نہایت عیار تھا
اور ہمیشہ طرز و اطوار جنگ و جدال سے بخوبی واقف کار اور تسلی و تشفی دینے مین مردمان
فوج کے بہت چالاک و طرار اور بذات خود بھی مستعد و آمادہ لڑائی ہو جاتا تھا ایسے
اسلیے سبب سے جملہ سوار و پیادہ اس سے نہایت رضامند تھے سالار و سپاہ پورنیہ
کی اضطرابی سے ماہر ہوکر مقابلہ مناسب سمجھا تاکہ بے اعانت دوسرے کے
نام پیدا کرے لہذا قبل اسکے کہ میر محمد کاظم خان پہونچے اپنی فوج کو آراستہ کرکے
بعزم جنگ سوار ہوا جب خادم حسن خان مع فوج کے پدید ہوا حاضر علیخان کی سپاہ الی جو اول
سے جنباک ہو رہی تھے بے لڑے بھڑے صورت کی دیکھتے ہی گریزان ہوے حاضر علیخان عاجز
و حیران ہوکر باہر چلا گیا ظاہرا ان ہرسہ صوبہ کے حدود سے نکلکر کسی جگہہ پر جاکر سر اوٹھایا
اور نفالیجاہ میر قاسم خان کے عہد مین دوبارہ آکر قید ہوگیا پھر کچھہ اوسکا پتا نہین ملا
خادم حسن خان داخل پورنیہ ہوکر خاطرخواہ صورت جنگ مین مقیم ہوا حکم دیا کہ
تفحص کرکے اچل سنگہ کو حاضر کرین وہ احمق اس نظر سے کہ بندہ کو متصدی ہی سمجھے گیا واسطے
بدنامی حاضر علی خان کے نام سے غائب ہوا تھا گرفتار ہوگیا خادم حسن خان نے جمع خرچ
کا کاغذ لیکر جس شخص نے کچھہ بھی پایا تھا اوس سے واپس لیا اور اکثر فراریون کو بعزت
کرکے جسقدر کہ اونھون نے پایا تھا اوس سے المضاعف واپس لیا اور جیسا جی چاہا
اوسے خاطر مین آیا ویسا طور اور وضع پیدا کر دکھایا اور پاس خاطر کسی شریف و رئیس کا کچھہ بھی نکیا
لوگون کو طعن اور کنایہ سے جسقدر ہوسکا رنجیدہ کیا اسی ضمن مین میر محمد کاظم خان پہونچا خادم حسن خان
سے ملاقی ہوکر بعد چند روز کے مرخص میر محمد جعفر خان سے آملا اور خادم حسن خان اپنے
ملک کے انتظام مین مصروف ہوا چند مہینے کے بعد رتن پان نجم جو کہ مواضعات عطیہ
صولت جنگ اور سیف خان کے تعلقہ پورنیہ مین رکھتا تھا اس گمان سے کہ نجوم
کا بھی کام ہے کہ دولتمندون کو احکام دروغ نجوم سے خوشنود کرین بھروسہ تھا
کہ خادم حسن خان کو مجھسے کچھ عداوت نہوگی اوسکے پاس جاکر موافق ہوا خادم حسن خان
نے بمجرد پہونچنے کے استہزا شروع کیا کہ اے رتن پان ابھی ساعت مین
تمہارے سے نکلے ہوگے اوسنے جواب دیا کہ نواب صاحب ہمارا کام یہی ہے جب کہ
دوسرون کے واسطے تنقیح ساعت کرتے ہین تب اپنے حق مین کیون قاصر ہونگے

اور سنا کہ حاجی علیخان کے واسطے بھی ساعت سعد بتلا کر پڑھوایا تھا اس کلام سے شخص مذکور
منفعل ہوا بمجرد شرمندگی کے اوسنے حکم دیا کہ اسکی ناک کاٹ لو تاکہ اسکی خود بینی
لوگون پر ظاہر ہو بمجرد حکم تعمیل ہوئی اور میر محمد جعفر خان نے مع کل لشکر کے عزیمت
عظیم آباد کی ۔

ذکر رخصت کرنے میر محمد جعفر خان کا راج محل سے عظیم آباد کو اور راجہ رام نراین کا موافقت کرنا کرنیل کلیف وغیرہ سے اور محفوظ رہنا انکے شر و فساد سے اور پھر واپس آنا میر محمد جعفر خان کا کمال مسرت سے

جب راجہ رام نراین کو اسکے عزیمت کی خبر ملی نہایت پریشان ہوا اور یہ سمجھا اور بری بھلائی فرقہ انگلشیہ کے
موافقت ہین سے ہے کیونکہ میر محمد جعفر خان اور اوسکے توابعین کے قول و فعل کا اعتبار نہ تھا
اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ سب محسن کش ناقدر شناس ظالم خدا ناترس ہین کچھ اپنے قول و فعل کا لحاظ
خیال و پاس نہین ہے جو اطوار کہ دولتان بدکردار کے ہوتے ہین اور بد وضع جسطور پر اور
روش پر قدم دھرتے ہین ویسا ہی یہ سب ہمیشہ کرتے ہین لاچار گنیدا مل کو اپنا وکیل بنا کر
کہا کہ حسب خواہش کرنیل کلیف کا دستخطی اور مہری خط میرے واسطے لا دو تاکہ بندہ مطمئن ہوکر اوسکی
خدمت مین حاضر ہوا و مسودہ درست کرکے اوسکے حوالہ کیا گنیدا مل نے میر جعفر خان کے
پاس جاکر عرض کیا کہ راجہ مذکور بلا توسل صاحبان انگلشیہ کے حاضر نہین ہوتا اگر انکی طرف
سے کوئی خط دستخطی اور مہری اوسکو ملے تو البتہ مقدمہ جلد فیصلہ ہوتا ہے
اوسنے جواب دیا کیا مضایقہ گنیدا مل نے منشی سے ملکر مسودہ درست کراکر
دکھلایا جعفر خان چونکہ چندان خط و سواد نرکھتا تھا اور نیز نشہ بنگ علاوہ اوسپر
کہ سستی اور کسل لازمہ اس نشہ کا ہے بعد طعام کے کسیطرف متوجہ نہین ہوتا تھا
اسی وقت وہ مسودہ پیش کیا عذر بیدماغی کرکے متوجہ دیکھنے اور پڑھنے کا نہوا کہا مضمون اوسکا زبانی کہو
اونھون نے اوسکا مضمون حسب مرضی عرض کیا پس پروانگی دی کہ کرنیل کلیف سے لکھوا لاؤ
گنیدا مل نے جلد جاکر کرنیل کلیف سے موافق مسودہ خط لکھوا لیا اور کرنیل نے مسودہ
اپنے پاس رکھہ لیا اوسکا مضمون یہہ تھا کہ آپ دلجمعی سے آوین جان و مال و آبرو اور عہدہ یہ

سے کے حفاظت اور عدم تعرض محاسبہ میرے ذمہ ہے گیندامل وہان سے عظیم آباد گیا اور راجہ رام نراین کو خط پہونچا کر مطمین کر دیا تب راجہ نے ارادہ استقبال کرکے اونکی حمایت اور حفاظت صاحب موصوف کو جانکر اور اطمینان قلبی اور آرام دلی حاصل کر کے اور ساعت نیک دیکھکر نقل مکان کیا بندہ کو کہ تالیف قلوب کر کے اغلب اوقات خواہان ملاقات رہا کرتا تھا ضرور ہوا کہ اوسکے ساتھ مدارا کیا جاوے لہذا جس مکان مین کہ اوسکا اترا ہوا تھا اور روز و روز مقیم رہا تھا گیا اور رقعہ مختصر لکھکر اوسکے ہاتھہ مین دیا

مضمون رقعہ

اوسکا حاصل مضمون یہ تھا کہ بندہ نالایق سے بھی کبھی کام آویگا اگر مناسب ہو ہمرکاب ہووے اوسی رقعہ پر دستخط کیئے کہ ہم بالفعل مشوش ہین لیکن آپ کا حسن اخلاق ظاہر ہے انشاء اللہ جب باکامدل معاودت ہوویگی آپ کی خدمت پہونچیگی بندہ مرخص ہو کر گھر آیا اور وہ اول سید ہا کرنیل کلیف کے پاس گیا گینداملسے کے سوا جو لوگ کہ نامحرم تھے اونہون نے کہا کہ میر جعفر خان کے پاس جانا چاہیئے انگلشیہ کی ملاقات مین چند قباحات ہین — رام نراین جو کہ مرد عیار تھا اور ایسے کامون مین بہت ہوشیار کہنا مردمان بازاری کا کہ راہ جعل و فریب سے باتین خالی نہین کرتے اصلا توجہ نکی اور سنا اور کرنیل موصوف سے جا کر ملاقی ہوا اوسنے کسی سردار کو ہمراہ کر دیا تاکہ میر جعفر خان کی خدمت مین پہونچا وے یہ امر میر مذکور کو گران گذرا اور کسیقدر ملال راجہ مذکور کی طرف سے دل مین پیدا ہوا بعد ملازمت کے حکم دیا کہ فلانے طرف ہماری خیمہ کے رام نراین کا خیمہ ہو چونکہ اب راجہ مطمین ہو گیا تھا حسب الحکم تعمیل کی اور باہم دو تین منزل طے کر کے باغ جعفر خان مین جو عظیم آباد کی آبادی سے متصل شرق رویہ لب گنگا واقع ہے ٹہرے نقی علیخان اور رسید علیخان اور غالب علیخان برادران بندہ میر محمد کاظم خان کے وسیلہ سے میر جعفر خان کی ملازمت مین مشرف ہوئے اور بندہ نے میر محمد کاظم خان بخشی کے توسل سے جو کہ کسیقدر احسانات سابقہ ثابت جنگ سراج الدولہ کی اوسکی گردن پر تھے ایک ملاقات درجہ لاچاری کو کی کیونکہ بندہ کو اوسکے وضع سے ترغیب نتھی دو تین مہینے عظیم آباد مین اقامت ہوئی شاید دو یا ایک مرتبہ دربار گیا تھا اور ہر مرتبہ اوسکی تقریر متوحش سنکر انتشار حواس

ہوا تھا البتہ اکثر اوقات میر محمد کاظم خان بخشی کے مکان مین رہنا اور دلگی مین عمر
گذارنا ہرچند اوسوقت مین عسرت اور تہیدستی بدرجہ نہایت تھی لیکن یہہ شعر جناب
شیخ علی حزین اسکنہ اللہ تعالے فے اعلے علیین کا ورد زبان تھا ❊ مطرب سماع
برکش و ساقی شراب دہ ❊ ایام را بمال و فلک را جواب دہ ❊ میر جعفر خان کو مرزا شمس الدین
سے پرانی آشنائی تھی بلکہ عہد سراج الدولہ مین جب میر محمد جعفر خان مضطرب
ہوا کسیقدر روپیہ بھی قرض دلوایا تھا اسوقت مین کہ میر جعفر مالک خزائن و
دفائن سراج الدولہ ہوا مرزا جی متوقع ہوے کہ حقوق سوابق کی تلافی ہوگی کیونکہ
اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ جو باتین سنے میر صاحب سے کین اگر والد بزرگوار
اونکے زندہ ہوتے تو وہ بھی شاید کہ اسقدر سلوک اونکے ساتھہ کرتے مگر
برعکس دیکھنے مین آیا دینا لینا درکنار خلوت مین بار نپاتا تھا بدین خیال کہ چونکہ
مرزا نہایت سنجیدہ خوش طبع تپاک تھا ایسا نہو فرصت پاکر کلمات کسر شان کے
کہہ اوٹھے ایک روز مرزا کو صحبت خلوت اور فرصت ملی میر جعفر خان نے عذر کیا
تا کہ اول سے اوسکی زبان بند کرے کہا کہ مرزا صاحب سچ ہے آپ اسکے احسانات
فراموش نہین کئے اور تمہارے احوال سے کسی وقت اور کسی گھڑی غافل نہین
ہین لیکن کیا کیا جاوے کہ زر موعود صاحبان انگلش کو پہونچانا اور دیگر ضروریات
سرانجام دینا ضروریات سے ہے جسوقت اس مہم سے فارغ ہونگا سے آپ کی
خدمتگذاری سے قاصر نہونگا مرزا کہ دل سوختہ اور تنگی چند ماہ سے اسیر تھا کہنے لگا
نواب صاحب بس زیادہ اپنا حال نہ بیان فرمایئے کہ مجھے رقت آتی ہے کیا کرون
افسوس اور صد افسوس کہ سراج الدولہ نے میرا گھر لوٹ کر بیچرا غ کردیا ورنہ مین اسوقت
بھی خدمتگذاری سے مقصر نہوتا — میر محمد جعفر خان کو جواہرات سے نہایت سود تھا کیونکہ
ایک مدت کے ہوس کرتے گذری تھی اب سراج الدولہ کے خزانوں سے ہاتھ لگا تھا گران بہا چنانچہ دونو ہاتھ
مین جواہر سے بھرے ایک ایک ہاتھ مین چھہ چھہ سات سات پہنتا تھا اور مالائے مروارید بھی تین
چار گردن مین ڈالتا تھا اسی ہیئت سے اوس روز بھی بیٹھا تھا مرزا نے کہا کہ چند سنگ ریزے
جو دست و گردن مین حمائل ہین آپ کی ہی یہ قیمت نہین کہ خود بدولت کے کام آوینگے
ہان اسقدر ہین کہ اگر انہین ہاتھون سے اس مخلص کے طمانچہ لگاتے نہایت

خوشی میر سے دلگیر ہوئی - چونکہ مرزا سے مذکور بھی جعفر خان کے ہمراہ عظیم آباد آیا تھا
کسی نے جھوٹھی خبر خانصاحب کو پہونچائی کہ مرزا کے لوگون نے کرنیل ثابت جنگ کے
آدمیون ست خانہ جنگی کی ہے اتفاقاً اوسوقت مرزا بھی حاضر ہوا بمجرد
میر جعفر خان نے بہت چشم نمائی کی اور نہایت غصہ اور غضب سے معتوب کیا کہ
کیون جی تمہارے ہمراہی مردمان کرنیل صاحب سے لڑتے ہین نہین جانتے کہ کرنیل کون
ہے اور اوسکا کیا مرتبہ ہے مرزا نے کھڑے ہوکر کہا قبلہ گاہا میری کیا مجال کہ کرنیل
صاحب سے مقابل ہون اور کبھی مجھہ سے ایسا نہوگا مین اپنی حقیقت خوب
جانتا ہون علاوہ اسکے آپ میرے ولی نعمت ہین آپ کو اونکا لحاظ و پاس
خاطر اسقدر ہے پس میرے واسطے کوئی طرف نسبت نہین ہے کہ مقابلہ مین پیش آون اور برابر ہون
بندہ خود ہر صبح کو اوٹھکر اوسکی گدہی کو تین سلام کرتا ہے نہ کہ کرنیل صاحب سے گستاخی
کرے اور یہہ گدہی کا اشارہ اوسی احمق پر تھا کہ تم محض بیوقوف ہو مگر بدولت کرنیل کے
اس رتبہ پر پہونچے - القصہ بعد چند روز کے میر محمد جعفر خان نے عیش و نشاط و عیاشی و
خود فروشی سے جب فراغت پائی ارادہ کیا کہ صوبہ عظیم آباد اپنے بھائی محمد میر کاظم خان کو
دیوے راجہ رام نراین سے صوبہ مذکور کی مداخل کا محاسبہ چاہا اونسنے تو اسی دن کو
اندیشہ سے سازش کی تھی جلد اس حقیقت کو کرنیل صاحب سے کہدیا کرنیل نے
میر جعفر کو پیغام ممانعت بھیجا اور سفارش رام نراین کی در پردہ کی گئی اور
میر جعفر خان بحسب وضع معہودہ کے آشفتہ ہوکر بولا کہ یہہ کیا بات ہے کہ رام نراین صوبہ داری
کرے اور میرا بھائی محروم رہے پھر کرنیل نے کہلا بھیجا کہ ہم اسیواسطے اول کسی مرشد آباد
مین ملتمس ہوے تھے کہ ہم کو ہمراہ نہ لو اور اپنے ملکی مالی امور مین دخیل نکرو کیونکہ ہم جانتے
تھے کہ تمہارے کام ہماری راے کے برخلاف ہونگے اور جب ہم درمیان ہونگے
منع و دخل دیوینگے اور اسی وجہ ست ہماری مداخلت معاملات مین موجب ملال
و رنجش ہوگی مگر تمنے کچھہ نمانا آپ کہ ہمراہ لائے اور علاوہ خط کے مضمون عہد و پیمان
ہمارے مہر و دستخط ست لکہوا یا کیونکر خلاف تحریر و پیمان کے ہو سکتا ہے میر جعفر خان
نے تحریر خط سے منکر ہوکر مسودہ طلب کیا کرنیل نے وہی مسودہ بھیجدیا جب مسودہ پڑہا گیا
میر جعفر نادم ہوکر منشی اول اور منشی سے برہم ہوا وہ بھی رد و بدل مین اس جعفر خان کو ملزم کرتے تھے

خلاصہ یہہ ہے کہ میر جعفر خان کو بجز رضا جوئی کرنیل کلیف اور بحالی رام نراین کی
کوئی تدبیر نہ سوجھی اور اپنے اظہار ارادہ سے نادم ہو کر رام نراین کے دلجوئی
مین مصروف ہوا ہرچند اوسکے دلمین کوئی کینہ اور قصد عزل و نصب ہو
ولیکن خوب سمجھتا تھا کہ مقدمہ ہندوستانیان نا انجام بین نہین ہے
اس امر مین اکثر خلاف صاحبان انگلشیہ ہوگا خدا معلوم کہ طول کہان
تک ہو جاوے اور انجام کار میرا بھی سر اس سودا مین جائے لہذا
اپنے بھائی کو دیگر مراحم اور شفقت قدیمانہ وحسب طریق بزرگانہ جیسا کہ چاہیے
وعدہ عطایا سے خوشنود کر کے اپنے ہمراہ زمرہ امیدواران مین لے لیا اور
کامگار خان اور میر جعفر خان کی تئین ابتداے تسلط سے بامید آشنائی قدیمہ میر جعفر خان کو
عرائض نیاز ارسال کیا کرتا تھا بامید داد یا نے راجہ سندر سنگہ کے مقدمہ مین حسب الطلب
حضور مین آیا اجکل کا وعدہ ہوا کرتا تھا راجہ سندر سنگہ نے اپنے دانائی
سے رام نراین کے توسل مین میر جعفر خان کو بھی مثل دیگر عوام کے جانتا تھا اور
ہان کبھی کبھی دربار مین اوسکی آتا جب رام نراین کا مقدمہ ظاہر ہوا اور اوسکا استحکام بخوبی
ہو گیا کامگار خان بموجب ایماے رام نراین کے اور بموجب مرضی راجہ سندر سنگہ
کے معتقد ہو گیا اور عجب مخمصہ مین پہنسا دیکھے یہہ فلک ایسا شعبدہ باز ہے کہ کسی کو
نہین دیکہہ سکتا ہے اور خوشی مین سامان رنج کے دکھلاتا ہو اور طرح طرح کی غم دکھاتا ہی
میر محمد جعفر خان نے جیسا کہ مذکور ہوا انتظام امور ملکی سے فراغ یاب ہو کر فقراے
قلندر کا ہجوم کیا اور اچھا اچھا طعام کہلوایا اور فی فقیر ایک ایک روپیہ تصدق دیا اور
بعد ازان جشن ہونے کی طیاری ہوئی کپڑے رنگین سلے لہو و لعب شروع کیا اس
عرصہ مین رام نراین نے جو کہ بندہ سے متوجہ تھا درباره واگذاشت جاگیرات
قدیم پرگنہ چپلا اور داماسے مونگیر اور دیہات بنی نگرا اور مولا نگر کے عرض کیا میر جعفر خان
نے دو وجہ سے ایک تو راجہ کے خاطر منظور دوسرے علی نقی خان برادر بندہ
کو جو ہمیشہ دربار مین آمدرفت رکہتا تہا اور میر محمد جعفر خان سے بمقتضاے آشنائی سابقہ
کے توقع عظیم رکہتا تہا اور بالفعل بہی سرنو مصاحبت مین امیدوار کا رہتا تہا کہ دفعۃً
پس نقی علی خان سے فرمایا کہ صاحب کو اگر اپنے جاگیرات کے بارے مین کچھہ منظور ہو سوال

لکھین تاکہ دستخط کر دون نقی علی خان سنے اونکے مافی الضمیر دریافت کرکے سوال
پیش کیے اوسنے راجہ رام نراین کے نام دستخط کر دیے دونو کو خوشنود رکھا
اور چند روز چہل ستون مین آکر رہا اور رسوم ایام ہولی کے انجام ہوے
جب دو تین روز اونکے موسم کے باقی رہے ریگستان دریاے گنگا
کے درمیان مین جہان ایک چھوٹا سوتا بہتا تھا عبور کرکے سراپردہ برپا کیا
اور ہولی کا فور و شور مثل روز محشر قایم کیا اور روز معہودہ کے آخر روز تک
جیسا کہ اہل ہند عبیر و گلال اور خاک اوڑاتے ہین اور او پر روے دوسر
ایک دوسرے کے خاک ملتے ہین اور اس روز کا اور خاک اوڑانے کا
نام دہولینڈی رکھا ہے اسی طرز و وضع پر روز معہودہ تک اوسنے بھی کوئی
دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اور یہہ امر بھی جو ہندوستان مین ہے کہ سوانگ وغیرہ بناتے
ہین کمال استخراج سے ہوا اور داد خاک بیزی اور رنگ ریزی کی دیکر بلدہ
عظیم آباد آیا اور وہان سے بازم مرشد آباد ہوکر اول بہار کے قبرون کی زیارت
خصوص شاہ شرف الدین یحیی منیری کے مزار کی زیارت کی یہہ شخص ہمیشہ
آرزوے کباب گوشت گاو روغن سرخ کے تلے ہوے کہانے کی تمنا
کرتا تھا جو وہان سے نادری لوگون کی غذا تھی کہاتا تھا اور کہتا تھا کہ وہان جاکر
[illegible] خوش ہوگا [illegible] قصبہ بہار کے [illegible]
[illegible] کباب مین [illegible] فرمایش کی اور ایک
[illegible] بعض نے اوسمین سے تحسین و آفرین پائی
اور [illegible] ہوے

سرگذشت راجہ شتاب راے کا احوال سابقہ ہے اور اوسکے
عروج کا بیان اسکے بنیاد دون کا پایدار ہین

جب راجہ شتاب راے اور ہوتات نویس خانہ آقا سلیمان غلام گرجی خاندوران امیر الامرا
اور خانسامان صمصام الدولہ خلف الصدق امیر الامرا مذکور کا تہا اور نہایت قلیل تنخواہ

سے ملازم سرکار گرجی مرقوم کا تھا آخر بنا بر رشد اور تمیز کے جو کہ جیلے اوسکو حاصل تھے
مراتب اعلے پر فایز ہوا صمصام الدولہ کی سرکار کا مدار المہام ہوا جب احوال شاہجہان آباد
کا آشفتہ اور وہان کی وضع کو برہم پایا اوس شہر مین اپنی سکونت لائق حال نہ دیکھی
دیوانی عظیم آباد اور قلعہ داری رہتاس اور خدمت محالات جاگیر صمصام الدولہ
مذکور کو اپنے نام سے لیا اور بوضع شایستہ گذر کرنے لگا بعد ورود میر محمد جعفر خان
عظیم آباد مین آکر اول راجہ رام نراین سے ملاقی ہوا اور اوسکے توسل سے میر محمد جعفر خان
کی ملاقات حاصل کی چونکہ ہوشیار تھا دریافت کر لیا کہ راجہ رام نراین دوسرے
کا دخل اس صوبہ مین بسبب دوستی خواجہ محمدی خان کے جو کہ پیشتر جاگیرات
صمصام الدولہ کی اوسکے سپرد تھین نہین چاہتا ہے اور میر محمد جعفر خان ہر امر سے غافل
ہے لہذا بروقت معاودت میر محمد جعفر خان کے کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی رفاقت
اختیار کی اور تحفجات کے پیشکش کرنے سے اتحاد پیدا کرکے اوسکے ذریعہ سے خاطر خواہ
مراد حاصل کی اور سندا ور احکام اس بارہ مین کہ دخل دلانے و مدد کرنے مین مصروف
ہوا بنام راجہ رام نراین کے مہر کرنیل مذکور اور اسکی وساطت سے میر محمد جعفر خان
کی بھی مہر حاصل کرکے عظیم آباد آیا اور اپنے امور مین جیسا کہ چاہیے دخیل ہوا اور اپنے
حسن سلیقۂ ذاتی سے رام نراین کو بھی چند روز مین راضی کر کیا اور بادسکے دل مین ایسا کھب گیا کہ
وہ کسی امر مین بغیر اسکی صلاح کے دخل نہ دیتا تھا الغرض ساتھہ کام اور آرام اور احتشام
تمام کے بسر کرنے لگا —

باقی حکایت معاودت کرنے میر محمد جعفر خان کی طرف عظیم آباد کی کرنیل کلیف بہادر ثابت جنگ کی پاس سے اور اور حالات کا بیان

نقی علی برادر بندہ بپاس اخلاص بھاترنگ مشایعت میر محمد جعفر خانکی کرکے واپس ہوا اور بندہ کو ہر چند میر کاظم خان
بخشی نے سماجت کی اور کہتا رہا کہ ہمکو واسطہ ناظم وقت اور اوسکی اولاد سے نہو گا مگر کبھی کبھی ایکمرتبہ دربار
جانا پڑیگا پانسو روپیہ مدد خرچ ماہواری آپکو دونگا لیکن منظور نہوا اول تو یہ کہ میر محمد جعفر خان ناقدردان تھا
اوسکے حضور مین جانیکو دل نہین چاہتا تھا جو کہ راجہ رام کی امید تھی بہر صورت چونکہ مقدر تھا بندہ بکنٹھپور تک
میر کاظم خان بخشی اور روح الدین حسین خان کی خیمہ مین جاکر اور دوستونسے مرخص ہوا جسدن کہ لشکر کا کوچ باڑہ کو اور
میر محمد جعفر خان قصبہ بہار کو عازم ہوا بندہ اپنی غربخانہ کو لوٹ آیا منجملہ سرداران انگلشیہ جو میر محمد جعفر خانکے ہمراہ آئے تھے

مسٹر واجیہ اور مسٹر امیت کو امیر عبد اللہ بن میر غلام علی صفوی سے نہایت دوستی تھی اس شخص کی نسبت بادشاہ فلک بارگاہ شاہ اسمعیل صفوی الموسوی جد سلاطین ایران سے ملتی تھی اور شاہ طہماسپ ثانی ولد شرف شاہ اسمعیل کا بیٹا اسے بروقت فتور ایران کے جو کہ محمد بن شاہ طہماسپ کے عہد میں بسبب عدم اجازت کے واقع ہوئے اور آخر کار اوسکے فرزند اقبال مند شاہ عباس نے اول نہال اعدا کو بیخ و بن سے کاٹا بعدہ بناے جہانداری کو سد سکندری سے زیادہ مستحکم کیا بسبب وجوہات کے جنکا ذکر تواریخ سابقہ مین تحریر ہے وارد ہند ہوا اور اسیر بادشاہ نے اوس سے دغا کر کے قندہار کو جہو عہد و عدون سے کہ ملک سندہ وغیرہ کی واگذاشت کر دونگا لے لیے اور پر اونہا وعدہ وفا نکیا شاہزادہ نے اپنا سکہ و خطبہ وہان پر رایج کر دیا تھا اپنے فرط غم و غیرت سے مدقوق ہوکر جان بحق تسلیم ہوا اوسکا دوسرا بہائی عبد الرحیم خان خانخانان کا داماد ہو کر نوکری خاندان تیموریہ کی کرنے لگا شہنواز خان اور نوروز خان وغیرہ صفوی نژاد جو ہند مین رہے ہین اور اب بہی خانہ گزین ہین عبد الرحیم خان خانخانان کے داماد کی نسل مین ہین مسٹر واجیہ نے جو کہ اون دنون مین جملہ عظماے انگلشی اور مرجع حکام بنگالہ اور عظیم آباد وغیرہ کا تھا میر عبد اللہ مذکور کی سفارش راجہ رام نراین سے کی اور راجہ نے قبول کر کے درماہہ لائق اور رسالہ ایک سو سوارون کا اوسکے لئے مقرر کر دیا اور اوسکو اکثر امور مین اپنا وکیل و مرلی جانتا تھا میر مذکور بھی خلیق اور اکثر اوصاف حمیدہ سے موصوف تھا انشاء اللہ اسکا احوال مقامات مختلفہ پر بیان ہو گا مسٹر امیت عظیم آباد کی کوٹھی مین اپنی کونسل کی طرف سے مدار المہام مقرر ہو کر صاحب کلان ہوا چونکہ بندہ سے اور میر عبد اللہ سے قدیمی تعارف تھا اوسکے وسیلہ سے مسٹر امیت کی ملازمت حاصل ہوئی اور مسٹر امیت کو میرے شعور پر اعتماد وافی ہوا

معاودت کرنا میر محمد جعفر خان پدر میرن کا مرشد آباد کو اور صاحب اقتدار و اختیار کرنا اپنے پسر میرن کو مع دیگر سوانحات مرشد آباد و عظیم آباد کے

میر محمد جعفر خان بعد زیارت قبور مشایخین مرشد آباد کے عازم عظیم آباد ہوا سنا گیا کہ نا برادہ تشکار لشکر و فوج سے ہر طرف ہو کر مع خیمہ خواص و مردم معتمد ضروری کے شکار کنان

قطع راہ کرتا تھا اوسوقت اوسکی زعم مین گویا خلوت حاصل تھی گانے والیان اور ساز بجانے والیان ہمارے ہین ہمراہ نہین ہر وقت گانا بجانا ہوتا تھا خود بدولت یارون سے کہتے تہے کیون جی جنگل مین شغل اسی مقام پر کیا ہے سیہنے بڑے عیش و کامرانی سے قطع راہ ہوتی ہے الغرض عظیم آباد آکر مہابت جنگ کے گہر مین نزول فرمایا اور عیش و عشرت مین ایسا غرق ہوا کہ کسی کام کی خبر نرہی اور میرن غرور و نخوت مین دماغ داری کرکے مانند وضع کمینہ شاہجہان آباد کے خوشنود تین چار ہزار آدمیون سے گذر کرتا تھا چونکہ خود جوان تھا اور باپ کو ضعف پیرانہ سالی مین ناچ و رنگ اور صحبت نسوان مین مائل دیکہا آپ بہی ادہر متوجہ ہوا اب دونون جانب سے ناؤ و نوش کا ہنگامہ گرم ہوا سپاہ و رعایا کے حال سے فراموشی ہوئی فقر و فاقہ سے سپاہ کا حال یہانتک خوار ہوا کہ گہوڑون کو میدان مین چرا لیتے تہے بجز چند ہزار آدمیون کے جو کہ میرن کے ملازم اور اوسکے فراج و وضع سے مناسبت رکہتے تہے کسیکو میر محمد جعفر خان کے زنان و مصاحبین وضع معاش سے منتظم نرہے اختیار ایسے ملک وسیع کا کہ بجائے خود ایک عظیم سلطنت تہی چنی لال اور منی لال اور الکنون سنگہ ہرکارہ کے اختیار مین ہوا جہانگیر نگر ڈہاکہ راج بلبہہ دیوان میرن کے ہاتہہ لگا اور بعض جنوبی ملک مانند بردوان وغیرہ کے جاگیر انگلشیہ کی تنخواہ مین موجود تہے اور ہوگلی امیر بیگ خان کو بعوض اوس سفارت اور رسالت کے جو انگلشیہ سے کی تہی عنایت ہوا اور صوبہ عظیم آباد کا مالک راجہ رام نراین تہا اور پورنیہ مین خادم حسین خان دم بہر رہتا تہا سپاہ اور روپیہ جمع کر رہا تہا جو کچہ باقی رہا مصارف ناظم سے نہین پس انداز ہوتا تہا کہ سپاہ وغیرہ ضروری سامان مین خرچ ہوتا حتی کہ دلیر خان اور اصالت خان پسر عمر خان جو کہ میر محمد جعفر خان کی دوستی مین سراج الدولہ کے قیدی ہوئے تہے اور بعد قتل سراج الدولہ کے رہائی پائی اور ہمیشہ میر محمد جعفر خان اون کی دلجوئی کیا کرتا تہا وہ بہی اسی بلا مین مبتلا تہے کوئی اونکی مدد کو نہین پہونچتا تہا اگرچہ ظاہر مین بڑے بڑے تپاک کی گفتگو اور شکرانہ احسان کے بارہ مین ہوتی تہی مگر عسرت معاش سے زیادہ تر اور لوگون سے وہ خود مفلس اور محتاج ہو رہے تہے اور فرقہ سپاہ تباہ ہوکر جان سے تنگ تہی

جماؤ کرنا اکثر لوگون کا واسطے قتل میر محمد جعفر خان کے اور کہل جانا راز پنہانکا اور خارج کرنا خواجہ عبدالہادی خان کا اور اثنائے سفر مین مارا جانا اور میرن کا میر محمد کاظم خان کو قتل کرنا

جب اسکے حکومت کو پندرہ مہینے گذرے اور سپاہ کو نہایت درجہ روز سیاہ درپیش ہوا خواجہ عبدالہادی خان وغیرہ جماعہ دارون و اکثر سردارونکو باہم متفق کرکے عہد و پیمان سے اطمینان کرکے عازم ہوئے کہ میر محمد جعفر خان کو نیابت سے خارج کرین اسبارہ مین ایک محضر نامہ لکہہ کر مہر و دستخط سے تیار کیا کہتے ہین کہ میر محمد کاظم خان بخشی بہی اس امر مین خواجہ عبدالہادی کا باہم شریک اور متفق کاغذ محضر پر اوسکی بہی مہر ثبت تہی لیکن اسکے منصوبونکو بانی سنا گیا کہ ایک شخص اسکو نقوئین مہدی مصطفی نام

عجب طرح کا نیک اسلام میر محمد کاظم خان بخشی کے رسالہ کا مدار المہام اور اوسکا رفیق عام تھا خانمذکور نے بنظر اوسکی
معتمدین کے مہر اپنی مولوی مذکور کے حوالہ کر دی اور اوس مولوی کے بہائی خصوص میر جان محمد کو نہایت اختصاص
میر محمد جعفر خان سے تھا اوسکے اشارہ اور اپنی پیش آمد کی نظر سے میر کاظم خان کی مہر محضر پر لگا دی ایام عاشورہ مین
ارادہ اس جماعت کا تھا کہ جسوقت میر محمد جعفر خان امام بارہ یعنی سراج الدولہ کی عمارت مین آسے اوسکا کام تمام
کیجے جب کہ محرم کا چاند دیکھا گیا اور میر محمد جعفر خان نے آستانہ فیض نشانہ امام باڑہ کی آمد رفت شروع کی وقت شب ایکروز
امام باڑہ مین تھا عبد الہادی خان مع چند متفق لوگون کے اوس مکان کے ڈیوڑہی کے پردہ مین جا بیٹھا کہ وہ مکان عبارت از
تعزیہ خانہ سید الشہدا الحسین ابن علی علیہما السلام سے ہے اور بمصداق مصرع مشہور ع نہین وہ راز چھپایا ہے جو
ظاہر ہو مجالس مین راز نہان کہان گیا میر محمد جعفر خان اس بدخیالی کی سن گن پاکر پالکی پر سوار ہو کر بعجلت اوس مکان سے نکلگیا عبد الہادی خان
سے کچھ نہو سکا میر کاظم خان نے متعاقب میر محمد جعفر خان کے نکلکر خواجہ عبد القادر پر آواز ماری یہ خبر مخبرون نے
میر محمد جعفر خان کو پہونچائی اوسنے ان احوالات سے اپنا آنا جانا امام باڑہ مین بند کر دیا اور خواجہ عبد الہادی خان
وغیرہ سے بدگمان ہوا جو ارادہ لوگون کے تھی وہ ہر طرف افواہ ہونے لگی میر محمد جعفر خان نے تفحص پر کمر باندہی مولوی
مصطفی خان مذکور نے محضر اور نام اون لوگونکو جن کی مہر اوس پر ثبت تھی مشروحاً امیر مذکور سے ذکر کیا اور نیز
اون لوگون نے بہی جنہین آگاہی تھی بنظر اپنی صفائی کے تصدیق کی خواجہ عبد الہادیخان کو محل عذر نہین رہا
مگر چونکہ شجاع دلیر تھا اپنے مکان مین بعزم مدافعہ جا بیٹھا اور میر کاظم خان نے کلام الہی مع اپنے لڑکون کے دربار
مین لاکر قسم کہائی کہ بندہ درمیان مین نہین تھا اسکی بری الذمگی ہوئی اور نیز اپنے رسالہ کو واسطے
دفع بدگمانی کے برطرف کراکر عہدہ بخشی گری سے مستعفی ہوا تنہا عیال و اطفال کے ساتھہ بسر کرنی لگا
مگر فائدہ نہوا میرن اور نیز اوسکا باپ میر محمد جعفر خان نہانی دشمن تھے خواجہ عبد الہادی کو پیغام دیا
کہ ممالک محروسہ کے حدود سے باہر چلا جاے اوسنے منظور کر کے ناؤون پر اسباب لدوایا اور
مع چند لوگون کے روانہ ہوا پہر مالکان وقت نے پوشیدہ راج محل اور تلیا گڈہی کے محافظون کو
حکم بہیجا کہ خواجہ عبد الہادیخان مع ہمراہیون کے ایکدم کی مہلت نہ لینے پائے اور خبردار زندہ نجانے پاوے اوس محال کی افواج اور نیز مردم
متعینہ حضور جو کہ افغانہ اور روہیلہ سے ظاہرا اوائل ماہ صفر ۱۱۷۲ ہجری کو اوسکے متعاقب روانہ
ہوئے وہ کشتی کے وجہ سے آہستہ آہستہ چلا جاتا تھا اور یہ لوگ اوسی مہینے کے اوسط کو
میدان شاہ آباد مین آپہونچے دیکھا کہ خواجہ عبد الہادی خان مع ہمراہیون کے اسے میدان سے
گنگا کنارے کنارے چلا جاتا ہے جسلیے مامور ہوئے تھے اوس کارکو شروع کیا عبد الہادی نے غایت اس کی
دریافت کی مردانہ وار مع تین چار رفیق کے مسلح ہو کر گہوڑون پر سوار ہوا اور تختہ کشتی سے کود کر

مال و متاع عین دریا مین غرق کر دیا اور خود دشمن کے مقابلہ مین آیا دلیرانہ اپنا نام صفحہ دہر مین
ارقام کر گیا کہتے ہین کہ جسطرف اسکا گذر پہنچتا تھا سامنے کی جماعت کائی کیطرح سے پہٹ جاتی تھی
دور سے بوسیلۂ تیر و بندوق کے مجروح کیا آخر تا دم زیست مع رفقا کے داد جوانی دیکر رنگرای
عالم جاودانی ہوا اور جو مسجد کہ شاہ آباد کی آبادی کے ملحق درخت بڑ کے نیچے جہان اب سب فرقے
آرام کرتے ہین اوسکے نیچے مدفون ہوا

کسیقدر حال رام نراین او عظیم آباد کا بیان ہوتا ہی

بعد معاودت میر محمد جعفر خان کے راجہ رام نراین لشن سنگہ زمیندار کشنبہ کے تنبیہ کو جسنے بلا خطہ انقلاب
سراج الدولہ کے مالگذاری مین تاخیر کی تھی مع افواج لائق اور اسباب مناسب مع بابو پہلوان سنگہ
اور اوسکے بہائی بابو سو بہت سنگہ کے جو عمدہ زمینداران بافتدار بہین پور اور سہسرام سے کے افضال اور
انعام مہابت جنگ سے ہوے تھے ارادہ نکلنے کا کیا او قلیل سا مشاہرہ واسطے مورخ کے مقرر
کرکے پیغام دیا کہ اسقدر ہم اپنے گھر سے دیتے ہین او تمہارے جاگیرون مین بھی تحلیل ہو گیا ہے بہی
عمل دخل کرائی دیتا ہون چونکہ مورخ نے اول تو میر محمد جعفر خان کی ترک رفاقت کی دوسرے
میر کاظم خان کے بہی ہمراہ نگیا کچہ چارہ بجز رضامندی کے پیش نظر جو راجہ کچہ مقرر کیا تھا منظور کیا او کسیقدر
توقع مداخل محاصل جاگیر کے لقدر حظ اٹہانیکے لئے بہر صورت جب راجہ مذکور برآمد ہوا بندہ نے مع سپاہیون
کی ہمراہی اختیار کی اور لشن سنگہ زمیندار چند روز گردن کشی کرتا رہا آخر کو مایوس و مجبور ہو کر دوستاے
لشکر رام نراین سے جان کا امان خواہ ہو کر رام نراین کی ملازمت کو حاضر ہوا اور مقدمہ کا انفصال
کیا او نراین سنگہ پسر بہیکم سنگہ نے اپنے بھتیجے کو واسطے اوخال اتقایاے سرکار کے بطور یرغمال چھوڑ گیا
یہ بہیکم سنگہ اور اوسکے چچا اور باپ پرورش یافتہ والد مورخ ہذا کے تھے لیکن جسوقت کہ سراج الدولہ
نے ہم لوگون کو عظیم آباد سے حکم اخراج صادر فرمایا محالات مملوکہ پر جو کہ جاگیرات مین تھے متصرف ہو گیا تھا
اور بعض قلعدارون کو جنہین موافق نہین جانتا تھا بدر کرکے اور لوگون کو وہانپر مقرر کیا اور علی نگر کے
قلعدار کو جو راجپوت منڈمارا اور اوسکے اقربا مین تھا بدستور رکہا تھا راجہ رام نراین نے بموجب اپنے
معہود کے خاطرداری بندہ کی ملحوظ رکہی اور فرمان بری میر جعفر خان مین دربارہ علی نقی خان کے بہی
مراعات کرتا رہا قلعجات عالی کے تسخیر اور خالی کرانے مین نہایت اہتمام کرایا اور اوسکے لڑکے نراین سنگہ
کو بہی جو بارہ برس کا تھا بطور ضمان اور یرغمال کے ہمراہ لیا او نقی علیخان کو حسب استدعا انہون کیواسطے

انتظام محالات جاگیر وغیرہ کے رخصت فرمایا اور بندہ کو اپنی مصاحبت کے واسطے ہمراہ رکھا اور نقی علیخان نے
چند روز محنت کر کے بعض مقامات مسخر کیے لیکن قادر علی نگر نے بموجب اشارہ بھیکم سنگہ کے قلعہ کو
خالی نکیا بندہ نے یہ ماجرا راجہ رام نراین سے عرض کیا اور نیز اسی مقدمہ مین ایک خط راجہ سندر سنگہ
کے نام لکھا چونکہ راجہ مذکور مرد با مروت اور ممنون احسان والد مرحوم تھا اور کل زمینداران صوبہ عظیم آباد
سے صاحب اقتدار تھا اور مہابت جنگ کی عنایت سے پالکی جھالردار اور نوبت حاصل ہوئی تھی بمجرد
خط مذکور کے پہونچنے کے قلعہ دار علی نگر کو سخت لکھا اور نیز بھیکم سنگہ کو عبارت تنبیہ تحریر فرمائی کہ اوسکی
بموجب قلعدار مذکور نے نقی علیخان سے رجوع کیا اور محالات کا معاملہ منتظم ہو گیا بندہ مع والد و دیگر برادران
کے شہر عظیم آباد مین راجہ رام نراین کی رفاقت مین بسر کرتا تھا بھائی سید علیخان بہ نسبت اور بھائیون
کے ہمیشہ بندہ کا شریک اور مہربان رہا صرف اوقات اور معاش کے باہم یکجائی ہوتی تھی نقی علی خان اس
گمان سے کہ جاگیر کا چھوٹنا اوسکے پاس خاطر سے ہوا کسیقدر بے اتفاقی پر آمادہ ہوا لیکن شکر خدا صحبت بھائیون
مین چاہیے ابتک بدل سے ہان بسبب نیابت سلیقہ کے جو اوسکی ذات مین پیدائشی ہے مجبور سے
اکثر امور مین اپنے واسطے زیادہ دیا ہے لیکن اس وقت مین کہ انجام زندگانی ہے نفاق کو بدرجہ غایت بڑھا دیا
اللہ تعالیٰ سب کو توفیق رفیق عطا کرے

ذکر احوال عزت آباد بنا بر تسلسل انتظام اخبار

جبکہ جعفر خان مع اپنے فرزند میرن کے چشم خاندان چراغ اور سپہ سالار بدر نبرد اور اپنے کا اپنی حکومت
مین ہو گیا بعد انقراض قتل [illegible] خالی [illegible] مطمئن ہو کر دون کی بینے لگا میرن نے میر کاظم خان کی
قتل کا ارادہ کیا باوجودیکہ میر کاظم خان نے رفیع خان کے واسطے فوج توڑ دی نوکری سے مستعفی
ہوا اتفاقاً [illegible] میرن کے [illegible] کی آمدورفت کیا کرتا تھا قرآن کی قسم بھی کھائی تھی جب موسم
سرما آیا میرن نے میر کاظم خان کے [illegible] واسطے غافل کرنے کی پتنگ لڑانا شروع کیا اور تکلیف ہر روز
آمدورفت کی فرمائی [illegible] پتنگ اڑانے کو دی اسنے بیچارہ نے لاچار ہو کر قبول کیا اور اسی بازی کے
دوڑ دھوپ مین جانبازی کی نوبت آئی مفصل یہ ہے کہ حسب قرار سید مذکور روزمرہ پتنگ اڑانیکو میرن
کے پاس آتا اور دریائے بھاگیرتی کے ریگستان مین کھڑے ہو کر پیر کی اوڑائی تاریخ ۱۲ ماہ ربیع الثانی
سنہ ۱۱۷۲ ہجری روز شنبہ کو وقت عصر میر کاظم خان بے ہتھیار دوپٹہ کمر سے لگائے میرن کے پاس آیا میرن
نے اول صبح کو دو تین سو نفر افغان روہیلہ سے جو منجملہ فوج تشنہ خون سادات تھے اور اسی تدارک کے واسطے
دروازہ پر رہا کرتے تھے کہدیا تھا کہ آج جب میر کاظم خان آوے اور لوٹ لے پالکی پر سوار ہوا اسیوقت

اوسکا کام تمام کرنا لہذا یہ جماعت مذکورہ اسکی انتظار مین رہتی تھی الغرض میرن کے پاس پہونچتے ہی
تنگ بازی شروع ہوئی مرزا عبد اللہ خلف مرزا محمد معروف آقا مرزا داروغہ خزانہ شجاع الدولہ مرحوم
ناظم بنگالہ بھی اوسوقت حاضر تھا وہ بھی اس بازی مین شریک ہوا چونکہ ابھی اجل نہ آئی تھی حق تعالے
نے ایسا سبب پیدا کیا کہ اوسکی جان بچ گئی اور وہ یہ ہوا کہ میرن اگرچہ اوسکے مارنے کا ارادہ نرکھتا تھا
لیکن باندیشہ اظہار حال کے ممانعت بھی نکر سکتا تھا کہ عبد اللہ میر کاظم خان کے ہمراہ نجاوے اوسوقت
نہایت متحیر ہوا کچہ نسوجہی کہ کیا کرون تا آنکہ میر کاظم خان دو تین قدم پر جا کر خود لوٹا اور کہا کہ وکیل
راجہ بدنا کا واسطے ملازمت کے حاضر ہے میرن نے کہا طلب کرو اور مرزا عبد اللہ کو کہا کہ آپ پتنگ
اوڑاسے جبتک کہ وہ مہمان آوین مرزا عبد اللہ نے باہر جا کر پتنگ اوڑانا شروع کیا فی الحقیقت تقدیر
نے یاوری کی ورنہ یہ بندۂ خدا بھی عبث ہلاک ہوتا بیت قتل این خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود ورنہ ہیچ
از دل بے رحم تو تقصیر نبود بہرحال میر کاظم خان نے اوس تہوڑی سی باقیماندہ زندگی مین وکیل
کی ملازمت کرائی بعد ازان جو آدمی واقعہ لوگ کہ واسطے قتل کرنے اسکیکے کہڑے تھے منتہ تکتے رہگئے اور جب وہ
میر لشکر پالکی مین سوار ہوا اوسوقت سب لوگون نے ہجوم کر کے نیمچہ اوسکے پہلو مین مارا کہ دوسری
طرف سے نکل پڑا بعد ازان تلوار وچھری سے اوس بیچارہ تن تنہا کا بدن پارہ پارہ کر دیا اللھم الحقہ
بآبائہ الصالحین مرزا عبد اللہ یہ ماجرا سنکر متحیر ہوا جب ملاقات کی میرن نے آغوش مین لیکر زندگی
دوبارہ کی مبارکباد دی اور اپنے کامیابی پر خوش تھا کہتا تھا کہ بجز لاہوری بیگ کے کسیکو
اس حال سے واقفیت نتھی لاہوری بیگ احمق باوجود اظہار آقا کے انکار کر کے کہتا تھا کہ جناب عالی
جو چاہین فرمائین مگر فی الحقیقت مجھے تو کچہ اطلاع نتھی مخفی نرہے کہ سید مقتول مذکور سادات
نبی مختار مین ہے اور سید عیسی عرب کا بیٹا عقیدت خان بن امیر خان عمدۃ الملک ناظم کابل کی
بہن کے بطن سے تھا امیر خان مذکور خود عمدہ اور عمدہ ہاے ایران سے تھا سلسلہ اسکا میر میرانیان
سے ملتا ہے اور ہندوستان مین بھی اسکے بزرگ زر و زور سے مرجع عالم رہے ہین اصل انکی
نعمت اللہی الحسینی ہے کسی شخص نے انکے حق مین کہا ہے کہ شعراے ایران سے تھا ع میر میرانیان
صاعدیان ۃ بادشاہ ہند و بادشاہ نشان ۃ بعد اس سانحے کے مہابت جنگ کی بی بی اور بی بی گہسیٹی
اور بی بی آمنہ دونون لڑکیان مہابت جنگ کی مع لطف النسا زوجہ سراج الدولہ اور
دختر سہ چہار سالہ اونکے مقید ہوئین باوجودیکہ سواے حقوق سابقہ کے حال مین بھی جبکہ
سراج الدولہ نے میر جعفر خان کو معتوب کیا تھا بی بی گہسیٹی بڑی بیٹی مہابت جنگ کی اسیر جعفر خان

کی اہانت پر رہی اور مخفی اشرفیان بھی بھیجین یہ نوبت ہوئی کہ بڑی ذلت و خواری مین مقید جہانگیر
کو بھیجی گئین میر کاظم خان کے قتل کو دیڑھ مہینے گذرے تھے کہ آمد آمد شاہزادہ عالی گوہر عالمگیر ثانی
کی جو بعد احمد شاہ کے عماد الملک نے اسکو بادشاہ بنایا تھا گرم ہوئی لیکن تا ہنوز کہ خبر آمد شاہزادہ
مذکور مع محمد قلیخان معروف مرزا کوچک ولد مرزا محسن برادر زادہ صفدر جنگ وزیر کی سنی گئی اسنے سپاہ
فوج ملازم عظیم آباد کو ایک حبہ بھی نہ دیا تھا اور چند بار تقاضای شدید بلکہ دار الامارۃ کا محاصرہ بھی ہو گیا تھا جب یہ خبر
پہونچی میر محمد جعفر خان کہہ گیا فوراً اسیقدر وجہ تنخواہ تقسیم کر کے شورش برخاستہ کو فرو کیا

ذکر ہے آنے شہزادہ عالی گہر کا مع محمد قلی خان کی تسخیر عظیم آباد اور بنگالہ کو مراجعت کرنا بی نیل مقصود محض نادانی سے اور بحال اور برقرار رہنا حکام اس دیار کا تائید ربانی سے

رام نراین نایب ناظم عظیم آباد چونکہ بیدالیشی مکر و تدبیر اسکے مزاج مین تھی میر محمد جعفر خان اور اوسکی
اولاد سے صاف نتھا لیکن بنظر توسل انگلشی کے ظاہر مین کوئی امر موجب نقض عہد ہو نہین کر سکتا
تھا اور باطن مین خوش نتھا اور وقت فرصت ڈھونڈھتا تھا راجہ سندر سنگہ اور پہلوان سنگہ
بھی مقتضاے حق پرورش مہابت جنگ کے خاندان کو رسے راضی نتھے اور خواہان استیصال
خاندان کے تھے حقیقت تو یہ ہے کہ اسکی کج خلقی سے کوئی راضی نہ تھا ابتدا مین سراج الدولہ
کی بدزبانی سے استخفاف اسکا کر اہانت اعزہ اسکیکو پہونچائی ساتھ ازالہ اوسکیکے راضی ہوتے
اور گمان کرتے تھے کہ میر محمد جعفر خان کہ زمانہ دیدہ اور مہابت جنگ کا عہد دیکھے ہوئے ہے کہانتک
اوسکی خوے بو میں اسمین نہو گی اس سے آلی تھے جب اسکے اور اوسکے نبی میرن کے وضع اور
اطوار دیکھے عہد سراج الدولہ کے فوت پر حسرت و افسوس کہاتے تھے اور رحمۃ اللہ علی نباش
الاول کہ مثل کہنہ ہے بر نوظیفہ دانا ہون اور نادانو نکا یہ محمد جعفر خانکی سخاوت مہابت جنگ کی مال دہی میں ہر وقت
نمشکری مشہور تھی وہ سب جاتی رہی قارون کا نام اسکے بخل کے رو برو دگو گیا کہتے ہین کہ کسینے کہا
کہ نواب صاحب آپکا جود و کرم جو مشہور تھا کیا ہوا آپنے جواب دیا کہ عہد مہابت جنگ میں مال
بیگانہ مفت کرم داشتن کا بہانہ تھا اب اپنے مال کو برباد کرنا دل نہین قبول کرتا خلاصہ
یہ ہے کہ بیان کے کیفیت مفصل محمد قلیخان ناظم الہ آباد برادر زادہ صفدر جنگ کے کان مین
پہونچتی تھی ہر چند یہ بھی بے مغز تھا مگر جرأت تھی سنتے ہی بنگالہ سی عظیم آباد اوڈیہ کے تسخیر
کی ہوا دماغ مین سمائی شجاع الدولہ سے یہ امر ظاہر کیا وہ مدت سے یہ چاہتا تھا کہ کسی طور سی محمد قلیخان

الہ آباد سے مدد ہوا اب اور زیادہ ترغیب دیتے اور اپنی رفاقت کی عزیمت اظہار کرنے لگا
اور کہا کہ آپ مجھ سے پیشتر جا کر مصدر شورش ہون متعاقب بندہ بھی آتا ہے شاہزادہ عالی گہر
کو جو شاہ عالم سے ملقب اور ولیعہدی پر مشہور رہے اور اعتماد الملک کے خوف سے
آوارہ ہوتا ہے بالفعل نجیب الدولہ نجیب خان افغان کے پاس ہیران پور گھنور مین
ہو طلب کر کے سردار بنائے اور دیار شرقیہ کو عازم ہو جیئے محمد قلی خان نے عرائض
نیاز متضمن استدعاے نہضت اور مشعر ارادہ عزیمت بنگالہ کے بکر شاہزادہ کو تحریر
کین شاہزادہ اس نوید سے فوراً مع رفقا کے عازم الہ آباد ہوا ظاہرا راجہ سندر سنگہ
کی عرائضات والد مرحوم اور شاہزادہ کے حضور مین درخواست تشریف آوری اس
ملک کے کی تہین راجہ کو بھی مخرج وغیرہ سامان حرب کے سرانجام مین رغبت
تہی تا کہ جو کوئی آوے اوسکی رفاقت کرے اور سراج الدولہ کا انتقام میر محمد جعفر خان
سو لے سندر سنگہ کو بھی اس مقدمہ مین اپنا شریک کر لیا تھا درحقیقت نہایت
شجاع اور غیرت دار اور حق شناس تھا گر اجل سے امان پاتا اور رفاقت سے کام کرتا
تو جو کچھ مقدر تھا ہوا مگر کچھ نہ کچھ ضرور ظاہر ہوتا افسوس کہ موت نے فرصت نہ دی
راجہ رام نراین کے دیکھنے کو قلعہ لگار ہی سے برآمد ہوا اور تعبیہ سپاہ کر رہا تھا ناگاہ
بسنت پنچمی کا دن آیا شیخ غلام غوث جماعہ دار قدیم جو کہ شیخ عاصم قدوائی لکھنوی تھا
اسکو سندر سنگہ بہت عزیز رکھتا تھا اور اوس سے اکثر معرکون مین جرأت دیکھنے مین
آئی اوسنے اکثر جسقدر روپیہ کی درخواست کی اکثر ایسا ہوتا تھا کہ ہوا دسکو خواہش ہوتی
وہ زبان تاز سے لیتا تھا کچھ روز گذرے تھے کہ ایسی ہی سماجت کرنے پر سندر سنگہ
نے اپنی مجلس مین کہا تھا غلام غوث باپ کیطرف سے بوے شجاعت اور نیکی نہ پائی رکھتا ہی
لیکن یہ سماجت کرنا اپنی ماں کے جانب سے سیکہی تھی اور ماں اوسکی کنچنی تھی یہ کلمہ
غلام غوث کو نہایت بد معلوم ہوا کہتا تھا کہ اس برہمن کی موت میرے ہاتھ سے ہے
خیر وہ گذر گیا اب آج ہزار روپیہ کی تاکید کرنے لگا سندر سنگہ نے کہا یہ سماجت خوب
نہین ہے مجھے مہلت دے روپیہ تجھکو ملیگا اوسنے کہا کہ آج ضرور لونگا جب روپیہ ملجائیگا
اوٹھنے دونگا سندر سنگہ نے چاہا کہ اوٹھے غلام غوث نے دامن پکڑ کر کہا کہ بیٹھ اور روپیہ
دے سندر سنگہ نے کہا کہ کیون دماغ پریشان کر رکھا ہے دیوانہ ہوا ہے اس کلمہ کا

زبان سے نکلتا تھا کہ غلام ناز جام مذکور نے ایک ہاتھہ سے کام تمام کر دیا دو بے سنگہ کنتری
جو اوسکا مصاحب تھا دوڑا مگر اوسنے بھی ٹھوکر کھائی عدم کے مصاحبت کی راہ لی بنیاد سنگہ
بھی جو سندر سنگہ کا بھتیجی تھا زخمی ہوا اور غلام غوث نے کسی کے گھوڑے پر سوار ہو کر
دریاے پن کی راہ لی اتفاقاً صور سنگہ نام برہمن نے دو تین کوس پر پہونچکر
آواز دی کہ او نامرد کہان بھاگا جاتا ہے شرط مردی یہ ہے کہ لوٹ کر مقابل ہو اوسنے
مقابلہ کیا اتفاقاً غلام غوث کی تلوار ٹوٹ گئی دوڑکر برہمن سے کشتی مین لپٹ گیا اور اوسی
زمین پر دے مارا مردم دیہات جو عقب سے آئے تھے صور سنے للکارا کہ کیا دیکھتے
ہو کہ اسی نے مہاراج کو مارا ہے وہ لوگ اس کلام کے سنتے ہی دوڑ پڑے اور
لٹھہ و تلوار سے اسکا کام تمام کر دیا سندر سنگہ کے ہوش جان کے ساتھہ چلے گئے
القصہ شاہزادہ کے ہمراہی جو صاحب نام اور نشان ہوئے ہین یہ چند لوگ ہین اول
والد مورخ کہ یہ مخاطب بہ بخشی الملک نصیر الدولہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
تھے دوم مدار الدولہ کہ اوسکا خطاب یاد نہین سوم فضل اللہ خان ممتاز الدولہ نبیرہ
اعتقاد خان کشمیری فرخ سیری چہارم نوبت خان پنجم منیر الدولہ رضا قلی خان
بہادر نادر جنگ ششم بہادر علی خان محلی ناظر خواجہ سرا ناظرین این اوراق یہ گمان
نکرین کہ مورخ نے اپنے والد کا نام صدر تفصیل مین جو لکھا بمقتضاے فرزندی ہے بلکہ
فی الحقیقت یہ ہے کہ شاہزادہ کے نکلنے کے وقت شاہجہان آباد سے کوئی شخص نام جو کی یہ مجال اور
طاقت نہوئی کہ اعتماد الملک وزیر کے خوف سے شاہزادہ کی اعانت کرے بادشاہ عالمگیر ثانی نے عماد الملک
کو غیبت مین احمد شاہ وغیرہ افغان کی طرف بارادہ خصومت کہ بہمراہی شجاع الدولہ وغیرہ کے نکلا تھا اسکا
حال بیچ احوال سلاطین او رعظماے شاہجہان آباد اور لاہور اور اکبر آباد اور اودہ اور سوانح صوبہ
دکن وغیرہ کے حال مین انشاء اللہ دفتر سوم مین تحریر ہوگا القصہ والد بندہ مورخ کو زینت محل اپنی بی بی
کی وسیلہ سے جو کہ شاہزادہ عالی گہر کی والدہ تھی دروازہ یہ طلب کر کے شاہزادہ کا ہاتھہ اونکے ہاتھہ مین
دیا اور سفارش کر کے عہد و پیمان لیا والد مغفور نے اسکی رفاقت مین کمر ہمت چست کی چنانچہ حال شرط
رفاقت انشاء اللہ بر وقت موقع ذکر ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ شاہ عالم ہر وقت اور ہر جگہ پر والد کو اپنا
خیر خواہ سمجھکر کبھی اسکے صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہوتا تھا اور باوجودیکہ شاہزادہ بے خرچ تھا
اوسکے پاس و آداب اور احترام مین حاضر و غایب ساعی رہتا بلکہ اخوان و اولاد کے مراعات مین دقیقہ

ہمت قاصر نہین ہوا اب بہی اگر نام منتسبان والد مرحوم کا سنے کیا عجب کہ مقصر نہو منیر الدولہ
جو کہ بیتیتر ولازم انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ ولد قمر الدین خان داروغہ فراشخانہ کا تہا
والد کے واسطہ سے بادشاہ کے حضور مین پہونچکر مورد عواطف ہوا اور ہمیشہ تا بحیات والد
مرحوم کے منیر الدولہ نے پاس حق ملحوظ رکہا نہایت آداب اور فروتنی مین بسر کرتا تہا بعد
رحلت والد کے بندہ اور نیز دیگر برادران سے بحسب سن وسال مراعات کرتا رہا القصہ شاہزادہ
قصبہ متعینہ سے کوچ کرکے سادات بارہہ کو ہمراہ لیا اور والد کو مع منیر الدولہ کے اوسی جگہ پر
چہوڑا تاکہ بعض اسباب ضروریات فراہم کرکے اور امیدوار مدارج علیا اور ترقی کا کرکے مردم کار آمدنی کو ہم
پہونچادین اور عقب سے اپنے ہمراہ لادین اور شاہ عالم مع ہمراہیون کے میران پور سے
کوچ کرکے شجاع الدولہ کے حدود مین پہونچا شجاع الدولہ نے استقبال کرکے ملازمت
حاصل کی اور جو کچہہ مناسب سمجہا پیشکش کیا اور نیز حیلون اور مکر سے وہ ارادہ ہمراہی کہ جسکی
کچہہ اصل نہ تہی زیادہ دلپر کرکے رخصت کیا جب شاہزادہ شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر
الہ آباد آیا محمد قلی خان نے استقبال کرکے سعادت دارین حاصل کی اور اوس جگہ کہ اول
سے واسطے نزول اجلال شاہزادہ کے تجویز کررکہی تہی نہایت تعظیم سے اوتارا اور
چند روز باہم مشورہ مین گذرے اپنے مافی الضمیر سے شاہزادہ والا کو آگاہی کماہی دی ہمراہیان
شاہزادہ مین سے مدار الدولہ چونکہ طمع سازش اور سلیقہ اخذ جر زر اور نیز امتحان
کس وناکس مین بیعدیل تہا محمد قلی خان سے توسل بہم پہونچا کر سب رفقا مین سرآمد
ہوا میانجی گری شاہزادہ محمد قلی خان کی اسکے ذمہ ہوئی چونکہ شجاع الدولہ کو محمد قلیخان
سے دغا منظور تہی اوسوقت مین بہی محمد قلی خان سے اگر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکہو اور کسیطرح مت ہو
متعاقب ہم بہی پہونچتے ہین لیکن جیساکہ تمکو اچہا معلوم ہو بہ تسخیر قلعہ چنارہ کے جہان کہو ناموس کو
پہونچاکر اپنے دشمنون عماد الملک اور احمد بنگش وغیرہ افغان سے اطمینان خاطر بہم پہونچادین
اور دلجمعی کرکے ملک شرقیہ کی تسخیر کرین مگر مجہکو ایسی کوئی جگہ دکہلائی نہین دیتی
اور چنارہ مین بہی کوئی عمارت لایق بود باش بیگمات کے نہین ہے اور اوسکی آب ہوا
بہی بسبب پہاڑون کے چندان سازگار نہین اگر مرزا نجف خان کو بیرون نگی اور رقعہ اپنے
دستخط و مہر سے لکہہ کر بطور دست آویز کے مجہے دو کہ بعد کارسازی کے اپنے متعلقان
کو مع تمہارے منتسبان کے ایک آبرو سمجہکر ایک جگہ رکہکر امانت کرونگا مناسب صلاح

ہی محمد قلی خان کم فہمی سے اوسکا مضمون فریب و مکر نہ سمجھا تو مہری اور دستخطی مرزا نجف خان قلعدار
کی نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالہ کیا اور روبرو بھی مرزا نجف خان وغیرہ کو مزید تاکید
سے پروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح پر جدائی نہیں ہے برادر عم زاد ہیں حاضر
و غائب ہمارے ورثہ کے مالک ہیں جو کچھ کہیں اوسکی تعمیل کرنا بہرحال شجاع الدولہ
نے خاطر خواہ لکھواکر معاودت کی اور محمد قلی خان نے جو کچھ ہو سکا سامان طیار کیا اور دو
ضرب توپ کلان برنجی قلعہ سنگین قلعہ آلہ آباد سے اوتار کر اور تخت سواری آراستہ
فرماکر ہمراہ لیا ۱۱۷۴ ہجری کو ساعت سعید میں قلعہ سے نکل کر داخل لشکر ہوا اور باتفاق
شاہزادہ روانہ ہوا یہ خبر مشہور ہوکر متواتر راجہ رام نراین کو پہونچی اوسنے حسب ضابطہ
مسٹر امیٹ صاحب کوٹھی عظیم آباد کو لکھی اور اولیای نعمت کو متواتر اطلاع دی میر محمد جعفر خان
اور میران نے رفاقت اور اعانت افواج انگلشی کی کچھ نکر سکتے تھے کرنیل کلیف بہادر
ثابت جنگ کو اطلاع دیکہ متکفل رفاقت ہوئے اگرچہ اس فرقہ میں بہ پاس حزم
ہوشیاری کے ہر قسم کا اسباب بزم ہر وقت طیار رہتا ہے لیکن باربرداری وغیرہ
کی تلاش فراہمی میں البتہ توقف ہوتا ہے اور ہندوستانی فوج مخصوص بنگالہ میں
بغیر تقاضے جدید میرن کی ہر طرحکی بدانتظامی میں سے مشکل تھا کہ قرض خواہوں کے
ہاتھہ سے ہاتھہ پیر ہلا سکیں بارے بضرورت نہایت اہتمام ہوا تب صورت آمادگی تیاری
جلد کہ ہوئی اور محمد قلی خان مع شاہزادہ عالی گہر کے کرمناسہ پر جو کہ دریا معروف سرحد پر
عظیم آباد کی ہے جا پہونچا اور منتظر میں تھا کہ درستی فوج ہمراہی کی کرے اور یہان افسون مکر
شجاع الدولہ بسبب سادہ دلی اور صفائی باطن محمد قلی کی اثر پذیر ہو چکی تھی ادہر میرن او
محمد جعفر خان نے کہ دونوں باپ بیٹے دغاشعار اور بدکردار تھے کرنیل کلیف صاحب بہادر ثابت جنگ
سے اعانت اور مدد طلب ہوئی کہ بدون توجہ آپ کے ہم شاہزادہ سے کسیطرح مقابل نہین
ہو سکتے اور حال راجہ رام نراین بھی تذبذب میں تھا کہ مین کیا کرون کہ یہ بلاے آسمانی
اور آفت ناگہانی میرے سرسے ٹلے اب اسکا باقی حال مفصلاً آگے قلم دو زبان ہوگا
کہ زمانہ نے کیا انتقام لیا اور کیسا ہر ایک کو رنگ اور بدشعار کو بدلا اور عوض دیا
اور انجام کار جیب کیا و لیا دامن میں لیا موافق قول محشی و مصحح اکبر نامہ کے
سے ۵ بداطوار ست رسم بد روزگار + موافق نہین ہستی لیل و نہار + بدیہی سمجھ لو بدی کا نویل + نہ دامن پہ آفت لواہی بہل

۱۱۷۴ ہجری ۱۷۵۹ عیسوی

ذکر آنے شاہزادہ کا مع محمد قلی خان کے صوبہ عظیم آباد پٹنہ اور اوسکے درمیان کے واقعات

جب شاہزادہ مع محمد قلی خان کے بنارس سے آگے کو بڑہا راجہ رام نراین کو بڑی فکر ہوئی کہ اب تک
تو فوج انگلشی نہ اوسکے آقا ولی نعمت کے ملازمین مین سے کسی نے مرشد آباد سے جنبش
کی ادہر سے یہ لوگ بلاے ناگہانی کی طرح سے اوسکے سر پر پہونچے اور بسبب نام سلطنت
اور فوج صفدر جنگی کے جسکی عظمت اور شوکت کی شہرت تہی اوسکی فوج مین بڑا ہراس
واندیشہ پیدا ہوا گاہ خیال کرتا کہ اپنا ارادہ جنگ مشہور کرے اور فتح باغ مین متصل تالاب
وارث خان کے خیمہ زن ہو بدین خیال کہ اگر بنگالہ کی فوج آگئی تو اپنی جانفشانی کا اظہار
ہوگا اور اگر میر جعفر خان نے خوف کہا کر مدافعہ شاہزادہ کا عزم نکیا اور فرقہ انگلشی نے بہی
کسی خیال سے پہلو تہی کی شاہزادہ سے ملجائیگا کہ استقبال کو برآمد ہوا تہا جب تحقیق ہوا کہ ہنوز
میرن اور فرقہ انگلشی کوئی مرشد آباد سے متحرک نہین ہے اور محمد قلی خان نے مع شاہزادہ
کے دریاے کرم ناسہ پایاب عبور کیا ان سے ملنا مصلحت جانکر مسٹر امیٹ سے کہا کہ اب تک
کسی نے میری خبر نہ لی مجہے تنہا تاب جنگ نہین اب آپکو کیا منظور ہے اور کیا کرنا ضرور ہے
مسٹر امیٹ نے فرمایا اگر ہماری فوج آتی ہے بجاے خود مقیم ہین ورنہ چند منزل مشرق
جاکر مقیم ہونگے تاکہ جو کچہ حکم کونسل صادر ہو وہ بہ تعمیل کرین اوتمہین بہی لازم ہے کہ
بلطایف الحیل مین بسر کرو اگر کوئی حکم پہونچ آگئی بہتر ورنہ جو کچہہ اوسوقت اپنے حق مین بہتر
سمجہو عمل کرنا رام نراین نے جواب باصواب پاکر طرفین مین سازش شروع کی میرن اور کرنیل
ثابت جنگ کو اپنے آپہی پہونچنے کی آگاہی دی کہ لڑائی کو آمادہ ہو جیے مگر تنہائی مین عہدہ برائی دشوار اگر جلد
عزیمت فرمائیے بشرط رفاقت ملاحظہ کیجیے لکہہ بہیجا تہا اور فوج مغلی سے تحریر کے
سلسلہ مناسب نہ جانکے لوگون کی زبانی اخلاص وعقیدت کے مضامین کہلا بہیجا تہا بندہ
مورخ مع برادران ووالدہ کے اوسوقت مین بڑے تردد سے بسر اوقات کرتا تہا مگر
نقی علی خان جاگیر مین ایسے خوف وتردد سے بری تہا بندہ کو [illegible] اس کا سبب
یہ تہا کہ بندہ کے والد کی رفاقت کی خبر میرن اور میر جعفر خان کو پہنچ چکی تہی عادت جبلی
کہ میرن موشش طبع ہاری ایذا رسانی اور کینہ دیدگی بنا [illegible] شاہزادہ [illegible] راجہ رام نراین

کو لکھا کہ محرک شاہزادہ اور مہیج اس فساد کا سید ہدایت علی خان ہوا ہے اور اوسکے لڑکے
جو یہان ہین اونہون نے اپنے باپ کو اس کام کی ترغیب دی ہے اونکی حراست سے غافل نہ رہنا
حالانکہ ہم لوگون کو مطلق بادشاہ اور محمد قلی خان کے ارادہ پر آگاہی نتھی بلکہ برسین گذرین
تہین کہ والد سے خط و خطوط بہی جاری نہ تھے کیونکہ اونہون نے مہابت جنگ کی قرابت
کے بعد جو کہ والدہ ماجدہ سے اعتماد تمام فرماکر شہجہان آباد مین بطور امرا کے نگاہ رکہنا عورتونکا
اور خرید کرنا لڑکیون کلانوت اور قوالون کا اور نیز اقربا سے لال میان کشمیری سے کسی
عورت کے ساتھہ نکاح کر لیا تہا مطلقاً ہم لوگون سے سروکار نرکہتے تہے سولہ برس
کی مدت مین کہ اکثر حکومت کرکے ہزارہا سوار و پیادہ ملازم رکہے اور ہر مہینے مین لاکہون کا
خرچ ہوتا رہا ہم لوگون کی خبرگیری ایک حبہ سے بہی نکی اور ہم لوگون کو بہی رزاق مطلق نے
مہابت جنگ کے گہرانے سے اتنا کچہہ صلہ وغیرہ دلایا کہ حاجت تکلیف دہی پدر کی نہوئی
اور نہایت کام و آرام اور عزت و آبرو سے بسر اوقات ہوتی تہی کبہی اگر ایسی ہی ضرورت
داعی ہوتی برسون کے بعد طرفین سے ایک خط آتا جاتا پس بندہ نے ایک خط بنام
رام نراین متضمن عذر خواہی تحریر کیا اور اوسمین یہی سب امر کہ اوپر حوالہ قلم کرچکا ہون درج کئے
رام نراین نے وہ خط پڑہ کر رکہ لیا اسی عرصہ مین بندہ بہی پہونچ گیا اور کہا خدا شاہد
ہے کہ اگر ہم کو کچہہ بہی ان امور مین دخل ہو اور والد کو کیا مقدور ہے جسکے اعتماد پر ایسا
ارادہ عظیم کرین اس فساد کا بانی محمد قلی خان ہے جو صاحب فوج اور قلعہ الہ آباد کا ناظم
اور وزیر کا برادرزادہ اور شجاع الدولہ کا برادر چچازادہ ہے اور قطع نظر اس امر بالا کے تمام دنیا پر
روشن اور ظاہر ہے کہ تمکو مدت سے والد کے خط و کتابت سے غرض نہین یہ سررشتہ
بالکل مفقود ہے ہم لوگ کسطرح اس بارہ مین مجرم ہین اگر آپ کے ولینعمت ہماری
قید و بند ضرر رسانی مین ہین اور آپکا بہبود ہو ہم حاضر ہین ہین اب بہی تاب مقاومت
نہین جو کچہہ منظور ہو تعمیل کرو رام نراین اور مرلیدہر دار وغہ ہرکارہ نے جو اعظم ارکان
عظیم آباد مین تہا اور رام نراین بہی اوسکا مطیع تہا فرمایا کہ آپ دلجمعی رکہین اور ہرگز ایسا امر خیال مین
نہ لاوین ایسے کچہہ غرض نہین ہے بندہ نے پہر کہا کہ اسوقت آپ ایسا فرماتے ہین اگر میران ایذا ضرر رسانی پر
مائل ہوا تو پہر آپ سے کیا حمایت ہوسکتی ہے اونہون نے جواب دیا کہ آپ اس طرف سے
مطمئن رہین اگر حمایت کرسکین گے دکہا دینگے ورنہ آپکو سلامت نکال دینگے بندہ نے

شکر حق شناسی ادا کیا اور ہمراہ رام نراین کے تھا کہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے پہونچنے کی
خبر پہونچی والد مرحوم مع منیر الدولہ کے حسب الحکم شاہزادہ متصل نارنس شاہزادہ سے ملحق
ہو گیا اس خبر سے بھی رام نراین کو اطلاع ہوئی اسوقت تک کوچ بنگالہ کی خبر نہ لی تھی اور
مسٹر امیٹ بھی چند انگلشی سے جو کوٹھی عظیم آباد مین تھا بجرہ کی سواری پر کہ مثل برق تیز رفتار ہوا
ہوتی تھی کوس عرب دیکھا چلا گیا اور کوٹھی اپنے بلازمین تلنگہ کے سپرد کر گیا اور زر سفارش حفاظت کوٹھی
کی رام نراین سے بھی کر گیا جب رام نراین نے یہ کیفیت دیکھی شاہزادہ سے صلح کا قاصد
ہوا اور مرلیدہر کی رائے پر چھوڑا مرلیدہر شاہزادہ کی اطاعت پر راضی ہوتا تھا اور افواج
انگلشی سے افواج مشرقی کو تاب اتفاق کے مناسب جانتا تھا اور فی الحقیقت ایسا تھا مگر
رام نراین دبدبہ شاہی کو سنکر بسبب عدم آگاہی کے ڈرا اور بعد ملاقات کے نادم ہوا چنانکہ
ذکر ہوتا ہے مخفی نرہے کہ مرلیدہر باوجود کمال استعدادی کے عجب برہمن پر فطرت اور متین اور
صائب رائے اور سرانجام امور ملکی اور مالی مین بے نظیر اور نہایت جوانمرد اور دلیر تھا
الا خباثت بھی مزاج پر غالب تھی اور روپیہ پیسا جمع کرنے کی زیادہ حرص تھی القصہ جب
اوسکا ارادہ مصمم ہوا بندہ کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ شاہزادہ کے لشکر مین جا کر والد کی
وساطت سے شاہزادہ کو میرے حال پر مہربان کر دو اور شاید کہ دوسرے شخص کو محمد قلی خان
کے پاس بھیجا ہو مگر مجھے اطلاع نہین اور تاکید کی کہ راجہ مرلی دہر اور کوئی اس راز سے
باہر نہو لہذا اسی گفتگو مین تھے کہ راجہ اپنے حقوق والد کا یاد دلاکر تاکید راز داری کرتا
تھا کہ مصطفی قلی خان برادر محمد ایرج خان آگیا چونکہ یہ شخص مامور تھا کہ بلا اجازت وقت بے
وقت جب چاہے آیا کرے اور ہنوز یہی قاعدہ مسلوک تھا لہذا کسی نے تعرض نکیا اور
اوسنے آنکر دیکھ لیا کہ راجہ میرے کان مین در پردہ کچھ کہ رہا ہے اب راجہ نے مخفی کرنے
مین موجب رنج سمجھکر اوس سے بھی سب ماجرا کہدیا اور کہا کہ تم بھی جو کچھ سمجھو خانصاحب
کو تعلیم کر دو اور بندہ کو مرخص کر کے فرمایا کہ اس راہ سے خیمہ مرلی دہر ڈیرے سے نکلنے
اور باقی لوگ کی راہ سے جلد نکلیا نے مصطفی خان نے بندہ کے خیمہ تک ہمراہ آکر اپنے
ہوشنگ دوانی اور آشفتہ کرنے فوج بنگالہ اور ترغیب رفاقت شاہزادہ کے کرنے
مین کیفیت ظاہر کی اور نہایت سماجت سے اخفا کو عرض کیا راجہ رام نراین نے تھوڑا
زاد راہ بندہ کو کسی معتمد کے ہاتھ بھیجدیا بندہ نے سید علیخان اور غالب علی خان

اپنے بھائیون کو رشید نگر والدہ اور اون لوگون کو بھی اطلاع دے دی دونون بھائی
بھی یہ آرزو سے ملازمت پدر بندہ کے پاس آپہونچے بندہ مع اونکے روانہ ہوا راستہ
مین ورود شہزادہ کی خبرین پہونچتی رہین بندہ جب اردول آیا معلوم ہوا کہ شاہزادہ
کی طرف سے مدارالدولہ اور محمد قلی خان کی جانب سے میرزا محمد علی موسوی ہاتھیون
مع جواہر کے بہ رسم رسالت راجہ رام نراین کے پاس جاتے ہین بندہ کو نہایت
حیرت ہوئی کہ باوجود محرمیت والد کے اور نیز واقف کاری اس دیار کی دوسرون کو
رسالت ہوئی کس وجہ سے ہے اون مین سے کسی نے پوچھا کہ کون ہے کہان
جاتا ہے لوگون نے نام ونشان بتلایا مدارالدولہ نے سلام کہلا بھیجا خیریت مزاج
دریافت کی جواب دیکر پیشتر کو بڑہے شمشیر نگر کو پہونچے وہان سنا کہ علی نقی خان
بھی والد کی خدمت مین آیا ہے بندہ کو رنج ہوا کہ اس عزیز نے ناحق اپنے کو
بنگالہ کے روبرو بدنام کیا ساعتی روز باقی رہا تھا کہ لشکر شاہزادہ مین جو
دارو نگر کے میدان مین مشرق رویہ پڑا تھا ہم لوگ پہونچے تھوڑی رات گذری تھی کہ
والد کی قدمبوسی سے سرفراز ہوے دونون طرف سے سلسلہ کلام شروع ہوا
معلوم ہوا کہ والد صاحب نا بر ترفعہ کے جو اپنے نفس مین رکہتا ہے بطور مدارالدولہ
اور منیرالدولہ وغیرہ کے محمد قلی خان سے پیش نہ آیا اور مدار المہام مذکور سے اجنبیت
معنی رکہتا ہے اور شاہزادہ مع لشکر اور اپنے جاہ کے قبضہ اقتدار محمد قلی خان مین
تہا اور کیونکہ شہوکہ یہ بنا ہے اوسکی ڈالی ہوئی ہے بندہ کو یہ خیال خلاف مصلحت معلوم
ہوا والد سے التماس کیا کہ جب اسطرح یہ حال ہے تب آپکی تشریف آوری سے بجز
ہماری آشفتگی اور بریہی وجہ معاش اور نکل جانے محالات جاگیر کے اور کیا فائدہ ہوگا معلوم
ہوکہ کوئی عقدہ کشائی نہوگی اور اس جواب آشفتہ سے جو کہ بندہ نے گستاخانہ عرض کیا
نہایت آشفتہ ہوا لیکن درحقیقت متنبہ اور متاثر ہوا اب وہ بات جاتی رہی کہ تدارک ہوے
اور محمد قلی خان کو تابع رائے اور مطیع کرے طرفہ یہ کہ چونکہ شاہزادہ نہایت ساید تہا اوسکی
حرکات ... خلاف محمد قلی خان کے سرزد ہوتی وہ والد وغیرہ کے منافقون کی تحریک سے
جانتا اور ... کے والد مع منیرالدولہ اور بندہ کے محمد قلی خان سے ملاقات کو گیا
اوسنے گلہ تپاک شروع کیا اوسیطرح ادہر سے بہی در پردہ عذر خواہی کی گئی رفع

عیار ہوا لیکن جو لوگ کہ سوال و جواب کو راجہ رام نراین سے معین ہوئے تھے اوسوقت بھی
اونکا تغیر مناسب اور متعذر تھا اونمین سے میرزا اسحق کشمیری مخاطب امیر قلیخان جو واسطہ
سوال و جواب تھا اور محمد قلی خان کے مزاج مین دخیل اور اپنے شعور پر مغرور تھا اسکی
سفاہت اور نیز اوس اعتماد سے جو کہ محمد قلی خان باوجود اوسکی نادانی کے اوسکا کرتا تھا
محنت اور جان اور مال محمد قلی خان کا برباد ہوا بیت ہمنشین تو از تو بہ باید * تا ترا عقل و دین
بیفزاید * القصہ راجہ رام نراین فوج شاہزادہ کی خبر سنکر جس باغ مین کہ خیمہ زن تھا
وہان سے اوٹھکر حصار عظیم آباد مین آیا اور برج بارہ کی مضبوطی مین مصروف ہوا
اور ہر طرف سرداران مناسب کو مقرر کیا بعد ازین مدار الدولہ اور میرزا محمد علی اور میرزا
باتفاق پہونچے شہر کے دروازہ پر آبادی سے دور کسی میدان مین منزل گزین ہوئے اور
اجازت تین چار سوار سے داخل حصار ہو کر ملاقات کی رسوم متعارفہ کی عمل ہوئی گفتگو
مدعا شروع ہوئی اور انہون نے اوربھی شان و شوکت شاہزادہ کی اور نیز محمد قلی خان کی
آن وبان سے بیان کی کہ راجہ رام نراین سابق سے زیادہ مسلوب الحواس ہو گیا اور حاضری
راضی ہوا اور استدعاے امان کی فرستادہ لوگون نے کاغذ دستخطی پیران محمد قلی خان کا
سپرد کیا جب اوسکو دلجمعی ہوئی اور ہنوز افواج مشرقی کی کچھ خبر نہ آئی ساعت معہود کو
مدار الدولہ وغیرہ سرداران محمد قلی خان کے جو اوسکے لانے کو گئے تھے اطراف پھلواری
محمد قلی خان کے مکان مین آیا شاہزادہ نے حسب الاشعار محمد قلی خان نے خیمہ و خرگاہ
و اشیاے موجودہ سے آراستہ کر کے امرا ارکان کو گرد جمع فرما کر بڑے تجمل و احتشام سے
تخت نشین ہوا بندہ نے قبل اسکے ورود کے ایک روز والد سے عرض کیا تھا کہ راجہ
نہایت عیار ہے ابھی شاہزادہ کا نام سنکر ارادہ حاضری پر عازم ہے جب یہان آیا
حال ملاحظہ کیا اور واپس متفلس گیا پھر نہ آویگا لہذا مناسب ہے کہ یہان آکر رخصت معاودت
چونکہ اونکا کچھ اختیار نہ تھا آشفتہ ہو کر فرمایا کہ خاندان تیموریہ مین ابھی تک کسی سے
نہین ہوئی بندہ نے کہا کہ بندہ کب دغا کو کہتا ہے جو عہد کیا ہے اوس سے
راجہ رام نراین کو ہمراہ لیکر داخل حصار ہو جیے اس صورت مین بھی وہ ناچار رفیق
اور افواج مشرقی اس حال کو دیکھکر سمجھ بوجھ کر قدم بڑھاوینگے تب اونہون نے
اسکا اختیار محمد قلی خان کو ہے بندہ نے کہا اوس سے اطلاع دیجیے اونہون نے جواب

جب وہ مجھے نہین پوچھتا ہے مجھکو کیا غرض ہے کہ اوسے مصلحت دون بندہ نے تنگ ہوکر کہا
کہ اس معاملہ سے ننگ و ناموس برباد اور افسوس کرنا ہوگا اگر دخیل معاملہ ہونا نامنظور ہے
تو کیون شریک ہوئے تھے والد ناراض ہوئے بندہ خاموش ہوا دوسرے روز جو یوم ملاقات تھا
بندہ بھی ہمراہ والد کے حاضر دربار اور نگران اخبار ہوا تا انکہ راجہ رام نراین کے پہونچنے کی خبر محمد قلی خان
کی مکان مین اور خلوت مین ملاقات ہوئی اور ارادہ حضوری کی ہمراہی ہمدگر کوشش زد ہوئی بندہ
نے بیتاب ہوکر منیر الدولہ وغیرہ سے صلاح مذکورہ کو کہا اونہون نے اپنی معذوری بیان کی تا انکہ
محمد قلی خان نے راجہ کو پردہ کے باہر چھوڑ کر مشرف ملازمت ہوا اور دست چپ کی طرف بضابطہ
وزارت مع بیرم خان اور مدار الدولہ اور یحیی خان ولد زکریا خان وغیرہ ہمراہیون کے استادہ
ہوا اور زوالدقضبالطہ بخشی گری مع منیر الدولہ اور بندہ اور دیگر برادران بندہ اور امرا اور رفقای
کی دست راست محمد قلی خان نے بمجرد قیام راجہ کا مذکور پیش کیا کہ ایسا شخص ہندو نمین مسلسل
وہوشیار نہین دیکھا فارسی زبان بہت درست اور اوسکے فحواے کلام سے فراست برستی ہے
بندہ سنے اپنی دیوانی مع نیابت الہ آباد کے اوسکو دی میری گفتگو نہین معلوم شاہزادہ کے گوش
ہوش مین کسطرح جا پذیر ہوئی شاہزادہ نے فرمایا کہ اسقدر اعتماد ایک ملاقات پر کیونکر ہو گیا
مدار الدولہ نے اوسکی خوبی وفا اور حسن اخلاق اور رسوخ عقیدت کی اور ہی مرزا اسحق نے
درمیان سے نکلکر اوسکے تصدیق کی ان لوگون نے دو تین ہزار روپیہ نقد کی طمع اور نیز راجہ کے
روغن قاز ملنے سے اسقدر مبالغہ کیا ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ محمد قلی خان اور شاہزادہ وغیرہ
دولتخواہ نے یہ نکیا کہ اگر وہ اپنے حصار مین جا کر فرمان بری نکرے تو تم لوگ کیونکر عہدہ برا ہو گے بیت
جہان بود جرأت کار رستم سے کام ہا کری پیشہ ناتوان کیا تمام ہا القصہ تھوڑی دیر مین راجہ رام نراین حضور مین
آیا اور جو آداب و کورنش کہ تمام عمر ندیکھی تھی کرنا بجا لا رنگ فق چہرہ خشک لب سخت پہونچا یہ یاد نہین
کہ شاہزادہ نے خود یا مدار الدولہ نے نذر کی اشرفیان اپنے ہاتھہ مین لین محمد قلی خان نے
حسن ارادت کا بیان کر کے استدعاے مرحمت فرمائی خلعت کے لئے شاہزادہ نے حکم دیا
راجہ رام نراین کو لیجا کر خلعت بے بہای اور سرپیچ اور جیغہ مرصع مع پر کلگی عقار جو کہ مخصوص
شاہزادون کو تھی مرحمت ہوا مرلیدھر تو اس شراکت مین نہ آیا احمد خان قریشی اور مصطفی قلیخان
اوسکے ہمراہی سے شرف یاب ملازمت ہو کر خلعت چار پارچہ اور تین پارچہ کے حاصل کیے لیکن
رام نراین جسنے اسقدر تکلیف کبھی نپائی تھی خستہ و حیران ہوا بعد ازان جب تھوڑی دیر گھبرا ہوا

اور ہوش و حواس درست ہوئے نظر نتیجے کو کرکے شاہزادہ کی فلاکت اور امرا اور روسا کی لشکر
کی پریشانی جو ہر وقت درود دیکھی تھی نہایت شرمندہ ہوا کہ ناحق کو آیا بندہ کو اوسکی پیشانی
سے موجب انفعال معلوم ہوا بعد چند گھڑی کے محمد قلی خان مع راجہ رام نراین کے مرخص ہوکر
اپنے مکان کو گیا وہان جاکر خدا معلوم کیا سوادے خام کا جوش کہایا کہ منید بدام امدہ کو رخصت
دی جو معتمد اوسوقت حاضر تھا کہتا تھا کہ راجہ رام نراین علیحدہ خیمہ مین آرام پذیر تھا لیکن
محمد قلی خان کے خیمہ سے نہایت متصل مرزا محمد علی مولوی کو جو مدار الدولہ کے باتفاق راجہ مذکور
کی لانے کو گیا تھا طلب کرکے محمد قلی خان نے کہا کہ راجہ رام نراین سے جاکر کہو کہ مو بہایا
یعنی مرزا حسن اوسکی بہائی کا تھا تمکو دونون صوبہ کی دیوانی مبارک ہو اور مرزا اسحق کو بہی
ہمراہ کردیا دونون نے عرض کیا کہ ابہی یہ کلام کرنا مناسب نہین آزردہ ہوا خواصی کو بہیجکر دا
کو طلب کیا جب وہ آیا خود بدولت نے وہی کلمہ مبارکباد سنایا اوسنے بہی ہمراہ دانائی سر
جہکا کر مبارکباد عرض کی قریب شام کہ ایک گھڑی دن باقی تھا محمد آفاق کوتوال عظیم آباد کو جو
اوسکے ہمراہ تھا محمد قلی خان کے پاس بہیجکر پیغام دیا کہ مجہسے کچہہ کہا نا نہین ہوا الحال بندہ
جاتا ہے اوسنے جواب دیا مبارک بعضون نے وہی صلاح جو بندہ نے مذکور کی تھی عرض کی اوسنے
انکار کیا کہ بد عہدی سے لوگون نے کہا بد ہی نکرنا چاہیئے اور قلعہ مین داخل ہونا معہود نہین ہوا
اوسنے ہرگز قبول نکیا اور کہا کسکی مجال ہے جو ہماری شمشیر کے روبرو کہڑا ہو بیت نصیبہ اور
اقبال تہا جو بہرا + کسی کا نہ گوش کہنا اوسنے سنا + جب راجہ وہاں سے برآمد ہوا حسب الحکم محمد قلی خان کے ایک شخص
اوسکے ساتھ فیل سوار باتفاق قاصد عظیم آباد ہوا چند قدم جاکر عذر کیا کہ بندہ ہندو ہے اور
اور مسلمانون کے ہمراہ پانی تک نہین پی سکتا مادہ فیل عماری دار طلب کرکے اوسپر سوار ہوا
اور پانی پیکر طایر خیال کیطرح پرواز کنان ہوا بیت روان کیا ہوا گویا طایر ہوا + پرندہ کوئی جو
قفس سے چہوٹا بمجرد قلعہ مین پہونچنے کے حکم دیا کہ برج بارہ کی خوب حفاظت ہو ادہر محمد قلی خان
بے خبر اپنے غرور مین مست لہو لعب مین مصروف ہوا گویا جانتا تھا کہ راجہ مذکور نوکر فرمان پذیر
ہی ہر روز احکام بے سروبن مرزا اسحاق اور پیادون کے معرفت بہیجا تہا راجہ نہضت فوج
افواج بنگالہ کا منتظر تہا تا آنکہ بعد دو تین روز کے تحویل آفتاب کے برج حمل مین معین
ہوئے اور لوگ منتظر امتحان ہوئے کہ راجہ رام نراین نذر عید نوروز گذرانتے کو آتا ہے
یا نہین اگر آیا موجب ترقی اقبال ہے ورنہ جو کچہہ محمد قلی خان کے سوچا ہے محض وہم و

خیال تاآنکہ روز نوروز جلوہ افروز ہوا راجہ رام نراین نے شاہزادہ اور محمد قلی خان کے نذر کو اشرفی مع بیضہ ہاے مرغ کے کہ سادہ اور نقش دار رنگین تھے اور نیز دیگر ہر قسم کے حلوا اور لوزات ورق طلا مین آرایش دیکر ارسال کئی اور اپنی عدم حاضری کا عذر بسبب اشتغال کار سرکار کے کر بھیجا بازاری تک تو یہ افواہ کرنے لگے کہ اب راجہ رام نراین نہ آویگا مگر محمد قلیخان ابلہ ابتک اوسی عہد و پیمان پر معتمد تھا جب نوروز بھی گذرا اور شاہزادہ وزیر کو لہو لعب سے خاطر خواہ فرصت میسر ہوئی ارادہ کیا کہ وہان سے کوچ کر کے شہر کے شرقی رخ نزول کرین چونکہ راہ [illegible] وبازار مین تھی راجہ رام نراین نے پیغام دیا کہ فوج سرکار اکثر مغلیہ اور یہان کی لوگ اونکے دیکھنے سے مخوف ہین مبادا لشکر شاہی کے لچے ہنگام عبور کسی رعایاے شہر پر تعدی کرین اور نجباے شہر حفظ آبرو کو کچہ جسارت کر اوٹھین تو فساد عظیم برپا ہوجایگا مناسب ہے کہ عملہ حضور مع داروغہ بیلداران اینجانب کے کہ وہ بھی ملازم سرکار ہین شہر کے جنوبی طرف سے زمین جلہ مین جو خشک پڑی ہے واسطے توپخانہ سرکار دارالامارہ سرد کی راہ درست کر دین اور خود بدولت مع لشکر کے اوسی راہ ہوکر جعفر خان کے باغمین داخل ہون محمد قلی خان نے یہ راے پسند کی ابتک راجہ کی فرمان برداری اسکے ذہن مین مرتسم تھی تاآنکہ چند روز باغ جعفر خان مین بھی گذری اور آمدرفت ایساولون کی بطلب کاغذ جمع و خرچ صوبہ کے جاری رہے بلکہ ایساول لوگ کبھی کبھی شدت و تاکید بھی کرتے تھے راجہ اپنے لشکر کی انتظار پر سخت وشست کی برداشت کرتا تھا اوسیوقت مین میرن ولد اکبر میر جعفر خان کے کوچ کی خبر مع کرنیل کلیف ثابت جنگ اور جماعہ انگلشی کے راجہ رام نراین کو پہونچی اور ادہر سے محمد قلی خان کے بھی سخت تقاضا ہونے لگے تب تو راجہ رام نراین اور مرلیدہر کے حوصلہ کی تنگی کی نہایت زجر اور توبیخ سے محمد قلی خان کے لوگون کو شہر سے نکال دیا ارادہ راجہ رام نراین کا تھا کہ چند روز اور بھی رفق و مدارا مین بسر کرے تاکہ فوج انگلشی اور میرن آجاے مگر مرلیدہر کو تاب نہ آئی دفع بدمنظگی آقا اور بدنامی اپنے کا بیچ جنگ کے کتنے دنون سے دیکھا تھا والا [illegible] ان حمقونکو چند ہزار روپیہ کی سخنان دلادینے سے مفتون کرکے غافل کرتا تاکہ افواج انگلشی پہونچتی کو شمانی گستاخی انکیکی قرار واقعی ہوجاتی —

ذکر کھل جانا راجہ رام نراین کے فریب کا جو محمد قلی خان سے کیا تھا اور محاصرہ کرنا

افواج مغربی کا حصار عظیم آباد کو بدسلیقگی سے اور خایف ہوکر برگشتہ ہونا بادشاہ اور وزیر کا سوے تدبیر سے

بیت ہرچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار * جو کہ دانا کرین کرین نادان * ہون خرابی مین جس بہت حیران * کیا خوب اول عقلمندون نے صلاح دی کسی کی نہ سنی اپنی عقل پر اعتماد فرمایا آخر وہ نوبت ہوئی کہ افسوس ہی ہاتھہ لگا جب راجہ رام نراین نے اسکے آدمیون کو شہر سے نکال دیا اور پیغام دیا کہ آپ نے کیا سمجھا ہے جو ایسا تحکم کرتے ہین ہم آپکے نوکر نہین کہ محاسبہ دیوین ناظم بنگالہ کے مطیع ہین تم ہمارے مہمان تھے ایک ملاقات اور ضیافت کر دی اب جسمین اپنی بہتری سمجھو کار بند ہو محمد قلی خان اس پیغام سے نہایت اوچھلا اور بے پر کی لینے لگا کہ کل صبح اُس بدباز کو ایک سناٹے مین اسیر پنجہ غضب کرتا ہون اور شاہزادہ کو پیغام دیا کہ کل فردای قیامت ہی فوج سرکار بھی مددگار ہو شاہزادہ نے والد بندہ اور دیگر رفقا کو حکم دیا کہ صبح طیار ہو کر تابع فرمان مدار الدولہ ہون یحیی خان ولد زکریا خان جو کہ خواہرزادہ اور داماد قمر الدین خان وزیر کا تھا بمجرد استماع حکم اپنی جہالت ظاہر کی اول شام سے مع ہمراہیون کے ہتیار بند ہو کر حیدر نواز خان مرحوم کے باغ کے متصل جہان کہ والد ٹھہرے تھے گیا اور بزعم خود گویا مورچہ بندی کی یہ نہ سمجھا کہ بے موقع تکلیف کھینچنا کیا ضرور القصہ جب صبح ہوئی حسب الحکم کل لوگ مسلح ہوکر دربار شاہزادہ مین حاضر ہوئے اور ہمراہیان محمد قلی خان اوسکے دولت سرا مین آے بندہ بھی والد کے ہمراہ شاہزادہ کے دربار مین گیا ہر ایک نے جنگ کی رخصت پائی میدان کی راہ لی میر حسین خان خواہرزادہ ذو الفقار جنگ جو محمد قلی خان کے رُفقا مین بزعم خود سپہ سالار تھا مع اپنی جمعیت کے راجہ رام نراین کے باغ مین جاکر کھڑکی رانی کے مقابل اقامت گزین ہوا اسیطرح ہر ایک نے بجاے مناسب روبروے حصار کے جگہ لی والد مرحوم مع رفقاے قدیم وجدید کے مقابل برج نخاس کی طرف میدان مین استادہ ہوا ہمراہیان شاہزادہ مین بھی جو لوگ کسیقدر اسکی خدمت مین توسل او اخلاص رکھتے تھے والد کے رفیق ہوئے اسی عرصہ مین عبد الوہاب خان بندہ کے چچا کہ خورد سن و سال مین برابر تھے بھاگلپور سے باوجود ممانعت پسران محمد قلی خان کے جنکی رفاقت مین تھا بہ آرزوے ملاقات والد بندہ اپنے بڑے بھائی سے قدم بوس ہوا اور کہا کہ جملہ متعلقان کو ہمراہ لایا ہون اور باغ لون گولہ مین جو مقبرہ والد کے

فردکش کرایا ہے اب کہ معرکۂ جنگ گرم ہوا اندیشہ ہے کہ بیرون حصار آشوب برپا ہو پس ایک
بیرق لطف فرمائیے تاکہ مردمان سرکاری اوسکی شناخت کرکے متعرض حال نہون جب
التماس تعمیل ہوئی لیکن بندہ کو اطمینان نتھا بندہ نے کہا بہتر تو یہ ہے کہ یہین پر متعلقان کو
لائیے مگر عذر چند کرکے میری بات نمانی اور قلعدار کو مع بیرق والد کے ہمراہ لے گیا اور
وہان پر بٹھلا کر بہائی کی رفاقت اور بندہ کی اعانت کو پھر آکر کے ہمارا شریک ہوا تھوڑی
دیر کے بعد حصار سے ہم لوگون کی طرف گولا برسانی شروع ہوئی راجہ رام نراین نے
ابتداے جنگ کی اور جدہر جدہر قلعہ کے روبرو فوج تھی اوسی طرف قلعہ سے آتشبازی
شروع ہوئی علی الاتصال گولون کی بارش ہوئی تھی ہم لوگون کے سرون پر سے نکلجاتے
تھی باغ راجہ رام نراین کی طرف جو دیوا حصار سے متصل گڑکی رانی مین تھا میر محمد حسین خان
وہان پر بیٹھا ہوا یورش کی راہ ڈھونڈہ رہا تھا اودہرکو ہماری طرف سے زیادہ بارش تفنگ
و توپ تھی تاآنکہ محمد قلی خان بھی فیل سوار ہمارے نزدیک پہونچکر استادہ ہوا مرلید پر برج تھا سر
پر تھا اودہر کا انتظام اوسکے حوالہ تھا کثرت ہجوم اور سامان جاہ واحتشام اودہرکو دیکھکر سمجھا
کہ برج کے مقابل محمد قلی خان یا کوئی ذیشان عمدہ لوگ استادہ ہوگا گولہ انداز کو تحریص کی
کہ اس ہجوم مخصوص فیل سوار پر گولہ مارنا چاہیے وہ بھی اس نشانہ مین نہایت ساعی ہوا
لیکن اکثر گولی ہاتھی کے ادہر اودہر یا ہم لوگون کے سر پر سے نکل جاتی تھی چنانچہ ایک گولہ
کسیقدر بندہ کے سر پر سے اونچا گذر کر قریب ہی گر کے پہٹا بندہ نے اس جرأت بیموقع سی
ناخوش ہوکر والد سے جو کہ تھوڑے فاصلہ پر پالکی پر سوار کھڑا تھا عرض کیا کہ نشان توپ پر
جو ہم لوگ استادہ ہین کیا سود ہے فرمایا کہ اور بیدان عمدہ میری نظر مین نہین بندہ نے
عرض کی کہ سالار لشکر سے ملتمس ہونا چاہیے کہ اگر بفائدہ یورش منظور ہے قلعکے روبرو حاضر
آؤ اور خود بدولت سوار ہین پس درنگ کیا ہے اوٹھہ دوڑیے تقدیر مین جو ہوگا ہو رہیگا
اور اگر بضابطہ عقل لڑنا ہے تو ایسے قلعہ کا محاصرہ نہین ہوتا ایک تو صوبہ دار کے پاس تین چار ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادہ برق انداز مع چند توپ وغیرہ اسباب حرب کے حاضر ہین علاوہ اسکے
تمام شہر کے عزت دار بپاس آبرو بلا نوکری اوسکی رفاقت مین آمادہ ہین اگر قلعہ مین بھی دخل ہوا
جنگ عظیم کا خیال سنئے ادہر سے جو فوج محاصرہ پر ہے ایسے دیوار قلعہ متعذر اول جو صلاح
تھی وہ نامسموع ہوئی اب کہ لڑائی درپیش ہوئی اسطرح مقابلہ بھی محض خلاف ہے بلکہ چاہیئے

کہ ہر طرف سے لوگون کو طلب کر کے بہیئت مجموعی راہ متعارف سے اندرون قلعہ بہرائیے اور رام
تمام و فوج و سامان کے قلعہ بادشاہی کے قریب مرید خان کے صوبہ بین لب دریا پہونچکر سوارانِ
لشکر کو پیغام کیجیئے اور مستعد یورش ہوجئے برجی تو پون کو مقابل دیوار ریختہ قلعہ کے جسپر خشت و
چونہ کا کام ہے اگرچہ دو سو برس سے زیادہ رہیگی مگر سطانت نیتہ اور استحکام نہین رکھتی پوشیدہ
اکثر نہین نکل گیئن اور دیوار ہے بلند اور خشت سے ہے کہنہ پس حکم دیجیئے کہ داغین یقین ہے
کہ چند شلک بین کام ہو دیوار مسمار ہوکر زمین سے ہموار ہوجائے یورش کی راہ کہل جاسے اوسوقت
پیادہ برق انداز کو روبرو کر کے باڑہ لیتے ہوئے یورش کیجیے انشاء اللہ صورت فتح و ظفر نمودار
ہو والد قاصد اظہار ہوا تھا کہ خود محمد قلی خان جاسے استقامت سے مغرب کو روان ہوئے
اور ہم بھی مع والد کے بیشتر کو گام فرسا ہوئے بارے برج نخاس کا نشانہ بندہ ہوا محمد علی خان
نے اوس مکان پر استادہ ہوکر کسی کو بہیجکر والد کو روبرو بولایا جب وہ پہونچا اپنے ہمراہ
ہاتھی پر سوار کرلیا تہوڑی دیر کے بعد والد نے بندہ کو طلب کیا بندہ نے مجرہ کر کے سلام کیا
والد نے کہا کہ نواب صاحب کا ارادہ ہے کہ تمہین برسم سفارت راجہ رام نراین کے پاس
بہیجین بندہ نے کہا حاضر ہون مگر اسوقت بین کہ وہ محصور اور قلعہ سے بجز تیر و تفنگ کی کوئی
صدا نہین آتی عبور کیونکر ہوسکتا ہے محمد قلی خان نے ایک شخص کو روبرو طلب کر کے
فرمایا کہ یہ شیخ حمید الدین جماعہ دار کے بہائی اور میرے رفیق ہین رات کو تبقریب دعوت
شیخ مذکور کے گہر قلعہ بین گئے تھے اسوقت وہان سے آتے ہین راجہ رام نراین شیخ کی
روبرو کہتا تہا کہ مین اسکے ملازمت کر کے ناظم بنگالہ کے روبرو بدنام ہوا باوجود اسکے نواب
نے میرے استقبال پر کمر باندہی قلعہ گھیر لیا ہے لہذا حمید الدین نے پیغام بہیجا ہے کہ اگر اوسکی
تقصیر معاف ہو بندہ متعہد ہوتا ہے کہ اوسکو پہر حضور بین لائے پس تمکو جانا چاہیئے اور کہنا
چاہیئے کہ اب بہی اگر دراخلاص و عقیدت سے حاضر ہو ہم اپنے عہد پر استوار ہین بندہ نے
کہا اگر یہ سخن راست ہے کیون اوسنے اپنا آدمی بہیجکر ابلاغ پیغام نکیا جو شخص روبرو آکر کہڑا
تہا اوسنے جواب دیا کہ یہ پیغام اوسیکا ہے کہ شیخ حمید الدین کو دیا تہا اور شیخ نے مجھے
بہیجا محمد قلی خان نے کہا ہمارا کیا نقصان بعد تمہاری واپسی کے اوسکا جہوٹھ سچ ظاہر
ہوجائیگا بندہ نے کہا اچھا بندہ جاتا ہے مگر نواب صاحب مع فوج کے یکسو ہون تا کہ وہ بہی
گولہ اندازی و آتشبازی موقوف کرے اور راہ عبور کی ملے اوسنے جوابدیا کہ جب تک وہ جنگ

موقوف نکر لگا ادہر سے بھی خاموشی ہرگز نہوگی بندہ سے کہا کہ اس امر مین وہ نادی نہین
جب حضور کی فوج نے محاصرہ کیا تب اوسنے بھی مدافعت پر کمر باندہی اگر ذرا غفلت کرتا ملازمان
حضور بلا تامل برج بارہ پیر چڑہ کر اوسکا کام تمام کر ڈالتے اور بندہ ایسی گرم بازاری تیر و تفنگ
مین کیونکر جا سکتا ہے شخص حاضر نے کہا کہ اچہا بندہ یہین رہے بندہ نے کہا کیا مضایقہ القصہ اوسکی
ہمراہ ہو لیا وہاب علیخان عموی بندہ بنابر اخلاص رفیق ہوا شیخ مذکور جو میرے پہونچانے کا حسب
راجہ رام نراین مین متعہد ہوا تھا عبور راہ مین تیر تفنگ سے اپنی محافظت کرتا ہوا جاتا
تھا اور بندہ بھی اوسکے پیچھے پیچھے قدم زن تھا تا آنکہ باغ راجہ رام نراین مین جہان
میر حسین خان کا مورچہ اور چند ہزار کا مجمع تھا پہونچکر توقف کیا کیونکہ وہان سے نکلنا
نہایت دشوار تھا باغ کی دیوار نہایت متصل حصار تھے اور اوسکے بعد کوئی آڑ نتھی جسکی پناہ
مین قدم زن ہو بندہ نے تہوڑی دیر کے بعد شیخ رہبر سے تاکید بشیر وعی کی وہ شیخ متحیر ہوکر
عذر خواہی کرنے لگا کہ راہ ڈہونڈہ لین تب چلین مینے کہا کیا مضایقہ بندہ تمہارے ہمراہ
ہی جہان جاو سایہ سان دنبال ہے آخر کار لاچار ہوکر نہایت الحاح و سماجت سے اپنے
خدمتگار کو کہا کہ راہ کی جستجو کرے اوسنے ادہر ادہر دیکھکر معذرت کی شیخ ابلہ نے پانچ روپیہ
انعام دیکر کہا کہ راہ بتانا کرے خدمتگار نے لاچار ہوکر کہا کہ ایصاحب جان سب کو عزیز ہے
ایسی حالت مین روپیہ کے طمع سے جان جوکہون مین نہین پہنسون گا بندہ بھی آدمی ہے
آپ کو اپنی جان عزیز ہے کیا میرے گوشت پوست نہین یہ جواب جب پایا مخصوص میرے روبرو
شیخ جی نہایت نادم ہوکر لوٹے خیر اب لوٹنا چاہیئے مینے کہا کہ بندہ تو آپکی ہمراہ رکاب ہی جہان آپ جائیگا وہان جاؤنگا
جو شیخ خجالت سے میرا اور پاس محمد قلی کے آیا اوسنے پوچہا کیا گذرا مینے جواب دیا شیخصاحب سے استفسار
فرمائے محمد قلی خان حال دریافت کر کے خاموش ہوا شیخ جی نادم کسی گوشہ کو سدہاری
بندہ نے وقت عصر تک ان نالائقون کی سعی اور تردد کا ملاحظہ کیا آخر روز اپنے قیامگاہ کو وارد
ہوا میرے بعد تہوڑی دیر مین والد وغیرہ سرداران فوج بھی آکر منزل گزین ہوے مگر
محمد قلی خان کی فوج اور جماعہ داران ملازم شاہزادہ کی تمام رات قلعہ اور اپنے توپخانہ ہمراہی
وغیرہ کی حفاظت کی اور دونون لشکر کے لچون اور فاقہ زدون نے جو کہ خارج حصار سے جہاز
کے باشندے تھے درود شاہزادہ سے نہایت مطمئن لشکر پر آگرے اور خوب ہاتھ پیر چلائے
ایک خلق کثیر کا خاندان برباد ہوا لوگون کا مال و اسباب خوب غارت ہوا چنانچہ وہاب علیخان

ہماری چچا کے عیال و اطفال بھی اسی بلا مین مبتلا ہوئے چنانچہ ایک کوڑی اور ایک گز پارچہ تک بھی نہ تھا
لیکن کسی شخص فرشتہ خصلت نے اوس ہنگام مین اونکے سر پر پہونچکر حفظ آبرو مین شریک
ہوا اور اپنے ساتھ لشکر کے متصل پہونچا گیا اور گوشہ مین گر گیا ہر چند بیچارے چچا تمام شب اونکی
جستجو مین پریشان رہے اور صبح کو نزدیک خیمہ گاہ والد کے بعض اشجار گنجان کے سایہ
مین گم شدون کو پایا اور سلامتی ناموس اور اطفال و عیال کا شکر بجالائے اور اپنے
بات نہ سننے پر نہایت شرمائے لیکن کیا فائدہ تھا جب اسیطرح یہ معاملہ گذرا بندہ کو اگرچہ
پیشتر سے امید نتھی اور زیادہ اس لشکر سے مایوس اور محافظت ناموس مین مشوش
ہوا کیونکہ جس روز راجہ رام نراین نے محمد قلی خان کے آدمیون کو نکالکر داعیہ رزم کیا تھا
اوسیدن عصر کے وقت جناب والد مع بعض متعلقان بندہ اور نیز دیگر برادران کے ایک
ایک خادمہ اور لباس پوشیدنی سے واسطے ملاقات والد کے آئین تھین اور حصار عظیم آباد
کی دروازہ مشرقی کے محافظون نے وقت آنے سواریون کے مزاحمت کر کے راجہ رام نراین
کو اطلاع دی اور اوسنے حکم دیا کہ کوئی تعرض نکرے جانے دو فی الحقیقت بڑا احسان کیا ورنہ
خدا جانے کیا کہ پیش بعد ورود کے کیا کیا خدا نا ترسی کرتا آخرکار خیمہ شاہزادہ اور محمد قلی خان کے
باغ جعفر خان سے اوٹھکر میدان جنوبی قلعہ کے طرف بڑے فاصلہ پر جہان گولہ پہونچ سکتا
تھا زمین خشک شدہ جھیل پر جا نصب ہوا بندہ نے دو تین روز اور لڑکر کے انکی جہالت سے
ناراض ہوکر والد سے کہا کہ چند خاندان کے شکستہ یہان پڑے ہین طاقت پیادہ پائی کی
نہین رکھتے اور یہ قلعہ ان تدبیرون سے جو ہو رہی ہین مہینون مین بھی فتح نہوگا اور عنقریب
جب لشکر مشرقی مع افواج انگلشی کے آتا ہے محمد قلی خان اور شاہزادہ اپنی راہ لیوینگے
پس ان بیچارون کے حق مین اگر ابھی فکر کیجاوے اور کہین کو روانہ کردو بہتر ہے ورنہ چند روز
کے بعد جب لشکر کا عبور ہو پھر جانا متعذر ہوگا والد نے آزردہ ہوکر فرمایا ہمسے کچھ تدبیر نہین ہو سکتی جو
تمہاری راے مین آئے تعمیل کرو بندہ نے چند بہل سواری اور ایک دو ارابہ باربرداری عالم گنج
جسجگہ کہ گاڑی بانون کا چودھری رہتا تھا اور بندہ سے آشنائی تھی طلب کر کے اور چند نفر
کہار بھی طلب کر کے مع والدہ اور جمیع ناموس کے جو متعلقان مہدی نثار خان اور وہاب علی خان
وغیرہ برادران کے بھی ہمراہ لیکر کلور سے عبور کیا اور بابو بہلوان سنگہ کے ملک مین جا پہونچے
چند روز قصبہ سہسرام اور حویلی شاہ قیام الدین نوہ شاہ کملن مین مقیم رہا کہ یکبار شاہزادہ

اور محمد قلی خان گرفتار ادبار ہوکر لوٹے اور بندہ سہسرام مین قدمبوسی والد سے مشرف ہوا

باقی حال محمد قلی خان اور شاہزادہ عالی گہر کا جو بندہ کے غیبت مین سرگذشت ہوئی اور پہر جانا دونون کا عظیم آباد سے تحریر کیا جاتا ہے

بعد ازان بندہ لشکر سے برآمد ہوا محمد قلی خان اور اوسکے ہمراہی اور رفقاے شاہزادہ نے تسخیر قلعہ مین اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کی اور دامن حصار مین مورچہ پہونچایا اکثر مجروح اور بہت سے مقتول ہوئے لیکن چونکہ یہ محنت اور مشقت محض بیجا تھی کچہ فائدہ نہوا محمد قلی خان نے جو برج کہ مہدی گنج کی طرف تھا اوسپر ازدحام کرکے بیلدارون کو حکم دیا کہ برج مذکور کی بنیاد کو کاوا کرین نوین روز تین چار بیلدار برج کے نیچے کام کر رہے تھے یکایک وہ برج نیچے کو دہسا ایک مزدور نے تو بہاگ کر جان بچائی باقی دو تین نفر زمین دوز ہو گئے البتہ اوسپر راہ جانے کی ہو گئی محمد قلی خان کے لوگون نے ہجوم کرکے یورش کیا محصورین نے بہی پایداری کی چلی اور بسبب باروت مین آگ دیکر مارنے لگے اور اوسکے پہلو کے برج سے بندوق کی گولیان اوسے برستی تہین اکثر اونمین سے ثلث یا نصف دیوار تک پہونچین بعض سوختہ باروت اور بعض گولی سے مجروح ہوکر نیچے گرے اوپر آنے کی تاب نہ پائی اور باہین برج مین بہی جمع کثیر صدمۂ بندوق سے مجروح و مقتول ہوئے کہتے ہین کہ دوسو آدمی سے زیادہ اس آگ مین جل بہن گئے اور شمع مراد روشن نہولی تاکہ شام کی تاریکی ہوئی لوگ اس ادبار وبند سے بیکار آسودہ ہوئے اوسکی صبح کو بسبب بعض سوال وجواب کے محمد قلی خان کو شاہزادہ سے ملال ہوا اوسنے اپنی فوج کو پائین حصار سے حکم مراجعت دیا اور خود عازم مراجعت ہوا شاہزادہ اوسکے خیمہ مین جاکر معذرت کی اور اوسکے بیٹہ وبنگاہ کو جو آگے کو نکل گئی تہی واپس کرایا اور دوسرے اوسکو محاصرہ کی ترغیب کی چونکہ اس جہگڑہ مین متوقف ہوگیا تہا یورش کی نوبت نہ پہونچی لوگون کو جا ہاے معینہ کے حفاظت پر معین کرکے یورش دوسرے روز پر موقوف رکہی صبح ہوتے وہی ماجرا مشروع ہوا راجہ رام نراین کو مع ساکنان قلعہ کے ایسا اضطراب ہوا کہ نزدیک تہا مفرور ہون اسی اثنا مین محمد قلی خان کو آخر روز کو خبر ملی کہ لشکر مشرقی نزدیک آپہونچا اور نیز بیشتر اسکے معلوم ہوگیا تہا کہ قلعہ الہ آباد کو شجاع الدولہ نے براہ دغا اسکے قلعدار سے چہین لیا اور خود قابض و متصرف ہو بیٹہا ان دونون جہوٹی خبرون کے سننے سے محمد قلی خان کا

ہوش و حواس بر جا نرہے بیقرار ہو کر شجاع الدولہ کی طرف تب مراجعت کی کیونکہ یہ شخص اسکا بنی عم اور قرابتی تھا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ بخت تدابیر تھا اور اجل آ گئی تھی جو بات بیجا تھی وہی کرتا تھا پس عزم مراجعت بالجزم کر کے یورش کی تاکید بہت کی اور قریب شام صبح کا وعدہ لوگون سے کر کے واپس خیمہ گاہ ہوا اور قرب وصول افواج مشرقی او نیز اسکے ارادہ سے شاہزادہ کو اطلاع دی شاہزادہ نے دو تین مرتبہ پایداری کا پیغام دیا مگر جواب دلخواہ نہ سنا لاچار خود بھی کسیطرف چل نکلنے کا ارادہ کیا آخر شب کو بتبدیل وضع لشکر سے ہر شخص متحیر تھا صبح کو ارادہ مضمر ظاہر ہوا ہر چند سیلوان سنگھ وغیرہ رفقا نے محمد خان کو سمجھایا کہ الحال ارادہ آشتی شجاع الدولہ سے نامقبول ہے بہر صورت اسی جگہ لڑنا چاہیئے یا کوئی دوسری تدبیر کرنا چاہیئے مگر کچھ فائدہ نہوا صبح ہوتے کوچ کا ڈنکا بجا کر اپنے ملک کی راہ لی

ذکر آنے موشیر لاس فرانسیسی کا لشکر مین اور لوٹنا اوسکا شاہزادہ کے ہمراہ نہایت حیف و حسرت مین

سیلواری کے قریب موشیر لاس فرانسیس آملا اوسنے سمجھا یا کہ بڑی بے عزتی ہے اسقدر محنت کی گئی دور دراز توقف فرما کر میرے حسن تردد کو کہ چھپرہ پور سے افغان وغیرہ ان حاضر ہوا ہون ملاحظہ فرمائے بعد ازان جو مناسب ہو عمل کیجیے ادہر سے کچھہ بھی سماعت نہوئی لاچار موشیر لاس مذکور نے بھی خدا کی قدرت کا تماشا کر کے عزم بازگشت فرمایا لیکن شاہزادہ کی ملاقات مناسب سمجھکر پیغام دیا شاہزادہ نے توقف کیا اور موشیر لاس نے حاضر حضور ہو کے مکنون ضمیر استفسار کیا شاہزادہ نے واقعی حال بیان کر دیا کہ محمد قلی خان کے اعانت سے مصارف ضروریہ جو کچھہ ہوتا سرانجام ہو سکتا تھا اور اب مجھکو اوسقدر زر و اسباب نہین کہ فوج مشرقی کا مقابلہ کرون ضرور تا چھترپور کو جاتا ہون تاکہ بعد ازین کیا ہو لاس مذکور بھی چونکہ وہین رہتا تھا رفیق ہوا لیکن شاہزادہ سے پیشتر چلا گیا چنانچہ بندہ بھی جب وہ سہسرام مین وارد ہوا ملاقات کو گیا اور احوال دریافت کل امرائے ہند کا جو کہ چند احمق ہمارے عہد مین خلق اللہ کی خرابی کو موجود ہوئی ہین کر نے لگا اور یہ کہا کہ یہ امر خالی غریب آزاری سے نہین اور محمد قلیخان کی عجلت کو حماقت سمجھا اور کہنے لگا کہ ہم بنگالہ سے شاہجہان آباد تک گھومے ہین بجز غریب آزاری اور سیناز و ربنہ

دلی سے کوئی امر مشاہدہ نہوا ہر چند ہمنے چاہا کہ دولتمندان مشہور مانند شجاع الدولہ او عماد الملک
وغیرہ کو ارادہ بندوبست بنگالہ اور حوصلہ جنگ انگلشیہ ہو مگر کسیکو توجہ نہوئی اور حسن وخوبی وغیرہ
اسکی کچھ نہ دریافت کی القصہ جب وہ نکل گیا بادشاہزادہ اور محمد قلی خان اور بندہ بیچ والد مرحوم
کے ساتھ تھا لیکن ایسے سرداروں کی رفاقت سے نہایت نادم تھے جس گھر مین ہم تھے
وہین آ اوترا دونون سرداران نے عقل کی شکایت کر کے بندہ سے مشورہ طلب کیا کہ اب
کیا کرنا چاہیئے بندہ نے عرض کیا کہ شاہجہان آباد کو بسبب عماد الملک کے نہین جا سکتے ہو
اور شاہزادہ کو یہ مقدور نہین کہ مع عیال و اطفال اور دیگر متوسلان کے آپکی خبر گیری کر سکے
اور شجاع الدولہ کو آپکے مزاج سے اختلاط نہین اور ہم لوگون کی صحبت ارباب مشرق
سے بسبب آپ کی رفاقت کے جو شاہزادہ کے ہمراہ ہوئے برہم ہو گئی بندہ کے زعم مین ایک
تدبیر ہے اگرچہ اوسکا تحمل آپ پر گران ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اس صوبہ کا عمدہ زمیندار پہلوان سنگہ
ہے اور راجہ رام نراین اور مرلی دہر سے عجب ربط رکھتا ہے اور صاحب دولت اسقدر ہے
جسکا حساب نہین ہو سکتا اور کسیقدر فوج بہی اوسکے پاس ہے اسوقت مین اوس سے
موافق ہونا چاہیئے البتہ اوسکو کچھہ کام ہوگا درصورت اوسکی موافقت کے جب تک آپکو
کچھہ کام نہوگا وہ اپنے حق مین روادار نہوگا اس تدبیر سے ممکن ہے کہ محالات جاگیر ہاتھہ آوین
اور بسر اوقات کو گوشہ ملے بعد تامل کے فرمایا فی الواقع اگرچہ یہ تجویز اور رائے نہایت گران
اور ناگوار ہے لیکن اسی تدبیر مین چارہ کار ہے لہذا والد نے کوچ کر کے دریاچہ درگاوتی پر
باتفاق پہلوان سنگہ کے خیمہ کیا پہلوان سنگہ نے ملاقات کو اکر بکمال فروتنی مافی الضمیر
دریافت کیا اور بعد اطلاع حال بجا آوری کو سعادت سمجھا اسی اثنا مین یہ داعیہ رکھتا تھا کہ
اگر شاہزادہ میرن سے مقابلہ کو مستعد ہوا اور موشیر لاس کو بہی نوبالا دی مبلغ کثیر سرانجام
سپاہ اور دیگر ضروریات مین خرچ کرے اعانت شاہزادہ کی کرونگا چنانچہ بندہ نے جا کر
مکرر یہ پیغام دیے مگر موشیر لاس اور شاہزادہ نے اوسکی پیشہ زمینداری پر نظر کر کے
اعتماد نکیا آخر بضرورت یہ صلاح ہوئی کہ اگر شاہزادہ نہین آتا ایک خط کرنیل کلیف کو
بوجوہات معقول بنا بر اپنے واپسی کے لکہے تا کسیقدر اس خفت سے جو باعث برگشتگی
کی ہوئی ہے کم ہو جائے شاہزادہ نے نوبت خان کو مع مہر اور اپنے منشی کے بہیجدیا
تاکہ مسودہ کر کے جو مضمون مناسب جانے لکھکر روانہ کرے جب کسی نے خاطر خواہ نکیا

والد نے بندہ سے ارشاد کیا کہ اگر کچھ تیرے دل مین آئے لکھ لہذا جو کچھ طبیعت نے
قبول کیا زبان قلم کے حوالہ کیا لوگون کو پسند ہوا وہی مسودہ حسب ضابطہ صاف
ہوکر بعد دستخط شاہزادہ کے کرنیل کلیف کو پہونچا یا آپ پھرنا بر انتظام کیقدر
حال محمد قلیخان اور شاہزادہ اور موشیر لاس اور باآبرو نکال لانا اپنے ناموس
کا ہزار ہا جستجو سے اوس مخمصہ پر ہراس سے بہ حرمت و عزت تمام لکھکر
احوال ورود میرن اور فوج انگلشی کا مع احوال رام نراین پرگنہ سہسرام اور
چین پور مین اور بخوبی انفصال کرنا معاملہ والد ماجد اور پہلوان سنگہ وغیرہ کا
اور غارت گری لشکر محمد قلیخان کی راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کی کاوش
سے اور دیگر حال ابتری تحریر ہونگے۔

ذکر ہے نکالے جانے شاہزادہ اور موشیر لاس کا چھتر پور بوندیلکھنڈ کو اور آشفتگی محمد قلیخان کی اور اوسکے لشکر کی غارت گری راجہ بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ کے ہاتھہ سے

جب شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ نے محمد قلیخان اور شہزادہ کی مراجعت کی خبر بے
حاصل کرنے مقصد کے اور عدم حصول مدعا سے کمال نامردی سے مروت اور
ایمان چھوڑکر راجہ بینی بہادر اپنے نایب اور راجہ بلوند سنگہ زمیدار بنارس کو حکم دیا کہ متفق
ہوکر محمد قلیخان سے روبرو جاو اور ایسا کچھ بندوبست کرو اور اوس حسن تدبیر سے پیش آو کہ اوسکو
آلہ آباد نہ آسنے دو جسطرح ہو اپنے قابو مین کرو راجہا سے مذکور حسب الحکم متفق
ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر جو کہ بلوند سنگہ
کا آباد کیا ہوا اور اوسکا موطن قدیم تھا وہان پر جاکے خیمہ زن ہوے اور
توپین مقابل لشکر محمد قلی خان لگاکر مستعد مزاحمت ہوے شاہزادہ اور موشیر لاس
کو پیغام دیا کہ ہمین آپ سے کچھ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلیخان کو
مجال حرکت نہ دیوینگے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہاوے شاہزادہ نے اپنا
نکلنا ایسے بلا سے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاس کو اپنا رفیق

بناکر مرزا پور ہوتے بوندیلکھنڈ کی بعزم اقامت چھترپور کے لئے راہ لی اور محمد قلیخان
سید راجی کی سرائے سے کسیقدر فاصلہ پر لشکر رکھتا تھا جو کوئی اوسکے لشکر ملکہ عظیم آباد
کے طرف سے آگے کو قدم بڑہاتے تھے زمیداران اطراف بلوند سنگہ کے شکار
ہوجاتے سجے خان ولد زکیلخان شاہزادہ کے لشکر سے جدا ہوکر چند روز بلوند سنگہ
کی اجازت سے مرزا پور مین مقیم رہکر شاہجہان آباد چلا گیا محمد قلی خان مع لشکر کے
اسیر دام تحیر ہوا سوال۔ جواب چاپلوسی مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام
نکالتا تھا اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید
نمودار ہوجائے اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرأت تھے صلاح جنگ
بینی بہادر اور بلونت سنگہ کی دی اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر
مین ہوتا عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس حواس باختہ
کو جرات نہ دی بندہ مع والد کے ہمراہ پہلوان سنگہ کے ناموس کے
جانب سے دلجمع ہوکر بدین سبب کہ اوسکے ہمراہ تھے اور بنارس مین
لے جانیکا ارادہ رکھتا تھا سید علی خان کو بھی ہمراہ لیکر کرمناسہ آیا
سنا کہ غالب علی خان برادر سومی بندہ دو روز قبل اسکے مع اپنی بی بی اور
خوشدامن کے بالخیر بنارس پہونچا اور اب گھاٹ مین کشتیان نہین ہین راجہ بلوند کے
حکم سے سب کشتیان کھینچکر رام نگر کے نیچے جہان اوسکا مکان ہے جمع ہوے ہین کوئی
بھی اگر ادہر سے جاتا ہے بلوند سنگہ کے لوگ اوسکو غارت کرتے ہین لاچار واپس
ہوا اور اپنا حفظ و حمایت تقدیر کو تفویض کیا اور موافق ظاہر تدبیر کے
ایک خط پہلوان سنگہ سے بنام بلوند سنگہ کے لکھا بھیجا تا کہ میرے ناموس کی نکلجانے
مین اعانت اور راہداری کرے جائے مناسب مین بآرام تمام فروکش کردے
اور والد بندہ نے بھی اسی مضمون کا ایک خط بنام راجہ مذکور تحریر کیا پس بندہ مع اکثر
ملازمین راجہ پہلوان سنگہ کے مع ناموس اور سید علی خان کے چین پور کے راہ سے
جو دامن جنگل اور پہاڑ کا ہے راہی ہوا اور نقی علیخان والد کے ہمراہ ہوا اثنائے
راہ مین بلوند سنگہ کا نوشتہ مشعر عدم روک ٹوک اور بجالانے خدمت اور لوازمہ ضیافت
اور حفاظت کے بنام عملہ مع دو نفر ملازمین کے پہونچا بندہ جب مرزا پور کے نزدیک

پہونچا تھا باوجود ہمراہ ہونے نوشتہ اور ملازمین بلوند سنگہ کے برق انداز موجود ہوکر مزاحم ہوے بندہ نے آدمی بھیجکر بلوند سنگہ کو اطلاع دی کہ آپ نے براہ عنایت پروانہ راہداری مجکو مرحمت کیا اب یہہ نگہبانان طرق مزاحم ہوتے ہین براہ الطاف حکم بہیجئے کہ مزاحمت سے دست کوتاہ کرین چنانچہ بلوند سنگہ نے بمجرد اطلاع اپنے چوبداروں کو بہیجا چوبداروں نے آکر مزاحمون کو ممانعت کی اور بندہ کو مرزاپور مین مکان مناسب پر قیام کرایا رات کو اوس مکان مین رہے صبح کو ایسی فضل و اعانت حافظ حقیقی کی ہوئی کہ اوسکے عملہ کے لوگ کشتی لائے اور ہملوگون کو گنگا سے اوتار کر بنارس پہونچایا شکر خدا کہ چند مہینے تک اس شہر بنارس مین حضرت شیخ محمد علی حزین کی برکت صحبت مین کہ پہلے اونکا ذکر آچکا ہے مشرف رہا اور نیز اپنے خالو سے معظم سید عبد العلیخان بہادر شجاع جنگ کی قدمبوسی سے سعادت اندوز ہوا اسی اثنا مین بیرم خان ولد بیرم خان مرحوم نواسہ نواب روح اللہ خان بخشی الممالک اورنگزیب تھے جس طرح سے ہوسکا محمد قلیخان کے لشکر سے بنارس مین آیا اور وہان پر سکونت کی جہان کہ اوسکے عیال و اطفال بھی مقیم تھے بعد چند روز کے سُنا گیا کہ محمد قلیخان نے چند ہمراہیون سے شجاع الدولہ کے حضور مین جانے کو مزاحمون سے اجازت مانگی اور اونہون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی اوس احمق نے بامید صلہ رحمی اور فریب بنی اعمامی کے بارہ سوار اور چند خواص خدمتگار سے عبور گنگا کرکے شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا اور یہہ سمجہا تھا کہ بروقت مقابل اور مشافہہ یہہ سب رنجش خاطر اور کبیدگی دلی برطرف ہوجائیگی یہہ جو کچہ فتور ہوتا ہے دراندازی مفسدان خانہ برانداز سے ہے اور ادہر سے حکم ہوچکا تہا کہ جب وہ روانہ ہوا اور چند روز گذرین اوسکے لشکر کو غارت کرکے سب مال و اسباب ضبطی مین لاوین اور منتظر تجدید حکم ثانی نرہین اسی حکم کو حکم قطعی سمجہین اور جبکہ اوسوقت دو تین روز اوسکے کوچ کو گذرے ہونگے دونو میدار یعنی بینی بہادر اور راجہ بلوند سنگہ سوار ہوکر لشکر کی غارتگری اور ضبطی مال کے قاصد ہوے جزع وفزع محشر کے آثار لشکر مین پیدا ہوے ایک خلق کثیر عجب بلا مین مبتلا ہوئی

اکثر لشکری بے آبرو ہوسے اور مال واسباب تاراج ہوا چند بے نام ونشان
بسبب قرابت داری اور خویشی دونوں راجہ مذکور کے رات کو اس لشکر مین چھپ کر
محفوظ رہے اور نسبت لوگون کو ایک سید قوم بارہہ جماعہ دار لشکر بینی بہادر نے
جان و مال سے بچایا جملہ نام آورون سے فقط زین العابدین خان نامی جو آخر کار
شاہ عالم کا وزیر ہوا تہا اور نام آوری بہت کی تھی انجام کار جنگ عظیم آباد مین قلعہ پر
یورش کر کے راہی سفر آخرت ہوا ذکر اوسکا بعونہ تعالے موقع پر ہوگا جو اوسکی ذات مین رفقا
پروری اور مردم شناسی بہت تہی اور ہر ایک شریف سے براہ نیکی و خیر اندیشی پیش آتا تہا اسوقت
مین بہی یہی باتین اوسکے کام آئین کہ اپنے استقلال و شجاعت سے اوس معرکہ
سے معزز و مکرم اور صحیح و سالم نکلا تفصیل اوسکی یہہ ہے کہ یہ سردار مذکور امرای
ایران مین سے ہے سے قبل رفاقت محمد قلیخان کے صوبہ اودہ مین صفدر جنگ اور
شجاع الدولہ کی رفاقت سے باعزت و احتشام رہا اکثر محالات صوبہ مذکورہ مین
حکومت رکہتا تہا اور اپنی اصالت نسب اور جلالت حسب سے ہر ایک کا دل
خوش کیا کرتا اور یگانہ و بیگانہ سے مراعات و تعظیم و تواضع سے پیش آتا اور
ہمیشہ اوسکے دریاے جود و عطا کو روانی تہی اور بحر نوال اوسکا موجزن رہتا تہا کشت امیدوارون
کی اوسکی آب پاشی سخاوت سے سرسبز و شاداب رہتی تہی رفقا اور غیر رفقا
جو کوئی اوسکے خدمت مین پہونچتا حصول مدعا سے محروم نہوتا خان مذکور نے اس سانحہ
مین بمقتضاے عزت اور شجاعت کے جب لشکر کا حال اوسطرح پر دیکہا چند ملازمین
ہمراہی سے کمانون کے ٹوٹے جہونپڑون مین پہونچکر دیوارون پر چڑہ گیا اور تیر و تفنگ
تیغ و شمشیر جو ہاتھہ لگا درست کر کے مستعد جنگ ہوا اور کہتا تہا کہ جو کوئی اسمقام پر
میرے روبرو آویگا اور مجہسے تعرض کریگا اوس سے بے شک لڑونگا کہ باآبرو
تو مرونگا اور باعزت جان دونگا کہ ان سب مین ہمیشہ بے آبرو گذری ہے اب اسبات
تو فقیری اور بےعزتی سے مرنا اچہا نہین ہے اگر کوئی مجہسے مزاحم نہوگا مجہے بہی تعرض نہین ہے اور
جب یہ خبر بلونت سنگہ کی فوج مین پہونچی بعد تفحص کے معلوم ہوا کہ فلان شخص ہے جو ایسا ارادہ
رکہتا ہے چونکہ ملازمین بلونت سنگہ کے اکثر نمک پروردہ اوسکے تہے اور بعض رفقا بینی بہادر
کے بہی اسیطور کے تہے باہم متفق ہو کر اپنے ولی نعمت اطلاع دیکر عرض کیا

کہ زین العابدین خان بہادر بپاس ابرو و ناموس بفرسے فلاسنئے خرابہ مین کہرآباد کہ جانفشانی سے ہے اور ہم لوگ اوسکے ممنون احسان اور نمک پرورده ہین لہذا اوسکی عزت و آبرو کے شریک ہین اگر حکم ہو تو جاکر اوسکو باعزت واحترام لاوین دونون راجاؤن نے لاچار ہوکر التماس اونکا قبول کیا اور کہا کہ اچھا جاؤ اور جو اوسکی مرضی ہو تعمیل کرو کیونکہ دونو راجہ بخوبی سمجھے تھے کہ جو اسوقت ہم اس فوج کا کہنا نہ سنین گے بلاتامل یہہ سب شریک زین العابدین خان ہو جائین گے اور انجام کار تدارک اسکا مشکل ہوگا اور یہہ شخص مرد بہادر اپنی جان سے مفت جائیگا بہ سنداد گذرنا اسیسے خیال سے بہتر ہے جماعۂ مذکور کہ جم غفیر تھے دوڑ اوٹھے اکثر سردار اور ہمراہی دور سے پیادہ ہوکر مودب سلام اور کورنش بجالائے اور آگے بڑہکر مافی الضمیر عرض کئے زین العابدین خان نے اونکے حسن وفا سے آفرین کی اور شکر الہی بجا لاکر مع رفقا سے حاضرین کے سوار ہوکر بکمال عزت واحترام لشکر بلوند مین داخل ہوا اور بعد انطفاے نائرہ غارتگری کے بنارس مین آکر منزل گزین ہوا ارباب ہوش کو چاہیے کہ اس حکایت کو گوش ہوش سے سنکر حسن وفا کو خیال فرماوین او خصال پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ اپنا شیوہ کرین اور یہہ سمجہین کہ صفت مذکور موجب حیات ابدی ہے ۔ اور یہہ دنیا ایک دم مین خواب وخیال ہو جاتی ہے الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچکر مقید ہوا باقی حال جو کچھ اوسکا معلوم ہوا انشاءاللہ شجاع الدولہ کے احوال مین تحریر ہوگا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار مقام غور ہے اے صاحبان بینائی قدرت ایزدی دیکہنا چاہیے کہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے کہ زین العابدین خان کیا کیا حقیقت تہی کہ اوہن آدمیون سے آمادۂ رزم اسقدر فوج کثیر کا ہوتا مگر یہہ سب باتین اسکی نیک نیتی اور حسن سلوک کے باعث سے تہین جو کہ ہر ایک کس و ناکس سے ساتھ برتتا تہا پس ایسا ہی کرنا ہر فرد بشر کو چاہیے نہ کہ رعایا و برایا کو وقت حکومت کے آزار دینا اللہ تعالے ایسی باتین ناپسند رکھتا ہے اور بہت جلد اس شخص کی بیخ شجر حکومت کو کاٹ ڈالتا ہے بموجب شعر بہت ڈر آہ مظلومون سے ہنگام دعا ظالم کہ آتی ہے درحق سے اجابت پیشوائی کی ۔

ذکر ہے پہونچنے میرن کا عظیم آباد مین اور نکلنا راجہ رام نراین کا باتفاق کرنیل کلیف بہادر بابت جنگ کی بداعۃ شیم نمائی پلوان سنگہ کی

میر محمد جعفر خان اور میرن فرزند کلان اوسکے نے سنا کہ راجہ رام نراین اور محمد قلیخان
شہزادہ سے مشرف ملازمت ہوے اول یہ دونو اندیشناک ہوکر جماعۂ انگلشی
سے رجوع لائے اور کرنل کلیف بہادر کو بمعاجت طلب کیا بعد اونکے آنے کے
شور رہبر آسنے فوج کا ہوا جماعۂ انگلشی کو رؤساء ہندوستانی کا کل حال تو معلوم تہا
شہزادگی کے نام و نشان اور آبرو اور حرمت و عزت سنکر ارادہ رزم سے پہلو تہی کی
جب دوبارہ برہمی مصالحہ اور رام نراین کی محصوری آور شاہزادہ و محمد قلیخان کا حصار
گہیر لینا دریافت ہوا میرن اور کرنیل کلیف دونو باتفاق با فوج انبوہ مرشدآباد سے
نہضت فرما ہوے اثناے راہ مین خادم حسن خان کہ میرن کو بسبب گمان خلش خاطر
و رنجیدگی دل صفائی نتھی یہہ خیال کرتا تھا کہ مبادا اس مقدمہ مین وہ بھی خار راہ نہو مصرعہ
کہ ہوتی ہے دلکو بہت دل سے راہ + عین راہ مین مقابل پورنیہ ہنچنے کے مقام پر مقیم ہوکر
قصد کیا کہ اوسے اپنے زیر قابو کرے اس ارادۂ میرن نے شہرت پکڑی خادم حسن خان
بڑا چالاک مرد عیار تھا اور میرن کی طرف سے اندیشہ رکھتا تھا بہ مستعدی تمام بہت سی
فوج و اسباب لیکر کمک دہی کا اشتہار دیکر پورنیہ سے نکلا اور لب دریاے گنگ
واقعہ گنڈہ گولہ پر متوقف ہوا اور کرنیل کلیف کے پاس نامہ و پیغام ہونے لگا آخر کار
ایسا ہوا کہ کرنیل مذکور نے میرن کو لڑنے بہڑنے سے منع کیا اور سنئے سر سے عہد و
پیمان ہوگئے - خادم حسن خان نے اپنا اندیشہ ظاہر کرکے میرن کے لشکر مین آنے
سے معذرت خواہ ہوا اور یہہ تصور کیا کہ میرن کے قول و فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے
اور بظاہر صاحب لوگ بھی اوس کا پاس خاطر کرتے ہین پس اس
صورت مین دیدہ و دانستہ آپ کو خود دام بلا مین پہنسانا ہے مقتضاے عقل
دور اندیش یہ طور ہے کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ اب آبرو جان کی مخلصی اور رستگاری
ہوجاے غرض یہہ ٹہہراکر عرض کیا کہ اگر آپ بجرہ پر سوار ہوکر نصف گنگا مین آوین

تو بندہ بھی ادھر سے بجرے پر سوار ہو کر وہین آکر ملاقات کرے تاکہ
سر نو عہد پیمان بالمشافہ بسوگند ہوجائین اور پھر باطمینان تمام
خدمت والا مین زندگی چندروزہ بسر کرین اور کوئی خدشہ اور پریشانی دل اور خلجان
اور تشویش خاطر باقی نرہے اور یہہ اطمینان باعث تسکین اور سبب
تشفی اس مسکین کا ہوجائے اور ہرچند یہہ امر خلاف رائے میرن کے
تھا مگر کرنل صاحب نے پسند فرمایا آخر حسب معہود میرن اور خادم حسن خان
کی ملاقات ہوئی طرفین سے عہد و پیمان پھر مضبوط ہونے از سر نو بحسن
وساطت کرنل صاحب میرن مع کرنل کلیف بہادر کے عازم عظیم آباد ہوا جب
محمد قلیخان نے خبر قربت لشکر پائی اولٹے پاؤن پھرا اور اپنی راہ لی اور جسوقت
یہہ لوگ عظیم آباد کے متصل پہونچے رام نراین نے مع ارکان دولت کے
بڑی تعظیم و تواضع اور نہایت تکریم و عظمت سے استقبال کیا واللہ اعلم
کس طرز سے ملاقات کی کہ باوجود ملاقات محمد قلیخان کے پیشتر سے زیادہ مورد
الطاف بے پایان صاحب بہادر اور شاہزادہ کا ہوا اول سے رام نراین نے
بندہ کو اپنے کام کے واسطے بہ ہزار منت و سماجت و تملق و چاپلوسی شاہزادہ
کے پاس بھیجا اور خود بھی گیا حاضر ہو کر فیضیاب خدمت ہوا تھا اور ارادہ
توسل کا اوسکے ساتھہ کیا بعد ازان جب اوسکی ملاقات کو گیا اور وہان جاکر کچھہ دلمین
سمجھا اور اپنے آنے کو بھی سہل اور آسان جانا اور اپنے دلمین ڈر سے مرلی دھر
کو غالب پایا اس امر کا الزام بندہ کے جانب لگایا اور دفعتاً بدگمان ہو کر زبان شکایت
ہر ایک کے روبرو کھولی اور جو دل مین آیا وہ ہرزہ درائی آغاز رکھی جب یہ حال
بندہ کے ساتھ اوسکا پہونچا اور بندہ نے دیکھا کہ پائے رفتن نہ رائے ماندن
ہے براہ مشورہ عقل دور اندیش چند روز جسطرح مناسب جانا بسر کی ہر ایک کے
روبرو یون کہتا اور میرا ذکر کرتا کہ اسے صاحب عجب دنیا اور زمانہ ہی مینے غلام حسین خان
سے کیا بدی کی تھی کہ انہون نے میری رفاقت ترک کرکے اور میرے احسان اور
نیکیان فراموش کرکے باپ سے ملتی ہوئے الغرض ایسی ایسی طلاقت لسانی اور زبان درازی
سے اور اسیطرح کی ایسی ہی بیہودہ بازیان کرکے اپنی نیکنامی مین ساعی ہوا اور ہر ایک کے روبرو نیکنام بنا

تعجب ہے صاحبان انگلشیہ سے کہ باوجود اوسکی ملاقات کرنے کے اور شناخت اطوار و اوضاع دشمنی سے اور اوسکی سخن سازیون سے پھر ایسے شخص کو اپنا دوست سمجھا ہو سچ ہے صاحب زر کے عیب دنیا مین چھپ جاتے ہین اور اچھا تو اچھا ہی ہے کیسا ہی برا ہو کچھ زبان پر نہین لاتے کیا خوب کہا ہے شاعر اسے زر تو خدائی ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی + ترجمہ شعر ہذا حقی اکبر آبادی سے ای زر خدا نہین ہے تو لیکن قسم بحق + تو عیب کو چھپاتا ہے حاجت روا بھی ہے + بہرصورت میرن اور کرنیل نے چند روز شہر مین مقیم ہو کر حسب استدعای رام نراین کے پہلوان سنگہ پر چڑہائی کی پہلوان سنگہ نے دامن کوہ مین مامن بناکر دو تین روز جنگ کی تشویش مین رہا اور بہت تدبیرین تصور مین لایا اور بہت سا کچہ عقل کو معاملہ جنگ و صلح مین دوڑایا ولکن کچہ سود نہوا منھہ کی کہا کر رہگیا اور صلح کا خواستگار ہوا آخرش گفتگوے صلح درپیش ہوئی اور میرن کو راجہ رام نراین نے کچہ دل مین سوچ کے عظیم آباد واپس کیا تاکہ شہر مین جاکر عیش و عشرت اوڑاے اور عرض کیا کہ آپ بکمال راحت بسر کیجیے اور اسطرحکی تکلیف مین گذر کرنا کیا ضرورت ہے شہر کو تشریف لیجاے انشاالله تعالے عنقریب بندہ مع کرنیل کلیف کے پہلوان سنگہ کا معاملہ فیصلہ کرکے حاضر خدمت حضور ہوتا ہے میرن تو اس امر کا آرزومند ہی تہا اور بسبب کم حوصلگی اور پست فطرتی کے ایسے کامون کا منتظر اور مشتاق رہتا تہا اور صلاح عام اور رفاہ خاص اس ایسے بد باطن سے مفقود تہی فوراً واپس شہر ہوا اور رام نراین نے مع کرنیل کلیف ثابت جنگ بہادر کے موافق و اوپاے وقت اور حسب موقع و وضع معاملہ پہلوان سنگہ کو فیصلہ کیا پہلوان سنگہ نے اول والد مرحوم کے کام کو درست کیا اور ایسا باخود بامشورہ و صلاح مین مقرر ہوا کہ والد اپنے محالات جاگیر مین بکامدل بے مزاحمت اور بغیر تردد مقیم ہون کہ کوئی کسی طرح پر براہ تعرض اور ممانعت اور مدافعت پیش نہ آوے بلکہ بہر طور انکی اطاعت کرنا چاہیے الحمدلله کہ تمنا سے دلی بر آئی اور شاہزادہ کا خط بھی کرنیل کو بہو نچکر موثر ہوا رام نراین اوس خط و کتابت سے نہایت خوشنود اور متانت کلام سے بغایت محظوظ ہوا صاحبان انگلشیہ نے بھی بعد ملاحظہ اوس پرچہ کے آفرین فرمائی چنانچہ بعد مدت دراز کے جب بندہ کو اصحاب انگلشیہ سے ملاقات ہوئی پس جو حق تحسین و آفرین تہا بہت بہت فرماتے رہے

سکتے ہے کہ جس منشی کے خط شاہزادہ کی طرف سے ہمارے نام تھا لایق مدح وثنا ہے اوس وقت بندہ نے ظاہر کیا کہ اونکا محرر بندہ ہے نہایت مدح سرائی کی اور اتبک گورنر عماد الدولہ مستر ونسٹگ جادر جلاوت جنگ بندہ کے مسودات کی تعریف کیا کرتا ہے اور جواب خط شاہزادہ کا لکھکر یا و نہین کہ کئی ہزار اشرفی نذرانہ کی ساتھہ روانہ کیا والد بندہ مع نقی علیخان کے اپنے محالات جاگیر مین آرام پذیر ہوا اور پہلوان سنگہ بھی اپنی سیداپور کو روانہ ہوا اور رام نراین مع کرنیل کلیف کے عظیم آباد پہونچا اور استرضای میرن مین معروف ہوا

میرن کی مراجعت مع ایک کرنیل کلیف کے مرشد آباد کو اور دلیر خان اور اصالت خان سے دغا کرنا

جب اسطرف سے میرن کی خاطر جمع ہوئی ارادہ مراجعت مرشد آباد فرمایا لیکن اصالت خان اور دلیر خان وغیرہ فرزندان عمر خان کو لسبب سطوت اور شجاعت انکیکے اور باوصف مرافقت اور وفاداری کے نہین چاہتا تھا کہ اس دیار مین رہین کہ ہنگامہ آمد شاہزادہ کا موجب اونکی خوشامد کا ہے لہذا ہمراہ لیا باپ نے نصیحت کردی تہی کہ بعد دلجمعی تمام کے انہین دفع کرنا ورنہ یہ لوگ تمہین پچہوڑینگے حال آنکہ اونہون کو اوسکے اور اوسکے باپ کے ساتھہ ارادہ بد نتھا بلکہ ابتدائی عروج مہابت جنگ کی ہمیشہ ناصر اور مددگار میر جعفر خان کے رہے ہین اور اسی سبب سے سراج الدولہ نے بد ہوکر عمر خان اور دلیر خان اور دیگر کسان کو برطرف کر دیا اور ایک سال تک عظیم آباد مین حیران رہکر تنخواہ طلب کی بنائی جسوقت بندہ بتقریب مذکورہ لشکر مرشدہ مین گیا اور دیکہا کہ اب اس لشکر کی رفاقت بارگران ہوئی ایک قطعہ خط دلیر خان کو جو میرا نہایت آشنا بلکہ دستار بدل تھا لکہا اور اوسمین ترتیب رفاقت شاہزادہ کی تحریر کی اور نیز التماس حفاظت ناموس کیا درجواب تحریر فرمایا کہ فقیر کی طرف سے مطمین رہئیے اور جو رفاقت شاہزادہ کے بارے مین لکہا ہے اوس بارہ مین معلوم ہو کہ جب تک ایک آدمی بہی میر جعفر خان کے ساتھہ رہیگا بندہ رہیگا خدا سے دعا کیجئے کہ جسکی رفاقت مین رہون ثابت قدم رہون **القصہ** میرن بموجب نصیحت پدر اور نیز اپنی دانائی کے رام نراین کی پہونچنے تک دلیر خان سے گرم صحبت رہا اور وعدہ تنخواہ کا منحصر آمدنے رام نراین کی تہا جب رام نراین آیا اور خود مرشد آباد کا عازم ہوا رام نراین سے کہا کہ مردم معتمد دلیر مغربی دروازے پر مقرر کریئے اور کہہ دیجئے کہ دروازہ بند فقط کھڑکی کشادہ رہے اور کوٹھی کی دروازے پر انگریزی پہرہ ہو تا دلیر خان اندر نہ آنے پاوے اور خود کشتی پہ سوار ہوکر مرشد آباد کو راہی ہوا دو منزل دریا مین بسواری کشتی عبور کرکے سطے مسافت کی دلیر خان نہایت عاجز ہوا کہ کیا کرے اور

رام نراین نے بے تقصیری اپنی سے مقدمہ تنخواہ مین معذرت کی اور عرض کیا کہ کسیطرح میرا آپکا
رہنا شہر مین مناسب نہین اور اوسنے بھی دیکھا کہ بیفائدہ ہے مع برادران و رفقا کے ٹکاری کی طرف
روانہ ہوا فتح سنگہ اور بنیاد سنگہ وغیرہ اولاد و اقارب راجہ سندر سنگہ نے اسکا جانا مغتنم جانا
اپنے حسب مقدور روزمرہ خرچ مقرر کردیا بعد چندے فتح سنگہ اپنے کامون کی مضبوطی کرکے
میرن کے پاس مرشدآباد گیا میرن مرشدآباد مین اور رام نراین عظیم آباد مین بکام و آرام بسر کرتے تھے
اور میر محمد جعفر خان بنابر ... فرزند اپنے محل تک یا چند کوس زیادہ مرشدآباد و بنگالہ سے برآمد ہوا تھا بعد سننے خبر فتح خوش ہوا
اور بعد اقامت محمد خان ... آغا باقر زمیندار ڈہاکہ سے ناحق بدگمان ہوکر بیچارہ کو دم توپ اوڑا دیا گویا ذخیرہ عقبی کا
... حرکت بیجا ... واسطے حاصل کیا دلیر خان اور کامگار خان متین زمیندار ترہٹ شمالی کا بھی اون سلوکات
سے ... بروقت ورود عظیم آباد کے رام نراین کے اشارہ سے میر محمد جعفر خان نے کرکے اوسکو مقید کیا
تھا ... باہم دونون نے متفق ہوکر شہزادہ کو عرایض لکھے کہ ادھر کو متوجہ ہو شاہزادہ
مع رفقا کے بسبب عدم ... چھترپور سے عازم عظیم آباد ہوا بندہ قبل ازین بنارس سے
واسطے ... خدمتمین پہونچا تھا اور بسبب چند وجوہات کے وہان مقیم ہوکر ٹکاری آکر چند روز
دلیر خان کے پاس رہا جب اوسکے ارادہ سے آگاہی پائی اپنا رہنا وہان نامناسب سمجھا
کیونکہ شاہزادہ کی رفاقت بندہ کو منظور تھی بمبالغہ تمام مرخص ہوا ناچار اوسنے جسقدر
اوسکو دسترس تھا میری تواضع کی بندہ بہار کو جہان چند روز پیشتر سے بہائی
سید علیخان مقیم تھا روانہ ہوا بہار مین پہونچکر بندہ مقیم ہی تہا کہ شاہزادہ کی آمد آمد کی
خبر گرم ہوئی اور کامگار خان مع فوج کے متصل بہار پہونچکر پیشتر کو عازم ہوا اس سبب سے
کہ بروقت ورود شاہزادہ کے ضرور ملاقات کرنا ہوگی اور پھر عظیم آباد مین پہنچنا
دشوار ہوگا بندہ نے عظیم آباد جانیکا عزم کیا لیکن رام نراین نے ناحق بندہ کو بدنام
کر رکھا تھا روادار میرے آنے کا نہوا اس لئے بندہ کا ورود شہر عظیم آباد مین
دشوار تھا اتفاقاً انہین دنون مین حکیم غلام علی بسبب معالج ہونے اوسکے
داماد کے رام نراین سے ملکر اوسکا معتمد علیہ ہوا اور حکیم مذکور بندہ پر
نہایت شفیق تھا بندہ نے حکیم مذکور کی خدمتمین دو تین کلمہ شعر صدور
اجازت آنے عظیم آباد کے تحریر کئے اور بعد اجازت مع سید علیخان کے
داخل شہر مذکور ہوا لیکن مرلیدہر اور بعض اوسکے مقربین مسلین کو ناخوش معلوم ہوا

بندہ مستر امیٹ جو عظیم آباد کا بڑا صاحب تھا اور ڈاکٹر فلرٹن حکیم متعین کوٹھی عظیم آباد سے کہ طرف کونسل
کلکتہ سے متعین تھا آشنائی اور دوستی رکھتا تھا مخصوص ڈاکٹر سے زیادہ ملاقات تھی پس اونسی ملکر تھیا اجرا
اظہار کیا اونہون نے میری دلجمعی کی بلکہ ڈاکٹر نے فرمایا کہ میرے بنگلہ پر فروکش ہو بندہ بدلجمعی تمام ساکن عظیم آباد
ہوا اسی اثنا مین شاہزادہ کی آمد آمد رام نراین کو ملی لشکر کی فراہمی کرنے لگا پہلوان سنگھ وغیرہ زمیداروں کو
طلب کرکے متفق کر لیا اور رحم خان روہیلہ جو قدیم مہابت جنگ کا نوکر تھا حسب الامر میر جعفر خان کہ مرشد آباد سے
اسکی کمک پر آیا رام نراین نے اپنے برآمد ہونے کی ساعت منجمین و برہمنون سے دریافت کرکے مقرر کیا
اور پہاڑ کی طرف چار پانچ کوس پر جاکر خیمہ گاہ کیا قریب بارہ ہزار سوار و پیادہ اور توپ و بندوق اور شترا اور
بان وغیرہ کے ہمراہ تھا اور اسکے علاوہ فوج انگلشی کپتان کاکرن وغیرہ کی سرداری سے مع چند سارجن اور سوار ان
ولایتی اور پیادہ نہری قواعدوان کے کل ایکہزار سے مع ہندو قون چقماقی اور دو ضرب توپ اور پیٹی باروت
اور گولے کی کمک پر آمادہ ہوئی

آنا شاہزادہ کا حدود عظیم آباد مین اور جلوس کرنا تخت عظمت پر اور رام نراین سے لڑکر فتحیاب ہونا

جب شاہزادہ دریاے کرم ناسہ سے حدود عظیم آباد پر واقع ہی گذر کر چند فرسنگ پہنچے تو بڑا خبر ملی کہ والد بزرگوار
عالمگیر ثانی اس تقریب سے مارے گئے کہ مرحوم عماد الملک نے بموجب سکھلانے آقا کی ظاہر کیا کہ ایک فقیر صاحب کمال
و کرامت کوٹلہ فیروز شاہ مین وارد ہوا ہی بامل زیارت ہی بادشاہ نے اپنی جو نزدیک تھی مہدی علیخان کشمیری برادر
علی قلیخان کے دلالت سے سوار ہو کر کوٹلہ مذکور کو روانہ ہوا اور مہدی علیخان ہمراہ ہو کر جس حجرہ مین قاتلون کو
بٹھلایا تھا وہانتک گیا اور پردہ اوٹھایا اور بادشاہ کے ہاتھ سے سیف لے لی جب بادشاہ حجرہ کے اندر گیا
باہر سے دروازہ بند کر لیا چند نفر قاتل نورانی نے زخم کاری اوسکو ہلاک کیا اور اوسکی نعش کو دروازہ شرقی سے
دریا مین جسکا ریگستان اوسوقت خشک تھا ڈالدی مرزا بابر پسر اعز الدین داماد اور برادر زادہ عالمگیر ثانی
نے جو ہمراہ گیا تھا تلوار کھینچکر دو ایک کو زخمی کیا مردم مہدی علیخان نے ہجوم کرکے قید کر لیا اور پالکی مین سوار کراکر
قلعہ سلیم گڈھ مین کہ مسکن سلاطین مقید کا تھا قید کر دیا اور محی السنہ بیٹے کام بخش کو لقب شاہجہانی سے تخت نشین کیا
اور عالمگیر کی لاش کو مجحون فی مقبرہ ہمایون مین دفن کیا شاہزادہ اس خبر سے مضطر ہو کر والد کی ماتم جو حسین آباد
اپنی محالات جاگیر مین رہتا تھا اور اہل و عیال کی مقیم تھا شقہ خاص صادر کیا کہ ماجرا یون ہوا آپ کی صلاح کیا ہے
والد نے مجاہت ادو کلمہ جواب مین لکھے کہ بمجرد ورود اس عرضیہ کے بہ ضابطہ مستمرہ جلوس کیجیے اور قلمدان وزارت کا
شجاع الدولہ کو بھیجکر اونکی نیابت پر کسی مغلیہ کو جو حضور مین اسکے لائق ہو عنایت فرمائی اور نجیب الدولہ کو
امیر الامرائی خدمت دیجیے اور منیر الدولہ کو ابدالی کے پاس بھیجکر درخواست اعانت اور نیز تحریر کمک مدد دہی بنام

شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسائی افاغنہ اور ارکان سلطنت ہند کے طلب کیا جاہے اور اسیطرح
تالیف قلوب صاحبان مقدور مین ساعی ہونا ضرور ہی بندہ کیواسطی کوئی کام نہ تجویز فرمائیگا کیونکہ بندہ کو کوئی غرض
بجز استحکام دولت ملازمان سے نہین ہے جسوقت بناء سلطنت درست ہوجائیگی بندہ کو کچھ کمی نہو گی شکلبرگ
کہنوسلے مین تہا کہ یہ عرضی پہونچی اوسیوقت بہ ضابطہ خاندان بابریہ کے وقت سنہ ۱۱۷۳ جلوس فرما ہوکر شاہ عالم بہادر
بادشاہ لقب مقرر کیا اور منیر الدولہ کو بموجب تحریر بالا برسم سفارت ابدالی کی پاس بہیجا اور شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ کو خلعت وقلمندان بہیجکر منتظر لطیفہ غیبی ہوا کہ کامگار خان مینی مع پانچ چہہ ہزار سوار کے پہونچکر مشرف
پابوس ہوا اور دلیر خان اور اصالت خان بہی مع اپنی جمعیت کے جو قریب ہزار آدمی کی سوار و پیادہ سے ہوگی حاضر ہوکر
مورد لطف شاہنشاہی ہوا کامگار خان اخراج بادشاہی کا متعہد ہوکر زمینداران وغیرہ سے جو کچہ حاصل ہوتا فراہم کرکی
پہونچاتا تہا چونکہ دلیر خان میرن سے رنج رکہتا تہا چاہتا تہا کہ بعد آنی میرن کے لڑائی ہوتا کہ اوسکی دغا کی سزا کیجاوے
لیکن کامگار خان نے براہ ہوشیاری انتظار آنے میرن اور اجتماع لشکر رام نراین کا مناسب ندیکہکر تعجیل کرتا تہا
کہ اول رام نراین سے لڑنا ہو بعد ازان جب میرن آویگا اوس سے بہی سمجہ لینگی اور یہی رائی بادشاہ نے بہی منظور کی
آہستہ آہستہ لشکر کوچ کرکے مقابل لشکر رام نراین کی پہونچا

لڑائی ہونا رام نراین لعین سے اور فتح پانا شاہ عالم بہادر بادشاہ کا تائید خداوند کریم سے

رام نراین دریائی دہوا کے کنارہ پر لشکر رکہتا تہا کہ شاہ عالم بادشاہ مع کامگار خان اور اصالت خان اور
دلیر خان اور فوج قدیمی کی جا پہونچا اور تاریخ معہود پر طرفین سی زد و کشت شروع ہوئی رحم خان اور احمد خان قریشی
اور مراد خان ولد بہرام خان بلچ باتفاق فرید بیگ رام نراین کی مقدمہ الجیش ہوئی اور پہلوان سنگہ گل بہو جو رتہ کے
ہمراہ رام نراین سی ملحق ہوا اور کپتان کاکرن مع سرداران اور فوج انگلشی کے بوضع شائستہ وضابطہ لائق سے
صف آرا ہوکر راہ نہ اپنی متصل ایستادہ ہوا اور بادشاہ کے طرف سے بہی فوج دو دستہ ہوئی ایک کامگار خان
کے زیر حکومت اور دوسری دلیر خان اور اصالت خان کی سرداری مین اور بادشاہ بعض رفقا کے ہمراہ
عقب فوج اور دلیر خان اور اصالت خان نے مثل شیر زیان فوج رام نراین پر حملہ کیا اور مخالف کے پاؤن
اوکہاڑ دی دلیر خان اور اصالت خان نے اول داخل فوج غنیم ہوکر طرح طرح کے زخم کہائی صفون انگلشی سے
بندوق کی گولی تیغ برساتی تہی اور چہوٹی توپون کی بندوقین برابر فیر ہو رہی تہین ہر قسم کی ضرب ضرب جسم
ان بہادرون کی لگتے تہی اسی عرصہ مین گولیون کے صدمہ سے فیل نشان دلیر خان نے رخ پہیرا لوگون نے
دلیر خان سے کہلا بہیجا اوسنے جواب دیا کہ فیل کیا اگر آسمان پلٹ جاوی دلیر خان کا منہ نہین پہرتا ہے یہ کہکر
گہوڑے سے اوتر پڑا اوسکے رفیق قدیم جو قریب تین سو سوار کے تہے اوسکے ہمراہ پیادہ ہوئی اور اصالت خان

بھی بھائی کے ہمراہ پیادہ ہو اشمشیر در دست اور سپر بالای رخ لیکر فوج رام نراین پر جا گرے رام نراین
کے فوج مین تزلزل گیا بھگدر پڑ گئی دلیر خان اور اصالت خان نے مع افواج ہمراہی کے اسوقت مین
کہ انگلشی کی گولی برس رہی تھی دوڑ کر صفوف مخالف کو پریشان کر دیا اسی ضمن مین دلیر خان کی گولی اس
توڑ سے لگی کہ بائین کنپٹی سے داہنی ہو کر نکل گئی اور اصالت خان کے منہ مین بلم کا زخم آیا چونکہ کلہ کو بھی شگاف
لگا گیا اسطرح اور بھی زخم کھائی قریب تیس ۳۰ نفر ہمراہی کے شربت شہادت نوش کر کر شگفتہ روئی سے عقبے
کے راہی ہوئی اور قریب چالیس نفر نے گلہای جراحت سے سراپا بدن رو کش ارغوان بنایا انین بھی اکثر
تندرست ہوئی اور اکثر سرداروں کی خدمتگذاری کو اجل آپہنچی دلیر خان کی دلیری سے صفوف مخالف
خالی اور انگلشی کی بہاری موقوف ہوئی بعض رفقای بادشاہ نے جو مدار الدولہ کے ہمراہ تھی دوڑ کر رحم خان
اور غلام شاہ کو ملازمت مدار الدولہ مین لائے اور مرلیدہر کو کامگار خان کے لوگون نے طمانچہ قید لگایا احمد خان
قریشی اور مراد خان بلوچ بھی نامرادی مین اسیر ہوا جب کامگار خان نے دیکھا کہ انگلشی کی شلک موقوف ہوئی اور رشید خان بھی
رام نراین کے سر پر جو چند لوگون سے کھڑا تھا جا گرا اس حال کے مشاہدہ سے رام نراین نے کپتان کا کرن کو
کہلا بھیجا کہ آدھے آدمی آپنے میری کمک کو بھیجے اول کپتان نے کہا تھا کہ تم فوج انگلشی مین رہو مگر اس مغرور نے
نہ سنا تھا اب چونکہ کپتان اوسکی محافظت مین مامور تھا اور اوسکی فوج مین بھی کچھ حال باقی تھا لیکن فوج کے
دو حصہ کئی اس تخرجنج نے اور بھی بد انتظامی ظاہر کی اسی حال مین کامگار خان نے پہونچکر غبار رزم اوڑایا بقیہ ماندہ
بھاگ نکلے رام نراین کو شکست فاش ہوئی اور کامگار خان نے بذات خاص رام نراین کو نیزہ و تیر سے
مجروح کیا میر عبد اللہ نے جو کہ مستر ولیجہ کی سفارش سے اوسکا نوکر تھا اوسکی رفاقت کی مگر خود بھی چند زخم تیر و نیزہ کے
کھائی رام نراین نے تختہ ہودج مین لیٹ کر پناہ لی کامگار خان نے اپنی نیزہ سے خوب چھید البعد ازان رام نراین
نے تاب اقامت نپائی مجروح میدان بھی بدحواس فراری ہوا اور کپتان کا کرن اور مسٹر پاردل وغیرہ سرداران
انگلشی مع سپاہیون کے اوسی تفرقہ بیوقت مین تباہ و تلف ہوئی جو فوج ان لوگون کی باقی رہی تھی واکٹر ولیم فلرٹن
کی سرداری مین آئی بہر حال اسشخص نے ایک ضرب توپ جو میدان مین رہ گئی تھی اوسکے پیالی مین میخ جڑ دی
اور مع ایکضرب توپ باقیماندہ اور رہنچی باروت کی راہ عظیم آباد کی لی بر وقت مراجعت کے اثنای راہ مین
توپ کی گاڑی مین نقصان آیا ڈاکٹر نے بالاستقلال کھڑی ہو کر اوسکو درست کیا اور روانہ ہوا اس فرقہ انگلشی
کے جمعیت حواس اور استقلال اور صف آرائی اور حزم و احتیاط مین کچھ شک نہین جیسا کہ آداب حرب مین
یگانہ روزگار ہین اگر ملکداری اور احوال پرسی اور تفقد و تفحص حال رعایا مین اسکے عشر عشیر بھی متوجہ ہون اور
بندہای خدا کے ماجرا کو پہونچکر غمخواری اور دلداری کرین شاید اس جز و زمان مین کوئی فرقہ ان سے بڑھکر

لیاقت ریاست کی نہ رکہتا تہا لیکن عدم التفات کرنا ان لوگون کا اسطرف ایک بڑی بے بنیادی ہے کہ تمام ملک
کی خلق اللہ کمال عجز و اضطرار مین ہے الغرض بادشاہ نے مع کامگار خان کے فتح پاکر شادیانہ ظفر بجوایا تعاقب
فرار یا بعد اطمینان معلوم ہوا کہ دلیر خان نے بکمال دلیری جانفشانی کی اور اصالت خان نے بہی میدان رزم مین
اپنی اصالت ظاہر کرکے راہ عقبی لی اور دونون سرداران جلادت نشان کے رفقا ہی نمک حلال بہی
اپنے سردارون کی خدمت مین روانہ عدم ہوئی اور رام لبیدہر نے عین زخم نیزہ سے ایک آنکہ نذر دکھلا کر مقید ہوا
اور رحم خان بہی اپنی جان پر رحم کہا کر قید کے زخم مین قدم لایا ہے القصہ دلیر خان اور اصالت خان کو
بعد انتقال اوس فرار کی جوا مین جو درمیان فتوحہ اور بیکنٹہ پور کے واقع ہے دفن کیا باقی مقتولان کو اونکی
جگہ کا رہنے دیا اگر اسی تعاقب مین فوج بادشاہ کی پہونچتی تو قلعہ مین ایک بہی محافظ نہ تہا اور رام نراین کا وجود
و عدم برابر ہوجاتا اور بے ہرج قلعہ فتح ہوجاتا لیکن شہر کے لوٹنے کا خیال اور شریف و وضیع کی سراسیمگی کا خیال ہوا
لہذا فتح قلعہ کا دہیان کامگار خان وغیرہ کے دل مین نہ آیا بہرصورت بندہ مع ایک آشنا کے ڈاکٹر کے مکالمہ
مین بیٹہا تہا کہ رام نراین کی شکست کی خبر آئی اول یقین نہوا جب متواتر یہی خبر آئی اور نیز ما مور لوگ
بہاگے ہوئے پہونچے اور معتمدین نے عبداللہ اور رام نراین کے مجروح آنے کی خبر پہونچائی بندہ میر موصوف
کی عیادت کو جو کہ میرا دوست اور صادق الولا تہا گیا شہر والون کو بڑا اضطراب ہو رہا تہا مصطفی قلیخان
برادر مرزا محمد ایرج خان نے اپنے متعلقون کو سواری کشتی کو ٹہی انگلشی کی قریب بہ میرا نور وزیر لایا اور
خود میر عبداللہ کے گہر جو کوٹہی مذکور کے قرب مین تہا اور اوسوقت اوس کوٹہی کا مالک مسٹر امیٹ تہا آیا
بندہ بسبب تجرید اور افلاس کے بے وسواس تہا اوسکا اضطراب دیکہکر کسقدر متحیر ہوکر نصیحت کی
اوسنے شماتت سمجہکر وہان کا رہنا ناپسند کیا متعلقون کو وہین چہوڑکر خود دوسری جگہ گیا اور مسٹر امیٹ لے
رام نراین کے دیکہنے کو جاکر تسلی کی اور اونکی حفاظت کو اپنا پہرہ بٹہا دیا رام نراین نے جب مشورہ
پوچہا مسٹر امیٹ نے جواب دیا کہ گفتگو فہمی سے فروغ اور تجربہ دروغ ہمارا ضابطہ نہین ہے جسطرح سمجہو افواج
مشرقی کے آنے تک دفع الوقتی کرو رام نراین نے اپنی کم جراتی کا عذر کرکے وعدہ حاضری بعد
صحبت کیا جب دو تین روز گذرے اور کوئی قلعہ مین نہ آیا لشکر رام نراین کے بہاگے ہوے آکر
جمع ہوے اور قلعہ کی حفاظت مین مستعد ہوے اور خبر قریب آنے میرن کی مع لشکر کرنل انگلشی کے کامگار خان اور بادشاہ کو ملی
اور یہ لوگ فوج مذکور کے استقبال کو مشرق رویہ روانہ ہوئی

میرن کا لڑنا کامگار خان سے اور اول حملہ مین بہاگ جانا اسکا فتح پانا

مخفی نہ رہے کہ قبل ازین میرن نے کبہی لڑائی نکی تہی مگر ان خون آشام کے ہوکے دیکہی تہے غرور

جوانی سے اپ کو شجاع اور دلیر بے مثال جانتا تھا لہذا جو فوج کہ خود بھرتی کی تھی اور اوسپر اعتماد تھا
باین دعوی کہ بلا اطاعت فرقہ انگلشی کے فتح کرے اور انگلش کا بھی یہی ضابطہ ہے کہ بروقت جنگ کے
کوئی دوسری فوج کو اپنے شریک نہیں کرتے تا کہ انتظام درہم نہووے اگر کوئی سردار پناہ چاہے تو کچھ مضائقہ نہیں
کرتے بنا بر علیہ دونو فوج جدا جدا اگرچہ متصل تلی آگئی تھی حسب تاریخ کو واقع میدان جنگ و مقابلہ ہوا میرن نے
مع اپنی فوج کے علیحدہ سوار ہو کر صف آرائی کی اور کرنیل نے مع دیگر سرداران کے حسب ضابطہ فوج و توپخانہ
کی ترتیب دی اور اپنے سپاہیون کو مستعد کر کے روبمخالف ہوئی ادہر بادشاہ کے لشکریون کوئی ایسا نتھا
کہ دلیر خان کی جگہ لیوی لہذا کامگار خان نے اپنی فوج دو حصہ کی اور قادر داد خان ولد خالق داد خان ترین
الہ آبادی اور غلام شاہ کو ہراول کیا اور خود مع باقیماندہ فوج کے انکی پشت کے سرے پر استادہ ہوا اور
بادشاہ مع اپنی فوج کے لڑنیکے واسطے سوار ہو کر سب سے پیچھے تماشائی ہوا جب طرفین سے مقابلہ ہوا قادر داد خان
نے مع غلام شاہ کے فوج انگلشی کو چھوڑ کر بلاے ناگہانی کے مانند میرن کے سر پر جا پہونچا بمجرد یورش کرنے کے
میرن کے چھکے چھوٹ گئے اور روبفرار ہوا اور دور تک بھاگا چلا گیا ہمراہیون کو بھی چار ناچار بھاگنا پڑا بعض
جو شجاع اونمین تھے باوجودیکہ اون فراریونکو ملامت کر کے لوٹ آنی کو کہتے تھے اور نامرد لوگ آقا کا بھاگنا اپنے حق مین بہتر سمجھکر پھرے
فوج انگلشی نے توپ اندازی شروع کی میرن کو اس خبر سے دلجمع ہو کر معاودت کی سوجھی اوسکے آتے ہی
قادر داد خان مقابلہ پر گیا تیر باران شروع ہوا اول ایک تیر محمد امین خان کے سینہ پر جا لگا جو حقیقی خالو میرن کا
اوسکے برابر دوسرے ہاتھی پر سوار تھا اور اوسی تیر سے اسکے مرغ روح نے گوشہ کالبد سے پرواز کیا بعد ازان
ایک تیر میرن کے کلہ پر لگا جو بن دندان تک سوراخ کر گیا اور اوسی گری مین دوسرا تیر گردن مین پہونچا
مگر موت مین دیر تھی جان سلامت رہی قادر داد خان کے ہمراہی میرن کے ہمراہیون سے بڑھکر طرفین سے
مجروح و مقتول ہوے میرن کو ایسی بدحواسی تھی کہ ترکش سے تیر نہین نکال سکتا تھا کمان ہاتھہ مین لی ہوے
سر ہلا رہا تھا کہ مبادا کوئی دوسرا تیر پہونچکر کام تمام نکرے نزدیک تھا کہ اس مرتبہ بھی شکست کھاوے مگر
فوج انگلشی نے قادر داد خان کے پہلو سے سر اوٹھا کر باڑہ مارنا شروع کی اور گولے کے لگتے ہی قادر داد خان نے جان دی
کامگار خان نے جو اسکے پشت پر تھا مدد پر پہونچا اپنی فوج کی قلت اور انگلشی کی آتشباری کی کثرت دیکھکر پایداری
مناسب نجانی لاچار واپس ہوا غلام شاہ اور عزیز اللہ خان بخشی شاگرد پیشہ بادشاہ مجروح اور اسیر غنیم ہو کر
مقتول ہوے اور اسیطرح پر میرن کو فتح ملی کامگار خان نے بادشاہ کو لیکر پہاڑ کی راہ لی میرن نے بعد شادیانہ فتح
سب اپنے جراحات کا التیام کر دینا مقتولین کے تجہیز و تکفین کی فکر ہوئی چند روز اوسی میدان مین رہا شہر کے لوگ بجز
بندہ کے سب حاضر ملازمت ہوئی مگر میر عبد اللہ اور رام نراین بسبب جراحات کے حاضر نہو سکے فقط

بادشاہ کا مع کامگار خان کے براہ کوہستان مرشد آباد جانا اور بیربہوم اور بردوان سے نکلنا میر جعفر خان کا مرشد آباد سے مضطرب الاحوال واسطہ مدافعہ اونکی کے اور میرن کلو واپس ہونا افغان وغیرہ

کامگار خان نے دو تین روز بہار مین رہکر مصلحت کی کہ الحال مرشد آباد جانا چاہیے اور میر جعفر خان کو دریا لنسے اوٹہانا چاہیے لہذا اسباب ہای موجودہ ہمراہ لیکر مع بادشاہ برسم یلغار کوہستان تنگ سے اور طرف روانہ ہوا اراہ وغیرہ جو دشوار گذار تھے کسی ہامن مین رکھا میرن نے اس ماجرے پر آگاہ ہوکر بسبیل ڈاک خط اطلاعی اپنے والد کو تحریر کیا اور رام نرائن سے مدد لیکر اکثر اوسکے سرداران ہمراہی کو مع اوسکے بہائی دہیرج نارائن کے ہمراہ لیا اور جس راہ سے کہ کامگار خان اور بادشاہ گئے تھے خود بھی چند روز بعد عازم ہوا میر محمد جعفر خان نے جب ورود خط فرزند سے حال دریافت کیا مضطرب ہوا فوج کو فراہم کرکے اور نیز روسای انگلشیہ سے مدد خواہ ہوکر فوج گران سے تاریخ معینہ پر مرشد آباد سے برآمد ہوا اور یہ التزام کیا تھا کہ اوسکا فیل سواری انگریزی تلنگون کے درمیان رہے اور خود مع عورتون اور مصاحبون فراہم کے اونہین کے درمیان روان تھا اور پس و پیش بھی انہین لوگون کی حفاظت رہتی تھی تا آنکہ میرن پہونچ گیا اور میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی اودہر شیو بہٹ اور بابو خان مرہٹہ اور راجہ بشن پور نے ملحق ہوکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور میر قاسم خان داماد میر جعفر خان حسب الطلب اپنے سسر کے رنگپور سے کہ وہان کا فوجدار تہا آپہونچا اور لب دریای دمودر پر خیمہ کیا کامگار خان نے اوسکی خبر سنتے سولہ کوس سے اوپر دوڑا اگر وہ پیشتر کوچ کرکے سسر سے جا کر ملحق ہو گیا لیکن مرہٹون نے کسیقدر دوڑکر اوسکے گرد و پیش نمودار ہی کی میر جعفر خان نے باتفاق فرزند و داماد و فوج انگلشیہ کے متوجہ سپاہ بادشاہ ہوا کامگار خان نے اسقدر فوج کثیر سے لڑنا اپنی طاقت حوصلہ سے باہر دیکھا رات کو رہکر صبح نقارہ کوچ جانب عظیم آباد بجوایا میر جعفر خان نے مخالف کو مغلوب دیکھکر فوج کو دریا پار کرنے کا ارادہ تعاقب کیا شیو بہٹ نے مع کامگار خان کے پائداری کرکے غنیم کو تنگ و مار مین مصروف کیا تا آنکہ بار بردار پیشگاہ چار پانچ کوس راہ طی کر گئے بعد ازان شیو بہٹ نے بھی مع کامگار کے راہ لی جب میر جعفر خان کی دلجمعی ہوئی شیخ عبید ابو الہاشم کو جو پیشتر سراج الدولہ کا نوکر تھا بدین خیال کہ بادشاہ سے رسم مراسلات رکہتا ہے دم توپ پر اوڑا دیا

لوٹنا بادشاہ اور کامگار خان کا عظیم آباد کو اور آنا مونسیر لا مع فرانسیس کا ملازمت مین اور ساکنان شہر کو اضطراب حاصل ہونا

کامگار خان نے جب فوج مخالف کا ازدحام دیکھا دوبارہ عظیم آباد کو لوٹا میر جعفر خان اور میرن آسایش طلبی مین اور نیز اس نظر سے کہ فوج انگلشی پیادہ پائی مین اس تگ و دو سے خستہ ہو گئی تھی

طمانیت آسایش ہوئی اطراف بردوان مین اگر منتظر ہوئی تھی کہ مرہٹہ اور بادشاہ اور کامگار خان کے ارادہ کی منتظر خبر دریافت ہو جب کہ بادشاہ اور کامگار خان بردوان مین تہا موجب انکی طلب کے موسیو لاس جہتہ پور سے عظیم آباد پہونچا اسکی خبر سنی چونکہ عظیم آباد مین نہ فوج انگلشی تھی نہ ہندوستانی نہایت اضطراب تمام اعیان شہر سرداران کو بہی مسٹر امیٹ وغیرہ اور رام نراین سے ملحق ہوئی ہر چند انگلشی موجب ضابطہ ولایت کے شادان تھے مگر اپنی مغلوبی اور تسلط موسیو لاس کا یقینی جانتے تھے اور رام نراین اور مصطفی قلیخان نام کو بہی دونو ہمراہ اپنے رکھتے تھے اغوہ شہر نے میر جعفر نامی کو جسکے مکانات مین فرانسیسے کرایہ دیکر فروکش ہوتے تھے اور اوسکو کسیقدر موسیو لاس سے تعارف تھا بہیجکر استفسار حال کیا جیوقت واپس آیا معلوم ہوا کہ بالفعل اوسکا ارادہ رزم کا نہین یہ اسی سبب سے تھا کہ چونکہ راہ دور سے آیا تھا اور نیز احوال لشکر عظیم آباد سے مطلع نتہا ورنہ اگر مطلع ہوتا شکار مفت جانتا ہرگز تسخیر مین تقصیر نکرتا اگر مرتبہ سابق مین رام نراین کی فوج شکست پا چکی تھی اسکے یورش کی متحمل نہ تھی اور کوٹہی انگلشی مین بہی ایک کمپنی اور چند سرداروں کے سوا کچھ فوج نتھی **خلاصہ** یہ ہے کہ میر جعفر خان نے اسکے مضمر پر آگاہ ہوکر سکنائے شہر کو مطمئن کیا لیکن ہنوز قرار واقعی دلجمعی نہ تھی تا آنکہ موسیو لاس مذکور نے لہا لی پور سے کوچ کرکے نزدیک حصار سے تلسی منڈوی ہوتے بہار کی راہ لی اور دو تین کوس پر جاکر اقامت گزین ہوا انکے جانے سے گویا عظیم آباد والون نے جان تازہ پائی میر جعفر خان کہتا تھا کہ اوالی آشنایان عظیم آباد کا مثل عبد علی اور مصطفی قلیخان اور میر افضل وغیرہ کا استفسار کرتا تھا انکا سلام کہکے بہر انکا حال کہا جب مینے اوسکا حال استفسار کیا اسنے ایک بیت پر جواب مختصر کیا **بیت** از ما حذر کنید کہ ما دل شکستہ ایم * خاکستریم و بر سر آتش نشستہ ایم * **القصہ** بہار مین پہونچکر باروت وغیرہ کی طیاری مین مصروف ہوا ہنوز اوسکے سامان و سرانجام کی خبرین عظیم آباد پہونچتی تہین تا آنکہ کامگار خان مع بادشاہ کے بردوان سے مراجعت کرکے اپنے ملک مین پہونچا اور موسیو لاس بہی اوسنے ملحق ہوا اور خادم حسین خان کے عرائض متضمن اخلاص اور سوغ اور عزم جزم مددہی اور وصول زر راجہ دولبھہ رام سے آنے لگے اسیطرح میر افضل کشمیری بہی بادشاہ کی اعانت زر و شورہ سے کرتا تہا لیکن خادم حسین خان نے پہونچنے مین دیر کی اگر جلد پہونچتا فتح عظیم آباد مین بادشاہ کو بڑا دست قدرت ہوتا

محاصرہ کرنا بادشاہ کا اور کامگار خان کا قلعہ عظیم آباد کو اور زین العابدین کا حصار توڑنا مگر فتح نہونا بسبب نامردی بعض رفقا کی اور کپتان نکس کا بردوانسی رام نراین کی مدد پر آنا

چندروز بادشاہ اور کامگار خان نے بہار مین پہونچکر واسطے آسایش سپاہ کے قیام کیا اور عظیم آباد مین چونکہ سپاہ کم تہی

وہان کے ناظم اور ارکان دولت اور اعیان کو نہایت تشویش تھی رام نراین جسنے ترتیب سپاہ و تغیر مین سستی کی
اور در حقیقت کسیقدر جمعیت اور اژدحام ہوگیا اور ہمیشہ مرشد آباد کو کم فوجی کے عرایض ارسال کیا کرتا تھا
کیونکہ اسکا بہائی مع فوج کے میرن کے ہمراہ تہا اور جو لوگ کوٹھی انگلشی کے اطراف مین منتشر تھے اونکو سترامیت لے
ہر طرف سے طلب کرکے اپنے پاس تین کمپنی تلنگہ مرتب کرلین اسی ضمن مین بادشاہ مع کامگار خان کے آپہونچا اور
قلعہ کو گہیر لیا اس طرف سے بہی مدافعہ ہونے لگا تھوڑی سی فوج جو قلعہ مین تھی وہی ہر طرف محافظت مین
مامور ہوئی راو شتاب رای بمقتضای شرم سابقہ کے جو رام نراین کی رفاقت مین پائی تھی باوجودیکہ اکثر لوگ
مع ناظم کے اوس جلسہ مین شریک تھے مگر یہ شخص سب سے زیادہ جانفشانیان کرنے لگا راتون کو برج
برج و دیوار حصار پر پائیداری مین رہتا اور اپنے ہمراہیون کی دلیری بڑہاتا تھا بادشاہ اور کامگار خان کی یورش
مشرق رویہ قلعہ کی تہی اور کامگار خان کے مورچہ دیوار پختہ قلعہ کے روبرو تھی پانچ چھہ روز کے بعد کسی شب کو
موسیو لاس مع اپنے ہمراہیون کے قلعہ کے جنوبی طرف عین غفلت مین زینہ لگاکر دیوار حصار پر چڑہ گیا
ڈاکٹر اور نیز بعض کپتیان جو مع تھوڑے سے تلنگون کے ہمراہ وہان پر تھے مافوق طاقت سد راہ ہوے
کسی کپتان انگلشی نے جو مرد ضعیف تہا حقہ بان مین ہاتھ لگاکر کسی فرانسیسی کے سینہ پر مارا کہ زینہ سے
نیچے آگرا خدا معلوم بچا یا مر گیا اور شتاب راے نے اپنے بندوقچیون کو اونکے پہلو سے بہیجکر مدد کی
فرانسیسیون کو حصار پر پہونچنا نصیب نہوا دو ایکروز کے بعد موسیو لاس مذکور نے غربی قلعہ کیطرف
تھوڑی رات گذرنے پر توپ اندازی شروع کی شہر والون کے دلمین نہایت خوف چہایا اور
شرقی طرف سے زین العابدین خان نے جسکا ذکر محمد قلیخان کے بیان مین ہوگیا ہے دیوار پختہ قلعہ سے جو کہ
کسیقدر فرانسیسیون کے ضرب سے شکستہ ہوا تھا زینہ لگاکر اور علانیہ کوشش کرکے بالای حصار آیا اور چند دیگر
بہادر بہی رفاقت مین اوسکے برابر جا پہونچے بندوقون سے نگہبانون کو جو پر دیوار تھے بہگا دیا چونکہ دیوار بلند
تہا کہ اودہر سے زینہ اوٹھاکر ادہر لگاے اور اس تعمیل مین دیر لگی کہ پیردل خان بلوچ جونپوری نگہبانون کی
مدد پر آپہونچا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ڈاکٹر فلرٹن بہی مع تلنگون کے آگیا بندوق کی مار شروع ہوئی ناگاہ زین العابدین
کے پیر مین گولی لگی جسکے صدمہ سے ساق کی ہڈی چور ہوئی اور رفقا نے اسکو نیچے اوتارا اسکے اوترنے
دوسرے گردن بلندون کو فراز و نشیب سوجہنے لگا کسی کی جرأت نظر نہ آئی بندہ اہل شہر کے شور و غوغا اور
آواز توپ و تفنگ سے بیدار ہو کر میر عبد اللہ صفوی کے دیوانخانہ مین آیا اوسوقت طرفین کی یورش برپا ہی
ہوئی تمام محلہ مین بڑا اضطراب تھا اول صبح کو اوس دیوانخانہ کے صحن سے اوسطرف گنگا کے کنارے
فاصلہ بعید پر علم اور علامت فوج انگلشی کے ظاہر ہوئی اور پہر بندہ نے دیکھا کہ معبر کوٹھی سے جو قریب تھا بجرہ

بجز فرنگی اور کپتان روانہ ہوئے ہین ہر وقت جستجو معلوم ہوا کہ کپتان نکس کسقدر فوج سے عظیم آباد کی مدد کو
تیرہ روز مین بردوان سے آیا مسٹر امیٹ صاحب کلان کوٹھی نے اوسکے لانے کو کشتیان بھیجی ہین القصہ ازان
بندہ اور میر عبد اللہ باتفاق رام نراین کے پاس جو کہ اسمعیل قلیخان کے باغمین قلعہ کی سفیل پر وسط حصار مین
مقیم تھا گیا دیکھا کہ اوسکے اونٹھ خشک پلے حواس پژمردہ بیٹھا ہے اور واسطے قلعہ رنج بہی تشویش ہے کیونکہ لوگون کو
یقین ہوا تھا کہ آج کی رات ایسی گذری یا اور فوج شاہی کی راہ ہو گئی کل کی رات بہی یہی ہوئی بلخان اور اوسکے ہمراہی مجروح ہوے
دوسرے کی تاب نہین پڑتی جو محافظت کرے اگرچہ وہ سوراخ مٹی سے بند کر دیا ہے مگر خوف جو لوگون کے
دلمین بھرا ہے کوئی اقبال حفظ نہین کرتا اگر یہی حال ہے تو صبح آیندہ کو قلعہ مفتوح اور رام نراین مجذوب و
مغلوب ہوگا چونکہ بندہ کو داکٹر صاحب سے اخلاص تہا وصول فوج انگلشی کی بشارت بندہ نے دی
متعجب ہو کر بولا اے خانصاحب کہان سے بندہ نے جملہ کیفیت کی شرح کی نہایت خوش ہوا اور رام نراین نے
گویا دوبارہ حیات پائی ہرکارہ بہی تحقیق کو جا کر یہی خبر لائی بندہ مع میر عبد اللہ اور ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی مین آیا
مسٹر امیٹ اور کپتان نکس سے چونکہ آشنائی تھی ملاقات کی معلوم ہوا کہ چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی
ہے لیکن جو کہ اونمیں منزل راہ پندرہ روز مین طے کی تہی نہایت ماندہ تھے کپتان بہی اکثر انکی ہمراہ
پیادہ پا چلا تھا تا کہ تلنگون اور گوردون کو عذر نہو اور دریا عبور کرکے آنیکی وجہ یہ تھی کہ مبادا فوج بادشاہی استقبال
کر کے فراہم نہو اور عظیم آباد پہونچنا میسر نہو اور اگر ہو بہی تو بدیت ملتی کی ور از سبب محاربہ ہو جائی اور کیونکر انجام ہو خیر مسٹر امیٹ نے
اوسیوقت شراب و طعام وغیرہ سرداران اور سواران کو پہونچا کر استراحت پر دلالت کی تمام دن اونہون نے
آرام کیا شام کیوقت کپتان نکس نے حسب ضابطہ فوج کو آراستہ کر کے مع دہل و کرنا ہمیت مجمع سے دروازہ
مغرب سے نکلکر شہر کے راستہ ہو کر بڑے شوکت و شان سے داخل قلعہ پختہ بادشاہی ہوا شہر والونکو
تسلی ہوئی فوج بادشاہی یورش سے دست بردار ہوئی اوسی شب کو کپتان نکس نے مع دو کپتان
دیگر اور ایک ہرکارہ کے مخفی باہر نکلکر راستے دیکھے اور سمجھے کہ کسطرف اژدحام ہے اور کامگار خان
کدہر ہے دوسرے روز دوپہر کے وقت کامگار خان عریان خواب مین تھا اور مردم مورچال موجب آسایش و
آرام طلبان ہندوستان کے اپنے کام مین غافل مشغول تھے کپتان نے تہوڑے آدمی سے نکلکر ایک شلک
ماری مورچہ والے مضطرب ہو کر بہاگ کھڑے ہوئے کامگار خان مجبور ہوا باہر نکلنے کی راہ نپاتا تھا بہزار خرابی
ننگا پاؤن مع ہمراہی اوس مخمصہ سے باہر ہوا اور کپتان نکس چند نشان اوسطرف سے مع دیگر سامان کے لیکر آیا اسکے
بعد کامگار خان نے وہان پر اقامت مناسب نہ جانی شہر سے باہر میدان مین خیمہ بپا کیا لیکن آبادی سے
دور تر تا کہ یکایک شبخون رات کو شبخون پیر باری اور چند روز کے بعد وہان سے طرف گیا پانور کے آیا اور شروع بندوبست

اور تحصیل نذر کا کیا بادشاہ کو مجبور اپنا دوست رکھا تھا چونکہ بادشاہ کو کسیطرف سے اطمینان نتھی ناچار
اوسکی رضاجوئی کرتا تھا والد کو مکرر طلب فرمایا وہ مرحوم اس اندیشہ سے کہ حکام عظیم آباد آزردہ ہونگے
عذرخواہی کرکے نہ آیا اسی باعث سے کسیقدر بادشاہ آزردہ خاطر ہوا کامگار خان نے عرض کی کہ شیوبہٹ
مرہٹہ کو حکم ہو کہ اوسکی جاگیرات مین یورش برپا کرے اوسوقت ضرور حاضر ہوگا بادشاہ نے حکم دیدیا
لاچار والد نے شیوبہٹ کو اس کام سے باز رکھکر عزیمت حضوری کی رام نراین نے جو اس عزیمت کی
خبر پائی چاہا کہ بندہ کی صاحبان انگلشیہ سے ناچاقی ہو اس حاکم بڑے طور پر مسٹر امیٹ سے ظاہر کیا
اور کہا کہ غلام حسین خان آپ لوگون کے پاس آنکر یہان کے حال سے باپ کو مطلع کیا کرتا ہے اور
الحال اوسکا باپ باوجود واگذاشت جاگیر کے ارادہ رفاقت بادشاہ کرتا ہے پس غلام حسین خان کو
تاکید کیجے کہ اپنے باپ کو اس عزم سے مانع ہو مسٹر امیٹ نے بندہ سے بنا بر تحریر خط ممانعت والد کے تکلم
ارشاد فرمایا بندہ نے جواب دیا کہ بخدا جسوقت سے بندہ حاضر حضور ہے خط کیا بلکہ زبانی پیغام تک والد کو نہین بھیجا
جو کچھ رام نراین نے آکر کہا محض غلط ہے اور بعض راست ہے والد ابتک بھی بہ حیلۂ ترک رفاقت بادشاہ
کرکے خانہ نشین رہا اب کہ بادشاہ نے اظہار ناخوشی کرکے ایذارسانی پر کمر باندھی آپ فرمائیے کہ اسکی
کیا تدبیر ہے جسوقت کہ رام نراین باوجود اقتدار نظامت کے عہدہ برا نہوا والد بندہ جو عیال و اطفال
مین پڑا ہے کیونکر حکم بادشاہ سے سرتابی کرسکتا ہے رام نراین اس خیال سے کہ مبادا والد یہان آکر
آپ صاحبون سے ملاقی ہو اور آپ لوگ اوسکی لیاقت سے راضی ہوکر یہان کی صوبداری اوسکے
واسطے تجویز کرین اوسکے انکار و آزار پر ہین اور والد باوجود ہونے سیدان کے عدم انقیاد سلطان
کی تاب نہین رکھتا البتہ ضرورتاً بادشاہ کے پاس جاویگا اگر یہ منظور ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس
نجاوے شہر مین آنیکا حکم دیجئے بدون اس تدبیر کے اور کوئی وجہ بادشاہ سے ٹلنے کی نہین ہے
مسٹر امیٹ جو کہ مرد عقلمند تھا میرے حرف مدعا کو سمجھکر بولا کہ درحقیقت تمہارا کہنا درست ہے
مگر خط لکھنے مین کچھ مضایقہ نہین بندہ نے اوسی جگہ خط لکھدیا اور مکرر اتمام حجت کیواسطے کہدیا کہ رام نراین
کو ایسی گفتگو سے بندہ اور والد کی بدنامی منظور ہے اور اس قسم کی ممانعت سے کچھ اثر نہین ہوسکتا
کہ والد بادشاہ سے نہ ملین اگر یہی منظور ہے تو والد کو اسی جگہ بلا لیجے ورنہ جسطرف اپنی عزت و آبرو
جان و مال کی حفاظت نظر آویگی اوسکی تعمیل کرینگے فی الحقیقۃ الیسا ہی تھا کہ بندہ کو والد اور بادشاہ
اور برادر اور دوست اور دشمن سے کبھی خط کیا پیغام تک نہ تھا بلکہ اگر دوسرے طرف سے ایسی حرکت
بھی ہوتی تو بندہ اپنی روبرو نہ آنے دیتا کیونکہ دغابازی اور بیوفائی اور جو کچھ اس قول سے ہو

شکر خدا کا کہ بندہ کو منظور نہین رہی آور اتبک بھی نہین ہے اور اللہ تعالی نے اتبک اپنے فضل و کرم سے ساتھہ
کام و آرام سے رکھا اور اکثر لوگونکو دیکھا کہ بڑا دعوی دانائی او فہمیدگی کا رکھتے تھے مگر مبتلاے انواع بلیات ہوے مصرع
من ہمان بندہ پارینہ کہ بودم ہستم ۞ القصہ والد مرحوم حسب ذکر بالا حسین آباد سے مع منجھلے بیٹے نقی علیخان کے
لشکر بادشاہ مین آکر مورد الطاف ہوا اور دستار سربستہ اور پارچہ ملبوس خاص کا خلعت ملا اور مدار المہام
کار شاہی اور صاحب دستخط ہوا اہالی اور ارکان لشکر کا مرجع ہوا کامگار خان بھی مجرے کو آیا اور موشیر لاس نے
بھی ملاقات کی اور بادشاہ مع کامگار خان اور موشیر لاس وغیرہ کے راجہ سندر سنگہ اور بھرت سنگہ وغیرہ کے
ملک مین قلعہ ٹکاری کے گرد و پیرامون بسر کرتا تھا اور احکام ابدالی کے اصدار حکم کے انتظار مین رہتا تھا
اسی اثنا مین خادم حسن خان جو کہ ہمیشہ میرن سے سرگران اور بے اطمینان تھا قاصد اعانت بادشاہ ہوا
ملک پورنیان کو حسب دلخواہ غارتکر کے اور رعایا برایا کی لوٹ مار سے روپیہ جمع کر کے منتخب فوج کے ہمراہ مع سامان
لالو کوچ کر کے اپنی جگہ سے متحرک ہوا مع پانچ چھہ ہزار سوار اور سات آٹھہ ہزار پیادہ بندوقچی اور چالیس توپ
خورد و کلان کے شمالی دریا کی راہ سے عظیم آباد کو عازم ہوا اور حاجی پور کے نواح مین جو عظیم آباد کی مقابل
اور شہر کے اوتر رخ گنگا پار لب دریا واقع ہے پہونچا اگر یہ آنا انکا قبل پہونچنے کپتان نکس کی جب کہ بادشاہ
عظیم آباد گھیرے ہوے تھا ہوتا تو قلعہ مفتوح اور خادم حسن کی واسطے عجب نام اور بادشاہ کو کمال تقویت ہوتی

پہونچنا خادم حسن خان کا قریب حاجی پور کی اور رام نارائن کا مضطرب ہونا اور کپتان نکس کا لشکر فتحیاب ہونا

جب قریب پہونچے خادم حسن خان کی خبر پہونچی رام نارائن نے کوٹھی مین آکر مسٹر امیٹ سے قلت فوج کے گلہ کر کے
چارہ جوئی کی مسٹر امیٹ نے یہ صلاح دی کہ بالفعل بادشاہ حصار سے دور سرگرم سیر و شکار اور تحصیل زر ہے
تھوڑی سی فوج اپنی ساتھہ رکھکر باقی کپتان نکس کے ساتھہ مقرر کر دیا کہ کپتان مذکور خادم حسن خان کی
لڑائی کا متعہد ہوتا ہی رام نرائن قلت فوج کپتان اور ارادہ جنگ سے حیران ہوا جب عزم جزم سمجھا اپنی فوج کے
رخصت کو گیا اور شیخ حمید الدین اور صاحب داد خان وغیرہ اپنی جماعہ داروں کو معین کر کے تاکید
عبور فرمائی صاحب داد خان نے اپنا علم مع اردو کے درمیان دوابہ گنگا کی جو بر و بحر و نہر کی تھا بھیجا
اور شیخ حمید الدین خود اوسطرف گنگا کی رہتا تھا بنا بر اطاعت آقا حاضر ہو کر سامنے لشکر کرا دیا اور کپتان
مع تین چار کمپنی تلنگہ اور ایک کمپنی ولایتی اور دو ضرب توپ مع گولہ وغیرہ لیکر قاصد عبور ہوا چونکہ اوسنے
انکی دوستی کا دم بھرتا تھا اور دو سو سوار و پیادہ کی جمعیت سے مسٹر امیٹ اور کپتان نکس نے اسکو بھی
صلاح رفاقت دی اور اسنے کشادہ پیشانی سے استقبال کیا بلا تامل ہمراہ کپتان کے عبور کر کے

اوسکے لشکر مین داخل ہوا فوج رام نارائن کی بے ضابطہ زمانہ موم دس روز جاہئی تاکہ تنخواہ پاکر اسباب درست کرین ہنوز نہ اوتری تھی بلکہ شیخ حمید الدین نے کہ دفعہ بدنامی کو عبور کیا تھا دو تین کوس ادھر فرودگش ہوا اور اسکے رات راوشتاب رائی سے قبل جنگ ہونی کی کہا کہ کیا آپ دیوانہ ہوئی ہین راجہ رام نرائن تمہارے وجود سے ناراض اور دفعہ کا خواہان ہے کیونکہ دوسری کا دخل اس صوبہ مین نہین چاہتا ہے اور مجھے بھی واسطے ہضم کرنے ایک لاکھ روپیہ میری تنخواہ کی چاہتا ہی لہذا اس جنگ مین تمین اور تمہین بھیجتا ہی خادم حسین خان کو دعوی برابری جعفر علیخان سے ہی اور کیونکر نہو کہ چھہ سات ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ برقنداز آتش انتخاب اور چالیس ضرب توپ ہمراہ ہین کپتان جو پانسو پیادہ لیے جاتا ہی انسے کیا ہوتا ہی اگر فرض کرو کہ آمین اور رد دیئین کا ایک ایک پیادہ ہی لیکن کچھہ نہ ہوگا سارے ہی ہلاک ہونگی ہرگز تم رفیق نہو کوئی عذر کرکے کنارہ گزین ہوا ور بندہ ہرگز شریک نہوگا یہ کہکر رخصت ہو اور صاحب داد خان خود ہنوز شہر مین تھا کہ خادم حسن خان کپتان نکس کی لشکر سے چھہ سات کوس پر رہا

کپتان نکس اور راوشتاب رائی کی لڑائی خادم حسن خان سے اور فتح پانا اوسقدر لشکر گران پر

جب کپتان نے خبر سنی کہ خادم حسن خان چھہ سات کوس آگیا شام کو راوشتاب رائی کی خیمہ مین آکر شبخون کا مشورہ کیا کہ جو کہ ہماری فوج کم اور غنیم کی کثرت ہی اس ملاحظہ سے ہمراہی لوگ خوفناک ہوجاینگی بہتر یہی ہی کہ شبخون کیجئے تاکہ انتظام برہم ہوا اور لوٹ مار مین اوسکی طاقت جو بڑہی ہوئی ہی گہٹ جاوی شتاب رائی نے قبول فرمایا کہا ہم ہر صورت آپکا مطیع و ہمراہ ہین کپتان نے کہا بہت اچھا آپ بھی طعام تناول کرکے آرام فرمائیے اور رفقا کو بھی آسودگی کا حکم دیجئے نصف شب کو روانہ ہونگی الغرض شتاب رائی نے حسب الاستدعا عمل کرکے نصف شب کو طیار ہوا اور کپتان نے بھی ایک کمپنی لشکر مین چھوڑ کر مع باقی فوج شتاب رائی کے ہمراہ لیکر ہرکارہ کی رہبری سے جو کہ راہ دیکھی ہوئی تھا لشکر غنیم کو راہی ہوا اتفاقاً تاریکی شب کی سبب سے ہرکارہ راہ بھول گیا لشکر کو نہ پہونچا دو گھڑی سے کم قریب ... رات رہی تھی کہ کپتان نے گھڑی نکالکر فتیلہ بندوق کی روشنی مین دیکھا کہ رات بہت تھوڑی باقی ہے شتاب رائی سی کہا کہ اب وقت نہین ہا کہ شبخون کرین لیس دونون لشکر واپس ہوکر پہونچے تھے کہ صبح ہوگئی ہنوز ہاتھہ منہ نہ دہوئی تھے کہ خادم حسن خان کا لشکر نمودار ہوا کپتان نے طیار ہوکر شتاب رائی کو بھی مطلع کیا شتاب رائی بھی جلد حاضر ہوا باہم شریک ہوکر مع فوج استادہ ہوئی خادم حسین خان نے کسیقدر فوج بھیجکر کپتان کی بہیر اور بنگاہ غارت کرادی اور نیز جو لوگ عظیم آباد سے کپتان کے لشکر کو جاتی تھے اونکو تلف کیا بعضون نے فرصت پاکر راہ فرار کی لیا اور ان نے بعض کپتانون کی پالکی اور اسباب وغیرہ جو کچھہ ممکن تھا لیکر دریای گنگ پہونچکر کشتی پر بار کردیا جو کہ ایسے ہی وقت کیواسطے ہمیشہ کنارے پر لگی رہتی ہین اور عبور کرکے عظیم آباد پر پہونچے اور نیز دیگر فوج خادم حسین خان کی چند ٹکڑے ہوکر ہر طرف سے فوج کپتان پر حملہ آور ہوئی

طرفین سے آتشباری شروع ہوئی خادم حسین خان کی فوج پر برابر گولہ برس رہا تھا کپتان اور شتاب رائے
مستقل استادہ ہو کر حکم شلک نہین دیتے تھے مگر جو لوگ متصل پہونچتے اونکا دفعیہ کرتا تھا کبھی سواران شتاب رائے کو
آگے بڑھا کر اونکی تیر و گولی سے منہدم کراتا کبھی توپ انگریزی سے وہ ہوئین اوڑاتا اسیطرح دوپہر تک گرمی بازار
رزم رہی آخر کار میر افضل بخشی فوج خادم حسین خان نے بموجب حکم آقا اپنی فوج کو دو حصہ کر کے حملہ آور ہوا اب
توپ کی نوبت ہو چکی اور اکثر لوگ خادم حسین خان کے مجروح و مقتول ہوئے گہوڑون کو باگ چہوٹ دوڑائے ہوئے
صفوف کپتان پر آگرے اوسوقت توپ بند اور بندوق کی باڑہ شروع ہوئی بندہ لب دریا کوٹھی انگلشی کے
غرفہ سے مغرورون کا تماشا کر رہا تھا اور مستر امیٹ وہین سے پالکی کو بہیجتا تھا اور کہتا تھا کہ پالکی انگلشی کی
شاید کوئی سردار یا انگلشی مجروح ہوا اور بندہ کو بھی معاینہ کرایا بہاگنے والی چونکہ خادم حسین خان کے
ہاتھہ سے مضطرب فراری ہوئی آتی تھی جو کوئی آتا خادم حسین خان کا غلبہ اور ادہر کی مغلوبی کی خبر پہونچاتا تھا
تمام لوگ عظیم آباد کی اور سرداران کوٹھی اور راجہ رام نراین گوش بر آواز تھے کہ کیا خبر آتی ہے بندہ مستر امیٹ
اور میر عبد اللہ وغیرہ دوستون کی تسلی کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ یہ گروہ بہاگا ہوا آتا ہے سو یون کہتا ہے اور
باروت کا دہوان ابتک اوڑ رہا ہے اگر کپتان مغلوب ہوتا لڑائی کون کرتا اسی عرصہ مین عبد اللہ کے گہر مین
بندہ آیا اور لب دریا بندہ مع دیگر لوگون کے منتظر کہڑا تھا کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے ناگاہ شلک کی آواز بار بار سنائی دے
تب بندہ نے کہا الحال اگر پہر توپ کی آواز آئے تو سمجہو کہ کپتان غالب ہے ورنہ مغلوب پہر توپ کی
صدا آئی بعد ازان چند لمحہ تک آواز بند رہی لوگونکو تشویش ہوئی تہی پہر توپ کی آواز آئی بندہ نے کہا
کپتان غالب ہوا اور خادم حسین خان نے شکست پائی لوگ باور نکرتے تھے حیران تھے بعد چند آواز کی
توپ کی صدا موقوف ہوئی ایک شعلہ سا بلند ہوا اور پہر فرو ہو جاتا تہا اسیطرح مگر معلوم ہوتا تہا کہ وہ تہانہ زر
باقی رہا تہا اوسوقت کپتان کا رقعہ مستر امیٹ کے نام متضمن فتح اور شکست غنیم کی آیا مستر امیٹ نے
فوراً خبر مذکورہ ہر ایک اپنی دوست کو کہلا بہیجی بندہ کوٹھی مین جا کر گرم اختلاط تہا کہ ناگہان گہڑی دن رہے
کپتان نکس مع راو شتاب رائے کی اوس ہیئت سے گرد و غبار اٹہے اور عرقناک آپہونچا اور لڑائی کا
حال اور فتح پانی کی کیفیت اور شتاب رائے کی شجاعت بیان کی اور بہروہ شتاب رائے کی تعریف کرکے
کہتا تہا کہ مین نے ایسا نواب نہین دیکہا در حقیقت نواب یہی ہے رام نراین اور مصطفے قلیخان اور محمد آفاق کوتوال
وغیرہ مع اعیان شہر کے اس خبر سے کسی کو مانند ہوئی خیال یہ تھا کہ دونو سردار بہاگ آتے ہین کیونکہ شکست
خادم حسین کی اوس جماعت کثیر سے کسی کے خیال مین نہ آتی تھی مستر امیٹ نے اسمقدمہ مین مبالغہ کیا
لیکن رام نراین وغیرہ معقول نہین ہوتے تہے مستر امیٹ نے کہا کہ جسوقت کپتان نے میر افضل کو لڑائی مین

منہزم لیا چونکہ فوج خادم حسین خان کی تھوڑی سی تھی لہذا مغلوب و منہزم ہو گئی جب استقلال مین فرق آیا
لوٹ جانا منظور ہوا تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے اور کپتان نے جب دیکھا کہ میدان خالی اور خادم حسین خان
مع فوج کے برگشتہ ہوا کئی کوس تک تعاقب کرکے توپ اور اراباد اور مجروحون کو میدان سے لیکر
احتیاط کی کہ باروت وغیرہ جو کچھ ہاتھ لگی اوسکو آگ لگادی وہ شعلہ جو نمود ہوئی تھی اوسی باروت کی ہوائی تھی
بعد ازان وہان کی رہنی مین کچھ فائدہ نہ دیکھکر واپس آیا فوج کو مع سرداران کے وہین چھوڑ آیا بخاطر
راو شتاب رای کی جو کہ ادب نہایت کرتا ہے اوسکو بھی ہمراہ لایا خبر اس تفصیل سے رام نراین کو کچھ تقویت ہوئی
اور دیگر اشخاص بھی مطمئن ہوئے صبح ہوتی جو یہہ خبر چار طرف اوڑی اور تحقیق ہو گئی خادم حسین خان
بتیا کی طرف چلا گیا اور افواج انگلشی مع مردمان شتاب رای کی چند روز بعد دریا عبور کرکے عظیم آباد آئی
اور شتاب رای کی حقوق لیاقت اہل انگلشی کی دلمین جاگزین ہوئی اسی ضمن مین آمد آمد میرن کی مع کرنیل کلو
سیف جنگ کی گرم ہوئی

آنا میرن کا اور خادم حسین خان کی سر پر جانا اور برق کا گرنا میرن کے سر پر آسمان سے واسطے مکافات اعمال کی اور رہائی پانا خادم حسین خان کا اسکی چنگل سے اور باقی حال شاہ عالم بادشاہ کا اور مستقل ہونا بادشاہی پر اوسکا مشیت ایزدی سے

جب میر جعفر خان اور میرن کو یہ خبر ملی کہ عظیم آباد مین خادم حسین خان جا پہونچا نہایت اضطراب ہوا کیونکہ
اول تو عظیم آباد مین فوج کی قلت تھی دوسری بادشاہ دریا طرف موجود تھا لاجرم میرن کا چلنا ضرور ہوا
عزم سفر گرم ہوا اور عرائض رام نراین کی بھی متضمن اضطراب اور مسٹر امیٹ کے خطوط اپنی قوم کے رؤسا کے نام
کیفیت مذکورہ مین اور نیز تاکید عزیمت مین پہونچی آخر کار میرن سپہ سالار مع فوج بیشمار و سامان ہزار
و ہزار کے ہمراہی کرنیل کلو سیف جنگ اور افواج انگلشی شیر جنگ کی آخر تابستان مین عظیم آباد کی نزدیک آیا
اسوقت خادم حسین خان گنگا پار تھا اس داخل شہر ہوا شروع غرہ اول ذی قعدہ ۱۱۷۳ ہجری کو
عبور دریا کیا خادم حسین خان نے صدمہ جنگ کپتان نکس خوب دیکھا تھا اب اس فوج بیقیاس ہمراہی
میرن کے ساتھ لڑنا اپنی تاب و توان سے باہر سمجھکر ظاہر مین تو بلند پروازی اور ددون کی لیتا تھا مگر دلمین
مغلوب اور مسلوب الحواس تھا اور کسی ڈھب سے باہر نکلنے کا پہلو سوچتا تھا کیونکہ جو دریاچہ گندک کہ
جو کوہستان شمالی سے نکلکر حاجی پور کی غربی طرف گنگا مین ملا تھا اسکا سد راہ عبور رہنا بدون کثرت
کشتیون کے اس کثرت حشم خدم کی ہمراہ اوس پر نامقدور تھا میرن چند کوچ متواتر کرکے خادم حسین خان کے لشکر کے
قریب آیا خادم حسین خان نے آخر شب کو اپنی بہیرنگاہ روانہ کردی اور خود دو دستے جریدہ فوج میرن کے

مقابل ہوا اور میرن بہی بخوف جنگ بادشاہ کی جو نالہ سابق مین دو زخم تیر کے کہا چکا تہا ہوس جنگ
چندان نرکہتا تہا اپنی جان کے حفاظت مین رہتا تہا اور افواج انگلشیہ بہی جلدی اور چالاکی تعاقب سے
منع کرتا تہا بعد مقابلہ اور چند آواز توپ کی خادم حسن خان نے میدان سے رخ پہیرا جس جنگل مین جانا منظور تہا
اوسکی راہ لی میرن نے تعاقب پکڑا تا آنکہ اسی حال سے قلعہ بہانسی سے چند کوس پیشتر جاکر منزل گزین ہوا اور
خادم حسن خان بہی سے بہی چند کوس پیشتر پہونچکر لب دریا متحیر تہا کہ اب کہان جاوے القصہ روز عمر میرن کی
تمام ہو چکے تہے اور چونکہ خان کی بہی باربرداری اکثر بسبب بیراہہ روی کی اوسکی فرودگاہ تک نہ پہونچی تمام شب
خادم حسن خان فیل سوار مع ہمراہیون کے لب کر گیا بڑی تکلیف سے غرہ غضب آخر ہوئی اور باوجود
اس تکلیف کی اندیشہ یہہ تہا کہ کل کدہر کو سفر کرونگا چونکہ شروع موسم برسات اور آرادۂ ظلم بیزی میرن کی
گہات پر تہا شب مذکور کی دو تین گہڑی رات گذرنے پر باران شدید برسنا شروع ہوا اور بروز پنجشنبہ کی رات
اور ۱۹ ماہ ذی قعدہ کی تہی میرن اور اوسکے ہمراہیون کی نظرونمین جہان تار ہوا اور بعد انقضای ثلث حصۂ شب
دو تین مصاحب مانند سید محمد خان مرحوم خلف علی رضا خان بن صفی خان بن اسلام خان اور ہمت خان
بن مصلح خان بن اعظم خان حاجی کہ اوس سے رخصت ہو کر اپنی خیمون کو سدہارے اور میرن نے بنابر احتیاط باد طوفان
خیمہ کلان سے اوٹہکر بال دہیر خان مین بنابر خواب تشریف لیگیا یہ ایک قسم خاص خیمہ کی ہے زمین دوز ہوتی ہے
الغرض ایک عورت فاحشہ منجملہ دیگر فواحش کی جو ہمراہ تہین مع دیگر قصہ خوان اور خدمتگار کے حاضر ہوئے چونکہ
اس چند کہ و نامہ سیاہ کی ہنوز اجل موعود مین کچہہ دیر باقی تہی اوسکو رخصت کیا اور خدمتگار نے چپی شروع کی اور
قصہ خوان نے اوسکے لئے خواب عدم کے داستان چہیڑی خدا معلوم اوس تیرہ باطن کی آنکہ بند ہوئی تہی یا کہ
سفیر قضا کے انتظار مین بعینہ واتہی کہ عین شدت باد و باران مین رعد نے گونجنا شروع کیا اور طرفۃ العین مین
برق جانسوز نے آنکہین دکہلاکر میرن کی سر پر رستخیز پیدا کیا جسطرح کہ چارپائی پر لیٹا تہا ویسا ہی جلکر تودۂ
خاک ہوا اور اوس مجرم سوختہ کی رفاقت مین خدمتگار اور قصہ خوان بہی راکہ کے ڈہیر ہو گئے بموجب بیت
زینہار از قرین بد زنہار ✤ وقنا ربنا عذاب النار الغرض جب تہوڑی دیر اس چشم زخم کو گذری اور
ہائی ہنہ ہوا چاکر لوگ اوس خدمتگار اور قصہ خوان کی بدلی کو بطور معہود جاکر جو دیکہتے ہین تو آتش گلزار کا
سیر باغ نظر آیا بعض مقربین وغیرہ کو جو لوگ اوسکی خوابگاہ کے قریب اوترتے تہے اونہین بلاکر شور و غوغا سے
مطلع کیا اونہون نے تفحص حال کیا ثابت معلوم ہوا کہ پانچ چہہ باریک باریک سوراخ میرن کے کاسہ سر مین
گدہی کیطرف اور بدن پر بطور ضرب تازیانہ کے کبودی ظاہر ہین اور تلوار متصل پلنگ پر تہی اوسمین بہی
دو تین جگہ سوراخ ہوگئے تہے اور نزدیک لوگ کئی گداختہ ہوگئے تہے اور سر کے داف کی خیمہ کی چوب گویا بوسیدہ

ہو گئی تھی جب یہ خبر جناب فضایل مآب حضرت شیخ محمد علی حزین کو اللہ مغفرت کرے اوسکی نیک احوال
میرن سے خود آگاہی رکھتا تھا فرمایا کہ برق اندازی عالم کی دیکھتے ہو کیونکر خیمہ مین جاتی ہے
وَ رُشَید دُرُجَمًا قَالَ یعنے ویساہی ہوا جیسا کہ کہا تھا

غرق ہونا دختران بیچارہ مہابت جنگ کا موجب حکم میرن کے دریا مین اور مشاہدہ کرنا خلق کا انتقام الٰہی کو تمام تر فوراً و آشکارا

جب میرن نے خواجہ ہادی خان اور میر کاظم خان کے قتل سے فراغت پائی اور انکی باپ نے
صداقت محمد خان ولد آغا باقر عمدہ زمیندار جہانگیر نگر اور شیخ عبد الوہاب کنبوہ کو بمحض گمان فاسد
دم توپ کر دیا باپ بیٹے نے تشویشات سے رہائی پائی مگر بیٹا اسطرف زیادہ مایل ہوا اکثر زن و مرد کو
ہلاک کرنا اختیار کیا حتی کہ بعض بعض لونڈیوں اور حرم کو بھی اپنے ہاتھہ سے بضرب شمشیر ہلاک کر ڈالا
اور کہا کرتا تھا کہ تصفیہ کے یہی معنی ہین کہ جس سے کچھہ بھی بدگمانی ہو اوسے حوالہ خنجر کرنا چاہیے لہذا
اسنے اپنے ایجاد کے موجب آمنہ بیگم اور گھسیٹی بیگم دختران مہابت جنگ سے بدگمان ہو کر دغدغہ
کامل بہم پہونچایا مگر حاکم جہانگیر نگر کو جسکا نام جسارت خان اور صاحب صلاح و سداد و اتقا او نکی قتل کو
حکم بھیجا اوسنے درجواب لکہا کہ بندہ او نکی باپ کا نمک پروردہ اور مرہون احسان ہے یہ عمل زشت
بندہ سے نہین ہوسکتا پس حکومت جہانگیر نگر کی دوسری کو دیجئے بندہ سے یہ امر نہین ہوگا آخر الامر
میرن نے خادم حسین خان کی مقابل جانیکا ارادہ کیا کسی رفیق بدبخت کو مامور کیا کہ جہانگیر نگر جاوے
اور اس بہانہ سے کہ مرشد آباد چلو نہیں مذکور کو کشتی پر سوار کرا کر معاودت کرے اور تہ آب دیکھے
دور نکلکر او نکو غرق کر دے اور جسارت خان کو لکہا کہ اون دونون ضعیفہ کو فلانے کے ہمراہ
روانہ مرشد آباد کرو میرن تو عظیم آباد روانہ ہوا او فرستادہ نے جہانگیر نگر کی راہ لی اور وہان پہونچکر
دونون بہنون کو لیکر جب مقام دلخواہ پر پہونچا کہا کہ غسل کر کے لباس صاف و پاک پہن لو بلکہ اپنی
ارادہ سے بھی آگاہ کر دیا اس خبر سے بڑی بہن گھسیٹی بیگم نہایت مضطرب ہوئی لیکن اوسکی چھوٹی
بہن امنہ بیگم نے کہا کہ عبث خوف کہاتی ہو آخر ایکروز ضرور مرنا ہوگا پس چونکہ ہم گنہگار ہین شکر خدا
کہ وسیلہ نجات ہاتہہ لگا اور اپنا بوجہہ میرن کے کندہے پر چھوڑکر روانہ ہوتے ہین پس غسل کیا
اور بجای کفن عمدہ لباس پاک پہنا اور بجای خوشبو کے خاک پاک سید الشہدا علیہ السلام کی بدن پر لگائی
اور گناہگاری سے تائب ہوئین اور دم آخر میرن پر نفرین کر کے کہا آخر تو ہم تیری گنہگار نہین میرن کی
کچھہ تقصیر نہین کی اور اوسپر ہمارے خاندان کے حقوق پرورش ہین جسکو وہ فراموش کرگیا ہے

ناحق مارتا ہے لہذا ہماری عرض ہے کہ اوسکے سر پر بجلی گرا تاکہ ہمارا اور ہماری اولاد کا انتقام لیوے پس کلمطیب
اور دیگر اعتقادات حقہ زبان پر لاکر غریق بحر رحمت نامتناہی آلہی ہوئین لوگ کہتے ہین کہ اوسی شب کو
میرن کے سر پر بجلی گری تھی اور بعض ایک مہینے کا فرق بتلاتے ہین اسطرحپر کہ آخر شوال سنہ مذکور کو
ان بی بیون پر یہ بلا نازل ہوئی اور ۱۹ ذیقعدہ کو میرن پر برق گری واللہ عنہ عزیز ذو انتقام میرن کے
معتمدین بلکہ مصاحبین سے دریافت ہوا کہ میرن نے اس سفر مین ایک بند کاغذ مین نام وہ تین سو نفر کا
لکہا تھا اور کہتا تھا کہ بعد فتح خادم حسین خان اور بادشاہ کے گہر پہونچکر ان لوگون کو صفحہ دہر سے
مٹا کر بآرام تمام سلطنت مقیم ہونگا اور کسی بدخواہ سے کچہہ اندیشہ نرہیگا خدا نے ایسا کیا کہ خود بدولت ہی مثل نقش غلط کا تقدیر سے مٹگئے
اور ہزارہا مخلوق نے اوسکے ہاتھہ سے رہائی پائی پوشیدہ نرہے کہ حکیم علی الاطلاق اور خالق انفس و
آفاق جسوقت کہ بندون انہون کو بیچ نہایت شر اور فساد کے غرق دیکہتا ہے روا نہین رکہتا کہ
ایسی ایسی باتین ناروا کرین اور بندگی اوسکی سے غافل رہین پس فوراً التسلط ظالم ہوتا اور برافگی کرتا ہے
تاکہ تنبیہ مفسدونکی قرار واقعی ہو لیکن ہمیشہ ظالم کو اوپر مخلوق کے پائداری حکومت نہین رہتی جیسا
مخبر صادق نے ارشاد فرمایا ہے کہ الملک یبقی مع الکفر ولا یبقی مع الظلم مضمون اس حدیث کا
یہ ہے کہ بقاے قیام سلطنت کافر کی رہتی ہے اور ظالم کی حکومت ثبات اور قرار نہین پاتی اگر بعد
تنبیہ وسیاست مفسدونکی ظالم پہر رہین اور ظلم سے باز آئین اور دست تعدی دراز نکرین ممکن ہے
کہ مالک الملک براہ مہربانی انکو قایم رکہے اور شجر حکومت ثمر ریاست دوام سے بار آور رہوا اور
جو یہ حاکم مامور دست ظلم کو تاہ نکرے منتقم حقیقی ایسا جابر زبردست بہیجے کہ اسکو بہی سنبہلنا دشوار
ہوجاے اور ہلاکی اسکی فوراً نمودار ہووے کہ تیر دعاے مظلومان بہت جلد نشانہ اجابت پر پہونچتا ہے
جیسا کہ مشہور ہے **بیت** بہت ڈر آہ مظلومن سے ہنگام دعا ظالم کہ آتی ہے درحق سے اجابت
پیشوائی کو پس خدا وند کریم غالب اور قادر اور توانا ہے اوپر ہر چیز کے

رجوع باقی احوال لشکر میرن کا اور دیگر لوائف کا

نوزدہم ذی قعدہ ۱۱۷۳ روز پنجشنبہ کے اول صبح کو خبر واقعہ عظیمہ کی کہ اس واقعہ آسمانی اور بلاے ناگہانی کی وقت
شب اوپر میرن کی گذری تھی کسی معتمد نے جاکر کے جرنیل سیف جنگ کہ رئیس تمام فوج انگلشیہ
اور سرمایہ استظہار عساکر ہند کا سردار تہا پہونچائی اوسنے بہی بموجب صلاح ہندوستانیون کے
اخفا اس واقعہ کا مناسب سمجہا اور شکم میرن کا جرنیل صاحب کے روبرو چاک کیا آنت اور روده
نکالکر اوسی جگہ دفن کر دیا اور نقارہ مراجعت بجاکر اوسکی لاش فیل سوار مین رکہکر اسطور سے

کہ باہر فوج کی باہر سے روانہ ہوا اور شہرت دی کہ وہ بیمار ہے لیکن لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ مردہ کو فوج
مین کیا ہی گویا سراج الدولہ کی تشہیر کا انتقام ہوا پہر میورٹ کرنیل صاحب نے قلعہ بتیا کی متصل پہونچکر حسب التماس
وکلاے رام نراین کے توقف کیا اور وہانکے زمیندار سے پیغام انفصال معاملہ کا نہایت تاکید سے
دیا اوسنے فوج انگلشیہ کی خوف سے انقیاد و اطاعت اختیار کی اور دونون لشکر بتیا سے کلکلکر
کرنیل کی ریاست مین آئے اور جنازہ میرن کا طیار کرکے جلدی سے کہہ دن پر دریائی گنگا کے
کنارے پہونچایا اور وہانسے کشتی پر اوسکی لاش نہایت تعفن اور خرابی مین راج محل پہونچی جسجگہہ اوسکا
اب بہی مقبرہ موجود ہی مدفون ہوا) فاعتبروا یا اولی الابصار) اور لشکر مع دیگر سرداران کی عظیم آباد
پہونچکر مقیم ہوا راجہ راج بلبہہ بنگالی جو پیشتر شہامت جنگ مرحوم کا دیوان اور اسوقت میرن کا تہا
لشکر میرن کا سردار ہوا اور رام نراین تو خود عظیم آباد کا نایب تہا اور اوسکا بہائی جو میرن کی ہمراہ تہا مگر اول

ذکر ہے مسٹر امیت کے کلکتہ جانے کا اور اوسکی بعد کرنیل سیف جنگ کی پروانگی اور سرداران انگلشیہ کی باہم نفاق شروع ہونا

جب تک کرنیل سیف ثابت جنگ کلکتہ مین تہا فوج اور کوٹہی کی دونون ریاست اسیکے متعلق تہین جب وہ
اپنی ولایت کو قاصد ہوا کام بنگالہ اور نیز اس جماعہ کی ریاست کا اس صوبہ عظیم آباد و بنگالہ و اوڑیسہ مین
جو لسبب سابق کی وسیع و عظیم ہو گیا تہا کرنیل مذکور نے مسٹر امیت کو کل ریاست کی لایق نسمجہکر شمس الدولہ
ہنری وانسٹرٹ جو مندراج کا صاحب کلان تہا کوٹہی کلکتہ کی سردار مین تجویز کیا اور نیز کونسل مین
بہی یہ راے تجویز ہوکر مقرر ہوئی کہ بالفعل بعد ثابت جنگ کی مسٹر ہلول کو کلکتہ کا صاحب کلان کیجی
بعد ازان جب شمس الدولہ آئے اس ملک کا مدار المہام ہو اور باعتبار ایام سابقہ اور نیز درجہ
نوکری اور قاعدہ کلیہ کے مسٹر امیت اس عہدہ کا امیدوار تہا اس تقرر کی خبر سے مکدر ہوکر عظیم آباد
مین بعجز گفتگو کرنے لگا جب ثابت جنگ ولایت چلا گیا اور مسٹر ہلول کرسی گورنری پر بیٹہا
نہایت ملول ہوا کاروبار عظیم آباد کا چہوٹے صاحب کے سپرد کرکے عازم کلکتہ ہوا اور بعد چند روز کے
کرنیل سیف جنگ بہی یہانسے چلا گیا اور شاید اس سے کوئی تقصیر ہوئی تہی کہ ریاست فوج سے
معزول ہوا اور اوسکی جگہہ پر میجر کرنگ مقرر ہوا۔ میر محمد جعفر خان میرن کی فوت سے جو حواس رکہتا تہا
وہ بہی کہو بیٹہا ملک و مال فوج و سپاہ کے کاروبار مین مخلل ہوا میر قاسم خان کہ سید رضی خان
ہن امتیاز خان خالص مخلص ولایت زاد امیرانہ عہد گذشتہ مین دیوان بادشاہی عظیم آباد کا تہا میر جعفر خان
کی دامادی مین تہا لیکن سسر داماد کی صحبت ہمیشہ ناچاق رہی اور میرن زیادہ تر ناچاقی مین ساعی تہا

اس سبب سے میر جعفر خان اکثر اپنے داماد میر قاسم خان سے راضی نہ تھا لیکن بضرورت اب
مورد الطاف کرنے لگا اور خدمت پورنیہ کی علاوہ خدمت رنگ پور کی اوسکو سفرر کی اور بعض
سوال وجواب کیواسطے اوسکو کلکتہ بھیجا چونکہ میر قاسم خان اسکے خاندان مین نہایت کردکاری
اور امتیاز رکھتا تھا اصحاب کونسل سے وہ گفتگو کی کہ اپنی محبت کا نقش اونکی لوح خاطر مین
منقش کردیا اور کونسلیو کے دلمین یہ بات قرار پائی کہ بہ نسبت میرن اور میر محمد جعفر خان کی میر قاسم خان کی
لیاقت سروری کی زیادہ ہے **الغرض** میر قاسم خان نے جس کام کو آیا تھا درست کرکے مراجعت کی
میر جعفر خان بھی کسیقدر خوش ہوا چونکہ کوئی اولاد نہ تھی ضرورتاً میر محمد قاسم خان مرجع جمیع امور ہوا
اور اس ضمن مین بسبب مرگ میرن اور تغافل میر محمد جعفر خان کے تنخواہ سپاہ مین عرصہ بسیار
منقضی ہوا اور انکا تقاضا شدید ہوا چند بار سماجت کرکے گذرا بعدہ دار الامارۃ کو محاصرہ کیا
میر قاسم خان نے اصلاح کرادی اور اسی عرصہ مین چند تقریبات سے میر قاسم خان کو کلکتہ جانا پڑا
میر جعفر خان اس بارہ مین پس وپیش کر رہا تھا لیکن تقدیر سے نہو سکا کہ ممانعت کرے چار ناچار
رخصت کردیا اور میر محمد قاسم خان روانہ کلکتہ ہوا اسوقت مین مستر ہنری ونسترت المعروف
نصیر الملک شمس الدولہ بہادر کلکتہ پہونچے اور وہان کے گورنر ہوئے میر محمد قاسم خان چونکہ اوس
زمانہ مین پورنیہ جانے کا بھی خیال رکھتا تھا کہ فوج بھرتی کرے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکا ذکر
خوبیونکا برسبیل اجمال مہابت جنگ اور فتح شمشیر خان کے حال مین لکھا گیا ہے اور اندنون مین
میر محمد قاسم خان کا رفیق تھا حکم دیا کہ باراوہ پورنیہ اور تالیف قلوب مردم قدیمی اور مرشد آباد کے
گرد رہا اور خود کلکتہ کو روانہ کیا اب بادشاہ اور کامگار خان اور بعض سوانح عظیم آباد بنا بر انتظام وحبار کے

حال لکھا جاتا ہے

ذکر ہے احوال عظیم آباد مین میجر کرنگ کا باتفاق راجہ رام نراین اور راجہ راجبلبھ کا
ساتھ بادشاہ اور موسیو لاس سے لڑنا اور بادشاہ کی شکست موسیو لاس کا
محصور ہونا اور دیگر حالات جو وہان پر ہوئے اور تسلط پانا میر محمد قاسم خان کا
اوپر مسند سرداری صوبہ مرشد آباد کے تائید خالق العباد سے

میرن تو شروع موسم برشگال مین سوختہ خرمن حیات ہوا لیکن اوسکی فوج اس نظر سے
کہ بادشاہ اور کامگار خان سرمایۂ فساد موجود ہین متعینہ صوبہ مذکور ہوکر مقیم تھی ریاست اوسکی راجہ
راجبلبھ دیوان میرن سے متعلق تھی اور رام نراین خود اوس صوبہ کا نائب تھا اوسکی فوج ملازم

اوسکی ہمراہ تہی اور فوج انگلشی بہی وہین پر مقیم تہی برسات کے سبب یہ کل فوجین جس جگہ
تہین وہین مقیم رہین اور اس عرصہ مین بادشاہ داوددنگری بہار کی قرب وجوار تک برابر سیر وتردد مین رہا
بدین سبب کہ اسکے لشکریون کی معاش منحصر کہیتیون پر تہی اور اوسکی چارپایہ اور حیوانات ہمراہی کو بہی
چراگاہ ضرور تہا مگر مدت مدید تہا اور چونکہ صوبہ مین تسلط درست نہوا تہا باوجود سلطنت کے
مثل بنگالہ غارتگری کرتا تہا دانہ گہاس وغیرہ ماکول مشروب اوسکے ہمرہیون اور چارپایون کو
مطلق نملتا تہا راجہ بنیاد سنگہ برادرزادہ راجہ سندرسنگہ اور پہلوان سنگہ بسبب تسلط کامگار خان اور
عادت شرم بیحیثیتی کے روبرو بادشاہ کی نہین آتے تہے اور چونکہ کامگار خان کینہ دیرینہ سندر سنگہ اور اوسکے
اولاد واقربا سے رکہتا تہا انکے ملک کو محفوظ رکہکر اوسکے ملک کی پامالی کا روادار رہتا ایکروز بنیاد سنگہ
قلعہ ٹکاری سے قلعہ گورواحہان پر متعلق چہوڑ آیا تہا جاتا تہا یہ خبر بادشاہ اور کامگار خان کو پہونچی فوج مغلیہ
ملازم بادشاہ قریب ہزار سوار کے اوسکے قید کرلانیکو مقرر ہوئی فوج مذکور نے جاکر قید کرکے حاضر کیا
وہ چند روز نظر بند رہا اور والد مورخ کے نام عرائض وپیغام ارسال کرتا رہا کہ اگر آپکی وسیلہ سے میری رہائی ہو
اور بادشاہ نظر لطف مبذول فرمائے بندہ اپنی فوج جمع کرکے کار بادشاہی کامگار خان سے بہتر انجام دے
اور فتح سنگہ پسر ابہای جو بنگالہ مین ہے فوج جعفر خان کی بادشاہ کیطرف رجوع کرکے حاضر حضور ہو اور اگر بادشاہ
کامگار خان کی خاطر کرکے اوسکے وسیلہ پر چہوڑیگا چونکہ اس وجہ مین ہمارا ننگ وعار ہے ہمسے کچہ دولتخواہی
اور رفاقت بادشاہ کی نہو گی والد نے یہ جملہ مدارج بادشاہ کو سمجہا کر بنیاد سنگہ کو رہا کرایا اور اوسنے
والد کی ملازمت کرکے انکے وسیلہ سے شرفیاب حضوری بادشاہ ہوا اور آمادہ جانفشانی اور رفاقت ہوکر
اپنی فوج کو طلب کیا اور عملہ کو حکم دیا کہ اسباب حرب اور غلہ وغیرہ سامان کی فراہمی مین کوشش کرین
کامگار خان نے بعد ایکروز کے اظہار ملال بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر بنیاد سنگہ نے اسطرح پر غلامی پائی
غلام ترک رفاقت کرتا ہے بادشاہ نے دوسرے روز جب بنیاد سنگہ مجرے کو گیا قید کرلیا والد اس حرکت سے
آزردہ ہوگیا اور بادشاہ سے یہ کلام سخت پیش آیا بادشاہ نے عذر کامگار خان کی ترک رفاقت کا کیا والد نے
کہا کہ کامگار خان کو اس صوبہ مین بجز آپکی اطاعت کے کوئی تدبیر نہین ہے بجز اس دردولت کے اوسکا
کہین ٹہکانا نہین ہے لیکن بادشاہ کو کامگار خان کی برہمی کا ایسا رعب چہایا تہا کہ کچہ سود نہوا والد نے
آزردہ ہوکر خانہ نشینی اختیار کی کامگار خان نے بنیاد سنگہ کو رہا کرکے اپنے زیر حملہ کیا اور منجملہ والد کو
پیغام دیا کہ اب بادشاہ مجہسے امید رفاقت نرکہے بندہ دو تین روز مین آپ کنارہ کرتا ہے آخر ایسا ہی ہوا
آخر بادشاہ نے بہادر علی خان محلی کو بہیجکر والد سے عذر خواہی کی والد نے جواب دیا کہ کامگار خان کی تسلط مین

ہمارا رہنا ان کرین محال ہی بس اب رخصت کا امیدوار ہون بادشاہ نے بہت سی دلجوئی کی اور
لاچار ہوکر رخصت دی فرمایا اگر بضرورت رخصت ہوتے ہو اچھا ہی علحدہ ہوکر جسقدر ممکن ہو ملک تسخیر کرو
اور رفقا فراہم کرکے بروقت حاضر ہوا اور نیز چند ہزار روپیہ کامگار خان سے مخفی واسطے خرچ اور اعانت والد کے
ارسال کیے والد نواح جاگیر مین پہونچکر امر ماموره مین مصروف ہوا

ذکر مرشدآباد مین جلوس کرنے میر محمد قاسم خان کا اوپر مسند ریاست بنگالہ وغیرہ صوبجات کی تائید مالک الملک سے

جب میر قاسم خان بموجب ذکر بالا کلکتہ پہونچا اور شمس الدولہ بہرہی ونسٹرٹ سی ملاقات اور سلام وپیغام لیا
بابین کلام مین میر محمد جعفر خان کی غفلت ورزی اور برہمی معاملات ملکی اور مالی اور بے انتظامی جملہ امورات
سررشتہ فوج وغیرہ کا بیان کیا اور چند لوگون کو مانند چینی لال اور منی لال اور ننکو سنگہ ہرکارہ وغیرہ کی غفلت
اور عدم لیاقت خانہ کو رسے اوسکی سرکار مین مدار المہام اور مختار کار تھے شمار کراکر انکی رسوائیان
بیان کین شمس الدولہ نے جو کہ فرقہ انگلشی مین عقل ودانش سے ممتاز اور نکتہ اور دقیقہ یابی مین
سرفراز تھا میر محمد قاسم خان کو لائق ملکداری اور ہوش وسلیقہ مین فائق دیکھکر اور میر محمد جعفر خان اور اوسکے
حالات مین غور رسی کرکے متردد ہوا کہ کیا کرے آخر اوسکے دلمین یہ ارادہ مصمم ہوا کہ میر محمد قاسم خان کو
نیابت کل سپرد کی دیگر مختار گری اور میر محمد جعفر خان کی روزمرہ کو کچھہ مقرر کردیجے تاکہ قاسم خان وجہ مذکور ہ
بلاتامل اوسکو پہونچایا کرے اور یہ ارادہ اپنے احباب سے ظاہر کرکے مشورہ طلب ہوا اراکثر
ارباب کونسل کی شمس الدولہ سے موافق ہوئی مگر مسٹر امیٹ جو کہ بدرجہ لاچاری کونسل کا چھوٹا صاحب
اور بعدہ مرتبہ شمس الدولہ پر تھا اور دو تین شخص اور مانند میجر کرنگ اور مسٹر السن اور مسٹر بالس کے
جو اوس سی متفق تھے اس رائے سے راضی ہوئے اور چند قباحات اسمین بیان کیے اور جس امر مین
رائے شمس الدولہ کی قرار پائی اوسکے برخلاف ردوقدح کرتا تھا بلکہ بذریعہ تحریر کے دونون شخص
ہمدیگر کی رائے کے بابت ولایت لکھتے تھے اور ہر ایک دوسرے کی منافی رائے کی شکایت تحریر کرتا تھا
اور اس باہمی نے ایکعالم کو برباد کیا جسکا حال عنقریب تحریر ہوگا القصہ جب رائے شمس الدولہ کی
مصمم ہوئی میر محمد قاسم خان کو اس بشارت سے خورسند کیا اور یہ مقرر ہوا کہ شمس الدولہ خود جاکر
مرشدآباد مین اسکا بندوبست کرے قاسم خان نے خوشنود مرشدآباد کو معاودت کی شمس الدولہ نے
مع عماد الملک مسٹر ہشٹنگ کی جو ان دنون مین ابتدا سنہ ۱۱۷۴ ہجری سے آجتک کہ روز سہ شنبہ
۲۳ تاریخ ماہ رمضان سنہ ۱۱۹۴ ہجری ہے کلکتہ کا گورنر اور اکثر ملک ہند کا مدار المہام ہے مع بعض

سردار اور نصف فوج انگلشی کی بنا بر انتظام امر مذکور قاسم خان کے عقب سے مرشد آباد کو
عزیمت فرمائی اور میر قاسم خان نے علی ابراہیم خان بہادر کو تحریر کیا کہ نئی فوجین بہرتی کرے
اور امیدواران وغیرہ مردم شہر کو تالیف قلوب کرکے اپنا رفیق کرے اور اسباب تجمل سواری
قدیم وجدید سی جو کچھ مہیا اور میسر ہو اور عصا اور چوب نقرہ موافق ضابطہ ہند کے تیار کرکے برسم استقبال
پلاسی تک حاضر ہو خان والاشان کہ ہوشیاری اور سلیقہ کارگذاری مین یگانہ روزگار تھا
زیادہ اوس سے کہ میر قاسم خان نے خیال کیا تھا مہیا اور سرانجام کرکے استقبال کو گیا اور
میر محمد قاسم خان نے حسب خواہش اپنی جاہ وحشمت اور تجمل وشوکت سے داخل خانہ خود ہو کر
میر محمد جعفر خان سے ملاقات کی اور دوسرے روز شام کیوقت شمس الدولہ نے پہونچکر مراد باغمین
نزول کیا اوسکی صبح کو میر محمد جعفر خان عازم ملاقات ہوا اور ایک ثلث دن گذرنے پر دریای
بہاگیرتی سی عبور کرکے مراد باغمین پہونچا شمس الدولہ نے بعد تکلفات صوری کی راز دلی ظاہر کیا
اور جو صلاح ہوئی تہی ظاہر کی میر محمد جعفر خان نے انکار کرکے بڑا مبالغہ کیا شمس الدولہ نے کسیکو بہیجکر
قاسم خان کو بلایا اور اوس مقام پر جو کہ گفتگوی نرم وسخت گذرا ہر چند شمس الدولہ نے چاہا
کہ میر محمد جعفر خان حسب صلاح منظور کرے اوسنے ایک نمانی اور قبل پہونچنے میر قاسم خان کے
سوار ہو کر چلا گیا وسط دریا مین کشتی سواری محمد قاسم خان کی اسکے نظر مین جلوہ گر ہوئی اسنے
معاودت کا اشارہ کیا بدین غرض تا کہ وہان پہونچکر کوئی فاونہ اوٹہا دے خان مرقوم نے معاودت
بہلائی نہ دیکہی اوسکی بات نمانی بلکہ برسم تجاہل گویا کچھ بہی نہیں سمجھا ذرا بہی حرکت نکی باغمین شمس الدولہ
پاس جا پہونچا اوسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک بیان کیا میر محمد قاسم خان نے کہا کہ یہ تو اچہا نہو
اب میر محمد جعفر خان مجہسے بدگمان ہو کر میری جان کا خواہان ہوگا شمس الدولہ نے جوابدیا کہ ہم لاچار ہین
اسنے کہا کہ جب آپ لاچار ہین بندہ کہ محض بیچارہ ہے کیا کرے چونکہ وقت طعام آگیا تھا شمس الدولہ
نے کہا کہ آپ ٹہرین بعد فراغ طعام گفتگو ہوگی الغرض میر قاسم خان الگ متحیر بیٹہا اور علی ابراہیم خان کو
جسکو ہمراہ لیتے گیا تھا مشورہ آغاز کیا خانمذکور نے کہا کہ اول صاحب سے جو کچھ کہنا ہو کہہ دیجیے
اگر کوئی امر نہوا تو اسے اطلاع کرکے اسی جگہ سے اپنے ملازمین اور خزانہ کو طلب کرکے بیر بہوم کیطرف
جانا چاہیے اور باغیون کے طور پر تاخت و تاراج کرنا ضرور ہوگا چونکہ اکثر فوج آپ سے موافق ہے
اور کامگار خان بہی مع بادشاہ تمسے متفق ہو جاویگا غالب ہی کہ اس تدبیر سے بہی کام دل حاصل ہو
چونکہ میر جعفر خان سے اطمینان نرہا تھا یہ تدبیر درجہ لاچاری کو دلنشین کرلی فی الحقیقة مردمان فوج

میر جعفر خان سے بیزار اور اسکی فرمان بردار تھے اور جگت سیٹھ اور اوسکا بھائی مہاراجہ سروپ چند بھی
خفیہ اسکا مددگار تھا خلاصہ میر قاسم خان نہایت حیران و پریشان تھا تا آنکہ شمس الدولہ نے طعام سے
فراغت پائی اور میر قاسم خان نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر جیسا کہ معہود ہوا ہے اگر نہوا لا علاج فساد نظر آتا ہے
شمس الدولہ یہ کلام سنکر علیحدہ ہوا اور مسٹر ہیسٹنگ بہادر وغیرہ ارباب سلطنت سے دیر تک مشاورت
در پیش رہے بعد گفتگوی بسیار کے یہ رای ہوئی کہ کل کے دن باتفاق میر محمد قاسم خان کی دار الامارت
جانا چاہیے اور جسطرح کہ معہود ہے انتظام کرنا چاہیے میر محمد قاسم خان بسبب اندیشہ کے جو میر محمد جعفر خان سے
رکھتا تھا اپنی فوج کو کہلا بھیجا تھا کہ اوسکی گھر سے دور مستعد و آمادہ منتظر رہیں اور عملہ کو حکم بھیجا تھا
کہ ہر ایک کو کھانا کھلوانا یہ سب امر حسب الحکم تعمیل ہوئی اب شمس الدولہ نے میر قاسم خان کو
مرخص کیا بدین قرار کہ کل اول صبح کو مع اپنے کل حاضرین ہمراہیوں کے حاضر ہو اور سرداران
فوج انگلشی کو بھی حکم دیا کہ گھڑی رات رہے فوج اور توپ تیار کر کے دار الامارۃ کے دروازہ پر جا بجا مامورہ
مقررہ حاضر ملیں میر قاسم خان نے جب اپنی گھر جانیکا ارادہ کیا اول اوسکے رفیق کنارہ سے گھر تک
اژدحام کر کے واسطے حفاظت کے استادہ ہوئے بعدہ اوسنے دریا سے عبور کر کے سپاہ دولتخواہ کے
احاطہ میں دولت خانہ پہونچا اور تمام شب قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات خوان رہا اور
تھوڑی دیر خیر طلب لوگوں کی دلجوئی میں بسر کر کے چند گھڑی استراحت پر مائل ہوا

ذکر ہے عروج نیر اقبال میر محمد قاسم خانکا معارج جاہ جلال سے اور رجوع ہونا کوکب بخت میر محمد جعفر خان کا قول اور زوال سے

جسوقت میر محمد قاسم خان کی صبح اقبال کی روشنی قریب ہوئی حسب معہود بخت بیدار کیطرح فرش
راحت سے شگفتہ اوٹھا اور مع رفقا اور ہمراہیان کی تیاری سواری کا حکم دیا جب بہمہ جہت قریب ہو کر
پیش ہوی کسوت اقبال دلداری تن زیب کر کے طالع فرخ سے شگون فیروز مندی لیکر سمند اقبال پے
رنگر اہوا ادہر سے قبل ورود میر قاسم خان کے شمس الدولہ ہنری وانسٹرٹ گورنر اور عماد الدولہ
مسٹر ہیسٹنگ بہادر مع دیگر سرداران اور توپ اور فوج کے میدان جلو خانۂ دار الامارۃ میں پہونچکر
شاہراہ دربار پر اپنی لوگ مقرر کر دئے اور ادہر سے میر قاسم خان اسپ سوار مقابل نقارخانہ کے
جاکر استادہ ہوا پیغامبروں کی آمد و رفت شروع ہوئی ہر چند شمس الدولہ نے ہر طرح میر محمد جعفر خان کو
فہمایش کی کہ اگر تمہارا داماد تمہاری نیابت میں ملکی مالی کام کا سر انجام دے اور تم فارغ البال عیش
و کامرانی میں ایام زندگانی بسر کرو تو کچھ تمہارے لئے برائی نہیں ہے بلکہ بہبودی ہے اپنی تمہاری غفلت سے

کار ملک مین خلل اور سپاہ اور وظیفہ خوار مضمحل ہین دو تین مفلوک ہندو بانک ملک کر دیے ہین
نجیب و شریف جان بلب ہین گمران بانون سے کچہ سود نہوا اور اس جاہل مطلق نے فہمایش سرداران
انگلشی کی کچہ نہ سنی اس باب مین جواب سوال مین کہ عرصہ دراز ممتد ہوا البتہ تلنگون کی کمپنیان یک مرد
ہوتی جاتی ہین اور توپ بہی طیار رہو یوار دار الامارة تہی محمد میر جعفر خان کے رفیق جو دار الامارة
کے اندر اوسکی بموجب حکم حراست مین آمادہ تہے افواج انگلشی کی رعب اور ہراس سے جو کہ خدا تعالے
نے اس ملک کے لوگون کی دلونمین مستولی کر دیا ہے ہر ایک حیلہ و بہانہ سے اپنے اپنے گہر دنکی راہ
لینے لگا آخر شمس الدولہ نے تنگ ہوکر کہا ہر گاہ یہ مجہول امر معقول کو نہین سمجہتا اسکی استرضا سے
کچہ ضرور نہین جسمین رفاہ خلق کی صورت ہو تعمیل کرنا چاہئے چند سرداران انگلشی جو حاضر تہے اونہون نے
تصدیق کلام کیا اور ساتہہ اسکے ہمداستان ہوے پس اونسے میر قاسم خان کو حکم دیا کہ ہر سہ صوبہ کی
مسند ایالت پر بالاصالت بیٹہہ کر فرمان روائی کیجے اور رعایاے مظلوم کی دلجوئی مین ہمہ تن مصروف ہوجیے کیونکہ
یہ بیچارہ شرفا اور رعیاان دونو ہندوکیون کی ہاتہہ سے نہایت تنگ ہو رہے ہین اور اندرون دار الامارة
جو چند لوگ میر جعفر خان کے مخلصون مین رہتے تہے ونہین بہی بدر کرکے کارخانون کے دروازون
اور نیز حرم سرا کے راستون پر تلنگون کی حراست مین مقرر کر دیا اور خود داخل دار الامارة ہوکر بیٹہا
اور میر محمد قاسم خان کو طلب کرکے زیر شامیانہ کارچوبی جو دیوان عام کے ایوان مین کہنچا تہا مسند پر نشستن کیا
میر محمد قاسم خان دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو نیابت سے گذر کر بالاصالت
ہر سہ صوبہ کی ایالت پر سرفراز ہوا اور نقارۂ شادمانی بلند آوازہ کیا ہوا خواہان حاضر نے ہجوم کرکے
نذرین دکہلائین شاید شمس الدولہ نے تین چار روز تک مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ کو مع افواج انگلشی کے
اوسکی حفاظت پر رکہا اور خود مراد باغ گیا اور میر جعفر خان کو جو محل سرا کے اندر اپنی عورتون اور لڑکون مین تہا
شمس الدولہ نے پیغام بہیجا کہ اگر مرشد آباد مین رہنا ہو کوئی مزاحم نہین جس مکان یا جس حویلی مین
منظور ہو اپنی اقامت کو پسند فرمائیے اور اگر کلکتہ کا چلنا منظور ہو تو بہی مضایقہ نہین ناظم معزول نے کلکتہ کا جانا منظور کیا
بجرہ اور کشتی کی درخواست کی جملہ سامان حسب خواہش مہیا ہوا اور میر جعفر خان بدلجمعی تمام خزانہ
محال اور جواہر نفیسہ جو کہ نواب اور تحفۂ شجاع الدولہ اور علاء الدولہ سرفراز خان اور سیف خان اور مہابت جنگ
اور شہامت جنگ اور صولت جنگ اور سراج الدولہ کے تہے اور حرم سرا مین انہین دنون
کیواسطے منی بیگم کی تحویل مین جو کہ جعفر خان کے گہر مین میر خانہ بہتی رکہتا تہا اور پارچہ ملبوس خاص
جو کہ یہہ بہی اونہین امرا کا اندوختہ تہا مع دیگر تحایف اور نوادر کے جو لوگون سے مستور تہا ہمراہ لیکر

مع عورات مدخوله اور اونکے خدمه اور اطفال صغیر جو که تین لڑکے اور دو لڑکیان تهین راه
کلکته کی بی چند کمپنی تلنگه کی حفاظت کے ساتھ همراه هوئین دار الامارة مذکور مین پهونچادیا اور میر جعفر خان نے
اوس شهر کے چوک کے متصل ایک عمده زمین خرید کرکے طرح عمارت اپنی سلیقه اور رائے درست ڈالی اور
متعدد مکانات کی تعمیر کرائی اوسکی رفقا سے میرزا غلام علی بیگ پسر حاکم بیگ نے وفاداری کی
اس سفر دور دراز مین رفیق هوا حقیقت تو یه هے که بجز اوسکے اور کسی دوسرے نے همراهی پر قدم نه رکها
اب یهان کا حال سنئے میر محمد قاسم خان نے اپنا خطاب نصیر الملک امتیاز الدوله میر محمد قاسم خان بهادر
نصرت جنگ مقرر کیا اور خطاب مذکور بادشاه سے اپنے واسطے طلب کیا اور ایک لڑکا اسی قرب
جلوس مین حاصل هوا تها اوسکے مقدم کو مبارک سمجها چونکه علم نجوم مین بهی کسیقدر شعور رکهتا تها
اور اس علم کے حکم پر معتقد تها اوسکا زایچه بڑے تنقیح سے منجمون سے بنوا کر اوسکے عروج کا معتقد هوا
لیکن اوسکی عمر نے وفا نکی دو تین برس کا هوکر فوت هوا صوبه عظیم آباد اوسکے نام مقرر کرکے خطاب مظفر الملک شمس الدوله
میر شمس الدین علیخان بهادر ناصر جنگ کا حضور سے طلب کیا اور اوسکو هفت هزاری قرار دیکر
چهوٹے چهوٹے هاتهی گهوڑے مع زین و عماری مناسب قد و قامت کے آراسته کیا اور چهوٹی
عمر کے لڑکے شاگرد پیشه بنائے اور هر فرقه مین بهرتی کی گویا ایک تماشا تها اور اپنے چچا میر ابوتراب
کو بهی که اول مین مرد مغلوک تها معز الدوله تراب علیخان بهادر صلابت جنگ کے خطاب سے مخاطب کرکے
منصب ششش هزاری اور عطائے پالکی جهالردار اور علم اور نقاره اور جاگیر اور رساله سے معزز فرمایا
اور اپنے چچا کے لڑکے کو ابو علی خان بهادر خطاب اور رساله دیکر عزت بڑهائی لیکن چندان
اسکا اعتماد نه تها در اصل لیاقت بهی کم تهی اور چچا هرچند محض عامی اور استعداد سپهگری کی فطرتی
نرکهتا تها مگر پاس حقوق دیرینه اور نیز دوستی کا جو لوگون کو اوس سے اور اوسکو لوگون کے
ساتھ تها مرعی رکهتا تها اور بقدر مرتبه کلمه خیر کے کهنے مین بحضور میر قاسم خان کے قصور نهین کرتا تها
القصه بعد تمهید و تشیید مبانی عهود اور مواثیق کی جو که کونسل کلکته اور جماعة انگلشیه سے انعقاد
اور انفصال پایا طرفین سے محرر اور مرقوم هوا اور وضع مهربانی کی باهم اتفاق خاص سے تخصیص پایا
میر قاسم علیخان رتق و فتق ملکداری مین مصروف هوا متصدیون سے محاسبه اور میر جعفر کے عمله کے کاغذ کی
خیانت نکالنے مین مصروف هوا ان لوگون مین بعض قدیم اور بعض جدید ملازم کرده میرن اور میر جعفر خان
کے تهے بعض متصدیان قدیم کی بهی تالیف و ترغیب کرکے اس کام مین شریک کیا اور بعض اپنے متوسلون کو
جنپر اعتماد رکهتا تها ناظر کیا علے ابراهیم خان بهادر کو جو دیانت اور امانت مین یگانه روزگار اور دفاتر دیوانی

وثیقہ یابی مین ہوشیار تہا تنخواہ سپاہ کی کم وکیف مین بالتخصیص مامور کیا اور سوای اسکے اور مشکلات
امور بہی اسیکی رائے پر محول رہی ستیارام نے اگرچہ ضوابط دیوانی کے درست کرکے اخذ کئے تہے
مگر سخت گیر اور بد طینت تہا یہ شخص دریافت خیانت دفتر دیوانی اور بیوتات اور وقفیت خیانت دیگر متصدیون پر مقرر ہوا
اور قدیم منشی جو معتمد تہا میر منشی اور حافظ ابرار خان کے لقب سے نامزد ہوا اور بعض امور کا تفحص
اور تجسس اسکے بہی سپرد ہوا خواجہ گرگری برادر خواجہ پدروس ارمنی توپخانہ کی داروغگی اور آراستگی
توپ وغیرہ اور قواعد سکہلانے پیادہ ہائے برقنداز کے حسب قاعدۂ فرنگ مقرر ہوا اور کمال تقرب ملا
گرگین خان بہادر لقب مقرر ہوا اسکا تقرب ایسا ہوا تہا کہ اوسکا دوسرا ہمسر نہ تہا میر قاسم خان مین کوئی ہوتا
اسکے التماس کو میر قاسم خان کے دلمین وہ جگہ تہی جو آجتک کسی نوکر اور آقا مین نہین سنی گئی
گویا شیطان کے مانند میر قاسم خان کے رگ وپے مین اپنا اثر کر گیا تہا شیخ مسند علی لکہنوی جو کہ احاد الناس
قصاب لکہنو سے ہیچکارۂ محض تہا زمرۂ سپاہ مین درجۂ عالی کو پہونچا یہ شخص مخفی گرگین خان سے کچہ کم نہ تہا
بعد اسکے مرنے کے بہتیجا اسکے بخشی رہا اور ہرایک کے ہمراہ چار پانچ ہزار سوار رہا کئے چنانچہ اوسکا بہتیجا
فرحت علی کہ رسالہ مین کئی سو سوار رکہتا علی ہذا القیاس برکت کا بہی یہی حال تہا اور لڑکا اوسکا
محمد علی بخشی اور رئیس صاحب اختیار پانچ ہزار سوار ترک سوار کا تہا کہ بضابطۂ انگلشی کے حوالدار
اور جمعدار اور صوبہ دار اور رسالدار رکہتے تہے اور اٹہارہ سوار شمشیر برہنہ کے ساتہہ راہ چلتا تہا
کیونکہ اگر لڑائی مین کوئی روگردان ہو یہ برہنہ شمشیر والے بدون اجازت کے اوسکا سر اوڑا دین
اور میر اتمش الدین کو جو کہ ایام شباب سے میر قاسم خان کا یار اور مرد خوش اخلاق اور
ہوشیار تہا اور عظیم آباد مین قلوب مردم شہر اور لشکریون کے رو سالی تالیف کرتا تہا مصاحب اور
بعض خدمات مثل ملبوس خاص [illegible] وکالت حضور بادشاہ اور معاملہ جاگیرات مردم حضور وغیرہ پر [illegible]
مقرر ہوے اور بندہ کو مرشد آباد سے خط شفاقیہ قبل جلوس امارت کے لکہکر در مواجب تنخواہ
مقرر کرکے تمنا لی تہا کہ بندہ ارباب انگلشی کو بہی عظیم آباد اور شہر دیگر فرقہ مذکور سے جو کہ آشنا ہون
سعی کرکے صوبہ داری عظیم آباد کی بہی اوسکو دلادی اور یہ خبر بہی کہتا تہا کہ یاوری بخت اوسکو بنگالہ کی
تخت پر بٹہائی والی ہے

میر محمد قاسم کا روپیہ جمع کرنا بطور مصادرہ کے مردم مرشد آباد سے اور بہم پہونچانا اسباب تجمل اور استعداد کا اور کل کارخانہ کا انتظام کرکے دلجمعی سے آسودہ ہونا

میر محمد قاسم خان نے جب دیکہا کہ خزانہ بہی ہنوز بادائی زر مین متحیر ہوا جو کہ اپنی سپاہ اور دیگر نوکران لیاقت

اور افواج جماعہ انگلشیہ سے وغیرہ ہوا تھا لہذا اول بندوبست پرگنات صوبہ بنگالہ وغیرہ کا کرکے
ضلع بردوان وغیرہ کو تنخواہ انگلشیہ میں مقرر کیا اور بعض جواہرات کو بھی انگلشیہ کے دین میں جماعہ مذکور کے
ہاتھہ رہن کر دیئے اور موجودات سپاہ کو علی ابراہیم خان بہادر وغیرہ معتمدین نے دیکھکر دفتر بخشیگری کا
تغلب اور تصرف نکالا اور شمار ملازمین کا بعد تصحیح صحیحہ کے جو کچھہ ثابت اور تنقیح ہوا اونکا حساب کیا
اور اونکی تنخواہ کسیقدر نقد دی اور کسیقدر ماہواری کر دی اور بعض کی تنخواہ آیندہ پر موقوف رہی سپاہ
جو کہ میر جعفر خان کے ہاتھہ سے بیجان تنگ ہوئی تھی جو کچھہ مقرر اور میسر ہوا اوسی میں راضی اور شاکر ہوئے
شاید جگت سیٹھ سے بھی جیسا کہ وعدہ ہوا تھا کسیقدر قرض لیکر تقاضای گوناگون سے رہا ہوا اور آیندہ کو
اپنے مداخل اور مخارج خیال کر کے بقدر مناسب جیسے عہدہ برائی ہو سکے مقرر کی اور اکثر اخراجات بیجا
کو جو بطور ملاہی اور بلاغت کی تھی لغو و عبث سمجھکر موقوف کر دی مانند دنبہ خانہ اور بلبل خانہ اور بربری خانہ
وغیرہ کی برخاست کر دی بعض بعض جانور رکھہ لئے اور باقی زمینداران صوبہ کو دیکر اونکی قیمت تشخیص کرا کے
اور عملہ دیوانی نے اونکے وکلا سے وہ روپیہ لے لیا اور چینی لال اور منی لال اپنے خرابی اعمال کو پہونچے
اون کے پاس سے زر کثیر عاید سرکار ہوا مخفی نرہے کہ میر قاسم خان آغاز طفلی سے بسبب دامادی
میر جعفر خان کے خاندان مہابت جنگ مرحوم میں واجب الرعایت رہا اور شہامت جنگ کی سرکار میں
مع چند سوار کے ہمیشہ بپاس خاطر اوسکے سلسلہ کے نوکر رہا اس سبب سے اوسکی آمد و رفت ہر ایک گھر اور
محلہ شاگرد پیشہ اور ہر ایک کے ملازمان و دولتخانہ سے اور ہر ایک جماعہ کے احوال سے بخوبی آگاہ تھا جب
بیاوری تقدیر مسند نشین امارت ہوا ہر ایک جماعہ مذکور پر جسپر گمان زر اندوزی تھا کسی نہ کسی
طور سے عتاب و خطاب کر کے جسکی جسقدر پونجیان تھین چھین لین حتی کہ بعض کسبیون سے بھی جو کہ میران اور
میر جعفر خان کی نوکر تھین اور دفتر خانسامانی سے معلوم ہوا کہ اسقدر جواہرات اور فلان ظروف اور
فلان فلان تحفہ لیگئی مین ہر ایک کو بجنسہ بلکہ مع شی زاید واپس لیا اور کنیزان اور خواجہ سرایان خانہ
مہابت جنگ اور شہامت جنگ سے بھی جو گوشہ عافیت میں بلا اتفاق شخصے بسر کرتے تھے
ستیزہ کر کے جو کچھہ ممکن تھا اور غمازون نے کہا تھا فراہم لایا گویا یہ شعر حضرت سعدی کا سینہ غرض گنجینہ میں
نقش کر لیا تھا [illegible] نہین لیتا ہے تو ہر ایک سے کیون ایک جو چاندی کو کہ موجب خزانہ واسطے تیری فراہم [illegible]
جو ہیرا اتنا متصدی سرکار مہابت جنگ اور پیشکار راجہ جانکی رام اور راجہ دولبھہ رام کا تھا نقد و جنس اوسکے گھر کی
[illegible] کر کے [illegible] میر قاسم خان کے حوالہ کیو وہ ایک [illegible] تھا میر قاسم خان نے تھوڑا
[illegible] راجہ کو [illegible] کیا باقی خود رکھہ لیا اور سکت سنگہ سے راضی ہوکر اوسکی بہت عزت کرنے لگا

اور اپنے پہلو ہی مسند مین بٹہالیتا تہا اور غلام حسین خان سے جو کہ داروغہ دیوانخانہ مہابت جنگ اور اوسکا
رفیق قدیم اور لڑکوہبا کا مالک تہا بہت ساز و مال لیکر بدستور داروغگی دیوانخانہ مین مقرر رکہا خلاصہ یہ ہے
کہ اس صورت سے زر کثیر جمع کیا اور سپاہ کو بہی خوشحال کرکے جنہین لایق کار سمجہا ملازم کیا اور بعض کو برطرف کرکے
اونکی تنخواہ دلادی

نکلنا میر محمد قاسم خان کا بیربہوم کیطرف اور لڑنا کپتان بردوان کا اوس مرزبوم کے زمیندار سے

چونکہ صوبہ بنگالہ مین کوئی زمیندار دار الملک مرشد آباد سے بجز زمیندار بیربہوم کے دعواے شجاعت نہ رکہتا تہا
اور میر قاسم خان گویا باطن مین زمیندارونسے قدیم دشمن تہا فی الحقیقت اکثر اس فرقہ مین قابو طلب ناقص عہد
سست پیمان کم فرصت کوتہ اندیش ہین بمجرد اندک انقلاب زمانہ کے سارے حقوق فراموش کرکے
ہر مہم پر آمادہ ہوجاتے ہین اسی وجہ سے بادشاہان سلف نے کبہی انکا اعتماد نہ کیا اور اپنے عملہ کو امور جزئیہ
مین ہر پرگنہ اور ہر مقام پر مقرر کرتے تہے تب تمام دنیا فارغ البال تہی اب کہ زمیندار مطلق العنان ہوے
مین تمام عالم پامال ہے اور اگر ایسا ہی حال رہا اس سے بہی زیادہ ابتری کی امید ہے القصہ بدیع الزمان
زمیندار بیربہوم جو دیوان جیو کے نام سے مشہور تہا اور ایام جوانی مین بلکہ کہولت مین بہی عیش و آرام پر مصروف تہا
بندوبست ملک کا اپنے لڑکے علی نقی خان کے سپرد کیا تہا بعد انکے مرنے کے اور زوال دولت خاندان
مہابت جنگ کے لباس درویشی پہنا اور دوسرے لڑکے اسد الزمان خان کو جو رانی کے بطن سے تہا
راج دیکر خود گوشہ نشین ہوا اور فقیر اسکی مصاحبت کرتا تہا میر محمد قاسم خان بیربہوم کے معاملہ مین کچہہ
اضافہ کیا چاہتا تہا اسد الزمان خان نے نمانا اور سرکش ہوگیا اسکا سبب شاید یہ تہا کہ چونکہ میر محمد قاسم خان نے
اسی دیار مین نشو و نما پایا تہا اور زمانہ گذشتہ مین محض بیقدر تہا اور تمام دنیا اوسکو نظر حقارت سے دیکہتی تہی
اندنون مین کہ عروج میسر ہوا اوسکا شان و شوکت لوگون کے دلمین کچہہ نہ سمایا بہرحال میر محمد قاسم خان
اوس زمیندار کے تنبیہ کو مرشد آباد سے عازم ہوا اور بدہ کام مین جو شہر سے بارہ کوس پر تہا مقیم ہوا
اور خواجہ محمدی خان کو جو کہ میر جعفر خان کے عہد سے عہدۂ بخشیگری رکہتا تہا مع میجر یارک انگلس اور گرگین خان
ارمنی کے اوس زمیندار نابہنجار کی گوشمال کو بہیجا اور اپنے نوکرون کو تاکید کی تہی کہ قبل پہونچنے اس کمک کے
اوس مفرور کا فیصلہ کرین لیکن چونکہ لشکر ہندوستانی مین سرداران سابقہ سے جو کہ نظر کردہ مہابت جنگ کے
کوئی نرہا تہا فقط کمینہ ناکردہ کار میرن اور میر محمد جعفر خان کے بہرتی کئے ہوے زنگی تہے کچہہ کام نہ بنا سکے
اسد الزمان خان نے اپنے باپ کے دیوان بدیع الزمان خان کو ملک سپرد کرکے خود چار پانچ ہزار سوار اور
بیس ہزار پیادہ لیکر مسالک دشوار گذار مین جا بیٹہا اور مداخل راہ پر محافظ تعین کردیئے اسی عرصہ مین بندہ

حسب الاشارہ میجر کرنگ سالار فوج انگلشی قایمقام کرنیل کلیو سیف جنگ کے اور نیز مسٹر جی صاحب مدار
کوٹھی عظیم آباد کے مسٹر امیٹ کے غیبت مین قبل ورود مسٹر گوبیر کے واسطے پہونچا نے بعض پیام زبانی کے
اور نیز واسطے لانے میر محمد قاسم خان کی بطرف عظیم آباد کے مرشد آباد پہونچا بید کام پہونچا صورت یہ کہ بعض
کپتان نے جو ہمراہ ان مین چند کمپنی تلنگہ کے ساتھہ تعنات تہی دوسری راہ سے آکر عین غفلت مین
اسد خان کے سر پر پہونچکر اوسکی فوج کو پریشان کردیا اور چند ضرب توپ اور شلک بندوق سے ایک گروہ
زمیندار مذکور کا مجروح و مقتول ہوا البقیہ السیف رو بفرار ہوے توپ کی آواز سنکر افواج قاسم علیخان بہی
پہونچی دور سے لشکر ظاہر ہوا اور چند فراریان کی عقب مین جاکر اوسکی لشکرگاہ مین خیمہ زن ہوئے
اس خبر سے اپنے لشکر کی بد دلی اور نامردی دریافت کی خصوصا خواجہ مہدی خان رئیس لشکر سے زیادہ
آزردہ ہوا احالا مناسب ہے کہ عظیم آباد کا حال اور اپنی آنیکی وجہ تحریر کردن

میجر کرنگ کا ارادہ جنگ بادشاہ اور موشیر لاس کے برآمد ہونا اور روانہ ہونا سردار
مذکور کا رام نراین کے شورہ مختلفہ کے سبب سے اور مورخکو بہیجنا میر قاسم خان کی پاس اور جو کیفیات
کہ مورخنے وہان سے آکر میر قاسم خان سے بیان کیے اور نہضت کرنا میر
قاسم خان کا راہ کوہستان سے بعجلت نہایت طرف عظیم آباد کے

سابق مین ذکر ہوا ہے کہ بعد روانگی کرنیل کلیف ثابت جنگ کے مسٹر ہلول تہوڑے دن کلکتہ کا میر اعتماد
اوسکے بعد شمس الدولہ پہونچا اور کونسل کلکتہ کا مدار المہام اور گورنر مستقل ہوا اول مسٹر امیٹ
اور بعد مسٹر کلیو سیف جنگ مع میجر کرنگ اور مسٹر لشنٹن مع بعض دیگر سرداران عظیم آباد کی کلکتہ گیا
اور مسٹر امیٹ خود کلکتہ کا چہوٹا صاحب تہا چونکہ مورخکو صاحبان انگلشی سے نہایت اخلاص اور
اتحاد تہا جو کچہ کہ معین اور مقرر کیا ہوا میر قاسم خان کا بعرض خود مورخ کے واسطے براہ مدد خرچ تہا اوسیوقت
تمام وکمال صاحبان انگلشی سے ظاہر کردیا اور یہ انکو معلوم تہا کہ چہہ لاکہہ دام کی جاگیر بندہ کی قدیم سے
پرگنہ سونگر مین متصل قلعہ کے ہے اور میر جعفر خان نے بعد ورود بادشاہ کے اس قصور سے کہ
والد بندہ مورخ اوسکے رفاقت مین رہا ضبط کرلیا تہا صاحبان مذکور نے نظر باخلاص جو بندہ سے تہا
جاگیر مذکور کو میر قاسم خان سے واگذاشت کراکر اوسکی دستخطی اور مہری سند مکمل کراکر بندہ کے
نام لادی اور رام نراین کے ہاتھہ سے نکالکر سپرد بندہ کی اور بندہ مورخ عاقل نے وہان جاکر
عمل دخل کیا جب برسات گذری میجر کرنگ نے بادشاہ اور موشیر لاس اور کامگار خان کے
افغانی فساد کو عظیم آباد سے نکالکر باغ میر جعفر خان کے میدان مین لشکرگاہ کیا اور رام نراین اور راجہ بلبہہ کو

اپنی رفاقت پر مامور کیا بندہ بھی بپاس حقوق اس سفر مین شریک ہوا چونکہ سالہا سال کی عسرت کے
سبب سے اسباب سفر اور اسلحہ اور سواری وغیرہ نہ رکھتا تھا میجر کرنگ اور مسٹر جی نے ایک خیمہ
اپنی سرکار سے مقرر کیا اور گھوڑے وغیرہ یا محتاج بھی مقرر کردیے بندہ ہمرہ انکے لشکر مین بخوبی بسر کرتا تھا اکثر
اوقات ملکہ ہمیشہ شریک مشورہ اور ہر امور مرجوعہ مین دخیل رہتا تھا جب ایک مدت اوس درمیان مین
گذری اور دونو ہندو ایک صبح اور ایک شام کو آتا اپنی اپنی ہر وقت حاضری ایک دوسرے کے برخلاف
صلاح دیتا تھا اور ہر دو صاحب لشکر اور معتبر سردار تھے میجر کرنگ وغیرہ اصحاب انگلشی انکی اختلاف رائے سے
دلتنگ ہوکر باتفاق اہالیان کوٹھی حضور مسٹر جی کے بندہ کو طلب فرماکر کہا کہ تم ہمارے دوست اور میر قاسم غائبانہ
بھی دولتخواہ ہوا اور یہ دونون اوسکے نائب اور نوکر مین اور ہم ان دونون کی مخالفت سے عاجز آئے ہین
حیران ہین کہ کسکا کہنا قبول کرین صلاح یہی ہے کہ میر قاسم خان یہان آوے اور انکی التماس سنکر جو مناسب سمجھے
تعمیل کرے اور انکو اوس کے جواب سوال کرنا نہ پڑے بلکہ اوسکو لکھا مگر کچھ سود نہوا بادشاہ اور ہوشیار اس کے
مفسدہ سے زیادہ پر ہجوم نہین ہے تم جا کر یہ سب مراتب اوسے سمجھا دو اور ادہر لاؤ بندہ قبول کرکے
عازم ہوا میجر کرنگ نے میر محمد قاسم خان کو خطوط لکھے اور ایک خط متضمن سفارش اور حفاظت بندہ کے
میجر [illegible] کے نام تحریر کردیا اور ایک بجرہ خاص منجملہ دیگر بجرون بادشاہی جہانگیر نگری سے کہ اکثر بعہد مذکور کے
زیر حکم تھے بندہ کی سواری کو دیا بندہ اوسپر سوار ہوکر روانہ مرشد آباد ہوا راستہ مین مسٹر [illegible] کو دیکھا
جو مدار المہام اور صاحب کلان کوٹھی عظیم آباد کا ہوکر وہان کو جاتا تھا چونکہ روانگی مین عاجل تھا تھوڑی سی
دور سے باواز بلند سلام کرکے آگے کو روانہ ہوا القصہ بندہ مونگیر پہونچا امیر قاسم خان سے ملاقات کرکے
ابلاغ پیام کیا اوسنے سنکر اغماض کیا عظیم آباد کا ارادہ تھا لیکن بندہ سے بکمال عطوفت پیش آیا خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا
اور دونو وقت کھانا بھیجتا تھا اور بکمال لطف وعنایت سے ہمکلام ہوتا تھا اور چند عدد تھان از قبیل
دستار جہانگیر نگری خاصہ کے بھیجے تا آنکہ رام نراین نے گماشتہ جگت سیٹھ کی معرفت سے لکھوایا کہ غلام حسین خان
بھی ہمراہ ہوکر میجر کرنگ کے حضور مین گئے ہین چونکہ نہایت اخلاص جماعہ انگلش سے رکھتے ہین اور باپ اور بھائی
انکے ہمراہ بادشاہ کے ہین فی الحقیقت انکو دونون طرف یعنی انگلشی اور بادشاہ کے جانب سے سمجھنا چاہیے
یہ مضمون اپنے وکلا کی معرفت میر قاسم خان نے لکھا [illegible] وہ خود مجسم توہم تھا مورد شبہ ہی متوہم ہوا
وہ سارے التفات جو پہلے کرتے تھے موقوف کردیے چونکہ مونگیر لشکر مین تھا بندہ اپنے حال پر
متحیر ہوا [illegible] رخصت طلب کرتا ہون زیادہ بدگمان ہوکر خدا جانے کیا ارادہ کرے اور
[illegible] سابق کی [illegible] اوسی لطف وعنایت سے کیونکر بسر ہوگی ناچار دور جاکر ٹھہرا تھا

کہ سہل سا عارضہ لاحق ہوا بندہ نے اوسی عارضہ کو وسیلہ کرکے درخواست رخصت کی اوسنے ترش ہوکر کہا
عظیم آباد جانا چاہتے ہو بندہ نے اودہر کا انکار کرکے مرشد آباد کا ارادہ ظاہر کیا بنہایت کراہت
سے رخصت دی مگر کچھ خرچ راہ نہ دیا بندہ مورخ ہزار مصیبت مرشد آباد مین پہونچکر کسی دوست کی مکانمین
منزل گزین ہوا بعد پہونچنے مرشد آباد کے تھوڑا سا خرچ معرفت خواجہ اشرف کشمیری کے جو برادران اور منیز
تیمام خواجہ واجد سے تھا اور اوس زمانہ مین میر قاسم خان کی مصاحبت رکھتا تھا بہیجا بعد چندے خبر پہونچی
کہ میجر کرنک نے عظیم آباد مین جاکر بادشاہ کو شکست دی اور بادشاہ مع کامگار خان کے پسپا ہوا
اور موشیر لاس بضابطہ ولایت انگلشیہ اور فرانسیسیہ کے جو فیما بین ستمرہ رکہتے ہین بلاعزت قید ہوا اور بعد
چند روز کے بادشاہ کو میجر کرنک نے سفیرون کے ذریعہ سے مصالحہ مین راضی کرکے ملازمت کی اور اپنے
ہمراہ عظیم آباد لیگیا میر قاسم خان اس خبر سے مضطر ہوکر براہ کوہستان بکمال اضطرار یلغار کرکے روانہ
عظیم آباد ہوا بندہ نے بہی ارادہ عظیم آباد کیا مگر سننے مین آیا کہ تراب علیخان اپنے چچا کو جو نائب کرگیا ہے
حکم کیا ہے کہ ہندوستانیان مرشد آباد کے خط عظیم آباد اور کلکتہ نجانے پاوین اور نہ کوئی شہر سے
باہر جانے پاوے بندہ نہایت عاجز وحیران ہوا آخرکار کوٹھی قاسم بازار کے صاحب کی اعانت سے مرشد آباد سے
برآمد ہوا اور عظیم آباد آیا اب تفصیل اس اجمال کی لکھی جاتی ہے تاکہ منتظرون کو دریافت حال ہونے مین تردد نہو

ذکر ہے جانے میجر کرنک کا بادشاہ کی لڑائی پر اور قید کرنا موشیر لاس کو اور مصالحہ ہونا بادشاہ سے اور میر قاسم خان کا عظیم آباد لوٹنا بضرورت مع سپاہ کے

جب میجر کرنک نے بندہ مورخ کو بطلب میر قاسم خان کے بہیجا بعد ازان رام نراین اور راجہ بلبہ کو مع
فوج صوبہ اور میرن کی اپنے ہمراہ لیا اور بمقابلہ بادشاہ جو کہ نواح گیا مانپور مین تہا گیا جب دونون لشکر کا
قرب ہوا بادشاہ نے مکرر سہ کرر خطوط بندہ مورخ کے والد کے نام متضمن طلب تحریر فرمائے اور اپنے پاس
طلب کیا تاکہ والد مع فوج فراہم شدہ کے ملحق ہو مگر انکے آنے سے قبل محاربہ شروع ہوا موشیر لاس نے
جرأت وشجاعت سے پیش قدمی کرکے قلیل ہمراہیون سے فوج انگلشیہ کا مقابلہ کیا اور جو دوسری فوج
ہمراہ تہی بادشاہ اور کامگار خان کے سر پر جا پہونچی تزلزل پڑگیا اور کامگار خان نے مجال پایداری نپائی فرار کیا
بادشاہ نے بہی اسکی متابعت کی میدان سے روگردان ہوا ہمراہیان موشیر لاس نے اس حال کو دیکھ
اور نیز اپنی قلت اور برسون کی محنت یہ سب چھوڑ کر بادشاہ اور کامگار خان کے ہمراہی مین قدم اوٹھایا
کپتان موشیر لاس جب تنہا رہگیا کسی اپنی توپ پر گھوڑے کے مانند سوار ہوکر آمادہ قتل ہوا اور
عار فرار اختیار نکی میجر کرنک اور کپتان نکس نے اس حال سے واقف ہوکر مع چند نفر سوار دسکے

گھوڑون پر سوار بلا تلنگہ اور برق اندازون کے پیشتر کو قدم بڑہایا جب موسیو لاس پر نظر پڑی
گھوڑے سے اوتر کر اپنی ٹوپیان برسم سلام سر سے اوٹھائین اوسنے بھی اوسیطور سے عمل کیا اور
بابعد گر گفتگو کی میجر کرنک نے موسیو لاس کے ثبات عزم اور فرط شجاعت اور غیرت مین تعریف کر کے کہا
جو کچھ حق سعی تھا اوسے ظاہر ہوا التعریف تمہاری دفتر اخبار اور تواریخ مین ثبت ہوئی اب حال موافق ضابطہ
کمر سے کرچ کھولو اور ترک منازعت کر کے ہمارے پاس آؤ اوسنے جواب دیا کہ ہم کمر سے کرچ نکھولینگے اسیطرح سے
آنے مین مضائقہ نہو کیا مضائقہ اطاعت اختیار کر لینگے ورنہ بذلت یون کرچ کھولنا نہوگا اپنی جان اس میدان مین
نثار کرونگا جماعہ انگلشیہ نے جو اوسکی شجاعتین ماضی و حال کی دیکھی تہین اوسیطور سے راضی ہوئے
اور بابعد گر حسب دستور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہوا پالکی اپنی منگوا کر موسیو لاس کو اوسپر سوار کرایا
اوسنے فرط غیرت اور کثرت حیا سے پالکی کے پردہ چھوڑ دئے تا کہ آشنا لوگ اس حال کو نہ دیکھین اس خبر کے
سننے سے بعض اوسکے آشنا مانند میر عبد اللہ اور مصطفی علی خان واسطے ملاقات کے آئے میجر کرنک نے
عذر کیا کہ چند روز معذور رکھئے کیونکہ ابھی کثرت حیا سے ملاقات کو راضی نہین احمد خان قریشی
جو کہ مرد یاوہ گو تھا اوسکے دیکھنے کو گیا اور بنا بر خوشامد کے سرداران انگلش سے حسب ضابطہ اپنے
ہم عصرون کے اوسکے مکان کا استفسار کیا اور کہا لی لی لاس کہان ہے میجر کرنک وغیرہ سرداران
نے اس کلمہ سے آشفتہ ہو کر نہایت تلخی اور تندی سے جواب دیا کہ ہم لوگون مین پوچ گوئی کا ضابطہ نہین ہے
اور شجاع و جوانمردون کو درشتی سے یاد کرنا نہایت عیب ہے وہ مرد میدان رزم اور آشنائے
دوستان بزم ہے اس قسم کی ہرزہ درائی ہمکو پسند نہین یہ ضابطہ بیہودہ تمہارے ملک کا ہوگا
کہ مردونکا نام ہر چند دشمن ہون درشتی سے یاد کرین احمد خان خجل ہو کر خاموش ہوا اور تا تھوڑی دیر
بیٹھکر منفعل اوٹھ گیا انگلشیون مین سے باوجودیکہ خان موصوف سردار تھا اور ہر وقت مین اوس سے باتکلم میسر آتی تھی مگر
ایسی باتون سے کوئی صاحبان عالیشان ملتفت نہوا اور الحق یہ صفت اور ضابطہ رزم انکے کل نہایت خوب اور بہت عمدہ ہے القصہ بعد
اس جنگ کے اوشتاب راے کو بادشاہ کے پاس بھیجکر پیغام مصالحہ اور ملاقات کی درخواست دی بادشاہ
بدعقل کامگار خان کی تعلیم سے راضی نہوا راے مذکور بے نیل مرام واپس ہوا اور جاکر عرض کی کہ حضرت
خود بخود مستدعی مصالحہ کے ہونگے لیکن اوسوقت اس خوبی سے میسر نہوگی ابھی ہم لوگ خود مستدعی ہین
مگر بسبب غرض سے بہی کچھ سود نہوا شتاب راے واپس آیا جب والد مرحوم پہونچا اور اس ماجرے پر
آگاہ ہوا بادشاہ کو ملامت کی لیکن فائدہ نہوا کیونکہ کامگار خان اوسیطور پر جنگ کیواسطے مصر تھا
اور کہتا تھا کہ دوبارہ لوگ جمع کرنا چاہیے اور میر حسین خان والد اسد اللہ خان جسکا ذکر محمد قلیخان کے

حال مین ہو گیا ہے کامگار خان سے متفق تھا اور والد بادشاہ کو سمجھاتا تھا کہ کامگار خان زمیندار ہے
اوسکے بھاگنے کا شمار نہین لیکن اسیطرحکا عار و گریز سبب چھوڑنے کے موجب کسر شان خلافت ہے بنا بر
یہی ہے کہ اب بھی راو شتاب رائے کو طلب کیجئے اور صلح کی تدبیر فرمائی اسی ضمن مین ابدالی نے فوج
مرہٹہ کے ساتھ جو مدار المہام سلطنت ہند کے اگر شاہجہان نام بادشاہ پست نشان عماد الملک کو اوٹھا کر قلعہ دہلی پر
اپنا بندوبست کیا چاہتا تھا کہ ایک راے کو تخت ہند مین جلوس کراے باتفاق شجاع الدولہ اور
نجیب الدولہ روہیلہ اور حافظ رحمت اور احمد بنگش کے بعد اقامت کے نو مہینے گذرے اور مرہٹہ
گویا بالکل مستاصل ہوے ابدالی مظفر و منصور ہو کر قندہار و ہرات کو واپس ہوا انشاء اللہ تعالے
اسکا ذکر مفصل شاہجہان آباد کے احوال مین ہوگا **الغرض** ابدالی نے شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ
اور جمیع افاغنہ کو سفارش کی کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکی اطاعت کرین کیونکہ شاہ عالم کی بہن
اوسکے عقد مین تھی اور شاہ عالم نے بعد قتل اپنے والد کے منیر الدولہ کو بھیجکر ابدالی سے اسی امر کی
استدعا کی تھی اور منیر الدولہ نے اوسکے ہمراہ آکر وہان پر امراے مذکور سے صحبت و تدبیر کی شاہ عالم کے
فرزند جوان بخت نامے کو بطور نائب کے قلعہ شاہجہان آباد مین جلوس کرایا اور شجاع الدولہ کو
تاکید کی کہ بنگالہ سے بادشاہ کو لاوے اسواسطے شجاع الدولہ کے عرایض بطلب بادشاہ کی پہونچے
اور بادشاہ بھی فرار متواترہ کامگار خان سے تنگ آیا انگلشیہ کے مصالحہ اور شجاع الدولہ کے
پاس جانے کا قصد مصمم کیا اور التماس والد کو قبول فرماکر راو شتاب راے کو رقعہ خاص لکھکر
طلب کیا شتاب راے نے بعد صلاح و اجازت میجر کرنگ وغیرہ رؤساے انگلشیہ کے حضور مین حاضر ہوا
اور سوال جواب منقح کرکے میجر کرنگ کی ملازمت کی بنیاد حضور بادشاہ مین مستحکم کر آیا کامگار خان
مصالحہ انگلشیہ خلاف اپنی مرضی کے پاکر مع لشکر اپنے ملک کی راہ لی اور بادشاہ کسیقدر مسافت
طے کرکے فوج انگلشیہ کے قریب آیا دوسرے روز جو کہ یوم ملازمت میجر کرنگ وغیرہ کو مقرر تھا بادشاہ نے
اور آگے جانیکا ارادہ کیا میر حسین خان نے بھی بادشاہ کے قید کا گمان کرکے اپنی راہ لی اوسکے
آدمی عین لشکر مین منادی کرتے تھے کہ بادشاہ کو سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ انگلشیہ کے
قید مین ڈالتا ہے جسکو اپنی عزت آبرو جان عزیز ہو لشکر سے نکل چلے اکثر احمق اس صدا سے نکل کے
اثناے راہ مین بنیاد سنگھ کے لوگون نے لٹکاری سے نکلکر میر حسین خان کو غارت کیا مگر وہ بہرصورت
نکلگیا بعض لوگ یہ حال دیکھکر لشکر کو واپس آے بادشاہ کی فوج اور سواری تیار تھی کہ دوپہر کے وقت
میجر کرنگ مقام پچپن پر جو کہ یہان سے سات کوس پر اور خیمہ بادشاہی سے تھا آکر ملازمت حاصل کی بعد ازان

بادشاہ نے حسب الاستدعا اوسکے سوار ہوکر گیا کی طرف جہان لشکر میجر کرنگ کا تھا نہضت فرمائی
اور میجر کرنگ ایک میل تک ٹوپی سر سے اوتار کے بغلمین لیکر رکاب بادشاہی مین پیادہ باگام فرسا ہوا بعد ازان
بموجب حکم شاہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر تنہا ہاتھی کے آگے آگے ایک تیر کے فاصلے سے چلا جاتا تھا اور
والد بندہ بادشاہ کے نشست پر مع جمیع فوج اپنے فیل پر سوار نہایت تھوڑے فاصلہ سے گرم روان تھا جبکہ
دریاچہ ممنی پر جو گیا سے ڈیڑھ کوس پر ہے پہونچے اور بادشاہ کا لشکرگاہ وہان پر ہوا میجر و بنگالہ فروکش ہوے
اور بادشاہ مع والد مرحوم بے جریدہ مردم سواری کی ساتھ حسب استدعاے میجر کرنگ کے باغ گیا جاکر
نزول فرما ہوا اور میجر کرنگ نے تمام اپنے ہمراہیان کو مع رام نراین اور راجہ بلبھہ وغیرہ سرداران ان دونون
ہندوؤن کے لاکر بادشاہ کی ملازمت حاصل کرائی اور ضیافت کر کے نذر اور پیشکش مناسب گذرانا والد مرحوم
مع فوج باغ مذکور کے دروازے پر سوار کہڑا رہا جب بادشاہ وہان سے برآمد ہوا والد نے اندر جاکر میجر کرنگ
وغیرہ سرداران دیگر سے ملاقات کی اور اونہون نے تواضع کی رسومات تقدیم کی اور بعد تکلفات عرصہ کے
والد بھی برآمد ہوا اور مع بادشاہ کے اپنے لشکر مین آیا اور قریب نصف شب کے آکر آرام فرمایا دوسرے روز
بادشاہ نے کوچ وہانسے کر کے گیا مین خیمہ کیا بعد چند روز کے باتفاق میجر کرنگ کے کوچ کر کے عظیم آباد مین داخل ہوے
لشکر بادشاہی تالاب اسپٹھی مین اوترا اور فوج انگلشی باقی پور کی چھاونی مین اور رام نراین اپنے مقامات مین
اور راجہ بلبھہ بدستور باغ جعفر خان کے اطراف مین میر قاسم خان نے اس خبر کو سنکر براہ کوہستان بیربہوم
اور کھڑک پور سے یلغار کر کے عظیم آباد آپہونچا اور شہر کے شرقی طرف جعفر خان کے باغ مین مع فوج فروکش ہوا
رام نراین اور راجہ بلبھہ نے استقبال کیا رام نراین بدستور قلعہ مین رہتا تھا اور راجہ بلبھہ مع اپنے لشکر کے
ضمیمہ لشکر میر قاسم خان کا ہوا میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشی نے میر قاسم خان کی ملاقات بادشاہ سے
کرائی اسکا سوال جواب ہونے لگا میر قاسم خان براہ خوف یا کہ اپنے غرور سے راضی نہوتا تھا کہ بادشاہ کے
گہر پر جاے لاجرم صاحبان انگلشیہ کی کوٹھی مین ملازمت کی ٹہری اسپر بھی میر قاسم خان راضی نتھا کیونکہ
میجر کرنگ سالار فوج انگلشی طرفدار مسٹر امیٹ اور شمس الدولہ کی شرکت سے منحرف تھا القصہ انہون نے
اپنے مکانکو فرش مع فروش آئینہ و تصاویر سے آراستہ کیا اور اپنے کھانے کے میز پر مسند پر تکلف
بچھاکر بجاے تخت کے مقرر کیا وہان بھی میر قاسم خان والد اور دیگر ہجوم کے آنیکو راضی نہوا لاجرم
بادشاہ حسب التماس میجر کرنگ کے جریدہ کوٹھی مین آیا اور مسند معہودہ پر جلوس فرما ہوا اہل انگلشیہ پیادہ ہوکر
دروازہ کوٹھی سے بہت دور تک استقبال کر کے پیادہ با تخت روان کے ہمراہ ہوکر بیٹھگئے میجر کرنگ
کو حکم نشست ہوا بعد تھوڑی دیر کے میر قاسم خان آکر شرفیاب مجرا ہوا اور ایکہزار اشرفی نذر کی حسب دستور

خلعت بیش بہا پارچہ مالا مروارید سرپیچ جیغہ مرصعہ بر کلغی نقارہ مرحمت ہوا بعد ازان دوسرے حجرہ مین جا کر مخصوص سے گفتگو ہوتی تھا
جواب وسوال معاملات بنگالہ اور داد وستد خزانہ صوبجات کا انفصال ہوا تینون صوبہ کی مالگذاری چوبیس لاکھ
روپیہ مقرر ہوا بعدہ رخصت ہوکر اپنے لشکر کو گیا اور حسب تجویز سرداران انگلشیہ کے بادشاہ نے قلعہ پختہ
بادشاہی کے دولتخانہ مین نزول فرمایا میر قاسم خان ناراض تھا کہ فوج شاہی اور والد مورخ قلعہ مین بجائے
لہذا سرداران انگلشیہ نے بادشاہ سے التماس کیا کہ اوسکے بموجب حضور سے والد کو قیام لشکر اور تالیف
واجتماع مردم کا حکم صادر ہوا اور حسب الحکم والد خیمہ بادشاہ مین مقیم ہوکر امر امور مین مصروف ہوا
رام نراین ڈرتا تھا کہ مبادا قاسم علیخان سے موافق ہوکر رجوع ہو لہذا میر قاسم خان کو والد کیطرف سے
برہم کر دیا سخنان دور از خیال اوسکے کان مین پہونچی وہ خود وہمی تھا اب اور زیادہ جنون سوار ہوا
اوسنے سرداران انگلشیہ سے کہا اونہون نے والد کو جاگیر جانے کا پیغام دیا اونہون درجواب عدم تعمیل
تا ورود حکم بادشاہ بیان کی صاحبان موصوف نے کہ فی الحقیقت صاحب عقل وفراست اور اقبال ودولت مین
اس کلام کو پسند کرکے بادشاہ سے ظاہر کیا کہ چونکہ سید ہدایت علیخان کے لشکر مین رہنے سے میر قاسم خان ادای عہود سے
پہلو تہی کریگا لہذا مناسب ہے کہ سید ہدایت علیخان کو حکم روانگی جاگیر ہوجای چنانچہ بادشاہ نے حسب التماس صاحبان
عالیشان کے والد کو کہلا بہیجا کہ آپ جاگیر کو جاوین لاچار والد شام کو میجر کرنگ وغیرہ سرداران انگلشیہ سے
ملاقات کرکے صبح کو جاگیر روانہ ہوا نقی علیخان برادر بندہ جو بادشاہ کا رفیق دیوان تن کے نام سے مشہور تھا
اور فخر الدولہ بہادر ظفر جنگ سے مخاطب تھا اسی اثنا مین بندہ مرشد آباد آیا کیفیت اوسکی یون ہے کہ جب میر قاسم خان
مضطرب ہوکر عظیم آباد پہونچا بندہ قبل ازین روانگی جیسا کہ ذکر کر چکا ہے میر قاسم خان سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا تھا
اور مرشد آباد مین یہ خیال تھا کہ نہ کوئی نکل سکتا تھا نہ خط بہیج سکتا تھا بندہ کا حال مسٹر کرنگ وغیرہ پر مخفی رہا
چونکہ رام نراین میر قاسم خان سے صاف تھا چاہتا تھا کہ انگلشیہ کو اوس سے برہم کردے اول بندہ کی بارہ مین
بموجب گذشتہ کی لکہوا کر میر قاسم خان کو بندہ سے بدگمان کر دیا جب بندہ عظیم آباد نہ آیا اور نہ میری خبر پہنچی [illegible]
بہائی نے میر عبد اللہ موسوی کی کانین کہا کہ میر قاسم خان نے سید غلام حسین خان کو مسموم کرکے مرشد آباد مین مار ڈالا سید مذکور
بندہ کا محب صادق تھا اور سید علیخان برادر خورد بندہ مع اتباع بندہ کے اپنے گہر مین رہا کرتا تھا اور سید مذکور سے آشنائی رکھتا
اس خبر دروغ سے آگاہ ہوئی اور دونو بشدت تمام زار زار اور رقت لبیار سے دوچار ہوئی دہیج نراین برادر رام نراین نے
بدین خیال ممانعت کی تا اوسکا نام ظاہر ہو مگر میر عبد اللہ اور برادر بندہ نے انگلشیہ سرداروں سے اسکا ذکر کر دیا لیکن دہیج نراین
کا نام مخفی کیا کیونکہ میر عبد اللہ اوسکا نوکر تھا مسٹر مجواور مسٹر امیٹ سے یکدل اور شمس الدولہ سے سرگران تھے اور
میر قاسم علیخان سے بہی جو دست نشان شمس الدولہ کا تھا کدورت رکہتے تھے اور اسی جستجو مین کہ

کوئی قصور قاسم خان کیطرف منسوب ہوئے فوراً سزا دین بمجرد اس حرکت کے نہایت برہم ہوئے اور فرمایا کہ سید غلام حسین خان
بسیار آشنا اور فرستادہ تھا اگر درحقیقت ایسی سرگذشت ہوئی تو میر قاسم خان سے انتقام لیا جاویگا میر عبد اللہ کی
ہوش اوڑگئی اور جلد المنابر اس اختیار کا منع کر کے کہا اول خطوط سید ند کو یعنی بندہ اور صاحب قاسما بازار کو تحریر
فرمایئے بعد تحقیقات ویسا منصوبہ فرمایئگا القصہ اونہون نے بھی یہ مصلحت پسند کی بنام بندہ کے خط لکھے کہ
سبب توقف اور درصورت مجبوری کے اوسکی اطلاع دی اور اگر ممکن ہو صاحب کلان قاسما بازار سے جو کہ
اندنون مین مسٹر اسٹیٹن ملک مانس تھا ملاقات کرے اور نیز ایک چٹھی بخط ولایتی صاحب موصوف کے نام
لکھکر کسی اقربا ے بندہ کے ہاتھہ روانہ کی اور آونکا پہونچنا موجب سرور ہوا بندہ نے قاسما بازار سے ملاقات
کرکے دستک راہ اور ہرکارہ اور کشتی لیکر روانہ عظیم آباد ہوا اور مع الخیر پہونچکر دیدار احباب سے شادمان اپنے
گھر آیا لیکن میر قاسم خان کی ملازمت سے اندیشہ مند تھا کیونکہ اوندنون عجب نفاق حائل تھا قلعہ مین
بادشاہ اور بہار ابہائی اوسکے ہمراہ اور مرلیدہر اور رام نراین ہمسے آزردہ اور میر قاسم خان رام نراین کا
دشمن اور بادشاہ کے قلعہ مین ہونے سے بے اطمینان اور انگلشی بھی باہم سرگرم تنازع مسٹر ملکویر صاحب
مختیار کوٹھی عظیم آباد کا شمس الدولہ سے موافق اور طرفدار قاسم علیخان کا تھا اور میجر کرنگ اور مسٹر جی
مسٹر اسمیٹ سے یکدل اور رام نراین کی حمایت مین تھا اور مسٹر جی اور میجر کرنگ بندہ کے مخلص تھے
یہ عمل زیادہ تر موجب ناخوشی میر قاسم علیخان اور مسٹر ملکویر کا رام نراین سے ہوا اور اسی سبب سے
جو دیکھنا پڑا او دیکھا احوال بندہ یہ کہ میر قاسم خان بسبب آشنائی بندہ کے جو اصحاب انگلشی سے تھے اور
نیز رفاقت مہراو بندہ سے بادشاہ کے حضور مین اور نیز تعارف سابقہ جو رام نراین سے حاصل تھا فقیر سے
بدگمان تھا اور رام نراین اور مرلیدہر بسبب نام نوکری میر قاسم خان کے اس نظر سے کہ مبادا اپنے والد کو
صوبہ عظیم آباد کی نیابت میر قاسم خان اور فرقہ انگلشی سے دلوادے بندہ کو متہم کرتے تھے اس عرصہ مین قاسم خان
اپنی غرض مندی کو ملاقات بندہ کا مشتاق ہوا اور مکرر طالب حضوری ہوا بندہ عذر بیماری کرتا رہا
جب اصرار بڑہا مجبور حاضر ہوا اوسنے خلوت مین لیجاکر دلجوئی و مدارا کے بعد ترغیب جانے کلکتہ کی دی اور
فرمایا کہ مسٹر اسمیٹ رام نراین کی حمایت کرتا ہے اور تم اوسکے آشنا ہو پس وہان جاکر ایسی سعی کرو کہ
مسٹر اسمیٹ ہمسے متفق ہو اور رام نراین سے منحرف ہوکر کونسل سے ایسا حکم بھیجے کہ بندہ اوسکو قابو مین
لاکر تسلط بہم پہونچاے بندہ عظیم آباد سے نکلنے کو غنیمت جانتا تھا لیکن میر قاسم خان کی تلون مزاجی سے
ڈرتا تھا لہذا عرض کیا کہ آپکی کام جو بندہ سے ہوسکین متعذر نہین لیکن آپ کے مزاج سے جو اکثر بے سبب
منحرف ہوجاتا ہے ڈرتا ہون چنانچہ بندہ کام مین کون تقصیر مجھسے سرزد ہوئی کہ آپ یکبارگی بندہ سے ناآشنا

ہوگئے میر قاسم خان نے جواب دیا کہ گماشتہ سیٹھ جیسے لوگوں نے تمہاری نسبت حیل ظاہر کیا بندہ نے التماس کیا کہ دراندازی لوگ بہی شیوہ رکہتے ہین مگر صاحبان دولت کو ضرور ہے کہ بدون تحقیقات کے اپنے رفقا سے گران دل نہوا کرین خلاصہ یہ ہے کہ بندہ عہد وپیمان کرکے عازم کلکتہ ہوا اور دو ہزار روپیہ خرچ راہ کو عنایت فرمایا بندہ دوستان ہندی اور انگلستی سے مرخص ہوکر عازم مرشدآباد ہوا چوتہے روز مرشدآباد مین پہونچکر ایک اقربا کے گہر پر فروکش ہوا چونکہ اپنے چچا تراب علیخان کو نسبت روانہ کرنے بندہ کے جانب کلکتہ اور نیز موجود کردینے کشتی وغیرہ اسباب ضروری کے اطلاع دی تہی بندہ جس امر کو کہلا بہیجتا وہ سر انجام کرکے حاضر کرتے بندہ بعد دو تین روز کے روانہ کلکتہ ہوکے منزل مقصود مین فایز ہوا اور مسٹر اسپٹ اور جارج گری اور کپتان نکس سے ملاقی ہوکر گرم اختلاط ہوا اخبار عظیم آباد انکی زبان سے مفصل سنا کرتا تھا

ذکر ہے جانے بادشاہ کا عظیم آباد سے بعزم اودہ لکہنو اور شجاع الدولہ کا استقبال کرنا حد صوبہ اپنے سے لب دریاے کرمناسہ تک

اس عرصہ مین کہ بادشاہ گرد و نواح مین منیر الدولہ کی انتظاری مین تک وتاز کر رہا تہا اور اس عرصہ مین احمد شاہ ابدالی خود حسب طلب نجیب الدولہ اور احمد بنگش کے بارادہ استقبال مرہٹہ اور انکے روسا کی جنہون نے سلطنت کا دعوی کیا تہا اور نیز واسطے برخاست کرنے شاہجہان نام شاہزادہ کے جسکو عملہ عماد الملک نے بعد مارنے عالمگیر بادشاہ کے تخت نشین کیا تہا خود ہندوستان مین آیا اور نو مہینے مین مرہٹون کا کہوج مٹا کر قندہار کو جو اوسکا دار الملک تہا واپس ہوا اور مراجعت کے وقت شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ سفارش کر گیا کہ شاہ عالم کو بادشاہ بناکر اوسکے زیر اطاعت رہین اور منیر الدولہ نے اس مدت مین رفیق ابدالی ہوکر امرائے ہند کی نام رقم فرامین مشعر اطاعت حاصل کین اور اسکے روبرو اچہی وجہ سے سفارش ہو گئی بعد مراجعت شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ نے سلطان جوان بخت خلف شاہ عالم کو بطور نایب کی قلعہ دہلی مین بٹہلا اور سکہ وخطبہ نے شاہ عالم بادشاہ کے نام سے ترویج پائی شجاع الدولہ نے اسیطرح اوسکا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین رواج دیا اور کسیقدر روپیہ اشرفی سکہ نو کی مع عرایض مشعر استدعائی مقدم ارسال کئے اور احمد بنگش اور نجیب الدولہ اور منیر الدولہ وغیرہ کی بہی عرضداشت مشعر مبارکباد جلوس تخت سوروثی اور ارسال مبلغ نذر بدستور شجاع الدولہ کے پہونچکر موجب سرور بادشاہ ہوئین اور میر محمد قاسم خان اور جماعہ انگلستی کو جای عذر نرہی معاملہ اپنے خاطر خواہ فیصلہ کیا زر و اسباب جو کچہہ مناسب سمجہا پیشکش کرکے بادشاہ کو رخصت کیا بادشاہ شکر خدا بجا لاکر سعادت ہوا شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو مطابق دوسرے سال جلوس کے ملک شجاع الدولہ کیطرف عزیمت فرما ہوا

جب دیباچہ گرمنا سے گذرا شجاع الدولہ نے انکی ملازمت حاصل کی اور پیشکشہائے
لایق گذرانکر ہمراہ رکاب اپنے صوبہ کو گیا میر محمد قاسم خان بادشاہ کیطرف سے دلجمعی کرکے رام نراین کی
فکر مین ہوا اور کونسل کلکتہ خصوص شمس الدولہ کو جو اس کا محب طرفدار تھا استدعای امر مذکور کی
تحریر کی اور ستہ لکوپیہ سے بہی جو رام نراین سے بدول تھا مکرر لکھوایا اور ستہ لکوپیہ کو انواع انواع قسم کے
سلوک کرکے راضی اور خوشنود رکھا تھا اس ضمن مین جرنیل کو جو قبل ازین میجر اور ہمراہ کرنیل کلیف
ثابت جنگ کے بوقت انقلاب سراج الدولہ کے موشیر لاس کے تعاقب مین بکسر تک گیا اور بعد ازان
ولایت کو چلا گیا تھا اور اس زمانہ مین مرتبہ جرنیلی اور فوج انگلشی کی سالاری پر پہونچکر عظیم آباد آیا
راجہ رام نراین نے بعجلت بلایا اور سخنان دروغ اوسکے کان مین بہر دیئے اور اوسکے جا سوسون سے
موافق ہوکر ایکروز تعلیم کی کہ میر قاسم خان کل ارادۂ چڑھائی کا تمہارے لشکر پر رکہتا ہے مخفی اوسنے فوجکو
طیار کرلیا ہے جرنیل مذکور اس خبر سے اول صبح کو چند ہمراہیون کے ساتھ اوسکے خیمہ مین آیا اوسکو
خواب مین پایا اور ساری فوجکو غافل تب تو آپ سے شرمندہ ہوا انسی اہلشی کو معذرت خواہی کیواسطے چھوڑکر خود لشکر کو
واپس آیا تاکہ وہ میر قاسم خان سے کہدے کہ ہم آپکی ملاقات کو آئے تھے آپ کو سوتا پاکر لوٹ گئے
میر قاسم خان یہ خبر پاکر فوراً بیدار ہوا اور عذر خواب سے نہایت ملامت کی وہ شخص ڈرتے ڈرتے
عذر خواہی کرنے لگا میر قاسم خان نے حرکت مذکور و شکایت کرکے کونسل کلکتہ کو تحریر کیا اور
جرنیل کوٹ نے کونسل مین شرمندگی پائی غیر ولایت چلے جانے کے تدبیر مرتفع ہوئی اور رام نراین کی
فتنہ انگیزی ظاہر ہوگئی بندہ جو کہ کلکتہ مین وو تین مہینے مقیم رہا میر قاسم خان کے خطوط سے حالات
جو کونسل مین آئے اکثر معلوم ہوا اور اوسکے نتیجے شایستہ ظہور مین آئے اس ضمن مین بندہ نے مختلف تقریب
در باب موافقت میر قاسم خان کے ستہ امیت کا استمزاج کیا مگر وہ ہان ہون کرتا رہا اور آخر کو صاف
کہدیا کہ تم خوب جانتے ہو کہ مجھے رام نراین سے کچھ اخلاص نہین بلکہ اوس سے متنفر ہون مگر جب تو شمس الدولہ
اور بندہ کے درمیان مخالفت ہوئی اور سے میر قاسم خان کی طرفداری کرنا شروع کی اور بندہ نے رام نراین
اور عمر خان کی اور اس بارہ مین ہم دونون کے مراسلات ولایت انگلشیہ اور کونسل لندن تک پہونچے
اور ایک دوسرے کی تضعیف رای اوپر دو وقت مین ساعی ہوے اور اب بھی ہین اس سبب بدون انفعال کے
میر قاسم خان کا طرفدار نہین ہوسکتے کیونکہ اگر اوسکی طرفداری ہوگی تو اپنے تئین جھوٹا اور رسوا کیا بلکہ
اگر شمس الدولہ کی آمد ولایت مین پذیرا ہوئی تو میر قاسم خان سے رجوع نہوگا اور اگر ہماری رای
پسند ہوئی اور یہان کا اختیار ہمکو ملا اوسوقت اگر میر قاسم خان انسے رجوع ہوگا کچھ مضایقہ نہو گا بندہ نے

اوسکے ما فی الضمیر میر قاسم خان کو لکھہ بھیجے لیکن چونکہ شمس الدولہ کی طرف مضبوط تہو میر محمد قاسم خان کے التماس کونسل مین قبول ہوے اور اوسکے نام حکم مجازی فیصلہ رام نراین وغیرہ مخالفین کا صادر ہوا کہ جیسا مناسب سمجھے تعمیل کرے بندہ مورخ اس ماجراسے واقف ہو کر مسٹر اسیٹ سے رخصت ہوا اور مرشد آباد کی راہ لی اور چند روز بسبب چند وجہ کے مرشد آباد مین مقیم ہو کر عظیم آباد کو روانہ ہوا

میر قاسم خان کا قید کرنا رام نراین وغیرہ مخالفونکو اور تسلط پانا صوبہ عظیم آباد مین اور جمع کرنا خزانہ بیشمار کا

میر محمد قاسم خان کہ خبر رسی اور فہمید کاغذ مین نہایت صاحب فہم تھا اور حیلہ کار وان کی مصاحبت مین رہا کرتا تھا بعد پہونچنے حکم کونسل کے رام نراین سے فہمید حساب کیواسطے صوبہ کا جمع و خرچ طلب کیا اور جو روپیہ بنام جاگیرداروں حضور کے لکہا تھا اوسکی مہری رسیدین طلب کین اور جو روپیہ کہ طلب سپاہ مین دیا تھا اوسکے تصفیہ کیواسطے اپنے عملہ کو حاضری سپاہ کے دیکھنے کو حکم دیا چونکہ رام نراین کے کام سب خیانت پر مبنی تھے نہایت مضطرب ہوا اپنے صادق الوداد یارون سے مشورہ کرنے لگا اور میجر کارناک وغیرہ کو ملامت کرکے اپنی رفاقت پر نادم ہوا آخر بعض اوسکے رفقا صاحب شجاعت لڑائی کی خواستگار ہوے اور کم جرات نامرد اطاعت و فرمان بری مین صلاح کار ہوے چونکہ وہ جرات ذاتی نرکہتا تھا اور تقدیر بہی خراب اعمال پر رجوع تھی کوئی تدبیر سوا اطاعت و فرمان برداری کے منظور نہ ہوئی مگر بعض اپنے عمدہ متصدیون کو مانند سردار سنگہ وغیرہ کے بہگا دیا تھا تاکہ سررشتہ محاسبہ گم ہو جب میر قاسم خان نے اوسپر دسترس پایا ملازمان معتمد مانند برکت علی وغیرہ کو اوسپر تعین کرکے نظر بند کیا اور خیانت کثیر اوسکے ذمہ برآمد کرکے اوسکے گہر کی نقد و جنس ضبط کر لیے چونکہ اوسنے اپنی دولت فراہم کی تھی سات لاکھ روپیہ نقد اور اسی قیمت کی جنس اوسکے گہر سے برآمد ہوئی اور جو کچھہ اوسکی عورتون نے اپنے معتمدون کے پاس مخفی کیا تھا وہ علیحدہ ملا اور منارام ساہو جو عمدہ مہاجن اور اوسکا معاملہ دار تھا اور اوسکے خزانچی کا مصاحب بعلت تہمت خیانت گرفتار ہو آیا اور اونکے گہر برباد ہوے کسیقدر روپیہ اونسے بہی حصول آیا اور راجہ مرلیدہر مرکارہ جو رام نراین کے برابر اوسکا شریک حال تھا مع محمد آفاق کوتوال کے کہ یہ بہی کوچک مرلیدہر تھا اسیر شکنجہ عقوبت ہوا اور کتنے برسون کا اندوختہ برباد ہو گیا مصطفے قلیخان برادر محمد ایرج خان اپنی خبث طینت سے گرفتاری مین شریک ہوا سید عبد العلی خان بندہ مورخ کے خالو جو اون دنون مین بنارس سے مضطر ہو کر عظیم آباد آیا تھا اور رام نراین کے حضور مین متوسل ہو کر بسر کرتا تھا مورد عتاب ہوا حضرت نے بنارس مین اسکا مزہ پایا خلاصہ یہ کہ ہر ایک جو کسی کام مین مامور تھا متہم اور ماخوذ ہوا اور عبد العلیخان مذکور کو حکم خروج صادر ہوا

کہ بنارس چلا جاوے اسکے رفقا اور اقربا جو ہر ایک علاقہ اور کام پر تعین تہے اپنی جزا کو پہونچے خاندان کو بعد
تسلط کے داخل قلعہ ہوا اور مرلیدہر کو پا بجولان روانہ جہانگیر نگر فرمایا اور رام نراین کو مع اوسکے باقیماندہ اتباع کے
حضور مین محبوس رکھا اور شدید تحصیل کرنے والے راو شتاب راے پر تعین کیے کیونکہ یہ بھی رام نراین کا شریک تھا
چونکہ راو مذکور متصل دوہر دبال استقلال تھا مع چند رفقا کے آمادہ حفظ آبرو اپنے گہر مین بیٹہا اور چندان معاملہ ار
میر قاسم خان کا بہی نتہا لیکن چند روز بڑی تکلیف مین گذری اور میر قاسم نے رہتاس کی قلعداری کی سند اور
عظیم آباد کی دیوانی اور صمصام الدولہ کے محالات کی جاگیر اپنے نام بادشاہ سے کرا لی اور اپنے قبضہ تصرف مین
لایا اور اسی علت سے اوسکے ساتھ محاسبہ کرتا تھا چونکہ راو مذکور کی حقوق ریاضت جو کہ خادم حسن خان کی
لڑائی مین کیے تہے انگلشیہ پر بار گران تہی اور اوسکی پاسخاطر بہی منظور تہی بہر صورت میر قاسم علیخان سے
نجات [illegible] ہوا اور اوسکا انفصال حضور گورنر اور کونسل کلکتہ پر موقوف ہوا اور میر قاسم خان بہی باعتقاد خبث
[illegible] کے راضی ہوا اور راو موصوف میجر کارنک وغیرہ کے ہمراہ کلکتہ گیا چونکہ فی الحقیقت کوئی
[illegible] اوسکی ثابت نہ تہی شمس الدولہ اور صاحب کونسل نے حکم دیا کہ میر قاسم علیخان [illegible]
[illegible] ہمراہ مسٹر [illegible] اور مسٹر [illegible] کے جو کوٹہی عظیم آباد کے چہوٹے بڑے صاحب ہوکر بعد عزل [illegible]
[illegible] آتے تہے عظیم آباد آیا اور عظیم آباد مین مسٹر [illegible] ایک کمپنی تلنگہ لیکر راو شتاب راے کو راہ
[illegible] دلبایا اور روپیہ سر توست جیسے دیوہ اور [illegible] کلکتہ مین [illegible]
[illegible] صمصام الدولہ خلف صفدر جنگ مین ہونا
[illegible] میر قاسم علیخان نے خوب سا روپیہ تحصیل صوبجات اور لوگون کی ضبطی سے جمع کیا اور [illegible]
[illegible] خان کو جو کسی قرابت سے اوسکا [illegible] ہوتا تھا [illegible] کی فوجداری پر مقرر کیا وہان پر [illegible] رام
[illegible] رام نراین کا عامل تہا بسبب جہالت اور جرات ذاتی کے آمادہ رزم و جنگ ہوا مگر [illegible] مین
مارا گیا میر [illegible] نے فتح پائی میر قاسم خان ہمیشہ توپخانہ اور بندوق چقماق فرنگی اور دیگر آلات کی درستگی مین
رہتا تہا گرگین خان کو اس کارخانہ کا مدار المہام اور اپنا سپہ سالار بنایا تہا بلکہ خود اوسکے ہاتہ گویا بکا تہا
سواے اسکے کسی پر اعتماد نکرتا تہا اور سرداران ہندی بہی بہم پہونچا کر ہر ایک کو بجاے لایق مامور کرتا تہا
از انجملہ [illegible] و اعلی اور سب سے عزیز محمد تقی خان تبریزی کو رکلائی تہا جسکو بیربہوم کا فوجدار کرکے
حکم آراستگی فوج اور مردمان کارآمدنی کی بہرتی کا دیا تہا اور وہ اپنی طاقت سے زیادہ کار مرجوعہ مین رجوع تہا
اور [illegible] لوگ جمع کرکے اپنی تالیف قلوب اور جد و کوشش سے تہوڑے دنون مین فن سپہ گری مین اچہا آراستہ
کر دیا کہ دوسرا اوسکا ہم رتبہ اوسقدر نکر سکتا تہا فی الحقیقت سرداری کی لیاقت وہ نرکہتا تہا کہ گرگین خان

گرنہی فرض اگر محمد تقی خان اسوقت جیتا رہتا تو مقام جنگ وجدال جیسا کہ چاہیے تنگ وناموس مردمی نگاہ رکھتا باوجود قلت مقدور او نے اتفاق سید محمد خان نایب صوبہ مرشد آباد اور بنگالہ کے اور نیز خود سری اور سرکشی شیخ ہبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ جماعہ داران متعینہ جنگ انگلشی کے اپنا کارنامہ صفحۂ روزگار پر یادگار چھوڑا اور اقبال گرگین خان کا استحکام گویا تزلزل بنیاد دولت تھا مگر میر قاسم علیخان نے کچھ نہ سمجھا مشیت ایزدی نے اندھا کر دیا تھا القصہ میر قاسم علیخان نے آرایش اسباب تجمل اور افزایش آلات ضرب اور دیگر امور مالداری مین کوشش کر کے زمینداران مقتدر صوبہ عظیم آباد کو اپنے حضور مین بلوایا کامگار خان بخوف رفاقت بادشاہ کے کوہستان رامگڈہ وغیرہ کیطرف سدھارا اور بنیاد سنگہ اور فتح سنگہ باعتماد عدم مرافقت بادشاہ کے حاضر ہوئی اور پہلوان سنگہ وغیرہ زمینداران سرکار شاہ آباد جو بھوجپوریہ کر کے مشہور ہین باتہام موافقت راجہ نراین خوف بادشاہ سے مطیع نہوے سرکشی دکھلانے لگے میر قاسم علیخان کو استقبال تعدیل مخصوص زمینداران کا نہایت منظور تھا لہذا اونکی سرکوبی کو عازم ہوا اول اپنے بھتیجے ابو علی خان کو اور بعدہ اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو نہایت سفاک و بیباک تھا ملک کامگار خان کا مالک کیا اور خود ہمراہ اور سرکار شاہ آباد کو عازم ہوا اسی ضمن مین بندہ اپنی طاقت سے اکثر ڈاکٹر ولیم فلرٹن کے وسیلے سے ملازمت حاصل کی والد بزرگوار نے مرحمت مبذول فرمائی مگر دلمین بسبب خفیف درنگ کے جو بندہ سے وہان پر ہوا ملول ہوگیا اس سبب سے خفا ہوا بندہ نے عذر خواہی کی خوبی اور اوسکا بہت کم لوگون سے صاف تھا ہر چند ظاہر مین عذر پذیر فرمایا مگر [illegible] تھا مین والد مرحوم بدین ضرورت کہ میر قاسم علیخان حاکم اور والد ضعیف ہے جبکہ اس دیار مین رہتا ہے اور آشوب زمانہ دیکھکر پس اوسی قبیل پر راضی ہو کر بنابر حفظ آبرو لعزم ملاقات ناظم آیا اور مرزا شمس الدین کے توسط سے جو قدیم آشنا تھا معاینہ میر قاسم علیخان بسبب صغر سن اور نیز نظر مرتبہ سابقہ خود جو نہایت کمتر تھا راضی نہوتا تھا مگر چند شرطون پر جو اوسکی عظمت کے شایان نہین جب والد عظیم آباد آیا اوسکی نخوت پر آگاہ ہو کر اپنے آنے سے مخجل و نادم ہوا بندہ نے والد کو سمجھا کر میر قاسم علیخان کے شرایط تعظیمات پر راضی کیا طوعاً و کرہاً اپنی ضرورت کیواسطے قبول کیا بوقت ملاقات کی والد نے جب کسیقدر ادب واسطے میر قاسم علیخان کے اختیار کیا میر قاسم علیخان بنظر اسکی بزرگی اور رفعت شان کے اپنی خواہش سے منفعل ہوا اور مسند سے اوٹھکر معذرت خواہ پیش آیا اور معانقہ کر کے اپنے برابر مسند پر بٹھالیا اور مراتب خردی بجالا کر راضی کیا عزت و احترام بہت سا کر کے شاد کام جاگیر کو رخصت دی ایکروز بندہ میر عبد اللہ کے مکان مین تھا کہ میر قاسم علیخان کا چوبدار میری طلب کو آیا اور ہمراہ لیگیا وہ خلوت مین آیا بعد ملاقات کے فرمایا کہ ہم تمسے ایک خبر طلب کرتے ہین مینے کہا کون ایسی خبر ہے جو مجھسے طلب کیجیگا جو کچھ

ہوتا ہے اوسنے کہا کہ مونگیر کی جاگیر ہمین دو کیونکہ قلعہ سے نزدیک ہے اور قلعہ مونگیر مع وہانکے محالات کی
گرگین خان کو حوالہ ہوئے بسبب نہایت اتصال محالات مذکورہ کے ہمیشہ تمہارے عامل کو اوسکے عملہ سے اور اوسکو
تمہارے عامل سے شکایت اور نالش رہیگی لہذا یہ تدبیر بہتر ہے کہ ہمین دو اور اوسکی عوض بہتر اوس سے
دلا دو موسیو رنے کہا حسین سرکار کی بہتری ہو عمل فرمائیے مجھے تو غرض وجہ معاش سے ہے یہہ بہی آپکی بخشش ہے
اور آپ سے اگر منظور ہو گا دے سکتے ہو پس راجہ راج بلبھہ کو جو کہ اندنون مین عظیم آباد کی نیابت مین رام نراین
کی جگہ پر مامور تھا پروانگی دی وہ لیت و لعل مین ٹالتا تھا بعد چند روز کے میر قاسم خان بہوجپور اور سہسرام کیطرف
چلا گیا اور اوسکا عوض کچھہ نہ ملا نہایت عسرت بندہ کو ہوئی چونکہ بندہ نہایت مقروض اور بے اسباب سفر کی
رکھتا تھا اوسکی ہمراہی کی اس سفر مین تاب نہوئی چند انگریز ڈاکتر فلرٹن وغیرہ دوستان نے پروانگی اجرائے
تنخواہ کی دلادی مگر پھر بہی ہانہون مین ٹالدیا ناچار فقیر لاچار رہگیا اور وہ سہسرام اور بہوجپور کو چلا گیا

جانا میر قاسم خان کا سہسرام اور بہوجپور کو اور وہان کے زمینداروں کا غاروں کیطرف فرار ہونا اور خان مرحوم کی بیباکی اور غرور کا ظہور

جبکہ میر قاسم خان مع لشکر قیامت اثر کے پہلوان سنگہ اور دیگر زمینداران سرکار شاہ آباد جو حیز ہو وہ لوگ
شجاع الدولہ اور راجہ بلونت زمیندار بنارس کے ملک کی راہ لیجاتے گئے اور دریاے گنگا سے اوتر کر اوسپار
آباد ہوئے میر محمد قاسم خان نے عملہ معتمد بطرف منشی راحت خان متعین مقرر کرکے خود بہی اوسی جا مقیم ہوا چونکہ
اس مرحوم کے مزاج مین جزویات کی خبرگیری منظور تھی لہذا چند اشخاص مامور تھے کہ حالات زیادہ و کم منقح اسکو
معلوم کرتے تھے راجہ سکھہ لال ہرکارہ اسکا معتمد تھا بہت سے جاسوس اوسکی برادری کے مامور تھے ملازم اور
غیر ملازم اور سکنہ شہر اور زمینداروں کی خبر پہونچایا کرتے تھے خصوصاً ہرکارہ جو کہ بدنفس مردم آزار اور اول خادم حسینی کا
نوکر ہوا پورنیہ مین اپنی خلقت جبلی سے ایک عالم کو ضایع کر چکا تھا اندنون مین رفیق گرگین خان کا ہوکر حق و
ناحق لوگون کو متہم کرکے گرگین خان کی معرفت اخبار مخالف مزاج میر قاسم خان کو پہونچاتا تھا اکثر غربائے
بیچارہ کو مفت جان و مال سے راہی ملک عدم کیا اسکے برائی عداوتین میر قاسم خان کے دلمین ایسی نقش ہوئین تھی
کہ مطلق دور نہوئی تھین چنانچہ کلب علیخان اور حیدر علیخان پسران علی قلی خان فوجدار بہاگلپور کی دو تقصیرون
پر دشمن ہوا اول یہ کہ میر ابو الحسن برادر حقیقی بو علیخان خلف نواب علیخان عموی میر قاسم خان داماد راجہ
کہڑگپور اوس لڑائی مین کہ راجہ مذکور سے ہوئی تہی مارا گیا دوسرے قصور یہ کہ بوقت عبور مرد برجرنیل کوٹ
جسوقت کہ موسیو لاس کے تعاقب مین گیا تھا ملاقات کرکے اتحاد و دوستی کیا تھا اور اسی قرینہ سے جبکہ
جرنیل کوٹ عظیم آباد آیا اونہون نے بہی ملاقات کی یہ دونون قصور میر قاسم خان کے دلمین جا نشین تھے

جب بھوجپور مین متوقف اور قتل ہرکارہ اور ستیارام اور شیخ سعد اللہ اور عدم پرسش انگلشی سے دیا ہوا
راجہ بلبھہ کو حکم دیا کہ دونون بھائیون کو قید کرے بیچارے بے پیر کے قید ہوئے تا عہد حکومت میر قاسم خان کے
بلاے اسیری مین رہے طرفہ ماجرا سنئے کہ جو لوگ راجہ بلبھہ کے انکو گئے تھے اونہین لوگون نے بندہ مورخکو
راستہ مین دیکھکر خیال کیا کہ شاید دونون بھائیون مین ایک یہ ہی ہے بندہ مورخ کی سواری کو راستہ سے
زیر حراست کرکے راجہ بلبھہ کے پاس لائے اوسنے بعد ملاقات کے جو نام و نسب بندہ مورخکا دریافت کیا
خجالت سے عذر خواہی کی اور رخصت کیا بندہ مورخ شکر الہی بجالا کر اپنے گھر مین آیا اہلکن کیا بیان کرون
کہ وہ گھڑی کسقدر خوف و وحشت مین کٹی تھی کہ خدا کسیکو بلاے سخت اسیری مین نہ پھنسائے اور پنجۂ ظالم سے مقید اور مجبور کو جلد رہائی دے
اللّٰھم آمین آمین الغرض لوگ سب خدا ایسے عہود و بامدگر رسم مراسلات اور راہ آشتی رہی تھی راجہ سیتارام
متصدی جو اکثر امور عظیمہ کا مدار المہام تھا انکو بھول گیا حسب ضابطۂ ہند زیادہ از روی اختیار کی لوگون کے
کام مین رشوت لیکر جھونٹھ کو سچ اور سچ کو جھونٹھ کرنا شروع کیا اور شیخ سعد اللہ نام معد اسباب جو لا اکثر مشغول زمانہ
میر قاسم خان کے رام نراین کا نوکر اور پرگنات شاہ آباد مین مامور تھا اس وقت مین بسبب اطلاع رکھنے
وہان کے کیف و کم اور دیگر حالات کے محالات مذکورہ کا حاکم اور بعض اماکن کا تعلقدار تھا حسب اس سابقہ
بعض زمینداران خارج سے رسم مراسلات رکھتا تھا اور شاید کسیقدر خلاف میر قاسم خان کے لکھا کرتا تھا
اور تین چار نفر کہ سرگروہ جاسوس کے تھے اور یہ ایک خانہ امیری و امراے پیشین سے ریاست ذی قدر مذکورہ میں
ممتاز اور روسے عرض التماس آستان دولت پر رکھتے تھے بالفعل سرکار میر قاسم خان مین کہ ہر ایک
مع چند کس جماعت مین ملازم ہوے اور کار استخبار اور اخبار کے ہر طرف اور ہر مکان مین مقرر ہوے
تصور تساوی ساتھہ اوقات سابقہ کے کرکے سہل انکاری اور دروغ گوئی سے باز نہ آتے تھے **خلاصہ**
یہ ہے کہ ہر یکبس سزائی بجیاب کو پہونچے قصورات انکے اگر معلوم ہونگے انشاء اللہ تعالے آیندہ
تحریر کیے جاوینگے مقبول الروایہ معتمدین سے ایسا سنا گیا کہ ان پانچ آدمیون سے کوئی قابل گردن زدنی کے
نہین ہوا بلکہ محض توہم سے بیچارے قتل ہوے شیخ سعد اللہ غرض مندون کے کہنے سے میر جعفر خان
اور زمینداران بھوجپوریہ کے اتفاق کی تہمت سے مارا گیا اور ستیارام نے کسی زمیندار بھوجپوریہ کو خط لکھا تھا
اوسمین خبر کوچ میر قاسم خان کی روز معہود پر درج تھی پس شبہہ ہوا کہ کیون تاریخ معاودت سے
اطلاع دی اور ہرکارون کا بھی جرم اسیطرح پر ہوا جب میر قاسم خان نے اکثر شاہیر و نکے خون سے اپنے
سیاہنامہ اعمال کو سرخ کیا اس موجھ نژاد کا ایسا رعب چھا گیا کہ ہر ایک کے زہرہ آب ہوئے اور
دور و نزدیک انکی خونین مزاجی کی بوچھار پڑ گئی تھی ہر چند میر قاسم خان ملازمان ہندی کے معاملہ مین خودمختار تھا

غرض اسقدر خون ناحق کی نظر سے کونسل نے خط استفسار موجب بیجا بہیجا میر قاسم خان بعض خطوط کو جو سعد الله
وغیرہ کے پاس سے ... تھے دستاویز قتل کرنے بعض انگلشی کے مخصوص بخصوص مکویر اور ڈاکٹر ... کو بہیجا
چونکہ بندہ کو ان انگریزون سے ربط تھا اونہون نے وہ خطوط مجہی دکھلائے اور میرے کہنے سے اونکی مضامین پر
مطلع ہوا بندہ نے جو اونکو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ ساختہ ہیں اسواسطے کہ اون خطوط کی اصلاح کمال بے شعوری سے کی گئی تھی
شاید کہ اونکے قتل کی دوسری وجہ تھی بعد ازان اپنے رفع بدنامی کو خطوط پھر بہم پہونچا کر اور حیلہ بنا کے
ڈاکٹر نے اوسکو بہی بندہ کی ذریعہ سے ملاحظہ کیا اور بندہ نے کہا کہ اسمین بہی شک ہے اور کچہ کا کچہ بنایا ہے پہر نہین معلوم کہ وہ خط کونسل
مین گئے یا نہین اور اونکی قتل کی معذرت کیونکر ہوئی اسی اثنا مین میر قاسم خان کو قلعہ رہتاس کی ... کا اشتیاق ہوا اثنا راہ کو
جو اپنی طرف سے قلعدار کیا تھا اوسکی نیابت پر ساہمل کو بہیجکر اپنے ارادہ سے آگاہ کیا اور والد مرحوم کو بہی جو اوندنون
بتقریب ملاقات وارد سہسرام تھا ہمراہ لیا اور بندہ کا برادر غالب علیخان بہی ہمراہ تھا اور نقی علیخان نے
باوجود ارشاد خاوند کورکے رفاقت نکی القصہ بعد ملاحظہ قلعہ اور وہانکے انتظام کے معاودت کرکے سہسرام آیا
اور ساہمل کو مع تقی ہزاری کے جو قدیم سے محافظ قلعہ تھا قید کیا اور والد کو جاگیر جانیکی اجازت دی

معاودت کرنا میر قاسم خان کا مونگیر مین اور راجہ بلبہدر کو قید کرنا اور نوبت راے کو عظیم آباد کی صوبہ داری دینا

جب میر قاسم خان کو مہم رہتاس و شاہ آباد کے انتظام سے فارغ ہوا اور سرس کٹنبہ سے بہی کشن سنگہ زمیندار پرگنہ مذکور کا
مفرور ہوکر نیپال میں گیا مہدی خان بنی عم اسد الله خان کو سانوٹ مہسہ مین جہین پور اور سہسرام کی فوجداری
... شیخ محمد ... خان جمعدار تلنگہ ... کی بنا پر خبرداری پہلوان سنگہ کے چہوڑا اور مرد فرنگی کو مع ... جابجا ...
اور ... توپ سے ... اور میر روشن علیخان بخشی کو مع رسالہ ہمراہی بہوجپور وغیرہ مین مقرر کیا اور خود بدولت
ملک بنگ بطرف سرس کٹنبہ اور رامدول اور کہاری اور بہار اور بلیج وغیرہ ہوتے ہوئے عازم مونگیر ہوا لیکن قبل
ازین کہ مونگیر کو روانہ ہو راجہ بلبہدر کو پاس طلب کرکے قید کیا اور مردم معتمد اوسکے ضبطی مال و متاع کو جہانگیر نگر
روانہ کئے اور راجہ نوبت راے کو عظیم آباد کے متصل پہونچکر صوبہ مذکور کی نیابت کی خلعت عطا فرمائی اور خود
بجمال عزت و اقتدار قلعہ مذکور کو ... ہوئے ذی الحجہ ۱۱۷۵ ہجری ... کو نزول فرما ہوا اور قلعہ کو ترمیم ...
اور کچہ عمارت جدید بنوا کر آراستہ کیا اور بکمال عظمت و سطوت سے زندگی کرنے لگا ازانجا کہ اپنے ایام دولت
و اقتدار مین جملہ عورات جمیلہ جب پائین تہین اور اب قوت شہویہ مین نہایت نقصان آیا اور حد زوال کو پہونچی تہی لہذا اوسکی تحصیل
مصروف تھا طبیب لوگ نہایت کوشش کرتے تہے مگر کچہ فائدہ نہوتا تہا آخر الامر معلوم نہین ہے کسکے کہنے سے
خراطین کا استعمال کرکے فائدہ عظیم اوٹہایا کہتے ہین کہ اس مرتبہ وہ قوت ہوئی کہ گویا شباب تازہ حاصل ہوا

درغیرہ اپنے اخلاص کیشون کو بھی اسی عمل پر ہدایت کی اور اونہین بھی قوت مذکورہ حاصل ہوئی چنانچہ اکثر
اون لوگون نے اپنی زبان سے بندہ کے روبرو اظہار کیا القصہ جب میر قاسم خان نے مونگیر مین قیام کیا
انتظام امور مرجوعہ کرتا تھا مگر چند طرف زیادہ توجہ تھی چونکہ مورخونکا شیوہ صدق مقالی ہے لہذا مقتضائے مصرعہ
مشہورہ کی گفتا کی ؎ عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو اور مخشے انکے زمانہ کا بھی شعر اسی مضمونکا تحریر ہوا ؎ شیخ سب عیب کہا تو نے مے و ساغر کا
کچھ ہنر اور فواید کا بھی مذکور تو کر ؎ کچھ چند شاید و مسموع ہوا لکھا جاتا ہے مخفی نرہے کہ اگرچہ میر قاسم خان کو بدگمانی بسبب ملاحظہ احوال نمک حرامی اور
بیوفائی سپاہ بنگالہ اور دو سو ... اور نیز کمی عموم سپاہیان اس ملک کے زیادہ تر تھی اور اعتدال او قتل او قید مین نہایت بیباکی کرتا تھا لیکن
معاملات ملکی کے نفوذ مین اور انفصال قضایا اور عطائے تنخواہ سپاہ وغیرہ ملازمین او قدردانی علما اور میانہ روی تحمل و فایز
نادر وقت تھا چنانچہ مفسدین دو روز بنا بر عدالت حسب ضابطہ سلف مقرر کئے تھے عملہ عدالت کے انفصال پر
اعتماد نہ کرکے خود متوجہ فیصلہ اور کشف دقایق منفصلہ مین ہوتا اور مدعی اور مدعا علیہ کا اظہار اپنے کان سے سنتا
کسی کی مجال نتھی کہ رشوت لیکر حق و باطل مین آمیزش کرے اور زمینداران مقتدر کوتہ اندیش جو جانکی رام
اور رام نراین کے عہد مین غربا کے دیہات پر متصرف ہوگئے تھے جب ان لوگون نے اپنا عذر حقداری بذریعہ محضر
یا گواہی قاضی یا مفتی کے پیش کیا بعد ملاحظہ دقیقہ اور تحقیق احوال کے اوسکے نام سند مہری دستخطی کی اور سزاولی
ہمراہ ہوتے وہ جاگیر حقدار کو حق دلائی فقط ایک بات اس شخص کے لوازم ادرات سے تھی کہ ایام تعزیہ داری سید
الشہدا امام باڑہ سراج الدولہ کی زیب و زینت کی آلات طلائی اور نقرہ جو کہ لاکھون کے تھے اونکو نکلوا کر اوسکا قیمت
شیخ محمد علی حزین اور میر محمد علی فاضل اور شیخ محمد حسن اور زاہد حسین خان کے ارباب استحقاق سادات اور
مجاورین مشاہد متبرکہ کو مع شئے زواید کے عطا فرماتا اور شیخ حسن مرحوم سے قرض کہ جو مبلغ کلی تھا اپنے گھر سے ادا کر کے
تنخواہ لایق خرچ روزمرہ کو مقرر کردی اور جب شیخ اوسکو دیکھنے کو جاتا مسند علحدہ پر اپنے ہم پہلو بٹھاتا اور استقبال
و مشایعت بجالاتا اور جو کچھ شیخ کہتا بخوشی دل قبول کرتا اسیطرح سے اکثر بزرگون کی رضامندی مین ساعی تھا
اور ادائے تنخواہ سپاہ وغیرہ مین کبھی کسی کی شکایت سننے مین نہ آئی ہان اسمین شک نہین کہ اوسکے خوف سے
ہر ایک کو آسودگی نہ تھی بندہ کو جب ایک مدت عزلت مین بمقام عظیم آباد گذری الکیوزڈ اکٹر فلرٹن نے کہا کہ
خانصاحب تم مونگیر کیون نہین جاتی بندہ نے کہا کہ اوسکے سطوت سے خوف کہاتا ہون اوسنے کہا کہ اگر وہ
اسی جگہ پر قہر کرے کون حمایت کرسکتا ہے بہتر یہی ہے کہ وہین جاو شاید کہ کچھ حاصل ہو اور ہم لوگ جیسا کہ
مستر انسن نے تمسے کہا حمایت نہین کرسکتے ہین اور بنا بر نام و عاقبت کی اعانت تمہاری ظاہرا نہین کرسکتے
کیونکہ ابتدائے تفویض معاملات ہر سہ صوبہ مین جملہ شرایط و عہود جو انگلشتی سے ہوئے ایک یہ بھی ہے
کہ درباره ہندوستانی خصوص ملازمین کے کوئی حمایت اور بازپرس نکرے بندہ نے جب دیکھا کہ سچ کہتا ہے

بہ صورت ہونا یہ جا کر شرف ملازمت ہوا اوسنے بہی لطف و کرم فرمایا اور نہایت اختلاط سے پیش آیا پہر
دوسرے روز نا آشنا محض ہو گیا بندہ کو بڑی حیرت اور اندیشا کی ہوئی بالضرورت عمل کلمۂ طیبہ
لا الہ الا اللہ و محمد الرسول اللہ صلعم جو کہ کتاب الدعا شیخ علی حزین مرحوم و مغفور مین مسطور ہے شروع کر کے
سلخ ماہ ذی الحجہ کو تمام کیا بدین نیت کہ خداوند تعالی بندہ کو اوسکے شر سے بچاوے اور اوسکے دولت سے بہرہ یاب
فرماوے عجیب اثر دیکہا گیا مجلس عاشورہ مین اول روز نہایت مہربانی سے روبرو بولایا اور اپنے پاس جگہ دی
آخر مجلس تک اختلاط کرتا رہا دوسرے روز اس گمان سے کہ اوسکی مہربانی کا اعتماد نہین دور تر جا کر بندہ بیٹہا
اوسنے طلب کرکے پہر اپنے پاس بلا فاصلہ کے بٹہا لیا اور حکم دیا کہ اسی طرح ہر روز میرے برابر بیٹہا کرو اور
کیون آجتک اپنا حال مجہسے نکہا بندہ نے کہا کہ جناب عالی پر سب روشن ہے اوسنے شوخانہ جواب دیا کہ عالم الغیب
نہین ہون بندہ نے کہا عرض کرونگا اوسنے کہا کب بندہ نے کہا بعد عاشورہ اوسنے کہا عاشورہ مین کون کام
دنیا کا بند رہتا ہے کہ یہ بہی بند کیا جاوے مینے کہا کہ اس مجلس مین میری مجال نہین کہ ذکر حسنین علیہما السلام ہو رہا ہے
اور بندہ کار دنیوی مین مشغول ہو اور بجز اسوقت کے اور وقت کوئی باریاب ملازمت نہین ہوتا اوسنے کہا
البتہ کل اول وقت مع عرضی حاضر ہونا حسب الامر بندہ نے تعمیل کی مبلغ پانچہزار روپیہ نقد انعام دیا اور
ابتدای نوکری سے تا نہایت آخر محرم سنہ مذکور کی تنخواہ دلوا دی اور آیندہ کو حکم فرمایا کہ ماہواری دیا کرو اور فرمایا کہ بعد دو روز کے
مجرا کو حاضر ہوا کرو اور غالب علیخان میرے چہوٹے بہائی کو ہفتہ مین ایکمرتبہ سلام کا حکم ہوا اور سید علیخان کو
۱۵ پندرہ روز کے بعد داروغہ دیوانخانہ کو حکم دیا کہ بہانہ نامناسب سے سید علیخان کو آنے نہ دینا بدین سبب کہ
چونکہ وہ جوان اور نا اندیش تہا اور بندہ کو پختہ کار اور بعض موقع پر کارگذار اور اپنا رازدار جانتا تہا بہر صورت
باوجود فراغت کے جو بندہ کو میسر ہوئی بنا بر تعارف انگلشیہ کے اوسکے ساتہ بہ اوقات نہایت تنگی مین تہی
اور کمال ہیم و ہراس مین اوقات گذرتی تہی اسوقت تک ناظر علیخان ولد غلام حسین خان داروغہ دیوانخانہ
مہابت جنگ بعد رحلت پدر کے نہین جانتا ہون کس مصلحت سے اپنے کار پر مامور اور میر قاسم خان کے دیوانخانہ کا
بہی داروغہ بدستور رہا بعدہ شیخ عبد اللہ نامے جو پیشتر ہیبت جنگ کے عہد مین بنا بر اصلاح سید علیخان میرے
چہوٹے بہائی جو ہیبت جنگ کی مصاہرت مین نامزد ہوا تہا اوسکا نوکر اور مقرب تہا اور پہر جگت سیٹہ کے رفقا مین
حسب تجویز گرگین خان کے داروغہ دیوانخانہ ہوا اور ناظر علیخان برطرف ہو کر بنا بر ادخال زر اندوختہ باپ کے
قید ہوا اور چند روز قبل اسکے تراب علیخان عموی میر محمد قاسم خان کا مرشد آباد کی نیابت سے معزول اور
سید محمد خان جو مرد ولایت زا اور اقربای میر قاسم خان مین تہا اوسکا قایمقام مقرر ہوا اور عسکر علیخان مغفور
خلف سیف اللہ خان مرحوم صوبہ دار ٹہٹہ صوبۂ بنگالہ کے راج شاہی پر مامور ہوا اور تراب علیخان حضور مین ہو کر

ہونگیر مین شہرا انہین دنونمین بہادر علیخان خلف مرزا اودار قلی بیگ داروغہ توپخانہ جنسی مہابت جنگ مغفور باتفاق دیگر روساے ملازم فوج سرکار اور چند پلٹن حقیمانی اور توپ آراستہ گرگین خان کو واسطے تسخیر ملک بتیا اور تنبیہ زمینداران اور تخریب قلعہ کے مامور کیا

حادثہ ہوا عبد الغنی خان اور رحیم اللہ خان اور جنتا مین داس اور شیخ عبد اللہ

جون کہ سید محمد قاسم خان کو شجاع الدولہ صفدر جنگ سے دعوی ہمسری بلکہ برتری کا تھا اور شجاع الدولہ سلطان ہند کی وزارت اور خطاب آصفجاہی رکھتا تھا اس شخص نے اپنے واسطے بھی خطاب اشرف طلب کیا اور بادشاہ نے قلیل روپیہ کی طمع سے منصب ہشت ہزاری مع خطاب عالیجاہی کے شروع ۱۱۷۶ ہجری مین بھیجا اور اس خطاب نے رواج پکڑا اور بجز حضرت نواب عالیجاہ کے نام نہ سنا تھا اسی درمیان مین بسبب تقدیر شیخ عبد اللہ خلوت مین عالیجاہ سے عرض کیا کہ محمد علی ولد سند علی اور اوسکے بھتیجے برکت علی و فرحت علی جو روساے سپاہ اور نمک پروردہ حضور مین گرگین خان سے عہد و پیمان کرکے متفق ہوے مین اور تسلط گرگین خان کا فوج اور عملہ اور ارکان دولت پر ظاہر ہے خود ہی تصیب اس نمک عرض حال کر دیا آئندہ حضور کو اختیار ہے عالیجاہ اسکے سننے سے نہایت بیقرار ہوا چونکہ انکار اوسکی آپ کی ذات مین تھی نزدیک وقت شام جو کہ وقت گرگین خان کی حاضری کا تھا اوسکے آنے کے بعد آہستہ آہستہ استفسار امر مذکور کیا چونکہ اوسنے خود یہ کلام کیا تھا حیرت سمجھا گیا اور اقرار کیا کہ براہ دولتخواہی آپکی جانفشانی اور کار سرکار مین تردد و کارگذاری کے لئے باہم عہد و پیمان کیا ہے برخلاف اسکے جسنے عرض کیا ہے وہ دولت خداداد کے بنیاد گرانی مین ہے سابق سے عالیجاہ کو معلوم تھا کہ شیخ عبد اللہ کا توسل جگت سیٹھ سے ہے اب اور بھی توہم ہوا کہ جگت سیٹھ کی تہ رنگ سو اسنے دشمنی لباس دوستی مین مجھسے کی ہے پھر بھی فوج کی تدبیر مین ہے اور گرگین خان کا وہ اعتقاد اتھا کہ شیخ عبد اللہ کی رخنہ اندازیونسے کم ہوا اور انہین دنونمین رحیم اللہ خان نام ہمی پنجابی کو جو لشکر مین جوان معروف اور کمان سخت کو کھینچتا تھا شاید کسی دولتمند بنگالی کی بی بی سے ربط رکھتا تھا اور شیر شکر اللہ خان ولد سرفراز خان کے عشق کا دم بھرتا تھا ایک گھوڑا الگیت سہ ہزار روپیہ کو خرید کیا اور شکر اللہ خان کے خدمتگار کو جو واسطے اعیان لشکر اور ارکان دولت عالیجاہ کے اپنے آقا کے خطوط مشعر استدعاے مخلصی جو کہ جہانگیر نگر مین بموجب حکم عالیجاہ کے قید تھا اور خدا جانے کس سبب سے عالیجاہ مدت سے اوس سے ناراض تھا لایا تھا اوس خدمتگار کو اپنے گھر مین مقیم کرا دیا عالیجاہ نے اس خبر سے رحیم اللہ خان پر غصہ ور ہو کر حکم دیا کہ اوسکو حاضر کرین اور رحیم اللہ خان عبد الرسول خان برادر دوست محمد خان کی چہاونی مین کہ متزلزل گرین تھا عبد الرسول خان کے لڑکے عبد النبی خان نے جو کمال عزت اور نجابت مین تھا اپنے باپ اور بھائی کو مشورہ حمایت رحیم اللہ خان کا دیا

اونہون نے عالیجاہ کے خوف سے انکار کیا تب اوسنے تنہا یہ ارادہ کیا باپ اور بہائی اوسکے قدمون پر گرے
اور ممانعت کی کہ مہابت جنگ کا عمدہ نہین ہے کہ توقع عفو تقصیر کیجیے مع زن و بچہ کے تمام خاندان تلف ہو جائیگا وہ
ناچار ہو کر حمایت سے دست بردار ہوا اور عالیجاہ کے لوگون نے اوسے لیجا کر جلو خانہ دیوان عام مین قید کیا
لیکن عبدالنبی خان زہر کہا کر مر گیا اور اونہین دنون مین خیتامن داس نولیسندہ ہو جیور یہ کو نظر بجزم و ہوشیاری عالیجاہ نے
مورد مراحم فرما کر اوسکو مدار المہام اوس سرکار کا کیا تھا اوسکے خطوط جو بنام اکثر زمینداران قرب و جوار کے لکھے تھے
عالیجاہ کے جاسوسون کے ہاتھ لگے اس سبب سے ہندوی مذکور مغضوب ہو کر حضور مین آیا اتفاقاً روز یکشنبہ
کہ ایام مقررہ سلام بندہ کا تھا بندہ بھی حاضر ہوا اور عالیجاہ نہایت کروفر سے دربار عام مین بیٹھا ہوا تھا بندہ
حسب ضابطہ بعد سلام و نشست تھوڑی دیر کی اوٹھ کر باہر آیا بعد نکلنے کے چوبدار نے بندہ کو لیجا کر پھر بٹھلایا ناچار بندہ
بیٹھ گیا جب مقدمات عذرات کے فیصل ہو گئے اور عملہ رخصت ہوا ہر ایک کو حکم نشستن صادر فرمایا
اور لیساولان مغلیہ بھی استادہ ہے اول رحیم اللہ خان کو طلب کر کے بڑے رعب سے استفسار کیا کہ مینے مکرر تجھے
منع کیا اور تو باز نہ آیا اگر اوس صورت سے سروکار نہین تو یہ گھوڑا اتنے ہزار روپیہ کا ڈیڑھ سو روپیہ کی نوکری مین کیونکر
مول لیا اوسنے عذر نامسموع کرنا شروع کیے وہ اوسکا رد و قدح کرتا گیا پھر کہا کہ شکر اللہ خان میرے دشمن نے
خدمتگار کو کیون اپنے مکانمین جگہ دی یہ نہایت اضطراب و عاجزی سے اوسیطرح معذرت کرتا گیا مگر کچھہ
قبول نہوئی حکم دیا کہ بعد ناک کاٹنے کے خر سوار تشہیر کرین اور کرم ناسہ کے باہر کر دیں بعدہ خیتامن کو حکم دیا
کہ ہاتھی کے پیر مین باندھکر گھسٹوائین تاکہ ہلاک ہو اوسنے عذر کیا کہ یہ خطوط جعلی ہین اوسنے فرمایا کہ تیری مہر
و دستخط موجود ہین اور تیرے خط شناسون نے بھی تصدیق کی ہے ہر چند اوسنے بہت کچھہ کہنا اور اوسیطرح
ہلاک کیا گیا بعد ازین برکت علی اور محمد علی کو طلب کیا جب حاضر ہوے غصہ فرما کر کہا کہ میری بدولت تمکو
فیل و اسپ رسالہ یہ سب طمطراق ملا ہے اور کرگین خان کو بھی اسی حضور سے یہ خطاب و مرتبہ ہوا ہے
ورنہ گندمی فروش تھا تمنے کس ارادہ سے باہم گرگین خان سے عہد و پیمان کیا ہے چونکہ انہون نے قبل
گرگین خان کے سمجھا یا تھا مطمین خاطر ہو کر جواب دیا کہ حضور جو کچھہ فرماتے ہین درست فرماتے ہین لیکن ہم لوگون
نے کچھہ بجز حضور کی غلامی کے اپنے دلمین نہین خیال کیا ہے اگر کوئی قصور ہمسے سرزد ہو جو چاہیے سزا دیجیے عالیجاہ نے
مکرر دریافت کیا اونہون نے وہی جواب دیا بعد ازان شیخ عبد اللہ کو جو حاضر تھا طلب کر کے کہا کہ شیخ جی
اسکا اثبات ضرور ہے تاکہ انکی سزا دیجاوے اور در صورت افترا کے خود متہم بہ یاداش ہو جیے کیونکہ اگر جھوٹ ہے
گویا آپنے میری فوج کی برہمی کا منصوبہ کیا تھا شیخ نے چونکہ یہ جانتا تھا کہ کل کے روز باہم گرگین خان اور
عالیجاہ کے عہد و پیمان ہو چکا ہے اور نیز اب کوئی محرمان راز سے گواہی نہ دیگا ناچار بہ تقدیر گردن و جہکا کر

خاموش ہوگیا عالیجاہ نے تین مرتبہ اوسی سوال کا اعادہ کیا لیکن مطلق شیخ نے دم نمار اور دن بہی دوپہر کی قریب آیا اور اوسوقت جملہ درباری پیادہ سے ہزاری تک حاضر تھے بندہ کی حواس درست نتھے کہ یا منڈا سیری طلبی کا کون سبب ہے کیا سمجھ بہی کسی نے تہمت لگائی ہے تا انکہ خود اوسنے اور زنجیر نے سبقت کرکے خلوت سرا سے سلام گذارش کیا فرمایا ہمراہ آؤ اوسوقت بندہ نے سمجھا کوئی دوسرا کام ہے جب اندر گیا اوسکے تحقیق ہذا معلوم ہے کہ نمکفروشن ہین عاید حال مسٹر ملکویٹر کے ہوئی تھے اور ملکویٹر کا قصور اوسمین کچھہ نتھا بندہ کو جلد عظیم آباد بہیجا اور اپنے گہر سے سواری تنرو بندہ کو دی اور بندہ نے عظیم آباد پہونچکر بعد تحقیقات مدعا ہفتہ مین واپسی کی اور شیخ عبد اللہ کو قید کرکے پورنیہ مین بہیجا کہ آخرکار بروقت جنگ انگلشیونکی بموجب حکم عالیجاہ کے بیچارہ مقتول ہوا

ذکر ہے آنے شمس الدولہ مسٹر ہنری ونسترٹ کا کلکتہ سے مونگیر و عظیم آباد مین اور آغاز فساد درمیان انگلشی اور نواب عالیجاہ میر قاسم خان کے

جب فرمان فرمان تقدیر مسٹر ہنری ونسترٹ شمس الدولہ گورنر کلکتہ کو اشتیاق ملاقات عالیجاہ اور مونگیر اور کوٹھی عظیم آباد اور چہپرہ وغیرہ کا ہوا الیس کلکتہ سے عازم ہوا اور قاسمبازار اور مرشد آباد اور بردوان وغیرہ ہوتے ہوے بروز دوشنبہ پنجم ماہ جمادی الاولے ۱۱۷۶ہجری کو وارد مونگیر ہوا عالیجاہ قلعہ مونگیر سے باغ کو در کہتک جو تین کوس تہا استقبال کرکے کمال احترام اور التیام سے مونگیر لایا اور جو عمارت گرگین خان نے پہاڑی پر بنائی تہی اوسکی منزلگاہ مقرر کی اور نیز خیمہ ہاے عالی نصب کردئے اور گرگین خان وغیرہ نہایت خانہ سامانی کو واسطے مہمانی اور سرانجام فرمائشات کے مامور کرکے خود مرخص ہوکر داخل قلعہ ہوا دوسرے روز شمس الدولہ اوسکے دیکھنے کو قلعہ مین آیا اور عالیجاہ نے پائین زینہ عماری تک استقبال کرکے اپنے مسند پر بیجا بٹھایا اور تدرو وغیرہ لایقہ قرینہ پیشکش کین تیسرے روز عالیجاہ اوسکے مکان پر گئے اوسنے بہی وعدہ ضیافت لیا اور تحایف فرنگ نذر کئے اور وقت شب حسب معہود عالیجاہ کے مکانمین آکر ضیافت کہائی اور تماشاے رقص وسرود دیکھکر رخصت ہوا تین چار روز تک نادر نادر تحفہ عالیجاہ کے نذر سے گذرتے رہے اکثر روز عالیجاہ نے فوج اور توپخانہ اور برق انداز قواعد دان جو زیر اہتمام گرگین خان کے آراستہ اور اوب آموز ہوے تھے ملاحظہ کرائی شمس الدولہ نے بعد ملاحظہ کے فرمایا کہ جو فوج آپنے آراستہ اور ترتیب دی بہت درست ہے مگر واسطے جنگ مخالفین ہندوستانی کے بہتر ہے اگر خوب خیال رکہیے گا کہ اس فوج کے زور سے انگلشیو کے مقابلہ کا ارادہ نکیجے گا کہ عمدہ برائی نہو گی اور آپکی آبرو سے بالفعل تمام ہندوستان کی آبرو ہے اگر آپ مغلوب ہوئے تمام ہندوستان اہل ولایت

کی نظر مین سبک اور خوار ہو جائیگا ہم لوگون کے ساتھ بزور زبان لڑنا اور غالب ہونا چاہیے جو طرز اور قاعدے
ہمنے فیمابین ہندوستانی اور انگلش کے نکالدئیے ہین ایسی ہی تجاوز نکرینگے تاکہ اس ملک کے لوگ ہمارے اور آپکی اتفاق سے
آسودہ رہین بعد ازان ایک ہفتہ قیام مونگیر کے بعد پیشتر کو روانہ ہوا اور یہ بیت پڑہی ع نصیحتے کنمت بشنو
بہانہ مگیر * ہر انچہ ناصح مشفق بگوید بپذیر * اسی عرصہ مین میر قاسم خان نے کہا کہ بحمایت نام انگلش کے اکثر
سوداگرون کا مال جاتا ہے اور ذرا سا فائدہ جو انگلشی کو ہوتا ہے میرے بڑے نقصان کا موجب ہے
لہذا ارادہ ہے کہ انگلشی سے بہی حکم لینے محصول کا دیدیجیے اگر محصول کمپنی معاف رہیگا شمس الدولہ نے
جواب دیا چونکہ اس فرقہ کا محصول قدیم سے معاف رہا ہے پس اسوقت کیونکر لے سکتے ہو مناسب ہے کہ ابھی
عجلت نکرو ہم بعد پہونچنے کلکتہ کے تدبیر کرکے جب حکم لکھین تم جاری کرنا یہ کہکر وہ رخصت ہو گیا عالیجاہ اوسکے
وعدہ سے مطمئن ہو کر وصول محصول کا عازم ہوا اور تہوڑے عرصہ کے بعد عملہ کو لکھ بھیجا کہ انشاء اللہ تعالے
ایسا ہوگا تم لوگ خبردار رہکر تا صدور حکم محتاط رہو کہ ان لوگونکا مال جانے نپائے عمال کو حوصلہ و شعور معلوم
کہ ایسے راز کی پردہ داری کرین اور ایسا کرین جسمین الزام نہو لہذا ممانعت شروع کردی راز کہل گیا بلکہ
بعض مقامات مین جہان کہ عالیجاہ کے منافق انگلشی بہی جیسا کہ مسٹر پاٹسن اس عمال سے بیتاب ہو کر
بعض عمال عالیجاہ کو بدست آویز مزاحمت جو بموجب کی تہی قید کرلیا تاکہ کونسل کلکتہ مین اونکا جرم ثابت کرکے
سزا دین اور عالیجاہ کی خفت اور اہانت کرے قبل اس سانحہ کے گرگین خان کی ترغیب سے عالیجاہ کو سفر
نیپال کی رغبت ہوئی تہی لاجرم مونگیر سے نیپال کو عازم ہوا اور گرگین خان چندروز پیشتر عالیجاہ سے چلدیا
اور قبل اسکے شمس الدولہ عظیم آباد سے کلکتہ گیا تھا عالیجاہ نے بروقت سفر نیپال کے اس سانحہ کی خبر پائی
حالا ذکر عالیجاہ کے جانب نیپال جانیکا لکہا جاتا ہے

جانا عالیجاہ کا نیپال کیطرف اور وہانسے لوٹنا بےنیل مراد کے

چونکہ مشہور تھا کہ نیپال سے سونا نکلتا ہے اور نیز دولت سے مالا مال ہے گرگین خان کہ ہمیشہ سے لالچی مزاج تھا
فوج کے گہمنڈ پر نیپال کو عازم ہوا اور مردم واقف کار مانند کشامرہ اور شناسی اور فرانسیسی پادری لوگونکا
جو اودہر آمد و رفت رکھتے تھے بہم پہونچا کر اکثرونسے جو ہوشیار تھے اپنا یار رہنا یا اور راہ کے تفحص و جستجوی درہای
کوہی سے شروع کی بعض ہادیین سے جنکے مزاج مین سخن سازی اور ہنگام پردازی مخمر تہی متعہد رہنمائی ہو کر
تسخیر ملک کی ترغیب دینے لگے گرگین خان نے جسکے باپ دادے کبہی اس رسم ملک گیری سے آگاہ نہ تھے
بلاد نیپال کی فتح سہل داستان سمجھکر عالیجاہ کو اس سفر کا مشتاق کیا علی ابراہیم خان وغیرہ دولتخواہون نے
باہم متفق ہو کر آخر کو عرض کیا کہ اگر خواہ مخواہ یہ سفر منظور ہے انگلشی کو بہی ہمراہ لینا چاہیے تاکہ اگر فتح ہوئی تو ہو المراد

ورنہ ہمیں جماعۃ کو بھی موقع شماتت نہ ملے در صورت تنہائی ہر ایک بکرد یہ فقط جماعۃ حضور پر عاید ہوگا واقعی یہ صلاح
مناسب تہی مگر گرگین خان کے سبب سے نہونے پائی **القصہ** چونکہ بتیا بتیا فتح ہوا تہا عالیجاہ نے اوسکے
بندوبست کا بہانہ کرکے ۲۵ جمادی الثانی ۱۱۷۷ ہجری کو ورود شمس الدولہ کے پچاس روز کے بعد مونگیر کو نہضت
کرکے گنگا پار ہوا اور گرگین خان مع فوج آراستہ کے چند روز عالیجاہ سے پیشتر کوچ کرکے دس بارہ کوس آگے
نکل گیا تہا تا آنکہ عالیجاہ بتیا پہونچا اور گرگین خان پنجشنبہ کے روز پانچوین رجب سنہ مذکور کو مکوانی مین جو نیپال سے
چار منزل ادہر ہے پہونچا ارادہ گہاٹی پر گذرنے کا کیا راجہ نیپال کے لوگ مزاحم ہوئے لڑائی شروع ہوئی گرگین خان کے
ہمراہیون نے جسارت کرکے ایک عقبہ سے بمشقت تمام جسمین بہت سے لوگ مجروح و مقتول ہوئے گذر کر دوسرے
پہاڑ کی چوٹی پر سکونت گزین ہوئے رات کیوقت نیپالیون نے ہجوم کرکے شبخون مارا چارونطرف سے تیر
و بندوق کی مار دہار سے اکثرون کو نیست و نابود کر دیا باقیماندہ کو لاچار عار فرار قبول ہوا بخرابی تمام لشکر گرگین خان
مین جا ملے اور گرگین خان اس حال کے مشاہدہ سے ناامید ہوا اور نیز عالیجاہ کے منہ دکھلانے سے نہایت شرمندہ
خواہان مرگ ہوا نہ ٹہرنے کی تاب تہی نہ معاودت کی راہ دریاے تفکر مین غوطہ زن تہا کہ کیا کرے یہ خبر
جب عالیجاہ کو پہونچی نہایت متفکر ہوا صلاح ٹہری کہ گرگین خان کو طلب کرنا ضرور ہے ناچار اوسکو طلب کیا اور مکرر
فرمان تاکید صادر فرمائی مگر وہ اپنی حماقت قدیم او خجالت جدید سے معاودت نکرتا تہا عالیجاہ نے چاہا کہ کسیکو بہیجکر
اوسے واپس طلب کرے اور ایسا آدمی ہو کہ جسکا کہا وہ مانے بجز علی ابراہیم خان بہادر کے کوئی نظر نہ آیا لہذا خانمذکور
کو حکم دیا اور خان مذکور جریدہ عازم ہوا راستہ مین دیکھا کہ اکثر اوسکے لشکری مجروح زندگانی سے مایوس مضطرب الاحوال گریزان چلے آتے ہین جیرویونکو
ٹہرا کر تسلی دی کہ ہم واسطے لانے گرگین خان کے جاتے ہین تم یہان ٹہرو مقام فطر نہین ہے اسطرح کے بہاگنے مین
تمہاری بے آبروئی اور سردار کی شرمندگی ہے چونکہ خانمذکور کی بات کا اعتبار لوگون کے نزدیک بہت تہا لہذا قرار اونکا
فرمان بری کرکے اوسی جگہ اقامت کی اور علی ابراہیم خان نے پیشتر جاکر [illegible] گرگین خان کو راضی کرکے
واپس لیچلا اور عالیجاہ کے خیمہ گاہ مین آیا عالیجاہ نے فور الطبل معاودت پر چوب دی اور عظیم آباد کو نہضت فرمائی
اسی اثنا مین خبر ملی کہ جماعۃ انگلشیہ نے بنا بہ اخذ محصول جو غیر معمول اکثر جگہ پر وصول کیا گیا عملہ عالیجاہ کو قید
کر لیگئے ہین چنانچہ مرزا محمد علی نام ایک شخص عملہ جہانگیر نگری قید ہو کر کلکتہ بہیجا گیا اور اسیطرح مسٹر ایلس نے جو رئیس
محالات عظیم آباد کو قید کرکے روانہ کلکتہ کر دیا عالیجاہ اس خبر سے از حد آزردہ ہوا اور اپنی آبرو انگلشیہ گماشتونکی
قید کر لانے مین دیکھی پس اپنے عمال اور فوجدارون کو تحریر کیا کہ جہان قابو پاوین انگلشیہ گماشتون کو قید کرکے
روانہ حضور کرین بعد ازین باوجود ہونے مسٹر ایلس مدار المہام کوٹہی عظیم آباد کے جو عالیجاہ سے نہایت عناد
رکہتا تہا راجہ نوبت رائے کو لایق نیابت عظیم آباد کے نہ جانکر میر مہدیخان بہادر حاکم سرکار شاہ آباد کو بہانکی

نیابت پر تجویز کر کے طلب کیا جس وقت عالیجاہ حاجی پور پہونچا گنگا پر مقابل کوٹھی انگلشی کے پل باندھکر عبور کیا
اور مسٹر السن سے ملاقات نکر کے جعفر خان کے باغ مین مقیم ہوا اور دو روز وہان مقام کیا جب میر مہدیخان
پہونچا نیابت کی خلعت دیکر قلعہ مین چھوڑا اور راجہ نوبت رائے کو ہمراہ لیکر تیسرے روز عازم مونگیر ہوا
بندہ بسبب عارضۂ بیماری کے رفاقت سے رخصت لیکر چند روز عظیم آباد مین متوقف رہا اور سید علیخان
اور غالب علیخان دونو بھائی میرے ہمراہ گئے چوتھے روز عالیجاہ کے کوچ کے غالب علیخان کو دیکھا
کہ لوٹ آیا جب دریافت کیا کہا کہ عالیجاہ نے فرمایا کہ تم اور سید علیخان ہمارے نوکر ہو مگر منصرین کیون
تصدیع اٹھاتے ہو بہتر ہے کہ عظیم آباد اپنے والد کے پاس جا رہو لہذا بندہ مورخ لوٹ آیا اور سید علیخان ہمراہ ہے
بندہ سمجھا کہ بس اب بنا ے منازعت انگلشی سے شروع ہوئی چونکہ سید علی اور بندہ سے بسبب تعارف
انگلشی کے چندان اعتماد نہین رکھتا بلکہ گمان ہے اپنے روبرو سے دور کیا رہو بس ضرور ہوا کہ جا کر ہو کر
مرکوز خاطر دریافت کرے پس باوجودیکہ بیماری سے گھوڑے وغیرہ کی سواری کی استعداد نتھی کرشتی
کرایہ کر کے مونگیر گیا اور بعد ملاقات سید علی خان سے استفسار احوال کیا انہون نے بھی وہی حال جو غالب علیخان
نے کہا تھا بیان کیا لیکن فی الحقیقت ما فی الضمیر عالیجاہ کا نہ سمجھے اس حکم کو فرط اینجانب سمجھے لیکن بندہ اندیشہ مند
تا انکہ عالیجاہ نے پانچ چھ روز کے بعد مرزا شمس الدین کو بادشاہ اور شجاع الدولہ کے پاس بدین غرض بھیجا
کہ اگر مجھے انگلشی سے نزع و جنگ ہو بادشاہ و وزیر اتفاق کرین اس امر کا عہدنامہ لائے مرزاے مذکور کو بندہ سے
[illegible] اور وہ میری رازداری پر اعتماد رکھتا تھا اور مشفق بندہ سے اسکا اور سید علیخان کو بخوبی سمجھا [illegible]
ہمراہ ہوا اثناے راہ سے والد کے پاس چلا جاوے بندہ نے کہا کیا سبب ہے کہ دونون بھائیون کو حضور سے
دور کرتا ہے جوابدیا کہ چونکہ تمپر اعتماد ہے جو کچھ واقعی ہے بیان کرتا ہون مگر تم بھی کسی کے روبرو زبان پر لانا نا
کیونکہ اسکا افشا میری خرابی کا موجب ہوگا فی الحقیقت عالیجاہ سید علی خان سے مطمئن نہین ہے بلکہ انگلشی کا
جاسوس سمجھتا ہے لہذا اندلو نہین کہ باہمی آتش فروشی اسباب عناد مہیا ہوا سید علیخان کا رہنا اپنے لشکر مین گوارا
نہین کرتا اگر تنہا آپکو رخصت کرنا راز بر ملا ہو جاتا اس لئے غالب علیخان کو بھی آپکا شریک کر دیا بندہ نے کہا
پس بندہ پر کیا اعتماد رکھتا ہے اس خیال سے کہ بندہ جو اسیس ہے بندہ کو کیون نہین اپنے لشکر سے دور کرتا ہے
مرزا نے جوابدیا تمکو اچھی کار برآری کیواسطے چونکہ انگلشی سے ربط و ضبط زیادہ رکھتے ہو رکھتا ہے اور نیز تمکو
بطور یرغمال تمہارے والد اور بھائیون کے رکھا ہے بندہ مورخ کمال خوف و ہراس مین تنہا اور بیکس رہگیا
اور سید علیخان کو یہ سب مراتب آہستہ سے سمجھا دئے اور اخفاے راز کو کہکر بحفظ خدا مرخص کیا اور خود تنہا
مونگیر مین بیمار پڑا تھا لیکن عالیجاہ اپنے رفع بدگمانی کو اکثر چوبدار بھیجتا اور خبرگیران رہتا اور کھانا روزمرہ

اپنی سرکار سے بہوانا تہا تا آنکہ بندہ نے غسل صحت کیا اور عید الفطر کے دن اوسکی ملازمت کو گیا نہایت مہربانی فرمائی جب اوسنے اندر جانے کو چاہا بندہ مورخ نے دروازہ تک جاکر سلام رخصت عرض کیا استادہ ہوکر چند کلمات تفضلات فرمائے اور دو تہ پان کے اپنے خاصہ سے نکال عطا فرمائے اور کہا کیون صاحب مینے برا کیا کہ اچہا جو آپکے بہائی صاحبون کو پدر بزرگوار کی خدمتمین رہنے کی رخصت دی تاکہ بآرام و فراغت بسر کرین بندہ کو اصل حقیقت معلوم تہی اوسکی گواہی پر عرض کی کہ بجز خداوند نعمت کے کون ہے کہ دربابہ اپنے ذمہ لیوے اور نوکری کی تکلیف سے نوکر کو رہا کرے پہر فرمایا کہ اول سے فقط آپ سے ہمکو آشنائی تہی انسے تو کچہ ربط نتہا بندہ نے اوسکے اس جہوٹہہ کی بہی لاچار ہوکر تصدیق کی کیونکہ بندہ کو اوائل مین برابری درجہ کیا بلکہ کسیقدر بہی اوس سے اور اوسکے بزرگ میر محمد جعفر خان اور میرن سے بوجہ تباین مزاج کے کچہ بہی ربط و اتحاد نتہا سید علیخان اللقبہ چونکہ اکثر بنگالہ مین رہا اور مزاج کی شومی اوسپر غالب تہی ایسے لوگون سے آشنا تہا اور انسے بہی تعارف رکہتا تہا

ذکر بے قید ہونے بعض گماشتون انگلش کا بموجب ایماے عالیجاہ کے اور شمس الدولہ کے خط کا آنا مشعر عدم تعرض محصول اموال انگلشی سی اور منع کرنا عالیجاہ کا قبول امر کو بہی او معاف کرنا اخذ محصول کا جمیع تجارت پیشونکو ممالک محروسہ اپنے سے اور مسٹر اسیٹ کا آنا مع دیگر کوالیف انگلش کے لطور سفارت کے کونسل کلکتہ کی طرف سے اور منازعت کا ظہور ہونا دونون جانب سے اور دیگر سوانحات کا بیان

عالیجاہ کے عملون نے جسوقت قابو پایا بعض گماشتہ انگلشی قید کرکے اپنے آقا کے پاس بہیجدیے عالیجاہ نے اونہین بعوض اپنے گماشتون کے مقید کیا بسبب جلدی کرنے عالیجاہ کے اخذ محصول مین قبل پہونچنے شمس الدولہ کے کلکتہ مین فساد بڑہگیا کہ طرفین کے گماشتہ قید ہوئے اور صلح اور آشتی مین فساد آیا اور جو تدبیر شمس الدولہ نے اوسکے اجرا کی سمجہی تہی وہ خاک بپا ہوسکی کلکتہ کے کونسلی جمع ہوکر شمس الدولہ کو لعن طعن کرنے لگے وہ ناچار ہوکر مغلوب ہوا عالیجاہ کو حکم بہیجا کہ محصول تجاران ولایتی واگذاشت کرے اور نیز اسیران انگلشی کو رہائی دے چونکہ یہ مقدمہ برخلاف رضاے عالیجاہ اور حسب خواہش کونسلیہ کے تہا اسکا قبول کرنا عالیجاہ کو نہایت گران گذرا اور حاصل کرنا محصول کا بہی انکی اموال سے متعذر جانا لہذا کل محصول تمام فرقہ کے تجارون کا معاف فرمایا اور در جواب تحریر کیا کہ چونکہ تجار لوگ متوسلان انگلشی سے موافقت کرکے اپنا مال بہی اونکی شراکت سے نکال لیجایا کرتے ہین اور درصورت معافی محصول کے اکثر تجارون کی معافی ہے ہان بیچارہ قلیل البضاعت تجار جنکا توسل انگلشیون سے نہین اون سے

جسقدر محصول داخل سرکار ہوتا ہے لہذا معاف کرنا کل قسم تجارون کے محصول کا مناسب معلوم ہوا
کیونکہ جسوقت عمدہ مہاجن اور تجار اس حیلہ انگلشی سے بیچ جاوین غربای بیچارہ کو رنج و تکلیف پہونچانا کار ریاست
اور فہمیدگی سے بعید ہے بادشاہ کو چاہیئے کہ کل رعایا کو یک نظر سے دیکھے کیا امیر اور کیا فقیر سب خداوند
حقیقی کے پیدا کئے ہوئی ہین جہان بیچارونسے ظلم تعدی کریگا پس خداوند بے نیاز کو کیا منہ دکھاویگا والعاقل
تکفیہ الاشارہ اور استخلاص اسیران انگلشی کے بارہ مین یہ جواب ہے کہ ابتداے انگلشی سے ہوئی ہے
جسوقت وہ ہمارے گماشتہ رہاکر کے بھیجین ہم بھی اونکے گماشتون کو پہونچا دین جب یہ جواب کلکتہ پہونچا
جو کونسلیہ عالیجاہ کے معاند تھے اونہون نے جمع ہو کر کہا کہ اسطرح کے معافی محصول سے عالیجاہ کی غرض یہ ہے
کہ ہماری خفت اور اہانت کرے یعنی ہم لوگون کو فرقہ تجارون کے برابر کیا اگر اوسکو ہمسے صلح و آشتی منظور ہے
تو بدستور سابق انگلشی تجار سے محصول معاف اور غیرون سے تحصیل کرے اور ہم جانتے ہین کہ شمس الدولہ
طرفدار عالیجاہ اور ہملوگون کے اہانت اور خفت کا خواستگار ہے ہم کسی شخص کو بطور سفارت کے عالیجاہ
کے پاس بھیجتے ہین تا کہ جو کچھ اوسے منظور ہو اطلاع دے اگر ہمارا کہنا قبول ہو فبہا ورنہ ہرگز آشتی نہوگی شمس الدولہ
اوسوقت انگلشیہ کا غلبہ دیکھکر مغلوب تھا اور حسب ضابطہ اونکی راے کے برخلاف حکم نہین دے سکتا تھا
بعد ان [illegible] مستر امیٹ اور مستر ہی کو چند انگلشی اور ایک کمپنی تلنگہ کی ہمراہ جانسن
کپتان کے [illegible] مین روانہ مونگیر کیا اور شمس الدولہ نے مصحوب معتمدان عالیجاہ کے ایک خط مجمل اور مفصل
پیغام زبانی کہلا بھیجا کہ جو عہد و پیمان روز اول سے درمیان ہمارے اور تمہارے بنجانب کمپنی کے ہوا ہے
اوسی پر ثابت قدم رہنا ہرگز تفاوت نکرنا بالفعل بسبب تمہارے ستانے کے سررشتہ کار میرے ہاتھ سے
نکل گیا اور دوسرے کونسلی جو تمہارے خلاف ہین کلکتہ مین جمع ہو کر غالب ہوئے اور ہم تمہارے دوست مغلوب
[illegible] مسٹر امیٹ حسب استدعا غالبون کے بہ سفارت آیا ہے جو بات کہے گو کہ تمہاری مرضی کے برخلاف ہو
مگر بپاسخاطر مسٹر امیٹ کے منظور کر کے اونکو خوشنود رخصت کرنا تا کہ کچھ فساد نہ ہو خدانخواستہ اگر رنگ
دگرگون ہوا تو یہ تدبیر کچھ کارگر نہوگی اور درصورت میری نصیحت ماننے کے سب کام حسب مراد آپکے
سرانجام ہونگے اور کونسلیہ مخالف آپکے پانچ چھ مہینے مین برطرف ہو جاوینگے جب یہ خط عالیجاہ کو ملا گرگین خانکو
جو کہ اعظم رفقا اور معتمد غایت تھا بلاکر خط مذکور پیش کیا گرگین خان نے جو کہ مجسم کمینہ اور مردکہ مغرور عقل سے دور تھا
کہا کہ ہرگز اسکا مضمون پر تعمیل نہ کیجئے اب حضور اور انگلشی برابر ہین اگر اطاعت کروگے روز بروز ذلیل
و خوار ہوگے اگر جرات دکھلاؤگے روز بروز غالب اور انگلشی مغلوب ہونگے عالیجاہ اوسکا بہرحال تابع فرمان تھا
یہی ارادہ مصمم کیا کہ انگلشی سے ضرور مقابلہ کرینگے اور انکو شکست دینگے کسواسطے کہ ہمارے پاس بھی جم غفیر ہے

کسی کی کیا طاقت اور اصل یہ ہے کہ جیسے ہمسے ہوا اور معلوم ہوا کہ شمس الدولہ بہار ابد خواہ ہوگیا اور جو کچھ یہ بتاتا ہے محض لغو اور پوچ

اندیشہ مند ہونا عالیجاہ کا جگت سیٹھہ اور مہاراجہ سروپ چند سے اور اونکو مرشد آباد سے بلانا قید و بند مین

عالیجاہ کو اس خبر سے کہ کلکتہ والے ہمکی برخلاف کو نسلیہ جمع ہین اور نیز سامان فسا و انگلشی نظر پڑا جگت سیٹھہ اور اوسکی بہائی کا رہنا مرشد آباد مین مناسب نہ سمجہا بدین وجہ کہ جگت سیٹھہ سراج الدولہ کے معاملہ مین میر جعفر خان اور دوبارہ سے اور جعفر خان کے مقدمہ مین میر قاسم خان سے زر و مال سے شریک رہے تھے اب کہ انگلشی کا جہگڑا مد نظر ہوا عالیجاہ نے جو انکی طبیعت سے ماہر تھے انکی سکونت مرشد آباد مین ناپسند کی اور اپنا صرف خط لکہکر طلب کرنا مفید نہ سمجہا بلکہ خیال کیا کہ اپنے ہو بدگمانی سے کلکتہ جاوین اور زر و تدبیر سے مخالفون کو بہڑکاوین لہذا خان عالیشان + محمد تقی خان بہادر کو زہ کلانی تبریزی حاکم بیربہوم کو جو کہ دولتخواہ نیک و بہا تحریر کیا کہ جلد مرشد آباد پہونچکر جگت سیٹھہ کے مکانات محاصرہ کر لیوے تاکہ وہ کسیطرف آمد رفت کی مہلت نپائے جب مالکار ارمنی جو ایک بازو کرگین خان کا ہے پہونچے جگت سیٹھہ کو اوسکے حوالہ کرکے رسید مہری حاصل کرے اور مالکار مذکور کو بہی تین چار پلٹن سے روانہ مرشد آباد کیا تاکہ وہان پہونچکر جگت سیٹھہ کو مع اوسکے بہائی مہاراجہ سروپ چند کے باحتیاط تمام ہمراہ لائے لیکن دو نو برادران مذکور کے نسبت ظاہر مین بے آدمی اور تخویف نکرے محمد تقی خان نے بموجب حکم عالیجاہ جاکر جگت سیٹھہ کا گہر گہیر لیا اور پیغام دیا کہ آپ کچھہ تشویش نکرین ہمین آپ کے جان و مال سے کچھہ غرض نہین ہے مگر عالیجاہ نے تمہین طلب کیا ہے عزم سفر کرکے بجمعی تمام مونگیر کو جاو دونون بہائی بحکم ضرورت چار ناچار عازم سفر ہوئے دو تین روز بعد مالکار ارمنی بہی پہونچا جگت سیٹھہ مع برادر خود مہاراجہ سروپچند کے اوسکے ہمراہ ہولیا شرف ملازمت ہوکر مورد عنایت ہوا اور حکم ہوا کہ مونگیر مین مکان اور کوٹہی بنائے بعدہ فرمایا کہ بدستور مطلق العنان رہکر دربار مین آمد رفت کرے لیکن خفیہ لوگ حفاظت پر معین کر دئے تھے تاکہ بدون خبر کسی طرف دور نجانے پاوے اونہون نے چار ناچار جائے معہود پر حویلی کی بنا ڈالی اور تن بتقدیر روزگار بسر کرنے لگے مخفی نرہے کہ جگت سیٹھہ مہتاب رائے اور مہاراجہ سروپ چند دونون جگت سیٹھہ فتح چند کے نواسے ہین اور دونو ہم عمر اور لڑکے فتح چند کے حین حیات پدر شجاع الدولہ ناظم بنگالہ کے عہد مین فوت ہوئے اور فتح چند کی دولت انہین دونون کو نصیب ہوئی اور مہابت جنگ کے عہد مین بڑے اقتدار سے زندگی بسر کی اور اوسوقت مین ایسی دولت رکہتے تھے کہ کسی مہاجن و کہن اور ہند کو اونسے مجال برابری کی نتہی اور تمام مہاجن گویا اونکے عیال تھے ہنگامہ جنگ مرہٹہ اور اونکے اول ورود مین چونکہ شہر مرشد آباد مین حصار نتہا میر حبیب نے

جگت سیٹھ کی کوٹھی مین قبل وصول مہابت جنگ کے لوٹکر غارت کی کہتے ہین کہ دو کڑوڑ روپیہ فقط ارکاٹ کے
نقد ہاتھ لگے لیکن جگت سیٹھ نے اسقدر نقصان کو ایک تنکے کی برابر بہی نسمجہا اور عین لٹنے ہنڈوی کڑوڑ روپیہ کا تہا جو دستی ہو
یعنے بمجرد ملاحظہ پارچہ کاغذ کے زر مرقومہ مہاجن بلا قیل وقال ادا کر دیئے **خلاصہ** یہ ہے کہ انکے پاس دولت
اسقدر تہی جسکا بیان مبالغہ معلوم ہوتا ہے اور ہزارون گماشتہ اور رفیق انکے بدولت مالدار ہوگئے اور ابتک
کہ اونکے فوت کو برسین گذر گئین کار مہاجنی کا بسبب تسلط انگلشیون کے ملک بنگالہ مین جیسا کہ اونکو میسر تہا
اونکی اولاد کو نہ رہا اسی ضمن مین آمد آمد مسٹر امیٹ کی گرم ہوئی

مسٹر امیٹ کا مونگیر آنا کونسل کے پیغام سے اور مارا جانا اوسکا بروقت معاودت کے

عالیجاہ نے میر عبد اللہ صفوی کو جسکا ذکر بتقریبات مختلفہ بیچ ان اوراقونکے اکثر ہوا ہے عظیم آباد سے طلب کیا
کیونکہ میر مذکور اور مسٹر امیٹ سے آشنائی تہی جب وہ مونگیر آیا مسٹر امیٹ کے کوچ کی خبر مرشد آباد سے آئی
بندہ مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کو بنا بر استقبال مامور کرکے فرمایا کہ تم دونون مسٹر مذکور کے آشنائے دیرینہ
اور باہم بے تکلف ہو اوسکے استقبال پر جاو اور اوسکے مافی الضمیر کو دریافت کرو کہ کس ارادہ سے آیا ہے
اور بیس نفر ہرکارہ مع ایک متصدی فارسی نویس اور دو جماعہ دار ہرکاران کے ہمراہ کر دیئے اور دونون
جماعہ دارون کو حکم دیا کہ لباس خدمتگارونکا پہنکر ایک سایہ دار ہمراہ مورخ ہذا کے جاوے اور دوسرا اسی طور پر
میر مذکور کی سایہ داری مین ہر وقت موجود رہے خصوص جسوقت کہ یہ دونون انگلشیون کے روبرو ہون
تاکہ اوس فرقہ سے کوئی ہمارے گہر مین آوے تو لازم ہے کہ دونو جماعہ دار اول مجلس سے برخاست تک
استادہ رہین اور جو گفتگوئین گذرین لکہکر ہر روز میرے حضور مین بذریعہ ڈاک ارسال کرین مدین حال بندہ مورخ
اور میر عبد اللہ مونگیر سے کوچ کرکے گنگاپرساد مین پہونچکر مسٹر امیٹ کی ملاقات کو گئے اور ہرکاران متعینہ
ہمراہی کے کیفیت اوسکے گوش گذار کر دی مسٹر امیٹ نے ہمارے ہمراہیون کے حال سے ماہر ہوکر گفتگو مین حزم
واحتیاط سے پیش آنے لگا جو بات نامناسب تہی اوسکا مذکور نکرتا منزل مقام پر پہونچکر اکثر اوقات باہم صحبت
اور اختلاط رہتا جو گفتگو درمیان مین آتی ہرکارہ مفصل اور بندہ مورخ ہذا اور میر مذکور مجمل لکہہ بہیجتے ایکروز
بندہ مورخ ہذا نے بنا بر رفع بدنامی کے مسٹر امیٹ سے بآواز بلند کہا کہ سبب عزیمت کا کیا ہے ہم لوگ طرفین کے
خیر خواہ ہین ہمین اپنے مافی الضمیر سے مطلع فرمائیے مسٹر امیٹ نے بہی بآواز بلند جواب دیا کہ صاحب بندہ دستیانیکا
یہ قاعدہ ہے کہ ہمارے روبرو ہماری مرضی کی باتین اور عالیجاہ کے حضور مین اوسکے دلخواہ التماس کرتے ہین
اسوجہ سے ہم اپنا مافی الضمیر نہین بتلاوینگے اسی واسطے ہم خود مسافت بعیدہ طے کرکے آئے ہین تاکہ خود
جو کچہہ کہنا ہے روبرو عالیجاہ کے عرض کرین اور جو وہ کہے ہم سنین ہمین دوسرے کے توسل کی کچہہ ضرورت

نہین سے اسیطرح اکثر وقت اختلاط ہمارے اور انگلشیون سے کے رد قدح ہوتا تھا تاکہ عالیجاہ ہماری طرفسے بدگمان ہوکر مجوز اصرار نہوجسر وز کہ یہ گفتگو باہم گذری تھی بندہ مورخ نے بہی لکہی اور ہرکارون نے بہی عرض کی بہاگلپور مین ہم سب لوگ پہونچے تھے کہ خط عالیجاہ کا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ کے نام متضمن طلب صادر ہوا اوسمین لکہا تھا کہ جبکہ مسٹر اسیٹ آپسے حال دل نہین بتلاتا پس وہان رہنا محض فضول ہے چاہیے کہ قبل اوسکے آنیکے داخل شہر ہو بندہ مورخ اور میر عبد اللہ نے مسٹر اسیٹ کے پاس جاکر مضمون خط سے مطلع کیا اور رخصت ہوکر دوسرے روز مشرف حضور عالیجاہ ہوئے

معاودت مورخ کی مع میر عبد اللہ کے اور گرگین خانسے باہمکلامی عالیجاہ کی حضور مین

راستہ مین ہرکارہاسے طلب ملتے جاتے تھے الغرض جب حاضر حضور ہوئے پرشس کرنے لگے کہو کیا پیش آئی اور کیا کر آئے ہم دونون نے جو کچھہ گذرا تھا عرض کیا چونکہ میر عبد اللہ تقریر درست نکہتا تھا عالیجاہ اوس سے ملدر ملول ہوئے اور ملامت کرکے رخصت کردیا مورخ ہذا اور میر عبد اللہ دونون اپنے مکانون پر آئے اور آرام کیا عصر کا وقت تھا کہ علی ابراہیم خان بہادر کا آدمی بندہ مورخ کے طلب مین آیا اور کہا کہ جناب عالی نے آپکو مع خانذکور کے طلب کیا ہے بندہ مورخ لباس درباری پہنکر ہمراہ ہوا دیکہا کہ جانب کن حمام کے خلوت مین عالیجاہ اور گرگین خان روبرو باہم بیٹھے ہین بندہ مورخ اور ابراہیم علیخان بہادر بہی جاکر ایک ایک گوشہ مین بیٹھے عالیجاہ نے جو احوال کہ بندہ مورخسے سنا تھا اوسکا اعادہ گرگین کے روبرو کیا آخر بندہ مورخ سے ارشاد کیا کہ آگے آیئے جو کچھہ معلوم ہے گرگین خان سے کہئے خانذکور نے اس طرز سے کہ عالیجاہ مورخکے کلام کو قابل اعتماد نہین جانتا تھا کہا کہ نواب صاحب اگر کوئی خنجر سے انگلشی کا سینہ چاک کریے تب بہی اوسکا ما فی ضمیر معلوم نہوگا بعد ازان بندہ مورخ سے متوجہ ہوکر استفسار شروع کیا بندہ مورخ نے جو عالیجاہ سے کہا تھا اوسکا اعادہ شروع کیا دو تین کلمہ سنکر یکبار مضطرب ہوکر بولا کہ اسقدر کیون کہتے ہو ہم تین چار بات پوچھتے ہین اوسکا جواب دو اول یہ کہ مسٹر اسیٹ کا کیا ارادہ ہے اور خود جو یہان آیا ہے کیون آیا ہے اور نواب صاحب سے ارادہ دغا رکہتا ہے یا وفا دوسرے یہ ہے کہ قلعہ اور فوج کی ہرکارگی کا خواہان ہے یا دوسرے طور پر تیسرے یہ کہ ہمسے ارادہ دوستی رکہتا ہے یا خیال دشمنی بندہ مورخ نے متحیر ہوکر اوسکے منہ کو دیکہکر کہا کہ بندہ کو آپکے سوالات سے حیرت ہوتی ہے اسیوقت آپکے حضور مین عرض کیا ہے کہ اگر کوئی انگلشی کا دل خنجر سے ٹکڑے کرڈالے مگر مافی الضمیر پر آگاہ نہین ہوسکتا پس جسوقت کہ ایسا ہے کیونکر بندہ مورخ اوسکے مکنون دلی پر آگاہ ہوا ہوگا اور جو دغا کا خیال کرتے ہو یہ بہی جائے تعجب ہے کیونکہ وہ تنہا آپکے مکان مین آیا ہے وہ البتہ آپسے اندیشہ دغا رکہتا ہوگا نہ کہ آپ ایسا خیال کرتے مین ہرگز اس خیال فاسد کو دل علی میں نہ لائیے اور جو تجسس اور

سرکار کی کے بارہ مین استفسار کرنے ہوتی ہے کہ جو قلعہ مین آویگا بقدر شعور و لیاقت کے اوسکے کم و کیف پر
ضرور مطلع ہوگا منحصر مسٹر امیٹ پر نہین اور جو کہ دوستی و دشمنی سے دریافت کیا وہ واسطے بعض جواب و سوال کو
تمہارے پاس آیا ہے اگر اوسکے استرضا کرو گے دوستی رہیگی در صورت خلاف کے خصومت کا گمان ہے
یہ کوئی بات قابل استفسار نہین عالیجاہ نے تقریر بندہ مورخ کی تصدیق کی کرگین خان جو مورخ سے ہمیشہ بد دل تھا زیادہ تر
بد ہو گیا پس مورخ ہذا کو عالیجاہ نے رخصت کر دیا بندہ مورخ نہایت حیرت مین تماشائے روزگار تھا کہ ہمارے عصر مین
کیا کیا سپہ سالار مرجع امور ہوے ہین اخر اپنے گہر آیا صبح کو عالیجاہ نے اپنے بہائی میر ابو علیخان اور راجہ نوبت راے
کو مسٹر مذکور کے استقبال کو بہیجا تیسرے روز غرہ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری کو مسٹر مذکور مونگیر آیا جو مقام
اوسکے فرودگاہ کو معین اور اوسکے لئے خیمہ برپا ہوے تھے وہین پر آکر منزل گزین ہوا عالیجاہ ملاقات کو گیا
دونون طرف سے مراسم مدارات کے تکمیل ہوے دوسرے روز مسٹر امیٹ اور مسٹر جی اور کپتان جانسن
اور مسٹر ہلکٹن جو کہ نوجوان اور شگفتہ خاطر اور فارسی درست اور اسی ملاقات مین بندہ مورخ سے محبت
بہم پہونچائی تھی مع دو تین اور انگلشیون کے عالیجاہ کی ملاقات کو آے عالیجاہ حسب ضابطہ چند قدم مسند سے
بطور استقبال بڑہکر ہمراہ لایا اور کرسیون پر جو اونکے بیٹہنے کو بچہائی گئین تہین بیٹہایا اور خود بہی کرسی پر آرام گزین ہوا
بعد تواضع عطر و پان کے خوان لباس واسطے مسٹر امیٹ کے مع اضافہ جواہر عطا ہوا بر وقت برخاست کے بہی
لب فرش تک مشایعت کی پہر مکرر آمد و رفت انگلشی کی ہوئی جواب سوال درمیان مین آئے بابت گلہ شکایت
آغاز ہوئی لیکن ہر مرتبہ صحبت ناچاقی مین گذر جاتی تہی اور اونکے آنے کیوقت عالیجاہ کے دربان بہی حرکت
کرنے لگے چنانچہ ایکمرتبہ مسٹر امیٹ نے اس حرکت کی شکایت عالیجاہ کے روبرو بہی کی عالیجاہ نے اپنے عدم واقفیت کی
معذرت کی لیکن وہ سمجہ گئے کہ نوکرون کی کیا مجال کہ بدون اجازت خاوند کے ایسی حرکت کرین آزردہ تو ہوئے
مگر اوسکی عذر خواہی کے مبالغہ سے چار ناچار اوسکے قول کی تصدیق کی ایکروز مسٹر ہلکٹن اور کپتان جانسن
موافق ضابطہ اول صبح کو بنا بر ہوا خوری اور سیر و شکار کے سوار ہو کر خیمہ سے برآمد ہوئے کچھہ دور گئے تھے
کہ عالیجاہ کے پیادہ اور سوارون کی جمعیت نے چارون طرف آکر گہیر لیا اور دور جانے سے مانع ہوئی صاحب لوگ
اس حرکت خلاف سے متحیر ہو کر بنا بر اپنے غلبہ کے درشتی سے پیش آئے عالیجاہ کے لوگ آمادہ ستیز ہو کر تپنچے
فتیلہ روشن کرکے مزاحم ہوئے ناچار صاحبان مذکور برگشتہ ہوئے بر وقت ملاقات عالیجاہ سے اس امر کی
شکایت حد سے زیادہ کی عالیجاہ نے وہی عدم واقفیت کا محض عذر کیا مگر صفائی نہوئی بلکہ روز بروز رنج
بڑہنے لگا ہر روز عالیجاہ اپنے رفقا مانند علی ابراہیم خان اور مرزا شمس الدین وغیرہ سے اس بارہ مین مشورہ
کرتا تھا اور وہ سب بعد تامل سخن مناسب عرض کرتے تھے بندہ مورخ اگرچہ صاحبان انگلش کی صحبت کی تہمت سے

مجال سخن حضور مین نہ کہتا تھا لیکن علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا شمس الدین سے اگر گفتگوے آشتی
اور رفع غبار کی کہتا تھا اور وہ لوگ بعینہ عالیجاہ کے حضور مین عرض کرتے تھے اور وہ بہی بعض سخن کو سمجہتا تھا
لیکن عصر کیوقت جب کرگین خان آتا پہر ایک خلوت رہتی عالیجاہ جملہ مشورہ اصحاب مذبور کے بیان کا اسسے
اعادہ کرتا وہ بدعقل کوئی بہی پڑہاتا وہ سب مصلحت رد ہوجاتی اور صبح کو پہر اوسی طرح سیہی باتین ہوتین
چنانچہ ایکمرتبہ علی ابراہیم خان نے تنگ ہوکر عالیجاہ سے عرض کیا کہ جب کہ ہملوگون کے کلام مشورت ہرچند پسند
حضور بہی ہون بسبب ایمائے کرگین خان کے نامنظور ہوتے ہین پس اس حال مین دیگر دولتخواہون کو تکلیف
و رنج مین ڈالنا کچھ ضرور نہین آخر جو کچھ کہ کرگین خان بہادر عرض کرتا ہے وہی تعمیل ہوتی ہے پس
مناسب یہ ہے کہ اس معاملہ کی باگ کرگین خان کے قبضہ اقتدار مین دیجاوے اور دیگر بندگان درگاہ کو
اس تردد سے نجات عطا ہو مگر مسٹر امیٹ وغیرہ کو حرکات نیک سے جو لایق شان خداوندان نہین آزردہ
کرنا چاہے اگر مشار الیہما سے صلح و آشتی رکہنا ہے تو ایسی گفتگو کو کچھ ربط نہین اور اگر حسب صلاح کرگین خان کے
عزم مجادلہ ہے تو بہی ایلچیون کو آزردہ کرنا خلاف داب سروری ہے بلکہ اسوقت مین کہ سفیری مین
آئے ہین بہ نسبت سابق کے زیادہ مشمول عواطف فرمانا ضرور ہے ایسے ایسے حرکات سے نہ تو حضور کی
شوکت بڑہتی ہے اور نہ صاحبان مذکور کی قدر و منزلت گہٹتی ہے ہان رنج تزاید ہوتا ہے جب یہ کلمات
کرگین خان کے گوش زد ہوئے رنجیدہ ہوکر دو تین روز دربار نہ گیا اسی ضمن مین کلکتہ سے ایک کشتی محمولہ اجناس
اور جنس کی پہونچی پانسو ضرب بندوق چقماقی بار ادہ کوٹہی عظیم آباد کے بہیجین کرگین خان مزاحم ہوا مسٹر امیٹ نے
مکرر واسطے عدم تلاشی کشتی اور رہا کرنے کے حسب معمول عرض کیا مگر سود نہوا علی ابراہیم خان نے کہا
اسقدر مین کاوش ضرور نہین اگر اتفاق منظور ہے بندوق کا کوٹہی مین جانا کیا مضایقہ ہے اگر لڑائی
منظور ہے دو ہزار نیر پانسو اور بندوق کا اضافہ چاہئے پس جب دو ہزار سے خوف نہین ڈہائی ہزار ہونے سے
کیا ضرر ہوگا عالیجاہ نے کہا یہ بات کوئی کرگین خان سے کہہ سکتا ہے علی ابراہیم خان نے فرمایا اگر حضور کی
مرضی ہو کرگین خان سے کہدینا کسقدر امر ہے عالیجاہ نے اجازت دی کہ جاکر پوچہنا چاہئے اوسکی کیا
صلاح ہے علی ابراہیم خان نے قبول کیا اور عالیجاہ نے مضطرب ہوکر راجہ نوبت راے اور علی ابراہیم خانکو
اوسکے پاس بہیجا کہ دربار مین آکر اس بارہ مین صلاح دے اونہون نے جاکر معاودہ کرگین خان نے آشفتہ ہوکر جواب دیا
کہ ہم داروغہ توپخانہ اور مرد میدان ہین ہمین مشورہ سے کیا کام مشورہ دولتخواہون سے لیا چاہیے جب جنگ کی
حاجت ہوگی مجہے حکم ہو کہ راضی ہو کر جان نثار ہون راجہ نوبت راے تو اوسکی آزردگی کے رعب سے
ساکت ہوا علی ابراہیم خان نے کہا کہ نواب عالیجاہ اپنے داروغہ توپخانہ سے صلاح دریافت کرتے ہین

ہو تیز فہم ہے ذہن ہر دو تمہاری صلاح سے کوئی امر نہیں کرتے ہیں پس جو لپ آقا کے حق مین بہتر جانتے ہو
بیوہ نشین کہے گرگین خان نے علی ابراہیم کیطرف رخ کرکے چاہا کہ جواب دے دونون ہاتھون کو لیے ایکدوسرے سے
مقابل کرکے بولا بالفعل نواب صاحب اور انگلشی اس قسم سے برابر ہین پھر ایک ہاتھ کی انگلیان بلند کرکے دوسرے ہاتھ
کی انگلیان جھکاکر کہا کہ اگر مسٹر امیٹ کی اطاعت نکرین اسیطرح ہرا ینہ غالب ہون گے اور اگر اطاعت کرین تو
دوسرے ہاتھ کی انگلیون کے مانند سرفرو مغلوب ہونگے آئندہ مختیار ہین دو صورتون مین جیسا منظور ہو تعیین فرماوین
یہ لوگ وہان سے حال گذشتہ کے عالیجاہ کے روبرو ظاہر ہوئے لڑائی کی بنیاد مستحکم ہوئی مسٹر امیٹ نے ناچار ہوکر
رخصت چاہی اول کسی کے رخصت دینے پر راضی نتہا آخر بعد گفتگو کے حکم دیا کہ مسٹر امیٹ اور دیگر انگلشی جلد مین
مگر مسٹر جے کو بعوض میرزا محمد علی وغیرہ محصورین کلکتہ کے مونگیر مین نگاہ رکھین ہرین وعدہ کہ جب وہ خلاص ہوکر
آوینگے مسٹر جے بہی رخصت پاویگا مسٹر جے اپنی صحت سے راضی ہوکر مونگیر کی اقامت کو راضی ہوا اور مسٹر امیٹ
وغیرہ اور کشتی کی سواری پہ روانہ کلکتہ ہوئے

مسٹر امیٹ وغیرہ کا براہ دریا کلکتہ کو جانا اور مسٹر الس کا عظیم آباد مین میر مہدی خان سے لڑنا اور میر مہدیخان کا فتح پانا اور مسٹر امیٹ کا مرشدآباد مین مارا جانا اور شعلہ فساد کا بھڑک اوٹہنا

جب مسٹر امیٹ نے دیکھا کہ عالیجاہ مطلق راضی نہین ہوتا ناچار کلکتہ کو بکمال غیظ و کدورت روانہ ہوا اور مسٹر السن کو تحریر کیا
کہ ہمارے اور عالیجاہ کی صحبت ناچاق ہوئی تم ہوشیار آمادہ کارزار رہو جو کچھ تجسے ہوسکے اوسمین دریغ نکرنا مسٹر السن
اول ہی عالیجاہ کے جانب سے غمگین تہا اب کہ یہ سمجھا کہ بمجرد پہونچنے مسٹر امیٹ کے کلکتہ مین حکم لڑائی کا صادر ہوگا
چند روز اس انتظار مین کہ مسٹر امیٹ حدود حکومت عالیجاہ سے گذر جائے رہا لیکن کوچ کے حساب سے معلوم ہوا
کہ الحال مسٹر امیٹ فوج عالیجاہ کے احاطے سے باہر ہوگیا ہوگا امیر مہدیخان سے لڑنے اور قلعہ عظیم آباد کی تسخیر کا اوسنے
بالجزم کیا اور ریکر عدس کو جو سالار فوج انگلشی متعینہ عظیم آباد کا تہا چٹہی لکہی کہ آج کی رات کو مع کل فوج کے کوٹہی مین
اکٹر آرلم کیجئے اور صبح تمام برج بڑہائی کرکے فتح کرنا چاہئے کوٹہی مین متعدد زینے اور خوب سے حصار پر چڑہنیکو مرتب کر رکہے
پہر رات گذرے ڈاکٹر فلرٹن کو جو مسٹر تحبس وسط شہر مین رہتا تہا چٹہی لکہکر طلب کیا ڈاکٹر مذکور محض داعیہ رزم سے
بے خبر تہا اوٹہکر چلا آیا بعد پہونچنے کے معلوم ہوا کہ ارادہ دگرگون ہے میر مہدیخان محض بے خبر قلعہ عظیم آباد مین
جو دار الامارۃ صوبہ مذکور کا تہا استراحت مین مشغول تہا اور افواج متعینہ حراست بہی بنا بر بیخبری اور بد انتظامی کے
جو کہ اب اس ملک مین مروج ہے بغرض حاضر مگر گرم خواب اور ناچار اور بعض اپنے مکان مین مصروف عیش و
آرام تہے کوئی بہی ہوشیار نتہا مسٹر کستر مس وغیرہ انگلشی مع فوج ہمراہی کے قدم بڑہاکر زینون کو دیوار حصار پر
اوس برج کیطرف سے جو لب دریا مین حویلی میر عبد اللہ اور کوٹہی انگلشیہ کے ہے لگاکر وقت سحر روز جمعہ دوم

ماہ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو بالائے حصار آیا جو لوگ محافظین مین سے جو ادہر ادہر حاضر تھے مدافعہ مین آمادہ ہوئے
اور بعض انگلشی اور تلنگون کو مجروح اور مقتول کیا باقیماندہ شہر مین آئے ایک فوج بڑے بازار کے راستہ سے جو کہ
مابین دروازۂ مغربی اور قلعۂ بادشاہی کے ہے اور دوسری فوج کٹہرۂ نوروز کے راستہ محلہ دیوان مین ہوئی شلک نشان
آگے کو بڑہے میر مہدیخان اور فوج متعینہ شہر و حصار آواز توپ اور بندوق کی باڑہ سے بیدار اور ہوشیار ہوئے
جس ہیئت سے کہ ہو سکا مخالفون کے روبرو آئے سررشتہ گورنمنٹ پر مقابلہ ہوا ادہر سے توپ چرہ دار اور بندوقچی
شلک نے آتشبازی شروع کردی ادہر سے محمد امین خان مع چند نفر کے جب مجروح ہوا اوروں کے پیر اوکہڑ گئے
میر مہدیخان اور شیخ برکت علی اور محمد خان وغیرہ کو شکست ہوئی میر مہدیخان نے دروازۂ شرقی سے نکلکر مونگیر کا
عزم کیا اور شیخ برکت علی مضطرب کہر کی رانی سے باہر ہوکر بے سروپا دریا چادہوہ کے کنارے پہونچا
اور سراسیمہ راہ کا نیاتہا محمد خان لوکر چہل ستون کی عمارت مین آیا دروازہ بند کرکے مستعد مدافعہ بیٹہا اور لال سنگہ ہزاری
قلعۂ پختہ کے دروازہ کو بند کرکے مدافعہ کو آمادہ ہوا اور بندوق مارتا تھا اسیطرح چہل ستون سے بہی گولی برستی تہی
اور افواج انگلشی تمام شہر مین منتشر ہوئے فصیل اور بروج شہر کے مستحکم کرلئے دروازہ شرقی سے مغربی تک غیر
چہل ستون اور قلعہ بادشاہی کے جہان لعل سنگہ اور محمد امین خان قایم تھے تمام شہر زیر قبضہ انگلش آیا ادہر ادہر تک
جہانتک تلنگون اور ہرکارہ اور لشکر کے لچون کا ہاتھ پہونچا نہایت دلجمعی سے لوگون کو لوٹا جس گہر مین گہسے صاف
کردیا جہاڑو تک نچہوڑی یہ حرکت ابہی تک انکے لشکر سے کبہی نہین ہوئی تہی اس عرصہ مین مہدیخان فتوحی
تک پہونچا تہا کہ دوسری فوجین مونگیر سے فرستادہ عالیجاہ جو اسکی کمک کو آتی تہین اسکو اس حال تباہ مین دیکہا
اور محمد امین خان کے قلعہ بادشاہی اور لعل سنگہ کے چہل ستون مین پایداری سنکر مع مہدیخان کے بعزم تسخیر شہر
عازم عظیم آباد ہوئی اور لب دریا سے برج درگاہ تک پہونچے اور دروازہ شرقی پر یورش کرکے جب نزدیک
دروازہ مذکور جا پہونچے انگلشیون نے اپنی دو توپین دروازہ سے نکالکر خندق کے پل پر لگادین اور
خود صف باندہکر مستعد مدافعت ہوئے میر ناصر خان داروغہ بانداران اور جعفر خان اور عالم خان نے
جو پیشتر بالکارا رہنی سے پہونچکر میر مہدیخان کو واپس کر لائے تھے بضرب بان اور شلک تفنگ کی فوج انگلشی کو
تزلزل کیا اور حملہ آور ہوئے فوج انگلشی نے گہبراکر اپنی توپین میخ ٹہوکنے سے خراب کرکے راہ فرار لی اور
اور میر مہدیخان نے مع ہر سہ سردار مذکور کے تعاقب کیا اس خبر کے سنتے جو فوج برج و حصار پر استوار تہی
بیدست و پا ہوکر مفرور ہوئی فتح و نصرت بندگان عالیجاہ کو نصیب ہوئی چہوٹا سا حصار پہر ہاتہ لگا انگلشیون نے
بہاگکر کوٹہی کی استواری کی فوج عالیجاہ نے لہر کی رشتہ کی فصیل پر ازدحام کرکے کوٹہی پر توپ اندازی شروع کی
مسٹر ایلس مع بقیۃ السیف فوج انگلشی کی کوٹہی سے بہی بیتاب ہوکر آخر شب کو فراری ہوکر باقی پور کی

چہاونی مین گیا اسی عرصہ مین نالکار ارمنی چہہ پلٹن اور آٹھہ توپ سے پہونچکر میر مہدیخان سے شریک ہوا
صبح کو مسٹر السن کے فرار سے آگاہ ہو کر سب مجموعہ متوجہ تعاقب ہوے مسٹر السن نے مطلع ہو کر شتاب
بسواری کشتی چہپرا ہو کر دریاے سرو مین جسکے اوسپار شجاع الدولہ کے صوبہ کی حد ہے عازم ہوا رام ندہی
فوجدار سرکار سارن ایک بقدر بنگالی تھا مگر جرأت کی ہمت بڑہائی اور یکبہر کی طرف سے مع سمرو مع فوجکے
متحرک ہوا مسٹر السن وغیرہ انگلشیہ کی اجل نزدیک آگئی تھی باوجودیکہ دو تین پلٹن ہمراہ تہین مگر کچہہ نہوسکا
رام ندہی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوا یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی زیادہ تر توقع عزور ہوا اور گرگین خان خالی شعور کی رایکا
استحکام ہوا عصر کیوقت مہدیخان کی مغلوبی سنکر میر قاسم خان کی جان اوٹہون پر آرہی تھی دو پہر رات گذری
میر ناصر وغیرہ کی پہونچنے اور میر مہدیخان کے غالب آنے اور السن کے بہاگنے کی خبر آئی جان رفتہ نے تن زار مین
استراحت فرمائی اوسیوقت نواخت نوبت کا حکم ہوا شادیانہ بجنے لگے صبح کو ملازمین آکر حاضر ہوئے چونکہ
میر عبد اللہ کو اسی اندیشہ جنگ سے عظیم آباد نجانے دیا تہا کہ مبادا پاس آشنائی صاحبان انگلشی کی کرکے
اپنے گہر سے جو متصل کوٹہی کے ہے داخل کردے القصہ میر مذکور اور مورخ دونون نے باہم حضور مین پہونچکر
نذر مبارکباد گذرانی اوسنے میر مذکور سے کہا کہ تم کہتے تھے انگلشی لوگون کو زندہ کہا جاتے ہین کوئی اونکی
برابر نہوسکیگا میر مرقوم کے اس کلام سے حواس جاتے رہے اور بندہ مورخ سے کہا تمہارے آشنا یعنی
ڈاکٹر فلرٹن نے مجہسے عجب سلوک کیا فوج کو مخفی اپنے گہر مین طلب کرکے یہ ہنگامہ برپا کرایا بندہ نے عرض کیا کہ بندہ
کس حساب مین ہے جو اون سے آشنا ہوگا ہان حضور سے ڈاکٹر کی آشنائی ہے پس ہملوگون کو چاہیے کہ
حضور کے آشنا سے دوست اور دشمن سے دشمن رہین اگر ڈاکٹر سرکار کا دوستدار ہے ہمارا بہی آشنا ہے
ورنہ ہم زیادہ تر اوسکے دشمن ہین القصہ بعد اس خبر کے مکرر احکام اپنے عمال ممالک محروسہ مین صادر فرمائے
کہ درمیان ہمارے اور انگلشی کے اب صلح و آشتی نہین رہی جہان اس فرقہ کو پاؤ قتل کرو تب شاید مسٹر
امیٹ کو راستہ مین بہی حکم صریح لکہہ بہیجا تہا اسی حکم عام کا شہرہ جو مرشد آباد مین پہونچا مسٹر امیٹ بیچارہ کو مع
ہمراہیان کے تقی سوار بیگ وغیرہ جماعدار ان عالیجاہ نے محصور کیا ہرچند اونہون نے عجز و الحاح کیا کہ ہمین زندہ
عالیجاہ کے حضور مین بہیجدو مگر اون شقیون نے کچہہ نسنا روز پنجشنبہ ۸ تاریخ ذی الحجہ ۱۱۷۶ ہجری کو ہر ایک کی
گردن ماری اور اونکا سر عالیجاہ کے حضور مین بہیجا اور اوسی روز کوٹہی انگلشی کی جو قاسم بازار کی نام سے
اشتہار رکہتی ہے تاراج ہوئی

کونسل کلکتہ مین عالیجاہ کی لڑائی تصمیم ہونا اور میر جعفر خان کو ریاست بنگالہ پر لکالنا او مقید آنا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کا مونگیر مین عالیجاہ کے روبرو اور لڑائی ہونا محمد تقی خان بہادر کی

کٹوہ مین افواج انگلشیہ سے اور قتل ہونا کمال شجاعت سے عین رزمگاہ مین

جب میر محمد قاسم خان نے دیکھا کہ الحال بجز جنگ کے چارہ نہین محمد تقی خان بہادر فوجدار بیربہوم کو حکم ضروری اور طیاری رزم انگلشیہ کا صادر فرمایا اور میر جعفر خان اور عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ کو اوسکی مدد پہ بھیجکر مامور کیا اور ارشاد فرمایا کہ جب انگلشیہ کلکتہ سے آوین خانہ کو بقصد مقابلہ پہ جائے اور فوج متعینہ مرشدآباد کو پہونچکر جس سامان کی حاجت ہو سید محمد خان نایب نظامت مرشدآباد سے لیکر بلاسی اور کٹوہ کیطرف جلید پہنچے اور محمد تقی خان بہادر بہی مع افواج آراستہ کے نہضت کرکے کٹوہ مین آیا جب خبر قتل مسٹر امیٹ کی کلکتہ پہونچی شمس الدولہ بہادر گورنر نے ایکقطعہ خط متضمن تہدید محمد خان نایب عالیجاہ کے نام لکہا خلاصہ مضمون اسکا یہ ہے کہ مسٹر امیٹ بیچارہ کو جو سفیری پر گیا تہا کس راہ سے قتل کیا یہہ شغل نہین سنی ہے کہ ایلچی راز واسطے یہ بیت بہی اس خط مین مندرج تہی ع آئین شاہان و رسم کیان ÷ فرستادگان امین اند زیان اور یہ بہی لکہا تہا کہ اگر حرکت زشت بلا اجازت آقا کے کی ہے تو اوسکی سزا کو پہونچوگے اور اگر بموجب حکم تعمیل کی ہے تو دست نخواستہ خداوند حقیقی سے ہے بعد ارسال اس خط کے کونسلیون نے آتش ہیجان ہوکر ہجوم کیا اور شمس الدولہ کو عالیجاہ کا حامی سمجہکر اسکے بہی عدو ہوے اتفاقًا اون دنونمین شمس الدولہ بیمار تہا کہ لایق آنے کونسل کے نہ تہا اور مسٹر ہسٹنگ عماد الدولہ بہادر جلادت جنگ کو جو کہ شمس الدولہ سے یکدل و یکزبان تہا اور خود بہی عملہ کونسلیہ مین تہا کونسل مین پہونچا تاکہ شمس الدولہ کی بیماری کا عذر کرکے جو حاجت پڑے اوسکے سوال و جواب مین مصروف ہو جب مسٹر ہسٹنگ داخل کونسل ہوا کونسلیون نے شمس الدولہ کا حال دریافت کیا اور اوسکا نہ آنا سوجب ملال سمجہا زیادہ رنج یہ تہا چونکہ کونسل صرف عالیجاہ کے مجادلہ کو ہوئی تہی نہایت غیظ و غضب سے خود آرائی کرکے اوسکے بعض گفتگو نامناسب نسبت شمس الدولہ اور مسٹر ہسٹنگ کے کرا وٹھے مسٹر ہسٹنگ باوجودیکہ کوہ تحمل تہا مگر مسٹر ایلسن کی گفتگو کی تاب نہ لایا باہمدگر خشونت واقع ہوئی شمس الدولہ اس خبر سے اوسی لباس بیماری سے کونسل گہر مین آیا بعد ورود مجلس کے کہا کہ صاحبو کیا فرماتے ہو اور مرضی کیا ہے اکثر کونسلیون نے جو مسٹر امیٹ اور مسٹر ایلسن سے ہمدم و ہم نفس اور عالیجاہ اور شمس الدولہ سے ناخوش تہے اور مسٹر امیٹ کی قتل اور مغلوبی مسٹر ایلسن نے اور بہی نمک افشانی کردی تہی شدت غضب سے بےلحاظ ہوکر بولے کہ ہماری مرضی بجز لینے انتقام مسٹر امیٹ اور جنگ عالیجاہ کے اور کیا پوچہتے ہو شمس الدولہ نے درجواب لکہدیا کہ مسٹر ایلسن وغیرہ بہت سے سردار اور سوار انگلشیہ عالیجاہ کے قیدی ہین جسوقت ادہر سے ہماری فوج اوسکے استقبال کو روانہ ہو یقین ہے کہ قیدیان مذکورہ کی جان بری عالیجاہ سے دشوار ہو مناسب یہہ ہے کہ اول دم دلاسا سے اوس سفاک کو ہاتہ سے اپنے جماعہ کے صلاح کرادین بعدہ انتقام کو عزم جزم کرین

چونکہ اور کونسلی کو یقین تھا کہ شمس الدولہ عالیجاہ کی حمایت کرتا ہے اس تدبیر کو مکر و تذویر خیال کرکے آشفتہ ہوئی
اور در جواب اوسی کاغذ پر ہر ایک نے اپنے دستخط سے لکھدیا کہ اگر عالیجاہ مقیدون کو نوحصہ اور زیادہ مار ڈالے
ہمکو سوائے انتقام کے کوئی عزم منظور نہین ہے ہرگز اوسسے آشتی نہین کرینگے شمس الدولہ نے کاغذ مذکور کو جواسطے
رفع بدنامی کے عمدہ دستاویز تھی اوٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور کہا اب بلاتامل میر جعفر کے پاس جانا چاہئے
اور اوسکو بجائے عالیجاہ کے مقرر کرکے مع اپنی فوج کے بھیجنا چاہیے باتفاق جعفر خان کے پاس آئے اور خاندکور کو
امارت بنگالہ کی تکلیف اور اپنے لشکر کی رفاقت کے دی بعد گفتگو اور تمہید بعض شروط اور قول و قرار قسمیہ کے
ارادہ لشکر جعفر خان کا درست ہوا کلکتہ سے بعزم رزم عالیجاہ کے برگشتہ اقبال برآمد ہوئے مسٹر السن وغیرہ
انگلشی رام ندہی فوجدار سرکار سارن کے گرفتار ہوئے توپ اور بندوقہائے چقماقی مع اسباب وغیرہ کے جو کچھ
کوٹھی اور باقی پور مین ہمراہ مسٹر السن کے تھے عالیجاہ کی سرکار مین ضبط ہوا اور انگلشیان مقید کو میر مہدی خان نے
بموجب حکم عالیجاہ کے مونگیر بھیجا اور عالیجاہ نے مسٹر السن وغیرہ سرداروں کو حوالہ شیخ فرحت علی کرکے سولداران
بیچارہ کو بھی مقید کیا اور جس جگہ انگلشی اس کے عمال کے ہاتھ لگے تھے اونکو حکم بھیجا کہ زیر تیغ کرین بعضون نے
براہ ترحم چند روز درنگ کیا بعد ازان جب فوج انگلشی کا غلبہ معلوم ہوا مقیدون کو چھوڑ دیا اور بعض نے جو کہ
خیر دستر اور بے خرد مغرب رو یہ افواج انگلشی سے دور تھے مقیدون کو زیر تیغ بیدریغ کھینچا مسٹر السن وغیرہ انگلشی کو
شیخ فرحت علی اور گرگین خان کے سوالات مین سپرد کرکے اوسکی حفاظت کا کمال تاکید کی ایکروز ڈاکٹر فلرٹن نے
اپنی عسرت اور تکلیف کا حال بندہ مورخ کو کہلا بھیجا بندہ مورخ نے بدین نظر کہ اوسنے اوسپر بہت سے احسان
کئے ہین کوئی بات اوسکے حق مین کہنا ضرور ہوا اور بمقتضائے وقت مصلحت سمجھا کیونکہ گمان جاتا تھا بلکہ یقین تھا
کہ اوسکے آدمی کے آنے کی خبر جو بندہ کے پاس آیا ہے شبہ عالیجاہ کو پہونچی ہوگی اگر بندہ اس امر کا اعتبار نکرے
بدگمان زیادہ ہو جائیگا لہذا مجمل حال عالیجاہ سے عرض کیا اوسنے جواب دیا کہ تمہارا آشنا ہے اگر اسوقت مین
خبرگیری کرو کچھ مضائقہ نہین لیکن یہ کلام طعن آمیز تھا بندہ نے التماس کیا کہ مجھسے زیادہ خیال عالی سے آشنا ہے
چونکہ اوسکی خاطر داری بہت ہوتی تھی لہذا عرض کیا کہ اگر کوئی عنایت اوسکے حال پر منظور ہو تعمیل کیجاوے اور اگر
سرکار تقصیروار ہو مجھے کچھ سروکار نہین اس کلام سے متہم ہوکر فرحت علی کو روبرو بلاکر کہا کہ ڈاکٹر نے غلام حسین خان کو
پیغام دیا اور انہون نے چونکہ میرے دوست تھے مجھے مطلع کیا اسیطرح صد ہا جگہ اوسکے آدمی گئے ہونگے تم اپنے
پیش و پس کی خبر نہین رکھتے آئندہ احتیاط رکھو کہ ماکول و ملبوس وغیرہ ضروریات سے اوسکو تصدیع نہو لیکن
یہ بھی احتیاط رکھو کہ اوسکی آمدرفت پیغام و سلام کی لشکریون سے نہونے پائے کہ مبادا فتنہ کا باعث ہو گئے ہون
بندہ مورخ نے اپنی جان کا خوف کہا کر پھر کچھ نکہا اور بیچارہ انگلشی بکمال حفاظت اور احتیاط مین مردم مذکور کے

ساتھ عالیجاہ کے پہونچنے تک عظیم آباد مین مقید رہا

ذکر سرتابی کرنے شیخ ہیبت اللہ اور عالم خان اور جعفر خان وغیرہ کا محمد تقی خان کی فرمائش سے اور پیش قدمی اور خودسری کرنا انگلشیون کی جنگ مین اور سید محمد خان نائب مرشد آباد کا نفاق کرنا محمد تقی خان سے

محمد تقی خان بہادر کہ فی الحقیقت سردار لائق ریاست و سروری تھا سید محمد خان نائب مرشد آباد سے جو مرد پوچ ہیچکارہ تھا سر فرو نہوتا تھا اور کیونکر ہوسکتا تھا کہ جوان مرد کریم خسیس لئیم کی اطاعت کرے اسی سبب سے سید محمد خان اوسکے دشمن کیطرح تھا اوسکی بلند نامی اور نیک شہرتی کے آتش حسد پر جلا جاتا تھا اندنون مین کہ خاندور انگلشیان بیچارہ کی جنگ پر مامور ہو کر نواح کٹوہ مین پہونچا بعض اسباب اور آلات اور ادوات حرب کی سید محمد خان سے جو کہ حاکم شہر اور صاحب اختیار ضدم اور اسباب کا تھا طلب کیا اوس احمق نے بآرزوی اوسکے شکست پانے اور برہمی کار کی سر انجام اسباب مطلوبہ مین تعلل کیا اور اس توقف کا انجام جو اوسکی آقا کی برائی تھی نہین سمجھتا تھا تا آنکہ افواج متعینہ مونگیر سے مرشد آباد ہو کر آگے کو بڑہی عجب نہین کہ فوج مذکور کو بسبب نفاق کے جو محمد تقی خان سے رکھتا تھا اوسکی تعمیل فرمان سے منحرف کر دیا ہو خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخ ہیبت اللہ اور اور عالم خان وغیرہ نزدیک لشکر محمد تقی خان کے پہونچے ہر چند خانمذکور نے اونکو کہلا بھیجا کہ یکجا ہو کر باہم لڑنا چاہیے مگر اونہون نے نمانا بہاگیرتھی او سطرف علحدہ فروکش ہوئے دوسرے روز خبر پہونچی دو پلٹن انگلشی کی کٹ سے جو کہ ظاہرا اوس فرقہ کے وہان کوٹھی تھی سنکر فوج مذکور نے اونپر چڑھ جانے کا ارادہ کیا محمد تقی خان کو کہلا بھیجا کہ بعض برق اندازونسے ہماری مدد کرو محمد تقی خان نے بنابر رفع بدنامی اور کار سرکار کے تشیر بچہ اور جوانان منتخب جو اوسکی تازہ بہم پہونچائے ہوئے تھے اور دس روپیہ ماہواری کے نوکر تھے اور حسب ضابطہ ولایت دہ باشی اور یوز باشی اور منباشی انکو مقرر کرکے حسب لیاقت ہر ایک کا درماہہ پندرہ سے تیس روپیہ اور ساٹھ اور سو روپیہ تک مقرر کیا اور ہمیشہ اپنے پیش نظر اون لوگونسے بندوق اندازی کی مشق کراتا تھا اور اونکی باربرداری کے لئے گھوڑے بیل اونٹ مقرر کئے تھے تاکہ اونکو عذر باربرداری کا نہو تیر شیر بچہ اور اوسکے سامان کے کچھ کندھے نہ لیجاوین اونمین سے پانسو نفر جرار انداز مع فرامرز اپنے حیلہ کے اونکی مدد پر بھیجا اور وہ لوگ انکی متفق ہو کر پیشتر کو روانہ ہوئے اور فرامرز نے حسن اہتمام سے اون دونون پلٹنون پر غالب آئے اور اونکو جہانسے آئی وہین پر بھگایا اور خود پہونچکر ہالی کوٹ کو محصور کر لیا تا آنکہ وقت شب پلٹن بردوان وغیرہ کی فوجین اون پلٹنون کی مدد پر جا پہونچین جب پہونچے سب مجموعی بڑی کروفر سے برآمد ہوئے لڑائی شروع ہوئی اوسوقت عالم خان اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ باختہ حواس ہوئے اور محمد تقی خان بہادر کی نصیحت یاد آئی حتی الوسع خوب ہاتھ پیر ہلائے آخر الامر کثرت

جزایریون کے مقتول و مجروح ہوتے جماعۂ مذکور بیتاب ہوکر فراری ہوئی جب محمد تقی خان کے لشکر کے قریب آئے
خانۂ مذکور نے کشتیان اپنی طرف کھینچ لین انکی اوترنے کی راہ بندی تاکہ یہ لوگ میری فوج مین آکر موجب دل شکستگی
باقی فوج کے ہوون اور فوج انگلشی غالب ہوکر دو تین کوس وہان سے پیشتر کو بڑہی

ذکر جنگ کرنے محمد تقی خان بہادر تبریزی کوزۂ کلانی کا اور جان نثار ہونا تقدیر آسمانی سے

محمد تقی خان بہادر دوسرے یا تیسرے روز پنجم ماہ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو اپنے جمعیت ہمراہی کے ساتھ سوار ہوکر میدان
کارزار مین بعزم استواری جو اس عزیز یا غیر کی عمر سبک رفتار تھی آیا ہمراہیون سے اپنے تسلی اور استمالت بسیار
فرماکر تحریص اور تشجیع جنگ مخالفان کی کرتا ہر ایک کو وعدہ فتح پر امیدوار مراتب اعلے کیا الغرض تیغ
و تفنگ چمکایا اور ہر ایک کا ایسا دل بڑھایا کہ ہر ایک نے نقد جان سے خزینہ تن خالی کیا خانۂ مذکور نے تاکید کرکے
فوج کی ترتیب دی جب مقابلہ ہوا توپ اندازی شروع ہوئی طرفین سے قدم قدم بڑھتے تھے نامردون کے
دل گھٹتے تھے جن جن کی موت کا وعدہ پورا ہوگیا تھا گولہ گولی توپ و تفنگ سے آلودہ ہوکر ایفائے وعدہ مین
منتقل ہوئے محمد تقی خان کے دلدینے سے اسکی طرف وہ چیرہ دستی ہوئی کہ کسیقدر فوج انگلشی مغلوب ہوتے
نظر آئی اسی عرصہ مین محمد تقی خان کے پیر مین گولی لگی گھوڑا فرش عدم پر لوٹ گیا یہ جوانمرد دوسرے راہوار پر
سوار ہوا نہایت متصل مخالف سے جا پہونچا غنیم کی فوج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی تھی لیکن جب ضابطۂ [illegible]
تا آنکہ دوسری گولی محمد تقی خان کے گھوڑے کے لگی اور اس راہوار نے بھی عرصہ عدم کو قدم بڑھایا اب تیسرے
گھوڑے کی باری آئی اور آگے کو بڑھا قضارا خانۂ مذکور کے پہلوے سینہ مین گولی آکر نکل گئی اس دلاور بہادر نے
دامن فراہم کرکے اندیشے پر ڈالا نظر مخالف سے پردہ کیا آگے کو قدم بڑھایا انگلشیون نے عین پس پائین
فوج کو نالہ مین بطور کمین کے قائم کیا اور محمد تقی خان نالہ کے سر پر متوجہ یورش تھا چونکہ دریاچہ مذکور پر جو
یہ کوئی گھاٹ تجویز کر رہا تھا اسیوقت مین غنیم نے بہت مجموعی ہوکر ایکبارگی باڑہ ماری اس باڑہ مین اکثر ہمراہی
محمد تقی خان کے جان نثار ہوئے جمعیت گھٹ گئی اور ایک گولی حسب تحریر پیشانی محمد تقی خان کی جبین پر لگی
کہ فوراً اپنے ہمراہیون کے ساتھ دینے کو خود بھی روانہ عرصہ عدم ہوا باقیماندہ لشکر پر شکست آئی بدحواس
سراسیمہ ہوکر سب فرار ہوئے انگلشیون کو فتح نصیب ہوئی انگلشیون نے اپنے مجروح کو دوا کیلئے ڈاکٹر کے
سپرد کیا اور خود دو تین روز متوقف ہوکر عازم پیشتر ہوا سید محمد خان اس خبر سے مضطر ہوا لیکن اسکے
کہ نوکر جمع کرے اور اسباب اور سامان عالیجاہ کا جو وہان تھا جمع کرکے فراری ہوکر لشکر عالیجاہ مین آملا
میرزا محمد ایرج خان سراج الدولہ کا سسرا جو کہ مرشد آباد مین عالیجاہ کی عنایت و صحبت سے محروم تھا
میر جعفر خان کے استقبال ملازمت کو دوڑا اور حسب الامر میر جعفر خان نے جھٹ پلٹ کر مرشد آباد مین

اوسکی سنا دی کرائی اور خود دفعۃ الاقبال بلدہ مذکور سے اہالی و موالی کی تسلی کرنے لگا ۱۲ محرم ۱۱۷۷ ہجری روز یکشنبہ کو میر جعفر خان مع فوج انگلشی داخل مرشد آباد ہوا اسیقدر خفیف سا تزلزل شہر مین واقع ہوا اگرچہ لوگون نے تھوڑی سی ہی دست بردی کی تھی میر جعفر خان چہ روز مہابت جنگ کے دولتخانہ مین جو مرشد آباد کا دار الامارہ تھا فروکش رہا ساتوین دن سحر کو مطابق ہجدہم محرم سنہ مذکور مع فوج انگلشی بعزم جنگ باہر نکلا

عالیجاہ کو محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر ملنا اور دوسری فوج کو بھیجنا اور آثار ادبار

میر قاسم علیخان محمد تقی خان کے قتل کی خبر نواح کٹوہ اور بردوان مین سنکر مضطرب ہوا اور شیخ ہیبت اللہ وغیرہ افواج متعینہ سابقہ کو حکم توقف رشوتی مین دیکر اسد اللہ خان ولد میر حسین خان کو جو فوجدار تربٹ شمالی کا تھا مع شش ہزار سوار اور مالکار اور سمرو کو مع سات آٹھ پلٹن اور سولہ توپ اور میر ناصر داروغہ باندار ان کو علی الفور فوج مذکور کی نزدیک بھیجکر حکم دیا کہ سب لوگ باتفاق میدان سوتی مین فوج مخالف سے رزم آور ہون اور شیر علیخان فوجدار پورنیہ کو بھی جو کہ ادنی متوسلان معز الدین حسین خان ولد سیف خان مین تھا اور عالیجاہ کے وقت مین ترقی پا کر کے بجائے صولت جنگ اور سیف خان کے تمام پورنیہ کا فوجدار ہوا تاکید ہوئی کہ عبور گنگا کر کے شریک اسد اللہ خان وغیرہ فوج متعینہ کا ہو اسد اللہ خان اور شیر علیخان وغیرہ مع فوج کوچ کر کے شیخ ہیبت اللہ سے میدان سوتی مین ملحق ہوئے

میدان سوتی مین لڑائی عالیجاہ کی انگلشیون سے اور مغلوب ہونا

روز سہ شنبہ بیسوین ماہ محرم کو مقابلہ طرفین ہوا مالکار ارمنی اور سمرو نے شرک پر صف آرائی کی اور اسد اللہ خان انکے دست راست آٹھ نو ہزار سوار اور دس بارہ ہزار پیادہ سے استادہ ہوا اور دونون فوج کے پہلو مین شیخ شیر علیخان دو تین ہزار نفر سے مستقل ہوا اودھر فوج انگلشی جو تین ہزار سے زیادہ نہوگی صف آرا ہوئی طرفین سے توپ چلنے لگی فوج انگلشی قدم بقدم بڑھتی آتی تھی اسد اللہ خان کو دعوی بہت تھا اپنی فوج لیکر پہلو کیطرف متحرک ہو کر نصف میل یا کچھ زیادہ راہ طے کر گیا اس ضمن مین فوج غنیم نے سمرو اور مالکار ارمنی پر غلبہ ظاہر کیا اسد اللہ خان مع رفقا کے بداعیہ یورش غنیم کے پہلو سے نمودار ہوا جب اسیر رائے متفق ہوئی میر بدر الدین خان رسالدار نے مع اپنے رفقا کے علیحدہ ہو کر اسد اللہ خان سے کہا کہ ہم تمہاری نعرہ کے منتظر ہین جسوقت گھوڑی چھوڑیو انشاء اللہ ہمین بھی پیشتر جانئے یہ کہکر گوش برآواز ہوا جب نعرہ اللہ واکبر ادس مجمع گر سے گوش زد ہوا اور دیکھا کہ فوج مذکور اپنی جگہ سے متحرک ہوئی نوے سوار ہمراہی سے دشمن پر جا گرا اور اوسکے دست چپ سے میر ناصر داروغہ نے یورش کر کے فوج غنیم پر عرصہ تنگ کیا تلنگہ مقابل میر بدر الدینخان کے کمتر ایک پلٹن ہی تھی بیس پا ہو کر دریا مین جو پیچھے تھا جا گرے اضطراب کے مارے نزدیک تھا کہ غرق ہو جاوین مگر پانی کمر اور چھاتی

تک تھا بعض ہمراہی مذکور کے مجروح و مقتول میدان مین گرے تیرہ نفر ہمراہ تھے بندوق کی گولی اوسکی
گھوڑے کے لگی اور اوسکے بھائی کا بھی گھوڑا اوسی مقام پر گرا اور اسد اللہ خان کے پیش قدمو نسے بھی اکثر
کشتہ اور بعض نیمجان بسمل گرے باقیماندہ مجروحون کی تڑپ دیکھکر جرأت ہار کے دور سے میر بدر الدین کے
روبرو کھڑے ہوے اور میر بدر الدین کے روبرو ایک سد حایل ہوئی جسکا خندق پانی سے لبریز اور اوسکی مٹی روبرو پہراتی تھی
پیادہ نسے نکل نسکتا تھا کہتا تھا کہ ہرچند آواز دی اور اشارہ کیا کہ اسد اللہ خان مع سواران برق انداز کی
پہونچکر تلنگون پر توپ لادی مگر اوسکی جرأت نہوئی اور سرداران انگلشی کی فرصت پاکر سر نو سے آرایش صفوف
اور توپ کی کرلی اور دوسری طرف میر ناصر وغیرہ جو ہجوم لائے تھے بسبب نہ پہنچنے مدد کے کچھہ نکر سکے
بڑی دیر تک مقابل غنیم کے دست بگریبان کھڑے رہے فوج مخالف جو انکے روبرو تھی حسب الحکم پیچر اوس کی
اپنے بندوق چہتیا لین اور سنگینون کی نوکین مانند دندانہ سین کی برابر چندین تاکہ دشمن کو اونسے گذرنا
ناممکن ہو بندہ نے اس احوال کو اپنے کانون سے زبانی کرنیل گاڈرڈ اور معتمدین طرفین کے سنا جنرل گاڈرڈ
جو اوس وقت مین کپتان یا لفٹنٹ تھا کہتا تھا کہ اگر جنگ سوتی مین عالیجاہ کے لوگ ہمکو عبث چند روز
میدان مین مصروف تک و تاز رکھتے تو ہمارا کام تمام ہوجاتا جب تھوڑی دیر مدد کے انتظار مین گذرا اور مستقید ہونگی
پاس کوئی اب حربہ نتھا جو اسقدر فاصلہ سے مخالف پر وار کرین ہرچند اشارہ اور آواز سے پس ماندون کو
طلب کیا مگر کسی نے اونکی مدد نکی اس حال سے نصرت و فتح سے مایوس ہوکر کمال افسوس مین تھے کہ اسی
ضمن مین کپتان نے فوج مقابل مالکار ارمنی اور سمرو مخالفون کی مغلوب دریافت کرکے دو تین کمپنی تلنگہ کی
انکی مدد کو پہیجی اور اودہر جب یہ دیکھا کہ ہمارے مخالفون کی مدد کو کوئی نہ آیا جسارت کرکے حواس درست کیے
میر بدر الدین اس کو دیکھکر مع رفقا کے عرصہ کارزار سے واپس ہوا باقیماندون نے بھی اوسکے پیچھے آبروسی
ہاتھہ اوٹھایا اور میر ناصر وغیرہ جہالت کرکے وہین ٹھہرے رہے اور فوج ہذا انگریزی سے جان نثار ہوئے
مالکار اور سمرو خود بیشتر سے فرار ہوگئے تھے مخالف کی فتح ہوئی اور فوج مفرور عالیجاہ کے بری ستانے سے
قطع راہ کرکے دریاچہ اودہوا تک جو انہین دنون کو عالیجاہ نے آراستہ اور مستحکم کر رکہا تھا بھاگ کر
اقامت گزین ہوئے وہان کی فوج مع جماعہ مفروریان کے یکجا منتخفی ہوئی عالیجاہ کو جب خبر پہونچی نہایت
مشوش اور متردد ہونے لگا

نقل عجیب متضمن حفظ قادر رقیب

کرنل گاڈرڈ بہادر جو کہ اب جنرل اور سالار فوج متعینہ صوبجات دکن اور گجرات کا ہے بندہ مورخ سے
روبرو بیان کرتا تھا کہ جملہ مجروحان فوج عالیجاہ مین سے ایک شخص تھا جسکے سر پر زخم تلوار اس تراش سے

لگا تھا کہ وسط کاسۂ سر مین کا نکر دونون شقیقہ سے نکل گئی تھی ڈاکٹر کو امید شفا نتھی بلکہ مردون مین سمجھتا تھا
اور وہ بیہوش تھا چونکہ سانس جاری تھی لاچار اوسکو بھی زخمیون کے ساتھ اوٹھا لائے اور زخم کو چیتھرہ سے
باندہ دیا تیسرے روز جب مجروحون کی دید کو گیا دیکھا کہ مجروح مذکور حاق مدار یہ حقہ اوڑا رہا ہے اور جراحت
مندمل حاجت مرہم نہین البتہ بصارت سے محروم ہوگیا ہے

خبر شکست سوتی کی عالیجاہ کو پہونچنا مال و متاع اور متعلقون کو قلعہ رہتاس بھیجکر خود عازم جنگ ہونا الممال ہیم و یاس سے

عالیجاہ نے جب محمد تقی خان بہادر کے قتل کی خبر سنی اس فکر مین ہوا کہ مال اور متعلقون کو قلعہ رہتاس روانہ کرے
بہت سی عورتین جو بضابطہ لڑائی ہند کے اوسکے مکانین جمع ہوئی تھین اکثرون کو جنھین قابل طلاق سمجھا تھا
حکم دیا کہ جدہر چاہین چلی جاوین اور اپنی بی بی بنت میر جعفر خان کو مع دیگر زنان پسندیدہ کے اور نیز مال و متاع
کشتی اور گاڑی اور ہاتھی اونٹ پر بار کرکے مصحوب میر سلیمان خانسامان اور راجہ نوبت رائے اور بعض معتمد ملازمان کے
قلعۂ رہتاس کو روانہ کیا اس سبب سے تھوڑا انقلاب ملازمان قابو طلب اور نوکران بے ادب کے دلمین پیدا ہوا
لیکن خوف کے مارے کچھ تبدیل و تغیر بند و بست و انتظام مین نکر سکے جب خبر شکست پائی اپنی فوج کو مقام
سوتی مین پہنچنے سے مضطر ہوا قلعہ مونگیر سے بابت فوج متعینہ دریاچہ اودہوا کے نکلنا چاہا مخفی نرہے کہ دریاچہ اودہوا
راج محل کے جنوبی پہاڑون سے جاری ہوکر گنگا مین ملا ہے نہایت عمیق اکثر اوسکے کنارے صحرائی خار دار ہے
اور بجز ایک پل کے جو عالیجاہ نے بنایا تھا کوئی راہ نہین ہے عالیجاہ نے دریاچہ مذکور کو چند قدم پیچھے چھوڑکر اوسکی
آگے خندق عمیق طیار کیا اور ایک سد اوسپر نہایت مستحکم بنا ہے اور کوہستان سے متصل کردی اور علاوہ اوس
خندق کے ایک جھیل بھی پہاڑون سے نکلکر نزدیک دریای گنگ تک ہے اور اوس خندق پر خام پل باندہکر
سد مذکور مین بطور قلعہ کے راہ پر پیچ بنائی کہ آمد رفت اوسی راہ سے ہوتی ہے اسکے سوا کوئی راہ گنگا کے ادہر
عبور کو نہین ہے ہان اگر چاہے گنگا سے عبور کرے مگر یہ بھی درصورت مراجعت کے متعذر ہے لہذا جائے مذکور کو
عالیجاہ نے استحکام و یکر بدافعہ انگلشیہ کو موقع مناسب سمجھا اور افواج متعینہ کو نہایت تاکید حفاظت صادر کی اور تاریخ
سفر مقرر کرکے پیش خیمہ روانہ کیا اور احضار لشکر کو حکم فرمایا

برآمد ہونا عالیجاہ کا فوج اودہوا کی اعانت پر اور اکثر مقیدونکا قتل ہونا

جب عالیجاہ نے کارسازی سے فراغ پایا ۱۴ محرم ۱۱۷۷ ہجری کو قلعہ مونگیر سے وقت شب بساعت معہود نکلکر
داخل لشکر ہوا چونکہ اسکے مزاج مین سفاکی بدلالت گرگین خان کے بڑھ گئی تھی ان دنون نوادید حال قیدیان کرکے
اور اونکی طرف سے اندیشناک ہوکر خواہان قتل ہوا ہر چند بیچارہ قیدیون کے نام معلوم نہین مگر اسقدر جانتا ہے کہ ایک گروہ

کثیر تھا جملہ عظماء مین راجہ رام نراین ناظم عظیم آباد اور راجہ راج بلبھہ دیوان مہابت جنگ نائب ناظم عظیم آباد مع چند
فرزند دلبند اور راے رایان امید رام مع فرزند اور راجہ فتح سنگہ اور راجہ بنیاد سنگہ زمینداران ٹکاری اور شیخ عبد
جو پور میں قید تھا مع دیگر زمینداران اور ماموران کے قید حیات سے خلاص کئے گئے رام نراین کو بندہ نے سنا
کہ بالو کا بورا گہڑا اوسکے گلو مین لٹکا کر غرقاب کرایا اور شاید کہ اور لوگون کو اسیطرح دریائے عدم کے کنارے لگایا اور
جماعہ انگلشی کو نہایت احتیاط سے محبوس رکہا تھا ہر چند کرگین خان انکے قتل مین بہی مستعجل تھا مگر عالیجاہ کچہہ اپنی مصلحت سمجھکر
اس بارہ مین اوسکی بات نہ سنتا تھا اور سپاہ ہند بموجب اپنے ضابطہ کی کہ رکہتے ہین فرار اسکا وقت نازک دیکہکر تابی
کر گئے تہے مگر عالیجاہ دیدہ و دانستہ ٹالنے لگا تا آنکہ آہستہ آہستہ مع فوج کے دریائے جہنیانگر پہونچکر مقیم ہوا اور افواج سابقہ
اور لاحقہ مورچہ اودہ ہوا پر مستعد ہو کر سد راہ انگلشی ہوئے اسی ضمن مین جب انگلشی کی لڑائی محمد تقی خان سے ہوئی تہی
عالیجاہ جو پائے مردمان شجاع تھا آرزو کی کہ کامگار خان مین بہی اپنا رفیق ہو علی ابراہیم خان کو اس مقدمہ مین
واسطہ کیا خانہ کو نے اپنی کوشش سے اوسے حاضر کیا مصروف لایقہ اوسکے لئے معین ہوا سفر نزد جہنیانگر مین ہمراہ تھا
جب چند روز اسیطرح گذرے کامگار خان کو کرگین خان نے تالہ اودہ ہوا جانیکو کہا کامگار خان نے جوابدیا کہ وہان بیہ
احتیاج سے زیادہ فوج محض بیکار بیٹھی ہے اگر مین بہی گیا اونمین شریک ہو جاؤنگا بہتر یہ ہی کہ کوئی رئیس دولتمند
اونکی سرداری مین جاوے تاکہ حاضرین اوسکے زیر حکومت کار سرکار مین مصروف ہون اس جواب سوال مین
طول ہوا کامگار خان نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ تمنے ابہی جنگ نہین دیکہی بندہ جو کچہہ مناسب حال دیکہتا ہی کہتا ہے
کرگین خان نے آزردہ ہو کر عالیجاہ سے شکایت کی اور کہا کہ کامگار خان حسب اشعار علی ابراہیم خان کے
جنگ اودہ ہوا کو نہین جاتا ہے عالیجاہ نے اسکی تعلیم بموجب علی ابراہیم خان سے اس بارہ مین چند کلام اشارتاً ولی
حاصلہ یہ کہ کامگار خان تقیہ نا مرضیہ کے انتظار مین لڑائی کو نہین جاتا ہے یہ ارادہ رکہتا ہی کہ اگر نو عدد گیر ہو تو بوقت
اوسکو نمار تکرے کرگین خان کہتا ہے کہ شاید آپکے حکم کا انتظار رکہتا ہے علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ اسکی
تدبیر آسان ہے بندہ کو نظر بند کرکے کامگار خان کو جو منظور ہو حکم دیجئے عالیجاہ عذر خواہ ہوا تب علی ابراہیم خان
جو سوال جواب کرگین خان اور کامگار خان کے درمیان مین گذرے تہے بیان کئے عالیجاہ نے بہی رئیس
مطاع کا جانا واسطے لشکر اودہ ہوا کے مناسب جانا اور کہا کوئی ہے علی ابراہیم خان نے التماس کیا کہ بجز
کرگین خان کے دوسرے کو یہ مرتبہ حضور نے نہین دیا ہے الا شاید کہ وہ نجائے عالیجاہ نے کہا کیا وجہ علی ابراہیم خان
ملتمس ہوا کہ اچہا امتحان لیجئے عالیجاہ نے جب کرگین خان کو تکلیف سفر دی اوسنے جوابدیا کہ احوال
اودہ ہوا کا جو کچہہ ارشاد ہوتا ہے واقعی ہے اور مینے بہی سنا ہے مگر بندہ نے اپنا بیڑ حضور کے سیر مین باندہا ہی
اس دار و گیر مین حضور کو تنہا نہین چہوڑنا بہر صورت کرگین خان ٹلگیا اور کامگار خان کو علی ابراہیم خان نے واسطے

سن صبر نامی اپنے کے بیرہوم جانے پر راضی کیا تا کہ وہ وہان جاکر مصدر شورش ہو اور افواج انگلشی کو پریشان کرے کننبسٹن (؟) اصحیح تقدیر پیوستہ نہی قبل اسکے پہونچنے کے اودہوا کا فیصلہ ہو گیا اور شدت برسات اور طغیانی دریا اور ندی اور جھیل وغیرہ سے جو بنگالہ مین بکثرت ہین تنگ وتاز کی راہ مسدود ہو گئی چپا دہی کی فرصت نپائی اور بعد شکست اودہوا کے کامگار خان لوٹکر اپنی جگہ پر آیا اور لشکر عالیجاہ مین نمل سکا اسی وقت مین کہ عالیجاہ دریا چینیا کی تگر پر مقیم تھا نجف خان جو اقربائے میرزا محسن برادر صفدر جنگ مین اور ابو النجف خان صدر الصدور ایران اور بالفعل سپہ سالار سلطان ہند اور امیر الامرا تھا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے نفاق سے عاجز ہو کر مع چند رفقا کے لشکر عالیجاہ کے پاس آیا اسنے اسکو

وہ دار اکرکے کمک اودہوا پر مامور کیا

نکلنا میر روح الدین خان بہادر کا لشکر عالیجاہ سے بی اطلاع اور فتح کرنا ضلع پورنیہ کو

اس حین حیص مین میر روح الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف سیف خان بن امیر خان صوبہ دار کابل جو ہمراہ عالیجاہ کے مونگیر پہنچا مگر وجہ لائق نہین پاتا تھا کبھی تھوڑی سے خبرگیری ہوتی تھی جس کے سبب سے نہایت عسرت مین اوقات کٹتی اور اسباب بیچکر اوقات گذاری کرتا تھا تا انکہ فرصت پا کر کشتی مختصر کہنہ بہم پہونچائی اور ملاحون کو انعام دیکر راضی کر لیا اور کنارون گنگا کے گوشون مین رفاقت عالیجاہ کے نام سے رہا کیا تھا اور عالیجاہ کا انجام کار دیکھ رہا تھا ناگہان کل دوستو فسے بے خبر پورنیہ کو گیا اور پوشیدہ تاریکی شب مین محمدی بیگ اپنے باپ کے پیرزادے کے گھر جا اترا اوسنے اپنی جان اور سپہدار جنگ کا خوف کھایا عالیجاہ کی دہشت سے ڈر کر اپنے مکان مین نہ رکھا بلکہ پورنیہ مین اوسکا رہنا نامناسب سمجھکر کہا کہ چلے جاو سپہدار اوسی کشتی پر سوار ہو کر دریاچہ کو جو قدیم مین جو آبادی پورنیہ سے چار پانچ کوس دور تھا اور اوسی جگہ دریاچہ مذکور نہر سونرا سی جو اوسکے نیچے جاری ہے ملا تھا اوسی دریا کے کسی گوشہ مین جا بیٹھا مع دو تین خدمتگار کے نام تبدیل کر کے پانچ چھ روز بسر کی اور بعض ہرکارون کو مقرر کیا کہ نہر اودہوا کی لڑائی کا حال قبل اسکے کہ اوسکی خبر ہشکار ہو مجھے پہونچانا جسوقت انگلشی مخالفان اودہوا پر غالب ہوئے اور نوکران عالیجاہ کی شکست ہوئی اول اسکے خبر روح الدین حسینخان کو پہونچی اسوقت عین شیر علیخان فوجدار پورنیہ وارد اودہوا تھا پورنیہ جا لے اوسکے ہی دو بھائی چند لوگ سے دار الامارة کے دروازہ پر خس وخاشاک کیطرح پڑے تھے اور زر خطیر قریب دو لاکھ روپیہ کے کشتیون پر بار کیا اور واسطے ارسال خرچ لشکر کے سپہدار جنگ کی کشتی کے قریب فرودکش تھا اور چند پیادہ اوسکے محافظ تھے سپہدار جنگ خبر شکست مذکور پاکر سر شب پیرزادہ کے گھر آیا چونکہ اوسکا باپ تیس برس وہانکا حاکم اور صولت جنگ کے عہد مین اوسکا داماد تھا یہ دونون صورت سے مخدوم رعایا اوس شہر کا تھا اور ہزارون آدمی خاندان عمدہ کے اسکے باپ کے پاس نوکر اور

ہوئیں احسان راضی وخوشنود رخصت ہوئے اپنے وہان پہونچکر اکثر دوست وآشنالوں کو جنپر اعتماد تھا مخفی
ہر ایک سے کہا کہ جو کوئی آپکے ہمراہ صاحب جرأت اور مسلح ہو آج کی شب ہر ایک کو میرے پاس لانا چاہئے
تاکہ بعون بفضل خدا اس ضلع کے مسند ایالت پر زیب افزا ہوں دوست لوگ چار طرف دوڑے اور یاران معتمد کو فراہم کرکے
لائے کیا جمع ہوئے اکسو نفر کم وبیش حاضر آیا اول نماز کیوقت گوردیال سنگھ کو جو کہ اوسکے خاندان کا نمک پروردہ تھا اور
اوسوقت میں پورنیہ کا کارگذار متصدی تھا طلب کیا وہ بیخبری میں حاضر ہوا بمجرد آنے کے اوسے قابو میں لاکر مقید
محبوس کیا اور خود سوار ہوکر بیخبر دار الامارہ کے دروازہ پر آیا نایب کو جو کہ نمک پروردہ اسکے باپ کا تھا
لیجاکر ہاتھ پکڑ کر سپہدار جنگ کے روبرو لائے اوسنے بجز اطاعت اور گذراننے نذر مبارکباد کے کوئی تدبیر نہ دیکھی
سپہدار جنگ نے دار الامارہ میں جلوس فرماکر حکم شادیانہ دیا حسب الحکم تعمیل ہوئی اہالی موالی حاضر ہوکر نذر
مبارکباد دینے لگے اوسیوقت معتمد لوگ بھیجکر خزانے کی کنجیان طلب کرلین اور ہرکارہ کے ہمراہ کسی معتمد کو
مع خط مبارکباد کے میر جعفر خان اور فرقہ انگلشی کے حضور میں روانہ کیا چونکہ میر جعفر خان کو ابھی عالیجاہ سے
لڑنا باقی تھا اس امر کو غنیمت سمجھکر سند پورنیہ کی اوسکے نام لکھ بھیجی سپہدار جنگ یاوری تقدیر سے مسند آرا ہوا
اور تا اوسط عہد نیابت نظامت مظفر جنگ کل برقرار اور بحال رہا

ذکر جنگ اودھوا اور فتح انگلشی اور عالیجاہ کی شکست پانیکا

عالیجاہ کی فوج بلحاظ استقامت دریاچہ اودھوا جو مدافعہ انگلشی کے واسطے مقیم تھی ہجوم توپخانہ اور برق انداز ونکا حد سے
زیادہ ہوا اسد اللہ خان اور مارکار ارمنی اور ارالیطون مع توپ اور بندوق چقماقی اور محمد تقی خلف اکبر علیخان
متکفل بستی اور رحیم خان اور میر جعفر خان اور شیخ ہیبت اللہ اور میر ہیبت علی بخشی اور بعض فوج و رسالہ محافظ تھے
لیکن گذر محافظت دشوار سمجھکر اکثر اوقات خصوص وقت شب نہایت غفلت رہتی تھی اکثر لوگ جو نام سرداری اور
کسیقدر سرداری رکھتے تھے شراب نوشی اور تماشائے رقص اور عیاشی میں مصروف تھے اس عرصہ میں مرزا نجف خان
جو مدار ہوا بعض لوگ رفقائے میر محمد خان برادر اسد اللہ خان سے اور بعض اپنے ہمراہیون سے اور نیز عالیجاہ کی
ہمراہیون سے منتخب کرکے ہمراہ لئے اور میر چاپال اودھوا پر جاکر جانبکے کوہستان سے راہ بہم پہونچاکر ایک جھیل سی
پایاب راہ جو کہ سد یورش انگلشیہ تھی پیدا کی اور وقت شب اور صبح کی وہان سے لشکر میں غفلت میں لشکرگاہ
انگلشیہ میں جاکر خیمہ گاہ میر جعفر خان کا لوٹا اور اوسکے لشکر میں سراسیمگی ڈالی اور میر جعفر خان مضطر ہوکر کشتی پر سوار ہوا
چاہتا تھا کہ اپنی کشتیون کا لنگر اوٹھاوے کہ بعض فوج انگلشی نے پہونچکر تدارک کیا اور مرزا نجف خان یہ دست برد
کرکے اپنی جگہ کو لوٹا اور باسپاہ تنک و تازہ جو مکرر ہوئی انگلشیون کو راہ کی تلاش ہوئی کہ یہ لوگ کہان سے آتے ہین
ظاہرا ایک سوار اور فرقہ انگلشیونکا قبل اس ہنگامہ کے اپنے گروہ سے فراری ہوکر ملازم عالیجاہ ہوا تھا اور

موافق ضابطہ مستمرہ کے جب وہ انکے ہاتھ پر نامار اجاتا وہ شخص اس راہ سے ماہر تھا انگریزات کو بنا بر
احتیاط اوسی راہ سے جاکر نشان بنا آیا اور خود جھیل کے کنارے آکر زبان انگریزی مین فریادزن ہوا کہ
بندہ فلان ہے اگر میرا جرم معاف ہو رہنمائی کرکے تم لوگون کو مورچہ پر پہونچا دون بعض سردارون نے اوسکو بحالی
ایمان اور قسم سخت سے امان کا پیمان کیا بعد دلجمعی اوسنے آنکر ملاقات کی اور ایک شب مقرر ہوئی کہ وہ انکو ہمراہ
لیجائے اوس عرصہ مین زینہ وغیرہ اسباب یورش درست کرلیا منتظر معہود ہوئی وہ شخص ایک ثلث رات گذرنے
پر پہونچا اور پلٹن گران ڈیل جسکا لفٹنٹ اوندونین کرنیل گاڈرڈ تھا اس کام پر مامور ہوئی اور علامت جا پہونچنے
مورچال پر باہم یہ مقرر ہوئی کہ جب وہ پلٹن وہان پہونچے مشعل مہتابی روشن کرے پلٹن گران ڈیل نے توشہ دان
اور بندوق کو سر پر رکھکر آدھی رات گذرنے پر اوسی کی رہنمائی سے جھیل کو عبور کرنا شروع کیا اغلب کہ اوسکا پاٹ
ایک میل سے کم نہوگا اوس تاریک شب مین کمر اور سینہ تک پانی میں جاتے ہوئے دامن مورچہ مذکور پر پہونچے محافظ
خواب غفلت مین تھے انگلشیون نے زینہ لگاکر اوپر چڑھے کوئی نفیر نواز بیدار ہوا چاہا کہ دم مارے مگر جو لوگ اوپر
پہونچ چکے تھے اونھون نے بزخم سنگین اوسکا دم توڑ دیا جب کسیقدر لوگ اوپر چڑھ گئے صف آرائی کرکے مشعل
معہود روشن کی افواج انگلشی جو پل اور دروازہ کے مقابل منتظر ٹھہری تھی بمجرد روشن ہونے ہجوم مشعل معلوم کے
التہاب نایرہ جنگ وجدال مین مصروف ہوئی توپ وگولہ کی شرر ریزیان شروع کردین ادہر سے اس پلٹن نے
محفوظین حصہ سخت کو بزیر شلک دبالیا پہلے فیر مین گروہ کثیر مع محمد تقی خان یکباشی کے مجروح اور بعض مقتول ہوئے اور
میر ہمت علی خان بخشی فوج مقتول ہوا جو کوئی خواب غفلت سے بیدار ہوا خبر فرار کیطرف متوجہ ہوا جب احوال
بقیۃ السیف کا اس درجہ کو پہونچا فوج انگلشیہ جو دروازہ کے روبرو تھی اندر آکر مصدر رستخیز ہوئی لوگون نے
اس کراہیت مین دریاچہ مذکور کا سبیل کیا بعض تو شناوری کرکے سلامت نکل گئے بعض غریق گرداب فنا ہوئی سرداران
انگلشیہ کے اس سراسیمگی کو دیکھکر اپنا پہرہ پل پختہ دریا پر استادہ کیا فقط شمرو اور بالکا جو پیشتر چلے گئے تھے
محفوظ رہے باقی اور خلق کثیر سے جو نہ آیا بجلم ستری یعنے اونھین تلنگان پہرہ کے گھوڑا ہتھیار دیکر نہایت مذلت سے
سلامت چلا جاتا مرزا نجف خان نے چند ہمراہیون سے کوہستان کا راستہ پکڑا اور اسد اللہ خان پہلو دیا
دو میل گام فرسا ہوا بعدہ گھوڑے پر سوار ہوا پیش قدمان عرصہ فرار نے مع اسباب کے قطع راہ کی اور
پس ماندون نے بڑی مشکل سے رہائی پاکر مع برادر دوست لشکر عالیجاہ تک پہونچے شب دوشنبہ ۲۶
ماہ صفر ۱۱۷۷ ہجری کو یہ یورش ہوئی تھی اور چار گھڑی دن نکلے عالیجاہ کی فوج کو شکست ملی دوسرے
یا تیسرے روز اس شکست کی خبر عالیجاہ کو ملی اور عالیجاہ کی کمر شکست ہوئی تمام دن تو چار ناچار نہایت
پریشانی اور افسردہ دلی مین کاٹا رات کو حسب صلاح گرگین خان لڑائی سے واپس ہونا مناسب جانا

تشہد ہی رات رہے عالیجاہ ب اسلئے کہ کسیکا منہ نہ تھا کہ مونگیر کو معاودت ہو افوج بہی لاچار اپنے آقا کے
پیچہے مونگیر چلے آئی عالیجاہ نے یہان دو تین روز مقام کرکے جو قلیل اسباب قلعہ مین تہا ہمراہ لیا اور موجودات
سپاہ کے بنظر اپنے اقتدار اور نیز امتحان اطاعت کے ملاحظہ کرکے بعد اطمینان فارغ البال ہوا اوسوقت علی ابراہیم خان بہادر
نے التماس کیا کہ دربارہ رہائی اسیران انگلشی کے بیشتر جو عرض کی تہی قبول نہو ئی اب بہی اگر رہائی دیجاوے
تو بڑی نیکنامی ہے اگر یہ نامنظور ہو تو مردون کو رکہکر عورات کو بسواری بجرہ باحترام میجر اوس کے پاس بہیدیجے
اوسنے آزردہ ہوکر جوابدیا کہ گرگین سے کہنا چاہئے جب اوس سے کہا گیا وہ رنجیدہ ہوکر بولا کہ اسوقت کشتی نہین ہے
اور کچھہ متوجہ نہوا عرب علیخان نام عربی کو جو نواح بغداد سے نہایت بزدل اور نامرد اور احمق گرگین خان کے رفقا مین تھا
مونگیر کی قلعداری مین مع دو پلٹن کے مقرر کرکے عظیم آباد کو نہضت کی مسٹر الس اور مسٹر جی اور مسٹر لشنٹن وغیرہ کو
ہمراہ قید لیگیا راہ کی صعوبت مخصوص نالہ رہوا کی لایق بیان نہین جسکی کیچڑ اور دلدل مین کیا رو بدل ہوا اکثر لوگ نے
باندیشہ عبور پل کے جو کشتی کا نیا بنا تھا اور نیز بکدر سے جو موجب ہلاک اکثر حیوانات تھا ارادہ پلٹش روی تہا بندہ و
یوسف علیخان مرحوم خلف غلام علیخان مغفور اور میر شیطاری اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ باہم متفق ہوکر سبقت کرکے پل سے
عبور کرکے اور ایکروز وہان متوقف ہو دوسرے رات کو جسکی تاریخ یاد نہین سانحہ عظیم برپا ہوا اور وہ سانحہ قتل گرگین خان تھا
جو یکایک واقع ہوا اور وہ اپنی بدباطنی کے مکافات مین گرفتار ہوکر ملک بقا کو راہی ہوا

گرفتار ہونا گرگین خان ربقہ نشانہ تیر اجل کی تہیہ مین اور آزاد ہونا قید ہستی سے اور قتل ہونا جگت سیٹھہ اور اوسکی بہائی اور جماعہ انگلشیان مقید کا موجب حکم عالیجاہ

گرگین خان جو کہ تمام عالم کی دشمنی اپنے دلمین رکہتا تھا اور اپنے کو جماعہ انگلشی کا مقلد جانتا تھا چاہتا تھا کہ اضطراب اور
اطمینان مین یکسان ہمراہ رفقا کے رعب و سطوت سے بسر کرے اور یہ نہین جانتا تھا کہ انگلشیہ نے کس سبب سے یہ نازمون پر
یہہ دست قدرت پایا ہے اور منوابط موضوعہ انکا کسیقدر طبیعت مین اس قوم کے بمنزلہ اصلیت کی ہوا ہی مصرعہ ہان محقق او
مقلد سے بہت سے فرق ہین یہ بیچارہ ارمنی جسکی باپ دادا ہمیشہ تجارت پیشہ رہے اور دو روز کی دولت پر پہونچکر کیونکر ممکن تھا
کہ غیر قوم کے آداب کا تقلید کر سکے یہ وہی مثل ہے ع کاگا کوا جو چلے ہنس کی چال ؛ تو بہولا اپنی بہی وہ چال بیچال ؛
القصہ عالیجاہ رہوا سے دو تین کوس پر جاکر منزل گزین ہوا اور گرگین خان حسب عادت معہود تمام لشکر کے
پیچہے اپنے خیمہ مین تھا کہان دو تین ترک سوار نے جو اوسکے ساختہ اور پرداختہ تھے اپنی تنخواہ مین کچہ طلب کیا اوسنے
تند تلخ جواب دیا ترک سواروں نے نیرنگی زمانہ کی دیکہکر تقاضا بشدت کرنا شروع کیا حضرت کو پہلا خیال
دماغ مین موجود تھا بولا اوٹہے کوئی حاضر ہے انکو پہرہ مین لیجائے انہون نے فرصت وقت پاکر جب تک خود
بدوش ہاتہہ اسپر گرگین خان پر صاف کئے اور جلد اپنے گہوڑون پر سوار ہوکر جنگل کی راہ پکڑی اسکی مرنیکا

خبر مشتہر ہوئی مانکارا ہینی نے قاتلون کو گولی سے حد سے دور پاکر دو تین توپ جہرہ دار فیر کرائین اوسکی آواز
عالیجاہ کے لوگون کے کان مین آئی سمجھ دستے سمجھے کہ لشکر گرگین سے انگلشیون نے تقابلہ کیا اور عالیجاہ بہی ہمیشہ سہماالیس
فیل سوار ہوکر میدان کارستہ لیا گرگین کے لشکر مین ایک شور قیامت ہو رہا تھا عالیجاہ کے بہی لشکر مین اوسکا اثر آگیا
مردم لشکر مخصوص متقدی اور بازاری بدون دریافت حال کے رو بفرار ہوئے ارادہ کیا کہ پل رہوا سے عبور کرین
اور ایکدوسرے پیچہے ملازمان اور بازاریان نے آنا شروع کیا جو لوگ کہ پیشتر ہملوگون کے ساتھ آگر خیمہ زن تھے ان
تازہ واردون کو دیکہکر مضطرب ہوئے اسی ضمن مین شام ہوئی اور تمام فراریون کا اژدحام ہوگیا عمدہ لوگ مشعل کی
روشنی مین چلے آتے تھے بندہ کے رفیق مخصوص یوسف علیخان اور میرزا باقر گہبرا کر مفروریون کے پاس استفسار
ماجرا کیواسطے آدمی بہیجے ہر ایک یہی جواب دیتا تھا کہ کہنے کی بات نہین ہے اس کلمہ نے اور بہی مضطرب کر دیا چونکہ
کسی شخص کو اصل ماجرا سے خبر نتہی اور عالیجاہ کے خوف سے اپنا اندیشہ نہین بیان کر سکتا تھا بس وہی بات کہتے تھے
کہ جائے کلام نہین برابر عام کا اژدحام ہوتا جاتا تھا پل مذکور ہر از آخرت کا نمونہ ہو رہا تھا بر وقت عبور فیل ولڑاہکی
باہم کشتیان پل کی جو ٹکراتی تہین توپ کی سی آواز جسطرح دور سے آئے لوگون کے کانمین پہونچتی تھی اور یقین ہوتا تھا
کہ توپ کی لڑائی ہو رہی ہے اور یہی خیال تھا کہ انگلشی آپہونچے اونہون نے جنگ توپ شروع کی ہے تا آنکہ
یوسف علیخان کی یہ رائے ہوئی کہ تو یہانپر مستعد رہنا چاہیے یا کسیطرف کو چلا جانا ضرور ہے بندہ اور میر شطاری
مانع ہوئے جب قریب نصف شب کے گذری اور کسیقدر آشوب کم ہوا بندہ نے ایک معتمد کو بہیجا اور سمجھا دیا
کہ پل پر کہڑے ہوکر منتظر رہو جب کہ لشکر کسی طرف عبور کرین کچہہ دور مشایعت کرکے اوس سے دریافت کرنے کہ
کیا ماجرا ہے اوسنے حسب منہالیش تعمیل کی جسوقت پالکی محفوف مع دو سوار کے پہنچی آئی چند قدم ہمراہ جاکر سوار سے
دریافت کیا اوسنے احوال کو نقل کرکے کہا کہ گرگین خان کی لاش ہے بموجب حکم عالیجاہ کے دفن کرنیکو
لیجاتے ہین اس خبر کے سننے سے مطمین ہوکر ہملوگون نے شب بسر کی صبح کو عالیجاہ بہی آیا اور اوسی مقام پر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز پیشتر کو چلا اور قصبہ بارہ کی منزل مین جگت سیٹہہ اور مہاراجہ سروپ چند کو قتل کرایا اور عظیم آباد کی
متصل جعفر خان کے باغمین جا اوترا اور اوس عرصہ مین اوسکا استحکام کرکے محمد امین خان کو مع فوج حراست پر چہوڑا
جب چند روز گذرے اور خبر آئی کہ جماعہ انگلشی قلعہ مونگیر مین متصرف ہوئی شدت غضب سے سمرو کو حکمدیا کہ
اسیران انگلشی کی گردن مارے اوس سنگین دل نے باوجود اشتراک مذہب کے کہ وہ بیچارا کسی فرقہ مختلف
عیسوی مین تھا بلا اکراہ قبول کیا اور آخر ماہ ربیع الاول یا اوایل ماہ ربیع الثانی ۱۱۷۷ھ ہجری کو مکان حاجی احمد
برادر مہابت جنگ جہان قیدی تھے اور اب وہ مقام قبرستان فرقہ مذکور کا مشہور ہے بیچاران نے دست و پا کو بعد
بندوق ہلاک کیا سننے مین آیا کہ اس ہیبت وقت مین بہی اکثر قیدیون نے مستقل رہکر سینہ اور سنگ و خشت سے جو کچہہ ہاتھ لگا

لڑکر جان بحق ہوے اور یہہ بہی سنا گیا کہ دو تین روز قبل اس واردات کے بعض مخصوص لوگون سے خواہان بندوق
چقماقی اور توسدان کے ہوے تھے اور کہتے تھے کہ اگر دست چپ محافظون سے لڑکر نکل جائیے ورنہ باہر واکثرون کو
ہلاک کر جان دیجیے غرض کہ بجز ڈاکٹر فلرٹن جو اکثر عمدہ امرا کا معالج ہوتا تہا اور عالیجاہ کے دوستون مین تہا کوئی زندہ
نہ بچا بندہ شب اول کی صبح کو دربار گیا الا قیدیون کے قتل اور ڈاکٹر کی سلامتی سے آگاہ تہا بعد سلام اور تہوری
دیر کے جب رخصت ہوا عالیجاہ نے ٹہرا کر کہا کہ تہارا آشنا آیا ہے بندہ چونکہ بے خبر محض تہا متحیر ہوا کہ کون آشنا
اور کہان سے آیا ہے پہر اوسنے کہا کہ خیر جائے مرہم طلب کرینگے بندہ بخوف علی ابراہیم خان کے خیمہ کے پاس اپنے
خیمہ مین مستعد آبیٹہا تہوڑی دیر بعد چوبدار آکر لے گیا میرے پہونچنے کے بعد تہوڑی دیر مین ڈاکٹر کو بلباس ہندی لائے اوسکو
چند روپیہ بذر دکہلائے عالیجاہ نے نامنظور کرکے کہا کہ ہمارے تہارے یہ رسم نہین رہا اور بعد معانقہ کہا کہ اپنے
آشنا کے پاس بیٹہو وہ میرے پاس بیٹہہ گیا عالیجاہ نے کہا کیون صاحب یارون سے چوری اور دوستون سے دغابازی
اپنی فوج انگلستی کو ہمارون کے حیلہ سے گہر مین رکہا اور ہر وقت ہماری لڑائی کو نکالا ڈاکٹر نے کمال دلیری جوابدیا
کہ مینے ہرگز ایسا نہین کیا مرنے سے مین ڈرتا نہین مجہے بہی قتل کیجیے مگر اتمام ہرا سے اگر ثابت ہو آپ بہی اپنے قتل کو
راضی ہون عقیدتمند خان برادر امیر خان عمدۃ الملک زندہ اور حاضر تہا اسکا گہر ڈاکٹر کے دیوار بدیوار تہا ڈاکٹر نے کہا
یہ ہمارے ہمسایہ ہین انسے تحقیق فرمائیے چونکہ یہ بات محض بے اصل تہی خانذکور نے گواہی دی پہر آغاز مدارات
فرمایا اور کہا اگر کلکتہ کا ارادہ ہو تشریف لیجائیے اگر میری ہمراہی مین راضی ہو تو قیام کیجیے ڈاکٹر نے براہ ہوشیاری
کلکتہ کے جانے سے انکار کیا عالیجاہ جانتا تہا کہ شاید وہ جو شمس الدولہ کے پاس پہونچے صورت صلح کی پیدا ہو بندہ نے کہا
کہ تنہائی مین سمجہا دو بندہ ڈرا کہ ایسا ہو تنہائی کے سمجہانے سے بندہ کسی امر خلاف مرضی مین متہم ہو لیکن ناچار
سایہ سرا پردہ مین ڈاکٹر کو لیجا کر اوسکی مرضی بیان کی اوسنے منکر ہو کر کہا کہ اب معاملہ باوجود قتل مسٹر امیٹ کے
ممکن نہین علاوہ اسکے کل ایک جماعہ انگلستی کا قتل ہوا بندہ نے آکر یہ جواب عالیجاہ سے کہدیا عالیجاہ نے ڈاکٹر کو
خلوت مین بلایا اور بندہ اور علی ابراہیم خان کو شریک مشورہ کیا ڈاکٹر نے کہا کہ اب صلح ہرگز ممکن نہین اول تو خود
فوج جو راہ مین ہے مجہے نہین چہوڑتی اور کاشکے اگر بجتیہ نکل گیا تو قتل مسٹر امیٹ کا ایسا نہین ہوا جو صلاح کی
نوبت آنے دے جب عالیجاہ ناامید ہوا فرمایا کہ خیر آپ جہان چاہئے قیام کیجیے **خلاصہ** یہ ہے کہ اسکا رہنا شہر مین
مصمم ہوا علی ابراہیم خان کو حکم ہوا کہ کوئی مکان تجویز کردے اور چند محافظ مقرر تا کہ آمد و رفت باہمی
کسیکی نہ ہونے پاوے اور حاضری لیجائے ڈاکٹر نے میرزا ہمت علی کی ضمانت دی بعد ضمانت
محافظ لوگ اوسکے دروازہ سے اوٹہا لئے گئے اور ڈاکٹر مطلق العنان ہوا عالیجاہ نے قلعہ
مونگیر کے فتح کی خبر سنکر عظیم آباد کے غرب رویہ قصبہ پہلواری مین جاکر خیمہ زن ہوا اور فتح مذکور اسطرح پر

ہوئی کہ جب انگلشی وہان پہونچے عزب علیخان نامرد قلعدار دو ہی روز مین ڈر گیا اور یہ طمع کی کہ اگر کچھ ہاتھ لگی
قلعہ انگلشیون کے سپرد کردے اگر ہمراہیون کو اس رفتر سے آگاہ کیا انگلشیون نے یہ خبر پائی چونکہ اخراج
عالیجاہ کی جلدی تھی تھوڑا اسا روپیہ دیکر قلعہ لے لیا اور اپنا قلعدار وہان مقرر کیا جب ادہر ہی متصل آئے عالیجاہ
بہلواری سے قصبہ بکرم کو جو سرائے شہر سے گیارہ کوس تھا اور بعد ویرانی اب مہاراجہ کلیان سنگھ ولد مہاراجہ
شتاب رائے نے آباد کیا تھا جا پہونچا ہمیشہ دروازہ مغربی کی راہ سے جسکی حفاظت اسکے ملازمان کے ہاتھ مین تھی
اور سنا ہی لبریز دشمن کا عبور شہر مین معذور تہا دشمن کی خبر لیا کرتا تھا اور اسباب اور سامان واسطے اعانت چار سال
عظیم آباد کے بہیجتا تھا اور انہین دنون مین احمد خان قریشی کو جو رام نراین کے عہد عزل سے مورد عتاب ہوتا
مشمول عواطف فرما کر ملازم کیا اوسکی جاگیرات بہی واگذاشت کی اور کچھ نقد بہی بطور مساعدہ ملا لطف فرمایا میر
ابو ولد میر قدرت الدین شاہ شکر اللہ قادری جو کہ امجوبہ روزگار اور بسبب اختصاص میر جعفر خان کے اسکی
نظر سے گرا ہوا تھا اوسکے تقرب مین آکر چاہتا تھا کہ گرگین خان کی جگہ پر مقرر ہو مگر اوسکی عشر عشیر مرتبہ پر پہونچکر
مستعد ہمہ حرب وجدال ہوا اور ملازمان عالیجاہ اوسکا تقرب دریافت کرکے اوسسے مدارا کرتے تھے شاید کہ فرصت دیکھکر
عالیجاہ سے کہا کہ ڈاکٹر کو علی ابراہیم خان کے حوالات مین رکھنا مناسب نہین عالیجاہ متوہم تو تھا ہی علی ابراہیم خانکو
لکھ اوٹھا کہ ڈاکٹر کو دوسرون کے حوالات مین رہنا چاہیے خانذکور نے عرض کیا کہ حضور کو یاد نہین بندہ نے بروقت
اوٹھال ضمانت کے ڈاکٹر کے مکان سے اپنے لوگ اوٹھا لئے تھے اب جو صلاح ہو گی عمدہ ہو گی اور ڈاکٹر کو بہی
اس حال سے اطلاع دی ڈاکٹر اس تبادل محافظان سے بدگمان ہوا اور لوگ بہم پہونچا کر اپنے دروازہ پر
متعین کرکے سمجہا دیا کہ مردم میر ابو کے دخل نپاوین اور اون سے کہا کہ بدون حکم حضور کے ہم نہ اوٹھینگے میر ابو نے
اس کلام کو ہرکارہ متعینہ شہر اور اپنے آشنا جاعہ دارون سے حیرا لکھوایا کہ علی ابراہیم خان کے لوگ ڈاکٹر کو
نہین چھوڑتے کہ میر ابو کے لوگ محافظ ہون عالیجاہ بسبب تشویش کے خشونت تو نکرسکا مگر گلہ پر مذکور کا
علی ابراہیم خان سے درپیش کیا اسنے جواب دیا بندہ نے اوسوقت جیسا کہ عرض کر دیا ہے اپنے آدمی بلائے
تھے اور ڈاکٹر کو باختیار خود رہا کر دیا تھا ہمارے آدمی وہان کوئی نہین اور جو لوگ اپنے نہین ہمارا ملازم
بتلاتے ہین اونکو پکڑ لاوین تاکہ میر ابو کے لوگ وہان اپنا کام کرین ڈاکٹر نے ولندیس کی کوٹھی مین جاکر
ایک کشتی مخفی بہم پہونچائی اور اوسکے ملاحونکو انعام کثیر اس امر مین دینے پر راضی کیا کہ اوسکو حاجی پور مین
فوج انگلشی مین پہونچا دے اور مع میر راحمت علی خان کے سوار ہو کر راہی ہوا چونکہ عالیجاہ کی
طرف سے دریا کی محافظت تھی کہ کوئی اسطرف دریا سے اودہر بلکہ کسیطرف نجانے پاوے لوگون نے
جب کشتی دیکھی اور معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جاتا ہے شور مچایا جب تک ادہر کے لوگ کشتیون کے لنگر اوٹھاوین

اور اوسکی نزدیک پہونچین ڈاکتر نصف دریا طے کر گیا اودہر سے مردم افواج انگلشی نے جو ایک کشتی
اپنے جانب آتے دیکھی سوار کشتی ہوکر اوسکے حمایت کو آپہونچے اودہر کے لوگ ڈر کر واپس آئے اور ڈاکتر
سلامت جا پہونچا جب یہ خبر عالیجاہ کو پہونچی علی ابراہیم خان سے منہم ہوا اگر موقع کا دشمن نہ تھا ٭٭٭

فوج انگلشی کا قلعہ عظیم آباد فتح کرنا اور عالیجاہ کا بادشاہ ووزیر کی رجوع ہونا

افواج انگلش عظیم آباد پہونچکر راستہ بازار شرقی سے بیرون شہر آکر حویلی مین جو پیشتر میرزا خلیل کے نام سے
معروف اور اب گنج مشہور ہے توپین لگادین اور قلعہ بادشاہی کی دیوار جو گل وخشت سے بنی ہوئی
کہنہ تھی منہدم کر دی اول صبح تہی کہ توپ اور قنبارہ کے ضرب سے محافظان مقابل کو دور کر کے داخل شہر ہوئے
میر ابو علیخان برادر چچازاد عالیجاہ اور میر روشن علیخان بخشی برادر میر مدن جو چند ہزار سوار سے قلعہ کی
مدد پر مقرر تھے اول شام نزدیک شہر جاکر مہدی گنج اور بیگم پورہ سے داعیہ عبور رکہتے تھے کہ یکایک انگلشی
تلنگہ بعد غلبہ اور بہگانے محافظان قلعہ کے دروازہ مغربی سے کسیقدر برآمدہ ہوکر نمایان ہوئی اودہر
وہ لوگ سراسیمہ ہوتے نزدیک شاہ مجنون کے تکیہ کے پہونچے تھے بمجرد مشاہدہ تلنگہ بلا دریافت کثرت اور
قلت کے رو بفرار ہوئے اور اس اضطراب سے پسپا ہوئے کہ بعض ہمراہی غرقاب دجلہ ہوئے اور بعض نے
کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر شربت مرگ نوش کیا روشن علیخان بخشی بہی اوسی دلدل کیچڑ مین گہوڑے سے گرا
اور جو تاگیری نکل گیا اور اس فضیحت سے داخل لشکر ہوا عالیجاہ نے ناسازی زمانہ سے لاچار ہوکر نکلجانے کا
صلاح کار ہوا اور قصبہ بکرم سی محب علی پور آیا یہان پر میر عبد اللہ بالفت زن وزر ومال کے بے خبر لشکر سے جدا ہوا
اور بہزار خرابی گنواروں سے جان بچا کر نکل گیا اسیطرح اکثر قالو طلب لوگ اپنی اپنی راہ لگے احمد خان قریشی
جو حسب ضابطہ ہرزہ درایان زمانہ کے نوکر تھا کہا کرتا تھا کہ نجبا لوگ عالم رفاقت مین جنین اور خیان کرتے ہین
لیکن اب تین سال سے عالیجاہ سے بکدر رہتا تھا بعد ورود منزل شمشیر نگر کے رسد کے پہونچانے پر مامور ہوکر
اول سے داود نگر کو گیا اور عالیجاہ شمشیر نگر سے شیخ پورہ کے مقابل جو موضع افغانی ہے دریائے سون کو
پایاب عبور کر کے تلی تہوک آبادی تاجران عراقی مین مقیم ہوا اور مال اور اسباب اور متعلقون کو قلعہ
رہتاس سے طلب کیا میر سلیمان خانساماں معتمد علیہ نے خلاصہ اموال اور نقود اور جواہر کو مع
اوسکی بی بی اور دیگر لواحقین کے لاکر داخل لشکر کیا اور اسی جگہ پر میرزا نجف خان جو نالہ اودہوا سے
کوہستان کا راہگیر ہوا تھا ملک میئن سے نکلکر داخل لشکر عالیجاہ ہوا ہر وقت شورہ اختلاف
رائے ظاہر ہوا میرزا نجف خان جو کہ شجاع الدولہ کے مزاج ورویہ سے آگاہ تھا اوسکے پاس
جانیکو راضی نتہا کہتا تھا کہ اودہر نجائے بلکہ خود بدولت مع متعلقان کے قلعہ رہتاس مین ہی

اور مجھے مامور جنگ انگلشی کیجیے تاکہ فوج منتخب کر کے انگلشیون سے گرم جنگ ہون مجال آرام اور فرصت انتظام
نہ دون تا کہ جس کا نصیب یاور ہو جلوہ گر ہو عالیجاہ عدم موافقت آب ہوای رہتاس اور نیز دیگر چند وجوہ سے اس مصلحت کو
نہین پسند کرتا تھا میرزا نجف خان نے کہا کہ اگر یہ صلاح نامنظور ہے براہ تبدیل کہنڈ عازم دکہن ہوجیے اور دکہنیون کی
موافقت سے چارہ کار کیا جاوے عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور نیز اونکی بدمزاجی سے جو اکثر لوٹ مار
کرتے ہین اس تدبیر پر بہی راضی نہوا بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہی اور خطوط میرزا شمس الدین کے
بہی اسی رائے مین آگے اور میر سلیمان نے بہی اپنی عرض کو اسیطرف دلالت کی میرزا نجف خان اس رائے سے
عازم ترک رفاقت تھا ہنوز کوئی بات منقح نہوئی تھی کہ عرضی احمد قریشی کی بدینمضمون کہ فرقہ انگلشی محب علی پورہ تک
پہونچکے مفتوح مطالعہ ہوئی اس خبر دروغ سے عالیجاہ کو نہایت تشویش ہوئی اسی ضمن مین دوسری عرضی
خانہ کور کی پہونچی کہ انگلیشون کی ایک فوج جلد رو براہ گنگ سے بہیجنا چاہیے تا کہ زینہ مین پہونچکر سد راہ لشکر ہو
اور [illegible] محالات کے زینہ اردن کو استارہ کر دیا [illegible] لشکر کے اسباب [illegible] متفرق ہوئی
اونہون نے حسب الایما کارروائی شروع کی اور لشکر کے قراریون نے متوحش خبرین پہونچا دین
عالیجاہ نے باضطراب تمام باوجودیکہ ارادہ قیام رکہتا تھا اور اوسوقت پہر دن چڑہا تھا مگر لاچار کوچ فرمایا
والد مرحوم نے ازراہ شفقت بندہ کو طلب فرمایا کہ اب رفاقت کا موقع نہین لازم کہ ہمارے پاس
آکر رہو چونکہ بندہ کی جو آشنائی صاحبان انگلشی سے تہی اسی باعث سے عالیجاہ سرگران تہا لیکن فقیر نے
بپاس رفاقت علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ کے یا نہ ملنے کسی مامن آرامگاہ کے ترک رفاقت
نامناسب جانی عالیجاہ شام کو سہسرام پہونچا صبح وہان سے بمقام سانوٹ مہنبا دریائے درگاوتی کے کنارے
گیا خزانہ مین جو لوگ تنخواہ پاتے تہے وقت شب طالبان تنخواہ نے بسبب نہ ملنے تنخواہ کے متصدیون سے سخت کلامی کی
شور برپا ہوا ایس طالبان تنخواہ نے ہائے ہوئے مچائی لشکر مین ایسا شور اوٹہا کہ عالیجاہ مضطرب ہو کر مسند سے دروازہ تک
ننگے پیر آنکر کہنے لگا کہ ظاہر بین اس غوغا کا کوئی سبب نہین شاید کہ نمک حرامون نے کوئی شورش کر
رکہی ہے خیر خدا کو اچہا کرنا منظور تہا وہ شور رفع ہوا اوسکے صبح کو ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور پانچ ہاتہی
میرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے کو راضی تہا دیکر رخصت کیا اور خود
دریاچہ کرمناسہ پر منزل گزین ہوا اسی عرصہ مین میرزا شمس الدین کا خط مع عہدنامہ مہری اور
دستخطی شجاع الدولہ کے جو قران کی سوگند پر تہا پہونچا اور عالیجاہ کیباعث ایسے ایسے فساد اور امور
بیہودہ کے کہ سوہان اوسکی جان اور پریشانی خاطر کا ہردم تہا اور اس سبب سے خواب و خورباد سے فراموش
ہوئے آخر الامر نجات اور خلاص اپنا اسی مین دیکہا کہ کرمناسہ سے کوچ کرکے ملک راجہ بلونت مین جو داخل قلمرو شجاع الدولہ تہا اب گنگا جا اوتر

عبور کرنا عالیجاہ کا دریاے گنگ سے اور وہان سے متوقف ہوکر میر سلیمان خانساماں کو شجاع الدولہ کی پاس بھیجنا

عالیجاہ انگلشیون کے تعاقب کے خوف سے بنارس کے متصل پانچ چھہ کوس پر مقیم ہوا اور بندہ دوستون سے رخصت ہوکر بنارس آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین سے مشرف پابوس ہوا اور اپنے خالو سید عبد العلی خان بہادر کے مکانین جا اوترا چند روز کے بعد لشکر مین بھی آمد ورفت کرنا شروع کیا گاہ گاہ عالیجاہ کے حضور مین بھی جاتا تھا اکیروز بعوض رفاقت مین فرمایا کہ صاحب آپکے والد اور بھائی انگلشیون کے ساتھہ خوش وخرم ہین آپ کیون میری ہمراہی مین تکلیف کرتے ہین اونہین کے پاس چلے جاوین بندہ نے بدرل ہوکر عرض کیا کہ بندہ نے آپکی رفاقت مین کوئی خیانت نہین کی اور انگلشیون کے ساتھہ وفاق پوشیدہ وپنہان اور براہ ظاہر وباطن مراسلات اور جاسوسی کے نہین رکھتے اور میرا پیشہ نہین ورنہ سب لوگ بلا اجازت آپکے راہ سے اودہر ملگئے بندہ کا بھی کوئی مانع نتھا بآرام تمام اور بے خرچ اپنے باپ کے پاس جاسکتا تھا مگر نجابت اور اخلاص نے نچھوڑا کہ ایسی زشت حرکت کرون پس آمد ورفت دربار بند کرکے شیخ مبرور مذکور کی خدمتین اکثر رہنے لگا اور بعض اوقات علی ابراہیم خان وغیرہ دوستان شفیق کی رفاقت مین

ذکر خیانت میر سلیمان کی عالیجاہ کے ساتھہ اور چور الینا بعض کیسہ جواہرات کا راہ مین

الغرض نقود اور جواہر گران بہا کی تھیلیون پر جو سفید کرپاس کی تھین اور ہمراہ سواری زنانہ کے میانون مین رکھکر لیجاتے تھے میر سلیمان خانساماں بر وقت لیجانے رہتاس کے مع بیگم عالیجاہ کے اور نیز بر وقت معاودت کے آگاہ اور مختیار تھا شہرت ہوئی کہ بر وقت لانے اسباب کے قلعہ رہتاس سے خیانت کی جواہر نفیس بیش قیمت لکھوکہا کا چورالیا اور عالیجاہ کو اوسکے شمار اور جانچ اور محاسبہ کی فرصت نتھی اس سبب سے محل مواخذہ کی بھی میر سلیمان ایسے نوکر سے رکھتا تھا اور میر مذکور ان دنون مین فقیرانہ لباس سے عالیجاہ کے روبرو گریان افسوس کنان کھڑا ہوتا تھا کہ آپکو کیونکر اس آنکھ سے بنحالت دیکھوانکا تا آنکہ جو شخص شجاع الدولہ کے طرف سے عالیجاہ کی دلجمعی کو آیا تھا اوسکے ساتھہ شجاع الدولہ کے پاس برسم سفارت گیا کہتے ہین کہ وہان حاکم راجہ بینی بہادر اور علی بیگ خان اور میرزا ابہلو سے جو ایام طفلی سے وزیر مذکور کا اتالیق تھا نیز دیگر عملہ اور ارکان دولت کے بجز سالار جنگ کے جو میرزا شمس الدین کے توسل سے عالیجاہ کا مربی ہوا تھا ربط پیدا کیا اور ہر ایک کے مال خیانت سے تواضع کرکے اپنی ضمانت کا وسیلہ مستحکم کرکے مع تحریر دلجوئی عالیجاہ کے پاس آیا اور قبل اسکے آنیکے میرزا شمس الدین بھی مع رقایم وزیر کے جو نہایت عطوفت اور استمالت مین تحریر تھے

لیگیا تھا اور میرزا نجف خان بوندیل کہنڈ ہوتے ملک بوندیلہ گیا وہان کے لوگون نے اسکی عزت و تکریم
کرکے اپنا رفیق بنا لیا عالیجاہ نے بعد آنے میر سلیمان اور ہونے اپنی دلجمعی کے اور منتخب کر لینے نوکرون اور ادائی تنخواہ
ہر طرف لوگون سے کے عازم لشکر وزیر و بادشاہ ہوا بندہ نے ترک رفاقت کرکے بنارس مین اقامت کی کیونکہ
بنا بر ناخوشی مزاج جعفر خان کے جو عالیجاہ کے رفقا سے تھے اور رہنا اوسکا کرم ناسہ پر اور نیز ہمین گمان کہ
لوگ وزیر کی اعانت عالیجاہ کو دیتے ہین سعادت بجلدی تمام دور از حزم مد نظر ہوئی دوسرے شیخ خرین کی
صحبت بہی غنیمت تہی زمانہ کی دورروئی تو حافظ سے خصوص امرا اور روسا مین نہایت مروج وزیر اور بادشاہ
بہی عالیجاہ سے جہوٹھے وعدہ مدد اور اعانت کے کرتے رہے اور نیز انگلشیون سے بہی معاملہ ہوتا تھا
چنانچہ راو شتاب رائے کو جو اول شجاع الدولہ کا نوکر تھا بعدہ راجہ بینی بہادر کی رفاقت مین رہکر نازمان
دولت عالیجاہ کے لبہ لیگیا اور اب بہی راجہ مذکور کے رفقا مین تھا اور بینی بہادر بنا بر رجوع میرزا شمس الدین کے
جانب سالار جنگ کے اور عدم مداخلت اوسکے اس کام مین اور نیز اپنے شعور سے جو اس مآل اندیشی مین
رکھتا تھا اور اسی سبب سے ہر منزل حصول مراد عالیجاہ اور موجب تحریص معاملہ میر جعفر خان اور انگلشیان
کا تھا واسطے انفصال بیغام معاملات کے مع خلعت نیابت و مہربانی کے بہیجا دونون طرف سے اپنی اپنی
حصول مدعا کی بازار گرم کرتے تھے میر جعفر خان نے راو شتاب رائے کے وسیلہ سے ایکہزار روپیہ بہیجکر
عبد العلیخان بندہ کے خالو کو بدین سبب کہ عالیجاہ اوس سے بدل و عظیم آباد سے بنا بر رفاقت رام نراین کے
بدر کیا تھا طلب کیا اور مورد لطف فرمایا اور اونہین دنون مین والد بندہ مع دیگر برادران بندہ کے
میر جعفر خان کے لشکر مین بضرورت آیا اور ملاقات کی لیکن اس سبب سے کہ عالیجاہ نے والد سے
التفات کیا تھا میر جعفر خان چندان انسے راضی نہوا

ذکر پہونچنے عالیجاہ کا متصل لشکر شجاع الدولہ کے اور ملاقات کرنا اوسے اور آنا وزیر اور بادشاہ کا عالیجاہ کی ضمانت پر مقابل انگلشی کو کمال کروفر سے

چونکہ بادشاہ اور وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر آلہ آباد کیطرف تھا عالیجاہ بہی حسب الطلب اودہر کو
راہی ہوا اور بعد ورود قرب لشکر و شہر کے کہ تین کوس کا فاصلہ باہدگر رہتا شجاع الدولہ مع دس بارہ ہزار
سوار آراستہ کے استقبال کو آیا عالیجاہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا اپنی پلٹنون کو آراستہ سر دروازہ سراپردہ سے
پانچ میل تک دو رویہ استادہ کیا اور خیمہ نہایت رفعت اور شوکت مین برپا کیا اور سرداران سپاہ اور عمایدہ بہی
لباس پر تکلف سے حاضر تھے جب وزیر آیا دروازہ کے اندر سرے تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان
سلام ہوا باہم معانقہ کیا اور باتفاق ایک مسند پر جلوہ افروز ہوئے وزیر نے کلمات تسلی بہت کرکے بادشاہ کی ملازمت کو

اپنے ہمراہ استدعا کی عالیجاہ نے اکیاون خوان ملبوس مختلف القماش اور خوان جواہر زواہر اور اقبال کوہ
فیل پیشکش کئے اور باتفاق وزیر کے ملازمت شاہی کو گیا وزیر نے عالیجاہ کو اپنے ہاتھی پر سوار کرایا اور
بعد پہونچنے لشکر کے مستفیض ملازمت شاہی ہوئے اور اپنے اپنے لشکر کو دونو صاحب واپس آئے دوسرے روز
عالیجاہ وزیر کے بازدید کو روانہ ہوا اوسنے بھی مغلیہ ملازم کو حکم دیا تھا کہ لباس سقرلاتی پہنکر اور بندوق در دست
دستہ دستہ سر دروازہ سے جہان تک گنجائش ہو استادہ ہون حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت
بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے جب عالیجاہ داخل سراپردہ وزیر ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا
اور عالیجاہ کا ہاتھ پکڑکے اپنے مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق سے اداد فرمائی کہ صوبجات بنگالہ اور
عظیم آباد انگلشیون سے چھوڑا کر تمہارے حوالہ کر دونگا بعد چند روز کے عالیجاہ نے بصحابت علی ابراہیم خانکے
یکدست زیور گران بہا جو لاکھون کا مال تھا واسطے والدۂ شجاع الدولہ کے بھیجکر اونکو خوشنود کیا اور اپنی والدہ
بنایا چونکہ شجاع الدولہ کو انفصال معاملہ بندیلا اور تحصیل مالگذاری بعض پرگنات آلہ آباد کی منظور تھی اور راجہ بینی بہادر
کو بھی پیچھے منظور معمول مراد تھا مگر تابع نہوتے تھے اور خیال مدت مدید کا اوس جوار مین تھا اور عالیجاہ
نہضت شرقی کو وزیر سے جلد خواستگار تھا اور انگلشیون کو فرصت دینا مناسب نہ جانتا تھا وزیر الممالک نے
عذر معاملہ مذکور کا بیان کیا عالیجاہ نے کہا کہ اگر اسی کا انتظار ہے مخلص کو ارشاد ہو تا کہ کار سرکار کا انصرام کرکے
جلد واپس آوے وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالیجاہ جمنا اوترکر داخل ملک بوندیل کھنڈ ہوا چونکہ توپہائے
بنا موضع فرنگ اور فوج قواعد دان ہمراہ تھی بینی بہادر سے پیشتر پہونچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور اوسکے عمدہ قلعہ کے پاس
جا پہونچا چونکہ میرزا نجف خان اسکا ممنون احسان تھا اور بندیلون نے ترتیب فوج عالیجاہی کے برخلاف رؤیہ دیکھی
دیکھکر راضی باداے زر واجبی ہوئی اور میرزا نجف خان کے وسیلہ سے معاملہ نے انفصال پایا اور وصول زر معینہ سے
اطمینان حاصل ہوا عالیجاہ بشادکام معاودت ہوا اور لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا اواسط
ماہ رمضان ۱۱۷۷ ہجری کو وزیر و بادشاہ اور عالیجاہ بنارس مین خیمہ زن ہوئے بندہ کو تخمیناً پانچ مہینے بنارس مین
گذرے تھے کہ اس لشکر کا ورود ہوا اور دوستون کی ملاقات ہوئی کیونکہ عالیجاہ آخر ربیع الثانی یا اوائل
جمادی الاول مین شکست پاکر بنارس آیا تھا اور ماہ مبارک کا اوسط یا آخر تھا کہ مع وزیر و بادشاہ کے
داخل بنارس ہوا گیارہ لاکھ درماہہ وزیر الملک کا مقرر کرکے معین کیا کہ جسوقت بارادۂ انتزاع صوبجات
شرقیہ کے گنگا پار ہوکر حدود عظیم آباد مین داخل ہون ابتداے سرروز ورود اوس سرزمین سے درماہہ کو
ماہوار ہمیں لیا کرے اور اس معاملہ مین جسطرح سے ہوسکے لے بیجائے اور منتظر لطیفہ غیبی رہے
کہ کیا پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے

فوج انگلشی مین منازعت ہونا و فتح رام نگر اور اون لوگون کا وہان سے آکر سرکار وزیر مین نوکر ہوتا

موشیر مدک فرانسیس مع اپنے ہم قومون کے رفاقت انگلشی مین تھا اور میر جعفر خان نے عالیجاہ کی لڑائی مین فوج سے انعام کا وعدہ کیا تھا جسوقت کرم ناسہ پر بعد انقطاع تعاقب عالیجاہ کے مقامات ہوئے ایفائے وعدہ کیا زر موعود بہیجا مدک مذکور کو مع اپنی قوم کے اوسی روپیہ کے بابت انگلشی سے جھگڑا ہوا حتی کہ مخالفت کی نوبت پہنچی مدک مذکور اپنی قوم کے ایکسو وکئی نفر تہا مع ایک ضرب توپ یا شاید بلا توپ بندوق چھماقی لیکر کرم ناسہ سے قبل ورود وزیر کے بنارس مین اور بعد روانگی عالیجاہ کے لشکر وزیر کو بلونت سنگہ زمیندار بنارس کے ملک مین آیا اور افواج انگلشی نے چند میل تعاقب کرکے بنابر احتیاط کے کہ ایسا نہو کہین وزیر سے جھگڑا اوٹھہ کھڑا ہو طرح دیکے پھر گئے آخر الامر جماعہ مذکور مع سردار موشیر مدک کے ملازم شجاع الدولہ ہوئی تینون لشکر یعنے بادشاہ و وزیر و عالیجاہ کئی سردار شیخ مرحوم کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے تھے جناب شیخ مرحوم کے کلام سے خواہی منافعت جنگ انگلشی بپاعث نہونے انتظام فوج اور فقدان قواعد جنگ کے معلوم ہوتے تھے اور بندہ کو بھی رفاقت سے مانع تھا کبھی کہتا تھا کہ اس جماعت سے کوئی امر کی کار روائی متصور نہین ہے ستزل گردی کرکے عنقریب معاودت کرینگے بندہ کو آرزوے پہونچنے اماکن مالوفہ کے خدمت شیخ مین نرہنے دیا بہر حال دریائے گنگا پر کشتی کا پل باندہکر عبور کیا اور بعد اندک توقف کے متحرک ہوا اور راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس جو کہ مرد عیار اور اپنے فرقہ مین جبرا اور اسقدر مالدار تھا کہ لوگ اوسکے اندوختہ کا حساب کروڑ روپیہ سے زیادہ بتلاتے تھے ہرگز اسوقت تک شجاع الدولہ اور نیز اوسکے والد کے حضور مین حاضر نہوا تھا اس سفر مین باعتماد قول راجہ بینی بہادر کے جسکا وسیلہ سید نور الحسن خان بلگرامی ہوا تھا اور نیز ضمانت کل سرداران لشکر خصوص عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ اور راجہ بینی بہادر کے حاضر ہوکر مشرف کورنش ہوا اور اوسکی رفاقت مین شامل ہوا وہ تین ہزار سوار اور کئی ہزار پیادہ جمعیہ ہمراہ لائے اس لشکر کے انبوہی اسقدر تہی کہ جہان تک نظر کام کرتی تہی مردم فوج کی دید تہی لیکن بے خبری سردار اور عدم حفظ و ربط سے مین لشکر مین ایک دوسرے کو مار ڈالتے غارتگری کرتے تھے اور کوئی پریشان تنہا کوچ کے وقت جو لوگ ذرا بھی لشکر سے دور ہوجاتے ناکار لوگ لشکر کے نہین قطاع الطریقی کرتے بلکہ مار ڈالتے لیکن لشکر کیا تھا گویا شہر کلان ایک جگہ سے دوسری جگہ متحرک تھا جو کچھ دار السلطنت شاہجہان آباد مین جو ہند کا چشم و چراغ ہے میسر تھا اوس لشکر مین بھی موجود تھا بعض ہوشیارون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے لڑنا اس ملک کے قاعدہ سے مقرون صلاح نہین کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر استادہ ہوئے گویا سد سکندری ہوگئی اگر دہ

ہزار ہون پچاس ہزار اوس سے مقابل نہین ہو سکتا مناسب وہ کہ چونکہ چپاولی مدت سے حضور کی
معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بہی اس فن مین مشق بہونچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد
اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور مخدرات کو مع بہیڑ و بنگاہ کے اس جگہ چہوڑیے باقی
فوج سے گذر کر بے اسکے کہ جنابعالی کی شہرت ہو جریدہ فوج انگلستی پر جو اسوقت منزل منزل ہو کر بکسر سے
جاتے ہین دوڑنا چاہیے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے اگر اونکی جمعیت
پریشان ہوئی فتح ونصرت ملی ورنہ جو ملین اونپر تغیرالی ہو اور اسباب پس ماندہ جلا کر اور توپ و ارابہ
خراب کر کے تمام روز اونکا تعاقب کر کے رات کو صدمہ شبخون سے دور تر منزل گزین ہوجیے اسیطرح
حصار عظیم آباد تک پیچہا کیے جائیے اگر اسی رہروی مین انکا خاتمہ بالخیر ہوا فبہا ورنہ متعرض قلعہ نہوجیے
سہسرام بہونچکر مع جمعیت لایق مقام کیجیے اور بعض فوج کو سردار شجاع ہوشیار کے ہمراہ سرکار سارن کیطرف
یا کہ آرہ کے مقامات سے عبور گنگا کرا کر مامور کیجیے اور ہر جوانب کے لایق عمال تجویز کر کے خلعت وسند
دیکر رخصت دیکر حکم دینا کہ دلجوئی اور حسن سلوک مین ساعی ہو کر کسی رعایا کو رنجیدہ نکرین اور محالات
مذکورہ کا بندوبست نہایت تخفیف مین کرین تاکہ زمیندار اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش
نکر کے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور ہو عمل ودخل کرین اور ایک فوج عظیم آباد کیطرف چہوڑ کر اوسیطور سے
اودہر بہی عمال سفر رکئے جاوین اور دریا کے دونو طرف دونو فوجین گشت کنان رہین تاکہ جو کشتی شہر سے
عظیم آباد کو عازم ہو جسطرف سے ملاح لے جاتے ہون اوسیطرف کی فوج آوے کشتی کو غارت کرے
اور غلہ وغیرہ سامان رسد حصار عظیم آباد مین مداخل نہونے پاوے اسیصورت مین اس فرقہ کو
اضطراب بکمال صادر ہوگا اور بجز کلکتہ بہاگنے کے اور حصار عظیم آباد کے چہوڑنے کے کوئی
تدبیر نہ کر سکینگے بعد ازان جو کچھ مناسب ہو عمل فرمائیگا ونیز یہ گشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت
راست تہی دلپذیر نہوئی اور دربارہ جنگ کے جو کوئی کچھ تدبیر یا صلاح عرض کرتا ہرگز اوسکی نسنتا
چونکہ ابدالی کی لڑائی دیکہی تہی اپنے تئین اوسکے مقلد وسمین جانتا تہا اور جواب دیتا تہا کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چہوڑنا چاہیے چونکہ جماعۂ انگلستی اور انکی فوج نہایت کم اور خرچ سفر برسات
اور عالیجاہ کی لڑائی کی تکلیف کہینچے ہوئے خستہ حال تہی اور شجاع الدولہ کی فوج جرات اور شجاعت مین
مشہور تہی اسکی لڑائی میدان مین مناسب نجانی حصار عظیم آباد مین محصور ہو کر مرنا مناسب سمجہکر مع میر محمد جعفر خان کے
بکسر سے بکمال اضطرار راہ عظیم آباد کی لی اور شجاع الدولہ مع بادشاہ اور عالیجاہ کے خوش وخرم
داخل حدود عظیم آباد ہو کر منزل بمنزل قطع راہ کرتا تہا اور اوسکے لشکر کے غارتگر لشکر کے پانچ پانچ

کوس تک علامت آبادی کی نظر آتے تھے عموم خلایق کو اسقدر ایذا پہونچائی کہ بیچارے جسقدر وزیر و
بادشاہ کے ورود سے خوشنود تھے اوسیقدر عاجز ہوکر انگلشیہ کے دعاگو ہوئی کیونکہ اس فرقہ سے
ایسا ظلم نہین ہوا اور کسی مفلس کو ضرر نہین پہونچتا تھا جسوقت ورود لشکر کا مکرر این مین دریائے سون کے
کنارے ہوا بندہ چونکہ مدت سے آرزو خواہ ملاقات والد کا تھا احوال لشکر اور اونکی بیباکی کا فراموش کرکے
چوپالہ کی سواری سے دو تین خدمتگار اور گاو باربردار کے ساتھہ روانہ حسین آباد جو محل المتعا کا دارالملک ہی
ہوا جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین نفر اور دیگر باربردار کے چھوڑکر خود پیشتر کو چلا
موضع شیخپورہ مین جہان کے رہنے والے لشکر شاہ و وزیر کے غارت سے گانون خالی کرگئے تھے پہونچا
اثر وحام سا دکھلائی دیا گھوڑون کا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہان سے آئے آدمی
کیونکر رہگئے ہین اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راہ طے کی تھی
کہ ایک غبار عالمگیر اور اوسکے اندر سنان کی چمک درخشان نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی بعدہ دیکھا کہ
ہزارون مویشی اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی کے جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے
چلے آتے ہین بندہ اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کو ڈرا اور گاو بردار کو بھی اونکا تحفہ سمجھا
خیال آیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا کنارہ دریا سے اوترکر نیچے کی طرف سے ریگ سون مین
کنارہ پکڑکر اپنے ملک کو جانا چاہئے کہارون کو حکم دیا یہ لوگ میرے پرانے نوکر تھے انکی افسر نے تمسانا
اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہے اونہون نے ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامرادی
خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب یہ ہے کہ انکے درمیان مین بکمال دلیری جائیے بندہ نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے
اسکی صلاح کو پسند کیا بیت گاہ باشد کہ کودکے نادان ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے ٭ جب نزدیک ہم کرکے آ پہونچے ایک مغل نے
صف سے باہر آکر فتیلہ روشن کو بجائے معہود بندوق پر رکھکر میری طرف فیر کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے
اور کہان جاتا ہے بندہ نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھے کیا کام ہے وزیر الممالک نے واسطے لانے
سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے جو کہ مرد عمدہ اور صاحب جاگیر دامن قلعہ رہتاس مین
رہتا ہے مجھے بھیجا ہے لہذا وہان کو جاتے ہین اوسنے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے یہی جواب دیا ہمارا
رفیق اور باربرداری ہمارے پیچھے آتی ہے یہ کہکر روبراہ ہوا اوسنے میری دلیری کا جواب سنکر
میری گفتگو کو صدق جانا اور اپنے ارادہ سے بازرہکر واپس ہوا اور میرے مال اور رفیق سے کچھ
تعرض نہ کیا بعد ازان بنصف میل پر ایک دستہ ملا مگر اوسنے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی مگر چارون طرف سے
دیہات روشن جلتے ہوئے اور دہوان چھایا نظر آیا جب پانچ میل راہ طے کرکے موضع مہوان مین پہونچے

لیکن گانوں مین ویرانی ایکدو پاسبان نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ اور آگے بہی غارتگردون کے قدم بڑہے ہین جوابدیا کہ یہین تک آئے اور دیہات کو لوٹ مار چلا کر لیگئے بندہ نے کہا دوسرے دیہات مین خبر پہونچادو کل وہ یہان سے بہی پیشتر کو جاوینگے تھوڑی دیر وہان ٹہر کر آگے روانہ ہوئے اور حسین آباد پہونچکر دو روز مقام کیا والدہ وغیرہ کو دیکہکر مع سید علی خان اپنے بہائی کے لشکر کو معاودہ ہوا لشکر اوسوقت محی علی پورہ سے گذرا تہا چورون کے خوف سے بڑی مشقت مین راستہ کٹا جماعۂ انگلشی اور میر محمد جعفر خان نے بشہر پٹنہ پہونچکر اپنی فوج کو جریدہ کیا اور بارادۂ مزاحمت چند کوس اردو سے آگے بڑہے اور آپ مین تاب اور تحمل مقابلۂ فوج شجاع الدولہ کی نپاکر واپس ہوئے اور عظیم آباد آکر بعض توپ کو بروج حصار پر لگادیا خود پچپہاڑی کے سد دریائے دجلہ پر جو اکثر برسات مین شہر پر محیط ہوجاتا تھا منزل گزین ہوئے بطور مورچال کے قایم کیا اور ایک توپ بہی پچپہاڑی ٹیلہ پر چڑہائی اور میر محمد جعفر خان کو مع ہمراہیان ہندی کے سد مذکور پر مگر شہر سے جنوب رویہ جگہ دی اور اپنی چند کمپنی تلنگہ کی اوسکی محافظت پر چہوڑی گویا میر جعفر خان کی انگلشی پشت پر مستقل تہا شجاع الدولہ شہر آباد سے بسبب طغیانی کے لشکر لیواسطے کنارہ دریائے سوہن کا پکڑ کر راہ راست عظیم آباد کی چہوڑ پہلواری مین عظیم آباد کے چار کوس پر منزل گزین ہوا اگرچہ اس منزل مین کنوئین کی کثرت تہی مگر پہر بہی پانی کی قلت اور بہی کوئین تعمیر ہوئے

تا پہر ایک روز رہکر دوسرے روز کی صبح کو بارادۂ جنگ مع عالیجاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوا

دینا شجاع الدولہ کا انگلشی سے ... دریافت کرنا اسکے احوال کا اور چند روز توقف کرنا لڑائی مین اور لوٹنا بکسر کو اور جہاولی کرنا وہان و بدعہدی کرنا عالیجاہ سے

شجاع الدولہ مع فوج کے جو مور و ملخ کے مانند بیحساب تہی سوار ہو کر شارع عام سے جو تالاب میٹہی پور اور لہانی پور اور مقبرہ پیر عالیجاہ اوسراہ پر واقع تہا پیشتر گیا اور بینی بہادر مع راجہ بلونت سنگہ کے وزیر کے دست راست اندک فاصلہ پر اور عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ با گذا پیلی بہیت اور بریلی وغیرہ کا مع دو تین ہزار روہیلہ اور گشائین ہمراہ پانچ چہ ہزار ناگہ کے وزیر کے قول مین تہا اور عالیجاہ مع پانچ پلٹن کے جو سمرو کی سرداری مین مع توپ وضع انگریزی اور بندوق چقماقی کے آراستہ تہین اور پانچ چہ ہزار سوار بہی ہمراہ رکہتا تہا بینی بہادر کے دست راست مگر بڑے فاصلہ سے تخمیناً ڈیڑہ کوس مقابل پچپہاڑی اور مورچہ جعفر خان کے واقع تہا ایک گولہ کی تفاوت سے دور جاکر استادہ ہوا بندہ جو کسیکی نوکری کا سررشتہ نرکہتا تہا اسپ سوار بنابر دوستی علی ابراہیم خان بہادر اور میرزا باقر بعد میرزا عبد اللہ کے ہمراہ عالیجاہ کی فوج مین تہا جہان چاہتا تہا جاکر تماشا دیکہتا تہا تا آنکہ

شجاع الدولہ آبادی خارج شہر کی عمارت کے پناہ مین آہستہ آہستہ آکر متصل میدان علی باغ راہ میر حسین خان مرحوم کے نمایان ہوا اور توپ وبان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلا انگلشیہ کے طرف سے بہی متواتر گولہ برس رہا تھا اور دو گولہ ایک توپ کلان کے سمرو کے طرف جو البتہ منس کر وہ پیشتر عالیجاہ سے صف آرا تھا اوسکی فوج مین پہونچے اور ہمراہی تلنگہ زخمی ہوتے تھے اور کبہی گولہ اوسکی فوج کے اوپر سے نکل جاتا تھا یا بین میدان مین گرتا تھا شتر سوار شجاع الدولہ کا عالیجاہ کے پاس پیغام لایا کہ بندہ انکے عدو سے گرم ستیز ہے تم وہان کہڑے کیا کرتے ہو آکر یورش کرو اور اگر تاب نہین سمرو کو مع توپ او زتلنگہ کے معین کرو تا کہ ہمارے پیشتر جاکر توپ اندازی کرے اور اطراف سے سوار لوگ حملہ کرین عالیجاہ نے بغیر جواب کہلا بہیجا اور نہ خود گیا نہ سمرو کو بہیجا وقت ظہر تھا کہ گوسائین نے حملہ کیا انگلشیون نے بہی باڑہ مارنا شروع کیا اور ایک تنگون سناسی کا خاک ہلاک پر گرا مغلوب ہوا بندہ نے جو عالیجاہ کے لشکر سے نوٹ کر اوسکے اور بینی بہادر کی فوج کے درمیان مین تماشا کر رہا تھا دوستون سے کہا کہ اگر بعد شلک کے پہر توپ انگلشی کی صدا ہو غلبہ انگلشیان جاننا چاہئے اور گوسائین کی شکست درصورت خلاف فتح وظفر کے بہی برخلافی ہے اسی انتظار مین تھے کہ بعد دو ایک شلک کے پہر توپ کی آواز آئی اور شجاع الدولہ کی فوج باہم جمع ہوئی بعد دو گہڑی کے عنایت خان ولد حافظ رحمت روہیلہ مع فوج وزیر اور ہمراہیون کے یورش آور ہوا اور اسیطور پر بعد آواز شلک ہم توپ کے منتظر ہوئے بعد لمحہ کے چند آواز توپ کی گوش زد ہوئین اور مہدی گنج کے طرف والے برج سے بہی گولہ اندازی شروع ہوئی پہر فوج شجاع الدولہ نے جمعیت کرکے تین گہڑی دن باقی رہا تھا کہ تیسری بار یورش کی اور جو کچھہ اوسکے لوگون مین تاب وتوانائی تھی خرچ کرکے صفوف انگلشی مین زلزلہ ڈالدیا یعنے انگلشی کے دہل طنبور چہین لئے آلا انگلشیون نے بڑا استقلال کیا برابر شلک مارتے رہے جسکی تاب فوج وزیر کو نہوئی پسپا واپس ہوئے لیکن بلوند سنگہ اور بینی بہادر اپنی جگہ سے نہ ہلے مگر شیخ دین محمد جمعدار پسر نبیرۂ شیخ مجاہد کا کام آیا اور میدان جنگ مین دنیا سے راہی ہوا اور بندہ نے اپنی آنکہون سے دیکہا کہ ہوائی شرقی کے جہوکے لشکر وزیر کے روبرو آنے لگے اول مغربی تہی یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنانا بندہ ہا اوسیوقت دیکہتے ہین کہ تیسری باڑہ کے بعد انگلشی لوگون نے اپنی توپ کو جسجگہ تھی وہان سے پیشتر بڑہا لیگئے اسی عرصہ مین وزیر کا شتر سوار عالیجاہ کے پاس آیا اور انکے تساہل اور عدم یورش کی ملامت کرنے لگا اور کہا کہ اب تو دن تمام ہوا وقت جنگ نہین ہے بہیڑ وبنگاہ کو

واپس ہوچکی کل تدارک مافات مین مصروف ہوچکی عالیجاہ نے سمرو کو بھی اطلاع دیکر واپس کرلیا
شجاع الدولہ اسسے پیشتر چھ مہینے آگیا تھا عالیجاہ نے ضعف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوئی
ظاہرا ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے برآمد ہوا جب معلوم ہوا کہ عالیجاہ ادہر کھڑا ہے چونکہ انگلشیونکو
عالیجاہ سے نہایت عداوت تھی پس ایک بارہ باری سست قدم مہول جو پیچھے رہ گئے تھے اس
جسارت کو دیکھکر مضطرب بے اختیار فراریون کے طور پر اپنی اپنی جگہ گئے بندہ خود عالیجاہ سے
پیشتر غافل تھا اسوقت کہ سب سپاہ اور ہجوم سپاہ تھا معلوم نہوا کہ عالیجاہ کب اپنے خیمہ مین
داخل ہوا بندہ جو ستارہ کہ مغربی اول شام کو طلوع ہوا تھا اوسکو لحاظ کرکے طرف لشکر کی چلا جاتا تھا
تا انکہ خیمہ مین جا پہونچا صبح کو سواری وزیر کی خبر مشتہر ہوئی لیکن ظہور کچھ نہوئی بعد دو روز کے دمل کی خبر آئی
کہ وزیر کے عاید ہوا اور بعض کمپنی بھی کہ اس لڑائی مین گولی کہائے تھے جسکی شہرت دنبال کے نام سے
کردی بعد شفا کوچ کرکے دریاے پن پن جنوبی حصار عظیم آباد کے طرف خیمہ کیا ہر روز تازہ خبرین
اوڑا کرتی تہین کبہی یہ کہ میر جعفر خان کے مورچال سے یورش ہوگئی کبہی مشرقی شہر کے جانب سے
دہاوا ہونے کی خبر اوڑتی تھی اور وزیر چند سوارون کے ہمراہ حسب ضابطہ دیرینہ شہر د مورچال مین گشت کنان تہا

وزیر کا لشکر انگلشی مین محصور ہونا اور فضل الٰہی سے رہائی پانا

ایکروز چند سردار انگلشی مع میر مہدی خان کے جو عالیجاہ کے لشکر سے جاکر انگلشیونکے شفق ہوئے
تھے نکلکر اپنے حصار اور وزیر کے لشکر کے گرد گہومتے تھے اور چند بہرہ تلنگہ کے بھی ہمراہ تھے وزیر سے
کہ نہایت جریدہ مع چند نفر کے جنگل مین گہوم رہا تھا دوچار ہوا طرفین سے نادانستہ ارادہ دست برد
ہوا اور باہم طعن اور ضرب تیر و تفنگ کی بطور قزاولی عمل مین آئی جب کسیقدر نزدیک ہوئے میر مہدی خان نے
وزیر کو پہچانکر سردار انگلشی کو جو کہ شاید میجر کرنگ تھے اطلاع دی اور فوج دیگر نہایت جلد شہر سے
طلب کرکے وزیر سے مشغول آویزہ رہا جب فوج جدید شہر سے آنکلی کمپنی وزیر کے ہمراہیونین سے
دوڑکر لشکر وزیر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگلشی کے غلبہ مین محصور ہوگیا وزیر نے اپنے تئین تہلکہ مین
پاکر باہر نکلنا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے عطف عنان کرکے باہر نکل گیا لیکن جب خبر
لشکر مین گئی عجب انقلاب ظاہر ہوا عالیجاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکی
نہایت جلد مدد کو جا پہونچا اور اسکو راہ مین پاکر باہم گرمعاودت کی القصہ اسیطرح سے دو ایکروز
کم زیادہ ایک مہینا گذرا اور برسات قریب آئی شجاع الدولہ کی یہ رائے ہوئی کہ الحال حصار کے قریب
اقامت بہتر نہین بلکہ بہتر ہے جو مقامات صوبہ عظیم آباد سے لب گنگ مقابل غازی پور متعلقہ وزیر کے جسکا تعہد

راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بہی سکونت واجب ہے بعد برسات دیکہا جاویگا الا جرم ہمیشہ مقام مذکور مین آچہاونی کی والد بہی بنظر ملازمت وزیر و بادشاہ کے لشکر مین حاضر تہا اور بندہ نے عالیجاہ سے دلگیر ہو کر بادشاہ کی ملازمت مین ہمراہ والد بسر کرتا تہا تا آنکہ معبر کہلور سے دریائے سون کو پایاب عبور کرکے لب دریا پر بندرہ روز تک خیمہ گاہ رہا اور وہانسے قصبہ آرہ دار الملک بہوجپور مین لشکر آیا والد وہانسے بازگشت جاگیرات کو مصمم ہوئے اور بندہ نے بہی لوا دیدا و ضاع لشکر رفاقت مناسب نجانی چونکہ پیشتر سے تعرض انگلشیہ خصوص ڈاکتر فلرٹن نہایت مرتبہ دوست تہا اور شجاع الدولہ کی لڑائی مین اوسکے خطوط بندہ کو آتے تہے اور اوسنے مکرر لکہا کہ بادشاہ کو اون لوگون سے موافق کردون بندہ نے والد سے عرض کیا کہ اگر یہ صورت ہو موجب ممنونی جماعہ انگلشی کی ہو گی وزیر کا حال معلوم ہے کہ فتح دور ہے پس اسصورت مین اگر انگلشیون سے رابطہ ہو جائے دور مصلحت سے نہو گا اور یہ بہی معلوم ہے کہ اوسکو بادشاہ سے اتفاق کرنا مدعا ہے پس اگر بادشاہ کو بہی منظور ہو تو شقہ لکہوا دیجے والد نے باتفاق منیر الدولہ کے بادشاہ سے سلسلہ چہیڑا چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اوسکے پاس رہنے کو راضی نتہا فوراً راضی ہوا شقہ خاص دستخط مفصل سے لکہکر ارشاد دیا کہ یہ شقہ اسی قابل یعنی بندہ کے معرفت پہونچیگا قابل قبول ہے اور اسکے معرفت کے سوا اگر دوسرے کے ذریعہ سے کوئی شقہ پہونچے تو سمجہنا کہ بپاس خاطر وزیر وغیرہ کے صادر ہوا غرض بادشاہ کی اس تحریر سے یہ تہی کہ راوشتاب لٹے کے درمیانی نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین تہا اور بندہ کو بہی تاکید کی کہ اس رقعہ کا مضمون افشا نکریئیگا بعد حصول رقعہ بندہ مع والد لشکر سے نکلکر عظیم آباد کو چلا والد مرحوم حسین آباد کو روانہ ہوا اتفاق وقت کو دیکہئے اوسی زمانہ مین ڈاکتر فلرٹن کو میجر کرنگ سالار فوج انگلشی سے نہایت درجہ کی نفاق ہوئی جسکا بیان نہین ہو سکتا جب بندہ مع شقہ شاہی قریب عظیم آباد آیا اور ڈاکتر کو اطلاع دی اوسنے سردار فوج کو مطلع کرکے اپنے ہرکارہ مع ہرکاران سردار مذکور کے مع رقم مزاحمت بنام محافظان راہ جو کہ اکثر کپتان مع فوج بر سر راہ آبادی شہر کے مقرر تہے بہیجکر بندہ کو طلب کیا بندہ اسکے گہر جا کر حال نفاق مذکور پر مطلع ہوا تاکید کردی کہ اسکا مضمون سا رہو رام کو جو وکیل راو شتاب رائے کا ہے معلوم نہو ورنہ بڑی قباحت واسطے بادشاہ اور منیر الدولہ اور نیز بندہ ہو گی ڈاکتر نے کہا بندہ حتی الوسع اخفا کریگا لیکن میری رائے پر تعمیل ہونا اب ناممکن ہے غرضکہ دوسرے روز میجر کرنگ نے بندہ کو طلب کیا اور نیز میر جعفر خان کو بہی بلایا اور آخر روز بندہ اور ڈاکتر نے جا کر میجر اور میر جعفر خان سے ملاقات کی اور شقہ دیا اوسنے شقہ کو سر پر رکہکر کہولا اور تنہائی مین

علی بیگ خان کو عذر خواہی اور دلجوئی کو اپنی طرف سے اور نیز اپنی مان بی بی صفدر جنگ دختر
برہان الملک نواب بیگم کے طرف سے بھیجا اونسے پہونچکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات اون
دونون کے طرف سے کیئے عالیجاہ اوسقدر تقریر مین سلیقہ نرکھتا تھا جلد علی ابراہیم خان کو طلب کیا
خان مرقوم نے اس تبدیل لباس کی خبر سنکر بلحاظ بدگویون کے اگرچہ ترک لباس نکیا مگر پیرہن اور
دستار مختصر سے آراستہ ہوکر دربار مین حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تمکو نواب وزیر نے طلب کیا ہے علی ابراہیم خان
اوسی نیت سے علی بیگ خان کے ہمراہ ہوکر وزیر کے در دولت کو روانہ ہوا عالیجاہ نے کہا اسی لباس سے
وزیر الممالک کے پاس جاوٴگے اوسنے جوابدیا جب آقا کی یہ صورت ہے بندہ کو بجز اسی لباس کے کیا ضرورت
تکلف ہے اوسیطرح سے ہمراہ علی بیگ کے حاضر خدمت وزیر ہوا وزیر نے خاطر بیشمار کرکے تغیر لباس عالیجاہ کا
موجب استفسار کیا اور اپنی گفتگوئے سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو
ہمنے ظاہر کردیا اوسکو تدبیر معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے مجھے بدنام کرنا علی ابراہیم خان نے
جوابدیا کہ آپکے پاس بامید عنایت اور اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین جب بادشاہی پیغام سے حضور نے
آگاہ کیا چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نتھی اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ اوٹھایا
وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون گوشہ مین جاکر اپنے اپنے
مقدمہ کی پیروی مین گفتگو کرنے لگے بینی بہادر چاہتا تھا کسیطرح ذمہ عالیجاہ کے تحویل مبلغ ثابت کریگے
علی ابراہیم خان راضی نہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا بعد تھوڑی دیر کے
وزیر نے پوچھا کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا دونون طرف کی گفتگو سخت ہے وزیر نے خانہ کو خیمہ خس مین
بلاکر جو کچھ پوچھنا تھا پوچھا اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم خان سے سوال وجواب ہوئے تھے
سنے اوسکے بعد کہا اس وضع سے جو عالیجاہ نے اختیار کی ہے میری بڑی بدنامی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے
خانہ کو نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے اب جو کچھ مناسب ہو آپ بندوبست فرمائیے
وزیر نے کہا ہم بخوبی سمجھ گئے تم جاکر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین علی ابراہیم خان نے یہان سے جاکر
تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کئے اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین ہنوز یہ کلام نہ کہنے پایا تھا کہ وزیر بھی
آپہونچا اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور عرض کیا کہ اس لباس درویشی کو دور فرمائیے اور لباس روزمرہ
مثل سابق کے پہنئے عالیجاہ نے منظور فرمایا اور بسبب اشعار اوسکے عمل نہ کیا

وزیر کی تحریک سے سمرو و شکر ام کا عالیجاہ سے تقاضائے تنخواہ کرنا

بعد دو تین روز کے سمرو نے مع اپنی پلٹنون کے حسب ایمائے وزیر عالیجاہ کے خیمہ پر بنابر تنخواہ محاصرہ کیا

چونکہ روپیہ تھا اشرفی اندر سے منگوا کر دلادین اس ماجرا کے بعد عالیجاہ نے سمرو کو پیغام دیا کہ اب بہت آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہین پلٹن اور عملہ توپخانہ کو برطرف کرکے توپین اور بندوق چقماقی خانسامانی مین سپرد کردو اور دو پلٹن رکھہ لو چونکہ یہ نمکحرام وزیر سے متفق ہوگیا تھا جواب دیا کہ اب توپ وبندوق اوسکی ہین جسکے پاس ہین اور خود وہان سے مع پلٹن وزیر کا ملازم ہوگیا

قید ہونا عالیجاہ کا وزیر کے ہاتھہ سے

چونکہ شب موسیو جنتیل فرانسیس جو پیشتر عالیجاہ کا ملازم تھا اور بعد برطرفی وزیر کا ملازم ہوا تھا علی ابراہیم خان سے نہایت دوستی رکھتا تھا پانچ چھہ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر آیا اور علی ابراہیم خان سے کہا کہ کل وزیر کی فوج عالیجاہ کے ستیزی کو آویگی خدا معلوم اوسوقت کے دار وگیر مین تمیز کیا گذرے اگر یہ لوگ تمہاری حفاظت مین رہین کوئی معترض نہو سکیگا علی ابراہیم خان نے بعد شکر گذاری اخلاص کے کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جب کہ عالیجاہ کو وہ بلا ہوگی بندہ بہی کسیکی ضمانت نہین چاہتا دوسرے دن پہر دن چڑھے فوج وزیر کی سوار ہوکر خیمہ عالیجاہ کو قاصد ہوئی جب نمودار ہوئی دوبارہ موسیو جنتیل اپنی فوج سے علیحدہ ہوکر خانمذکور کے پاس آیا اور سخنان دیروزہ کا اعادہ کیا اسنے بہی وہی جواب دیا ناچار وہ گریان وزار لوٹ گیا اور فوج وزیر نے خیمہ گاہ عالیجاہ کو محصور کرکے حرم سرا اور دیگر کارخانجات مستحکم کرلئے جو سردار کہ اس کارنامہ پر مامور ہوا تھا وہ عالیجاہ کے خیمہ مین گیا اور اوسکو ہاتھی پر سوار کراکر خود ہمراہ فوج کے عقب سوار ہوا اور اپنے لشکر مین لیجا کر بجائے محفوظ محبوس کردیا

محروس ہونا علی ابراہیم خانکا بموجب حکم وزیر اور رہائی پانا بحسب اتفاق تقدیر

آخر روز چند سوار وزیر کے یک چہٹ علی ابراہیم خان بہادر کے خیمہ پر آتے ہوئے دکہلائی دئیے خانمذکور کو معلوم ہوگیا کہ میرے واسطے آتے ہین پس چند عزیزون کو جو اوسکی خدمتین حاضر تھے اور بستر بیماری پر سو رہے تھے جگاکر کہا کہ یہ لوگ ہماری تلاشس مین آتے ہین پس جو جاہے نکلجائے اس کلام سے ہم نشین لوگ اپنی راہ لگے مگر میر شطاری اور ثابت خان اور خواجہ عبد اللہ اور واجد علی خان اوسکے رفیق حال رہے تا آنکہ سواران مذکور آپہونچے اور اوسکی حراست مین ٹہرے قبل اس واقعہ کے ایک شخص علی ابراہیم خان کا دست گرفتہ برہان خان نام جمعدار افغان نے جو کسیقدر طالب علمی اور فراست رکہتا تھا اور اپنے تئین فدائیان خانمذکور مین جانتا تھا ظاہر کیا کہ جو کچہہ دشمنون سے پوشیدہ رکہنا منظور ہو میرے حوالہ کرو علی ابراہیم خان نے کہا کہ بجز دو فیل اور چند شتر کے کوئی چیز میرے پاس نہین انکو جسطرح سمجہو نگاہ رکہو اوس صدیق صداقت شعار نے کہ کسیکو اپنے موافق سچا نہ جانتا تھا اون ہاتھی اور اونٹون کو لیکر اپنی راہ لی کہ پہر پتا نہ لگا القصہ علی ابراہیم خان عین بیماری مین حیران اور قدرت پروردگار کا نگران تھا اور سب رفقا عالیجاہ کے وزیر سے موافق ہوگئے تھے مگر حافظ اسرار خان

منشی اور بعض متصدی قید ہوکر ہردم وزیر کے حوالات مین تھے کسی نے دوستان حاضرمین سے
علی ابراہیم خان سے کہا کہ وزیر کو عرضی لکھئے اوسنے دو کلمہ اپنے حال کے لکہہ بہیجے اوسوقت وزیر
محل مین تھا لیکن چونکہ ابراہیم خان کو بسبب آرسیدگی مزاج اور حسن اخلاق کے خداوند تعالی نے
محبوب القلوب پیدا کیا تھا حرم سراے وزیر کی نگاہبان جو عورات تہین اور بروقت پہونچا نے
زیور جواہر وغیرہ کے جو اوسکی مان کو لیگیا تھا آشنا سا تہین اوسکے حال سے نہایت رنجیدہ ہوئین اور
عرضی وزیر کو پہونچا دی خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارون کو تاکید کی کہ دورسے ناظر رہکر بے ادبی
نکرین اور عرضی مین دستخط کئے کہ آپ سے تعرض نہین چند امور آپ سے دریافت کرنا ہین دلجمعی رکہئے
دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسی کے نام سے مشہور تھا آکر کہا کہ تمہین
وزیر طلب کرتا ہے علی ابراہیم کرتہ اور دستار سے دربار مین بسواری پالکی روانہ ہوا سواران ہمراہی
جو کہ تند مزاج تھے کبہی اسکی پالکی جانب محبس عالیجاہ کے لیجاتے اور کبہی کسی اور طرف جب دو تین مرتبہ
ایسی حرکت ہوئی خان مجبور نے کسی آدمی کو بہیجکر شجاع قلی خان سے کہلا بہیجا کہ ناحق سواران ہمراہی دق
کرتے ہین جہان ارشاد ہو حاضر ہون اسنے کسیکو بہیجکر تاکید کی کہ سوارون کو تہدید کرکے خانصاحب کو ہمارے
پاس لاوے وہ وہان سے دشنام دہان آپہونچا علی ابراہیم خان کو نوبت تمام دیوانخانہ وزیر مین جہان
کہ میرزا امانی والد وزیر کا مکتب تھا لیگیا شجاع قلی خان اور بینی بہادر اور موہن سنگہ جنبیل اور یاقوت خان ناظر
وغیرہ یکجا حاضر تھے موہن سنگہ جنبیل نے دور سے خانمذکور کو دیکھکر تعظیم کو کہڑا ہوگیا اور لوگ بہی اوسکے ساتھ
استادہ ہوگئے اور خانمذکور کو بعزت بٹہلایا تکلفات رسمی وغیرہ سے گفتگو کی دو انکہلانے پر عزم ظاہر کیا بعد
حکیم محمد خان کے پاس آدمی بہیجا اور دوا اور غذا کی فکر مین ہوئے خانمذکور نے عرض کیا کہ اب دن تہوڑا ہے
دوا خوری کا وقت نہین فردا تکلیف کیجیگا بعد حضور وزیر مین لیگیا اوس جگہ سہیل علیخان خواجہ
داروغہ فیلخانہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالیجاہ کے وزیر کے حضور مین استادہ تھے خانمذکور
حضور مین پہونچا ایک اشرفی نذر دکہلائی اور بلا اجازت بیٹہ گیا جماعہ مرقومہ سے بینی بہادر اور شجاع قلیخان
اور یاقوت خان بہی بیٹھے وزیر لباس ولایتی ہاتھہ مین کمال رعونت سے سریر آرا تہا علی ابراہیم خان
کی طرف رخ کرکے کہنے لگا کہ کیون صاحب تمنے امیر قاسم خان سے کیا برائی کی تہی جو اوسنے پچپہاڑ کی
کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے روبرو سے معاودہ ہو مجہپر وہ فیر کرے
علی ابراہیم خان نے عرض کیا کہ مجھے آگاہی نہین افسوس کہ اوسکے واسطے آپنے یہ تکلیف اوٹہائی اپنے
دار الملک سے اوسکی مسند نشینی کو ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپ کے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے

آشفتہ ہوکر کہاکہ کیا مین دردمگو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرا دون خان مذکور نے آزردہ ہوکر کہا
کہ مینے اپنی بے خبری بیان کی ہے اسکو جو تمہا نہین بناتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین
عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلہ کو طیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال
دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو مگر عالیجاہ تمسے بھی بد تھا اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنی
محفل مین میری شکایت کرتا تھا اور تمکو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہم نہین جانتے
کہ تم ایسے رفیق سے کیون بدہوئے علی ابراہیم خان نے جواب دیا مینے اونکی خدمت مین کوئی تقصیر نہین کی مگر یہی کہ
بروقت نکلنے حدود عظیم آباد سے اختلاف رائے تھا لوگ کہتے تھے کہ مرہٹہ اور اعیان دکھن کے پاس چلنا چاہیے
اور بندہ حضور کے طرف آنے کو مبالغہ کرتا تھا چونکہ آپکا آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جاے امن و پناہ
عالیجاہ کو میری نظر مین تہا وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوا پھر کوئی بات نکرسکا جانب حرم سرا
متوجہ ہوا مقربین نے تا دروازہ مشایعت کرکے سلام گذارش کیا وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ
کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا شجاع قلی وغیرہ نوابخانہ قوم کر اوسی مکتب مین لیگئے اور بعد نشست کے فرمایا
کہ وزیر چاہتا ہے تمہین اپنا رفیق بناوے اور حکم دیا ہے کہ اسیوقت جو کچھ آپکا مال و اسباب جلوس لیگئے ہین
وہ بجنسہ لاکر حاضر کرین اور اونہون نے لاکر حاضر کیا اور یہ بھی کہا کہ اپنے دیوانخانہ کے قرب مین خیمہ کرنیکو
حکم دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ تم معتمد خانہ عالیجاہ اور اوسکے رازدار ہو بعض رفقا کی بے امانتی کا حال مہاجن بنارس کے
پاس معلوم ہوا لیکن تمہاری اور عالیجاہ کی امانت کا معلوم نہین ہوتا چونکہ تمپر بڑا اعتماد رکھتے ہین کہتے ہین
کہ چالیس ہزار اشرفی تمہارے حوالہ کی ہین اگر واقعی ہے جس کو سپرد کیا ہے ضرور تمہین معلوم ہوگا
اوسکے تبلانے سے وزیر کی مہربانی تمہارے حق مین نہایت ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک
ایسے امور کا استفسار بندہ سے نہین کیا تھا اب کہ آپ دریافت کیا چاہتے ہین جوکچھ معلوم ہے عرض کرونگا
اور لوگون نے ننھو سنگھ ہرکارہ کو جو کہ سیکڑونکا خون کرا چکا تھا اور سمرو کے رفقا مین تھا اور
اس اشرفی کا حال بھی اوسی نے بیان کیا تھا طلب کرکے مقابلہ کیواسطے روبرو کھڑا کیا اس جواب سے
جو کہ خان مذکور نے دیا کسی تہمتن نے جاکر نواب کو بشارت دی کہ کچھ امید حصول اشرفی کی ہوتی ہے جب لوگ
متنفر ہوئے خان مذکور نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانہ سے جواہرخانہ تک سب سمرو کے پہرہ مین سپرد تھا لاکھ اشرفی
اوسکے حوالہ ہوئین تہین سرکار مین نہین پہونچین لوگ ننھو سنگھ سے متوجہ ہوئے اوسنے انکار کرکے کہا کہ محض بے اصل ہے
علی ابراہیم خان نے کہا جسوقت ایسے شخص کا کہنا جو معتمد اور امین ہو سراسر بے اصل ہو تو سبکسران بی مغز اور
بے اعتبار کے کہنے کا کیا اعتماد ہے بہادر اس خبر کو سنکر محلسرا کے دروازہ پر گیا اور یہ حقیقت وزیر کو کہلا بھیجی

اور یہ بھی کہا کہ جو شخص جواب مین التزام دے اور نیز لوگون کی نادانی ظاہر کرے اوسے معارضہ کرانا
بجز بلفضیحتی کے کوئی ثمرہ ندیگا وزیر نے رخصت معاودت صادر کی علی ابراہیم خان نے شجاع قلی سے کہا
کہ وسس بارہ آدمی شکستہ حال ہمراہ ہین اور اطراف دیوانخانہ مین آرام خاطر میسر نہین اگر عنایت فرمائی جاوے
اپنی چھاونی مین جگہ دیجیے شجاع قلی خان کے دروازۂ حرم سرا پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ
لاکر جگہ دی اور نہایت تواضع اور دلجوئی سے کارفرما رہا ڈیڑھ مہینے تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا نچھوڑا
اور عالیجاہ مال جہان تک عورتون اور خواجہ سرایون وغیرہ ملازمین کی جد و کوشش سے معلوم ہوگیا
وزیر کی ضبطی مین آیا ہان کسیقدر جواہرات گران قیمت جو قبل اس سانحہ کے عالیجاہ نے شیخ محمد عاشق کی
معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بھیجدئے تھے باقی زندگی اور پریشانی مین کام آئے اسکی عورتون مین
اگر کسیقدر لونڈیون اور دلالہ کی وساطت سے بالانہ معتمد نے مخفی کی ہون احتمال ہے مگر صاف معلوم نہین

روانہ ہونا میر سلیمان کا واسطے لینے قلعہ رہتاس کے اور واپس آنا وہان سے نہایت ندامت اور یاس سے

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے انگوٹھی سلیمانی ہاتھ مین لیکر نزدیکی خدمت وزیر کی بہم پہنچائی
اور بوسیلہ مقربان کے لناـ لیا کہ یعقوب کمیدان فارس قلعہ رہتاس میرے متوسلون مین اور ساہ مل
متصدی وہانکا قلعدار بھی میرا دست گرفتہ اور رسال وغیرہ سب معلوم مذوہی کو اگر حکم ہو تدبیر کرکے قلعہ مذکور حوالہ
وزیر کردے وزیر تو اسطرح کی خواہش اور جستجو کی میر مذکور کو مورد مراحم کرکے حسب استدعا چند تحریر بنام
میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب وغیرہ کے تحریر کردین میر سلیمان باعتماد محبت سابقہ کے جو کہ
بنیاد ان کو بسبب تقاضائے وقت کے ہوتا ہے رہتاس آیا اور میجر منیر سردار فوج انگلشی نے جو کہ بادشاہ
انگلشی کا ملازم اور تازہ وارد واسطے کونا برمقابلہ وزیر کے عظیم آباد آیا تھا ایک خط بندہ کے نام بوساطت
ڈاکٹر فلرٹن کے لکھہ بھیجا کہ اگر قلعہ رہتاس بھی تمہارے تئین ملجاوے موجب مزید دوستی متصور ہے بندہ نے
راجہ ساہ مل سے جو کہ پشت سے وہ ہمارے زیر احسان اور اوسکے اقربا ہماری جاگیر سے قرب رکھتے تھے یہ راز کہا
اور سمجھایا کہ انگلشی غالب مین عنقریب وزیر مغلوب ہوگا اگر اپنا بھلا چاہتے ہو قلعہ انگلشیون کو حوالہ کردو کہ
تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو وہ شخص خود بھی عقیل تھا میری حقیقت کو پہونچکر میری گفتگو
اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا اور میر مذکور کو حیلتا کہلا بھیجا اور مجھے پیغام دیا کہ کسی سردار انگلشی کو مع
فوج کے جلد طلب کرو اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھہ بھیجو کہ اسپر واسطے میرے اطمینان کے
دستخط کرا دو بندہ نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھا جرنیل کارنڈ کو جو اوسوقت کپتان اور نواح

گنار ہی مین تہا طلب کیا اور ساہل کے مطالب پر دستخط ہی کرا لنگاے اور اپنے واسطہ سے وہ قلعہ دلوادیا میر سلیمان نے کپتان کے پہونچنے کی خبر پا کر لشکر مذبیر کو واپس ہوا اور میری بدی شجاع الدولہ سے جا لگی

جانا بندہ مورخ کا عظیم آباد کو ڈاکٹر کے پاس اور شکست وزیر کی خبر پانا بکسر مین

بندہ مورخ اس خیال سے کہ مبادا وزیر بندہ سے مزاحم ہو نہایت اندیشناک تھا اسی ضمن مین ساہل اور کپتان کی باہم صحبت ناچاق ہوئی ساہل قلعہ سے نکل آیا اور بندہ کو ملاست لکہکر التماس کیا کہ میرے ہمراہ عظیم آباد چلکر ایفاے عہد کراو ورنہ صریح مجہپر ظلم کرتے ہو بندہ نے قبل اسکے ملاست ماجرا اپنا کا ڈاکٹر مذکور کو لکہکر مع خطوط شمس الدولہ اور خط وکیل والد مرحوم کہ متضمن آزردگی خاطر وزیر بندہ کو اور نیز حضرت والدہ مرحومہ کو بہی پہونچا تہا بہیجکر وہان کے جانے کی اجازت طلب کرلی تہی بندہ نے والد سے قیام عظیم آباد کی قباحت اور عظیم آباد کی عدگی کا موجب عرض کرکے کہا کہ اگر وزیر اس بارہ مین کچہہ پرسش کرے ظاہر کرنا کہ ہان فلان شخص یعنے بندہ میرا لڑکا ہے مگر مدت سے میری اطاعت سے دور اور جماعہ انگلشی سے نزدیک ہے اوسکے فعلون سے مجہے کچہہ مدعا نہین بموجب آیہ وافی ہدایہ (لاتزر وازرۃ وزر اخرے) اگر وزیر فتح یاب ہوگا تو اونکو تو عذر ہوگا بندہ ہمراہ انگلسی کے اپنا مقدر دیکہہ لیگا اگر انگلشی پر وزیر غالب ہوئے ہر اینہ موجب بہبودی ہے پس مرخص ہوکر مع ساہل کے روانہ عظیم آباد ہوا وہان پہونچکر احوال روانگی جعفرخان جانب کلکتہ اور مرشد آباد کے اور انتقال کرنا اثنا راہ مین اور میجر سمرو کا آنا اور سرکار سارن کے تلنگونکا بگڑ جانا کپتان بلیو لشکر بلوند کیطرف اور پہر اسکا رہائی پانا دست تلنگون سے اور پہونچنا بیزاری معقول کو تلنگونکا بسبب گرفتار کرلیجانے نیکموئی کے اور خبر ملنا میجر منیرو کو جنگ شجاع الدولہ کی اور جواب وسوال کرنا جماعہ انگلش سے اور مغلوب ہونا جماعہ مذکورہ کا بندہ کو بخوبی معلوم ہوا انشاء اللہ تعالی صفحات آیندہ مین کمال وضاحت سے مشروحاً درج کرایگا

روانگی میر جعفرخان کی قبل اس جنگ کے کلکتہ اور مرشد آباد اور انتقال کرنا جہان گذرانسے

جب شجاع الدولہ اور عالیجاہ اور بادشاہ عظیم آباد کے محاصرہ سے اوٹہکر بکسر مین ٹہہرے اور برسات آپہونچی میر جعفرخان واسطے سوال وجواب اپنے مقدمہ کے قاصد کلکتہ ہوا اور اپنے بہائی میر محمد کاظم خان کو جو مرد پیادہ نیکذات تہا اور قبل ازین صوبہ عظیم آباد کی نیابت کرتا تہا فصایح سے جسکو اپنے دانست مین اچہا جانتا تہا تنبیہ کیا اور دہیرج نراین برادر راجہ رام نراین نایب صوبہ عظیم آباد کو جسکو عالیجاہ نے غرق گنگا کرایا تہا باوجودیکہ بے لیاقت تہا صوبہ مذکور کا دیوان اور مدار المہام مقرر کیا اور خود رہگراے کلکتہ ہوا شاید دہیرج نراین کو اقتدار دینا فقط بنظر عناد عالی جاہ کے تہا اسیطرح جو لوگ

عالیجاہ کے نوکر و مراد تھے اسکے معتوب ہوئی بلکہ نیز بزرگ زادہ بنگالہ اور عظیم آباد کے جو کہ عالیجاہ کے
ملازم تھے جعفر خان راضی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے گھرون کو معاودت ہون چنانچہ میرزا باقر اور میرزا عبد اللہ
خلفین آقا میرزائے مرحوم اور یوسف علیخان ولد غلام علیخان وغیرہ اطراف عظیم آباد اور بنگالہ مین
حیران پریشان رہتے تھے تا آنکہ میر جعفر خان مرا اور اس پریشانی سے چھٹ کر وہ لوگ اپنے اپنے گھرونمین آئے
اور جو لوگ کہ عالیجاہ کے مزدور تھے وہ میر جعفر خان کے مشمول تلطف ہوئے القصہ خانمذکور کلکتہ پہونچکر
مشغول سوال و جواب ہوا چونکہ شمس الدولہ ہنری ونسٹرٹ گورنر اسکی کمینگی اور نادانی سے بخوبی
ماہر تھا نہین چاہتے تھے کہ اوسکو مرشد آباد مین مطلق العنان کرین کہ مبادا وہان کے سکان کو آزار پہونچاوے
لہذا اوسکے سوال جواب کو ہان ہون مین چھوڑ کر ٹالتے تھے ہر چند چاہا کہ نندکمار جیسا کہ دیوانی مین
صاحب اقتدار تھا اوسیطرح اسکے ہمراہ کلکتہ سے آئے چونکہ اس ہندو کی بدخوئی شمس الدولہ کو معلوم تھی اور
جانتا تھا کہ بطور سابق اسکے اغوا سے میر جعفر خان موجب اضرار عالم ہوگا راضی نہوتا تھا تا آنکہ میر جعفر خان
ہزار چاپلوسی سے مرخص ہوکر مرشد آباد آیا لیکن نندکمار نہ آنے پایا جب مرشد آباد پہونچا چند خطوط انواع
حیلہ پردازی سے کونسل کو لکھے اور بعض کونسلیون کو راضی کرلیا مگر شمس الدولہ نے حسب صلاح وقت
اسکی عزیمت مرشد آباد کی گوارا کی لیکن عیوب تحریر کرکے ایک کتاب بنائی نندکمار نے مرشد آباد پہونچکر
ایسا اقتدار بڑہایا کہ محمد خان نائب نظامت جہانگیر نگر جو عطاء اللہ خان ثابت جنگ کا داماد تھا اسکا محتاج ہوا
میر جعفر خان نے زیر اطاعت ہندوے مذکور ہوکر خان مذکور کو حکومت جہانگیر نگر سے موقوف فرمایا اور جیسکہ
حسب ایماے ہندوے نابکار کے مقید کیا یہانتک کہ تاکید انگلشی سے خوف کہا کر میر جعفر خان نے اوسکو رہا کیا
اسی ضمن مین میر جعفر خان بیمار ہوا اور روز بروز مرض کی شدت ہوتی گئی ہر چند کہ دوا و دارو مین کچھہ تقصیر نہوتی مگر
موت تو قریب آچکی تھی اصلا فایدہ نہوا تا آخر الامر موجب آیہ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت چودہوین ماہ شعبان
روز سہ شنبہ ۱۱۷۸ ہجری کو اس جہان فنا سے کوچ کیا معتبرین سے سنا گیا کہ دم آخر کریٹ نونہ کی بتون کا پانی
تبرکا حسب تجویز نندکمار کے نوش کیا مگر اجل نے وہین گلا دبایا دم اوکہڑ گیا فاعتبروا یا اولی الابصار تمام عمر سے
ای صاحبان بینائی دیکھو آخر موت نے نہچھوڑا مگر ایمان ذہن سے مفت مرتے وقت گیا کہ اس کافر کی کہنے سے پانی کریٹ کوٹہ
منکا نوش کیا ع بہتیت لپسند است اگر بشنوی پند وگر خار خارِ یمن ندروی (اعاذنا اللہ وجمیع المومنین من غیر مرا فیہ
الغرض افواج شجاع الدولہ کی جسارت اور دلیری کی شہرت سنکر میر جعفر خان صلح کرنا بہتر سمجھتا تھا بلکہ شاید
اصحاب انگلشیہ بھی البتہ ٹہیک کوئی امر مانع تجارت نہو خواہان صلح تھے کہ صوبہ عظیم آباد کے دینے کے علاوہ صوبہ
بنگالہ کی مالگذاری مین سبقدر اضافہ سے پیش آوین مگر شجاع الدولہ کو وہ غرور تھا کہ اپنے تحویل کے

خود بخود بناتا تھا اور حالانکہ باوجود تمام جاہ و نوکر اور توپ و سرانجام عمدہ اور فوج کے آپ محض بے شعور تھا
بلکہ دولتخواہون کے نصایح سے متنفر آخر اوسکی بدولت ثمرہ اوسی جہالت اور خود پسندی کا چکھنا پڑا الیہان ہر
ایک حال عجیب وغریب لکھتا ہون کہ بالفعل بہت ہی مروج زمانہ ہے کہ جسکسیکو کچھ اندکے بھی مقدور ہوتا ہے
اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجھتا اور یہی جانتا ہے کہ جو کچھ ہون سو مین ہون مجھسے بڑہکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگونکو
کہ اپنے کو ذرہ ناچیز بے قدر سمجھتے تھے اختیار کرنا اپنا کسر شان جانتے ہین اور اپنی قلب ماہیت اور مسوخیت کو
کہ سراسر لغو وبیہودہ ہے جملہ انبیا و اولیا و حکما و علما وغیرہ کہ بہترین مخلوق و افضلترین خلق عالم ہین بہتر و
خوبتر جانتے ہین اور رسوم و روش واہیہ اور مہملہ اپنے کو غلبہ دیگر طریقہ گذشتگان اکابر کو برا سمجھ کر طعن و
تشنیع سے زبان درازیان کرتے ہین سبحان اللہ کیا مقام ہے اور دلسے جای غور ہے کہ جب واسطے افضل مخلوق
اور عاقل ترین کائنات والا صفات صاحب وحی کو یہ حکم ہوا کہ شاورہم فی الامر ائے محمد بدون مشورہ
یارون اپنے کے کوئی کام نکر اور جب مسافرت کرے پھر اپنے مالک پر بھروسہ اور توکل کرکے اوسکام کا
مشغول ہو اور ایسا ہی زمانہ سابق سے ہوتا آیا ہے کہ جملہ شاہان والا اقتدار اون واسطے مشورہ کے
ایک جماعت ذی شعور وافی العقل کافی الفراست مقرر رکھتے تھے کہ مدام اچھے برے مین سد راہ ہوکر
بطریق داب وامان فہمایش کرتے رہین چنانچہ سکندر ذوالقرنین نے مشرق سے مغرب تک حکمرانی کی
اور روز بروز ترقی ہوتی گئی مدار کار اپنے وزیر ارسطو حکیم پر رکھتا تھا چنانچہ نظامی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے ؎
ہمہ کار شاہان گیتی پژوہ ٭ ز رای وزیران تدبیر دشکوہ ٭ اور دوسری جگہ یہ یون کہا کہ ؎ نکردے
یکے مرغ بر باب زن ٭ کار سطو نبودے بران رای زن ٭ اب اس زمانہ ناہنجار مین ایسا ہو گیا ہے
کہ جو کوئی ادنی ترین مردم حسب بخت وطالع دولت کو پہونچتا ہے اور نردبان اقبال پر ترقی کرتا ہے
پس آپ کو تمامی عالم مین فایق اور بہتر شمار مین لاتا ہے اور فضایل اور کمالات اپنی ذات مین کل
کائنات سے افضل اور اعلی سمجھتا ہے اور کسی کو قابل خطاب اور مشورہ نہین جانتا ہے بلکہ عار و
ننگ اپنا تصور کرتا ہے ہرچند دوست اور ہمنشین اوسکا ارسطو فطرت اور افلاطون طینت ہو اور
براہ فہمایش عرض کرے ہرگز التفات اوسکے قول کی طرف نہو اور ہربار ایسا زبان پر آتا ہے کہ
ہم عقل اور دانائی مین لاکھون اور ہزارون سے افضل اور بہتر ہین اور لوگون کو اگر دس حصہ
عقل ہے تو ہمکو صد حصہ اپنے قیاس پر سمجھ لینا چاہیئے پھر ہم کسی سے مشورہ کرین گے ایسا خبط و
جنون نے آپکے دماغ مین جگہ لی ہے کہ اگر جالینوس اور لقمان بھی آئے تو اس فساد دون کی دوا نا ممکن ہے
پس ایسے لیسے سبب ناوانوسے کہ اپنے کو دانایون مین شمار کرین بربادی ہوتی ہے اور ابتری منہ دکھاتی ہے

ذکر میجر کرناک کی معزولی کا بسبب آجانے میجر منیرو ملازم بادشاہ انگلشیہ کے اور کلکتہ پہونچکر فوج بنگالہ کی سرداری پر مامور ہونا اور جنگ وزیر کو انجام پہونچانا اور کپتان مکولی کی سرگذشت

ہنوز میر جعفر خان زندہ کلکتہ مین تہا کہ میجر منیرو جہاز متواریہ جنگی پر کسی تقریب سے وارد کلکتہ ہوا چونکہ اصحاب انگلشیہ درازی مدت جنگ وزیر سے یہ خیال کرتے تہے کہ میجر کرناک کی کم جرأتی سے ہوا ہے اور اس جماعہ کا ضابطہ ہے کہ جس جگہ ملازم کمپنی ہو اور کوئی سردار نوکر بادشاہی وہان وارد ہو جب تک وہ وہان رہے ملازمین کمپنی اوسکی فرمان برداری مین حاضر رہین شمس الدولہ وغیرہ کلکتہ کے کونسلیون نے میجر منیرو کو فوج عظیم آباد کی سرداری مین تجویز کرکے مرخص کیا میجر کرناک اس خبر سے راہی کلکتہ ہوا اور عظیم آباد پہونچکر ریاست فوج حاصل کی تہوڑے دن گذرے تہے کہ کپتان مکولی کو چند ولایتیون کے مع ہمراہیان تلنگہ متعین کر لیا اور ارادہ کیا کہ اوسکو مع توپ کے راجہ بلوند کے پاس بہیجین راجہ مذکور حسب الامر وزیر لب دریائے سرجو پر جو کہ گہاگہرا اور دلوہا کے نام سے مشہور ہے [illegible] متصل [illegible] ملک وزیر اور مزاحمت دخل اور تصرف انگلشیہ [illegible] رہتا تہا اور کپتان مذکور بہی اسکے مقابلہ کو اوسی حد پر لب دریا مقیم تہا کپتان مذکور نے معاملہ مذکورہ کے دیدے سے فوج ہمراہی کی نہایت مدارات کی اور یہ حال میجر منیرو کو جو اوسکے اور تلنگون کے فیما بین گذرا تحریر کیا بمجرد اطلاع اوسنے تلنگون کی دلجمعی اور دلاسا کو لوگ روانہ کئے اور خود ایک پلٹن سولدادہ و [illegible] لیکر بہیس یلغار دوڑ کر کپتان سے قریب آپہونچا اور [illegible] لوگ دلاسا اور تسلی کیواسطے تلنگون کے پاس بہیجا تہا اور کپتان خود بہی جو کرنا واجب تہا اوسکے کرنے مین مصروف رہتا تہا چونکہ اقبال انگریزون کی مدد پر تہا اور تلنگون کی اعانت مین ادبار کا اظہار تہا باوجودیکہ بہت سی مسافت کرکے راجہ بلوند کے لشکر کے قریب جا پہونچے تہے سوا عیدار [illegible] سے مشغول ہو کر متوقف ہوئے تہے اور میجر نے پہونچکر انضباط معہود اور قواعد سے حسب [illegible] توپون کو گرا دیا تلنگون کو سولدادوں [illegible] اونکی جمعیت توڑ دی اور [illegible] کا [illegible] اور دوسری پلٹنون کے لوگ اکہا کر اوسیقدر نئی پلٹنین آراستہ کردی اور کپتان کی سرداری مین مقام مذکور کو بہیجے اور بیس آدمیون کو جو سر فتنہ و فساد ہوے تہے واسطے عبرت دیگر لوگون کے توپ دم کردیا ایک [illegible] بہی انہین تہا قبل فنا گہڑی بہر کی اور مہلت لیکر [illegible] آفتاب [illegible] کی اور [illegible] پیشانی کی اور کمال استقلال سے زیر توپ آیا جیسا کہ اصحاب [illegible] (۱۲) [illegible] جب تک شجاع الدولہ [illegible] قریب عقب [illegible]

دالنش کے سوال جواب ہوتی رہی اصحاب کونسل انگلشیہ کو مختار حل عقد ہر امر کی تہی حکم جنگ کا ساتھ اونکی
میجر سمرو کو نہین دیتی تہی جب اوسکی خطوط عجیب دمغرور کے دور از قیاس آنے لگی انہون نے آخر صفر یا اوسط ربیع الاول
۱۱۷۷ ہجری مین کو حکم جنگ میجر مذکور کی نام صادر کیا میجر منرو نے چند روز سرانجام اسباب ضروری مین مصروف ہو کر
عزیمت ملک سے کی

آنا میجر منیرو کا دریائے سوہن سے بیر کولور ہیرا اور وزیر سے بعد لڑائی کی فتح و فیروزی پانا

اواخر ربیع الاول یا اوایل ربیع الآخر کو جنگ وزیر پر مامور ہوا اپنے لشکر کے لوگ منتخب کر کے
کل سوار و پیادہ جوان وغیرہ قلمبند کر کے اوسکے موافق غلہ وغیرہ دس روز کے واسطے ہمراہ لیا اور
صاحبان کوٹھی عظیم آباد سے کہا کہ اسیقدر مدت مین فتح ہوگی اور غلہ کے حاجت نہین فتح اور شکست جو ہونا ہے
ہوتی ہے یہ کہکر راہی ہوا منیرو نے الہ نام ایک شخص عظیم آباد کا رہنے والا جو کہ وزیر سے پرگنہ بہتا وغیرہ تعلقات
[illegible] کا عامل تہا جب وہ اس برات انگلشیہ سے ماہر ہوا اپنی فوج مغلیہ کو قراولی اور چہاونی
[illegible] ایک توپ کلان کو جو پشتہ دریا کنارے فوج انگریزی کے مقابلہ بہیجی تہی واپس طلب کی چونکہ
برسات کی وجہ سے کیچڑ دلدل بکثرت تہا اثنائے راہ مین بعض جگہ دلدل مین اوسکی پہیے ایسے دہنس گئے کہ
نکلنا دشوار ہوا وزیر نے خود مع ہزار سوار مردانے کے آکر اوسکو نکالا اور ہمراہ لیگیا کثرت غفلت سے
اس درجہ تہی کہ کچہ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ اور دیگر مشورہ صلاح رزم و جنگ سے
مطلق خبر نہتی لہو ولعب مانند چوپڑ کہیلتا کبوتر اڑاتا یہی معمول تہا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو
آتا تہا تا آن مورچہ کی سرحد دریا چہوڑا سے تا دریائے گنگ [illegible] لڑائی کا ارادہ اوسکی پناہ مین رکہتا تہا
تا آنکہ میجر منیرو آپہونچا تین ۳ کوس کے فاصلہ سے کسی جہیل کے کنارے خیمہ برپا کیا اور وہ جہیل دونون لشکر کے
درمیان مین واقع تہی تیسرے روز وزیر نے فسخ ارادہ کر کے اوس حد کو چہوڑ دیا بدعوی رزم اوسکی باہر نکلا
فوج مغلیہ وغیرہ ہمراہ وزیر اور شجاع قلی خان مع ہمراہیان چہہ سات ہزار سوار و پیادہ کے پشت پر [illegible]
اور سمرو کے معین ہوئے اور راجہ بینی بہادر نایب صوبہ اودہ و الہ آباد اپنے مورچہ پر لب دریا متصل
کہنڈہرون کے ٹہرا اور سمرو اور موشیر مدک آٹہہ توپ ولایتی اور آٹہہ پلٹن تلنگہ کی ہمراہ مقابل فوج
انگلشیہ کے ہوا شجاع قلیخان اسکے پشت پر تہا اور وزیر دست راست اور بینی بہادر دست چپ
متصل دریائے گنگ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے لوگ مجروح و مقتول ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے یورش کیا درانی اور مغلیہ ہمراہی منیرو پر ٹوٹ پڑی خوب اوسکے بہیڑ دنبگاہ مین قتل
وغارت کی سمرو اور موشیر مدک کی توپ اندازی اور تردد سے فوج انگلشیہ تنگ حال ہوئی میجر منیرو

ہوا دیا اس حال سے اور مزید رسد ہوئی جہیل اور کیچڑ ولدل کے یورش نہین کرسکتا تھا لہذا انہون نے فوج تلنگا کیطرف
روانہ کی اوسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہمراہ دل سے تھے زیر دیوار
کھنڈرون کے مخفی تھے انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے پوشیدہ جاتے جاتے جب آبادی کے کنارے پہونچے
ڈھیلون سے اونکو مارنا شروع کیا شیخ غلام قادر مع ہمراہیون کے اوسوقت خبردار ہوکر مستعد جنگ ہوا
جب تک یہ صف آرائی کرین تلنگون نے حسب ضابطہ صف آرا تو تھے ہی حسب تعلیم اپنے کپتان کے برق اندازی
شروع کردی شیخ زادون سے بھی بقدر تعاقب مستعد تفنگ اندازی ہوئی لیکن چونکہ دفعتاً یہ معرکہ ہوا تھا اونسے
جواب تفنگ ندے سکے دو ایک باڑہ سے جو انگریزی تلنگون نے کی انکا کام تمام ہوگیا شیخ غلام قادر مع
مع اپنے سپاہیون کے چپ چاپ رہرو عدم ہوئے بزدلے جو باقی رہے اپنی راہ لگے راجہ بینی بہادر نے
غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے خانمذکور نے کہا اگر آبرو درکار ہو جان نثاری سیکھئے ورنہ فرار بہتر ہے بینی بہادر نے
آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا غالب خان مع اپنے بھتیجے وحید الدین خان کے
پیادہ ہوکر بڑہا بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ موڑ گیا میر وحید الدین خان نے اس
بے اعتنائی بینی بہادر سے باپ کو آگاہی دی غالب خان اپنے آقا کو اس حال مین دیکھکر گھوڑے پر سوار ہوکر
در پلے راجہ سالک کے راہ فرار لی

باہم جانا شجاع قلی خان معروف بمیان عیسی کا موشیر مدک کے پشت سے اور بڑی انتظام اور شکست پانا اونکا فوج وزیر سے باوجود ظہور غلبہ حسب تقدیر سے

شجاع قلی خان نے آواز بندوق سنکر تلنگون اور شیخ زادگان بینی بہادر سے حسب عبارت کا گمان کرکے
اپنی آبرو کو ڈرا کہ مبادا ایسا نہو کہ بینی بہادر قلعہ فتح کرلے کہ موجب میری ناک کٹنے کا حضور کے روبرو ہو
فرط اضطراب سے بلا ادراک حال بینی بہادر کے پشت موشیر مدک سے نکلکر آگے بڑہا روبرو دلدل تھا
وہان سے گذرنا مشکل ہوا علاوہ اوسکے دیوار آتشبار کے روبرو کسکی یہ مجال تھی کہ جاوے جمیع
رفقائے متعدد سے جو کہ چہ سات ہزار کے قریب تھے تھوڑے لوگون نے ساتھ دیا اسکے آگے بڑہنے سے
موشیر مدک اور سمرو کی توپ اندازی موقوف ہوئی کیونکہ شجاع قلی خان دونون صفون کے درمیان
حایل ہوا اور توا سکا لحاظ لازم تھا اور دوسرے انگلشیون نے دو تین اور ادہر شجاع قلی خان چند رفقا
ہمراہ نہایت مشکل سے کیچڑ ولدل سے گذرا مگر انگلشی کی باڑہ نے انہیں پچھاڑ دیا بیچارے ملک عدم کو
پیشقدمی کرگئے جو ہمراہی تھے وہ دہاک لرجان بھاگ گئے اور میدان مین جو لوگ کہڑے تھے اونہین نے بھی
اپنا اضطراب دکھلا کے ہمراہی مین اوٹھایا اور بینی بہادر کے مقابل سے گذرکر داخل لشکر وزیر ہوئے

اتنا بحث پر مدار تھی کسیکو تاب قیام نرہی آدمی کا کون شمار تھا زمین جل گئی غلبہ اور وہ افیون نے
یہ سراسیمگی و بدحواسی نمکحرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے تھوڑی دیر وزیر امید قائم رہا
بعد ازان جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے کنارے ہوا جبکہ اسباب اسکا
اور اسکے ہمراہیون کا مال مثل ہاتھی اور سوداگران وغیرہ کے فوج انگلشیہ کے ہاتھ لگا اسمین بھی خوب ہاتھ پاؤن مارکر
جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھے بڑی لوٹ ہوئی درحقیقت لشکر جنس سے معمور تھا اکثر بیچارہ دریائے
تھورا مین جا کر تیر و دلدل سے درماندہ ہوکر تلنگون کی باڑہ سے دریائے عدم کے کنارے اوترے
شجاع الدولہ نے قبل اس لڑائی کے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالا ایک ہتھنی لنگڑی دیکر
مرخص کر دیا تھا یہ بھی فضل خدا ہوا کہ دشمن نے ایسے وقت مین سواری دی جسکے وسیلہ سے ایسی تہلکہ سے
سلامت نکل گیا اور قدرت پروردگار قدیر ملاحظہ ہوئی ع عدو بھی مہربان ہوتا ہے جب فضل الٰہی ہو +
اوسی رات کو جسکے صبح شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے رہائی عالیجاہ کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس
تشریف لائے اور بندہ کے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ہزار روپیہ نقد کے موجود تھے اور اس نظر سے
بھیجا نہین کہ مبادا وزیر خبر پاکر درپے تدارک ہو اگر ارشاد ہو روانہ کرون عالیجاہ نے کہلا بھیجا کہ آفرین
تمہارے پاس مروت کے مگر اسوقت مناسب نہین بروقت طلب کیا جاویگا اتفاقاً اوسی شب کو وہ فیلبان
لاکہ وقت شکست عالیجاہ بھی فراریون کے ساتھ نکل گیا علی ابراہیم خان بہادر نے اسباب وغیرہ
اپنے بھائی علی قاسم خان کے ہمراہ ایکروز قبل اس شکست کے پل دریائے تھورا سے عبور کرا دیا تھا
جہان لشکر بادشاہی تھا خود جریدہ رہگیا تھا بوقت فرار پل پر پہونچا مگر کثرت عبور سے اول تو راہ
عبور نپائی دوم پل بھی شکست ہوگیا تھا ناچار تھوری دور جنوب کیطرف جا کر دریا مین کود پڑا اور تیرا پار لگا اور
فراریون مین جا ملا دیکھا کہ فوج انگلشیہ نے پہونچکر جہرہ وار توپ فراریون پر مارنا شروع کی اور اکیطرف سے
بندوق کی باڑہ ہونے لگی پس باربار ہی رہے سہے ہوش اور گئے نہایت خرابی سے فرار ہوا کچھہ
توپ و بندوق سے فیر خالی کر گئے کچھہ تلوارون کے حلہ مین کام آئے باقیماندہ نہایت بے غیرتی سے جان چورا
بھاگے اور آگے جا کر مجمع متفرق ہوئے پیرون مین جا ملے وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اور میر قاسم خان
نعمان نعمان چھ سات کوس بنارس سے اکبر مقیم تھا اور بینی بہادر حسب الحکم وزیر کے واسطے ہمراہ لیجانے
بادشاہ کے لب گنگا مقابل بنارس جہان کہ خیمہ شاہی تھا مقیم تھا علی ابراہیم خان اوسکے لشکر کی متصل
پہونچکر دریا کنارے مع دس بارہ رفقا کے دم راست کرنے کو ٹھہر گیا اپنے بھائی کے خیمہ کو دریافت
کرتا تھا غالب خان کا خدمتگار جو اسوقت بینی بہادر کا رفیق تھا اوسنے خانہ کو دیکھکر غالب خان کو خبر دی

خان مذکور نے اوسکو بینی بہادر سے رخصت چاہی راجہ نے فرط اشتیاق سے کہا کہ علی ابراہیم خان کون ہی
جسکی آرزو آپکو اسقدر بیتاب کر رہی ہے اسنے کہا کہ ملاقات ہر اوسکے سعادت دریافت ہو جائیگی بینی بہادر نے
اگر خان موصوف کو دیکہا اور اوسکی تقریر سنتی ہی مشتاق مصاحبت ہوا غالب جنگ سے کہا کہ ہماری پاس بہی
لایا خان مذکور نے آکر علی ابراہیم خان سے ملاقات کی اور بعد اظہار احوال علی ابراہیم خان کو اپنے ہمراہ
راجہ کے پاس لیگیا اوسنے مصاحبت مین استدعا کی بہتون نے بہی بمقتضائے وقت منظور کیا چونکہ وزیر
راجہ کا بروسیلہ بجا ہی پادشاہ کی تاکید کر رہا تہا اور بادشاہ کو وزیر سے دلگیری تہی خواہان ملاقات انگلشیہ تہا
اور انگلشیہ بہی راہ رسم مراسلات کے پادشاہ سے کرتے تہے اور چونکہ کمپنی کیطرف سے یہ حکم تہا
کہ ملک ہند فتح کرین وزیر سے بہی صلح چاہتے تہے اور اسی سبب سے بینی بہادر کی ملاقات کے طلبگار تہے
اسی عرصہ مین راجہ مذکور نے بادشاہ کی اقامت دیکہکر مع لشکر کے عبور دریاے گنگ کیا

ذکر بادشاہ اور انگلشیہ کی ملاقات اور باہم متفق ہوکر عبور گنگا کرنا بینی بہادر کا ملاقی ہونا جماعۂ انگلشیہ سے بنابر صلاح وقت وزمانے کے

جب بینی بہادر گنگا پار ہوا بادشاہ نے مع منیر الدولہ کے فارغ البال ہوکر انگلشیون کو طلب کیا یہ تو چاہتے تہے
جہٹ پٹ آنکر مشرف سلام ہوئے اور باتفاق گنگا پار ہوئے وہان بہی بینی بہادر کو بہی بلایا اوسنے علی ابراہیم خان کو
بہی سرمایہ شور کیا آخر ان مراتبات کی ٹہہری اور جماعۂ انگلشیہ نے وزیر کی صلح بشرط تفویض کرنے
میر قاسم خان اور سمرو کے بیان کی چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تہا اور اپنے آقا کی سلامتی
اس امر مین دیکہی قبول کرکے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا البتہ دشوار مگر عالیجاہ کو
اگر وزیر نے منظور کیا کچہہ دشوار نہین بعد گفتگو رخصت ہوکر اپنے ہمرازون کو ماجرائے گذشتہ سے
آگاہ کیا علی ابراہیم خان نے کچہہ سن گن اس مقام سے جو پائے پاس حق نمک عالیجاہ کو جو بینی بہادر کی
لشکر سے پانچ چہہ کوس پر تہا مطلع کیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد آلہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر
جسطرح خدا کی کارسازی ہوئی اپنے عیال واطفال کو جنہین وزیر نے محبوس کیا تہا لیکر اپنی راہ پکڑی اور
روہیلہ کی عملداری مین جاکے مقیم ہوا احوال اسکا تا انتقال اسکے جسجگہ پر کہ احوال شاہجہان آباد
وغیرہ کا لکہونگا انشاء اللہ تعالے ضرور بالضرور کمال وضاحت سے بیان کرونگا۔

باقی حال وزیر کا اور نیرنگی پردۂ تقدیر کا

شجاع الدولہ نے اسوقت مین بجز اسکے کوئی راہ نہ دیکہی کہ اپنے ملک سے نکلکر بنگالون کی ولایت
مین جائے بعض مقربین اور معتمدین کو لکہنو اور فیض آباد بہیجکر تاکید کی کہ متعلقون کو زر وجواہر خزاین دفاین سے

حافظ رحمت کے سوہیلملک مین جسمین جان پہچان رکہتا تہا یہانوین اور بریلی مین ٹہرین لور خود بہی جلد آلہ آباد آیا
اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر ملک افاغنہ کو چلا گیا آلہ آباد کی قلعداری علی بیگ خان کے سپردگی اور قلعہ
چنارہ مین بشیر حبشی کو مستعد کیا بعد آنے بینی بہادر کے اوسکا مشورہ جو کہ درباب مصالحہ انگلشیہ کے
تہا باعتبار اعانت افاغنہ اور رگڑ ملہار مرہٹہ کی نامنظور کیا اور اوسکو لکہنو کی رخصت دی اس نظر سے کہ
بینی بہادر ظاہرداری مین انگریزون سے ملا رہا تا کہ اوسکا عمل صوبہ مین رہے اور خود ملک بنگش مین باوجود
عداوت احمد خان بنگش کے جسکا سبب دفتر سوم مین معلوم ہوگا جا کر حافظ رحمت اور احمد بنگش وغیرہ سرداران
افاغنہ اور غازی الدین خان عماد الملک بہی جو کہ اتفاقاً وارد تہا مشورہ کنان ہوا ہر ایک نے ملہار مرہٹہ سے
اعانت کی امید دی جو کہ بیرانا دکہن کا سردار اور بالاجی راو سپہ سالار اور صوبہ شاہجہان آباد کا کلمذار
اور صوبدار کے نام سے مشہور تہا اور اوسوقت کالپی اور گوالیار کے اطراف مین تہا لیکن احمد شاہ نے
ابدالی کی لڑائی مین اس قوم کی دولت و عافیت زایل ہو گئی تہی شجاع الدولہ نے اپنے معتمد لوگ اوسکے
پاس بہیجکر استمداد کی اور وعدہ انعام کثیر لبشرط فتح تحریر کیا اوسکو تو روپیہ کی تمنا تہی آکر ملحق ہوا اور افاغنہ کو
ہر چند بموجب اونکے وعدہ کے چاہا کہ شریک ہون مگر وہ حیلہ و بہانہ مین ٹالا کئے کہ بہت ہوا اور بہت اب
انشاء اللہ تعالی ہم شریک ہون گے اپنا وعدہ بہولے نہین اگر آپ اطلاع نہ بہی دیتے تو بہی ہم آپکے شریک ہوتے

آنا راجہ بینی بہادر کا دوبارہ لشکر انگلشیہ مین اور دغابازی کرنا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکہنو ہو کر راجہ شتاب رائے کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ حسب شرایط
انگلشیہ کے صلح کو راضی نہین سمرو تو ملنا دشوار ہے اور عالیجاہ ہاتہ سے نکل گیا مگر بندہ اوسکے انجام کار کو
اچہا نہین سمجہتا قصد ملازمت انگلشیہ ہے چونکہ شتاب رائے معتمد علیہ فرقہ انگلشیہ کا تہا اور نیز ممنون نگہوار
بینی بہادر لہذا اسکی خدمتگذاری غنیمت جانی میجر منیرو وزیر کو بکسر کی شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا
اور جلد تر صفر جانے کے کام کو واپس آکر میجر بذکور کو فوج کی سرداری پر چہوڑا مگر اوسسے چند روز مین
ایسی کوئی تقصیر ہوئی ریاست لشکر سے معزول ہوا اور میجر کرنگ جو سابق مین نوکر اور ملازم کمپنی تہا سردار مقرر ہوا
اور خطاب جرنیلی جسکو برگ ڈیر جنرل کہتے ہین پا کر آیا تہا اسکو اور شتاب رائے سے اتحاد تہا
رائے مذکور نے راجہ بینی بہادر کا ارادہ جنرل موصوف سے ظاہر کیا اوسنے خط بنام بینی بہادر کے
بکمال احترام سے لکہکر اور شتاب رائے کے وسیلہ سے طلب کیا بینی بہادر نے آکر ملاقات کی
اپنی دانائی سے طرفین کو راضی رکہا اور کسیقدر حل و عقد معاملہ اسکے سپردگی مین آیا جنرل کہتا تہا
کہ جسوقت تم اپنے متعلقون کو عظیم آباد یا بنارس مین مقیم کر آؤ اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبہ کی

معاملات تمہارے اختیار مین کردین اور وہ اس بارہ مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا تا آنکہ شجاع الدولہ نے
راو ملہار کو موافق کرکے بعزم جنگ انگلشیہ کوڑہ کے اطراف مین آیا بینی بہادر کسی فقیہ کا معتقد تھا اوسنے بہ نیت
کیا کہ مجھکو کیا کرنا چاہیے اوسنے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور گیا بینی بہادر اس ایما کے مطابق دفا
وزیر ہوا راو شتاب راے نے خبر اجتماع راو ملہار اور شجاع الدولہ کی سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے
ملنا ہو تو ہمین صاف کہدیجیے تاکہ بندہ انگلشیہ سے کہکر تمکو رخصت دلادے آپ خوشی خاطر تشریف لیجائے
اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہئے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نکیجیے کہ میرا نقصان اور آپکی بدنامی ہو بینی بہادر نے
اپنی بدطینتی راو شتاب راے سے اخفا کی اور منتظر وقت رہا جسوقت تمام بندوبست بعض محالات صوبہ کی لشکر انگلشیہ سے
دور رہ چند کمپنی تلنگا انگلشیہ کے جو ہمراہ متعین تہی لکہنو کو عازم ہوا اور اپنے متعلقون کو لیکر وزیر کے لشکر کو چلا
تلنگون نے مزاحمت چاہی مگر اپنی قلت اور اوسکی کثرت سے مجبور رہے وہ لشکر وزیر مین جاملا علی ابراہیم خان
جو بسبب بیماری کے حصار پرتاب گڈہ مین تھا بےخبری کے سبب سے جو اس عزیمت مین راجہ بینی بہادر کے
نہایت حیران ہوا اور راجہ بینی بہادر کی عورت نے حسب مقدور خان مذکور کے رفع مایحتاج وغیرہ مین
حاضر رہی آخرالامر وہ شخص نہایت تکلیف مین وہان سے چلدیا الہ آباد آکر راجہ چند سیحر کرنگ نے خبر ترک رفاقت
بینی بہادر کی سنکر شتاب راے سے کچھہ کہا اگر شتاب راے بمجرد اس خبر کے حاضر حضور رہتے ہوکر عرض پیرا ہوا
کہ ایفائے عہد بینی بہادر کا بندہ ضامن تھا اور اوسنے ایسی حرکت کی اگر کونسل سے کوئی اعتراض آپ پر ہو
بندہ کو روانہ کونسل کیجیگا کیونکہ قصور تمادا اسے جنرل وغیرہ اس خلوص شتاب راے سے رضامند ہوے
اور ساہ دلجوئی فرمائی تا آنکہ شجاع الدولہ مع ملہار مرہٹہ کے عازم جنگ انگلشیہ ہوا

فوج انگریزی کا قلعہ چنارہ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

سرداران انگلشیہ نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگہ زمیندار بنارس کو بوسیلہ راو شتاب راے اور
سید نورالحسن بلگرامی کے جو ایام اول مین رفیق اور ملازم شجاع الدولہ اور بینی بہادر کا تھا دلجمعی کرکے
اپنا رفیق بنایا تھا اوسکے کہنے سے قلعہ چنارہ جو دریاے گنگ کے کنارے پہاڑ پر بنارس سے دس کوس
جنوب رویہ واقع ہے فتح کیا چاہا پس ایک فوج گورے میجر اور چند کپتان اور لفٹنٹ اور سارجن کے قلعہ مذکور پر
پہونچا چند توپ بھی ہمراہ تہین میجر مذکور نے پہونچکر اول رعب سلطانی دکھلایا بعدہ شرر افشانی پر آیا
محمد بشیر خان جو وزیر کا نقیب اور قلعدار تھا نہایت نامرد تھا لیکن اوسکے ہمراہی حفظ قلعہ مین
ثابت قدم تھے اور محمد بشیر خان کو وزیر کے پاس روانہ کردیا چند روز قلعہ سے لڑائی رہی آخرکار
انگلشیہ نے دیوار حصار ایکطرف سے خراب کردی اور شب تاریک مین یورش کیا جب پہاڑ پر

جب میجر قلعہ پر جانے کا عزم کیا میجر نے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ سنگہائے افتادہ دیوار پر چلیہا وین قلعہ والے
انکی آہٹ پا کر مستعد مدافعہ ہوئے بندوق کی باڑ سے اکثر لوگون کو مجروح کر دیا اکثر لوگون کو میجر جونہی غلطان
غلطان آگر پڑا تھا میجر نے دہی کی پاے ثبات اوکھڑ گیا ناکام واپس آئی اور بعد تھوڑی دیر کے میجر کو
نہایت پوشیدگی سے لشکر مین اوٹھالائے اوسوقت وہ بیہوش تہا تھوڑی دیر مین عالم فانی سے کوچ کر گیا
جنرل نے جب یہ خبر سنی اور نیز تقدمی وزیر سے آگہی پائی اس فوج کو واپس حضور مین بلا لیا اور باتفاق
بعزم مقابلہ وزیر و مرہٹہ کے پیشتر کو چلا بعض فوج کے سرداران انگلشی کو میجر استبرٹ کی سالاری مین
لکھنو بہیجا تا کہ وہان بر ضابطہ ہوکر اطراف حدود اودہ سے باخبر رہین اور محمد اکبر خان کو وہان کی کوتوالی پر
رائے شتاب رائے کی تجویز سے مقرر کیا اور جنرل کرنگ کل فوج اور شتاب رائے اور میرزا نجف خان کے
ہمراہ تسخیر آلہ آباد کو عازم ہوئے میرزا نجف خان قلعہ مذکور کے کم و کیف سے مطلع تھا حصار مین جدہر
پشتہ تھا علاوہ جنرل نے وزیر کی توپین جو لوٹ پائی تہین اوسی طرح پر لگا دین دیوار توڑ دی علی بیگ خان
وغیرہ جو وزیر کے روبرو وہان کے قلعہ دار تھے لاچار ہوکر امان خواہ ہوئے قلعہ تسخیر ہوگیا راو شتاب راے
انکی مال و آبرو کا ضامن ہوا ... وزیر کے ضامن ہوا اونکو قلعہ سے نکال دیا علی بیگ خان وغیرہ ملازمان
وزیر مرخص ہوکر اپنے آقا کے پاس سدہارے اور راو شتاب راے نے باتفاق ... اعانت راجہ بلونت سنگہ
کی دونون صوبہ کا بندوبست خصوص اودہ کا جیسا کہ ممکن تھا کیا اکثر محالات مین عمال مقرر کئے اکثر لوگ
فوج عالیجاہ سے مانند میر روشن علی خان اور شیخ فرحت علی مع برادران اور شہسوار بیگ تورانی
قاتل ستر امیٹ کو ملازم کر کے متعین صوبہ و محال کیا جب نہضت وزیر کی خبر تحقیق ہوئی جنرل بہادر مع
راو شتاب رای اور میرزا نجف خان کے عازم مقابلہ ہوا اور عمال کو مع فوج نو کے جا بجا چھوڑ الحق کہ شتاب رای
بندوبست صوبہ مین باوجود عمل دیرینہ وزیر کے جو کہ عہد سعادت خان برہان الملک سے تھا بہم کر کے
اکثر جگہ کا انتظام کیا لیکن بعض ملازمان کی نکحرامی اور ناحق شناسی مانند زمینداران وغیرہ خصوص راجہ بلونت
کہ ہیچ اس امر کے نہایت موید تھا

دوسری لڑائی وزیر کی باتفاق راو ملہار مرہٹہ کی انگلشی سے اور مغلوب ہونا

جب راو ملہار نے وزیر سے شریک ہوکر اجابت دعوت کی وزیر پیشتر کو چلا جماعہ افاغنہ نے جنکا
وعدہ رفاقت تھا قدم نہ رکھا عماد الملک چند لوگ سے ظاہر اد کو پہونچکر تماشائی تھا صاحب مقدور
رکہنا تھا اور نہ اسکے ہاتھ سے یہ کار برآمد ہوا فی الحقیقت جب دونون لشکر سے باہم ملاقات ہوگئی اور
جانبین سے زد و خورد نمایان قوم مرہٹہ کہ آواز اور صدمہ توپ سے آگاہ نہ تھے گہبرا گئے اور بغلین جہانکنے لگا

ادر آمادۂ فرار روبرو ہونے دون میدان شجاعت سے ہوئے **القصہ** کوڑہ کے اطراف مین مقابلہ فیمابین ہوا
ہلکی سی لڑائی مین مرہٹہ کے ہاتھ سے میر ٹوپیلی ہوگئے سید ہا گوالیار تک بہاگا چلا گیا وزیر بہی ہمراہیون کی حرامکی
عدم دلدہی سے بازپس ہوا اسیوقت کہ فوج انگلشی صوبۂ الہ آباد سے بعزم مقابلہ میر کرنگ ہولی تہی بعض
افواج مرہٹہ نے بموجب اپنے ضابطۂ مستمرہ کے فوج انگریزی کو میدان مین محاصرہ کرکے اپنے تنگ وتاز
سے مشوش کر رکہا تہا چنانچہ المکریتہ راو شتاب رائے چند لوگون سے محصور ہوا قریب تہا
کہ مرغ روح اس کشمکش سے اوڑجاے مگر کیا خوب بہادری کی داد دی اپنے ہاتھ بزور تیر ونیزہ اپنی آبرو
قایم رکہی تا آنکہ فوج انگریزی نے کمک پر آکر اس دار وگیر سے رہا کیا کہ الحق راو شتاب راے اکثر اوصاف
موصوف تہا اور اس زمانے مین اکثر روسا سے ممتاز اور اکثر اعیان بکثرت سے طمطراق مین فوق رکہتا تہا
انشاء اللہ المستعان اوسکا حال اسکی شجاعت اور دلیری اور شمامت کا جہان پر کہ اسکی نیابت کا حال کہ صوبۂ عظیم آباد مین
حکومت رکہتا تہا عنقریب بیان کرونگا اوسی ذیل مین یہ بہی حال بکمال وضاحت سے حوالۂ قلم ہوگا
علی ابراہیم خان بہادر نے الہ آباد سے حسب تجویز بینی بہادر کے چاہا کہ لشکر وزیر مین جاکر بینی بہادر سے
ملحق ہو چند کوس بہی شہر سے برآمد ہوا تہا کہ وزیر کی شکست مکرر کی خبر سنی اور واپس ہو کر مدت تک
اوس گرد نواح مین پوشیدہ رہا تا آنکہ جب وزیر وانگلشی سے صلح ہو گئی وہ گوشہ گزین ظاہر ہو کر
مرشد آباد آیا ذکر اسکا مظفر جنگ نایب نظامت مرشد آباد کے ذیل مین انشاء اللہ تعالی تحریر ہوگا
القصہ وزیر نے دوسری بار شکست کہا کر فرخ آباد کی راہ لی افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی
جستجو کرنے لگا ہر ایک مصلحت بہی دیتا تہا مگر چونکہ دلی بات نتہی پذیرا سے وزیر نہوتی تہی آخر الامر
احمد خان بنگش خلف محمد خان غضنفر جنگ نے باوجود عداوت دیرینہ کے بمقتضای جوانمردی صاف
صاف شجاع الدولہ سے کہدیا کہ جماعۂ افاغنہ سے امید اعانت رکہنا محض توہمات ہی مفت مین
اپنا روپیہ امید وتوقع مین برباد کرتے ہو ہر وقت سیکے نقصان مایہ دوم شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا
پس میرے نزدیک مناسب ہے کہ چند معتمدان ہمراہی کے ساتھ دشمن پر دوڑ کرو اگر حیات
مستعار باقی ہے فتح وفیروزی حاصل ہے ورنہ باآبرو جان نثار ہو جئے اور اگر یہ نامنظور ہو تن تنہا
انگلشی کے پاس چلے جاو چونکہ اونکا کام عقل ودانش مندی سے خالی نہین ہوتا ہی یقین کہ در پے
ضرر نہون بلکہ تمہارے خاندان کی عزت وشان کے دیکہنے سے یقین کہ تمسے باعزت پیش اوین
اسی عرصہ مین بعد فتح قلعہ الہ آباد اور نیز دوسری شکست سے وزیر فتح وفیروزی سے نہایت دلگیر ہوا
اور محافظان چنارہ نے یہ واردات دیکہکر قلعہ سردار انگلشی کے حوالہ کر دیا بعضے انمین سے ملازم بادشاہ رہی

اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے

وزیر کا حسب نصیحت احمد خان بنگش کے سرداران انگلشی سے صلح کرنا

وزیر نے صلاح احمد خان بنگش کی درست پائی چند ندیمون کے ہمراہ پالکی پر سوار ہوکر لشکر انگلشی کو روانہ ہوا اس بارہ سوار سے زیادہ ہمراہی مین تھا جب تھوڑی دور پر پہونچا جنرل کرنگ کو خبر ملی کہ وزیر اس طرح سے آتا ہے متحیر ہوکر بعد تحقیق خبر مع راو شتاب رائے وغیرہ چند سرداران کے استقبال کو روانہ ہوا وزیر نے جنرل کو استقبال مین آتے ہوئے دیکھکر پالکی سے اوتر معانقہ کیا اور جنرل نے مع کل سردار اور راو شتاب رای وغیرہ کی قدر دکہلائی اور پیادہ پا ہمراہ ہوکر اپنے خیمہ مین لایا ضیافت کی طیاری ہوئی ادب و آداب مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا وزیر نے بعد طعام و استراحت خوشی و خورم اپنے خیمہ گاہ کی راہ لی اور دو تین روز مین بوسیلہ راو شتاب رای کے فیمابین مصالحہ ہوا اور جمع ہوکر ایماے انگلشی کے جمیع اپنے ملازمین طلب کرکے حاضر کرالئے لشکر جنرل اور وزیر نے باہمدگر آمد و رفت ہوتی تہی راو شتاب رای دونون طرف کی رضامندی مین ساعی تہے ہان وزیر کی خدمت زیادہ منظور تہی اور بمقتضائی نمکخواری کے قبل اس سانحہ کے ملازمان شجاع الدولہ مین رفاقت بینی بہادر سے کرتے میر قاسم خان کہ عظیم آباد سے منسلک تھا اس باعث سے عزت وزیر کو وجہ ہمت اپنا سمجھتا تھا اور بیچ اس انصرام مرام کی سعادت دارین حاصل کی اور مورد تحسین دوست و دشمن ہوا

فرار وزیر و انگلشی کا بیان اور وزیر کا اپنے صوبہ کو جانا

اسمین صلاح قرار پائی کہ شجاع الدولہ پچاس لاکہہ روپیہ جو اوسکی لڑائی مین خرچ پڑا انگلشیہ کو دے نصف نقد اور نصف صوبہ پر تنخواہ کردی اور جو کچہہ اوسکے صوبہ سے تحصیل ہوا ہو وہ مجرا اسے اور صوبہ الہ آباد مخصوص واسطے بادشاہ کے اور بادشاہ وہین پر اپنی معاش کرے اور میرزا نجف خان بہادر جو کہ رفیق بادشاہ اور انگلشیان ہوا تھا ملازم بادشاہ رہکر لاکہہ روپیہ سالیانہ منجملہ مالگذاری بنگالہ سے پایا کرے اور ایک فوج انگلشی بادشاہ کی اعانت پر الہ آباد مین رہے اور کوئی ایک انگلشی وزیر کی خدمت مین بطور درمیانی کے رہے مگر اوسکے فعل سے کچہہ غرض نہین اس عہد کے بعد طرفین سے دوست و دشمن برابر دوست دشمن سمجھے جاوین اور ہمدگر کی مدد اور کمک پر وقت ضرورت حاضر رہین اور جسکی مدد پر جاوین اوسے خرچہ فوج مدد دینا ہوگا اور راجہ بلوند سنگہ زمیندار بنارس جو بنا بر رفاقت بادشاہ اور انگلشیہ کی وزیر کے حضور مین مفرر ہوا تہا اوسنے قصور انگلشیہ سے معاف کراکر وزیر کی خدمت مین اپنی ضمانت سے مقرر کرایا عہدنامہ مذکورہ طرفین کے مہر و دستخط سے مرتب ہوا اب وزیر کو بجز ادای زر معہودہ نقد کی اداکرنے کے اور کوئی اضطراب نہین رہا

بیگانگی کرنا وزیر کی والدہ و اقربا وغیرہ کا ادا سے زر مین اور کام آنا اوسکی بی بی کا

وزیر کو ادا سے زر معہودہ کی فکر ہوئی ہر ایک اپنے رفقا سے بموجب اوسکی دست رسی کی تکلیف زر دیا تھا
اور اسیطرح اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون سے مکلف ہوا اور یہ لکہا کہ بعد ادخال اسقدر زر کی
میری رہائی ہوتی ہے سنا گیا کہ ہر ایک شخص نے جیسی توقع کیا تھا اور فی الحقیقت اسکی زر مجوزہ کے
ادا کی طاقت رکہتا تہا کسی نے نصف اور بعض نے ثلث اور بعض نے ربع کا اقرار کر کے بہیدیا حتی کہ
اوسکی مان اور سالے اور غلام اور ملازم بہی اسیطرح مسلوک ہوئے مگر ہان اوسکی بی بی نے جسقدر نقد اور
جواہر اور طلا اور نقرہ کے ظروف تھے اور اوسکی لونڈیون کے پاس میسر تہا حتی کہ ناک کی نتہہ جو موتیونکی
شوہر کے واسطے باوجود ممانعت خوش آمد گویون کے بہیجدیا اور ناصحون کو جواب دیتی تہی کہ جو کچہ مجہہ میرے
وہ وزیر کی سلامتی تک چاہیے اوسکے بعد یہ اسباب وغیرہ میرے کسی کام کا نہین درحقیقت اگرچہ عورت تہی
مگر وہ اوسکی ہمت مردانہ اور حق شناسی اور پاس وفا اس مقام پر یہ پہبتا ہے ع زن خوب فرمان بر
پارسا ✽ کند مرد درویش را بادشاہ ✽ شجاع الدولہ بہی بعد امتحان کے جو کچہ اوسکی مصارف ضروریہ
سے بچتا اپنی بی بی کو حوالہ کرتا ع دہ مرد بود کز زنے کم بود ✽ القصہ بعد سر انجام مہمات موجودہ کی
بانی کے واسطے جواہر گران بہا بعد تشخیص قیمت کے انگریزون کی رہن کردیا اور اپنے اہل و عیال کو حافظ
رحمت خان کے ملک سے طلب کرلیا اور قلعہ چنارہ کو قلعہ الہ آباد کے عیوض مین انگلشیہ سے لے لیا
اور بادشاہ کی خدمت مین ایک کو نایب وزارت اور ایک کو نایب فرانسیسی دیکر خود صوبہ فیض آباد کو روانہ ہوا
اس مقام کی نیو برہان الملک سعادت خان نے ڈالی تہی اور شجاع الدولہ نے تکمیل و ترمیم کی باقی
احوال اسکا اور شاہ عالم بادشاہ اور عالیجاہ کا دفتر سوم مین لکہا جاویگا اب وضع اور انتظام ملک کا
جو انگلشیہ نے اجرا کیا لکہکر یہ دفتر ختم کیا جاتا ہے

**روزنامچہ دوست جلوس کرنے نجم الدولہ کا بنگالہ کی ایالت پر تجویز ارباب کونسل کلکتہ سے
اور جانا شمس الدولہ ہنری ونسترت کا اپنے ولایت کو اور آنا لارڈ کلیف ثابت جنگ کا
ولایت انگلنڈ اور دار الملک لندن سے اس ملک کی انتظام کو اور رفع شورش
فساد اور جو حالات بسبب میر قاسم خان کے اس ضمن مین وارد ہوے**

جب میر جعفر خان جہان فانی سے گذرا اور شمس الدولہ ہنری ونسترت گورنر کلکتہ نے سنا کہ لارڈ کلیف
ثابت جنگ کو صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد کا اختیار ملا وہ ولایت انگلنڈ سے آتا ہے اپنا رہنا نامناسب سمجہکر
قبل اوسکے آنے کے روانہ انگلنڈ ہوا اور بقیہ اصحاب کونسل کاروبار کرنے رہے بعد مرنے میر جعفر خان کے

قرار پایا کہ نجم الدولہ معروف بمیر پہلوری جو لڑکا میر جعفر خان کا جو منی بیگم کے بطن سے تھا باپ کی جگہ
مسند آرا ہوا اور اوسکا خطاب نواب کول سے موافق صلاح کے کار بند رہے جب یہ تجویز ہو لی تہی مسٹر ملتن صاحب
مرشد آباد اور مسٹر جانسن صاحب کلان ہر دو ان نے مرشد آباد مین آکر اپنے سامنے اوسے مسند نشین کیا
اوسنے کسیقدر دونون صاحبون کی تواضع کی نجم الدولہ چند روز ناظم مقتدر اور نندکمار دیوان مدار المہام تہا
میر محمد کاظم خان برادر میر جعفر خان ناظم عظیم آباد کا اپنے بہتیجے کی نیابت پر مقرر ہوا اور راجہ دیپ نراین
چہوٹا بہائی راجہ رام نراین کا دیوان مدار المہام اور رائو شتاب رائے دیوان بادشاہی مقرر ہوئے
لیکن جماعۂ انگلشی سے نہایت موافق مخصوص بجبر کرنگ سے شجاع الدولہ نے بنابر مصلحت کے
پرگنہ ماہول جسکا حاصلات ایک لاکہہ روپیہ کے برابر تہا نواح اعظم گڈہ اور جون پور مین بطور جاگیر کی
اوسکو عطا فرمایا تہوڑی مدت اس صورت سے منقضی ہولی کہ نندکمار بسبب آزردگی گورنر ہنری
ونسٹرٹ شمس الدولہ بہادر کے حسب الطلب کونسل کے کلکتہ گیا لیکن اپنے عہدہ سے معزول نہ تہا
اوسکے عملہ کام کرتے تہے شمس الدولہ نے اوسکے عیوب کی مجلد کتاب بناکر اپنے بہائی جارج ونسٹرٹ
ہوشیار جنگ بہادر کو دیکہ گیا تہا کہ جب لارڈ کلیف آئے اور کونسل مین بیٹہے اوس کتاب کو اوسی
مجمع مین پڑہے اس سبب سے ارباب کونسل نندکمار کو کلکتہ سے باہر نہین جانے دیتے تہے اور وہ اس
انتظار مین تہا کہ لارڈ کلیف آئے کیونکہ جب وہ لارڈ ندکور کرنیل اور سراج الدولہ کا زوال اور میر جعفر خان کا
اقبال سنا منشی اور مقرب اوسکا تہا جانتا تہا کہ ہر وقت اوسکے ورود کے ترقی پاویگا تا آنکہ لارڈ کلیف بہادر
ثابت جنگ آئے اور ہوشیار جنگ نے وہ کتاب حرف بحرف گوش گذار کئے ہرچند نندکمار منظور نظر
لارڈ کلیف بہادر ثابت جنگ تہا مگر شمس الدولہ نے ایسی جولانی کی تہی کہ لارڈ کلیف کی نظر سے مانند سنگ
نندکمار گرا اور عہدے سے معزول ہوا کلکتہ سے جانے کی اجازت نہ ملی

ذکر محمد رضا خان کا عروج مراتب اعلی پر مدد تقدیر

بعد معزولی نندکمار کے محمد رضا خان خلف حکیم ہادی خان عقیلی شیرازی جو میر جعفر خان کے دوسرے عہد مین
چکلہ جہانگیر نگر کی نیابت رکہتا تہا بیاوری تقدیر مورد الطاف لارڈ کلیف ثابت جنگ ہوا اور سفارش
سے نجم الدولہ کی نیابت اور کل صوبہ بنگالہ کے حل وعقد معاملات مین نامزد ہوا اور محمد رضا خان بہادر
مظفر جنگ کا خطاب پایا اور آہستہ آہستہ خطاب معین الدولہ مبارک خان خانسامان کا پایا نوبت
اور ماہی مراتب اور حکم سواری پالکی کا حاصل کیا چونکہ لارڈ کلیف بموجب خبر انقلاب ممالک بنگال
اور عظیم آباد کے اور بنابر استقبال میر قاسم خان اور انتظام ملک کے مقرر ہوا تہا اور یہ امر

ولایتیون کے نزدیک دشوار تہا لہذا الیٰ مرتبہ بڑہا کہ یک بارگی کرنیلی سے مرتبہ لارڈی کو جو لقب اور خطاب ولایت انگلنڈ ہے بہونچا اور یہان کے کل کارخانجات مین اسقدر ذی اختیار ہوا کہ اب تک کسی گورنر کو نہین ملا مگر نواب گورنر جنرل عماد الدولہ بہادر مسٹر ہشٹنگ جلادت جنگ جسکا مرتبہ لارڈ کلیف سے بہی برابر ہوگیا اور ہند و ولایت مین کوئی شریک نہ تہا لارڈ کلیف بسبب امور مذکورہ کے مانع رائے کونسل تہا لہذا اسیکو خواہ انگلشی یا ہندی ہوا اپنے دلمین نہ لاتا تہا اور بنابر اظہار اپنے اقتدار کے اول جانسن اور مدلٹن کو چہیڑا کہ نجم الدولہ کی مسند نشینی بہتر ہوئی مگر اوسیسے روپیہ لینا بے حساب اور بے جا ہے عاید سرکار کمپنی کرنا چاہیئے دونون سرداروں کو خدمت سے مستوفی ہوکر جوابدہ ہوئے کہ ہمین کمپنی کی نوکری مین آپ کی اطاعت اور فرمان بری ضرور تہی اب ہمنے ترک نوکری کی تمہارا حکم ہمپر نہین ہے اگر کچہہ اور دعوی ہو سرکار بادشاہی مین عرض کرو اور جو کہ درباب ایصال زر سرکار کمپنی کے فرماتے ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ جب آپ وہ روپیہ جو نجم الدولہ کے باپ سے لیکر سراج الدولہ کے بعد ریاست پر منتقل ہوا تہا داخل کمپنی کروگے ہم بہی یہ روپیہ داخل کر دینگے لارڈ کلیف بسبب مستوفی ہوجانے کے اونکی تعرض سے لاچار خاموش ہوا جانسن تو ولایت گیا اور مدلٹن بعد استعفا چند مدت تک ہندمین تجارت کرتا رہا اور پہر نوکر ہوکر بڑا صاحب مرشد آباد کا تہا کہ اوسکی موت نے آگہیرا موضع بیتی متصل شاہ آباد جو فیمابین راہ عظیم آباد اور مرشد آباد کے ہے مرا اور کوہ بیتی پر مدفون ہوا اوسکی قبر دور سے دکہلائی دیتی ہے اس شخص کی مروت اور ترحم کی شہرت ہے یقین ہے کہ عمدہ شخص ہوگا فہم وخوبی مین ڈاکٹر ولیم فلرٹن وغیرہ اور جرات اور ہوشیاری جنگ مین کرنیل گاڈرڈ اور دانائی اور پاس حقوق اخلاص اور آشنائی اور معاملہ فہمی اور خبر رسی اور معاملات فہمی مین ہوشیار جنگ جارج ونسترٹ اور حسن اخلاق مین بے نظیر مسٹر اندرسن اور مسٹر ایت ممتاز مین اور رشک اماثل اور اقران مین اور بہائی مسٹر اندرسن کا بہی سنا جاتا ہے کہ برادر بابرادر بلکہ بعض علوم خصوص ہندسہ مین بہائی سے بڑہکر ہے مثل انکے ان اشخاص مین کمتر دیکہا گیا

ذکر خودکشی مسٹر بلرس اور مطعون ہونا اوسکا

مسٹر بلرس جو عظیم آباد کا صاحب کلان تہا بسبب قلت شعور کے بتبع مسٹر مدلٹن اور مسٹر جانسن کا کرکے کمپنی باغ سے جو کہ باقی پور مین ہے اور اون دنون مین باہر صاحب کلان وہین پر رہتا تہا بڑے کروفر سے سوار ہوکر قلعہ مین آیا اور میر کاظم خان کو عظیم آباد کی نظامت دیکر کسیقدر صرفہ بہم بہونچایا اور بعض ہندوؤن کی مصاحبت مین رہنا ظاہرا بعض حرکات نامناسب کا مرتکب ہوا تہا

کہ لارڈ کلیف کا اقتدار سکّہ بند پرس کوڈر اورا پنے ہاتھ کر چ مار کر مرگیا اور باغ باقی پورین
مدفون ہوکر اپنی قوم مین مطعون ہوا اور جنرل کرنگ جو کہ سابق سے لارڈ کلیف کا دوست تہا اسوقت مین
مصدر حل وعقد جمیع امور ہوا چونکہ ڈاکٹر اور جنرل مذکور سے اول دوستی اور آخر مین بد اتفاقی ہوگئی تھی
کچہ سوچہا کر ڈاکٹر فلرٹن کو برطرف کرادیا ڈاکٹر بیچارہ ناکام دوستون سے مرخص ہوکر ولایت گیا اور وہ سوا سپے
جیند شرطون پر کرگیا تہا مگر ہنوز واپس نہ آیا اللہ تعالے جہان رکہے خوش وخرم رکہے

الہ آباد جانا لارڈ کلیف کا بنا بر ملاقات شاہ عالم بادشاہ اور شجاع الدولہ آصف جاہ سے اور حاصل کرنا سند دیوانی خالصہ ہر سہ صوبہ بنگالہ اور اوڑیسہ اور عظیم آباد کا اور انقلاب بندوبست

لارڈ کلیف نے بعد ورود کلکتہ اور آگاہی بعض امور ضروریہ کے الہ آباد کی نہضت کی وزیر الممالک شجاع الدولہ بھی
فیض آباد سے حسب اشعار لارڈ اور نیز التماس راو شتاب راے کے قاصد الہ آباد ہوا اور میرزا کاظم
نام ایک شخص کو جو ولایت زا اور حسن رضا خان نواسہ حاجی احمد خان ولد جولد خان مرحوم کا داماد تہا
اور میر قاسم خان کی حکومت مین علی ابراہیم خان بہادر کی دستگیری سے پرگنہ سہسرام اور چین پور کا
عامل ہوا تہا لارڈ مذکور جو ہنگام اقامت دکہن کے اوسسے آشنا تہا اسوقت مین اوسکے حال پر راضی ہوکر
ایک لاکہ روپیہ عطا فرما کر اپنا مصاحب بنایا ظاہرا یہی شخص واسطے سوال جواب دربارہ تحصیل عروج
محمد رضا خان کے ہوا چونکہ محمد رضا خان راو شتاب راے کی شراکت مطلقاً نہین چاہتا تہا
یہ چاہتا تہا کہ بادشاہ اور وزیر کے حضور مین بہی راو مذکور کا واسطہ نہو میرزا کاظم اس مہم کا بہی متکفل ہے
لہذا اس امر کی تقریب جنرل سے مخفی لارڈ کلیف سے کی اور میرزا سے مذکور اسی امید پر لارڈ کے ہمراہ گیا
اور لارڈ کلیف نے بروقت پہونچنے عظیم آباد کے میر کاظم خان برادر میر جعفر خان اور راجہ دہیرج نراین
اور راو شتاب راے سے ملاقات کرکے قدر افزا ہوا ہر ایک کے عقل وشعور کو میزان جو ہمین تولا
راو شتاب راے کو لایق واسطہ پاکر ہمراہ لیا میر کاظم خان کو مرد سادہ لوح دیکہا دہیرج نراین کو
بطبع دنیوی اوسکے حقوق فراموش کرکے اوسکی بیقدری کار دنیا مین ظاہر کی اور نیابت عظیم آباد کا
اپنے واسطے خواہان ہوا لیکن لارڈ نے اس سفر مین عزل ونصب مناسب نہ سمجہا راو شتاب راے کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب الہ آباد پہونچا بعد حصول حضوری بادشاہ اور ملاقات وزیر کے جو کچہ
کہ چاہتا تہا ظاہر کیا اور ہر سہ صوبہ کی دیوانی کا فرمان وزیر اور بادشاہ سے اسکے نام لکہا

چونکہ وزیر اور بادشاہ دونون اس جماعۃ کے مغلوب ہر طرح سے تھے ناچار قبول کرکے سند تحریر کردی
اور چھبیس لاکھ روپیہ تینون صوبہ کی مالگذاری مقرر ہوئی کمپنی کی مہر سے قبولیت لکھکر دفتر شاہی مین داخل کردی
اسطرحکا امر عظیم بدون کسی توسل کے نہایت سہولیت اور آسانی سے کہ خرید فروخت خر باربردار اور
اسپ راہوار کے بھی ایسی جلد ممکن نہین ہوگیا لارڈ نے اپنی دارالحکومت کلکتہ کو معاودت کی اور
کرنیل اسمٹ کو جو بعد جانے لارڈ کے ولایت مین جرنل ہوا سردار فوج انگلشی کرکے الہ آباد مین
بحضور بادشاہ چھوڑا لیکن فی الحقیقت وہ حاکم تھا اور بادشاہ محکوم وہ قلعہ مین رہتا تھا اور حضرت
بیرون چھاونی مین جو کہ خود تعمیر کرائی تھی جرنیل نقارہ نوبت بادشاہی کے دھون دھون سے جو قلعہ مین تھا
ناخوش ہوا نوبت نوازون کو ممانعت ہوئی پیچھے سے ہرگاہ پانچ روز نوبت اوسنے القصہ شتاب راے کا
حسن سلیقہ اور طلاقت بیانی اور دو تنخواہی کمپنی اور اصحاب کمپنی کی رفاقت سے منظور نظر لارڈ ہوا
میر کاظم خان امید بستہ سے محروم ہمراہی مین واپس آیا اور علی ابراہیم خان بہادر جو کہ وزیر اور بینی بہادر
کی رفاقت مین عزت اور احترام سے بسر کرتا تھا لیکن غربت مین بے باربرداری کے رنج سے مکدر رہتا
میرزا لے مذکور نے نظر بحقوق خاندان مذکور کے جو کہ زمانہ عالیجاہ مین اوسکے ساتھ کئے تھے مرشدآباد بلاکر
لارڈ سے ملاقی کرایا اور علی ابراہیم خان نے بسبب الفت یاران اس شہر کے قبول کیا اور مرشدآباد
پہونچکر رفقائے مظفر جنگ مین منسلک ہوا اگرچہ کمال عزت مین بسر کرتا تھا مگر جیسا کہ چاہیے قدردانی
نہوتی تھی لارڈ کلیف نے عظیم آباد پہونچکر میر محمد کاظم خان کو صوبداری سے معزول اور راجہ دھیرج نراین کو
مقرر کیا اور میر کاظم خان کیواسطے لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا وہ سراج محل اکبرنگر مین جو اوسکا مولد اور وطن تھا
سکونت گزین ہوا اور اپنی حسن نیت سے کمال نیکنامی مین بسر کی لارڈ کلیف چندروز عظیم آباد مین رہکر
کلکتہ کو روانہ ہوا جب وہان پہونچا انصرام مہام مین مشغول ہوا مسٹر سکس کو صاحب کلان اور شریک
انتظام ملکی اور مالی کا چکلہ جہانگیرنگر مین جسارت خان مرحوم کا کیا اور چکلہ بردوان کو ہندیون کی شراکت سے
لیکر دو تین روسائے معتمد ولایت کے حوالہ کیا۔ میر رفیع الدین حسین خان بہادر سپہدار جنگ خلف
سیف خان بن عمدۃ الملک امیر خان چوبدار کابل کو جسنے بروقت روانگی لارڈ کے جانب الہ آباد کے
جو عین برسات مین ہوئی تھی بسواری کشتی مونگیر مین پہونچکر اپنی ملاقات سے خوش کیا تھا ملک پورنیہ
کی حکومت بدستور بحال رکھی اور اوسکی مالگذاری بنگالہ کے نظامت مین حسب دستور سابق مقرر ہوئی
جسکی نہایت کمی ظاہرا زیادہ پانچ چھہ لاکھ روپیہ سے نتھی لیکن غفلت ورزی سپہدار جنگ سے اور
نمکحرامی عسکر علی خان اوسکے پیرزادہ کے سبب سے بعد دو تین سال کے اوسکے قبضہ اختیار سے نکل گیا

ذکر اسکا انشاءاللہ تعالے تحریر کیا جاویگا اور جو جاگیرات اور التمغا اور املاک لوگون کی مہابت جنگ کے عہد سے مقرر تہین اور کسیکو اونسے تعرض نہین رہا اصحاب انگلشیہ نے بہی اوسیطور سے واگذاشت کر دی کسی سے تعرض نہوئے یہ سب فضل خدا اور احسان انگلشی سے ہے ورنہ کوئی امیر بہی اس دیار کا اس ملک مین کیا بلکہ آسمان کے نیچے کہین زیست بسر نہین کر سکتا تہا اور نیز تغیر اور تبدل بادشاہ اور اوسکے متصدیان خیانت پرست کی آفت سے نجات نلی انگلشیون نے یہ بنا ڈالی کہ جو قطعہ جسکے قبضہ مین ہے اوسکے بعد اوسکے آل اور اولاد کے نام پر برقرار اور بحال رہیگا شکر خدا ہے کہ ہنوز یہی قاعدہ سلوک ہے اور آیندہ کو بہی یہی امید ہے

یہان ذکر نجم الدولہ کے انتقال کرنے کا اور سیف الدولہ اوسکے بہائی کا جلوس فرمانا

جسوقت کہ لارڈ کلیف آلہ آباد کے ارادہ سے مرشد آباد پہونچا اور بلدہ مذکورہ سے کوچ کرکے صلاوق باغ مین نزول کیا نجم الدولہ اور مظفر جنگ نیابر مشایعت باغ مذکور تک آئے اور بعد رخصت کرنے کے اپنے گہر معاودت ہوکر پہونچے نجم الدولہ کو ہیضہ ہوا بتاریخ بیستوین ذیقعدہ ۱۱۷۹ ہجری کو اس دار فناسے عالم بقا کو رحلت کی اوسکا چہوٹا بہائی سیف الدولہ جلوس فرما ہوا یہ شخص حسن خلق اور رافت مین فرد تہا چند روزہ حکومت مین نیکنامی سے جان فشان ہوا اگرچہ صاحب اقتدار نتہا مگر جہانتک دسترس ہوتا کوتاہی نکرتا

راؤ شتاب راے کو نیابت عظیم آباد کی ملنا

آلہ آباد سے جب لارڈ کلیف معاودت ہوا شتاب راے کو حکم ہمراہی صادر ہوا اوسنے چند وجوہات سے چند روز کے بعد وعدہ حاضری کیا چونکہ والد بندہ نیابر وقوع روزگار کے قلیل جاگیر مین راضی ہوکر گوشہ گزین تہا مگر پہر بہی ملاقات حاکم وقت کی جو تازہ سند آرا ہوتا بنابر حفظ وسلاست دو ایکمرتبہ کرتا تہا نظر برین لارڈ کلیف کی ملاقات کو عظیم آباد آیا چونکہ آنا جانا نہایت جلدی مین واقع ہوا اور قبل پہونچنے والد کے وہ عظیم آباد سے اول نکل گیا تہا لہذا والد مرحوم نے چاہا کہ سید علیخان بندہ کے بہائی کو جو رالبوہ بیگم محمد رضا خان کی ساس سے رابطۂ اتحاد رکہتا تہا اور شتاب راے کی ہمراہ مرشد آباد پہونچے لہذا ایک قطعہ خط مشعر اظہار مضمر اور التماس اعانت انجاح مرام کے دربار انگلشی کے اور نیز روانگی فرزند نیابر حصول بعضے سند کے ناظم بنگالہ کی مہر سے لکہکر اوسکا استمزاج کیا اوسنے مردمی اور وقت شناسی پر نظر فرماکر اقرار انجاح مرام جواب مین رکہا

چند روز کے بعد جب ارادہ کلکتہ گیا مرلیدہر ہرکارہ جو کہ مرد عیار اور مدت سے رکن عمدہ نظامت
عظیم آباد کا تہاتہ مدعا سے رسائی کرکے راو مذکور کے ہمراہ ہوا اسے مذکور نے اوسکو شراکت
انتظام مہام نظامت کی تکلیف دی اوسنے بنظر رفع بدنامی بڑی بے پروائی سے اول عذر کیا مگر مسموع نہوا
شتاب رای وجع مفاصل کے عارضہ مین جو بسبب مادہ آتشک کے ہے مبتلا ہوا لارڈ نے اپنا ڈاکٹر
اسکے علاج پر مقرر فرمایا اور اوسنے بخوبی علاج کی عجیب یہ کہ ایسے مرض شدید کو جو نہایت شدت مین تہا
حبس دوا مین کہ سیماب تہا دو نوہفتہ کے پہونچون تک استعمال کرانے سے مطلق زایل کردیا راو
موصوف نے دس ہزار روپیہ ڈاکٹر کو انعام دیا بعد شفا کے خطاب مہاراجگی اور بہادری اور
اضافہ منصب پنجہزاری اور لست پنج ہزار روپیہ ماہواری درماہہ اخراجات نظامت اور پنجہزار روپیہ
ذات خاص علاوہ جاگیر کے جو عظیم آباد مین تہی اور شراکت وہیرج مزاین اور مسٹر مدلٹن صاحب کلان
کوٹہی عظیم آباد سے سرفراز ہوا اور مہر سیف الدولہ ناظم صوبہ کی اسکے سپرد ہوکر رخصت اور
معاودت ملی والد کے امور خواہش مرشد آباد مین سید علی خان بندہ کے بڑے بہائی کی سعی سے
اور نیز رابعہ بیگم کے حسن سلوک سے درست ہو گئی تہی کہ مہاراجہ شتاب راے بہی مرشد آباد پہونچا

ذکر رحلت کرنے والد مورخ کا اس جہان فانی سے بموجب آیۃ کریمہ کل نفس ذائقۃ الموت

اندنون مین بندہ ڈاکٹر فلرٹن کی سفارش سے مسٹر مسیح کی رفاقت مین جو کہ عمدہ روساء انگلشیہ
کوٹہی بنارس کا مدار علیہ تہا اوس شہر مین آیا اور حضرت شیخ محمد علی حزین کی خدمت مین مشرف ہوا
والد قصبہ حسین آباد اپنے بسائے ہوئے مین مع متعلقون کے رہتا تہا ناگہان تہل سا عارضہ تپ لاحق ہوا
سناگیا کہ مادہ دماغی ہوکر سرسام ہوگیا لیکن چندان حواس مین خلل نہ تہا بیماری کے بارہوین روز یکشنبہ
تاریخ سوم جمادی الثانی ۱۱۷۹ہجری کو اول روز رنگرائے عالم بقا ہوکر اوسی قصبہ مین مدفون ہوا
اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ بآبائہ الصالحین اس واقعہ کی خبر بمقام بنارس مین بندہ کو ملی والدہ ماجدہ
اور برادر مہربان میرے تقی علیخان وغیرہ کے خطوط بندہ مورخ کے طلب مین آئے بندہ مورخ
لاچار ترک رفاقت مسٹر مسیح کرکے عازم حسین آباد ہوا مسیح مذکور مانع تہا بندہ مورخ کی جدائی
منظور نہ تہی کہتا تہا کہ تہوڑی مدت میرے سفر آخرت مین باقی رہی تمنا ہے کہ دم واپسین تک تم
میرے پاس سے جدا نہو مگر بندہ مورخ کی کم نصیبی اور والدہ وغیرہ کی اضطرابی نے نہ رہنے دیا اور
بجا اوری ارشاد ایسے بزرگوار کی نہوئی کہ اس دولت بے بہا سے سرفراز ہوتا مگر قسمت کا تدارک

کچھہ نہین ہوسکتا ہے بیت ہندستان قسمت راجہ سود از رہبر کامل چو کہ خضر از آب حیوان تشنہ مے آرد سکندر را ۔ بہرحال بندہ مورخ حسین آباد پہونچا اور واقعہ والا کی خبر مرشدآباد پہونچی مہاراجہ شتاب راے اور سید علی خان مدت تک مرشدآباد مین رہے بحالی جاگیر کی سندین بندہ کا نام حاصل کر کے عازم عظیم آباد ہوئے

عظیم آباد مین مہاراجہ شتاب راے کا آنا اور دہیرج نراین کا براہ حماقت دلتنگ ہونا

جب مہاراجہ شتاب راے وارد عظیم آباد ہوا از راہ دانائی اور عقلمندی فیصلہ معاملات کیواسطے قلعہ بادشاہی مین دربارداری مقرر کی تاکہ نہ اپنا گہر ہو نہ دہیرج نراین کا اور مقرر ہوا کہ وقت معین پر صاحب کلان انگریسی پر جلوس کرے اور اوسکی کرسی سے روبرو مسند طویل بچہے جسکے ایک طرف دہیرج نراین مدعی نظامت اور دوسری طرف مہاراجہ شتاب راے بیٹہے اور ایک ایک تکیہ دونون کے لئے رکہے جاوین جو سند اور پروانہ لکہا جاے دہیرج نراین معمولی طور پر دستخط بعض اوسکے حاشیہ پر کرے اور مہاراجہ ممدوح اوسکے لشت پر بازبہر سیف الدولہ کی اپنے قلم سے کلمہ (دیدہ شد) تحریر کرے دہیرج نراین کو تو غرور نظامت اور رام نراین کی برادریکا تہا اور چندروز خود مختار سرکار رہکر اپنی مہر لگاتا تہا اور چونکہ ناظر حال کوئی دوسرا نہ تہا کام خیانت عہد ماضی کی طرح سے کیا کرتا تہا یہ قاعدہ اوسپر گران گذرا لیکن لاچار تہا لہذا ہمیشہ صحبت ناچاق اور افزایش نفاق ہوتی تہی عملہ نظامت بہی دو حصہ ہوئے تہے نصف مہاراجہ کے متوسل اور نصف دہیرج نراین کے ہمراہ رہے مہاراجہ شتاب راے نے جب کاغذات دیوانی ملاحظہ کئے معلوم کیا کہ بندوبست صوبہ مین بڑی خیانت ہے اور ہر معاملہ مین ہزارہا بالا بالا نذرانہ دہیرج نراین ہے مگر اسکا اظہار نامناسب جانا اور مستاجر جو کہ متعہد گنجایش اضافہ کے ہوئے بہم پہونچاے اور دہیرج نراین سے کہا کہ یا تو عمال سابق سے یہی معاملہ لکہوا لو یا اونکو معزول کرکے اونکی عوض مین انہین مقرر کرو چونکہ دونون صورتون مین نارسائی اور خیانت دہیرج نراین کی ظاہر ہوتی اوسکی رسوائی کا موجب ہوتا تہا اور جمع و خرچ صوبہ مین بہی چونکہ بڑا غایلہ تہا شتاب راے نے دہیرج نراین سے بدریعہ معتمدین نصیحت فرمائی کہ یہ روپیہ کسطور سے داخل خرچ کرنا چاہئے تاکہ اظہار راز نہو جاے مرید ہر شتاب راے کا شریک ہوا چونکہ ہمیشہ سے واقف اسرار انہا اسرار دہیرج نراین کا اظہار کرتا تہا وہ احمق اسی قدر اپنے حقوق پر کہ راجہ رام نراین جنرل کرنگ

اور مسٹر امیت کی دوستی مین مورد عتاب عالیجاہ ہوکر بہرہ و عدم ہوا مغرور تھا اور مہاراجہ
شتاب رای نے افصایح کیا بلکہ اپنے دولتخواہونکی رائے نہ سنتا تھا اور یہ نسمجھتا تھا کہ انگلشی کو بقدر
پاسخاطر نہوگا کہ بنا بر توقل ہونے اوسکے بہالی کے صوبہ عظیم آباد کی جاگیر اوسکو دیدین تاکہ جو چاہے
تمہین کرے بہرحال یہ راز آہستہ آہستہ کہولتے کہولتے لارڈ کلیف اور جنرل کرناک وغیرہ روسائی
انگلشی کے گوش گذار ہوا اول بذریعہ خطوط کے دہیرج نراین کو خواب غفلت سے بیدار کیا
کہ بموجب اطاعت مہاراجہ راو شتاب رای کے اداے زر باقیات کرے وہ ہمیشہ معذرت
لکہتا تہا تا آنکہ لارڈ کلیف کو خدا معلوم کس سبب سے عزیمت ولایت دریپیش ہوئی نئے سر سے
عہد و اقرار شجاع الدولہ سے درباب چند امور کے مخصوص مقدمہ راجہ بلونت سنگہ مین کے
جسکی حمایت سی شجاع الدولہ امین نہ تہا اور شجاع الدولہ کو بہی اوس سے اکثر کام تہے لہذا اقرار ہوا
کہ مقام موضع چہپرا مین ملاقات باہم کرین لہذا لارڈ کلیف کلکتہ سے اور شجاع الدولہ فیض آباد سے
اور منیر الدولہ الہ آباد سے بادشاہ کی نضارت مین اور راجہ بلونت سنگہ بنارس سے روانہ موضع معہود ہوئے

آنا لارڈ کلیف اور شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور راجہ بلونت سنگہ کا موضع چہپرا مین اور معاتب ہونا راجہ دہیرج نراین کا

جب لارڈ کلیف ثابت جنگ بہادر عظیم کے قریب آیا مہاراجہ شتاب رای استقبال کو گیا
اور دہیرج نراین جو ہمیشہ اپنے خیال عزیمت اور اقتدار مین رہا کرتا تہا بڑے کروفر سے بدون اسکے
کہ فکر تقاضاے سیلع واجب الادا کرے واسطے استقبال کے برآمد ہوا جیونہین دورسے دونون کی
سواری لارڈ اور جماعہ انگلشی کی نگاہ مین آئی چونکہ قبل ازین دہیرج نراین کے نام یہ خط صادر
ہوچکے تہے کہ بدون اداے زر باقی کے ملاقات کو نہ آوے لارڈ کلیف نے آشفتہ ہوکر کسیکو بہیجا
کہ دہیرج نراین کو حضور مین آنے کو مانع ہو اور ایک قدم نہ بڑہ سکے فرستادہ نے تعمیل حکم کی
دہیرج نراین کو جبراً واپس کردیا اور ایسے مجمع عام آشنا اور بیگانہ مین جو کہ تبقریب استقبال
حاضر تہے خفت عظیم اوسکو حاصل ہوئی مہاراجہ شتاب رائے حاضر حضور ہوکر شرف ملازمت
اور مورد عنایت ہوا دہیرج نراین نے قرین ندامت لوٹکر جسطور ہوسکا روپیہ سرانجام کرکے داخل بیات ہوا
اور باتفاق عبور گنگا کرکے ہمرکاب لارڈ کلیف اور جنرل کے مع مہاراجہ شتاب رای بجاے معہود پہونچے
اور ماہ محرم سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین شجاع الدولہ اور منیر الدولہ اور لارڈ جنرل اور راجہ بلونت سنگہ کا مجمع ہوا

اور بعد عفو تقصیر راجہ بلوند سنگھ اور تقرر چوبیس لاکھہ روپیہ مالگذاری اوسکے کے سرکار شجاع الدولہ مین اور عہد اور پیمان حفظ وغیرہ کا مقرر ہوا اور عہود و مواثیق وزیر اور بادشاہ کے اور انگلشیہ کے درمیان مین وزیر اور بادشاہ کے تہے انگلشیون کی گواہی سے اور راجہ بلوند سنگھ اور وزیر کے مجدداً تحریر ہوئی اور باہم تحفہ و تحایف گذرے وزیر نے بعد ملاحظہ قواعد سولداوان ولایتی اور عطای چند ہزار روپیہ انعام کے رخصت ہو کر اپنے مرکز دولت کو راہی ہوا اور راجہ بلوند سنگھ بہی بعد ادای پیشکش لایق کے رام نگر کو جولب دریاے گنگ محاذی بنارس واقعہ ہے روانہ ہوا اور منیر الدولہ بہی خوب کامیاب واپس ہوا اور مہاراجہ شتاب رائے نے احوال اختلاف اور خیانت اور نارسائی عملۂ سابق سے لارڈ کلیف سے عرض کی اور کہا کہ اس روپیہ کا وصول راجہ دہیرج نراین اور اوسکے عمال متوسل سے بدون سختی کے متعذر ہے اور چونکہ بندہ اوسکے بہائی کا ممنون احسان ہے اسقدر مبالغہ درباب وصول زر کے نہین کرسکتا مناسب یہ ہے کہ بعد تشریف لیجانے مرشد آباد کے مظفر جنگ کو جو نایب صدر اور مرجع کل معاملات ہے چند روز کے واسطے ادہر تشریف لاے اور بعد بندوبست یہان کے واپس جاوے ہوا لارڈ نے التماس قبول کیا اور ہورد عطوفت بے پایان کرکے مرشد آباد کو عازم ہوا اور دہیرج نراین کی عدم لیاقت اور خیانت ورزی اپنے دلمین خیال کرکے ارادہ کیا کہ اسکو معزول کرکے راجہ شتاب رائے کو بذات تنہا مقرر کرے بالفعل یہ امر پوشیدہ رکہا ✣

جانا لارڈ کلیف کا کلکتہ اور مرشد آباد اور بہیجنا محمد رضا خان مظفر جنگ کو عظیم آباد کی معاملہ کیواسطے

لارڈ کلیف نے بمجرد پہونچنے مرشد آباد کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کو واسطے بندوبست کے عظیم آباد بہیجا محمد رضا خان مظفر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر علاوہ دہیرج نراین کی چشم نمائی کی نظر بند فرمایا اور بعض شخصون کی تالیف قلوب کرکے استفسار خیانت کی اور نیز بعض عمال مانند ساہمل اور محمد تقی خان ولد فایز علی خان اور محمد اشرف کشمیری وغیرہ کی زجر و توبیخ بہی کی ساہمل کو سزای بدنی سے سرفراز کرکے قید کیا اور محمد تقی خان اور محمد اشرف خان کشمیری کو مہاراجہ شتاب رائے نے قید سے بچاکر ادای زر کو مدت معینہ کرادی اور دہیرج نراین بوجہ ظہور خیانت اور عدم لیاقت کی اپنی قدر و منزلت سے معزول ہوا اور اوس کے ذمہ کا روپیہ اوس کے محاصل جاگیرات سے مجرا کیا گیا بدین تفصیل کہ تا وصول زر سرکار ٹہہرا تھا خرچ پایا کرے باقی کل زر بمد تعلقات سرکار

داخل خزانہ نظامت ہو بندہ کی خیانت سید عبد العلی خان بہادر شجاع جنگ موصوف کے سبب منظور نظر ہوئے میر جعفر خان اور اوسکے بہائی میر کاظم خان کے اور نیز اس نظر سے کہ دہیرج نراین سے رجوع ہوتا تھا ہنڈوی مذکور کو اسکا ذمہ تہا اپنے ایام اقتدار مین اور عزل میر کاظم خان کے چند روز رہا تہا بزرگ مذکور کو باوجودیکہ راجہ اور اوسکا باپ اور بہائی نمک پروردہ خاندان تہی بمقتضاے تنگ ظرفی کے سرکار شاہ آباد سے معزول کرا دیا تہا اور اوس کے متصدیان کو بہانہ محاسبہ سے قید کیا تھا بعد اس کے عزل کے محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے نے معاملہ مذکور کو باوجودیکہ محض ہیچ تہا فیصلہ کرکے فارغ خطی لکھدی اور خیانت مذکور رابعہ بیگم کی قدردانی سے اوسکے حسب الطلب محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ہمراہ عازم مرشد آباد ہوا مظفر جنگ نے بعد انتظام حسب نراے مہاراجہ شتاب راے کے عزیمت مرشد آباد کی اور راجہ مذکور تنہا صوبہ عظیم آباد کے انصرام مین کلکتہ کے صاحبان کونسل سے مقرر ہوا چونکہ مسٹر ملٹن اور لارڈ کلیف سے ناچاقی ہوئی مسٹر مرقوم الصدر ملازمی کمپنی سے مستعفی ہوا اور مسٹر یوف اوسکی جگہ پر آنکر مہاراجہ شتاب راے ہوا اور مرشد آباد مین محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ کے ساتھ مسٹر سکس متعین ہوا اور لارڈ کلیف بعد جمعی تمام کے عازم ولایت ہوا

لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ کا ولایت جانا اور شمس الدولہ کے تقصیرات اور تصرفات کے کاغذ ہمراہ لیجانا اور مستر ورنس کا کلکتہ کی گورنری پر مقرر ہونا

لارڈ کلیف نے اپنے ایام اقامت مین چاہا کہ شمس الدولہ بہادر کے تقصیرات اور تصرفات کا اگرچہ ثبوت اور ظہور ہو ولایت کے کونسلیون کو دکہلا دے اور اوسکا تدارک جو اوس نے کیا ظاہر کرے چونکہ اہل دنیا کے کام ہمیشہ احسان فراموشی رہے ہین خصوص اس زمانے مین غرض دہری کو جملہ دانائی سے مافوق جانتے ہین کسی کی دوستی پر اب اعتماد نہین کرنا چاہئے ؎ یار اغیار ہوگئے واللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا ✻ طرفہ یہ کہ جس کے واسطے یہ شیوہ اختیار کرتے ہین اوسی کی نظر مین کم عزت اور بے اعتبار ہو جاتے ہین دیکھئے چند لوگ جو دست نشان لارڈ مذکور کے تھے اور نمک خوردہ احسان شمس الدولہ بہی تھے باتفاق منڈکمار کے جو شمس الدولہ سے بد تہا

مصدر جنگ ہوئے اوس کی تقصیرات درست کرکے لکہا دین اسیقدر حال چون کہ کمال شہرت پذیر تہا بندہ مورخ کے گوش زد ہوا بہ تفصیل اور تحقیق معلوم نہین کیونکہ ان لوگون کا حال تحریر کیا بلکہ خاص کو کم ظاہر ہوتا ہے القصہ لارڈ کلیف اور جنرل کرنگ مسٹر ورلس کو گورنر اور جنرل اسمٹ کو سالار کل فوج مقرر کرکے عازم ولایت ہوا مظفر جنگ نے بادشاہ کی حضور سے جو اکہ آباد مین انگلشی سے مختلط تہا اپنے واسطے خطاب خان خانانی اور مدار المہام معین الدولہ سے پالکی جہالردار کی طلب کرایا اور نیز مہاراجہ شتاب راے نے خطاب ممتاز الملک بہادر منصور جنگ اور ماہی مراتب اپنے واسطے منگایا اور عیش او نشاط مین زندگی بسر کرنے لگے ✢ ✢ ✢ ✢

ذکر ہے عروج مظفر جنگ اور مہاراجہ شتاب راے کا عالی مراتب پر اور جان بحق ہونا سیف الدولہ کا اس جہان فانی سے

سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین مہاراجہ شتاب راے واسطے ملاقات مسٹر ورلس گورنر جدید کے عازم کلکتہ ہوا بندہ بہی اوس کے حسن سلوک کا ممنون تہا ساتھہ گیا مسٹر ورلس نے بخوبی عزت و احترام سے ملاقات کی اور مقرر ہوا کہ مہاراجہ شتاب راے اور مظفر جنگ اور جسارت خان بہادر ملکی کام جو موجب دولت خواہ عزت سمجہین تعمیل کرین لیکن ہفتہ مین دو مرتبہ جو بات ہو انگلشی سے جو اونکا شریک ہو اطلاع کرکے سمجہا دین اور اونہین دو روز مین امور نقد اوس انگلشی کے حضور مین جاری ہو اور جمیع معاملات کا ہر جانب سے انگلش مذکور کے دستخط سے مزین ہو اور بعد سرانجام کے کاغذ دستخطی مذکور دفتر خانہ کمپنی مقام کلکتہ مین داخل کرین اور معاملات عدالت یعنے انفصال مقدمات رعایا کے متعلق ہون کا اس امر کا داروغہ جزویات امور مین جو کچہہ مناسب اور حق سمجہے فیصل کرے لیکن امور عظیمہ ہفتہ مین دو روز سواے روز کچہری مذکور کے بحضور نایب اور انگلشی شرکت دار کے انفصال ہون اس ضمن مین انگلشی بہی واقف معاملات ہوتا جاتا تہا جیسا کہ انکا قاعدہ ہے کہ جو امر باقاعدہ جو ارباب معاملہ کچہری زبان سے سن تے ہین کتاب سادہ مین لکہتے ہین وہ لکہا کرتا تہا تا آنکہ مسٹر ریوف بہی سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین قاصد ولایت ہوا اور مسٹر الکسندر اوسکی جگہ پر آیا اور بجاے مسٹر سکسن کے مرشد آباد مین مسٹر بیچر معین ہوا اور اس سال کے آخر سے آثار قحط اور علت وبائی ظہور پکڑا اور ماہ ذیقعدہ مین ✢

سیف الدولہ اور اوسی قریب مین اوسکا بھائی اشرف علی خان اور فتح اللہ خان مظفر جنگ کا
سالا اور اوسکی بی بی اور حاجی اسمعیل کی بی بی مظفر جنگ کی سالی کہ یہ تینون آخرین اولاد م
رابعہ بیگم تھین آبلہ کی بیماری مین فوت ہوئی یہ دونون علت اوسوقت سے شروع ہوئین اور محرم
سنہ ۱۱۸۴ ہجری مین زور پکڑ کر تین مہینے تک جانستان رہین خلق کثیر اس بلا مین جان بحق ہوئی اور ماہ
ذی حجہ سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین مبارک الدولہ تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا بعد فوت اپنے بھائی سیف الدولہ
مرحوم کی نظامت بنگالہ پر مامور ہوا اور مظفر جنگ کی تجویز سے علی ابراہیم خان بہادر اوسکی دیوانی
یعنے نظامت بنگالہ پر اور چوبیس لاکھ روپیہ اوسوقت مین واسطے ناظم بنگالہ کے سرکار کمپنی سے
مقرر تھا مامور ہوا کاردانی اور نیک نفسانی ظاہر کین مظفر جنگ عجب حرکات عجیبہ اور خصایل غریبہ رکھتا تھا
جب مبارک الدولہ بعد نشینی نظامت کے چاہا کہ منی بیگم کی سرشان کرے باوجودیکہ باہم کر
عہد و پیمان دوستی رکھتا تھا بہو بیگم اور مبارک الدولہ سے پیغام کر کے اوسیطرح کے عہد و پیمان
کرلیے اور اتحاد پیدا کیا اور بہو بیگم کو یہ ترغیب دی کہ منی بیگم سے کاوش کرین منی بیگم زردار اور شعورمند
بھی تھی اس حرکت سے آزردہ ہوکر خاموش ہوئی گفتگو کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہوئی چندروز بہو بیگم کا
اقتدار رہا اندنون مین سرداران انگلشی اس ملک کے امرا سے مصاحبت اور موافقت کرنے لگے
ہر انگلیش کہ جس سے آشنا تھا وہ اس امیدواری کا خیال کرتا تھا ہر ایک کی ضوابط قواعد سے آگاہ ہوتا تھا اور واسطے دیگر
انگلشی کو جمع کرتا جاتا تھا ہر ایک کو مثل اہل ہندی کی آشنائی سے یہی مدعا تھا جو لوگ ان کے عہد مین مدار المہام ہوئے تھے
اسی خوف سے کہ مبادا اور لوگ کوئی ایسا ضابطہ اور قاعدہ ظاہر کرین جس سے ہم لوگ متہم خیانت ہوکر
اپنی قدر و منزلت سے جاتے رہین ہر خشک و تر جو ظالم لوگ کینہ سے کرتے جماعہ انگلشی کے روبرو
فیصل ہوتے تھے جب کہ بندہ کے روبرو ایک فیصلہ ہوا مرلیدہر اوس تحصیل مین حاضر تھا جو کہ خاین اور
مضطر تھا واسطے اداے جرمانہ کے بطور شکرانہ کے کسیقدر مطعون کیا مسٹر رنبول جو عقل سے خالی تھا
متعجب ہوکر بولا کہ حق بجانب اوسکے مین خیانت اور بے باکی کی راہ سے روپیہ جمع کرتا ہے اس سے جرمانہ لینا
بہتر ہے لیکن دوسرے شخص سے جو محقق ہے بجز کسیقدر اثبات باطنی کے الزام لگانا کیا ضرور مرلیدہر وغیرہ نے
جوابدیا کہ یہ کار اس ملک کے موافق ضابطۂ ہند ہے کچھ نیا ایجاد نہین کرتے مسٹر مذکور خاموش ہوا اور اظہار
کراہت فرمایا لیکن آنا زر کا جیب دنیا طلبونکو بہر صورت خوش آتا ہے یہ جماعہ کہ معروف تحصیل ہے کب تک ایسی ایسی
ولایت سے ممنون کیے جاوین اب تک کہ پردہ ازروے کار سے اٹھا چاہت کہ موجب بدنامی ہو ہنوز نہین اوٹھا
مگر اوضاع معاملہ اور نارسائی ہندیان سے جو اہل انگلش کے حضور مین ہے البتہ خلق کو رنج ہوتا ہے

اگر اندک بھی اپنے کان اوسپر لگاتے مین ستم رسیدہ اپنی داد کو پہونچکر آسودہ ہون خلاصہ کوئی اون لوگون مین سے جو کہ
کمپنی کے دولتخواہ مشہور تھے قباحت امور کے اظہار اور حسن احسان عموم رعایا اور ترویج ضوابطہ وغیرہ مین کچھہ نصائح کہا
فی الجملہ کتب نوشتہ اصحاب انگلشی مین کسیقدر طوالت ظاہر کئے اندک بعض مطالب پر انگلشی آگاہی
پانے لگے چونکہ تیز ذہن رسا طبیعت بہت ہین اور خداوند تعالے نے ہندوستان مین اس جماعہ کو بنابر
تنبیہ ظالمان کے بہیجکر اکثر روسا پر فتح و ظفر دی ہند کے خورد و کلان مین سے کسیکو دفتر نظم مین ترتیب ہے

مقرر ہونا ضلعدارون کا فرقہ انگلشی سے بنگالہ اور عظیم آباد کے مفصل مین اور تقسیم ہونا ہر صوبہ کا چھہ ضلع مین اور ہر ضلع مین کونسل مقرر ہونا او معزول ہونا میر روح الدین حسین خان بہادر سیہدار جنگ کا محمد رضا خان کی کاوش نہانی سے

میر روح الدین حسین خان بہادر سیہدار جنگ خلف الصدق سیف خان نے شعبدہ بازی فلک سے ناگہان حکومت
پورنیہ پائی چونکہ مرد لاوبالی عیاش خود راے تہا غرق دریاے لذات ہوا رات دن مستی و بیخبری مین بسر کرنے لگا
اپنے باپ کے پیرزادے مسمی آقا عسکر علی کو جو نبود شاہ مصطفی قلی مرشد سیف خان اور شاہ شکر اللہ قادری کا تھا
عسکر علیخان کے خطاب سے اپنا نایب اور مدار المہام بنایا یہ شخص نہایت مکر و فریب مین اوستاد تھا و غنیمت کو
اپنی رضا جوئی مین پاکر جو چاہتا تھا کرتا تھا جو لوگ اوس سے رجوع تھے اونسے کاوش کرتا تھا اور انعام رقاصان
و قوالان و نقالان او نیز بعض ندماے روح الدین حسین خان مین تعلل نکر کے خانمذکور کو راضی رکھتا تھا اور رعایا
اور سپاہ اور عملہ نظامت مرشد آباد کا بنا بر تاخیر وصول زر معاملہ کے ناخوش سیہدار جنگ سے شاکی تھے کبھی کبھی
اوسکے ہواخواہ دو کلمہ اطلاعی لکھہ بہیجتے تھے اور حاضرین مین سے بہی اگر نایب سے بیخوف ہو ولیعمت کی بیداری خواب
غفلت مین ساعی ہوے تھے لیکن کچھہ سود تھا خود اوسکے نایب کی دشمن ہوتے تھے تاانکہ ایکمرتبہ حسین قلیخان
خواجہ سرای سیف علی خان عمو سیہدار جنگ سے کچھہ گفتگو ہوئی جسکے سبب سے اوسنے عسکر علیخان کو تغیر کرا کر خود
نایب ہوا اور چند روز فی الجملہ درستی انتظام کی صورت ہوئی سیہدار جنگ کہ دنیا سے بیخبر تھا اور خدا معلوم کیون اوس سے
تعشق رکہتا تھا بار مقام دلجوئی مین اگر حسین علی خان کو معزول اور اوس نامعقول کو مقرر کیا خانخانان مظفر جنگ
جو کہ مانند دیگر صاحب اختیاران نام آور کے نہین چاہتا تھا کہ خانۂ انگلشی مین دوسرے نام آورون کا نشان رہے
تاخیر زر کے مالگذاری پورنیہ کی عدم ادا کے خبر کونسل کلکتہ مین دیکر سیہدار جنگ کا تغیر کرایا اور راے سوچیت سنگہ
کو متعہد محالات مذکور کیا اور پانچہزار روپیہ ماہواری کے حساب سے سات ہزار روپیہ سالیانہ سیہدار جنگ
کا مقرر ہوا جب اس امر کو ایک سال گذرا سوچیت راے کو بہی تغیر و مقید کیا اور اوسکی جگہہ پر

رضی الدین محمد خان وہان کا حاکم مقرر ہوا بنابر ظلم عمال اور کثرت مصارف سکے جو کہ ہر سال پانچ چھ آدمی انگلشی عمدہ معزز بعد تحصیل لاائعہ کے اپنی ولایت کو راہی ہوتے ہین لاکھون روپیہ نکل جاتا ہے اور فراوانی غلات اور اوسکی ارزانی سے جو کہ قلت انسان وحیوان سے نسبت فقدان فرقہ سپاہ کے خصوص سواران ہندی سکے جو فقط بنگالہ او عظیم آباد مین رہے ہین مع فوج نظامت و زمینداران او امیدواران کے البتہ کم سے کم اسی ہزار سوار سے تھا اور اب فقط عنقا کا خیال رہگیا ہے ہر محال کی جمع گھٹنے لگی اور قحط مین جو بیشمار بنی نوع اور ذی روح ہلاک ہوے موجب ویرانی ہوا اراضی اگر افتادہ ہوئی او جسقدر کہ تخم ریزی ہوتی ہے اوسکا بھی کوئی خریدار نہین شورہ اور افیون اور ابریشم او پارچہ سفید ساختہ انگلشی اسی صوبہ سے نہ تھا شاید اشرفی بطور کیمیا اور روپیہ عنقا تھا اکثر بنی نوع متحیر تھے کہ روپیہ کیا شے ہے اور اشرفی کسکا نام ہے

متعہد ہونا جارج ونسٹرت کا بر آمد خیانت ہند کو اور مقرر ہونا اضلاع کا

اول شروع ۱۱۸۳ہجری یا آخر ۱۱۸۴ ہجری مسٹر ورلسن گورنر عازم ولایت ہوا او مسٹر کرٹیر گورنر کلکتہ مقرر ہوا بعد ازان بملاحظہ حاصلات اور تماشاے جزو رسمی ضوابط مالگذاری کے ایسی راے کونسل ہوئی کہ اونمین سے ایک شخص مفصل کو آوے اور زبان کا حال دریافت کرے کہ حکام و رعایا و زمیندار و راجہ کی باہمدگر کیا کارروائی اور رعایا سے کون کون رسوم اور امورات لیئے جاتے ہین اور کس کس نام سے روپیہ تحصیل ہوتا ہے لاجرم اس کام پر ہوشیار جنگ بہادر ولسٹرٹ مامور ہوا جو کہ بنابر کا آشنا او مرد برگزیدہ تیز فہم تھا آخرکار یہ شخص ضلع ویب ج پور مین آیا اور اپنی حسن شعور سے اکثر امور پر ماہر ہوا جب ملک بنگالہ کی خیانت ارباب کونسل کو معلوم ہوئی ارباب کونسل نے بدگمان ہوکر معاملات راجہ شتاب راے بھی ایسی ہی جانے لہذا بنا یہ ڈالی کہ تقسیم ضلع اور نیز ضلع بجاے یک کونسلیہ کے جو مظفر جنگ او مہاراجہ اور حیات خان سے ہر ایک رہنماے دو تین انگلشی امیدوار کوگ کو ہر ضلع کے کونسل مین بھرتی کرین از انجملہ ہوشیار جنگ مع مسٹر پالک اور عظیم آباد کے بڑے صاحب اور مہاراجہ شتاب راے کے ضلع عظیم آباد کے کونسلیہ مقرر ہوئی اور تقسیم ضلع کی یون ہوئی ضلع کلکتہ ۔ ضلع بردوان ۔ ضلع راج شاہی مرشد آباد ضلع جہانگیر نگر ۔

ذکر ہوشیار جنگ اور مسٹر پالک کی عظیم آباد آنے کا اور مہاراجہ شتاب راے کی سرگذشت

جب اٰمد آمد ہوشیار جنگ کی خبر اور تقرری کونسل کی ہر ضلع مین مشتہر ہوئی جن لوگون کو دل مہاراجہ شتاب راے سی

دیگر لوگ بھی اونہین امیدین ہوتین اگرچہ مہاراجہ ممدوح کے حسن اخلاق سے بہت کم اوس ضلع مین ایسے لوگ تھے لیکن بمقتضای طبایع اکثر درپے التہاب نایرہ فساد کے ہوے راجہ موصوف اگرچہ دامن حال داغ خیانت سے آلودہ تھا اور اوسکی نیکو خدمتی کے روبرو اگر احیانًا اندک تقصیر ہوئی ہو کچھ حقیقت نرکھتی تھی لیکن بنابر تخالف قومیت اور بیگانگی وضع اور زبان کے گونہ مشوش تھا تا آنکہ ہوشیار جنگ پہونچا اور مہاراجہ نے فتوحہ تک استقبال کیا اور بعد ملاقات اپنے ہاتھی کی سواری مین واپس لایا فتنہ جویون نے ملاقات کرکے گرم بازاری فساد شروع کردی لیکن چونکہ شتاب رای مرد غیور اور آلودگی سے دور تھا بجاے خود مستقل رہا جس مقدمہ مین ہوشیار جنگ استفسار کرتا یا جو کاغذ طلب کرتا اوسکے دینے مین مضایقہ نکرتا اور جواب شافی سے ہوشیار جنگ کو مجال الزام نہ دیتا تا آنکہ ہوشیار جنگ اوسکی دیانت داری کا مداح ہوا باہم راہ مصادقت کشادہ ہوئی مہاراجہ نے بہی صلح محبت گوارا کی تواضع اور تکلفات عرفیہ کرکے باہمدگر خوشنود ہوئے اور مسٹر الکسٹر ہمرول اور مسٹر جگل صاحب کلان عظیم آباد ہوا اور چندے یہ بہی موقوف اور مسٹر بارول آیا چونکہ مسٹر بارول ولایت مین زبردست وسیلہ اور نیز خود عقل و شعور سے بہرہ یاب تھا ہوشیار جنگ سے علحدہ رہتا تھا اور مہاراجہ شتاب رای کو اپنی طرف رجوع اور ہوشیار جنگ سے نفاق کو چاہتا تھا مہاراجہ نے عدم تقصیر ہوشیار جنگ کی بیان کرکے کہا بغیر کسی وجہ معقول کے بندہ اس عزیز سے کنارہ کش نہین ہوتا اور اسصورت مین آپکو مجھسے کیا امید رہیگی چونکہ مسٹر بارول تندمزاج تھا اوسکی معذرت سے ناراض ہوا بعد چند روز کے عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ جو حسن تحریر اور دانش و فرہنگ مین بے نظیر و یکرنگ ہے حسب الحکم ولایت کلکتہ مین پہونچا اور بارول کی نام حکم معاودت کلکتہ اس نوید سے صادر ہوا کہ کل ہند کے پانچ مدار المہام مقرر ہوئے لہذا مسٹر بارول معاود کلکتہ ہوا اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد باتفاق چار کونسلیہ کے مقرر ہوا اونین مسٹر اسٹونسن اور مسٹر ڈوروز اور مسٹر الون لا اور مہاراجہ شتاب راے تھے

آنا عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر جلادت جنگ گورنر کلکتہ کا بلدہ مذکور مین کمال جاہ و حشم سے اور انقلاب عظیم کا برپا ہونا

جب لارڈ کلیف ولایت گیا اور تقصیرات شمس الدولہ کی کونسل مین مذکور ہوئین وہ نہایت بردباری اور ہوشیاری مین منتخب تھا جیسا کہ کہتے ہین کہ ولایت مین بھی اوسکا مثل نہین ممکن بخیر اوسنے رد جواب کرکے ہر ایک کو خاموش کر دیا اونین سے یہ ہے کہ لوگون نے عالیجاہ کو انگریزی قیدیون کا مارا جانا اسکے طرف عاید کیا اوسنے در جواب وہی کاغذ جو کلکتہ کے کونسل مین بروقت آشفتگی کونسلیہ کے عین بیماری مین جا کر لکھا تھا اور اوسکی پشت پر اوسکا جواب متضمن اصرار عزیمت جنگ دیگر کونسلیون نے لکھا تھا اور رانیوہ کلکتہ

اپنی جیب مین رکھہ لیا تھا اسوقت مین بحضور کونسل ولایت پیش کیا اور کہا ملاحظہ کرو بندہ کا قصور ہے یا دیگر
ارباب کونسل کا جو کہ اب میری بدی پر آمادہ ہین ولایتیون نے کاغذ دیکھکر اسکی راے پر آفرین کی اور ایک قصور یہ ظاہر
کیا تھا کہ تجارت نمک کی بدون ہرج اوسکے لیجانے دور دراز کے عظیم فایدہ رکھتے تھے اوسسے اونکی اور ہندیون کی حوالہ کی
شمس الدولہ نے اقرار منفعت کر کے کہا کہ ہر قسم کی تجارت کے فایدے اور ملک بہی کمپنی کے حصہ مین ہے
اور وہان بہی ہر پنج فرقہ یعنی نوکری پیشہ اور اہل حرفہ اور تجار اور رعایاے کشتکار اور فقرا وغیرہ ہین اونمین سہی
لاکہہ سے زیادہ نوکر تھے کہ کمپنی کے عہد مین موقوف ہوئی اور ہزارون لوگ تجارت پیشہ تھے اونمین کمپنی بہی ایک
سوداگر تھی حالا ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوئی وہان کے اشراف کی نوکری جو سوارون مین تھی بالکل موقوف
ہوگئی اسقدر تجارت اونکے واسطے فقط چہوڑ دی ہے تا کہ وہ لوگ [illegible] باسمہوان ہو کر تمہارے ظلم سے دشمن نہو جائین
ہمیشہ وقت برابر نہین جاتا ہے یہ کلمہ عقلاے کونسل کو پسند ہوا در حقیقت ٹہیکہ داری اور سرسوری اور راجابت
رائی کیا عمدہ شی ہے نہ کہ رعایاے بیچارہ کو ظلم تعدی سے ہلاک کرنا بیت اگر دریا فتی بردانشت لوس ہہ وگر غافل شدی
افسوس افسوس ہہ جب کہ شمس الدولہ کو کونین پر غالب ہوا صلاح اہل کونسل یہ قرار پائی اس سے بڑہ کر
کوئی منتظم اوس ملک کا نہوگا لہذا دلجوئی کر کے شمس الدولہ کو بنا بر انتظام صوبہ مذکورہ روانہ کیا اور اوسکی
متعاقب چند احکام روانہ کیے تقادیر کے کہیل دیکہیے اسکا جہاز راستہ مین واللہ اعلم کدہر جا لگا کہ اوسکا اثر
نقش بر آب ہوا خبر نملی جب یہ خبر ولایت پہونچی تجویز ہوا کہ اب شمس الدولہ کے برابر بجز عماد الدولہ مسٹر
ہسٹنگ بہادر کے کوئی نہین لیا کسی کو مقرر کرنا چاہیے اون دونون مین یہ شخص اُرکاٹ دکہن کا بر اصاحب
تہا پس اسکو حکم بہیجا کہ جلد تر کلکتہ آوے اور اپنی یہین حاجت حل وعقد امور جانے اور حسب الارقام ایک
پاکٹ کے جو موسومہ شمس الدولہ روانہ ہوا تہا جسطرح جانے تدبیر کرے اور دوسرا حکم کلکتہ بہیجا کہ جو
پاکٹ موسومۂ شمس الدولہ روانہ ہوا ہے تا ورود مسٹر ہسٹنگ بہادر کے محفوظ رہے یہ دونون حکم بجای خود
پہونچے مسٹر ہسٹنگ مندراج سے کلکتہ آیا تین مہینے تک مسٹر کرنیر کے دوسرے درجہ پر جو گورنر تہا رہا
اور روز و شب ملاحظہ کاغذات معاملات اور پاکٹ مرسلہ ولایت کا کیا جب تین مہینے گذرے عماد الدولہ
گورنر ہوا بعد چندے حکم صادر ہوا کہ مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد محمد رضا خان بہادر مظفر جنگ مبارز الملک
معین الدولہ نائب ناظم اور ممتاز الملک مہاراجہ شتاب رای کو بیڑہ مین کلکتہ لادے اور یہ حکم مسٹر گرام صاحب
کلان مذکور اور ہوشیار جنگ صاحب کلان عظیم آباد کے نام اسقدر اخفا سے بہیجا کہ کسیکو اطلاع
نہوے لیکن ثقات سے سنا گیا کہ جب ان گرام جو کہ مظفر جنگ سے اخلاص و محبت تہا اور کہتا تہا کہ جسوقت
مظفر جنگ کی حفاظت مین میری سعی پیش نہ گئی مہاراجہ شتاب رای کو جسکے نسبت ولایت کا حکم مقید کرنیکو

نہ آیا تھا اپنی حسن تقریر اور تدبیر سے اسکو بھی شریک کیا اور حکم گورنر بہادر کا دونون کی قید مین برابر
پہونچا دیا اللہ تعالے اس بلائے بیموجب سے بچا دے ۔

جانا مظفر جنگ کا پہرہ مین مرشد آباد سے کلکتہ کو اور بعد چندی شتاب رای کا اوسی سلسلہ مین جانا

مسٹر گرام صاحب کلان مرشد آباد کسی اپنے ہمقوم کے گہر مین بیٹھا کہانا کہا رہا تھا کہ ناگاہ اوسی مجلس
مین شقہ گورنر صادر ہوا اور قبل برخاست کے اوٹھہ گیا اور وہان سے رقعہ کپتان کو تحریر کیا یہ خبر بذریعہ
ہرکارہ کے مظفر جنگ کو اوسیوقت ملی بنا بر اقتدار گردش روزگار کا خیال نکرکے نشاط باغ مین فارغ البال
خواب استراحت مین تھا تہوڑی رات باقی تھی کہ کپتان مع ایک پلٹن ہمراہ مسٹر اندرسن کے آکر متصل
باغ مذکور استادہ ہوا اور اول صبح کو مسٹر اندرسن نے چند خدمتگار کے ہمراہ دروازہ پر آکر نواب کی ملاقات
کرکے ابلاغ پیام گورنر کیا اور کہا کہ تسلی رکہنا چاہیئے کسی امر مین آپ سے تعرض نہین مگر حکم صادر ہوا ہے چونکہ
نواب مذکور تاب سرکشی نرکہتا تھا تن بہ تقدیر ہوا کپتان نے اوسکے ملازمین کا پہرہ اوٹہا دیا اور اپنے
تلنگون کو ہر جگہہ پر محافظ کیا اور کہدیا کہ اگر اسکے لوگ تمسے کچھ تعرض کرین تو کپتان سے اطلاع کرنا خلاصہ وہ
کہ کوئی بے ادبی مظفر جنگ سے ظاہر نہوئی بعد ازین ایک لفٹنٹ اوسی پلٹن کا مع [illegible] کے مظفر جنگ
کے مکان پر شہر مرشد آباد مین کہ نو تعمیر تھا آیا اور اپنا پہرہ اوسکے دروازہ پر بٹہا دیا لیکن کسی چیز سے تعرض نکیا
عجب طرح کا انقلاب ہوا منی بیگم جو مظفر جنگ سے غبار رکہتی تھی شادان ہوکر اوسکے شکست مین ساعی
ہوئی لیکن بمقتضائے فطرت اور فتوت جبلی نے اوسکی نجات مین ساعی ہوئی اور چند کام ایسے کئے
کہ مردان کاردان سے ناممکن تھے اسطرح نواب گورنر جنرل بہادر سے یکرو رنگ ہوکر جنرل کلاورن سے
ملی اگرچہ مقام اندیشہ تھا مگر عاجز و زبون نہوئے بعد معزولی مظفر جنگ کے خود متصدی امور نظامت ہوئی اور
مبارک الدولہ کی اتالیق ہوی اعتبار علیخان خواجہ سرا کو جو کہ موتمن الدولہ کا غلام ہے نائب نظامت کیا منی بیگم
اگرچہ نجیب اور خاندان شرفا سے نہین لیکن ہوشیار اور مستقل مزاج وغیرہ کی پوری ہے اکثر کامون مین
اسقدر رسائی اگر نائب معقول اور ہوشیار نجبا سے مقرر کرتی خود پردہ باریک ڈالکر جواب سوال سنتی اور
اوسکی مشورہ سے کام روا ہوتی ریاست مرشد آباد کی اور اخبار معاملات نظامت کا جو بالفعل ہو کوئی اوسکی اختیار سے
باہر نکر سکتا تھا لیکن باعتبار شعور کے اعتبار علیخان کے جو نہایت زشت اور بیشعور تھا کار فرما ہوکر ناظم مذکور کو مع
اوسکی والدہ کے جو بیگم کو اپنی قابو مین لائی اور ببو بیگم کو باوجودیکہ منی بیگم اوسکی باپ کی پروردہ تھی خواجہ سرای مذکور کی صلاح سے

مع مبارک الدولہ کے عنایت اپنا دست نگر او محض بے اختیار رکہتی تہی ورحقیقت مبارک الدولہ بہی لیاقت رکہتا تہا تا آنکہ بعد شدت عظیم کے اونکو فرح نصیب ہوئی اسکا بیان انشاءاللہ تعالی عنقریب حوالہ قلم ہوگا۔

جانا مظفر جنگ کا کلکتہ کو اور نیز مہاراجہ شتاب رای کا اوسکے پیچہے اور انگلستیون کا خود اختیار ہونا

مظفر جنگ حسب مذکورہ بالا بہمراہ انگلشی مین بتاریخ تیئیسوین محرم ۱۱۸۳ ہجری کو روانہ کلکتہ کیا ایک خلق کثیر نے براہ زمانہ سازی پلاسی تک مشایعت کی کسیقدر لوگ متوسلین سے ہمراہ گئے کلکتہ گیا دریای قلزم بے پایان سے اور شہرے تا بپرسان چونکہ مظفر جنگ معتوب کمپنی تہا زیادہ ترنے اتفاقی اسکی مقدمہ مین ہوئی سوال وجواب ملتوی ہوا مسٹر جان گرام نے جو مظفر جنگ سے آشنا اور مہاراجہ شتاب راے سے بیگانہ تہا کوشش کرکے بہی حکم قید بہرہ شتاب راے کا واسطے عظیم آباد کے بہجوایا چونکہ راجہ مذکور اپنی حسن خلق اور سلیقہ کاردانی اور کارگذاری سے ہر ایک کو خوشنود اور راضی رکہتا تہا ہوشیار جنگ جارج ونسٹرٹ نے اسقدر رعایت کی کہ اس حکم کا اظہار نکرکے روز معین کو تاکید روانگی فرمائی یہ معاملہ نکلا ہرا آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین واقع ہوا ایک مہینے کا فاصلہ مظفر جنگ سے ہوا راجہ شتاب رای بتاریخ ... مقرر بجرہ پر سوار راہی کلکتہ ہوا ہوشیار جنگ نے لکہا کہ واسطے حفاظت کے ایک کمپنی ہمراہ مہاراجہ صاحب کو رہے اور صوبہ دار مخفی مامور ہوا کہ عظیم آباد کی حد سے باہر نکلکر اوسکی سواری کے بجرہ مین سایہ وار ملازم رہے اور کوئی نفر سلام وغیرہ و مان بری مین بے ادبی نکرکے اسیطرح کلکتہ پہونچا دے راجہ مسطور اسیطرح سے کلکتہ پہونچا اور مقام مامور پر استقامت گزین ہوا دونون کے سوال وجواب کی کیفیت بندہ کو معلوم نہین ہوئی بر وقت دریافت درج ہوگا بعد ایک دو مہینے کے مرشد آباد اور عظیم آباد کے ارباب کونسل کے نام حکم اطلاع معزولی راجہ شتاب راے اور مظفر جنگ کا صادر کیا گیا اور ارباب کونسل اونکی جگہہ پر مقرر ہوئی دوسرے روز اول وقت ہوشیار جنگ نے اعیان شہر اور ارکان دربار کے حضار کا حکم دیا کہ قلعہ بادشاہی مین حاضر ہون اور خود جماعہ کونسلیہ کی ہمراہی کے بجرہ مین مع کونسلیہ کے بیٹہا اور اوس حکمنامہ کونسل کا فارسی مین ترجمہ کرکے برآمد ہوا اور دربار عام مین منشی سراج الدین محمد خان نے ترجمہ مذکور آواز بلند پڑہا وہ مضمون یہ تہا کہ مہاراجہ شتاب رای کاردیوانی خالصہ سے معزول او عظیم آباد کے ارباب کونسل اوسجگہہ مامور ہوئی چاہیئے کہ عمال محالات خالصہ صاحبان مذکور سے رجوع کرین اور مہاراجہ موصوف کو امور نظامت مین بحال اور برقرار جانین تب سے صاحبان کونسل خالصہ کے کاروبار مین بلاشرکت نایب ہندوستانی کے کارفرما ہین اگرچہ اس سے پیشتر بہی بعد فوت ہونے میر جعفر خان کے مختار انگلشیہ رہے ہین الا فی الجملہ اعتبار ...

مظفر جنگ اور شتاب رای بھی رکہتے تھے اور بعد چند سال کے یعنی ابتداے ورود گورنر ہیسٹنگ بہادر کے جو ۱۱۸۶ھ
مین واقع ہوا آجتک کہ ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری ہین ارباب کونسل معاملات ملکی ومالی مین بلا شرکت ونیابت
ہندوستانی کے مختار ہین مگر چند متصدی جو کہ مظفر جنگ اور مہاراجہ کے ملازم تھے نوکر اور فرمان بردار
ارباب کونسل کے ہین اور کلکتہ مین دولبہ رام کالڑکا بنام دیوان خالصہ اور فی الحقیقت تابع مسٹر کمرل
اور ہر انگلشی کے جو دیوان خالصہ ہو مقرر ہے آئندہ خدا جانے کیا ہو بعد ازین شروع ۱۱۹۶ھ ہجری مین خیالی رام
کلکتہ گیا اور محالات صوبہ عظیم آباد کو اپنے نام اور کسیقدر بنام کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رای کے مستعمد کرالایا اور بحرد پہونچنے
عظیم آباد کے بعد بگر نفاق ہوا اسادہو رام اور خیالی رام تہوڑے زمانہ مین اسیر و ذلیل ہوکر بے اعتبار ہوئے اور کلیان سنگہ نہایت مستقل ہوئے

ذکر آنی عماد الملک مسٹر ہیسٹنگ بہادر کا مرشد آباد بنگالہ کو اور وہان سے کلکتہ کی معاودت اور رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای اور مظفر جنگ کا اور فی الجملہ مہاراجہ کا اقتدار پانا مگر محروم و مایوس ملک عدم کو سدہارنا اور مظفر جنگ کا واقعاتین لاچار بسر کرنا

جب مظفر جنگ اور شتاب رای بہرہ انگلشی مین وارد کلکتہ ہوئے عماد الدولہ مسٹر ہیسٹنگ نے بنا بر اطلاع وانتظام
معاملات بنگالہ کے مرشد آباد کو نہضت فرمائی بموجب حکم ولایت کے دس بارہ کونسلی کو جو واسطے انتظام
ہند اور بنگالہ کے مقرر تہے موقوف کیا اور اوس کام پر کہ پانچ آدمی مع عماد الدولہ کے گورنر کمیٹ مقرر ہوئے تہے
چار آدمی تہے ایک مسٹر بارول تہا جو ۱۱۸۴ھ ہجری مین ولایت گیا اور تین آدمیونکا نام بندہ کو معلوم
نہین اور کونسلی دس بارہ آدمی بدستور سابق کارخانہ تجارت کمپنی مین مقرر رہے لیکن تابع ارباب کمیٹی کے
القصہ گورنر اخیر ماہ ربیع الاول ۱۱۸۶ھ ہجری مین تنہا مع بعض ارباب کمیٹ کے وارد مرشد آباد ہوا اور
دو دست بہ گرد مرشد آباد مین رہکر بعد بند وبست معاملات اور عزل نصب بعض عملہ بتوسلہ مظفر جنگ کی
راہی کلکتہ ہوا ارباب نظامت کا درماہہ مع ناظم کے جو چونتیس ۳۴ لاکہ ہزار روپیہ [illegible] خرچ کا مختار
منی بیگم کو اسی نظر سے کہ مبارک الدولہ ہنوز لڑکا تہا کیا ہو اور روپیہ واسطے کارخانہ عمارت اور درماہہ مردم واجب التعظیم
جو ہمیشہ ملازم اور مورد مراحم رہے ہین اور نیز واسطے میر جعفر خان کی اقربا عورات مدخولہ اور بعض اولاد مہابت جنگ اور
اسباب تجمل اور عملہ ضروری کے واسطے کمیٹی سے مقرر ہوا اور اسیطرح کچہہ تہوڑا سا واسطے بعض
عظیم آبادیون کے نایب بخشیگر کے مقرر کیا چونکہ کلیان سنگہ کے درماہہ مین ان لوگون کی تنخواہ شریک
نہین بلا ہرج ماہ بماہ پاتے ہین اور جو لوگ ناظم کے شراکت مین طلب وار ہین دو تین برس مین تغیر
اور تبدل اونکا ہوتا ہے باہم نفاق اسقدر ہے کہ ایک دوسرے کی درپے تخریب رہتا ہے چند شریف

وظیفہ خوار ہمیشہ عاجز و محروم رہتے ہین چھبیس پچیس ۲۵ مہینے تک کی تنخواہ سرکار مین باقی ہے اور یہ حیلہ دیکھیو
کہ اون لوگون سے کہا کہ اگر گذشتہ کی فارخطی لکھہ دو آیندہ ماہواری ملا کریگا اور کبھی غایلہ کیا کہ اسقدر پاہوی
دینگے باقی ماندہ کا مقدور نہین ہے غربا بیچارہ اس زمانہ مین کہ کبھی وسیلہ معاش نہین خصوص نوکران [illegible]
مشاہرہ سے محروم ایسے خراب حالت مین بسر کرتے ہین خدا کسی کو نصیب نکرے اور سردار معدلت شعار
مانند ناظم اور نایب اور گنجیات اور عملہ ذی مقدور کو کچھہ بھی نظر ترحم نہین جسقدر روپیہ کہ مقرر ہے اگر یہ بھی
اون بیچارون کو ملے تو ایک گونہ موجب آرام ہو افسوس کہ لاکھون روپیہ فضولی مین خرچ ہوتا ہے اور
کار نیک کی طرف رجوع نہین ہوتے القصہ بعد فراغ امور ضروری کے گورنر کلکتہ کو واپس ہوا روز
سہ شنبہ چھبیسوین ماہ جمادی الثانی یا سولہوین ماہ مذکور ۱۱۸۶ھ ہجری کو راہی ہو کر کلکتہ پہونچا اوسی وقت
مظفر جنگ اور شتاب رای کی حاضری کا حکم میٹ مین دیا ایک کونسل مین شتاب رای اور دوسری مین
مظفر جنگ جایا کرتا تھا

رہائی پانا مہاراجہ شتاب رای کا گرفتاری سے

چونکہ شتاب راے کی کاغذات آلودگی سے پاک تھے اور روپئے غلط بھی نہ تھا یہ بسبب مظفر جنگ کے اسکا
سوال وجواب جلد فیصل ہوا کہ ایک برس لگی مدت اس سوال جواب مین گذری بعد صفائی گورنر وغیرہ
ارباب کمیٹ نے عذر خواہی اور دلجوئی کرکے اس مضمون کا ایک وثیقہ لکھہ دیا کہ مہاراجہ شتاب راے
کی نسبت عدم دیانتی کا گمان ارباب کمیٹ وغیرہ فرقہ انگلشیہ کو ہوا تھا بعد تنقیح اور تحقیق کے کچھہ بھی امر
خیانت کا غیر دولتخواہی اور حسن اخلاص کسی پر ظاہر نہوا اور یہ سلوک نا ملایم ہوا اوسکے نسبت ہوا نہایت بیجا تھا اور
خلعت فاخرہ و نیز جواہر دیکر بدستور سابق نیابت کونسل عظیم آباد کر کے رخصت کیا اوسی زمانہ تک ہوشیار جنگ کار
عظیم آباد سے موقوف ہو کر کلکتہ آیا تھا اور اوسکی جگہ [illegible] مقرر ہوا تھا مہاراجہ شتاب رای فرط غیرت اور
اختلاف آب و ہوای کلکتہ سے بیمار ہوا [illegible] رفتہ رفتہ اسہال ہو گیا جب کلکتہ سے رخصت کی اکثر
عظیم آباد مین [illegible] استقبال کو
آئے مہاراجہ نہایت [illegible] تھا اور حق یہ
تھی [illegible] مظفر جنگ کی رہائی بھی اسکی [illegible] کیا جاے

انتقال کرنا مہاراجہ شتاب رای کا دیر فانی سے عالم جاودانی کو

جب راجہ شتاب رای عظیم آباد آیا مقتضای غیرت اپنی جان سے بیزار تھا اور قضا بھی نزدیک آئی تھی مرض اسہال سے

کثرت کی اور پرہیز ٹوٹ گیا مون مزاجی سے نفع اور نقصان کا امتیاز جاتا رہا چنانچہ مولوی فیض علی طبیب کہ
جو بالفعل عظیم آباد مین بے نظیر ہین متوجہ معالجہ ہوئے اور کچھ آرام بھی اونکی حسن تدبیر سے معلوم ہوا لیکن
خوشامدگویان ناحق شناس نے اونکے حضور مین فقیر کو جملہ مخلصان خوشبا جنگ سے ظاہر کرتے تھے اور اونکو
مین فیض علی میری رفاقت مین تھا لہذا واسطے اظہار خیرخواہی کے طبیب مذکور کے معالجہ سے مانع تھے
بعد ازان جب کہ اضطرابی سے رجوع ہوا دواے مجہول الاخبار کی لہانے سے جو اونکے غیبت مین بنایا جاتا تھا
منع کیا اور اوسے بھی اپنا نقصان اور فایدہ نہ سمجھا چندروز ترک دوا کر کے طبیعت پر چھوڑ دیا بعد ازان طبیبان
کونسل کی سماجت سے ڈاکٹر کو معالج بنایا ڈاکٹر نے تنقیہ معدہ کا مناسب سمجھا مسہل تجویز کیا معدہ اونکا
نہایت ضعیف ہو رہا تھا اب اور بھی ضعیف ہوا قوت ماسکہ اور ہاضمہ کی بالکل زایل ہوئی ـ

عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ کا جانا بنارس مین واسطے ملاقات شجاع الدولہ اور انتظام عظیم آباد کے اور [illegible] لوٹ جانا کلکتہ کو

بعد ورود راجہ شتاب راے کے عماد الدولہ بہادر بنابر ملاقات شجاع الدولہ کے عازم بنارس کا ہوا اور بیسویں
ربیع الثانی کو مرشدآباد آیا اور ماہ مذکور کی آخر یا جمادی الاولے کے شروع ۱۱۸۸ھ ہجری کو عظیم آباد پہونچا
چاہتا تھا کہ مہاراجہ مذکور کو ہمراہ لے اور وہان سفر آخرت کی دہن لگی ہوئی تھی عذر بیماری کا ملایا گورنر دو روز
عظیم آباد مین رہکر بنارس گیا اور شجاع الدولہ سے ملاقات کی اور راجہ چیت سنگہ ولد راجہ بلونت سنگہ
زمیندار بنارس کی ملاقات جسکے باپ کو مرے چندروز ہوے تھے شجاع الدولہ سے ملاقی ہوا اور بنا راج کا
اوسکو استحکام دیکر مرخص ہوا اور تنبیہ معاودت عرض کیا اسی عرصہ مین آخر شہر جمادی الثانی سنہ مذکور کو راجہ شتاب راے نے اس جہان سے
کوچ کیا اگرچہ اسکو اور نیز اسکے لڑکے کے عقاید ہنود کے مطابق نہ تھے بلکہ حضرت سلام کی طرف زیادہ غلبہ رکھتا تھا
بنا بر رضاے ہمقومون کے اوسکو جلادیا گورنر عظیم آباد پہونچا اور چند ایام بنابر دفع بدنامی کے کہ شتاب راے کی تعزیت
نہ پائی بجاے راجہ کلیان سنگہ ولد راجہ شتاب راے کو اگرچہ لیاقت اس منصب کی بہ سبب کم سنی کی نہ رکھتا تھا
باپ کی جگہ پر مامور کیا اور جاگیر اور درماہہ بحال رکھا بلکہ واسطے اسکے کچھ قدر واسطے اسکی مان کے بھی زیادہ کیا
لیکن پچیس لاکھہ روپیہ درماہہ نظامت جو اوسکے اختیار مین تھا موقوف کر کے اوسکا بندوبست اختیار کونسل
مین رکھا اور لوگون کی تنخواہین خزانہ خالصہ پر کر دین

راجہ شتاب راے کی نیکنامیون کا بیان

یہ شخص قوم کا یستہ سکسینہ رہنے والا شاہ آباد کا تھا صمصام الدولہ ولد صمصام الدولہ خان دوران امیر الامرا

نمک پروردہ ہے اور آقا سلمان گرجی کے ملازمان مین سے ہی گرجی مذکور صمصام الدولہ کا غلام اور اوسکے گہر کا معتمد علیہ
اور میر سامان تھا اول یہ شخص کم تنخواہ پر نوکر ہوا آخر کار اپنے حسن کاردانی اور نیکو خدمتی کسے اپنے آقا سلمان کے گہر کا مدار المہام
اور صمصام الدولہ کے سرکار مین صاحب اختیار ہوا جب صمصام الدولہ جان بحق ہوا اور شاہ آباد مین انقلاب بسیار
بہم پہنچا اپنا رہنا وہان نامناسب دیکہا دیوانی صوبہ عظیم آباد کی مع محالات جاگیر اپنے صاحبزادہ کو جو کہ پرگنہ پلیچ
اور مالدہ مین تھی لیکر اسطرف آیا اور حسب مذکور بالا کے صاحب اختیار ہوا نہایت ہوشیار متصدی معاملہ دان حیز رس دقیقہ یاب
اکثر اوصاف سے موصوف تھا بندہ کی دانست مین کل رؤسای پلیچ اور ہندوستان سے جو اس زمانہ مین ممتاز تھا
اور باوجود متصدی گری کے شجاعت اور دلیری سے بہی خالی نتھا اور باوجود کمال عروج اور تقرب وزیر و شاہ مطلق
نخوت نہ رکہتا تھا ہر ایک نجیب اور شریف کے ساتھ نہایت تواضع اور فروتنی سے پیش آتا تھا ہر ایک کا مطلب بآسانی
حاصل کراتا اگر کسی کا مدعا مخفی ہوتا اوسے زبانی تقریر سے کہ بس کر رخصت کرتا اور باوجودیکہ کثرت کار سے بکار
سے ایک ثلث رات گذرنے تک فرصت نتہی مگر کبہی دلشکستہ ہوتا اور کبہی کوئی سخت کلمہ اوسکی زبان سے نہ سنا گیا باوجود
جزرسی اور قدر قیمت شناسی ہر چیز کی دقت نظر رکہتا تھا اور قیمت جنس وغیرہ کی ہر ایک کو موافق مرضی اوسکے دیتا تھا
معاملہ بابت درست تھا جنس وغیرہ دور دراز سے جہان بکفایت میسر آتی تھی منگوایا کرتا تھا اور مجرد آنے صاحبان
ناموس کے اونکی مہمانی مین مصروف ہوتا اور شادی وغیرہ مین جب لوگونکی ضیافت کرتا تھا اوسکا دسترخوان
رونق مغلیہ رکہتا تھا خود بہی حاضر ہوکر علاوہ طعام خوش مذاق چاشنی شیرین زبانی کا ذائقہ چکہاتا تھا شرم حیا
اسقدر تھی کہ اوسکی منظورین نے بہی کبہی نہ دیکہا اور نہ مطلع ہوسے کہ کسوقت اپنے معشوق کے پاس گیا اور کب
برآمد ہوا اس شخص کو ایک اپنی ہمقوم عورت سے نہایت تعشق تھا اپنی بی بی سے جو راجہ کلیان سنگہ و بہوانی سنگہ
کی مان تہی کچہہ تعلق نہ رکہتا تھا اس اقامت گاہ سے دور اوسکو علیحدہ ایک مکان ہوا دیا تھا اور سال مین دو مرتبہ بطور جاتا
تہا لیکن اوسی طرح کہ کسی کو اطلاع ہوتی اکثر لوگ صاحبان عمدہ انگلشی سے موافق ہوکر کار تجارت کمپنی مین
مشغول ہوکر برسوان عمدہ رہا اور جب کچہہ اتفاق ہوا اونکے اپنے مونہہ کی کہائی اور آخر اوسی کی حمایت سے
بچتے تہے جو شخص شاہجہان آباد سے آتا تھا بہر صورت اوسکی ساتہہ رعایت کرتا چونکہ خرچ نظامت کیواسطے
قلیل سا روپیہ مقرر تھا اور باقی روپیہ مین اختیار تصرف نتھا اگر ممکن ہوتا کسیقدر اوسکا درماہہ مقرر کردیتا کہ ماہ
بماہ اوسکو ملا کرتا تھا در صورت عدم امکان کے کار ہاے معین پر تعینات کرتا اور وہان سے کچہہ حاصل کرادیتہ
اگر یہ بہی نہو سکتا اپنے پاس سے زاد راہ دیکر رخصت کردیتا شیخ شرف الدین محمد پوتا شہید اول شیخ سعید شہید محمد مکی اعلی اللہ
درجتہم فاضل نجف کا رہنے والا تھا بوجہ احتیاج اور ہندوستان کی امراکی بخشش کا مآل سنکر اسی برس کی عمر مین بنگالہ
آیا اور قریب ایک برس کی مرشدآباد مین تنگی مین بسر کرتا رہا باوجودیکہ نایب اور ناظم دونون حضرت مسلمان اور زردار تہے

پھر کچھ بھی اوسپر نظر کی لاچار شیخ جی اودہ اور لکھنو اور آلہ آباد کو عازم ہوے اور پھر یہانسے عظیم آباد گئی اوسی تقریب سے بندہ
کی بھی ملاقات اوس بزرگ سے ہوئی اور بندہ نے اوسکی ملاقات تقریب مہاراجہ شتاب رای سے کی باوجودیکہ ہندو تھا
مگر بمجرد استماع احوال بلا تعصب سوار ہوکر اوسکے پاس آیا اور مع دو ایک خدمتگار اور میر قوام الدین خان کے اوسکے حضور مین
جاکر سلام کیا ہر چند شیخ جی نے مسند پر بیٹھنے کو کہا مگر شاید ادب کی راہ سے مسند پر تو نہ بیٹھا مگر گوشہ گیر ہو اور تھوڑی
دیر کی بعد وعدہ ضیافت لیکر واپس ہوا جس شام کو وعدہ آنے کا تھا مسند تکلف بچھائی اور خود جا گوشہ صفہ پر بیٹھا اور
لوگونکو کہہ دیا جب تک وہ یہان رہین تم لوگ نہ آو بعد نماز مغرب کے شیخ سترہ کس کے ہمراہ آیا مہاراج نے زینہ تک استقبال
کرکے مسند پر بٹھایا کمال خوبی سے گفتگو ہونے لگی شیخ مذکور نے خوش ہوکر کہا کہ ہم چاہتے ہین حق تعالی تجھے جو اخلاق کہ
تمھین دیا ہے کل مسلمانونکو عطا کرے جو کہ اسکی زبان عربی تھی مہاراج جی بہت سمجھتے نہ تھے بندہ نے ترجمہ کرکے سنا دیا
مہاراج مذکور نے اپنی عدم لیاقت کا اقرار کیا اور دو خوان پارچہ عنایت کئے اور بعد رخصت کسی معتمد کے ہاتھ ایک ہزار روپیہ
کا توڑہ بھیجا کہ بندہ نے پوشیدہ شیخ جی کے حوالہ کیا ایکمرتبہ ایک شخص مہاراجہ شتاب رای کے آشنایون مین سے جو کہ
منجملہ اقربای راے رایان ناگرمل دیوان خالصہ بادشاہ ہندوستان سے تھا بتقدیم رسم گیا جو مذہب ہنود مین بعد وفات
والدین کے روا ہے عظیم آباد آیا وقت رخصت خط سفارش کے درخواست بنام راجہ شتاب رای کے کی ناگرمل نے کہا کہ تمھین
بھی وہ پہچانتا ہے اور یہ کام ہماری گروہ مین عمدہ ہے یقین کہ کچھ قصور نکرے اور مجھے خیال ہے کہ میری تحریر سے خلل ہو
کیونکہ اوسکی القاب لایقہ حال کی لکھنے سے مجھے عار ہے اور اگر قرینہ سابق سے لکھون وہ رنجیدہ ہوگا چونکہ مہاراجہ شتاب رای
ہر ایک جگہہ کے اعیان و ارکان و بزرگان سے مستدعی رہا کرتا تھا کہ جہان جو امر قابل اطلاع ہو وہ کرین اور
بلا جبر و نقصان کے تحریر کرین اور ہر ایک کے ساتھہ اوسکے عوض مین خدمت واجبی ماہواری کیا کرتا تھا یہ خبر بھی
اوسکو معلوم ہوئی بعد ملاقات کے آشکار کیا کہ آپ سا دوست تشریف لاوے اور رای رایان دو کلمہ خیریت مزاج سے
مجھے یاد نکرے مقام عبرت ہے اوسنے کہا چونکہ مجھسے خدمت مین بندگی تھی حاجت تحریر تھی شتاب رای نے
جواب دیا ایسا نہین ہے چونکہ وہ بھی مرد ہوشیار تھا سمجھہ گیا کہ اصل مطلب سے مہاراج آگاہ نہین اوسنے کہا بس مہاراج
پر خود ظاہری حاجت اٹھا نہین بعض مقربین نے مانند راجہ خیالی رام اور میر قوام الدین خان کے جو حاضر تھے اس
معاملہ کو نسمجھے بعد جانے اوسکے کے دریافت کیا مہاراجہ نے جو کچھ اخبار سے معلوم ہوا تھا اظہار کیا اور کہا انشاء اللہ
اسکا تدارک بخوبی کرتا ہون مگر یہ بھی کسی نے نسمجھا کہ اصل غایت کیا ہے جس وقت کہ وہ رخصت ہوا تو واضع لائق
کرکے ناگرمل کے نام باوجودیکہ عرضی نہایت فروتنی مین لکھی بدین مضمون کہ عنایتنامہ والا کا اصدار ہونا موجب
افتخار فدوی بے مقدار ہے امید اشفاق بزرگانہ سے یہ ہے کہ دور افتادگان حضور کو بامراد رقعہ جات یاد فرمایا کرین اور تحفجات
قیمتی دس بارہ ہزار روپیہ کے مانند عطر اگر اور اقمشہ لباس سفید بنگالہ اور دندان فیل اور پایہ پلنگ اور ولایتی گھڑیان اور

شمعدان بلورین اور آئینہ کلان وغیرہ نمونہ فرنگ اوسی صاحب کے ہمراہ ابلاغ کیے ناگر مل اس گفتگو اور سلوک
اور تحریر کے ملاحظہ سے نادم ہوا اور درجواب معذرت تحریر کی اور اپنی مجلس مین کہتا تھا کہ اس عزیز نے اپنی فرط نیکی
اور تمیز سے باوجود بعد مسافت کے ہمکو خجل کیا آخر ۱۱۸۳ ہجری مین دو تین برس کے بعد قحط و غلہ کی شروع ہوکر اواسط ۱۱۸۴
ہجری تک گرم رہی اشتاب رای نے نہایت غمخواری کل اعزہ اور غربا کی فرمائی بدین تفصیل کہ جس سال یہ بلا ظاہر
ہوئی بنارس مین کسیقدر ارزانی تھی تیس ہزار روپیہ اس کام کیواسطے مقرر کرکے ملا خان ملازم کو حکم دیا کہ مہینے مین
تین مرتبہ دس دس روز کے بعد بنارس سے غلہ خرید لایا کرین جب عظیم آباد مین آوی وہین کے نرخ سے یہان پر
فروخت کرین اسی طور سے جب تک قحط رہا خرید فروخت غلہ کی جاری رہی جن لوگونکو خریدنے کی طاقت نہ تھی اونکو
لوگونکی مع مین تین چار مقام بطور قیدیونکے رکھا ہر جگہہ پیادہ اور داروغہ اور عملہ مقرر کیا اور پختہ کھانے اور جنس غلہ
مع ظروف گلی اور ہیمہ خشتی اور چند خرمہرہ فی نفر واسطے خرید تماکو بنگ افیون وغیرہ کے جسکو جسطرف میل ہو
ہر روزہ مقرر کیا بلا ناغہ ہر روز ملا کرے اس حال کو دیکھتے ہی انگلشیون اور ولندیزیون نے بھی ایک خیرات خانہ مقرر کیا
اور اس ترکیب سے ایک خلق کثیر جانبر ہوئی مرشدآباد مین ان باتون سے کچھہ بھی ظہور نہوا بلکہ کہتے ہین کہ باوجود اہتمام
مظفر جنگ کے بعض اوقات مین غلہ محض نایاب ہوجاتا تھا اور عمدہ لوگ با سید میر سلیمان خانسامان وغیرہ کے
جو اس کام پر مامور تھے اول تو انتظام نہین کرسکتے تھے اور اگر احیاناً کہین سے غلہ ہاتھہ لگا سرکاری پیادون کی
معرفت روانہ کرتے تھے مظفر جنگ کے مقرب خصوص راجہ امرت سنگہ جو اپنے آقا کے ساتھہ معشوقانہ ناز رکھتا تھا سپاہیون
سے وہ غلہ چھین کر اپنے گھر مین رکھتا تھا کہ زبردست لوگ زیردستونسے چھین لیجاتے تھے اسکا تدارک کوئی کرسکتا تھا
اسکا بھی جواب مظفر جنگ سے کمیٹی مین طلب ہوا تھا واللہ اعلم ہر سال ولایتی میوہ سوداگران میوہ فروش
کی وسیلہ سی لیکر واسطے روساے انگلشیہ اور عظماے بنگالہ کے بھیجتا تھا اور عظیم آباد کے مشاہیر اور عمدہ لوگونکو دو تین
مرتبہ بھیجتا تھا جب دیکھا کہ اکثر اسطرح پر محروم رہتے ہین علاوہ اوس مقرری کے تھوڑا سا روپیہ اور میوہ فروشونکے
نام مقرر کیا کہ اونکا میوہ لاکر بازار مین بیچین جسکا دل چاہے وہ خریدے اوسکا باقی ماندہ آپ لے لیتا تھا تاکہ
میوہ فروشون کو نقصان نہو اور بعض قوم مرائیونکو شاہجہان آباد اور لاہور سے روپیہ بھیج بھیج کر طلب کیا اور پھر
عظیم آباد مین اونکو ٹھہرا کے حکم دیا کہ جس جگہہ زمین لایق دیکھو وہان پر تخم افشانی میوہ جات کی کرو تخم سردہ اور خربزہ
وغیرہ ترکاریون کا لکھنؤ اور اکبرآباد اور کابل سے منگوا دیتا تھا اور اوسکے ہمراہ لوگونکو بھیجا کرتا تھا انگور دنشکرا ور
کو کہ شاہجہان آبادی اوسکے عہد سے ہونے لگے اب نہایت افراط سے پٹنہ مین انگور خوش مزہ کبھی روپیہ کی تین سیر
اور کبھی دو سیر اور کبھی ڈیڑھ سیر باغبانونسے ملتا ہے اور کبھی کبھی بازار مین بھی آتا ہے عقیدہ مسلمانی بھی رکھتا تھا چنانچہ
تعزیہ حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کمال عزت سے اوٹھاتا تھا اور اکیسوین ماہ رمضان کو جو دن شہادت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہے شیرینی

پکا کر نیاز دلاکر تقسیم کراکر وغیرہ مین اکثر اوسکی زبان سے علی کا نام نکلتا تھا قسم بھی اکثر واللہ باللہ کی کہاتا تھا اس سال مین ایکمرتبہ حضرت
شاہ مردان علیہ السلام کا دسترخوان نہایت تکلف سے کرتا کسی نے ایکدن کہا کہ انتظار نشان ہوگا نمک یا کسی چیز پر کیون نہین
کرتے اوسنے جواب دیا ظاہر ہونا اس قسم خوارق عادات جناب شاہ ولایت سے دور نہین اور بندہ کا قصد معجزہ طلب نہین کہ ایسے
امور کے پیچھے پڑے مجھے اپنے اعتقاد سے غرض ہے دوسرے یہ کہ ایسے کامون مین کسی کو اوس حضرت پر حکومت اگر بنا بر عدم احتیاط
و بے ادبی کے نشان ظاہر نہون میرے واسطے راہ طعنہ کی ہوگی کہ اس ہندو نے کیا سمجھا کہ شاہ مردان کی نشان کا تابع ہوا ایک روز
واسطے استقبال جنرل اسمٹ کے بمقام بلیرہ کو جاتا تھا بیکنٹہ پور مین بطرف پشت بتخانہ وہانکے جو مکان معروف او خیمہ گاہ وداوان
کا ہے مخیم گاہ اوسکا ہوا صبح کو جب گھوڑا سوار ہیگا در خیمہ پر حاضر ہو بسلام تم اور ہمراہی رات کو دونون طرف بصف ایستہ بنا بر سلام حسب ضابطہ
استادہ تھے بندہ مورخ خیمہ مین جاکر اوسکے ہمراہ بر آمد ہوا برہمنان بتخانہ مذکور نے عرصہ خالی پایا فرصت دیکھکر جس وقت وہ
سوار ہوا چاہتا تھا عرض کیا کہ یہ جگہہ مہادیو کی ہے اور آج پورنماشی روز تیرات ہے ہم لوگون کو کچھہ عطا ملنا چاہیے
جواب دیا کہ جو کوئی اس مکان کی زیارت اور اس آستانہ کی خدمت کو آیا ہو اوس سے سایل ہو مجھسے کیمہ غرض
نہین باوجود ہمت کے ایکحبہ ندیا اور سوار ہوکر اپنی راہ لی اور مکرر دیکھا کہ فقراے ہنود اثناے راہ مین سایل ہوے مگر محروم
گئے اور فقیر مسلمان نے تصدق حضرت علی سوال کیا ایکروپیہ دیا اوسکے رفقاے محرم راز سے دریافت ہوا کہ بنگالہ اور
کلکتہ کے سفر مین بھو تبتخانہ کا راہ مین ہے بعض رفقاے ہمراہی مستدعی زیارت پرستشگاہ ان مذکور کے ہوتے تھے مگر
یہ بعذرت خواہ ہوکر سو دو سو روپیہ پاکر رخصت کردیتا تھا کہ میرے طرف سے بھی تم زیارت کرتے آنا ایکمرتبہ حویلی نہایت تکلف
سے اپنے واسطے بنوائی لوگون نے کہا کہ جماعت برہمنان کو اس مکان مین تکلیف طعام دینا چاہیے جواب دیا کہ میرا گھر ناپاک ہوگا
اگر ضرورت ہو تو روپیہ لے لو گنگا کنارے تعمیل ضروری کردو ایام قحط مین پیاسنجاہزار لیستر ہزار روپیے کھیلنداس اوسکے سردار
کے کسی برہمن کے پاس گیا اوسنے راجہ کا آنا اور اوسکا اختلاط امر عظیم سمجھا بنا بر مرید اعتقاد ہونے کے راجہ سے کہا کہ مہاراج
آپکے طالع کے بموجب بندہ نے ایک نام تجویز کیا ہے جسکا وظیفہ آپ کیا کرین راجہ نے کہا ایک ورد کرتی ہین ہمین
وہی کافی ہے اوسنے پوچھا کہ وہ کیا ہے راجہ نے کہا اللہ برہمن نے براہ آمیزش جواب دیا کہ رام اور رحیم مین کچھہ فرق نہین
اوسنے کہا ہے لفظ رام مین تولد ذات کا توہم ہے اور اللہ مین ثبوت اور ابوت کسی کی نہین ایسے طریقون سے معلوم
ہوتا ہے کہ مہاراجہ اعتقادات ہنود سے سروکار نرکھتا تھا واللہ اعلم لیکن چونکہ مراعات یار و آشنا کی منظور تھی کسی کے
ال [illegible] وغیرہ مین بنا بر حفظ اسکے آبرو کی دخل نہین کرتا تھا اور زر خاص اوسکے خرچ کو دو خانکرتا تھا بلکہ بعض اوقات
انگلستیونکو بھی رعایت کرتا ہوتی تھی اکثر جہان ایک یا دو نفرون کا کام ہوتا دس دس نفر بھیجتا اور اوسکی حاصلات کی
نہایت کم داخل دفتر کرکے باقی اپنے جود وعطا رکھتا دوم یہ کہ ارباب جاگیر اور املاک سے بہانہ کرکے کہتا تھا کہ فلان
انگلشی تمہاری سند دیکھا چاہتا ہے اور جس کسی سے رعایت منظور ہوتی ہر ایک کے دکھانے سے اسناد او وثایق طلب کرے

حوالہ کسی اپنے متصدی کے کرکے جبر و تعدی سے بلا سبب کسیقدر روپیہ بقدر حاصل ہر ایک سے لیتا جب
اسیطرح سے روپیہ حاصل ہوجاتا اوسی شخص واجب الرعایت کو دیتا بہرحال خوشنودی اشخاص مذکور
منظور تھی غضب خدا کو ہیچ اس امر کے سہل سمجھتا تھا تصدیق ہوا کہ مہاراجہ ساب راے نے اپنی آنکھون
سے ملاحظہ کیا کہ جو کوئی شخص ناحق خلق خدا کو رنجیدہ کرتا اور یہ دیکھتا کہ ناحق اس بیچارہ کو ستاتا ہے اور اوس سے
مروت ہوئی کچھ نکہتا اور بعدہ اونکو کسی بہانہ سے اپنے پاس بلاکر زرہاے بیشمار سے مالامال کر دیتا ۔

رہائی پانا محمد رضا خان مظفر جنگ کا اور بسر کرنا ایک مدت کلکتہ مین بذریعہ امیدواری اور آخر لاچاری مین راضی ہونا

مظفر جنگ اس داروگیر مین نہایت مضطرالحواس ہوگیا تھا کیونکہ اکثر عملہ خاین اور خود بھی بیخبری کی وجہ سے
کسیقدر متہم تھا امرت سنگہ اوسکا دیوان نہایت بے شعور اور کاغذ فہمی سے نہایت دور اور لوگ اسکی رشوت خوری
سے گریان تھے اسوقت مین ہر ایک نے اپنی رہائی امرت سنگہ نے بحیلہ و تخویف اظہار بعض اسرار کے فارغخطی لیکر
کسی مکان مین واقع کلکتہ جا بیٹھا مگر علی ابراہیم خان بہادر نے باوجود عدم اطلاع کاغذات معاملات سنوات پر
نوکری کی شرم سے کمر ہمت چست کی اور تھوڑی مدت مین ہر ایک دقیقہ اور ہر قسم کے کاروبار سے ماہر ہوکر
متعہد وکالت ہوا اور نندکمار کے سوالات کے جوابات کا بھی متعہد ہوا اور اوسکی کینہ وری سے نہ ڈرا استمعین
سے سنا گیا کہ بہت عمدہ عمدہ جوابات بحر تسکین دیگر ہر ایک کا منہ بند کر دیا سامعین کو بجز تحسین و آفرین
کچھ کہتے نہ بنا اور مظفر جنگ نے اسکی تدبیر کے بدولت پچیسوین ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو رستگاری
پائی اور دوسری ربیع الثانی سنہ مذکور کو اوسکے دروازے سے پہرے اوٹھائے گئے مظفر جنگ
اس امید سے کہ شاید مانند شتاب راے کے بدستور نیابت کونسل مرشدآباد ہو کلکتہ مین
مقیم رہا اور ہفت خواران کلکتہ نے جسمین اکثر عملہ بعض اصحاب انگلشی کے کونسل کا ہے اسکو دام
فریب مین پہنسا کر ہر روز ایسے کلمات سے خوش رکھتے تھے کہ آج فلان صاحب ایسا کہتے تھے اور کل ایسا
فرماتے تھے فلانے کو ولایت سے یہ خبر آئی ہے اور فلانے نے فلانے سے ایسا سنا ہے مظفر جنگ ایسے اخبارات کو
سنکر امیدوار ہوا اور مخبرون کو اپنا ہوا خواہ سمجھکر اونکے حسب اشعار اکثرون کو روپیہ بھی دیا اس
سبب سے زیر بار اور مقروض ہوا بندہ اوس زمانہ مین بحصول ثواب سفر بیت اللہ کے کلکتہ آکر مظفر جنگ
سے موقع اعانت چاہتا تھا مگر اوسے توفیق نہوئی مقصد اس امر کا تھا کہ بندہ کی جاگیرات اپنے عامل
جاگیر کے سپرد کرے اور اوسکا عامل میرے قرضہ کا مہاجن سے ضامن ہوجائے اور میری حاصلات

جاگیر سے اوسکو دیوے اور زر رہاے فاضل دیوان لمانت رکھے تاکہ مہاجن کو تعرض باقی نرہے اوسی
زمانہ مین کہ بندہ پندرہ بیس دن کلکتہ مین رہا اور مظفر جنگ کی صحبت مین تھا بندہ نے اوسکی زبان
سنا کہ ہر ذکر مین علی ابراہیم خان کی مدح کرتا تھا اور کہا کہ اگر تمام عمر اس محسن کی شکر گذاری اور خدمت کرون
عہدۂ واجبہ سی باہر نہین ہو سکتا ہون اور انشاء اللہ تعالی ایسا ہی ہوگا اکثر قبلہ کہتا تھا اکثر کہا کہ ہمکو امرا رفقا
لاکھون خورد و نوش کر کے چلدیئے اگر احسان ہے تو علی ابراہیم خان کا ہے اسکا درم ناخریدہ ہون اسکا غلام ہون
میرا باپ اور بھائی ایسا نکرتا جو اس سے ظہور ہوا کہ عام صحبت مین ہر دم و ہر لحظہ اوسکا دم بھرتا تھا ــــ

آنا جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسیس روساے کمیٹ اور گورنر سی مناقشہ ہونا اور بارول کا گورنر سی اتفاق

مظفر جنگ اپنی حصول تمنا کی انتظار مین تھا کہ جنرل کلاورن اور کرنل منس اور مسٹر فرانسین باہم مدار المہام
کمیٹ اور نیز واسطے تحقیقات معاملہ گورنر بہادر اور مسٹر بارول کی بادشاہ اور کمپنی کی طرف سی اواسط شعبان
۱۱۸۸ہجری مین پہونچے دو آدمی یہان کی سرداروں مین ایک گورنر اور دوسرے مسٹر بارول منجملہ خمسہ کمیٹہ کے
رہگئی چونکہ وہ تینون فرستادہ بادشاہ اور کمپنی کی بنابر تحقیقات تقصیر گورنر کے مقرر ہوئے تھے اور جنرل کلاورن
ولایت کے اہل دول اور بادشاہ انگلنڈ کی ملازمین مین تھا اور کرنل منس امیر ریاست کل فوج کا بعد
وصول جنرل کلاورن کے مرتبہ گورنری پر رکھتا تھا اور مسٹر فرانسیس دوسرے درجہ جنرل کلاورن پر باہم متفق
تھے عجیب طنطنہ اور دبدبہ رکھتے تھے ہنگام ملاقات نذر تک جو کہ ضابطہ ہندوستانی ہے نہین لیتے تھے حتی کہ
ڈالی بھی رد فرماتی تھے گورنر کے معاندون کو باخود موافق کرلیا چنانچہ نندکمار کو جو شمس الدولہ اور لارڈ کلیمن
اور نیز اسوقت مین عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگز کا مرغوب النظر تھا مقرب بنایا اسکی وسیلہ سی اکثر لوگ لالچی
فسادی بامید اقتدار اصحاب ثلثہ مذکورہ سے متوسل ہوے اور تحقیقات امور مخفی کی شروع ہوگئی اور
ان پانچ آدمیون مین ناچاقی صحبت اور اختلاف رائی کمال درجہ کو پہونچی سخت تشویش طرفین کے
متوسلون کو ہوئی حتی کہ فیمابین جنرل اور مسٹر بارول کی طمانچہ بندوق سی حسب ضابطہ خانہ جنگی ہوئی دونو
آخر کو یعنی گورنر اور بارول یکدل رہے اور تین آدمی ایکطرف جنرل کی طرف بسبب کثرت اصحاب کی جو تین کس
تھے گورنر پر جو دو نون تھے غلبہ ہوا اکثر امور موافق رای طرف جنرل کی کیے جاتے تھے چنانچہ گوران نام ایک انگلشی صاحب کلان
مرشدآباد اور مسٹر سیبج صاحب کلان عظیم آباد اور فوک نام صاحب کلان بنارس اور مسٹر برسٹو صاحب کلان اودہ لکھنؤ جنرل کلاورن
کی تجویز سی مقرر ہوے اور مبارک الدولہ مع والدہ بو بیگم کے منی بیگم سے عاجز ہو کر گوران کی ملاقات مین اوسکی توسل سے
جنرل تک پہونچا ہفتدہم ربیع الاول ۱۱۸۹ہجری کو مجاز کا رفلاست ہوا اور قبضہ اختیار منی بیگم اور اعتبار علیخان

خواجہ سرا سے باہر ہوا خواجہ سرا سے مذکور کا تغیر ہوا لیکن چونکہ منی بیگم زردار اور معتقد رہوشیار ہے ہمیشہ
مبارک الدولہ بطمع وراثت اوسکے اختیار مین رہا اور وہ یون کہتی ہے کہ اگر مجھسے ٹیڑھی پڑے اپنے
مال و زر فقرا اور تمہارے بیگانون کو دیتی ہون فی الحقیقت مبارک الدولہ کا یہ حال ہے نہ تو کوئی
اوسکی سطوت سے ڈرتا ہے اور کوئی اوسکی دولت سے توقع رکھتا ہے اور وہ بھی چندان امور دنیاوی
سے توقع نہین رکھتا جس سے لوگون کو اندیشہ ہو لہذا جو شخص جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اوسکو کسی سے
تعرض نہین بجز اپنے مصارف کے کچھ نہین چاہتا اسی وجہ سے اب تک منی بیگم کا تسلط بدستور اور
نیابت نظامت کی اغلب اوقات انقلاب مین ہے اسی سال مین اونتیسوین [29] جمادی الاول سے
کو میر محمد حسین فاضل جو کہ نہایت تیز طبع زود فہم ہے بشوق تحصیل علوم ہمراہ مسٹر الیٹ کی انگلنڈ
کو روانہ ہوا اور اکثر تحقیقات علوم کی کرکے مخصوص علم ہیئت اور مفردات اور مرکبات ادویہ و خواص
اکثر اشیا اور معرفت اجرام علوی یعنی کواکب فلک اور بعض صنائع دیگر مانند تشریح ابدان وغیرہ کے جسقدر مدت
قیام مین میسر آیا تحصیل کرکے اور اوسکا ترجمہ کرکے ۱۱۹۲ ہجری مین واپس مرشدآباد آیا اور
یہان لوگون سے ظاہر کیا امراے نادر روشناس سے کسیکو توفیق نہوئی کہ تھوڑا سا روپیہ
خرچ کرکے اپنا نام مشتہر کرے اور وہ شخص اوس علوم کو اسکے نام سے صفحہ روزگار مین
پایدار کرے گورنر بہادر نے جو کہ شعور و ہوشیاری اور دانائی اور کارگزاری مین نادرہ روزگار تھا
تساہل و اغماض سے کار فرما ہوکر ضروریات مین توجہ نامناسب جانی ارادہ کیا کہ اول اپنی برتری
کرکے جنرل کی نادانی ظاہر کرے اور اندازان لوتہ اندیش مخصوص نندکمار کو سزا دی بعد ازان تدارک بہی کلاس
کرے اور امور پرداختہ جنرل کو درہم کری لہذا امرت کہ جنرل کی جوابین بکراہی راستی او مخالفین کی دروغگوئی ثابت کیا

معاینہ کرنا نندکمار کا گورنر ہسٹنگ بہادر کا اور سزا پانا

لیکن ازان اکثر عیوب نندکمار کے اشتہار کرکے ثابت کئے منجملہ اوسکے یہ چند عیب تھے کہ یہ شخص
ہر ایک کے دستخط کرتا ہے اور ہر ایک کے نام سکے مطابق مہر اپنے پاس رکھتا ہے اور مسک
اور خطوط جسکے نام جس قسم کا چاہتا ہے درست کرتا ہے اور منجملہ تمسکات کے ایک تمسک
مہری بلاقیدا بسنطرپ کا تھا جسکا روپیہ سرکار کمپنی سے لیکر تصرف کر لیا تھا ان امورات
کی تحقیق مین ان دنون جیوری مقرر ہوئی گران جیوری اسکو کہتے ہین کہ بارہ [12] آدمی معتمد انگلشی مقرر
ہوتے ہین اگر مدعا علیہ اوسکو قبول نکرے تو دو مرتبہ اوسکے انکار سے بدلے جاتے ہین تیسری
مرتبہ پھر کچھ انکار و اقبال نہین سنا جاتا بارہ [12] آدمی ہوتے ہین لاجرم یہ مقرر ہوا کہ تجویز سزا کرین

اوریاوسں وقت کوئی اون سے نہین مختلط ہوسکتا کہ مبادا کچھہ لالچ دیکر سے ایمانی کرائے
القصہ یہ گران چوری مقرر ہوئی مدت تک گرم بازاری رہی تا آنکہ نند کمار واجب القتل ثابت ہوا
یہ مردبد باطن مغرور موذی خلق تھا اگرچہ دوایک لوگون سے احسان بہی کیا تھا مگر عجیب بیباک
خدانا ترس مردم آزار تھا بہرحال اوسکی سزا مقرر ہوگئی چونکہ جنرل نے اوسکے دلنشین کردیا
تھا کہ کوئی تجہسے کچھہ نہین کرسکتا اگر زیر دار تک لیجاوین ہرگز خوف وترس نکہایئے بہرصورت گورنر کی قصور ثبوت
کرنا علاوہ اسکے خود بہی مزاج مین صلابت رکہتا تھا ثبوت قصور گورنر مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور گورنر
اوسکے تقصیرات کا اثبات کرتا تھا ان دونون آدمیون کے سوال وجواب وستخط انگلشی سے لکہی گئی
جسکی کتاب اس جماعہ کے لوگون مین مشتہر ہے **القصہ** جب تقصیر ثابت ہوئی ساتوین جمادی الثانی
۱۱۸۹ ہجری کو نندکمار کی جاے مقررہ پر پہانسی ہوئی اور اوسکا نقد وجنس تعلیقہ ہوکر اوسکے لڑکا
راجہ گرداس کے حوالہ ہوا کہتے ہین کہ باون لاکہہ روپیہ نقد اور اسیقدر نقد وجنس حساب مین
آیا اور نندکمار کی بنائی ہوئی مہرین جو لوگون کی طرف سے بنالین تہین برآمد ہوئین ——

جنرل کلاورن سے مظفر جنگ کا موافق ہونا اور اوسکا مرشدآباد کی عدالت فوجداری پر مامور ہونے وغیرہ کا بیان

جب جنرل کلاورن کے غلبہ کا آثار پدیدار ہوا مزاج مظفر جنگ خفقانی کا جو تلون سے خالی نہین تھا
جنرل سے آمیزش کرنے لگا علی ابراہیم خان بہادر مآل اندیشی سے مانع ہوکر کہتا تھا کہ ابہی جسطورسے
گذر رہی ہے گذران کرنا چاہیے گورنر نے آپکی آبرو بخشی کا احسان فرمایا ہے احسان فراموشی نکرنا
چاہیے دیکہنا چاہیے کہ کیا انجام پدیدار ہوا اگر جنرل مجاز ہوتا ہے تمنے اوس سے کچھہ بدی نہین کی کہ
وہ دشمنی کریگا بلکہ وہ بہی تمہارے ثبات مزاج سے راضی ہوکر رعایت مناسب کریگا مگر مظفر جنگ
جو کسیقدر خود راے ناسخن شنو تھا اس مصلحت کی طرف چندان ملتفت نہوا اور جنرل مذکور سے توسل
پیدا کیا گورنر نے اس سبب سے افسردہ خاطر ہوکر اوسی جنرل پر چہوڑا جنرل نے اوسکو واسطے
مبارک الدولہ کی نیابت اور فوجداری کہ اس سے خبرگیری اور تدارک قطاع الطریق اور چوروں کی
اور انفصال مقدمات فوجداری اور خونریزی اور زنا سے مراد ہے تجویز کی اور بہت سا روپیہ درماہہ
عمال کا مقرر کیا اور نواب کو مع اولاد واتباع کے کونسل سے خلعت دلاکر پندرہوین رمضان
۱۱۸۹ ہجری مین مرخص کیا دوم شوال کو مرشدآباد آیا سکان شہر نے بہرصورت اسکی اطاعت کی

اور وہ فرستادہ دولت پر تمکن ہوا وہم ذی الحجہ سنہ مذکور کو اپنے لڑکے محمد زکی خان ولد محمد حسین خان
اپنے بھتیجے کے ساتھ بیاہ دی اور اپنے فرزند کلان بہرام جنگ کو حاجی اسمعیل کی صبیہ سے جو کہ
دونون دختر زادہ رابعہ بیگم کی تھی ۲۲ ماہ مذکور کو نکاح پڑہایا اور ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو
رابعہ بیگم عطاء اللہ خان کی بی بی حاجی احمد کی لڑکی نے رحلت کی اور اوسکے گہر کی رونق جاتی رہی
اگرچہ عیوب و فجور مین متہم اور مشہور تھی مگر بہت سی خوبیان رکھتی تھی قبل بیماری سے بیشتر جملہ
معاصی سے توبہ کی تھی اور بیماری مین پھر نئے سر سے توبہ کی اور لوگون کو گواہ کیا اور دم آخر تک کلمۂ
طیبہ اور تعریف وحدانیت الٰہی اور نبوت خاتم الانبیا اور منقبت اوصیای رسول سرور اور نادم اپنے
گناہون پر راہی ملک بقا ہوئی رب ان تعذبھا فانھا امتک وان تغفر لھا فانت ارحم الراحمین اور اوسی وقت تاریخ ۲۷
ماہ شوال کو زلزلۂ عظیم آیا جو پچاس سال سے ایسا اشد زلزلہ نہ آیا تھا اور مظفر جنگ علی ابراہیم خان بہادر کو
جو زیر بار منت اور احسان کے تھا دیوانی نظامت پر مقرر فرمایا اور نایب فوجداری ہر جگہہ بھیجے
ازانجملہ عظیم آباد مین نذر باقی بیگ بلخی مقرر ہوا لیکن نیکنام رہا اور اصحاب انگاشتی مع تمام رعایا کی
راضی اور خوشنود رہے مظفر جنگ نے مبارک الدولہ کے مقربین سے خشونت کر کے بعض کو
تخفت پہونچائی اور مبارک الدولہ سے کچھ ممانعت بھی نہو سکی تا بحمایت کیا ہو چنانچہ بعد عزل اعتبار علیخان
خواجہ سرا کے جو کہ خادم علیخان ولد خادم حسین خان جو کہ اکثر اخلاق مین باپ کیطرح تھا چند روز
مبارک الدولہ کا مدار المہام ہوا تھا مظفر جنگ کے بی التفاتی سے برطرف ہوا اور مبارک الدولہ نے
باوجود عہد و پیمان کے دم نہ لیا مظفر جنگ نے چند روزہ اقتدار مین ثمرا تسلط کر کے زبان زد جمہور ہوا
اسی اثنا مین خیانت پیشہ لوگ جو کہ زر نظامت کو خوان یغما سمجھے تھے اور علی ابراہیم خان بنابر اندیشہ
نہ خود لیتا تھا نہ دوسرون کو لینے دیتا تھا اونہون نے مظفر جنگ کے مزاج کو علی ابراہیم خان الیسی
احسان فراموشی سے منحرف کر دیا اور فیمابین ناچاقی کی روا رہوئے اور سخن چینون نے مظفر جنگ کی دلمین
اپنا نقش جمایا مصرعہ چراغی راکہ دودی ہست در سر زود درگیرد ✻ اول کنایتاً شکایتین خانمذکور سی شروع کین اور پھر
اپنے مجلس مین بطور طعنہ و تشنیع کی گفتگو کرنے لگا چونکہ وہ اس قبیل سے تھا کہ صاحبون بندہ
شعر کہنا نہین جانتا اس باعث سے لباس اور دستار ہندوستانیو نکا زیب تن اپنے کے نہین کرتا
تا کہ دعوے عقل اور شعور کا کر دن یہ قاعدہ ہندوستانیو نکا ہے کہ پڑہے نہ لکھے نام محمد فاضل مگر
جامہ بہت مکلف و بر اور عمامہ بر سر کہ ہم بھی شاعر بے عدیل ہین اور عالم بے نظیر اگر ایک لفظ کے معنی
دریافت کرے یا پوچھے کہ اس شعر کا کیا مطلب ہوا اوسوقت عالم بے نظیر اور شاعر بے عدیل

صاحب کے ہاتھہ پاؤن پہول جاتین بجز سکوت کچھہ بن نہ آسکے الغرض یہ سب باتین طعن و تشنیع کی
اسنے زعم مین گویا علی ابراہیم خان کو کہتا تھا چونکہ حق تعالے نے علی ابراہیم خان کو ہر امر رفتار و گفتار مین
برگزیدۂ روزگار کیا تھا اور طبیعت موزون تھی کبھی کبھی اشعار بہی کہتا تھا مظفر جنگ ایسی امور سے
محض محروم تھا اسکی زیبائی موجب رنج مظفر جنگ ہوئی تھی اوسکے عزل کا بہانہ ڈہونڈہ رہا تھا
اتفاقاً اوسوقت مین نبّی بیگم دختر رابعہ بیگم نہایت زشت کردار بدکار تہی بموجب ضابطہ عمدہاے
ہند کی چند عورتین فحش اور لونڈیان حرامکار جمع کر کے اونکو تعلیم رقص اور رود و سرود سی کراتی تھی
وصحبت لغو و بیہودہ آثر رکہتی تھی اوسنے علی ابراہیم خان سے راہ مکر کشادہ کی شکر احسان کے بہانہ سے
جو کہ اسنے مظفر جنگ کے ساتھہ کئے تہے لہذا خان مذکور کو بہائیصاحب اور بہائی جان ایسی ایسے
کلمات کہا کرتی تھی چونکہ چندان پردہ دار نتھی علی ابراہیم خان سے بہی بے پردہ ملاقاتین اور ضیافتیں
ہونے لگین اور اوس مجلس مین بعض مخصوصان مظفر جنگ بہی شریک اور اوس محفل کے
مخصوصیات پر آگاہ ہوتے تہے تا آنکہ بیگم مذکور نے علی ابراہیم خان کی رغبت ایک کنیز رقاصہ پر پائی
اور اوسکے اختلاط کی ترغیب دی اور کہا کہ یہ میری لونڈی ہے مینی تمہین معاف کیا اور دیگر عورات
شریک حال بہی اس بارہ مین اصرار و مبالغہ کرتی تہین کہ کچھہ مضایقہ نہین اور وہ جسکی لونڈی ہے
وہ تمہین عطا فرماتی ہے پس اسقدر پرہیز کیا ضرور ہے مرشدآباد مدتون سے حکم ولایت لوطیہ
رکہتا تھا اور ہنوز اسی رنگ پر ہے کیونکہ کمتر اشخاص کو یہان کے رہنے والون مین عزت و ناموس کا
پاس ہے بلکہ دولتمند لوگ زیادہ تر اس بارہ مین بہتر سب مفلسون کو ترغیب دیکر آمادہ کرتی
تہی اور بمقتضاے کلام النَّاس علی دین ملوکہم کو اس فعل نے رواج پایا تھا شاید کہ چند غریب
و شریف کی عصمت رہی ہو ورنہ مشاہیر مقتدر کو اکثر اسی علت مین مشغول دیکھا ہے جسقدر ہین
یہان وضیع و شریف* خوار و رسوا ہین اور مرد کثیف* خلاصہ یہ کہ علی ابراہیم خان باوجود کثرت شعور اور پرہیز کے راضی ہوا
سچ ہے بموجب قول محتی اکبر نامہ کے ع عشق کی ہین گر ایسے حال بہت* او محبت کی ہی کمال بہت* کبھی سبحہ کو یہ کرے زنار
کبھی زنار ہووے سبحہ کا تار شاید دو تین مرتبہ کنیز مذکور کو اپنے پاس طلب کیا ہو کہ ابراہیم خان مذکور پر تہمت ہی ہوئی ہو
بہرحال مظفر جنگ نے اسی فعل کو دستاویز کیا اور خانمذکور سے برہم ہوا ظاہرا محضر آراستہ کیا
کہ فلان شخص میرے ناموس مین پردہ در ہوا تیاری اس محضر کی کہ بجز افشا و رسوائی فائدہ رکہتی تھی
شاید بخوف انگشتی اور رفع بدنامی کی ایسا امر کیا ہو کہ کوئی یہ نکہے کہ ایسے رفیق سے جدائی بموجب کیون ہوئی بہرصورت
مظفر جنگ نے اس مقدمہ کی شکایت دربار عام مین بتاریخ سولہوین ۱۶ ماہ صفر ۱۱۹۱ ہجری

مین علی ابراہیم خان کو عمدۂ دیوانی مبارک الدولہ سے معزول کیا اور اپنے لڑکے بہرام جنگ کو
مبارک الدولہ کے حضور مین لیجاکر خلعت دیوانی عطا کرائی علی ابراہیم خان نے گوشہ گزینی کرکے
آمدرفت دربار اور بازدید و احباب سے کنارہ پکڑا اسی عرصہ مین مظفر جنگ سنہ ۱۱۹۱ محمد خان کا اقتدار
نے جو کہ مظفر جنگ کے رفقا مین نہایت دخیل تھا رضی الدین محمد خان کی کسی بی بی کو اپنے عقد
نکاح مین لایا اس تقریب سے جسوقت کہ رضی الدین محمد خان کسی غرض سے عازم مکہ ہوا ایک
تمسک متضمن اپنی وراثت کے اوسکو لکھدیا اور اپنا وصی کیا تھا آخر فسخ عزیمت کرکے بعد تھوڑی مدت کی
مرگیا بہت سا روپیہ اور مال اور زر جواہر وغیرہ چھوڑ کر اسید محمد خان نے اوسی تمسک کی دست آویز
سے قابض ہوکر اوسکی عورات اور اطفال کو زیر قبضہ کیا اور بعد چندے وسیلہ اوٹھاکر اوسکی
کسی بی بی جو اوسکے لڑکے کی مان کے سوا تھی اور سب عورتون سے محبوب تر اور مالدار تھی اپنی
نکاح مین لایا اور اوسکے مال و اسباب مین متصرف ہوا لوگون کو تقرر وصی سے اسقدر نفرت
ہوئی کہ ہنگام رحلت صدر الحق خان کے اسد اللہ خان خبیث چاہتا تھا کہ صدر الحق سے کہکر
سید محمد خان مسرب کو وصی کرادے اور صدر الحق نے بھی چاہا کہ اوسکے کہنے کا پابند ہو مگر اوسکی
عورت نے فریاد کی کہ مین زن پیر اور بیچارہ نہین ہون مجھے وصی نچاہیے ہرگز راضی نہوئی تا آنکہ
صدر الحق خان نے ترک ارادہ کیا عجب تر یہ ہے کہ اس انکار سے حکیم جی ناحق ناراض ہوئے
بتاریخ ہفدہم رجب ۱۱۹۱ ہجری کو مظفر جنگ نے اپنے بھائی محمد علی کی بی بی کو اپنی عقد نکاح
مین سرفراز فرمایا محمد علی خان اسکے ایام دولت مین دولت مین اسلام آباد اور رہو گھلی اور
پورنیہ کی حکومت مین رہا اور پورنیہ مین ہی مرا تھا خیر وہ عورت بسبب ہونے دو فرزند اور زر
و مال کے راضی مناکحت پہ نتھی مگر دہ رہیانیون نے دم دلاسا دیکر ایسا لاسا لگایا کہ دام مین پہنسگئی
کہتے ہین کہ ایام نیابت نظامت اور جمیع معاملات مین جب کہ اقتدار مظفر جنگ کا تھا اوسکی
اقربا وغیرہ کی مستورات آمدرفت رکھتی تھین اس سبب سے بعض بعض پر نگاہ پڑتی تھی اور بنا بر
وصال بعض عورات اسکے جو اسلوبیان تھین سعی کرتا تھا ورنہ ترک کرتا اگرچہ شہرت اس امر کی بہت اور
اکثر عورات کی سوال و جواب سنے گئے مگر اوسکا رکھنا نامناسب سمجہا کہتے ہین کہ اونہین دنون مین
جو کہ محمد علیخان کی عورت بنا بر مراتب اکثر اسکے گھر مین آتی تھی مظفر جنگ کا میلان خاطر ہوا ایس
بموجب شرع کے اوسکے ساتھ نکاح کرلیا العہدۃ علی القائلین والراویین ــ

جھگڑا اوٹھنا فیما مین گورنر عماد الدولہ مسٹر ہسٹنگ بہادر اور جنرل کلاورنگ کے

اور اوسی زمانہ مین جنرل کا جان بحق ہونا

جب گورنر جنرل کے درمیان سخت جھگڑے اوٹھے دونون کی تحریرین متضمن شکایت ہمدگر ولایت کو بحضور کمپنی جاتی تھین اور وہان سے جوابات آتے تھے جنرل کے تیسرے سال ورود کو جن دنون کرنل منسن مرا تھا ایک قطعہ خط ولایت سے آیا جسمین گورنر جنرل کی ولایت جانے کی تحریر تھی اور اوسمین لکھا تھا کہ جسوقت گورنر ولایت آوے بعد خود جنرل کو گورنر کر کے آوے اور دوستان جنرل نے لکھا تھا کہ اب گورنر ولایت کو آتا ہے کلکتہ کی گورنری ہمکو مقرر ہوئی جنرل نے انتظار کھو کے لئے خط گورنر جنرل کا نکلیا سمجھا کہ حکم گورنری میرے واسطے آگیا اور کونسل گھر مین آکر سی گورنری پر بیٹھا گورنر نے اس بارہ مین اوسکو احمق بنا کر مجرم کیا اور جنرل اپنی تیزی مزاج سے نادم ہو کر جواب ناملایم کرنا شروع کئے گورنر جنرل نے حسب ضابطہ عملہ عدالت بادشاہی کو طرفین کے سوال و جواب کے فیصلہ مین قرار دئے اونہون نے گورنر کے حق پر نظر لطف دیکھی جنرل کو معتوب کیا اور اوسکی بات کا اعتبار کھو گیا اور گورنر جنرل بہادر اس طور سے اپنے عہدہ پر قایم رہا جنرل خجل ہو کر خانہ نشین ہوا اور بیمار ہو کر مضمحل ہو گیا اور اونہین خطوط مین چونکہ گورنر کو ولایت سے حکم انعقاد محبوبہ و تنخواہ کی نسبت صادر ہوا تھا گورنر جنرل نے اپنے کتخدائی کی محفل ترتیب دی اور سب سے اول جنرل کو اوس مجلس مین بولایا اوسنے کثرت ملال اور ضعف حال سے انکار کیا گورنر خود اوسکو جا کر بڑی سماجت سے لایا محفل شادی مین چونکہ بڑی دیر تک ٹھہرا بعد معاودت کے مرض نے ترقی پکڑی ناتوانی کا زور ہوا اور خود ڈاکٹر خاص جنرل کے مداوا کو ولایت سے ہمراہ لایا تھا معالج ہوا جنرل نے ہر چند حقنہ کو منع کیا مگر اوسنے مبالغہ کر کے حقنہ کا عمل کیا از بمجرد حقنہ کے اوسکی جان نکل گئی اور اسکے مرنے سے مسٹر فرانسیس کی طرف سب ہو گئے اور گورنر کیطرف قوی ہوئے ہر چند مسٹر ہویلر نے جو کرنل منسن کی جگہہ پر آیا فرانسیس سے موافقت اور آشتی کی لیکن اسکی ظرف نے بنا بر بلند رتبگی گورنر اور اوسکے ہوشیاری کی قوت بنائی بمجرد مرنے کرنیل منسن کے جرنل کی طرف ضعیف ہوئے اور سرداران جرنل جو برخلاف گورنر کے تھے مبدل دیئے گئے ملخص یہ ہے کہ مسٹر بوسٹو لکھنؤ سے اور رفوک بنارس سے اور شیخ عظیم آباد سے اور گوران مرشدآباد سے بدلے گئے مسٹر مڈلٹن واسطے لکھنؤ کے مقرر ہو کر گیا اور بنارس مین مسٹر گرام اور مسٹر لا عظیم آباد کا صاحب کلان ہوا اور مرشدآباد مین مسٹر پیر کی مدار المہامی

اور یہ بھی معلوم تھا کہ حیدر نایک کو فرانسیسون سے راہ رسم ہے لہذا عماد الدولہ گورنر ہشتنگ بہادر
نے مصلحت جانی کہ راؤ رگھناتھہ راو سے موافق ہوکر مرہٹہ سے آویزش کرے اور چاہا کہ فوج
انگلشی رگھناتھہ راو کی اعانت مین دکن جاوے اور اوسکو ہمراہ لیکر سرداران مرہٹہ کی صلح
حاصل کرے اور رگھناتھہ راؤ کی مصلحت پوری کرے اگر وہ اطاعت کرین رگھناتھہ راؤ اور
اوسکے مخالفین سے عہد و پیمان بنا بر موافقت خود اور عدم اتحاد فرانسیس کے حاصل کرے
اور اگر سرکشی کرین رگھناتھہ راو کے مخالفین کو مقہور کرین کیونکہ جانتا تھا کہ رگھناتھہ راو سرہٹہ
اور سردار زادہ ہے البتہ اوس سے موافق ہوجاوینگے چونکہ ہندوستان کی بڑی بڑی لڑائیان
دامن شاہجہان آباد تک بفضل خدا فتح ہوگئین تھین جانتے تھے کہ بعد تابع ہوجانے مرہٹہ
کے حیدر نایک کو بھی مطیع کرنا کچھہ بات نہین ہے بعد اسکے بدون اندیشہ فرانسیس وغیرہ کے تمام
ہندپر متسلط ہوکر آرام دل سے کرنا چاہیئے یہ رائے خالی اہانت سے نہ تھی کیونکہ فرانسیس
سے قدیم عداوت اور اب جنگ امریکہ کی وجہ سے مزید ہوگئی تھی اور جو وہ رشتنگ بندر کرکے چند ہزار
آدمی سے مع حیدر نایک اور مرہٹہ کے سواحل ہند مین آئین اور شورش برپا کرین تدارک
دشوار ہو پہر مرہٹہ وغیرہ کی یاری کام نہ آویگی اور اوسوقت مین خود رگھناتھہ راو آرزومند اور
رفاقت پسند کا خوا ہش بلتجی ہوتا ممکن تھا کہ نقش اس مدعا کا واسطے انکے درست بیٹھتا اور
فتوحات دیگر بھی میسر ہوتین اور تمام ہندوستان بے ہرج ومرج فتح ہوجاتا خلاصہ یہ ہے کہ گورنر
نے بنظر مذکورہ بالا حزم دیگر مصمم کیا مشہور ہے کہ مسٹر فرانسیس اور مسٹر سولیر نے جو کہ منجملہ
اصحاب کمیٹی تھے یہ رائے ناپسند کی اور یون مصلحت فرمائی کہ اسی قدر ملک مین جو حاصل ہے
قانع ہون اور شاید کہ حکم کونسل ولایت بھی اسی سلامت روی پر تھا گورنر بہادر نے کچھہ
نسنا خود تنہا اس کار مین متوجہ ہوا اوسوقت شروع ۱۱۹۲ھ ہجری تھے بندہ کسی اپنے کام کو
عظیم آباد سے ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے جو لکھنؤ سے آزردہ ہوکر اپنے سوال و جواب کو کلکتہ جاتا تھا
قاصد شہر مذکور ہوا کرنل اپنی مراد سے محروم رہا اور متعین ہوا کہ جو لشکر الہ آباد اور لکھنؤ سے مہم دکن کو
جاتا ہے اوسمین رہے اور بیچارہ راہی دکن ہوگیا اول تو کرنل اس حکم سے آزردہ دوسرے
بندہ مورخ کو بھی تشویش ہوئی کیونکہ اسیطرح کے سلوک کا امیدوار تھا اور راو سکے چلے جانے
کی بعد خواہش وہ بسبب عدم التفات ارباب کونسل کے نہ میسر آئی اور ذکر اسکا اسمقام مین لکھنا
نامناسب ہے کیونکہ ہر ایک شخص ایک مزاج پر نہین ہوتا ہے ناحق شکایت شہرے کی جو کچھہ کہ

تقدیر مین لکہا تہا میسر ہوا سے خواہی نخواہی ہوگا وہ جو کچھہ لکہا تقدیر مین ہے۔ اور کونسل کی ناراضی
کا سبب یہ ہے کہ لشکر مذکور کی سرداری کرنل لسلی کو مقرر ہوئی اس سے اوسکا مانع ہونا پڑا اور
کرنل کاڈرڈ اسکے ساتہہ بہت بلادر وہ لیاقت سرداری سے عاری تہا مگر کیا کرتا ضابطہ کا پابند ہوا بندہ
نے بپاس دوستی عرض کیا کہ یہ ارادہ امر عظیم ہے لیکن کثرت غرور سے چونکہ متواتر فتوحات لطف
اس جماعہ انگلشیہ کو میسر ہوئی تہین نہایت آسان سمجھکر جوابدہ ہوا کہ ہماری دو پلٹن کل ہندوستان
کیواسطے کافی و وافی ہین نتیجہ خاموش ہوا اور کرنل مذکور حسب الحکم روانہ الہ آباد ہوا تاکہ وہان سے کالپی اور بوندیلکہنڈ
اور توابع برار اور اورنگ آباد ہوتے ہوئے دکن جاوے اور عجب نہین ہے کہ لشکر آمادہ ہو مع رگہناتہہ راؤ
کی بجاے میں یکجا ہوکر باتفاق رگہناتہہ راو کے ساعی ہون حسب الحکم کونسل تعمیل کرین مسٹر ایلیٹ
جو کہ نہایت راست گفتار تہا ناگپور کی ایلچی گری پر متعین ہوا تاکہ نئے سر سے وعدہ ارسال کرنے
زر موعودہ کا مودہوجی وغیرہ اولاد رگہوسنگہ سے کرلے اوسے راضی کر آئے ناگپور کلان رگہوجی بہونسلہ
کا دارالملک ہے مہابت جنگ سے بعد جنگ صلح کا رنگ ہوا تہا اور اوسی عہد پر انگلشی بہی قایم
تہے مگر اپنا غلبہ دیکہکر اداے زر مجوزہ مقررہ مہابت جنگ مین ہان ہون کرتے تہے تہوڑا سا ادا کرتے
باقیماندہ امروز فردا مین ٹالتے تہے غرض اس پیغام سے یہ تہی کہ مبادا لشکر دکن کے مزاحمت
کرکے بنگالہ اور عظیم آباد مین فساد نہ برپا کرین چونکہ رگہو اور اوسکی اولاد جو کہ راجہ ساہو کے
بنی اعمام اور اوسکی جانشینی کے مدعی تہے اور بالاجی راو بعد فوت راجہ مذکور کے اپنی طاقت
سپہ سالاری سے قابض ہوگیا اور اونکو مسند نشین کیا بنابران بالاجی راو کی اولاد اور اوسکی
سرداروں سے یہ ناراض تہا لہذا مودہوجی اوسکے بہائی وغیرہ تجدید عہود سے راضی ہوگئے
کچہہ فساد نہوا چونکہ عین برسات مین مسٹر ایلیٹ نے راہ طی کی اور تیر اجل گہات مین لگی تہی
اثناے راہ مین سفر آخرت درپیش ہوا اوسکا بہائی مسٹر اندرسن جو ہمراہ تہا اوسکی پیغامبری
کرکے عظیم آباد کی راہ سے بنگالہ اور کلکتہ کو واپس ہوا بندہ جو گورنر جنرل ہشٹنگ بہادر سے
آشنا اور حصول مدعا کو ہمراہ کرنل کاڈرڈ کے کلکتہ گیا تہا تین چار مرتبہ ملاقی ہوا ایک مرتبہ گورنر جنرل
بہادر نے پوچہا کہ آپ کبہی دکن گئے ہین بندہ نے کہا نہین لیکن کسیقدر وہان کے حال پر آگاہ
ہون کرنل کاڈرڈ سے معلوم ہوا کہ اوسکا ارادہ میرے نوکر رکہنے کا ہے لیکن دو کام پر اول یہ ہے
کہ بطور میر منشی کے رہین اور ہر کاغذ کا مسودہ اسکی اصلاح سے قرین و مرتب ہو دوم دکن کی ایلچی گری
بہی ہمین رہی بندہ نے ایلچی گری بسبب ضعف پیری اور دوری وطن او مہجوری خدمت والدہ کی

انکار کیا کرنل کاڈ ردسے نے بندہ کو مسٹر الیت کے سپرد کیا اور خود روانہ ہو گیا اس عزیز نے بندہ رو زمین گورنر کا خط لکھایا اور نیز اپنا خط عظیم آباد کی کونسل کے نام متضمن سفارش قوی لکھکر مجھے رخصت کیا اور بندہ کی مراد حاصل ہوئی اسی عرصہ مین مسٹر اندرسن کو کونسل کلکتہ کی سرداری پر طلب کیا اور مسٹر گولڈنگ ولایت گیا اور وہ مقدمہ بندہ کا درہم ہوا باقی احوال دکن کا عنقریب تحریر ہوگا بالفعل کسیقدر روداد کلکتہ اور بنگالہ کی تحریر ہوتی ہے

رحلت کرنا بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کا اور نیز صدر الحق خان کا واقعہ ہونا

بنی بیگم دختر رابعہ بیگم کہ ذکر اسکا حالات علی ابراہیم خان مین گذر چکا ہے ۱۲ شعبان ۱۱۹۳ھ ہجری مین مظفر جنگ کی معزولی مین جان بحق ہوے اسکو عارضہ طمث کبثرت تھا کسی نے دواے حبس دی جسکے ذریعہ سے کل مجاری طبعی مسدود ہو گئی آخر وقت جب بخارات ردیہ نے دل و دماغ گھیر لیا مظفر جنگ نے دواے مقوی قلب و دماغ کی کھلائی کچھ سود نہوا دنیا سے سفر کرکے اسکا مال بکثرت تھا ظاہر مین بنا بر رفع فساد زیر مہر مظفر جنگ ہوا بروقت تقسیم سنا گیا کہ کچھ مال اور جواہرات مشہورہ نہ دیکھے گئے والعلم عند اللہ الخبیر المجید اور صدر الحق خان مسن اور دائم المرض تھا ایکسال چار مہینے ۲۵ روز نام کے واسطے حکومت فوجداری کی اونیسوین ذیقعدہ ۱۱۹۳ھ ہجری کو جہان فانی سے گذرا مخفی نرہے کہ صدر الحق خان گجراتی ہے اپنے باپ کے ہمراہ شاہجہان آباد آیا جب باپ مرا اور شاہجہان آباد مین بہبودی کی صورت نظر نہ آئی عازم مرشد آباد ہوا یہان اگرچہ مہابت جنگ کا نوکر ہوا لیکن مہابت جنگ کے مظفر علیخان کا داروغہ عدالت ہوا بروقت آشوب مرہٹہ کی دکن کی سفیری پر گیا تھا اور طرفین سے مورد عتاب ہوا بقدر لیاقت نام و نشان پیدا کیا مہابت جنگ کے بعد ہر عہد مین اوسی حالت سے رہا مظفر جنگ کی عہد مین بھاگلپور کی حکومت پائی بعد چندے تغیر ہوا بروقت ورود گورنر جنرل ہسٹنگ بہادر کی در دولت کو اپنا مامن جانکر قرار پکڑا فوجداری اور خطاب امارت جہانی پایا اور آخر کار کچھ تنہا بیک بینی و دو گوش راہی ملک بقا ہوا

مبارک الدولہ کے تجویز خدمات مین ورنگ ہونا اور آخر کار مظفر جنگ سے رجوع ہونا

چونکہ گورنر جنرل وضع مظفر جنگ کی ناپسند کرتا تھا اور منی بیگم بھی اوسکی اختیارات نظامت سے ناراض تھی اور مبارک الدولہ کبھی اسطرف کبھی اوسطرف تھا اس نظر سے تجویز خدمات مذکورہ مین

توقف ہوا گورنر جنرل ہیسٹنگ بہادر بڑا قدر شناس ہے اوسنے علی ابراہیم خان کو فی الحقیقت داد
انتظام سکے رکہنیکی تجویز کرکے استمزاج کیا اور مسٹر بیر صاحب کلان مرشد آباد بہی جو اوسکا دوست
صادق تہا لکہکر استشارہ کیا اور نیز علی ابراہیم خان کو بہی متضمن استمزاج تحریر کیا علی ابراہیم خان نے
بنا بر اختلافہای کمیٹی اور اپنی اجنبیت کے عذر معقول کرکے مسٹر بیر اور گورنر جنرل کو راضی رکہکر
انکار صاف کیا کیونکہ جانتا تہا کہ صاحب لوگون کا بناے کار چند لوگون کی استرضا پر ہوتا ہے اور
اختلاف راے بہی چندان پایدار نہین کیونکہ یہ کام مین اہل کمیٹی پابند ہین اور یہ مجمع دو تین
آدمی کا ہوتا ہے ضرور ہے چند روز رہے اور حفظ آبرو کرکے باطمینان لب کرے اور الحال
بسبب اختلاف راے اور تخلل راے ارباب الکاشیہ کے متعذر ہے اور قطع نظر حفظ آبرو کے
خطر عظیم اس شخص کی نسبت ہے کیونکہ جسوقت کوئی ناخوش ہوا خدا جانے کہ وہ اسکے عہد
حکومت مین کیا بلا نازل کرے اور عمدہ سبب اس ملک کی خرابی اور ہلاکت خلائق کا یہی اختلاف
ہے جو کہ اب مردان انگلشیہ مین واقع ہوا اور یہی سبب ہین انشاء اللہ تعالی آئندہ مین بیان ہوگا القصہ
گورنر بہادر نے منی بیگم سے بہی جو مظفر جنگ کی [illegible]ست سے ناراض ہے تحریر لکہہ بہیجا اگر اپنا اچہا
چاہتی ہو علی ابراہیم خان کو راضی کرو تاکہ اوسکے اعتماد پر تمکو تفویض ہو اسی نظر سے منی بیگم اور
مبارک الدولہ نے از حد سماجت کی اور کہا اگر تمہے اندیشہ تاک ہو تو محلکہ لکہدین کہ کوئی امر بدون
تمہاری اجازت کے نکرینگے اور اگر اندیشہ صرف زر کا ہو تو ہمارا ذمہ ہے لکہدین کہ جسوقت حاجت ہو
ہم ادا کرین مگر علی ابراہیم خان نے قبول نکیا

ذکر پہونچنے حکم ولایت کا مشعر تفویض فوجداری مظفر جنگ کو اور ساعی ہونا اوسکے بارہ مین مسٹر ڈوکرل اور مسٹر فرانسیس کا

مسٹر جان برسٹو کہ جوان ہوشیار اور بعد فوت شجاع الدولہ دو تین برس جنرل کلاورن
کی اقتدار مین اوسکی حمایت سے صاحب اختیار اور مختار کار صوبہ اودہ الہ آباد اور دار الملک اوسکی
اولاد کا تہا اور آصف الدولہ اور اوسکے نایب مختار الدولہ کی غفلت و بیخبری سے ملک بنارس
وغیرہ جو راجہ بلوند سنگہ کے لڑکے کی قبضہ مین تہا کمپنی کیواسطے خاص مخصوص کر دیا بعد فوت
جنرل مذکور کے گورنر نے اوسکو معزول کر دیا مسٹر برسٹو مذکور نے بعد معزولی کے جو کہ روپیہ بہی تحصیل
کیا اور کار کمپنی بہی انجام دیا تہا اپنی ولایت کو روانہ ہوا تاکہ اپنے کام وہان سے درست کراے

اگرچہ قبل اوسکی روانگی کے جنرل وغیرہ نے اوسکی کارگذاری کا حال سفارش آمیز تحریر کیا تھا
اور غیبت مین حکم ولایت مشعر تحسین وآفرین صادر ہوا اب کہ وہان پہونچکر نے سر سے اوسکی حسن خدمتی
بیان کی اپنے واسطے اور نیز مظفر جنگ کی بجالی فوجداری کا حکم اجرا کرا کر ہمراہ لایا چونکہ محاربات دکن مین
بعض افواج انگلشی کو مشغولی ہوئی تھی مسٹر وڈ کرنل نے جو پیشتر ضلع پورنیہ کا مدار المہام تھا اور اب
بعد فوت مسٹر الیٹ کے دیوان خالصہ ہے اور مظفر جنگ اس سے متوسل ہے مسٹر فرانسیس سے
گورنر بہادر کو سمجھایا کہ یہ وقت ہمد کر کے منازعت کا نہین ہے بعد انتظام اعدا کی سمجھ لیجیو مستر بارول
جو گورنر سے موافق اور متعہد تھا کسی غرض سے عازم ولایت ہوا بضرورت درمیان فرانسیس اور گورنر
کے بشرط بعض رضاجوئی فرانسیس کے صلح وآشتی ہوگئی اور شروط مین تقرری مظفر جنگ کی
عہدہ فوجداری اور نیابت نظامت پر تھے کہ گورنر نے منظور کی اور مظفر جنگ خدمات مذکورہ پر
۲۲ ماہ صفر ۱۱۹۴ ہجری مین مامور ہوا ایک معتمد سید محمد خان کے نام زبانی جو مظفر جنگ کا اعلی مقرب
ہے اس حصول مدعا کے لئے حضرت واہب العطایا سے نذر ونیاز کیا تھا بلکہ کسی مصحف مجید کی پشت
پر لکھا تھا کہ اگر اس خدمت پر سرفراز ہون بارہ ہزار روپیہ نذر خدا ارباب استحقاق کو نثار کرے تعجب
ہے کہ ایک سال حصول تمنا کو گذرا اور ایفاے عہد نکیا اور سید محمد خان کو حکم تھا کہ بعد فتح کی ادای
نذر مین غفلت ہو تو تم اداے نذر کرانے مین زبردستی کیجیو اب باوجود کہ سید مذکور نے چند مرتبہ
یاد دہی کی کچھ سود نہوا عذر کیا کہ مبارک الدولہ کی ضیافت اور نشاط باغ کی تعمیر وغیرہ درپیش ہے
اس باعث سے ابھی نہین دے سکتا اور سید کی دلجمعی کی کہ تم اپنے حق سے ادا ہوئے اب
میرے پر یہ بار ہے دیکھیے کب تک حق تعالے وسعت خرچ عطا کرتا ہے سبحان اللہ کیا لالچ کی دنیا
مدعا ہے واسطے بنی نوع کے مزاج بھی کئی نوع پر ہین اور اتابک علی ابراہیم خان باوجودیکہ ہزارم حصہ
مظفر جنگ کا نہین ہو سکتا مگر وہ ہی بلند ہمتی کہ بڑے بڑے مرد از خوشامد کرتے تھکتی اور اوس سے
نامنظور کیا یہ فضل خداوند کریم سے ہے الغرض قبل اسکے بیالیس ۴۲ روز ہوئے کہ محمد ایرج خان ولد محمد علی خان
سراج الدولہ کا خسر کہ ذکر اسکا مجملاً حالات مہابت جنگ مین گذر چکا ہے ۹ تاریخ محرم شروع ۱۱۹۴
ہجری کو رحلت فرما ہوا اور ۱۶ ربیع الاول کو احترام الدولہ میر کاظم خان برادر میر محمد جعفر خان عموی
مبارک الدولہ جو راج محل مین رہتا تھا وہ بھی جہان فانی سے چل بسا راج محل مین یہ بیماری اوسکو
لاحق ہوئی تھی جبکہ اسنے اپنا حال روز بروز بحال دیکھا مرشدآباد مین واسطے دوا دارو کے چلا آیا
ہرچند کہ دوا علاج مین کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوئی لیکن اجل نے نچھوڑا باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا

یہ شخص اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتا تھا مگر بیوقوف تھا گویا کہ مصداق حدیث شریف اس پر دلالت رکھتا ہے کہ صاحبان بہشت اکثر احمق ہی ہوتی ہین اللہ اوسکو بخشے اور اوسپر رحم کرے

کونسل عظیم آباد کا موقوف ہونا بہ تعہد مہاراجہ کلیان سنگہ اور راجہ خیالی رام کے

اوسط ۱۱۹۳ھ ہجری مین مسٹر ابونلا صاحب کلان عظیم آباد برخاست ہوکر مدراج ہوتی ہوئے ولایت کو گیا اور مسٹر گلیول یہان کام کرتا رہا مسٹر ٹنبک جملہ کونسلیون کے بہ نسبت تند مزاج تھا مگر نہایت ہوشیار اور طرفدار سخت تھا اسکا دیوان رام لوچن بنگالی ایکطرف تھا اور مسٹر ٹنبک اسکی رائے تجویز کرتا چونکہ یہ شخص مسٹر باروِل سردار کمیٹی کا سٹونسل تھا اور گورنر جنرل اسکی پاسخاطر زیادہ کرتا تھا اس سبب سے یہ غالب تھا اور ضلع عظیم آباد کے معاملات مین ایسا صاحب اقتدار تھا کہ جو چاہتا کرتا تھا راجہ خیالی رام نے بعد جانے مسٹر ابونلا کے ضرورتاً اس سے موافقت کی اور بوعدہ زر کثیر کے خوشنود کرکے مدار المہام معاملات پرگنہ چین پور اور سہسرام اور سرس کٹمبہ کا ہوا اور پرگنات مذکور مین جاکر مصروف کار ہوا جب حسب وعدہ زر معہودہ نہ پہونچا مسٹر ٹنبک آشفتہ ہوا اور رام لوچن چونکہ دیرینہ عدو راجہ کا تھا اوسط سال مذکور مین کاوش کرنے لگا اور اسکے عناد نے راجہ آبرو کو ڈرایا چاہا کہ کلکتہ جاکر گورنر بہادر سے رجوع ہو لیکن اسکے کینہ ورزی سے نکلنا مشکل تھا لاجرم بارسال عرائض گورنر بہادر کو اپنے حال سے مطلع کیا اور یہ بہی عرض کیا کہ اگر بندہ طلب حضور ہو دولتخواہیان افت کرے چونکہ مہاراجہ کلیان سنگہ ولد مہاراجہ شتاب رائے جو کہ بسبب اپنی عقابت کے اقتدار سے محروم ہوکر کونسل سے محروم تھا لہذا کونسلیون سے ناخوش ہوکر راجہ خیالی رام کی اعانت مین اسنے بہی تحریر تصدیق کی گورنر جنرل نے اس دریافت حال سے حکم حاضری صادر فرمایا راجہ مذکور عازم کلکتہ ہوکر بعد ملاقات مورد عنایت گورنر بہادر ہوا اور معاملات عظیم آباد کا حال اور رام لوچن کی خیانت و زری کی کیفیت ظاہر کی گورنر جنرل نے بمجرد التماس راجہ خیالی رام کے کونسلیون کو معزول فرمایا اور کل معاملات صوبہ عظیم آباد کے اسکی رائے پر تفویض ہوئے راجہ مذکور نے نظر باستحقاق سابقہ مہاراجہ شتاب رائے ضلع مذکور کی مدار المہامی کی سند مہاراجہ کلیان سنگہ کے نام اور نیز بعض اوسکے پرگنہ کے تعہد کا حکم جاری کر دیا اور بعض پرگنہ کی سند اپنے واسطے لکہا کر شمار کی ابتدا سے ۱۱۹۵ھ ہجری سے کونسل برخاست ہوگئی اور دونون راجہ منتظم ہوئے خلق اللہ کو بمقتضای ہم قومی اور یکتائی حکم کے ایک گونہ امید رفاہ ہوئی لیکن بمقتضای گردش فلکی بمجرد ورود کے

سنا جہ خیالی رام سے مزاج کلیان سنگہ کا بعض درانداز ون نے منحرف کرادیا اور سب حوالہ نبتالی راجہ خیالی رام کا خواب و خیال ہوگیا اور اوسکی شکایت گورنر کو لکھنا شروع کی اور یہان بہی صاحب فلان مسٹر کلیون سے اوسکی بدیان کرنے لگے گورنر بہادر جو کہ دانای روزگار تجربہ شعار تھا وہ چند صحبت مین راجہ خیالی رام کی لیاقت دریافت کرچکا تھا اور مہاراجہ کلیان چند کو بہی خوب پہچانتا تھا لہذا اوسکی بدباطنی کا کچھہ خیال نکیا اوسکے واسطے مہاراجہ کلیان سنگہ کے نیابت کی خلعت بہیجدی مخفی نرہے کہ اس زمانے مین راجہ خیالی رام باوجودیکہ کاذب اور ساقط الاعتبار رہے مگر پہر بہی غنیمت بعض اخلاق شائستہ سے آراستہ ہے اسکے مانند بہی اس زمانہ مین پانا دشوار ہے چند روز قبل لکھنی اس تاریخ کی ایک بزرگ ولایت نژاد وارد عظیم آباد ہوا جس روز آیا تھا اوسیدن آدہی رات گذرنے پر شب حیات کی صبح ہوگئی خفیف سا درد شکم عاید ہوا صبح ہوتے عملہ فوجداری ضبطی مال مردا کو تشریف لائے اوسکے چار چہوٹے لڑکے بے مان کے تہے فانسامان بخوف بازخواست راہی ہوگیا یہ بیچارہ باپ کے مرنے عملہ فوجداری کے حملہ سے سہمے مضطرب ہوکر باپ کی لاش سے لپٹ کر زار زار رونے لگے راجہ خیالی رام نے خبر پاتے ہی ننگی پاؤن ننگے سر آیا یتیمون کی تسلی کی لاش کو دفن کردیا اور اطفال مذکور جو لاوارث تہے اپنے گہر لاکر پرورش کرائی اور مثل اپنی اولاد کے سمجھتا تھا جب وہ سیانے ہوے معلم واسطے تعلیم کے نوکر رکہا اللہ تعالے ایسی توفیق ہر ایک کے رفیق کرے

فوج انگلستی کی سرداران دکن سے لڑائی بامدگری کی بخت آزمائی

اس جنگ کی تفصیل مشہور ہے بندہ بہی جو سنتا ہے درج کرتا ہے بندہ عظیم آباد مین تھا کرنیل گاڈرڈ کی جبار توپون کی اخبار سننے مین آئی شروع کیا جاتا ہے کہ جب کرنیل گاڈرڈ الہ آباد پہونچا فوج نہضت لشکر کی کالپی کو سنی بس عجلت کرکے جتنا جلد سرداران انگلسی نے اوس نواح کی زمیندار اور بوندیلکہنڈ کے راجا دن کو عہد و پیمان سے موافق کرکے ساستہ مسافت کرلیا تھا جب چند منزل کالپی سے بڑہ کر کرنل کوسلی کی بیخبری سے راہ بہولے ایسے جنگل مین جاپڑے جہان پانی کا نام مطلق نتھا عین تابستان ملیا آخر برسات کی شدت اور حرارت اوس جنگل مین ایسی تھی کہ طایر وہم کے اونٹون پر آب تہا اوس حرارت کدہ مین تین چار سردار انگلستی اور بہو سے زیادہ تلنگہ اور دس بارہ سوار اور ولایتی ہلاک ہوگئے باقیماندہ سردار وغیرہ کرنل کوسلی کی غفلت سے بہنبہوڑا رہا۔ بکمیٹی کلاتیت کی ہوئے اور کرنل کاڈرڈ نے لکہا کہ ہمارے اوسکے صحبت موافق

نے مجھے اس سفر سے معاف فرمایا چاہیے اور دیگر سرداران نے کرنل گوڈرڈ کی شکایت مین کرنل گاڈرڈ کی تائید مین لکھے کہ اگر سلامتی لشکر اور دشمن پر فتحیابی منظور ہو کرنل گاڈرڈ کو سرداری عطا فرمائی جاوے گورنر اور ارباب کمیٹی نے کونسلی کو معتوب اور معزول کیا اور کرنل گاڈرڈ کو سردار فوج بنایا حسب اتفاق قبل ورود تحریر معزولی کے کارکنان تقدیر نے اسکی معزولی کا حکم سر رحکومت روح وتن سے صادر فرمایا اور اوسکی تعمیل ہو چکی تھی الغرض لشکر کی سرداری مسٹر گاڈرڈ کو ملی کرنل موصوف نے زمینداران راہ اور تالیف قلوب ہمراہیان اور جاسوس کی کر کے آگے قدم بڑہایا اور بوندیلکھند کی فوج کو جو دو مرتبہ مزاحمت برائے شکست دہی اور دشمن کے ملک سے بدون آگاہی راہ کہاٹ کے پانچ چھ ہزار برق انداز اور اٹھہ دس توپ وغیرہ سامان جنگ سے بکمال استقلال گام فرسا ہوا اور دو تین مہینے کی راہ کاٹکر جابے معہودہ پر لشکر بمبئی مین جا پہونچا جنرل گرنگ اس غرور سے کہ کرنل گاڈرڈ کی جمعیت سے زیادہ ہمراہی رکہتا تہا جنگ مرہٹہ پر سبقت کی اور مغلوب ہو کر مع کل فوج کے مفقود الاثر ہو گیا یہ بڑی شکست فاحش انگلشی کو ملی باقی ماندہ لشکر نے گورنر مانند جنرل گرنگ وغیرہ نے عہد و پیمان کر کے واپس اپنے قلعہ کو ہوئے کرنل گاڈرڈ نے اس حال کو سنا اور اپنے لشکر کی درماندگی پر خیال کر کے بندر سورت کے حصار مقبوضہ انگلشی مین آسودہ ہوا چند روز برائے آرام گزین رہا اور احوال ارباب کلکتہ کی خدمتمین عرض کیا گورنر نے جنرل گرنگ کی صلح نامنظور کی کرنل گاڈرڈ کو حرب مرہٹہ پر مامور کیا جسوقت کہ کرنل مذکور بندر سورت مین تہا عماد الملک متنفی جسکی بربادی ہولی ہند کی سلطنت سے ادہر آیا تہا اور سرکار لوگون کو جو کسیقدر پاس ایمان رکہتے ہین بے اتفاقی کر کے بہگا دیا نا پایا جب کل ہند مین کہین جگہہ نپائی باراده مکہ وارد بندر سورت ہوا مگر مخفی بعض جواہرات فروخت کرنے کو نکالے تب ظاہر ہوا اور کرنل گاڈرڈ نے اول اسکے بارہ مین گورنر جنرل مسٹر ہسٹنگ سے استفسار کیا تہا اول نامنظور ہوا بعدہ بنظر اوسکی فتنہ پردازی اور نیز اس حال سے کہ شاید اسکی ہاتہہ سے کچہہ برآمد مدعا ہو حکم آیا کہ رفیق بنالیوی پس کرنل گاڈرڈ ہمراہ لیکر کچہہ روزینہ بہی مقرر کر دیا اور رگہناتہہ راو نے فتح گاوکنوار کو جو سرداران عمدہ مرہٹہ کا ہے رفاقت انگلشی کی دعوت کی اور بوعدہ عطا فرمائی گجرات کے اوسکو راضی کر کے شریک کر لیا اور باہم متفق ہو کر گجرات کی تسخیر کو چلے ۱۱۹۳ ہجری مین برآمد ہوے اول وہان کی محافظان قوم مرہٹہ کو اطاعت و فرمان برداری کی رہنمائی کی او بسنے نمانا لڑائی کو آمادہ ہوئے چند ایام مین حصار احمد آباد گجرات فتح ہوا اگرچہ بعد فتحیابی کے قاعدہ انگلشی قتل عام کا نہین ہے

نگر گجرات مین چونکہ مرہٹہ باہم شریک تھے کسیقدر لوٹ اور مار دونون طرفسے ہوئی اور کرنل گادرڈ لی
ظاہر احسب وعدہ گجرات فتح کرکے گادکنوار کو عطا فرمایا اور اوسکا تہانہ بٹھاکر جنگ مرہٹہ کو متوجہ ہوا۔

رانا سے گوہد کا سرکار انگلشی سے مددخواہ ہونا اور سرکار کو منظور ہونا

چند روز کے بعد رانا سے گوہد کے وکلا بطلب مدد ملک انگلشی کے گورنر جنرل بہادر مسٹر ہسٹنگ
سے رجوع ہوئے اور کسیقدر فوج طلب کی اسکا یہ سبب ہوا کہ رانا سے مذکور کو مدت سے مرہٹون
کی آویزش درپیش تھی اوسوقت جو انگلشی کو اونکے مدافعہ مین دیکھا چاہا کہ انکی مدد سے بعض
سیتے قلاع اور ملک اونکے ہاتھون سے نکالے اور اپنا حق قدامت انگلشی پر ثابت کرے گورنر نے
بھی راجہ مدد کی رفاقت غنیمت جانی پس کپتان پاپمر کو مع تین پلٹن فوج اور تفضل حسین خان
اتالیق انتظام الملک مرزا سعادت علیخان ولد شجاع الدولہ کو رانا کے پاس واسطے رسالت
اور استمالت کی روانہ کیا ان لوگون نے وہان جاکر قلعہ گوہد کو جو رانا سے مذکور کا گھر تھا اپنے اطمینان
کی واسطے زمیندار مذکور سے قبضہ مین لاکر دوستی کے لباس مین مسخر کرلیا۔

بندہ مورخ کا کلکتہ اور بنگالہ مین آنا اور دریافت اخبار دکھن کرنا

بارہوین ربیع الثانی ۱۱۹۴ھ ہجری کو بندہ مورخ بنا بر انفصال معاملہ خود کلکتہ آیا اور حسب تقدیر
بنگالہ اور مرشدآباد ہوکر کلکتہ پہونچا وہان جو کچھہ حال معلوم ہوا تحریر کرتا ہے کہ سرداران مرہٹہ پونا اور
ستارہ کے جو صاحب اختیار ملک راجہ ساہو اور رام راجہ کے ہین جب دیکھا کہ انگلشی ہمارے بیخ کنی
آمادہ ہین باہم کر متفق ہوگئے اور فتح گادکوار کو جو کہ کرنل گادرڈ کا رفیق ہوا تھا اور اولاد رگھو جی
بہوسلہ کے جو صاحب جنگ کے عہد سے حکام بنگالہ سے مصلح ہین اور اب مسٹر الیٹ اور برادر
مسٹر اندرسن کے درمیان ہونے سے گورنر سے موافق ہوگئے تھے ملایمت کرکے اپنی طرف کھینچا
اور وجوہات مناسب سے اپنا رفیق کرلیا کرنل نے جب فتح گادکوار کو ۱۱۹۴ھ ہجری کے اوسط مین
منافق پایا اور موسم برسات اپہونچا تھا اور مرہٹون کے محاصرہ کے سبب سے غلہ وغیرہ مایحتاج
بہت کم میسر آتا تھا انیا وہان ٹھہرنا مناسب نہ پایا نہایت صعوبت سے چندروزہ راہ چالیس پچاس
دن مین طے کرکے بندر سورت آیا اور یہان صورت آسودگی اور طیاری اسباب مین مصروف ہوا
اور فتح گادکوار مفت مین قابض گجرات ہوگیا اور مع فوج بجائے مناسب اقامت گزین ہوا اور غیرہ

رگہو بہوسلہ ولد مودہوجی جسکا نام جنباجی تہا سرداران پونا کی ترغیب سے اپنے دار الملک ناگپور کلان سی مع فوج لائق کے حکرنا تہہ اور کٹک مین جاکر چہاونی ڈالی اور اوسکے وکلا گورنر جنرل کی روبرو اظہار اخلاص کرتے تہے لیکن باوجود اسکے گورنر نے براہ احتیاط فوج انگلشی کو مقابل فوج مرہٹہ کٹک اور نیز حفاظت دریاے آمدرفت بنگالہ وعظیم آباد کے لئے تعین کی —

ذکر مجملاً احوال حیدر نایک اور جانا اسکا طرف مندراج کے اور غالب ہونا محمد علی خان صوبہ دار ارکاٹ پر کہ وہ بہی مثل آصف الدولہ اور مبارک الدولہ کی بہت ذیشان انگلشیہ کا تہا اور تسخیر کرلینا حیدر نایک کا تمام ملک ارکاٹ کو سواے قلعہ مندراج کے

یہ شخص اول اول ادنے سا ملازم سرکار فرانسیس کا تہا نایکی سے بڑہتے بڑہتے صوبہ دار کمیدان ہو بعد ازان راجہاے دکن کی نوکری مین صاحب اقتدار ہوا پہر راجہ ملیبار کا نوکر ہوا اور اوسکے وزیر کو کسی تقریب سے ایک دن کہلی خزاتے مار ڈالا اور خود دیوان ہوا راجہ بدستور زندہ رہا اور ایک موجود ہے حیدر نایک نے اسکے بعد ایکمرتبہ نظام علیخان ولد آصفجاہ نظام الملک حاکم دکن کی مدد جنگ انگلشی مین دی تہی مگر نظام علیخان کی شکست ہوئی اور نظام علیخان موجب جہالت کے چاہتا تہا کہ اوسی میدان مین جان دی مگر اسنے زبردستی میدان سی عطف عنان کیا اور اوسیوقت یہ شرط ہوئی کہ تمہارا تدارک کیا جاویگا بعد چندروز کے دوبارہ انگلشیون سے بہرا جب مقدر شکست پائی اس مرتبہ انگریزون نے تعاقب کیا اوسکے ملک مین جا پہونچے انگلشی کو مابین راہ مین راہداروں اور قلعداروں سے لڑتے بہڑتے راہ ملتی تہی اور اوسنے جلد پہونچکر زاد وا سباب چہوڑکر ہمراہ جریدہ فوج لیکر یلغار کیا اور فوج انگلشی پر پہونچکر شکست عظیم دی جب باقیماندہ انگلشی درست ہوکر مقابل ہوئے نظر سے غایب ہوا اور ایکطرفۃ العین مین بے خبر کرکے آگرا اور قلعہ مندراج کو جو خالی تہا گہیر لیا وہان کے صاحب کلان نے بدرجہ مجبوری صلح کی پہرو ہ اپنے ملک کو جاکر ترتیب سامان مین مصروف ہوا اور مرہٹہ سے شکست کہائی اور پہر درست ہوکر مرہٹہ پر چڑہا مرہٹون نی آخر اوسکے خوف مین آکر نظام علیخان سے متفق ہوے نظام علیخان نے چند ہزار سوار کا لیخان کی سرداری مین اور پچیس[25] ہزار سوار مرہٹہ اس امر پر مامور فرمائے جب یہ اوسکے ملک مین پہونچے حیدر نایک ان سے مقابل ہوا اپنے حوصلہ سے زیادہ دیکہا ہمیشہ چند میل کے فاصلہ پر پڑا رہا کیا جب اقامت چاہی بیلدار وغیرہ کثرت سے ہمراہ تہے اوسی جگہہ سنگر اور مورچال بنا اور توپین لگا

مقیم ہو جاتا تھا مرہٹہ کو تاب نتھی کہ حملہ کرتے آخر کو صلح کی ٹھہری بہت سا روپیہ مرہٹہ اور نظام علیخان
اور کالیخان مذکور کو دیکر ٹالا ٹالی دس بارہ برس تک خوب آرام کیا اور زند خان فرمان رواے
ایران سے تحفہ تحایف بھیجکر راہ رسم پیدا کر لی اور خوب سا روپیہ بھیجکر چند ہزار سوار مغلیہ وہانسے
طلب کئے اور جزیرہ نورث کی فرانسیسون سے راہ و رسم پیدا کرکے اونکے ذریعہ مین غیر عملی
فرانسیس سے مراسلات پیدا کئے اور یہان بھی اچھے اچھے گھوڑے جمع کئے جسے بارگیر کہتے ہین چند
ہزار سوار کو رزم سواری کی تعلیم کی اور دیگر سواران ہندی اور ولایتی وغیرہ کے تعلیم و تلقین
حرب و جنگ بآئین قواعد فرنگ کرتا تھا پھر اسکی مشق کرتا تھا شاث سو ضرب توپ انگریزی وضع
کی ہمراہ تھی بر قندار بموجب قواعد وان ہمراہ ہوئے تین چار کرور کا ملک تھا جو ملیار اور مرہٹہ سی
مسخر کیا بند و بست ایسا تھا کہ اوسکا بڑا لڑکا بھی جو کہ اوسوقت سپہ سالار تھا مجال عدول حکمی نہین
رکھتا تھا اوروں کا کون شمار ہے ایکروز حکم دیا تھا کہ سات گھڑی رات گذرنے پر فلان جا روانہ ہونا
اتفاقاً یہ بنجیر ہو گیا تھا نو گھڑی پر جانے کا اتفاق ہو بمجرد سواری حیدر نے اسکو بلا کر زیر تازیانہ کیا
سواران مغلیہ تازہ وارد سے کہا کیا تم تازہ وارد غریب الوطن ہو اور مینے اپنے کام کو بلایا ہے
چاہئیے کہ باہمدگر متفق رہکر میرے ملازمان ہندی سے بھی موافق رہے مگر وہ لوگ اپنی کثرت پر
مغرور کسی ہندی کو خیال نکرتے تھے دو ایکمرتبہ خانہ جنگی کی اول تو اسنے پند و نصیحت کی بعدہ
اونکی دو تین سرداروں کو ہاتھی کے پیر کے نیچے کھڑا کر کے ہلاک کرا دیا اور رعب ہو گیا درحقیقت
اسکی سی مقدرت کسی سردار ہند کو میسر نہین واللہ اعلم ارادہ اسوقت مین کہ مرہٹہ کو انگلشی سے
منازعت و رنجش ہوئی پیغام دیا کہ اگر مجھسے صلح کرو تو مدد کرون اونہون نے غنیمت جانا منظور کیا
مگر دو شرط سے اول یہ کہ ہمارے پاس آکر شریک ہو دوم یہ کہ عدم صورت مذکور مین ارکاٹ
مسخر کرو حیدر نایک نے فتح ارکاٹ قبول کی —

حیدر نایک کی لشکر کشی فتح ارکاٹ پر اور پھرنا فوج انگلشی سے

حیدر نایک اواسط سنہ ۱۱۹۴ ہجری مین مع فوج ظفر موج روانہ صوبہ ارکاٹ ہوا جب چالیس پچاس کوس
رہگیا اپنے لڑکے کو مع فوج کے یلغار کرکے بھیجا اور آبادی مندراج اور عمارات محمد علیخان وہان کی
صوبہ دار کی متصرف ہو گیا شہر سے کچھ تعرض نکیا ہان باغات و عمارات انگلشی خراب اور سوخت کر دیے
اور اس جماعہ سے جسکو پاتا قید کرتا تا آنکہ جنرل منرو جسنے ایام ہجری مین شجاع الدولہ کی لڑائی ماری تھی

اوباب کرنل ہوکر مندراج کے قلعہ اور کوٹھی مین مقرر تھا قلعہ سے مع سولہ ضرب توپ اور بارود
گولہ وغیرہ سامان اور دس پلٹن تلنگہ کے ہمراہ لیکر بارادۂ جنگ باہر نکلا حیدر نایک نے اوسوقت مین
لڑکے کو حکم دیا کہ اوسجگہ سے متحرک ہوکر فوج انگلشی کو میدان مین لاوے اوسنے یہ حکم تعمیل کیا
اور جنرل منرو نی فوج آراستہ سے ایک پلٹن کو مع کپتان اور چند لفٹنٹ اور سارجن اور دو ضرب
توپ کے حکم دیا کہ دو تین کوس پیشتر مع فوج جاوے اور خود عقب سے روانہ ہوا جب دس بارہ
کوس قلعہ سے دور رہا حیدر نایک نے اپنے فرزند سپہ سالار کو مع فوج لائقہ کے برسم پیشین کہ ترکی مین مقلا
کہتے ہین روانہ کرکے حکم دیا کہ اول دو پلٹن پیشتر قدم زن ہوکر اوسپر جاوے بعد ازان منتظر مدد و حکم ثانی ہوکر حسب الحکم
بدرکار فرما ہوا پلٹن مذکور سے جا بہرا کپتان نے اسکے مقابلہ مین اپنے ہمراہی کم پائے اگرچہ لڑکا تہا
لڑنا شروع کیا مگر جنرل منرو کو اطلاع دی کہ مدد ضرور ہے اول فاصلہ دور کا تہا دوسرے پہر دن چڑہا تہا
لڑائی شروع ہوئی جب تک قاصد جاوے دوپہر ہوگئی پہر دن رہے جنرل نے وہان سے چار پلٹن
کمک پر روانہ کین اسکے آنے تک شام ہوگئی شب کو باتفاق ہر پنچ پلٹن یکجا ہوکر آسودہ ہوئین نایک نے
جب ادہر کے مدد آنیکی کیفیت سنی اپنے داماد کو مع دیگر کمک پر بہیجا صبح کو لڑائی شروع ہوئی فوج
انگلشی نے غلبہ مخالف دیکہکر قدم ہٹایا لڑتے ہوئے عقب کو چلے آتے تھے نایک کی فوج جدہر سے
قابو پاتی بان وغیرہ سے دہوئین اوڑاتی ادہر توپ یہ آگ روشن تھی ناگہانی بلا سنئے بارود خانہ انگریزی
مین کہین سے آگ لگ اوٹھی ایک دہماکے مین مشتعل ہوا کچھہ میگزین نرہا جلکر ہوائی ہوگیا اوسکے
متصل کا جم غفیر اوڑ گیا افواج حیدر نے مجرد گہیر لیا اول امان دینے لگی انگلستان غرتمندی قبول نکیا
اوہر سے حکم ہوتے سارے تہ تیغ بید ریغ ہوئے تین چار کمپنی نے بہاگ کر یہ خبر جنرل کو پہونچائی اگرچہ
جنرل کی شجاعت سے تعجب آتا ہے مگر سنا گیا کہ تمام رات مارے دہشت کے اوس میدان مین
دل دو نیم رہا صبح ہوتے رہوار صبا رفتار پر سوار ہوکر قلعہ کو سدہارا راستے مین کہین دم نہ لیا فوج
بہی افتان و خیزان ہمراہ تہی حیدر نایک کی فوج پہر پہر مین داخل ہوئی قلعہ مندراج انگلشی کے
اختیار مین رہا کہتے ہین کہ چند روز مین محمد علیخان قلعدار ارکاٹ کا قلعہ اور نیز قلعہ پہلچری جسکو انگریزن
نی فرانسیسون سے فتح کیا تہا مفتوح ہوا اسیطرح ہین کوٹھی جو مسکن انگلشی تہا اسی طرح پر فتح
کرپایا کہ وہان کے تلنگون اور انگلشیون سے منازعت ہوئی ملازمین نے آقا کو قید و قتل کیا اور

حیدر نایک کے حوالے یہ بہی مفت حاصل ہوگیا

لڑنا جنرل منرو کا فوج حیدر نایک سے ثانی اور ثالث مرتبہ اور اول

جنگ کا حاصل ہونا

جنرل ہنرو اس قسم کی شکست سے دوست و دشمن کا مطعون ہوا جب تک کہ یہ خبر کلکتہ پہونچی درمیان جنرل اور مسٹر فرانسیس کے ایسی منازعت ہوئی کہ نوبت جنگ شروع ہوئی آخر رجب تا اول شعبان کو حسب ضابطہ کسی باغ مین تنہا باہم تفنگچہ سے لڑائی کی مسٹر فرانسیس مجروح ہوا اسکے پہلوے راست پر گولی لگی لیکن پردہ بچار ہا کہ چند روز مین چاق و تندرست ہوگیا اسی عرصہ مین جنرل کوٹ جو ملازم بادشاہ اور بمنزلہ کلاورن کے کل فوج کا رئیس ہے لکھنوے اور مسٹر وکرنل ہردوان سے آئے گورنر اور مسٹر فرانسیس کی باہم واسطہ صلح ہوکر دونون کو کونسل گھر لائے اور جنرل فوج انگلشی اور علیہ نایک اور مغروری نواب اور جنرل کا ورد کی قلعہ بسی کے گھیرنے کو کلکتہ پہونچی اور کلکتہ سے ایک پاکٹ بھی آیا جہاز جانے لگا خبر لگی کہ گورنر اور کل انگلشیہ نہایت مشوش ہوے اور تحصیل زر اور آراستگی فوج مین ساعی ہوکر مندراج جانے کے مکلف ہوئے اور بنگالیان مال دار سے کرور روپیہ کے قریب سودی قرض لیا بندہ بھی ون دنون وارد کلکتہ تھا اور گورنر سے ملاقی ہوا تھا اونسے بندہ کی تسلی کرکے وعدہ حصول مدعا کیا تھا لیکن کل امور سے فرصت ملاقات متواتر کی نہ پہونچی جنرل کوٹ نا بر عجلت زر اور فوج کے عذر کرتا تھا آخر سر انجام زر قرض سے ہوا اور جنرل کوٹ چار پلٹنون سے جو جمع ہوئین تھین آمادہ سفر مندراج ہوا بامید آنکہ چند سات پلٹن قلعہ مندراج مین تھی جسوقت جنرل پہونچے تمام فوج مندراج اور پلٹن ہمراہی جنرل کے دش بارہ پلٹن ہو جائینگی اسقدر نایک کے مقابلہ کو کافی ہین کیونکہ اس جماعہ انگلشی کو اپنے حسن تدبیر اور شجاعت پر نہایت بھروسہ ہے ایسی شکست کھانے پر جنرل ہنرو کی ملامت کرتے ہین اور ہر کام مین اونکو خجل کرتے ہین بہرصورت جنرل کوٹ چونکہ سالار کل فوج کمشنر متعینہ ہند کا ہے اور امور حروب اوسکے ذمہ ہے اواسط ماہ رمضان ۱۱۹۴ھ ہجری کو بسواری جہاز روانہ مندراج ہوا اور بندہ گورنر کے عدم التفاتی سے مرشدآباد کو واپس ہوا اور یہ بھی اندیشہ ہوا کہ ملک کے مرہٹہ کے مفسدہ پردازی مین اپنے عیال و اطفال کے جو مرشدآباد مین غریب الوطن ہوے ہین اوس شہر کا حاکم ایسا نہین کہ غمخواری عام خلائق اور حفظ ناموس رعایا اوس سے متصور ہوے ناظم اور نائب دونون اس صفت سے معرا ہین اور انگلشی خود چندان ادہر والتفات نہین بہفتم شوال کو سیدآباد آیا اور پانچوین ذیحجہ کو مرشدآباد پہونچا تھا کہ اخبار مختلف سنی گئی جو کہ تحقیق معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ جنرل ہنرو جب شکست کھا کر قلعہ مندراج آیا اور ہر ایک کا مطعون ہوا

اور فوج حیدر نایک کی نزدیک قلعہ کے جاگزین ہوئی اور خارج شہر کی آبادی اپنے قبضہ مین لای کر صلاح دیکھی کہ کسی وقت بیخبر اس فوج متصلہ قلعہ پر جا گرے شاید کہ کچھہ بن آوے پس چند سردار کو مع پلٹن کر انڈیل کے اول روز باہر بھیجین چونکہ حیدر نایک اس فرقہ کی جنگ سے آگاہ اور خود بھی جفاکش تھا ہر دم طیار و آمادہ رہا کرتا تھا اسکی فوج بھی طیار تھی جنگ ہونے لگی اور امداد شروع ہوئی وہ دونون پلٹن محصور ہو گیئن باہر نکلجانے کا راستہ نپایا اور پاس نیکنامی کا کر کے آخر آخرت کی راہ لی فوج حیدر نایک کے حصہ مین فتح آئی جنرل امیر و نے چند روز کے بعد تعین جنرل کوٹ سے مندراج پر سنا اور اپنی جان کو ڈرا کہ مبادا یہان پہونچکر کس طرح پیش آوے لہذا جو کچھہ فوج تھی جمع کر کے کچھہ حفظ خزانہ کو قلعہ مین چھوڑی اور باقی فوج ہمراہ لیکر مع توپ و نقارہ بعزم جنگ برآمد ہوا ادہر سی حیدر نایک کا لڑکا مع فوج شائستہ مقابلہ پر پہونچا جنگ عظیم ہوئی اور پہر بھی حسب تقدیر حیدر نایک کے فرزند نے فتح پائی اور انگلشی باقیماندہ داخل قلعہ ہوئے سنا گیا کہ حیدر نایک قلعہ کی لڑائی نامناسب جانتا تھا اور کہتا تھا کہ فوج کو تین چار گز زمین کیواسطے رایگان و ضائع نکرنا چاہیئے اگر خدا نے ہمین فتح دی تو انگلشی کب تک رہینگی عجیب تر یہی کہ لوگ کہتے ہین چونکہ قلعہ مندراج دریاے شور پر واقع ہے اوسمین آب شیرین مطلق نہین اور کنوئین ہرچند بہت ہین مگر تیس ہزار آدمی کے قریب جو اوس قلعہ مین فوج و رعایا سے اوسکی مصارف کو تین چار مہینے سے زیادہ وفا نہین کرتا کیونکہ وہ قلعہ کچھہ چھوٹا تو ہی نہین بلکہ ایک شہر کا حصا ہے آب شیرین آبادی خارج شہر سے لیجاتی تھی ہرچند عالم فارغ البالی مین شاید بطور نہر کے بنا لیا ہو مگر آب مزاحمت دشمن سی نہین لیجا سکتی تھی خدا معلوم یہ تمام خلق کثیر کیونکر بسر کرتی ہو گی —

آنا جنرل کوٹ کا مندراج مین اور حیدر نایک سی لڑکر مغلوب ہونا اور مسٹر فرانسیس کا بنا بر عدم موافقت گورنر کی عین جنگ سی ولایت جانا

جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہے ابتداے ورود جنرل کلاورن اور کرنل منسن اور مسٹر فرانسیس سے گورنر کی صحبت کسی سے موافق نہوئی ہمیشہ باہم منازعت رہی لیکن جب ماہ سے کسی نے طبیعت نکی اندنون بعد خانہ جنگی کے جنرل کوٹ اور مسٹر ڈوکرنل کی سعی سے صورت صلح و آمیزش درمیان گورنر اور مسٹر فرانسیس کے ہو گئی تھی لیکن بعد روانگی جنرل جو مندراج کو ہوئی مسٹر فرانسیس جو کہ مدت سی خواہان چند امور تھا اور ایک بھی اوسمین سے منظور گورنر نہوا تھا پہر نئے سر سے منافقت ہوئی منجملہ انہی خواہش کے ایک نہ تھا کہ مسٹر برسٹو کو حکومت لکھنو کی بالذات دیجاوے اور اس بارہ مین حکم ولایت سی

اچھا تھا اور دیوانی ضلع کلکتہ کی رام حیدر راے کو جو گنگا گوبند کے نام مقرر ہے اور بند کہار کے لڑکو کو دیوانی بھی
کی اور شاید اور بھی مدعا اسیطرح کے ہونگی گورنر جنرل نے ایک بھی منظور نکیا چونکہ پیشتر سے کدورت تھی
مانع جنگ مرہٹہ ہوا تھا نا گہان یہ فساد جنگ اور شکست یابی انگلستیہ سے ظہور پکڑا اور دو تین فوج تمام آور
مع سرداران کے کام آئی اور روپیہ بھی اسقدر خرچ پڑا کہ خزانہ مین نشان نرہا اور قرض کی نوبت ہوئی
جو کہ بنگالیون سے لیا گیا اور ولایت سے ارادہ تسخیر دیگر اقالیم کی ممانعت تھی مسٹر فرانسیس نے اسطرح کی
تقصیرات دشمنہ گورنر کے بہت سے ایک کتاب مین درج کیئے اور آخر ذیقعدہ ۱۱۹۴ھ ہجری کو روانہ لندن ہوا
گورنر اگرچہ پیشتر سے اقتدار مین وحدانیت رکھتا تھا اور اب کہ سواے مسٹر ہولیر کے کوئی دوسرا شریک نرہا
صاحب اختیار کل کاروبار مین ہوگیا دیکھیے انجام کار اونٹ کس کل بیٹھتا ہے بندہ مرشد آباد سے
چھبیسوین ماہ ذیحجہ سنہ مذکور کو روانہ ہوکر راج محل کے متصل پہونچا اور وہان پر تقدیم رسم
عاشورہ کیلیے مخصوص مقیم رہا نہم ماہ محرم ۱۱۹۵ھ ہجری کو کسی معتمد سے سنا گیا کہ پنجم ذیحجہ کو جنرل کوٹ مع فوج
ہمراہی اور مندراج اور ساز و سامان کے قلعہ سے برآمد ہوکر نایک سے زرم آور ہوا اور جنرل منرو
کیطرح مخذول اور مغلوب ہوکر قلعہ کو واپس گیا افواج حیدر نایک کے بڑے غلبہ سے حصار کے
باہر تمام صوبہ ارکاٹ پر قابض ہے آئندہ سے تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد۔

کرنل پارس قلعہ دار کلکتہ کی روانگی مین دیر ہونا جانب مندراج کے اور مرہٹہ ہاے ملک کا حال

انگلستی فوج کپتان پامر کی سرداری سے رانا ے گوہد کی اعانت کو گئی تھی چند روز وہان آسودہ ہوکر
اوسکے قلعہ مین براہ اطمینان و غفلت ہوئی اور دیگر قلعجات کی فکر مین ہوئی اور رانا سے بھی ہر جگہ کا حال
استفسار کرنا شروع کیا رانا نے جواب دیا کہ جملہ مقامات سے جاے امان میری قلعہ گوالیار ہے جو جاے
مشہورہ ہند مین ہے مدت تک سلاطین بابریہ قابض رہی اس سبب سے بادشاہی قلعہ کے نام سے
مشہور ہوا ہے چونکہ سلطنت ضعیف اور مرہٹہ قوی ہوے قلعہ داران بادشاہی کی غفلت و بیخبری دیکھی
اور مرہٹہ کے لالچ مین آیسے کسیقدر روپیہ لیکر قلعہ مذکور حوالہ مرہٹہ کر دیا اوسیوقت سے مرہٹہ کے
تصرف مین ہے اور یہ معاملہ احمد شاہ پسر محمد شاہ بابری کے عہد مین ہوا چونکہ راجہ گوہد بنا بر قرب گوالیار
کے جو قلعہ گوہد سے تیرہ کوس ہے ہمیشہ وہان کا خواہان رہا اور اوسکے اطراف کے فراز و نشیب
سے بخوبی ماہر تھا شاید کہ اوس قلعہ مین ایک راہ مخفی پہاڑ کیطرف اور اوسطرف دیوار حصار کی

پشت تھی راجہ سے یہ مدراج بھی سرداران انگلشی سے ملا ہو گئے اور نیز دو افسکارون کو حاضر کیا بعدہ جب
سرداران انگلشی نے پردہ پردہ مین زینہ قابل حصار مذکور کے تیار کر لئے اور ایک روز کسی دوسری طرف کا
اشتہار دیکر مع لشکر نہضت کی جب پانچ کوس کے فاصلہ پر قلعہ گوالیار کے جا پہونچا لشکر کو وہین چھوڑا
اور اول شب جریدہ مع زینہ راہ لی اور آخر شب قریب پہونچکر زینہ لگا لگا کر قلعہ پر جا پہونچے محافظین قلعہ
مین آتشبازی کرنا شروع کیا جسوقت کہ ہزار دو ہزار آدمی اس قوم کا داخل قلعہ ہو گیا دس ہزار غلہ پیشہ
کیا کر ساتھ بھی قلعہ دار نے بخوف بازپرس آقا کے جان نثاری کی اور ایک روایت یہ بھی سنی گئی ہے
کہ منجملہ چارسان قلعہ کے ایک شخص نے انکی اعانت کی کہ بہرحال قلعہ مذکور قبضہ انگلشی مین آیا بندہ کلکتہ
مین تھا کہ خبر پہونچی اور توپ مبارکبادی کی شلک ہوئی سنا گیا کہ مہاجی سیندہیہ جو کہ عمدہ سپہ سالاران دکھن
مین صاحب اختیار صوبہ مالوہ اور اوجین او گوالیار کا تھا اسی برسات مین بعد جانے جنرل کاڈرڈ کے
بندر سورت کو صوبہ مذکور مین آیا اور برسات بسر کی اور بعد برسات آجتک اطلاع ہین کہ سردار مذکور
جنرل کاڈرڈ کے مقابلہ کو جو قلعہ لسی کا محاصرہ کیے ہوئے تھا گیا یا تدارک گوالیار یا قرب وجوار احمد آباد
کالپی کوڑہ اٹاوہ کی مرکوز خاطر رکھی اور ادہر فوج انگلشی بھی جو کہ متعین گوہد ہے اور کرنل کمک کے ہمراہ جو کہ
براہ کوہستان عازم مالوہ اور اوجین کا اسی برسات مین ہوا تھا مستعد ستیز و اویزش ہے بعد ازین واضح ہوا کہ بنا بر
کثرت خرچ جو لازمہ فوج کشی ہے اور نیز صدمہ قحط و غلا سے جو کہ مرہٹہ کا یہ دستور ہے کہ مقابلہ سے زیادہ مانع پہونچنے رسد وغیرہ مالگوہ
کی فوج مخالف مین ہوتی ہین اور نیز مشاہدہ ذاتی اتفاق راہ باے گوہد کے قصبہ سے اوسکی اعانت سے مایوس ہو کر قلعہ گوہد او گوالیار
اوسکی قبضہ مین چھوڑ دینا تجویز کی مرہٹہ سے صلح کرین مہاجی سیندہیہ بھی راضی ہوا سردار فوج انگلشی حملہ کا نیو اور کورہ ہو کر بعد
اکبر آباد پر چھاونی قبول کی اور واسطے طی ہونے معاہدہ کے ہنوز منتظر ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے لیکن سیندہیہ رانا سے گوہد سے
بدین وجہ کہ اوسنے انگلشی سے قلعہ گوالیار مسخر کرا دیا ناراض ہو جا کہ اوسکی قلعجات پر متصرف ہو کر اوسکی ملک کی تسخیر کا
عازم ہوا جبرم یہ بات دلمین گرہ ہو گئی کہ اسکی انعدام بناے دولت مین ساعی ہو کر آجتک اوسکی ملک کی تک و تاز او تسخیر قلاع مین
معروف ہے اور اس داستان کے لکھنے کے وقت راناے گوہد کے ہاتھ مین بجز قلعہ گوہد اور گوالیار کے کچھہ نہین رہا اور
فوج مرہٹہ محاصرہ کیئے ہوئے جان سے تنگ کر رہی ہے آخر بعد سخت لڑائیون کے واقعہ ١١٩٦
ہجری کو راناے گوہد نے عاجز ہو کر سیندہیہ سے رجوع کیا اور قلعہ رانا اور کل ملک سیندہیہ
کی تصرف مین آیا اور سیندہیہ نے چار مہینے قبل اس معاملہ کے قلعہ گوالیار بھی فتح کیا راجہ چیت سنگہ
بھی جو گورنر سے دغابازی کر کے مغلوب ہوا تھا مہاجی سیندہیہ کے زیر حمایت ہے اور اوسکی توقع
بسر کرتا ہے دیکھیے انجام کیا ہو احوال جنرل کاڈرڈ بہادر کا غیر معلوم اور جو اخبار متعلقہ سنی گئی اونکا

لکھنا نامناسب ہے اگر زندگی ذو وفا کی بشرط تحقیق خبر درج صحیفہ ہوگی لیکن بر وقت جانے جنرل گورنٹ
کی گورنر سے ایسا عہد ہوا تھا کہ دوسری فوج سنگین لنگک اور جگرناتھ اور کنجام اور سیکاکول سنکے
اطراف سے کرنل پارس کی سرداری مین جو کہ عمدہ سردار کلکتہ سے جنرل مذکور کی اعانت کو خشکی ہو کر
جاوی کی کیونکہ مرہٹہ بنظر عہود سابق وحال کے سب اپنے خیرخواہ ہین کوئی مزاحم ہمارے عہود کا نہو کا جب
برسات گذری اور افواج انگلشی ہر طرف سے طلب کر لی اونکی روانہ کرنے کا ارادہ مصمم کیا کسی
اصحاب انگلشی نے بموجب حکم گورنر جنرل کے تین لاکھ نقد اور چند تحفجات مانند زیور مرصع اور ملبوس
فاخرہ کے لیکر ہمراہی وکیل جمناجی کے جو کہ رگہو بہوسلہ کا نبیرہ اور سالار لشکر کٹک مین وارد تھا
حسب الحکم گورنر شقہ عہد ہمراہ لیا اور جمناجی کے استمزاج دریافت کرنیکو پیشتر چلا اوسنے بصد خوبی تحف
لیا اور سوال کے جواب مین گویا ہوا کہ اس فرقہ کا قول و قرار بسبب اوس نکوک کے جو کہ حکام بنگالہ
اور اولاد شجاع الدولہ کے کیا ہے نہایت اشتہار سے لائق اعتبار نرہا اور قطع نظر اس سے ہم سرداران
عمدہ دکھن کے مانع مرضی ہین خصوص صلح و جنگ مین اونہین کی راے پر ہمارا مدار ہے اور ہمکو تمہاری
فوج کی رہگذر ذاتی مین اختیار نہین بلکہ بموجب اونکے حکم کے ہم سد راہ بلکہ مستعد جنگ و جدال ہین
سنا گیا کہ گورنر جنرل اس خبر سے ماہر ہو کر پیغام دہ ہوا کہ آپ لوگ سابق سے ہمسے عہد صلح رکھتے ہین
اب رفاقت کیون نہین اختیار کرتے اور تین لاکھ روپیہ مدد خرچ ماہواری سواے چوتھہ کے جو سابق
تھی مقرر ہے لیجیے اور رفیق فوج ہو کر عازم دلہن ہوجئے جمناجی اور اوسکے باپ نے قبول کر لیا کہا کیا مضایقہ
بشرطیکہ بقایاے زرچوتھہ جو قریب سات لاکھ کے ہوگا ادا کرو گورنر نے اس استدعا سے اور نیز آئندہ
نااتفاقی کی علامت سے یہ امر نامنظور کیا اور کرنل پیارس کا جانا اس وجہ سے ملتوی رہا افواج
انگلشی موجب سابق کے قلمرو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد کے رخنون اور راستہ مین موجود ہین اور افواج
جمناجی اپنے حدود ہیرکٹک مین طرفین وقت کے منتظر ہین اسکے بعد واضح ہوا کہ مرہٹہ ناگپور نے بعد
وصول زرچوتھہ تمام و کمال مع دیگر تحایف کے بسبب عداوت سابقہ سرداران برا ہمہ پونا کی جمناجی
اوٹھہ کر باپ کے پاس چلا گیا اور کرنل نبارس مع فوج شائستہ گنجام اور سیکاکول ہوتے مندراج
چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر بالفعل جنرل کوٹ کے مکرر لڑائیان نایک سے کین مگر پیش برد کچھ نہوئی
اوسی قلعہ مین بیٹھے رہے حیدر نایک ہنوز اوسی طور پر مسلط ہے ایکبار کرنل پیارس نے جہاز کی
سواری مین کلکتہ آکر بہت سا روپیہ بطور مصادرہ گورنر وغیرہ سے لیکر مندراج واپس گیا اور پھر
جنرل کوٹ بیمار ہو کر کلکتہ آیا اور کرنل پیارس وغیرہ قلعہ مندراج مین ہین اور مشہور ہے کہ گرانی غلہ

مائیحتاج کی اوس قلعہ مین بدرجہ اشد ہے اصحاب انگلشی کے استقلال کو دیکھیے کہ تین برس گذری اورہنوز مستقل ہین قلعہ نہین چھوڑا

بعض احوال او خصلت مبارک الدولہ او مظفر جنگ اور منی بیگم او ر ببو بیگم کا بیان +

مبارک الدولہ جو تیسرا لڑکا میر جعفر خان کا اسوقت مین بائیس ۲۲ برس کی عمر ہے صاحب خلق لوگون سے بلاراوہ مختلط خانہ بزرگان کے عورات کی عزت وحرمت بہت کرتا ہے اور حد سے زیادہ غربا پر رحیم ہے لیکن تقسیم اوقات نہین لہو ولعب مین مصروف دین و دنیا سے غفلت ہے نہ کوئی اوسکی دوستی سے شاد نہ دشمنی سے سرگرم فریاد اوسنے اوسنے غلام اور ملازم اوسکے باپ کے روبرو جو چاہتے ہین لیکئے خلاف موقع ہزارون کا انعام ہے ایام بارش مین عوام ہند کا یہ تماشا ہے کہ کاغذ کی کشتیان ان جنگی تیچی درختان امرود آویزان اور اوسپر چراغ روشن دریا مین چھوڑتے ہین اور پلندہ بناکر سقہ کو دیتے ہین تا کہ حضرت خضر کی نیاز کرے سراج الدولہ احمق بھی اس ملت کا بانی ہوا اسقدر بڑی کشتی جسپر صدہا سوار اور علم روشنی اوسپر بار تھے ہزارون کشتیان روشن اور چینہاے روشنی دریا مین چھوڑین تمام رات یہی تماشا رہا تا انکہ اوسکے سطیع لوگون نے یہ سبب سمجھا مبارک الدولہ بھی باوجودیکہ اوسکی شوکت مین چہارم حصہ بھی نہین ہر سال دس پندرہ ۱۵ ہزار روپیہ اس کام مین خرچ کرتا ہے اس جہت سے یارون کے پیٹ بہرتے ہین باوجود دعوی اسلام کے باوجود عدم وصول مشاہرہ کے پانچ چھہ ۶ ہزار روپیہ ہر سال تہوار دیوالی مین صرف ہوتا ہے اور تہوار ہولی تو خود جملہ امراے ملاہی پسند کو مرغوب ہے اس تہوار مین حسب مقدرت خرچ کرتے ہین اور مردم ہزل وظرافت بڑے بڑے آدمیون کو نام لیکر گالیان سناتی ہین اندنون مین بندہ مرشدآباد گیا تھا اور مبارک الدولہ کی اولاد کا ختنہ ہوا اس تقریب کے خلعت وغیرہ مین پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ خرچ ہوا اور پہر بھی گرسنہ لوگون کی فریاد الامان اسمانتک پہونچتی تھی منجملہ اسکے فیل وخلعت وپالکی اور جیغہ اور سرپیچ مرصع مع پر کلگی اور مالا مروارید کے بسعادت مند خان ناظر محل ببو بیگم والدہ حضرت کو عنایت ہوا اور کوئی نسمجھا کہ ناظر مذکور کو اس تخصیص مین کیا دخل تھا اسیطرح بہت مصارف ہین چند گانیوالیان بیش قرار درماہہ کی بڑی عزت واحترام سے ملازم ہین جسطرح کہ ایام گذشتہ کے سلاطین مولوی اور فضلا کو رکہتے تھے اندنون مین روشن خان ولد شریف خان قوال جو عالیجاہ کے عہد مین داروغہ ارباب نشاط تھا تقرر سے مرشدآباد مین اگر اوسی عہدہ پر بحال ہوا اور اوسکو شمشیر بیش قیمت اور دوشالے ملبوس امراسے مخلع ہوکر اقرباے معظم کے ہمسر ہی ببو بیگم اگرچہ

کانیوالیون کے سررشتہ مین تھی لیکن باوجود دولت کے زنان نجیبہ سے با تواضع پیش آتی تھی اور
قبیلہ پروری رکھتی تھی اقربا بلکہ روشناسون کے ساتھہ سلوک نمایان کرتی تھی اور منی بیگم اگرچہ ببو بیگم
کی اتباع اور اوسکے والدین کی پروردہ تھی اور ببو بیگم کے باپ نے منی بیگم کو میر محمد جعفر خان کا حضور مین کھلا
تھا لیکن ببو بیگم کو میر جعفر خان کی ہمخوابگی پر تقدم ہے یہ عورت نہایت باشعور لیکن مغرور اور طرفدار بھی
جسکو نوکر رکھا اوسکے برطرفی کی روادار نہوتی ہان کوئی ایسا جرم عظیم سرزد ہو جیسا کہ اندنون مین جب
بندہ وارد مرشدآباد تھا سنا کہ کوئی عورت اوسکی لڑکیون کی تعلیم پر مقرر ہوئی تھی اوسکی لڑکی کی شادی
شروع ہوئی ہر قسم کے اسباب وغیرہ کی امانت کی اسیطرح اعتبار علیخان خواجہ سرا کو اور حکیم
عسکری کو بھی ایسا کچھہ سرفراز کیا کہ دوسری سواری سے بے نیاز کر دیا اسیطرح اور ملازمون کے حق مین بھی نسخہ کیمیا تھی مظفر جنگ
اگرچہ کمسن سال تھا لیکن مرد بے باک اور لا یعنی تقریر چند سال اس سے پیشتر جب کہ نظامت بنگالہ اور
نیابت خالصہ پر مقرر تھا کہتے ہین کہ ارباب علم و فضل کا نا قدرشناس تھا اکثر وقت گنجیفہ چوسر مین مشغول رہتا تھا
اور مجالس مین زیادہ تر فضول گوئی اور قصہ خوانی سلاطین ماضیہ مین مصروف رہتا اسکی اولاد اور پسر
باوجود حاصلات جاگیر وغیرہ کے ہمیشہ مقروض اور مصروف تعمیر ہر چند بہت سی عمارت موجود اور
نیز مقروض لیکن فضولی نہین چھوٹی قرض و دام جسطرح مل سکے لینا ضرور ہے اور اسی سبب سے
بدنام ہے اسکی اولاد بموجب حکم پدر اپنے تئین افضل الناس جانتے اور بزرگان زمانہ کے روبرو
سر فرو ہونا معیوب سمجھتے ہین دونون لڑکے حضرت کے باوجودیکہ ایکسو خدمتگار وغیرہ حملہ تحمل سے
زیادہ نہین رکھتے اور ہر وقت سواری تیس چالیس لوگون سے زیادہ ہمراہ نہین رہتے پھر بھی حسب اتفاق
غرور اور خود بینی کے آپ کو آصفجاہ کا ہمسر جانتے ہین مقدور قوی نہین کہ مصاحب نوکر رکھین پس
جو کوئی گیا اوسکو گفتگوے لاطائل سے پریشان کرتے اور اوٹھنے نہین دیتے ہین اور باوجود اس
اختلاط کے اوسکے حقہ پیتے یا زانو تہ کر کے بیٹھنے کے روادار نہین اس سبب سے لوگون نے اوسکی پاس جانا
بند کر دیا ہے اسکا بھائی محمد حسین خان نیک اور فاضل اور طبیب ماہر کامل ہے اور اسکا لڑکا محمد زکی خان
داماد مظفر جنگ جوان مہذب نیکو خلق قابل ملاقات ہے بندہ علیخان ولد حکیم الملک علی نقی خان
جو نیز عم مظفر جنگ اور الحال داماد سے خالی کیفیت سے نہین اور دیگر منتسبون کی طرح مغرور نہین —

بعض عادات و رسوم انگلستی کا بیان جو کہ معاملات مالی مین مروج ہین اور اسی وجہ سے اس دیار مین فلاکت کا آنا

کمپنی چند آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین لہذا فرقہ سپاہ مین بھی چند لوگون کو کمپنی کہتے ہین اول تو نفر

برقنداز کو کمپنی اور اونکے سردار کو صوبہ دار کہتے ہین اب کل پچہتر نفر کی کمپنی ہوتی ہے اور اوسکے سردار کو صوبہ دار اور ایک ثلث کے سردار کو جماعہ دار اور بارہ نفر کے سردار کو نایک اور چند نفر کے افسر کو حوالدار کہتے ہین اور دس صوبہ دار مع اپنے جماعات کے ایک پلٹن مین ہوتے ہین اور انکے افسر کو کمیدان کہتے ہین ان پر کپتان ہوتا ہے جسکے اختیارات مین نجیب و نقیب تبادلہ تقسیم تنخواہ بکرتی و دستار کمربند ہتہیار اور معاینہ صفائی وغیرہ ہے کپتان کو اس ایک پلٹن مین بڑا فائدہ ہوتا ہے گویا کہ ایک جاگیر ہے جو کپتان مرکوز خاطر سردار ہوا وہ پلٹن اوسیکی نام ہو جاتی ہے یا کہ اپنی تنخواہ پاتا ہے سپاہیان ولایت جو زیل ہین اول سولدو بعدہ سارجن اور شریف ہین اول انسن بعدہ لفٹنین بعدہ کپتان بعدہ میجر بعد ازان کرنل بعد ازان جنرل ہوتے ہین اس سے بڑہکر کوئی عمدہ نوکری سپاہیان کی نہین ہے اور اس فرقہ علیحدہ نجبا لوگ جو صاحب اختیار معاملات اور رئیس ہوتے ہین اونکے مراتب کا نام بندہ کو معلوم نہین عموماً ہر ایک کو کرانی کہتے ہین اور نوکرون کی رتبہ کی تقدم و تاخر لگی ہے جو اول نوکر ہوا اوسکی ترقی بہی اول ہونی ضرور ہے اور نیز ہر ایک کے مرتبہ سے اخیر ہی ہے بہی کل اسیطرح سے منسوب ہین مقدم موخر نہین ہو سکتا مگر کسی غفلت اور تقصیر سے اور بجرد اوسکی برطرف ہونے کے اخیر کو تقدم ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی لفٹنٹ بلا ہونے کپتان اور میجر کے ایکبارگی بسبب فوت ہو جانے یا مستعفی ہونے چند لوگون کے مرتبہ کرنیلی حاصل کرے اسیطرح کرانیون کے فرقہ مین بہی ہے کمپنی جو کہ اسوقت مین بنام دیوان خالصہ ہر صوبہ اوڑیسہ بنگالہ و عظیم آباد مین ہے چند اصحاب انگلشی سے غرض ہے جو لندن کے مقتدر مالدار لوگ ہون لندن بادشاہ انگلشی کا دار الملک ہے اول ان لوگون نے حسب الحکم کمپنی ولایت کے بادشاہ سے ملکر بنای تجارت ہندوستان مین ڈالی ہر سون سے یہ تجارت جاری تہی جو جاتا تہا کرنل کمپنی ہوتا تا کہ اسوقت تک رہے اور اب سراج الدولہ کے عہد سے اوسکی حسن کارگذاری اور میر محمد جعفر خان اور دولہہ ام کی مالک ملک ہوسے اور دیگر مقامات سے حاصل کر کے کل ہند کی سروری حاصل کی انکے بادشاہ کو انہین کے اصطلاح مین کنگ کہتے ہین بادشاہ انکا اگرچہ نافذ الامر ہے مگر بدون شورہ ارباب کونسل کے کوئی حکم نہین کرتا اور اگر کرے ہرگز جاری نہو اور ارباب کونسل اوسی ملک کی امرا ہین اور اصحاب کونسل چند لوگون سے مراد ہے جو کہ اوس ولایت کے شہرون سے چند منتخب لوگ جمع ہون اور عنان اختیار معاملہ اونکے قبضہ مین دیجاتی ہے اور وہ گویا وکالت کرتے ہین تا کہ جو امر بادشاہ اور اوسکے امرا تجویز کرین اوسکو رعایا کی بہبودی مین خوب جانچ کر قبول کرین جو وہ لوگ پسند کرین وہ سب کو

کرنا پڑے اور جس امر کو منظور کرے وکیل لوگ اونکو اطلاع دیتے اوسکی بجا آوری ہین اونہین سفدرتنبیہ عجب قواعد منتظم اچہی ہین مگر ولایت مین یہان بہی ہین مگر ابتک یہان کے لوگون کیواسطے اور یہان کی ملکداری کو ضوابط اور قواعد شنیدہ کا استفادہ کرکے جو کچھ منتصدیان و دست نشان سے سنا ہو اور کتاب مین درج کرلیا ہے اور اسقدر حق اور صواب جانتے ہین اور اوسکی بنا نہین دریافت کرتے یا لکہ عمداً تجاہل کرتے ہین خلاصہ یہہ ہے چونکہ یہانکے لوگون سے راہ اختلاط نرہی ہمدیگر کے حال سے آگاہ نہین چند اشخاص ہر شش ضلع کے کمیٹ اور کونسل کے ملازم ہین مگر وہ لوگ بے غرض نہین اور عموم خلق کی گفتگو اور مصاحبت صاحبان انگلشی کو ناگوار بندہ متاخرین کے ضوابط و قواعد جو اپنی غرض کو چہپا کر اختراع کئے ہین درج کتاب کرتا ہے تاکہ دیکھنے والون کو امر حق و باطل پر اطلاع ہوجاوے شاید کہ اللہ تعالے اونکو توفیق رفیق دے کہ بروقت حکومت خلق خدا کو ایذا نہو اور حق و باطل کو سمجھین کہ خلق خدا کو اطمینان حاصل ہو اور اسکے حق مین دعاے خیر کرین اور بندہ بموجب حدیث شریف الدّالّ علی الخیر کفاعلہٖ شاید کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بندہ کی بخشش فرمائے واللہ ولی التوفیق —

ذکر وجوہات احوال کہ پیشتر کے برخلاف جاری ہین اور کسدرجہ کو پہوچین

یہ ظاہر ہے کہ حسب تقسیم ملک ہر قطعہ زمین کا اثر اوسکے ساتھ مخصوص ہے بلکہ اوس ایک سرزمین مین بہی بوجہ عرض و طول اطراف کے اختلاف ظاہر عقلمند کو اس ثبوت کیواسطے کچھ دلیل و برہان کی حاجت نہین اگر جملہ ملک و زمین ایک حال پر ہوتا رنگ انسان اور پہل اور درخت اور معادن اور نباتات اور حیوانات وغیرہ ایک کا ہوتا جملہ طلوسو ہندوستان سے بہ نہایت وسیع ہے یہان کے لوگون کی اوضاع اور رسومات ابتداسے دوسرے ولایت سے برخلاف رہی اور جب تک حکام وقت یہانکے مناسب طور پر سلوک نہون ہرگز انتظام رفاہ اور آسایش خلق ممکن نہین چونکہ یہ ملک زحل سے متعلق ہے اگر یہان کے لوگ بسبب فطرت ضعیف العقل و کم طاقت اور ہمیشہ غیر لشکرکشون کے مغلوب رہے ہین لیکن جب کسی بادشاہ نے یہان فتح پائی بعد زجر و توبیخ لازمہ کے ہر ایک کی دلجوئی اور حفظ ناموس اور اپنے دربار مین بار دیتے تھے وزیر امیر اعلیٰ سے ادنےٰ تک اوسکے حضور مین اچہی لیاقت ظاہر کرتے اور بہرہ مند ہوتے ہر ایک کی پرورش حسب لیاقت ترقی مرتبہ پر ہوتی تھی عام رعایا شفقت پدری فرماتے غبار ملال کسی کے دل مین نہ آنے دیتے تھے اور ہر ایک کو نظر

واحد سے دیکھتے تھے شاہجہان بادشاہ کے عہد تک یہ سلسلہ امن وامان کا جاری رہا عالمگیر اورنگ زیب
کی عہد سے بسبب اوسکی کثرت حرص وطمع کے فساد ظاہر ہوئے لیکن اوسکی شجاعت اور ہوشیاری سے
کوئی خلل ضوابط منتظمہ مین ہونے پایا بعد ازان رفع بدنامی کے لیے جو باپ کی قید اور بھائیون
کی قتل سے عاید ہوئی تھے ارباب عمایم کو جمع کیا تاکہ لوگ اوسکو اسلام پرور سمجھین اور اس سبب سے
اون لوگون کے وہ جور ستم ہوئے جنکا ذکر دفتر اول کے اخیر مین درج ہے اور ابتک لوگون کی
زبان پر جاری ہے فرخ سیر کے زمانے مین جو بالکل ہیچ و پوچ تھا رتن چند دیوان قطب الملک
ذاقتدار پایا امور سلطنت مین مختار ہوا عملہ قدیم عالمگیری برطرف ہوا سرکارات اور پرگنات اور چکلہ
خالصہ کے اجارے رشوت لیکر شروع ہوئی روز بروز ویرانی ملک اور بے آرامی خلق خدا اور
نفور ہونا رعایا کا حکام وقت سے شروع ہوا تا آنکہ عدالت ہی کا فور ہوئی شرع شریف سو خصت
ملی روپیہ کی فکر ہوئی جسطرح سے ہاتھ لگے اکثر گروہ اہم ارباب عمایم ہوئے ایسی تدبیر کوئی فرقہ جہانگیر
نہین پا سکتی کیونکہ فریب کی گذری دکھلا کر لوگون کو پھانستے ہین حسب تقاضائے ملکی عہد ہندوان کا ظہور
ہوا سلاطین سب بے خبر سے کے عہد آئی بے شعر کار نہ سے برسر کار ہوئے رفتہ رفتہ جہالت کی تاریکی ایسی
چھا گئی کہ اب اوسکی صلاح ناممکن ہے اور اب ملک ویران اور خلق کی جان اونھون پر اکثر دن کو
زیست ناگوار ہے ان دنون مین دانایان فرنگ کو عزم تسخیر ہند مصمم ہے اور نیز اکثر بلاد پر مسلط ہین بسبب
اجنبیت ملکی اور عدم آگاہی رسوم عادات ہندکی صنعت انتظام نہین ہوتے اور بسبب تقرب صاحبان
انگلشی کے مردم ہند سے آمیزش نہین ہوتی بلکہ اوسکے برعکس ہوتا ہے روز بروز احوال ہندیان پریشان
و ویران ہوتا جاتا ہے عنقریب انکے وجوہات بیان کرتا ہون اول یہ ہے کہ اس فرقہ انگلشی کو نہایت
بیگانگیت اس ملک کے راہ و رسم سے ہے اور نیز ضوابط تحصیل خراج اور قواعد بند و بست ملکداری
سی سے ہے کیونکہ انکے ولایت مین زمیندار مالگذار کہ خراج شاہی سال بسال عاید سرکار پادشاہی
کرے مطلقاً نہین اس فرقہ کی عقلا سے بندہ نے بخوبی سنا کہ ظرف اور دریچہ اور مکانات او ظروف وغیرہ
سی کسیقدر بطور محصول کے لیتے ہین اسیطرح یہان کے جزا و سزا اور دیہہ وغیرہ مین سب ایسے
جرم ہین کہ یہان کے دانست مین عظیم اور اونکے نزدیک خفیف ہین اور بعض بالعکس اور بعض رسوم
انگلشی ایسی ہین جو یہان کبھی نہوئین مثلاً مردم شماری اور لوگون کا جمع و خرچ کہ کتنے پیدا ہوئے
کتنے مرے کتنے باقی رہے اسیطرح بہت سی باتین انکی ہین چونکہ ایسے امور کی عادت نہین
پس چاہتے ہین کہ یہان سے خراج لین دوم یہ کہ اکثر ضوابط کو اختیار کرکے اپنے دفترون مین رقم

گر تسلط ہے اور ہر ضابطہ مین کسیقدر وصول روپیہ کے تعہد کیے ہین اور یہ سارا فساد مردوم بے ایمان کی بدولت ہوا چونکہ انہون نے اپنی شوم طبعی سے کیا اور انہون نے فرض کر لیا فرخ سیر کے ویسی ایسی ہی شوم طبعی رکہتی تہی بس اس جماعہ نے کہ تازہ وارد اور ہر طرف سے بیخبر تہے اظہار مرام خود غرض کو تسلیم کیا بلکہ بعض ضوابط نگررہ کو ترک کر دیا چنانچہ حکام اسلام کے ایام مین وہ لوگ رواج فواحش ناپسند کرتے تہے خصوص شب جمعہ کو روا دار نتہے کہ کوئی مرتکب مباشرت یا کہ فواحش کا ہوا اور رہا عجایز کہ جو بلا نکاح ہون جانیز نہین رکہتے تہے لہذا اسکی سزا جرمانہ مقرر کیا اور حکم تہا کہ اگر اعیاناً کوئی ایسی عورت ظاہر ہوا وس سے جرمانہ لیا جاوے خصوص جمعہ کی شب کو زیادہ تر سخت جرمانہ ہو اور اس امر پر داروغہ مقرر تہا اوسکو اس ہہلنہ کا اختیار دیا گیا تہا اور نیز نقارہ نواز اوسکے زیر اختیار تہے بدون اوسکی اجازت کے کہین نبجاوین اور جزا و سزا فرقہ مذکور کی اوسکی سپرد تہی اس مین یہ مصلحت تہی کہ ہر ایک مجالس شادی مین حسب اقتدار کے نقارخانہ وغیرہ طلب کر نہ کہ لوالہوسی کرکے فضول خرچی پر کمر باندہی مدت سے شوم طبع نے جماو کرکے اصلی غرض تحصیل زر سے کر لی ہے اصحاب انگلشی نے اسے موقوف کر دیا اسطرح کیا عجب کہ اکثر قواعد منضبطہ قدیم سے مطلع ہون اور رفع کدورت کرین نبدہ با نغال جیدا ہوز ذکر کرتا ہے قاضی واسطے اجراے حکام شرع کے مقرر تہا کہ بلا حیف و میل ہر ایک کے معاملے فیصل کرے اور سرکار پادشاہی سے مشاہرہ اور جاگیر بقدر خوارش کے پاوے ہرگز اجازت نہتی کہ ایکدرم بہی بطور رشوت کسی سے لیوے اگر اعیاناً کسی نے ایسی حرکت کی مورد عتاب سلطانی اور نفرت مسلمانی ہوکر تمام زمانی مین مطعون ہوتا اور ہمیشہ کو اس کام سے محروم ہو جاتا بادشاہ بہی غصہ و غضب کرتا او دنیا عقبی مین لعنت و ملامت کیا جاتا اب مدت سے میران کی اصطلاح قضایا مین مقرر ہوئے اجارہ اوسکا ہوتا ہے اور رسم کہ کسی مذہب مین کسی نے نہین سنے ظاہر ہوے ہین مفصل مین عوام مسلمانون کو قضات بے ایمان ظلم و جور سے ڈراتے اور کسیقدر لیتے دیتے ہین گویا انہین بدبختون کی شان مین یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ورد وہ مخترعات اسقدر منضبط ہو گئین کہ اسکا اعتراف کرنا مشکل جملہ مخترعات سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی غریب مسلمان مرے جب تلک نایب قاضی نہ آوے اور قاضی کا مقررہ اوسکو نہ پہونچے اعتقاد کرتے ہین کہ اوس میت کی روح اوسکی گہر سے باہر نہین جاتی اور اگر اوس شخص کے ورثا سے وجہ معین باعث کم مقدوری کی اوا نہوسکے تو مع عیال و اطفال اسقدر نجس و ناپاک ہے کہ اوسکے ہمقوم اوسکا خورد و نوش

پرر کرتا ... یہ ... وہ لوگ ... اور دعائی رکہتا ... [illegible]

ناگوار کرتے ہین اور آگ و پانی تک نہین دیتے تب وہ لاچار ہوکر چوری ڈکیتی یا مرشد وامرد قاضی کی خدمت کرتا ہے اور بلا سے بے ایمانی سے رہائی پاتا ہے یہی رنگ ختنہ پسر اور نکاح دختر مین ہے کہ حد بلوغ سے ہوشیار ہو کر بھی نکاح اور ختنہ سے محروم رہتے ہین جب تک نذرانہ قاضی کی نکر نکریوین کار مذکور کی تعمیل متعذر ہے اور جسکا جس معاملے جی چاہتا ہے قاضی کو رشوت دیتا ہے کہ یہ کار میرا اسطور پر کر دو وہ قاضی مفت خور حق کا باطل اور باطل کا حق کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے بہت باتین ہین کہ ذکر اسکا طول لاطایل ہے

صدر الصدور وغیرہ صدرہای ہر صوبہ اور سرکار اسکا بیان

اسوقت مین واسطے امتحان قضات اور تحقیقات احوالات کے ارباب استحقاق مقرر ہوتے تھے تاکہ کوئی جاہل قاضی نہو اور دین و ایمان سے بے خبر نہو اور کسی نا خدا ترس کی املاک لینی کو غیر مستحق کو مستحق نبادے اور جنہین جاگیر ملتی ہے اونسے تغلب نہو سکے الحال کام صدارت کا کیا پوچھنا ہے ظہور اللہ بیگ ملحد نے عجب ستم چلایا ہزارون مسکین بیجرم کا خون اپنے ذمہ لیا الحمد للہ کہ یہ لواظہر من الشمس ہے گورنر بہادر نے بعد شکایت اور ان کے مظالم کی اطلاع کی جو کچھ قلیل وجہ سلاطین اور ناظمان مدالیشان نے جاری کیے تھے بحال رکھے اور جو کچھ ان بدبختون نے برباد کی تھی یعنی وجہ مرسومات صدارت سکے عوض ایکہزار آٹھ سو لکی روپیہ تھے بتیس ہزار گویا تھے وہ معاف کر دئیے خداوند تعالی اپنا فضل کرے کہ گورنر بہادر وغیرہ سردار ہفتہ مین دو بار یا ایک بار واسطے پرسش احوال مظلومان بیکس کے مقرر کرین تاکہ خلق خدا ایسی بلاہای عظیمہ سے رہا ہو دار وغہ عدالت اور عملہ اسواسطے مقرر ہوی تھی کہ ہر ایک غریب وغربا کی رسائی حضور امرا اور سلاطین مین مشکل سے ہوتی ہی بس وہ لوگ جای تعین پر اول روز سے ایک ثلث روز تک بیٹھکر گوش بر آواز غربا ہین جو کہ حاضر ہو کر کسیکی شکایت کرے اگر مدعا علیہ مرد متشخص اور اوسکا طلب کرنا اوسکی قدر کے لائق نہو اوسکے وکیل ورنہ اوسیکو طلب کر کے طرفین کا اظہار لیتے تھے اگر کوئی خفیف بات ہوئی باہم صلح و آشتی کرادی در صورت امر عظیم کے گواہ اور شہادت اور قسم وغیرہ وجوہات مقدمہ سے خوب دریافت کیا اور پھر اون مدعی اور مدعا علیہ کو مع کاغذ تحقیقات حضور شاہی مین جو کہ ہفتہ مین دو بار اسواسطے ہوتا تھا لیجاتی اور احوال عرض کرتے تھے بادشاہ اور ناظم جو وہانکا حاکم ہوتا فیصلہ کرتا تھا اگر اوس مابین مین فیصلہ نہوا اجلاس دیگر مین عدالت ہو جاتی تھی الحال وہ عدالت منافع کی ہو گی لوگ اوسکی نوکری کو پیشکش اور نذرانہ دیتے ہین کہ عہدہ ملے اور حاکم جسکو چاہتا ہے یہ کام اوسکو حوالہ کر دیتا ہے چند روز قبل ازین داروغہ وغیرہ عملہ اس عدالت کے

جائداد تحصیل سے دریا بہ دار تھے اوسیکے صاحب خدمت اور عملہ مفلوک چندروزمین زر خطیر جمع کر لیتے تھے اور کوئی نہین پوچھتا تھا عدالت مین تحصیل زر کی کیا وجہ ہے پیشتر کے لوگ خدا کے ڈر سے حق تلفی نہین کرتے تھے اور امراے سلاطین بھی تجسس سے بیدین لوگون کو برسر کار نکرتے تھے جس کسیکو خداترس صالح پاتے اوسکی سماجت کر کے اس کام پر مقرر کرتے اس نیت کے فیض سے رشوت لینا محض کفر سمجھتے تھے الحال جملہ صفات حمیدہ سے درگذر کر بعض حکام اس قسم کے لوگون کے جو پاتے ہین اور انہین کا نام کارگذار اور انھین کو مرد ہوشیار جانتے ہین (فاعتبروا یا اولے الابصار) پیشتر غربا کی رسائی حضور پادشاہ مین نہایت آسان تھی اگر احیانا کسی پر ظلم ہوتا تو وہ مظلوم دو تین مہینے کی راہ سے بادشاہ کے پاس آتا اور اپنی داد پاتا تھا چند کسیقدر ضعیف ہوتا اپنے قوی ظالم سے بدلا پاتا الحال امرا لوگون کو گورنر اور انگلشیون سے رسائی نہین اور ارباب انگلشی یہان کے لوگون سے بہت کم ملاقات کرتے ہین اگر دو ایک مرتبہ کسی صاحب مقدرت کو کسی کے توسل سے ملاقات میسر ہو چونکہ چندان التفات اس دیار کے اخبار سے نہین رکھتے اور عملہ بھی نہین چاہتے کہ ہمارے کشف راز ہوا اور اسرار اعلان پاوے ایسے لوگ اوپر کہیے خلق اللہ کا کیا انجام حال ہوتا ہے کیونکہ احوال اس وقت کے حکام کا یہ ہے کہ بہ نفس کام پر توجہ نہین کرتے اور ایک شخص کو نائب بنا کر دیتے ہین خواہ وہ اچھا ہو اور خواہ برا کچھ مطلب نہین ہرچند کہ یہ کار نہایت مشکل ہے بکمال غور سے کرنا چاہیے اور عملہ پر اعتماد کرنا لازم نہین جیسا کہ کہا ہے

بدیوان مبر از فریاد او + کہ شاید ز دیوان بود داد او + مگر یہ لوگ کچھ اصل نہین سمجھتے جس شخص کو کہ مقرر کر دیتے ہین اوسکے کہنے پر اعتماد رکھتے ہین الحمد للہ کہ ۱۱۹۵ ہجری کے آخر مین دارو غگی عدالت اور فوجداری کی ہندوستانیون کے ہاتھ سے نکل گئی اصحاب انگلشی اس امر پر مامور ہوئے فی الجملہ ایذا اور ضرر خلق اللہ کی کسیقدر تخفیف ہوئی مگر چونکہ وہی عملہ مردم آزار نیابت اور رعیت کے سلسلہ مین ہر دو بر سر کار ہے کسیقدر ہمان آتش زرکاسہ پیدا ہے محتسب واسطے تحقیقات سنگ ترازو اور تقرر نرخ غلہ وغیرہ کو مقرر تھا تاکہ فروشندہ نرخ مقررہ سے تجاوز نکرین اور ان لوگون کے اختلال فاکمی سزا اوسی سے متعلق تھی تاکہ لوگ بازار و مین مست و لا یعقل نہ پھرین اور شہر کے مسافران کو زشت گوئی یا دیگر حرکات سے آزردہ نکرین اور بیچارے) صاحب عصمت بے بیان گلی کوچہ کی آمد رفت مین جو اکثر غش ہوتا ہے انکی بد زبانی سے بچی ہین الحال جو رسم کہ مقرر تھی اوس سے زیادہ لیتے ہین اور ایک شہر بلکہ ایک بازار مین دو تین دکان کی تفاوت پر نرخ کا فرق ہے اور اسی طور پر مجون کا حال ہے اور تمام بازار مین میکدہ اور گوشہ بلکہ ہر راہ مین کمینہ لوگ مشرف

خصوص خدمتگار او غلفساماں خلاصی تلنگہ ہرکارہ اپنے مالک کے اعتماد پر چونکہ اہل انگلشیہ کا اقتدار ہی مست
وشرشار گھومتے پھرتے ہین اور سوالی صورت بنا کر بھلے مانسون کو تکلیف پہونچاتے ہین کہ ان بیچارون کو
راستہ سے گذر کر اپنے مکانون پر جانا دشوار ہوتا ہے اور کہتے ہین کہ ای اللہ تو ہمکو ان کمبختون کے
ہاتھہ سے نجات دے کہ مع الخیر اپنے مکان کو پہونچین وقایع نگار — وسوانح نگار — وہرکارہ
واسطے تحریر اخبار ہر صوبہ اور سرکار اور محلہ کے مقرر تھے جو کچھہ وہان معاملات ہوتے تمام دن کے
شام کو اور تمام رات کے صبح کو لکھکر بحضور بادشاہ ارسال کرتے داروغہ اوسکا خلاصہ حضور مین عرض کرتا
اور ان لوگون کی عرضی مخصوص بادشاہ اپنے ہاتھہ سے کھولتا اور ہر ایک کا جواب لکھتا بادشاہ کو ہر ایک
کی حسن نیت اور ضمیر معلوم ہو جاتے کہ کون کسکے ساتھہ کیسا ہے اور کیا چاہتا ہے اور وہ اسکا کسقدر نیک و
بد واقع ہوا اگر معلوم ہوتا کہ اہل اعتبار شاہزادون یا امراے عالی وقار سے اتحاد رکھتے ہین اونکو فوراً
اس عہدہ سے دوسری جگہہ بدل دیتے چنانچہ عالمگیر کا رقعہ اسدخان آصف الدولہ وزیر اپنے کے نام تحریر یا اس مقام پر
بجنسہ درج ہوتا ہے جو اس معنی پر گواہی دیتا ہے

مقابل صورت رقعہ عالمگیر

فرزندزادہ محمد معزالدین سفارش فلان وقایع نگار نوشتہ چیزی براے او تجویز واو را ازان کار تغیر باید نمود کہ
این وقایع نگار وقایع نگار نماند ؎ چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد

مضمون رقعہ عالمگیر

فرزندان کہ مزاج شناس می باشند سفارس وقایع نگاران امثال آنہا نمیکنند حسب التماس رعایتی
باو بعمل آمد اما ازان کار تغیر شد آیندہ ارتکاب چنین امور نباید نمود القصہ چونکہ ملک داری مین عموم عباد
کی اطلاع احوال سے خبرداری ضرور ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ آسایش خلایق ہو لہذا چار آدمی
اس کام پر مقرر ہوتے تھے وقایع نگار سوانح نگار خفیہ نویس ہرکارہ تاکہ اگر کوئی خیانت
کرے تو دوسرے کی تحریر سے واضح ہو در صورت اختلاف اخبار کے بعد تحقیق احوال مختلفہ خاین اور
کاذب کی سزا ہوتی عہدہ سے برطرف کیا جاتا تھا الحال بلاد عظیم اور ہر قصبہ اور دیہات مین نوکران زمیندار
اور عمال اور بعض مفتری اپنے تئین نوکر سرکار ظاہر کر کے انواع انواع قسم کا ظلم و فساد کرتے ہین
اور کوئی پوچھتا بھی نہین باقی کسکا نام ہے فوجداران ثانی مرتبہ ناظم سے دوسرا درجہ ہے بعض فوجدار

کارہاے سلطانی مین تنہا ایسی جانفشانی کرتے کہ صوبہ داران ناظم سے تفوق کر جاتے اور امور عظام
سلطانی ہوتے یہ لوگ ہر صوبہ مین بقدر اوسکی وسعت اور کثرت زمینداران مفسد کے مقرر ہوتے
تھے بعض انمین سے ہزاری منصب ذات اور کئی سو سوار اور بعض ہزار و پانصدی اور بعض دو ہزاری
اور بعض دو ہزار و پانصدی اور چند سہ ہزاری اور چہار ہزاری منصب ذات اور بقدر لیاقت اور حاجت
کار سرکار کے سوار اور جاہ و حشم نقارہ و علم رکھتے تھے اور بجاے معہودہ رہتے تھے اور عمال بادشاہی
مانند منصب داران اور بخشی اور سوانح نگار اور خفیہ نویس اور ہرکارہ اور قاضی اور مفتی اور صدر الصدور
اور محتسب اور دیوان اور داروغہ کچہری حتی مردہہ اور پیادہ ہاے براوری وغیرہ اپنے اپنے کام پر ہین
تھے کسیکی تاب نتھی کہ ادنے نوکر بادشاہی کو بر طرف یا معزول کرے اور مقدمات مالی اور خالصہ عملہ
دیوانی مین مانع دیوان بادشاہی اور منصبدار اور بخشی کے تھے اور لشکرکشی وغیرہ تادیب و تنبیہ مفسدین
مین تابع فرمان فوجدار تھے فوجدارون کو اختیار تھا کہ زمیندار وغیرہ فوج مقرر نکرنے پاوین یا کہ آلات
رزم مانند بندوق توپ وغیرہ کے آراستہ کرین یا کوئی قلعہ کسی قلعہ کی مرمت نکرنے پاوے اگر احیاناً
جملہ امور کسی نے بہم کرلیے ہون تو فوراً اوسے حکم دے کہ برطرفی فوج کرے درصورت عدم تبدیلی کے
فوراً گوشمالی دے ایسا بند و بست کرے کہ تمرد کا اختیار نہو اگر مکرر سرکشی کرے اوسکو خارج کرے
اپنے ملک مین جگہہ ندے اگر قید ہوجاے حضور مین روانہ کرے یا کہ وہین رکھے جیسا یہان سے
حکم صادر ہو تعمیل کرے خلاصہ یہ ہے کہ مفسدون کی بیخ کنی کرے اگر مفسدون کی کثرت ہووے
اور فوجدار اوس نواح کا تنہا گوشمالی نکر سکتا تھا اور فوجدار لوگ اوسکے مدد و معاون ہوتی کسی
مفسد کو مجال نتھی کہ خالصہ بادشاہی یا کسی زمیندار اون کی جاگیر وغیرہ مین دست درازی کرے
محال دار الحکومت سے فوجدارون تک بندہ کو چندان اطلاع نہین بعض متفرق محالات کی
یاد ہے اونکے ذکر مین چندان فائدہ نہین لیکن اسامی محالات فوجدارنشین صوبہ بنگالہ اور عظیم آباد
کی خوب معلوم ہین اور انکا ذکر بہی مناسب ہے لہذا تحریر ہوتے ہین آٹھون سرکار صوبہ عظیم آباد
کی سرکار شاہ آباد ـ رہتاس ـ بہار ـ مونگیر ـ چنپارن ـ سارن ـ ترہٹ ـ حاجی پور ـ
فوجدارنشین رہے ہین یہان کے فوجدار لوگ مع عملہ و فعلہ مذکور کے پانسو سات سوار یا ہزار دو ہزار
سو رہے ہین اور یہ سب فوج وغیرہ بادشاہی ملازم رہے ہین اگر کوئی امر عظیم درپیش ہوتا اپنا
منصب چہوڑکر ناظم صوبہ کے پاس حاضر ہوتے بلکہ حوادث عظیمہ مین وہ تین چہ صوبہ کے ناظم جو باہم
مقرب اور نزدیک تھے مع فوجداران ماتحت کے جمع ہوکر اوسکا تدارک کرتے تھے اور اگر اسی بہی

زیادہ کوئی مہم ہوتی بادشاہ روزمرہ بذریعہ اخبار ہر جگہہ کے کوایف سے مطلع ہوتا رہتا تھا بعض امرای
عظام اور شاہزادہای والا مقام کو فوج گران اور سامان بیکران سے روانہ کرتا اور ان لوگون کی
تام حکم استقلال و پایداری ثابت فرماتا اور یہ لوگ جسطرح ممکن ہوتا بصلاح ہمدیگر پایداری کرکی کار
سرکار مین جانفشانی اور مردمی کرتے تھے اگر کوئی قصور کرتا مورد غضب سلطانی ہوتا صوبہ بنگالہ مین
بہی شاید دس فوجدار نشین مقام تھے کہ تفصیل انکی یہ ہے۔ اسلام آباد۔ چٹگاون۔ سلہٹ۔
رنگپور۔ رانگاماٹی۔ قلعہ جلال گدہ۔ پورنیہ۔ راج محل اکبرنگر۔ راج شاہی۔ بردوان
میدنی پور۔ نجبش بندر ہوگلی۔ محالات مذکورہ مین فوجداران بادشاہی اور جہانگیرنگر مین ناظم مع
عملہ و فعلہ سلطانی کے رعایا کی کامروائی مین مصروف رہتے تھے خلق خدا مصروف دعا کے
بقاے دولت شاہی رہتی تھی قریب ساٹھہ برس سے کہ سلطنت سست ہوئی اور بادشاہ کم جرأت
اور امراے نمکحرام ظاہر ہوے ہر جگہہ کے ناظم بمنزلہ بادشاہ ہوگئے لیکن ضوابط بادشاہی کی تیغ سے
یہ لوگ بہی بدستور انتظام ملک محروسہ اپنے مین ایسا مصروف رہے کہ پہر بہی خلق خدا کو راحت
اور کمتر لوگون کو دقت رہی تا آنکہ ان تینون صوبہ پر مہابت جنگ متسلط ہوا چونکہ یہ شخص اقربا اور رفقا
بکثرت رکہتا تھا اور اکثر اونمین سے ہوشیار اور صاحب اقتدار اس ملک کے مدار المہام اور مختار رہے
اور خود بہی بکمال شجاع اور دانا تھا سلوک فرزندانہ کرتا تھا ہر ایک اوسکا متوسل بجاے فوجداران کی
مقرر اور تابع فرمان تھا اور اس ملک کے رہنے والون پر نہایت شفقت فرماتا تھا مہابت جنگ اور قبل
اسکی شجاع الدولہ اور سلاطین سابق بمقتضاے ریاست کے متعصب یہ تھے خلق اللہ کو یکسان نظر سے
دیکہتے تھے اور ہنود وغیرہ مخالفین مذہب کو بقدر لیاقت اقتدار اور اختیار دیتے تھے چنانچہ متصدی
وغیرہ انکے ہفت ہزاری اور ناظم صوبہ اور سالار فوج وغیرہ رہے ہین آور ہر شخص نے اوسکی دولت
سے بہرہ اوٹہایا فی الحقیقت بادشاہ گویا جو کہ اوسکے مرتبہ کے برابر ہو لازم ہے کہ ترحم بہ ظل اللہ پر نظر کری
جسطرح کہ خداوند برحق کو سایہ عباد پر نظر ہے وہ بہی پیروی کریں اور بعض تعصب مذہبی سی درگذرے اس ملک کا
حاصلات اسی ملک مین صرف ہوتا تھا اس سبب سے ملک کی آبادی تہے بدین وجہ اسکے زمانہ دولت
خلق خدا فارغ البال زیست کرتی رہی تا آنکہ مہابت جنگ ملک بقا ہوا اور اوسکے تینون بہائی اوسکے قبل مرچکی
تہے سراج الدولہ اور میر جعفر خان ایسے مغرور دین سے دور پیدا ہوے لوکر بہی ویسے ہی پیروی کار آئے
عدل و انصاف کے ضابطہ برباد ہوے الحال کہ اصحاب انگلشیہ نے ماستمارع حال فوجداری او
آئین سابق سلاطین کے اپنے قلمرو محروسہ مین مقرر کیا ہے محض بے سود بلکہ موجب ازدیاد ظلم اور

تصدیع ہے خصوصاً صاحبان کہ مقامات فوجداری مین جو کام کرنا چاہیے وہ مطلق نہین ہوتا زمیندار ان عمدہ
اپنے اپنے مقامات پر مختار اور مدار المہام جمیع امور کے ہین اور وہ سرکار انگلشیہ مین سور علوفت
برخلاف دستور ماضی کے ہین قتل و غارت سے باز نہین آتے فوجدار کی مجال نہین کہ اونپر حکومت کرے
یا دادخواہون کا انصاف اونسے دلاوے یا جسکا مال وہ لیگئے ہین استرداد کرے اب فوجداری اسکا
نام ہے کہ جہان مقام سکونت فوجدار ہے وہان کے لوگون سے روپیہ حرام کا جمع کرین اندیشہ باز پرس
تو مطلق رہا نہین صاحبان انگلشیہ کو جانتے ہین کہ ہندوستانیون سے ملتفت نہین خصوصاً ہندیون کی
جنرل گورنر وغیرہ صاحب اختیار کی خدمت مین رسائی ہے ہر طرف سے دلجمعی حاصل ہے فوجدار لوگ
خلق اللہ کو ناکام اور اپنی بدنامی مشہور کرا دیتے ہین ظاہرا جو کام کمیٹی کلکتہ اور گورنر جنرل کی پیشگاہ
سے حکم ہے وہ بھی دو تین ہین کہ بلاد مشہورہ اور قلمرو کمپنی مین رہزن ڈاکو نہ آنے پاوین انکی سزا کرین
اور تفصیل مین بھی کوئی غارتگری نکرنے پاوے آور دزدی آور غارتگری آور زنا اور خون ناحق کا تدارک
انکے ذمہ ہے اسقدر کام مہابت جنگ کے عہد مین اور نیز بیشتر شہرہای عمدہ مین کوتوال اور مفصل
مین عمال ان فوجدارون سے ہزار درجہ بہتر انجام دیتے تھے انہین اور سابق کے عمال و کوتوال
مین بھی فرق ہے کہ سابق والی آقا کے خوف سے مجال ظلم و ستم نرکھتے تھے اور یہ لوگ بیخوف جو
چاہتے ہین کرتے ہین خصوص اون لوگون سے جو انسے رجوع نہین اگر احیاناً کوئی نالش گورنر جنرل
تک پہونچی ان لوگون کے مربی بخوف باز پرس کے وسیلہ اوٹھا کر اور اوسکے دروغگوئی کی اثبات
مین روپیہ خرچ کرکر نہین فرصت دیتے کہ مظلوم داد پاوے خیر اب کچھ حال اس وقت کا
جو اصحاب انگلشیہ کی ضوابط مین ہے بیان کرتا ہون شاید کہ پسند گوش ہوش ہو اول یہ کہ جسوقت
سے یہ تینون صوبہ تسخیر ہوے کوئی مالک نہین یعنی ایک شخص جسکے نسلاً بعد نسلاً وراثت ہو بلکہ
گویا فرقہ انگلشیہ مالک ہین کیونکہ کمپنی ایک آدمی نہین بلکہ بہت سے لوگ ہین اور وہ بھی نہین
نہین جو کہ مالدار ہے روپیہ داخل کرکے داخل کمپنی ہوا اور اوسکی طرف سے بھی ایک شخص معین
یہان کا حاکم اور مالگذار نہین چنانچہ اس بیس برس مین زیادہ پانچ چھ سات لوگون سے گورنر ہو چکے
ہین اور جو شخص کہ گورنر بھی ہوتا ہے وہ بھی اپنا اختیار نہین رکھتا پانچ آدمی کمیٹی کے مختار اور
مرجع کار ہین اور یہ لوگ ہمیشہ باہم متنازع اور اپنے عزل و نصب کے اندیشہ مین رہا کرتے ہین
دوسرے یہ بات ہے کہ بے مالک کا گھر آباد نہین ہوتا اور بسبب بے مرمتی کے چندروز مین ویران ہوکر
گر جاتا ہے تب ایسا ملک وسیع جب مالک نرکھتا ہو کیونکہ آباد رہ سکتا ہے اور مالک کے سود جو

ہوگا اپنا فائدہ چاہیگا اوسکی خرابی کی پروا نکریگا اور نہین چاہتا کہ غیرون کے فایدہ مین اپنا نقصان کرے
ہان اندیشۂ بازپرس اگر ہے تو اسقدر محتاط رہیگا کہ بدنامی نکلے اسقدر بھی کہ گورنر عماد الدولہ ہسٹنگ بہادر
کی کوشش کی دوسرے کی مجال نہ تھی احوال اتباع بھی اسیطرح پر ہے اسیطرح پر پانچ چھہ کونسلی
ہر ضلع مین رہتے ہین اور باہم متنازع وہانکا حاکم بھی تنہا مستقل نہین بلکہ مدت مدید کے رہنے کی امید بھی
نہین ہمیشہ عزل نصب پر کان لگائے رہتا ہے اور علت یہی اگر باہم کچھ جھگڑا ہوا گورنر یا کمیٹ کو لکھین
وہان سے حکم طلب کرین ارباب کمیٹ گورنر کا یہ حال ہے کہ کل نام اونکے اخبار مین ہے جملہ امور عظیمہ کی تدبیر
اور تسخیر ملک اور اونیرش مخالفین اور ہر سہ صوبہ محروسہ کی مالگذاری اور ولایت کی تحریرات اور بدخواہون
کی تدبیرات اور تحریر حساب اور سرانجام مایحتاج کمپنی اور تمہید حساب مداخل مخارج وغیرہ انکی تفویض
ہے ضلعہ دارون کے جواب کی فرصت کہان اگر کچھ ضروری ہوا اور فرصت ملی لکھدیا ورنہ برسون وہ معطل
رہتا کہ ہر قسم کہ رای کونسلیہ ہرشش ضلع کے متفق ہوے خواہ مناسب ہو یا نہ وہی تعمیل ہوتی ہے اگر
ایک شخص مقرر ہوا وہ یہ سمجھے کہ یہان کی نیک بد کی جوابدہی میرے ذمہ ہے البتہ رات دن اوسکے
انتظام سرانجام مین ساعی رہیگا اور کونسل اور کمیٹ کی تقریر مین ایک دوسرے پر تہمت رکھتا ہے
کوئی اپنا الزام نہین پسند کرتا دوسرے پر ڈھالتا ہے زمانہ سلف مین جسوقت دوسری ولایات کی
فوجین یہان آنکر فتحیاب ہوئین جنہین ارادہ اقامت نتھا قتل و غارتگری کرکے اپنی راہ لی اور جنہین
منظور ہوا مقیم ہوے اس ملک کو اپنا مرکز دولت سمجھکر باشندون کے ساتھہ نہایت لطف و
مدارات فرمایا اور رعایا کی آسایش و بہبودی مین ساعی رہے تا آنکہ زمانہ دراز گذرا اور توالد و تناسل
ہوا اور زمان بحد گزرے واقف ہوکر اونکی اولاد یہان کے لوگون سے برادرانہ پیش آنے لگی باوجودیکہ
اہل ہند اکثر مسلمانون سے بسبب اختلاف مذہب کے پرہیز و اجتناب رکھتے ہین مگر کثرت اختلاط سے
ایک دوسری رسم وضع مین دست گریبان ہوے اور وحشت نفرت درمیان سے جاتی رہی انس و
محبت کا رجوع ہوا باہم شیر و شکر ہوگئی اولاد رئیس کی شاہزادہ کے نام سے مشہور ہندو مسلمان کے
بزرگ سمجھے گئے اور ہر شخص اونکی اطاعت مین حاضر ہوا اور شاہزادون نے اس ملک کو اپنا ملک
جانا رعایا کو بجاے اولاد پرورش کرتے رہے تاکہ مقابلہ اور آئین جملہ اعوان سے ہون بندہ نے
اس حسن سلوک کے نتیجہ اور بدسلوکی تمر کے ذات شاہزادہ عالی گوہر جو بادشاہ ہمارے عہد کا ہے کئی جنگ
مین جماعہ انگلشیہ سے دیکھا اور سنا اول جب شاہزادہ موصوف کی آمد آمد صوبہ اور پٹنہ عظیم آباد
مین گرم ہوئی عامہ رعایاے شہر بے اسکے کہ کوئی احسان اوسکا دیکھا ہو یا کسی نے خوان کرم اوسکا دیکھا ہو

ذائقہ و لذت پایا ہو بپاس انعام و آرام سابقہ کہ آبا و اجداد اوسکے سے دعاگوے فتح و ظفر تھے جب وہ
پہونچا اور اوسکے لشکر اور امرا کے ہاتھون سے ظلم سرزد ہوے اور اوسوقت مین انگلشیون کا نہایت
اہتمام تھا کہ کوئی ہمراہی انکا کسیکو آزار نہ دے اور جسجگہہ انکا سردار بایشکر جاتا ممکن نتھا کہ کسی پر ظلم ہو
تمام خلق کو بندہ نے دیکھا کہ شاہزادہ مذکور کی دوبارہ سہ بارہ کی آمد آمد مین بہر نفرین بادشاہ اور دعاے
انگلشی کرتے تھے الحال کہ بے التفاتی صاحبان اور اونکے حکام کی جور سے جان بلب ہو گئی ہین
احوال سابق کے برعکس ہو گیا ہے بعض ارباب انگلشیہ کے سرکار مین ہر کارہ جس قوم کا ہو دارغہ
دیوان خانہ اور مدار علیہ اکثر امور کا ہو کر اول خود اعزہ مرام کو رنجیدہ کرتا تھا اگر کسینے کچھہ دیا تو جسقدر
راضی ہو گیا اور اوسکی ملاقات کا روادار ہوتا ہے ورنہ کیا مجال کہ صاحب تک رسائی ہو دوم اختلاف
زبان کیا برا امر ہے جسکے وسیلہ سے انسان کے دل کا حال معلوم ہوتا ہے اکثر انگلشی یہان کی زبان
اور ہندی اونکی زبان نہین سمجھتے اس سبب سے اکثر اوقات جو لوگ غرضمند ہین صاحبان مذکور
کی عدیم الفرصتی سے ہندیون کی مصاحبت عالم تصویر ہے دونون جانب سے کچھہ سود محبت نہین
پہونچتا جو کہ ہندی زیادہ محتاج ہین اکثر مستغنی ہین اگر دیوان یا منشی کو واسطہ بناوین گویا دو تین آدمیون
ما ہر گیا یہ بھی ایک سبب دل کشیدگی کا ہے یہانکے رسم و طریق راہ و رسم سے بخوبی آگاہ ہو جاوے
اور یقین ہے کہ وہان کے کام بہ نسبت بیگانہ اجنبی کے بہتر اور بخوبی سرانجام کرے اور چونکہ کل مایحتاج
بطور اپنے ولایت کے رکہتے ہین اس نظر سے اکثر اہل حرفہ مفلوک اور تحصیل قوت لایموت سے
عاجز اور لاچار ہین کیونکہ مالک اور حاکم تو یہ ہین یہ بیچارہ کسکا دروازہ جہانکین ہان چند لوگ مانند معمار
و نجار و آہن گر وغیرہ بھی کسیقدر اس فرقہ کے عہد مین خوش ہین باقی کل پیشہ ور نہایت مفلس
نوبت بگدائی پہونچے ہین اکثر جلا وطن ہو گئے بعض حب وطن مین گرفتار حسرت و اندوہ ہین
اور اسوقت اس پریشانی مین کہ رات کے کہانے کا ڈول نتھا کہ عملہ فوجداری کی آفت بلند ہوئی
خیر اب بھی شکر ہے کہ ہندیون کے ہاتھہ سے فوجداری نکل گئی جب سے کہ انگلشی کے قبضہ مین
فوجداری گئی ہے کسیقدر تخفیف بدعت اور موجب امنیت ہے **تیسرے** سابق بھی اس ملک
مین یہ ضابطہ تھا کہ جو شخص جس کام مین کامل ہوتا اوسکو ویسا ہی کام ملتا تھا دنیا بکدر ہو رہی
تھی اب اہل انگلشی مین اسکی پابندی کچھہ ضرور نہین بلکہ مدارج نوکری اور پاس رعایت پر
خیال ہے ہر چند محض اجنبی اور لائق کار نہوا اور یہ بھی گمان نہین کہ ایک شخص کسی جگہہ پر مقرر ہو
اور وہان کے کل وجوہات و اطراف سے آگاہ ہو کر لیاقت کے قریب پہونچا ہوا اوسی وقت وہ معزول

اور دوسرا مقرر ہوتا ہے اور نیز چونکہ آمد و رفت ولایت کی بھی جاری ہے اور ایک جگہ استقامت کی امید
نہین ہے عدم مہارت اور بے خبری معاملہ رہتی ہے اور پھر یہ کہ یہان کار دیدہ انگلنڈ وغیرہ کو جایا کرتا ہے
ان دونون باتون مین انتظام کا بڑا خلل ہے بیشتر یہان کار دیدہ نہین رہتا تھا کبھی اب ہوتا ہے کہ ایک شخص نے
برسون محنت کرکے مہارت کار کی پہونچائی امیدوار مرتبہ حکمرانی کا ہوا ناگہان دو تین آدمی تازہ وارد
بیچہ محض نے پہونچکر اسکا مرتبہ لے لیا اور وہ کاردان بیچارہ محروم آزردہ ولایت کی راہ لیتا ہے جب بے خبر
جانشین ہوئے یار لوگ آپہونچے اور جھونٹھ سچ کی سیر باغ دکہلا کر مرجع کار ہوئے کامون کو ضائع اور درہم
برہم کرنے لگے جب تک یہ تازہ وارد اپنے ہمنشینون کے حال سے ماہر ہون افسوس ہے اگر احیاناً کوئی
کاردان بھی نہین درمیان مین رہا تو بھی کام تو کونسل پر ہے ایک کے کہنے سے کیا ہوتا ہے باقی تین چار
بیچہ کب اوسکی تصدیق کرتے ہین جیسا کہ گورنر جنرل کو ہنگام ورود اور جنرل کلاورن وغیرہ کو پیش ہوا تھا
چوتھے کونسل جسکا موجد سنت شوراہی ہے جو خلیفہ ثانی نے در باب تقرر خلیفہ کے اختراع کی تھی اور
اوسکی غرض حرمان امیر المومنین کے مرتبہ خداداد سے تھی اور مطلب چند اصحاب کی رائے سے ہے
اگر اختلاف ہو جدہر رائے کی کثرت ہو اوسے قبول کرتے ہین در صورت تساوی کے طرفین پر چونکہ
صاحب کلان بنابر رفعت مرتبہ کے دو شخص کے برابر ہے جسطرف وہ ہو وہی بات مقبول ہوئی چنانچہ
شورے مین عبد الرحمن تھا یہ ضابطہ اگرچہ عمدہ ہے لیکن بشرطیکہ درمیان مین کوئی غرض نہو
اور الحال یہ امر نہین اور نہ شورے مین تھا اسواسطے امور کلیہ عظیمہ مین چاہیئے کہ ہر جزویات اور
بدیہیات مین قرار یہ ہے کہ جسقدر امور دو تین روز تک صاحب کلان کے حضور مین التماس کرین وہ سب
ڈھیر رہین ہر روز کونسل پیش ہون اور ارباب احتیاج کے وکلا حاضر ہون اون مین سے جو فیصلہ ہوا
اوسکا جواب صادر ہوا ورنہ کونسل آئندہ پر امیدوار رہی اگر ایسا ہوا کہ بعض صاحب صاحب کے علاوہ بھی
دو ایک ایک جانب ہوگئے اور دو تین طرف دیگر اب امیدواری مین گذرنے لگی احیاناً کوئی کامیاب
اور اگر غایب اور حاضر ہوتا ہے چون کہ زمانہ سابقہ مین ایک شخص کاردان احوال اشخاص سے
واقف کارگذار فرمان روا ہوتا تھا اور دو تین عملہ رکھتا تھا بمجرد التماس دادخواہ کے مطلب سمجھکر
اوسیوقت حکم فیصلہ صادر ہوتا تھا برسون امیدواری نہین کرنا پڑتی تھی اس جماعہ کے ابتدائے
حکومت مین بھی کہ ایک صاحب کلان اور ایک نائب کارگذار مانند مہاراجہ شتاب رائے وغیرہ کی
مقرر تھا ہر صورت انجاح مرام انام ہوتا تھا اگرچہ مانند زمانہ سابق کے غرض سے خالی نتھا
لیکن ہر صورت کام توقت ضرورت پر نکل جاتا تھا چنانچہ بروقت معزولی مہاراج

مذکور کی جارج دلسٹرٹ ہوشیار جنگ صاحب کلان تھا اور مرجع معاملات ہوا بندہ نے عرض کی کہ
مہاراجہ شتاب راے دونون وقت قریب دوپہر اور ثلث شب تک متوجہ فیصلہ ارباب حاجت رہتا
تھا بلا تامل حاجتمندون کی رفع حاجت ہوتی تھی الحال کسطرح پر اونکا تدارک منظور ہی فرمایا
کہ مانند مہاراج کے مجھسے دربارنشینی اور معاملہ شنوی نہین ہوسکتی الا جسکو غرض ہو مجھے اطلاع
کرے حال دریافت کرکے تدارک کیا جاویگا بندہ نے کہا درباریون کو حکم ہو کہ ہر ایک کا عرض حال کیا کرین
اسی سبب سے اسیوقت تاکید فرمائی چونکہ نافذ الامر ہوشیار کا رگذا تھا دیوان و منشی وغیرہ کی تعلیم و
تلقین کا کبھی پابند نہوا جیسا کہ کہتا تھا کرتا رہا تب سے یہ حال بند ہوا اور مرجع کار عظیم ہوا لوگون کو آزار
پہونچنے لگا مگر چند روز مسٹر الیون لا نے بہی مستغیثون کے آنسو پونچھے دیکھیے آیندہ کیا ہوتا ہے ظاہر ہے
کہ ایک آدمی کی استرضا آسان ہے الا بندرہ بیس لوگون کی دلجوئی جو مع ارباب کونسل اور اونکے
ماتحتون کے ہوتے ہین ایک عاجز سے ناممکن ہے چنانچہ مہاراجہ شتاب راے کی معزولی کو چند روز
بعد جب عید رمضان آئی اعیان شہر اور ارکان دولت نے بضرورت نذر مبارکباد کی حسب ضابطہ ہند ہر پنج
اہل کونسل کو دی ہوشیار جنگ نے اس حال کو بہو سمجھکر خیال کیا کہ جسکو ایکروپیہ یا اشرفی نذر دیتا تھا
اب اوسے پانچ چاہیئے لاجرم عید الضحی مین حکم دیا کہ فقط ایک نذر صاحب کلان کو کافی ہے اور کسیکو نچاہیئے
اور اسی طرز پر تعمیل ہوئی بعض خوشامد پسندون نے باوجود ممانعت صاحبان دیگر کے مکان پر
جاکر نذر دکہلائی اوسوقت اورون کو اقدام کرنا پڑا کہ مبادا یہ گمان کرین کہ ہندوستانیون نے
ہمین کم قدر سمجھا پانچوین اختلاف اصحاب انگلشی وضع دربار مین پیشتر حکام ہندوستان ہر کام کو
تقسیم اوقات کرتے تھے جسکے تعمیل مین فرق نہوتا تھا اونمین دو عمدے تھے اول کار ملکی و
مالی دوم مقدمہ عدالت و داد دہی ان دونون کیواسطے ہفتہ مین دو دو دن مقرر تھے باوجود شان
و شوکت خداداد کے دونون روز کچہری کرکے بار عام دیتے تھے اور ہر ایک حاجتمند کی حاجت
رفع ہوتی تھی اور بادشاہ بہی اپنے ملک اور عملہ کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تھا اکثر اوقات یکمہا ہتہ تک
تھی اپنے ملک مین دورہ کرتے تھے اور ملک رعایا کا حال اپنے آنکھہ اور کان سے دیکھتے سنتے تھے
اسیطرح دو روز عدالت مین بیٹھکر فریاد سنتے اور داد دیتے تھے اور خلق اللہ کے ازدحام اور
غوغا سے دل تنگ نہین ہوتے تھے اور اصحاب انگلشی جیسا کہ اوپر ذکر ہو گیا ہے بار عام او رہجوم
انام سے نہایت نفور اور دور ہین اور اس سبب سے یہان کا حال اوس جماعہ سے مستور اور
بعض خلائق لسکے فتوحات سے محروم و مایوس ہین اگر کوئی وقت مقرر کرین اور عام دربار کرکے

انکی عرض میں اگرچہ خالی ہرج سے نہین لیکن طرفین کو اکثر مفید ہے اسی ملاقات اور مصاحبت مین
فائدہ شناسائی اس ملک کے لوگون کا ہے جسکو چاہین اوسکا مرتبہ امتحان کرین اور ہرایک سے
حسب حال سلوک کرین اور جسکو لائق کار سمجھین اوس سے اپنے کام لیوین تب جیسے متمتع ہونا لوگونکا
حصول منفعت سے سلاطین سابق جو بعد تسخیر ملک ارادہ توطن کرتے تھے ممالک مقبوضہ اور
اوس حاصلات کو اپنا خالصہ کرتے تھے بلکہ اوسمین بہی یہان کے لوگون کے مشاہرہ اور جاگیر
اور املاک وغیرہ نکال دیتے تھے باقی وگیر وجوہ محاصل اور مداخل کو پرورش خلق کے واسطے چھوڑ دیتے
تھے مسلم و ہنود ہر شخص جاگیرات عمدہ پاکر اور بہی ترقی کے امیدوار رہا کرتے تھے بعد اظہار خیر خواہی
کے مراتب عظمی پر فائز ہوتے تھے کچھہ ترقی ہم قومی پر تھی تجارت وغیرہ مین ہرچند کروڑون کا فائدہ تھا
مگر خلق اللہ کے واسطے واگذاشت کیا تھا اور بہ مطلق التفات نتھا لاکھون آدمی سوار و پیادہ کے زمرہ
مین سلاطین و امرا کے پیشگاہ سے پرورش پاتا تھا الحال تہوڑی سے آدمی جاگیر اور ملک اور التمغا مین
دوجہ قوت پاتے ہین اور اوسمین بہی بسبب اقتدار عمال اور زمینداران مفسد اور مستاجران ظالم
کے نقصان ہے جیسا کہ اہل املاک کے احوال مین ظہور اللہ بیگ وغیرہ کی تعدی کے ذکر ہوئے الحمد للہ
کہ ایک برس کی محنت مین جو اہل املاک مین کیئے گئے گورنر جنرل بہادر کی فیاضی سے وہ بلا دور
ہوئی اور تہوڑے سے لوگ تلنگون کے زمرہ مین پرورش پاتے ہین انہین دونون صوبہ مین
چالیس پچاس ہزار سوار تھے اور کئی ہزار تجار اپنے پیشہ سے فارغ البال تھے اب سوارون کی نوکری
تو بالکل موقوف اور ہر قسم کی تجارت مخصوص کمپنی ہوگئے بلکہ ارباب انگلشی خواہ ملازم کمپنی ہون
یا نہون سب تجارت پیشہ ہین ہان اکثر سرداران سپاہ کہ اس کام سے پرہیز رکھتے ہین جسوقت حکام
ذوی اقتدار تجار ہون رعایا سے بیچارہ کیونکر اس کام سے فائدہ پاسکتی ہے ہزارون اہل حرفہ بنابر عدم
رجوع اہل انگلشیہ کے اونکی صناعت کی طرف وجہ معاش سے محروم ہین اور یہان کے صاحب مقدرونکو
بوجہ مذکورہ دسترس نرہا کہ ان لوگون کو نفع دے سکین مجال حیرت اور محض قیومیت الہی ہے کہ اکثر
اہل حرفہ یہان کے اس حال مین زندہ مع عیال و اطفال کے اوقات بسر کر لیتے ہین اگرچہ بعض سوار
سرداران مشہور کے رسالہ مین مانند شیخ معز الدین خان لکھنوی اور احمد خان برادر و پیر خان وغیرہ کے
ہندوستانی روپیہ پر نوکر سرکار کمپنی رہین اور جو ملک کہ تسخیر ہوا ہے اوسمین ملازم کرین اکثر محاربات
خصوص اوس لڑائی مین جو کہ سکھہ اور مرہٹہ سے واقعہ ہو ترک سوارون سے بہتر جانفشانی کرینگے
اور انکی ذات سے اس ملک والون کو بہی فائدہ پہونچا امید ہے اور نیز دیگر فوائد بہی مانند افزایش

آبادی اور توفیر حاصلات ملک وغیرہ کی بھی متصور ہے سا تو ین تقرر یا نا زمینداران کا اور اعتماد کرنا اوپر اس جماعت کے بیان سے کہ بادشاہان خردمندون گذشتہ کا یہہ مقولہ تھا کہ زمیندار لوگ قابو طلب کوتہ اندیش بے ادب محض ہوتے ہین اور انکے قول اور فعل کا کچہ اعتبار نہین ہے اور جو شخص کہ انکی باتون پر اعتماد کرے وہ بڑا بے وقوف ہے اور نہایت نگران انکے حال کے رہتے تھے تا کہ اس فرقہ خود غرض کو مجال تمرد اور سرکشی کرنے کی نملی کیونکہ یہہ سب لوگ اکثر خلق خداوند کریم کی ایذا رسانی مین مصروف اور مشغول بدل وجان رہتے ہین قطاع الطریق رہزنی کیسہ بری قتل و غارت اور مسافر لوٹنا ملک کو ویران کر دینا اور مالگذاری مین جسارت کرنا اور علی ہذا القیاس جو جو باتین کہ غیر مناسب ہین انہین سب کی ذات سے وقوع مین آتی ہین پس انکی گوشمالی کے لیے فوجداران عالیشان اور عملہ داران مقتدر مقرر ہوتے تھے اور وہ لوگ اوپر قول اور فعل ان فسادپیشہ کے اعتماد نرکھتے تھے و نسئلہ التوفیق انہ خیر صاحب و رفیق سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے ؎ خداترس را بر رعیت گمار + کہ معمار ملک است دانا سے کار + بداندیش تست آنکہ خونخوار خلق + کہ نفع تو جوید در آزار خلق + ریاست بدست کسان خطا است کہ از دست شان دستہا بر خدا است + نکوکار پرور نہ بیند بدی + چو بد پروری خصم جان خودی + پس ان لوگون گذشتہ کو خیال اسبات کا بہت رہتا تہا کہ خلق خدا کو رنج نہ پہونچے اور اوپر ان اشعار کے عمل رکھتے تھے اور یہہ سمجھتے تہی کہ اگر ہم خلق خدا کو آزار دینگے ایسا نہو کہ خداوندکریم ہمسی اس سلطنت کو چہین لے اور نہ معلوم کہ کس کس عذاب مین گرفتار فرمائے یہانپر ایک حال عجیب و غریب لکھتا ہون کہ بالفعل مروج زمانہ ہے کہ جس کسیکو کچہہ بھی مقدور ہوتا ہی اپنے سے بڑہکر کسیکو نہین سمجھتا اور جانتا ہی کہ جو کچہ ہون تو مین ہون مجھسے بڑہکر کوئی نہوگا اور طریقہ بزرگو نکو کہ اپنے تئین ذرہ بیمقدار سمجھتے تھے اپنا کسرشان سمجھتے ہین اور ماورا ان بزرگون کے رسول مقبول سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ اعقل الناس فخر موجودات کہ صاحب وحی تھے جناب حکیم خبیر کے فرمان سے کہ شاورہم فی الامر مامور تھے اوسپر کوئی امر بغیر مصلحت جناب باری کی نفرماتی تھے اور اوسوقت کی لوگ بھی جو کام کرتے تھے بغیر صلاح آنحضرت کی نکرتے تھے اور یہی حال گذشتہ سلاطین کا تہا کہ ہمیشہ ہر کام کو سمجھکر اور صلاح کرکی انجام دیتے تھے اور یہ لوگ جو فی زماننا موجود ہین جو کار کہ چاہتی ہین خودروی سی کرتی ہین نہ مطلب کلام خدا سی نہ حدیث سی غرض نہ گذشتہ لوگونکا افعال پر خود اپنے کو ارسطو مرتبت سمجھتی ہین جو چاہتی ہین کرتے ہین اگر کوئی عالم کچہ سمجھائی ہرگز نہین مانتی اگرچہ وہ کیسا ہی سچا ہو اور کہتے ہین کہ جسکے پاس روپیہ ہوتا ہی اوس سے ایسی ہی باتین خوشامد کی کرتی ہین کہ خدا نی یون کہا ہی اور رسول نی یون کہا ہی اور یون ارشاد فرمایا ہی ہم خود عقلمند ہین بلکہ اونکو عقل سکہا دیتی ہین سبحان اللہ کیا عقل ہی اور کیا انصاف ہی جو جیج اس ہند کی رایج ہی خصوصاً الحال اور بھی زیادہ تر دکھائی دیتی ہی اور برخلاف زمانہ سابقہ اور ضابطہ ارباب فایقہ کے

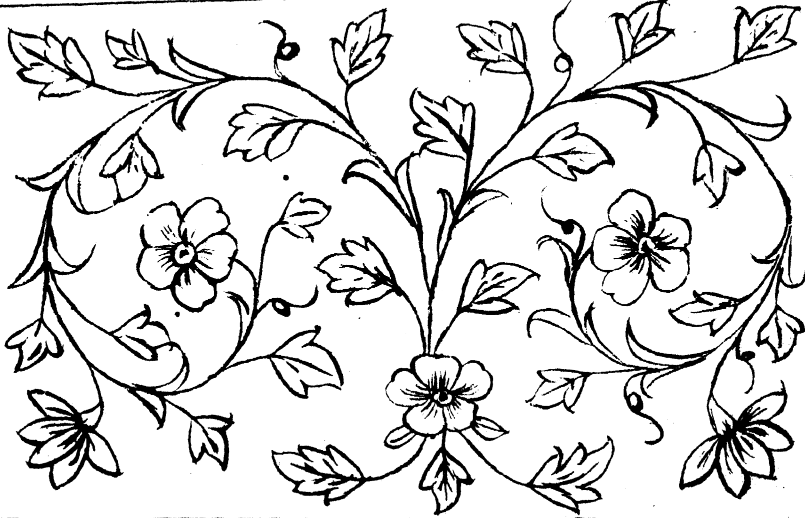
زمینداران اس ملک کو سرداران انگلشیہ نے اپنے ملک کے ضابطہ سے کہ او نمین ہر ایک شریف و نجیب اور ملک
اور ولایت کی ہین چند ہزار گز زمین یا دو تین کوس زمین کا ایک باغ و غیرہ لگا کر فارغ البال گذرا اوقات کرتے ہین
اور باہم ساتھ ایک دوسرے کے برادرانہ سلوک رہتی ہین یہان کے زمینداروں کو معززو صاحب تحفیت
آبرو طلب سمجھا ہے اور اوسکو زمینداری کے کاروبار کا اختیار دے دیا ہے اونہوں نے تمام ملک
کو ویران کر رکھا ہی اور بیچارہ شرفا و نجبا کو تنگ کر کے منتظر فرصت بیٹھے ہین کہ اگر کہین سے فتنہ و فساد
اوٹھے فوراً باغی اور غایب اور خاسر ہو جاوین اور بالفعل انکی دست ضرب دیکھکر دم دبا سے اپنی
کارروائی کر رہے ہین اور ارباب انگلشیہ اونکے مفاسد دلی پر آگاہ نہین ہین یا شاید اور کوئی مصلحت
ہووے کہ وہ ہمین نہین معلوم ہے آٹھوین یہہ ہے جیسا کہ بیشتر بھی ہم لکھہ آئے ہین بلکہ گورنر اور ارباب
کمیٹی صدار جواب ملتمسات مردم اور وہ احکام کہ دربارہ انہون کے ساتھہ اصحاب کونسل اور اضلاع اور
دیگر اتباع بسبب مرجوعات کثیر کے نہایت درنگ کرتے ہین یہہ بھی موجب پریشانی عوام ہے اور اگر
کوئی شخص اس کام کی پیش کرنیکو کسیوقت مخصوص پر معین ہو چنداں اصدار احکام مین ابتری نہو اور
رفاہ رعایا ہوتا ہے اور کچھہ انگلشیہ کی ظاہر اقباحت بھی نہین معلوم ہوتی ہی واللہ الموفق والمنة للہ تعالی
کہ بعد تحریر سطور ہذا کے خود اس کام کے واسطے کمیٹ مقرر ہوئی اور کسیقدر انتظار کاربار دوش
ارباب حاجات سے دور ہوا نوین جیسا کہ گذارش ہوا کہ بسرانجام کار کے کارروائی ضرور شرط ہے
اور نہ مراتب نوکری و رفیق پروری اگر بایں مراتب نوکری ہی انگلشیہ کاردان سلیم النفس ہوشیار ہر ضلع مین
مقرر ہون اول احوال اونکا دریافت کیا جاوے ہرگاہ کہ لایق کار ہون اونکو مامور کرین اور اونکی ساختہ
اور پرداختہ کو معتمد علیہ جانین اور ہر ضلع کے واسطے دیوان کارگذار متدین معتمد مقرر ہو بطور قانون گوئی کہ
اسلام شاہ نے ہر پرگنہ مین مقرر کیا تہا اب ایسا ہی انقلاب کونسل مین بدون تقصیر معزول نہو چونکہ ارباب کونسل
جاوید ہین اور کارگذار مذکور نوکر چاہی کہ نوکرانہ طور پر رہی اور صاحبان کمیٹی اوسکو دولتخواہ سمجھکر اوسکے صلاح اور مشورہ
کو معاملات مین سنا کرین نہ کہ اوسکو فاعل مختار بنا دین اور اوسکا کیا دھرا پسند طبع ہوا کام کارین ایسی امور سے
رفاہ کہان بلکہ بخشش خلق خدا اور بدنامی حکام متصور ہے اور مدام شب و روز کیا ظاہر کیا باطن پوشیدہ نگران حال
ہر ایک ایک کارندگان و مامورین کے رہین اور دیوان اور منشی وغیرہ کو مرجع معاملات نکرین جیسا کہ
جانسن ونسرٹ ہوشیار جنگ بہادر کے عہد مین تہا جسوقت کہ کوئی خیانت اس نوکر کارگذار سے ظاہر
ہوا اوسکی جزا و سزا بقید جرم سنگین کرین کہ دوسرون کو جو کہ اس عہدہ پر مقرر
ہین عبرت ہو اور رعب بنا ہر مشورہ کونسل ہو کثرت سے زیر کرین اور دو تین آدمی مشورہ کرین کیونکہ کثرت

ارباب حکومت سے موجب اضطراب رعیت اور عدم عہدہ برائی بیچارہ مستغیث کے باعث ہو گئے
اور وہانکے متصدی اور عملہ و فعلہ فوجداری کے تقرر مین تفحص کامل کیا جاوے جو کوئی معاملہ دان
کارشناس عام کا خیرخواہ ہو مقرر کیا جاوے بلکہ جیسے اب مقرر ہین ایسے فوجدارون کی کچھہ حاجت
نہین ہے کوتوال لائق کارکم آزار شہر کیواسطے اور مفصل مین عمال کافی ہین اور جسوقت کہ یہ مقرر ہون
اندیشہ رسائی مردم کاکیفیت تک اور تیر حوف یارش معاملات کا ضرور ہوگا یقین ہے کہ اس تدبیر سے خلق خدا
انواع بلا سے رہا ہو جانداری اور سروری کی حقیقت عیان ہو وسوے مئٰ امور معدلت الحال کہ خلق اس
ملک کی عموماً رعایا سے انگلشیہ ہے اور غیر خدا اور اونکے رحم کے سوا کوئی حامی نہین رکھتے لازم ہے
کہ اپنے ملازمین اور ہم قوم کی جانب داری حسب آیین سلاطین عدالت قرین کے منظور نکرین کہ
دنیا و دین کی نیکنامی اور خوشنودی خدا کا موجب ہے اور اس کام کے عملہ مرایک عملہ و فعلہ سے
کم آزار اور رضا جوی خدا مستدین بے طمع حیا و بجز رضاے حق تعالے اور اطاعت آقا کی کوئی امر منظور
نہوا اور جب ایسے ایسے لوگ میسر ہون مشاہرہ اونکا بقدر گذر اوقات کے میسر ہو تاکہ فکر معاش سے
فارغ البال مع عیال و اطفال کے بے لوث و شوت و طمع بسر کرین شکر خدا کہ یہ کام بھی سپرد
انگلشیہ ہو گیا داروغہ ہاے ہندی کے ہاتھہ کوتاہ ہوئے اور بندگان خدا کو اطمینان میسر آیا گیارھوین
عفو جرایم بہت کم لوگ معصوم ہون گے انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے اگرچہ ہر جگہہ جزا و سزا
لحاظ کیجاوے کمتر لوگ سیاست سے محفوظ رہ سکتے ہین اوس ملک کے ضابطون پر خیال کرنا اور ہر ایک
کی مرتبہ پر لحاظ فرمانا ضرور ہے کیونکہ ہر جگہہ کے لوگ حسب عادت بیرو ہوتے ہین اور وحشت نہین کرتی
لیکن اونکے سوا غیر پر آفت ہے خصوص وضع عدالت انگلشیہ باوجودیکہ آدمی ملازم انکا عدالت فضول
مین دستگاہ رکھتا ہے مگر ایک عمر منتظر رہنا چاہیئے اور بالفعل کچھہ نہین سمجھہ مین آتا کہ کیا ہوگا بمجرد دعوی
کی خواہ جھوٹھہ ہو یا سچ اگر مدعا علیہ وثیقہ ضمانت دعوے سے دونے روپیہ کا داخل نکرے بیچارہ فوراً قید
ہو جانے اگر ضامن بہم نہ پہونچا اور معاملہ کا فیصلہ نہو چاہیئے بارہ برس تک اگر تقسیمیہ وارث یا نہ قید رہے
اور واسطے ترجمہ عرایض کے بزبان انگریزی سر حرف کتنی اشرفیان خرچ ہوتی ہین باوجود اس تمام خرابی کی
مردم ہند کو چاہیئے کہ بمجرد احضار حاکم عدالت کا کاتبہ کے واسطے جواب دعوی کے حق ہو یا باطل یا فقط
گواہی یا فقط اسقدر کہ کبھی اوس معاملہ کو سنا ہے یا جس صورت سے مطلع ہو اگرچہ گواہ نہو جاہے کہ عیال
و اطفال کو فقر و فاقہ مین چھوڑکر اوس شہر غیر موافق مین جاوے اوسکے پہونچنے تک اگر عدالت کا موسم نرہا
یا کہ حاکم عدالت خود تبدیل آب ہوا کے لئے دوسری جگہہ گیا تو چاہئی کہ مہینون وہان پر اپنی زندگی کیدن

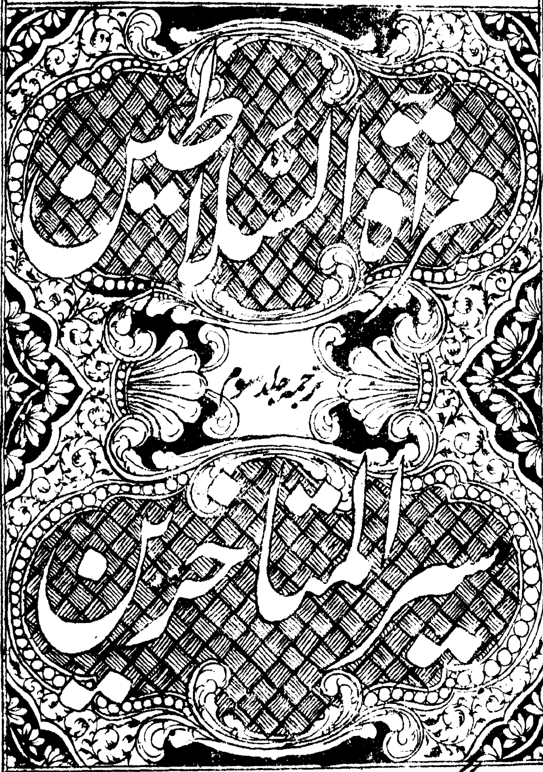
بہرا کرے خدا معلوم اس عقائیب پر کیا نوبت اوسپر گدزتی ہوگی بارہویں حملہ فعلیہ معینہ پر اعتماد کرنا خصوص
جسوقت کہ انہیں یا انکے شرکا سے کوئی شخص نالشی ہو خاصکر امور عظیمہ مین مانند قتل و خون یا عرض
ناموس یا مقدمہ مال پس اسصورت مین ممکن نہین کہ مظلوم داد پاوے چاہئیے کہ گورنر بہادر
اور ارباب کمیٹی اور حکام ضلع جنکے روبرو یہ مقدمہ ہو کار ہای عمدہ کو چھوڑ کر
اسکی طرف متوجہ ہوں اور بغور تحقیقات مدعی اور مدعا علیہ کی کرکے فریادرسی اور
دادخواہی کرے اور بلا رو و رعایت کے انفصال مقدمہ کرے واللہ
ولی التوفیق سے مراد ما نصیحت بود گفتیم * حوالت بخدا
کردیم و رفتیم * اللہ کا احسان کہ جلد دوم

ترجمہ سیر المتاخرین
بساعت فرخندہ اشاعت
تمام ہوئی فقط
تمام شد

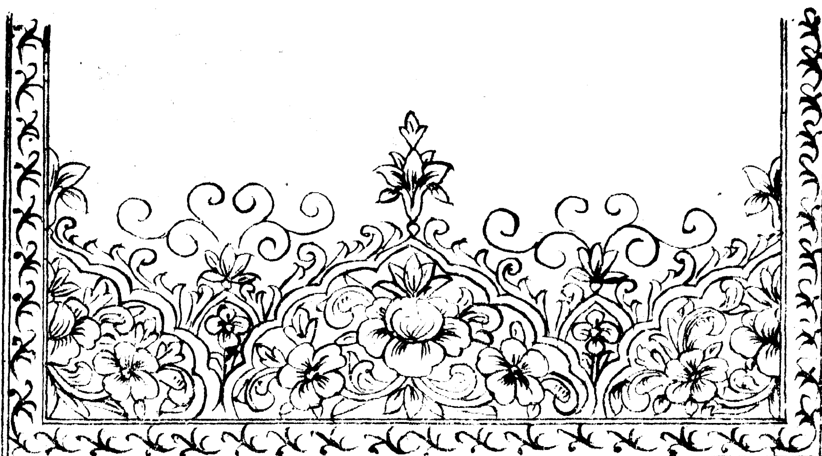
تمت



بعون خلاق کون و مکان فضل خالق زمین و زمان جل شانه



مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں بطبع مطبوع ہوا



شکر خداوند جل وعلا کہ دو جلد سیر المتاخرین کا ترجمہ ذیقعدہ جولائی ۱۸۷۰ء سے شروع ہو کر بہفتم اگست سنہ رواں کو بانجام
پایا + از دست و زبان کہ برآید + کز عہدۂ شکرش بدر آید + اما بعد گوکل پرشاد شاعر عرض کرتا ہے کہ جلد گذشتہ کی ترجمہ
میں جو حال احمد شاہ بادشاہ کے عہد کا احوال بائیس برس تک کا مطابق ۱۱۶۸ ہجری لکھا گیا تھا کہ بنا بر کثرت احوال سوانح
بنگالہ کے اوس پر رجوع ہوا اب بفضل الٰہی یہ مہم تمام ہوتی ایفای عہد منظور ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس جلد کی بھی
ترجمہ کو بہت جلد انجام کرے اور تماشائیان صحیفہ اخبار کو پسند آسکے

معاودت کرنا آصفجاہ نظام الملک کا جو بہانہ شکار کے گیا تھا اور شاہجہان آباد میں بادشاہ سے ملاقات کرکے پھر دکن کو روانہ ہونا

روز پنجشنبہ ۱۰ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو نظام الملک بہانہ شکار اور آزردگی سے داخل خیمہ ہوا اور شاہجہان آباد کی نواح میں
چند مہینے تک رہ کر عجیب غریب سیاحت تھا بعد جانے عمدۃ الملک امیر خان کے صوبہ الہ آباد میں داخل شاہجہان آباد ہوا مستقیم
وراثت بادشاہ ہوا چند مہینے بعد سنالہ و سکالہ کا نظام الدولہ ناصر جنگ مغویون کے بہکانے سے خود سر ہو گیا تھا
اوسکی اصلاح کو روز دوشنبہ ۱۴ جمادی الاول سنہ مذکور کو بادشاہ سے رخصت ہوا اور غازی الدین خان
فیروز جنگ اپنے فرزند کو نیابت پر چھوڑ کر دکن چلا گیا اور کئی دس مہینے نصائح وغیرہ سے فہمایش رہی آخر کار ضرورتاً بستم
جمادی الاولی ۱۱۵۴ ہجری میں واقع سواد اورنگ آباد باپ بیٹے میں لڑائی ہوئی اور ناصر جنگ مجروح ہو کر اسیر پدر ہوا

انتقال کرنا موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کا اور رجوع ہونا خدمت خالصہ کا عبد المجید خان کشمیری کو

بعد جانے عمدۃ الملک کے تقرری موتمن الدولہ محمد اسحق خان بہادر کا نہایت درجہ کو ہوا جو کلمہ خیر کہ درباره اعتماد الدولہ اور
آصفجاہ کے کہتا تھا امرا کے نزدیک بھی عزیز ہوا خدمت دیوانی خالصہ کی بھی اسی سے رجوع ہوئی گئی ہزار سوار اوسکے رسالہ میں
ملازم بادشاہی تھے حرف قاف جو آخر نام ہے داغ ہوا تھا بادشاہ کو جسقدر اسپر اعتماد تھا کسی پر نہ تھا جب مکار اج نہایت

درجہ کو پہونچا حضرت قضا ای روزنامچہ عمر کھا یا چند ہفتیان ناک مین پیدا ہوگئین اسہال دموم پیدا ہوا پانچ چہ دن تپ آئی یکایک دوشنبہ کے روز دوم ماہ صفر سنہ مذکور کو جہان فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گیا منگل کے دن چھٹی تاریخ ماہ مذکور کو خدمت دیوانی خالصہ کی عبد المجید خان کشمیری کو ملی خلعت شش پارچہ سے سرفراز ہوا تاریخ نہم روز جمعہ کو تینون بیٹے محمد اسحق خان کے ملازمت بادشاہی مین آئے مورد عنایت ہوئے بڑا بیٹا متوفی کا مرزا محمد خطاب پدر محمد اسحق خان بہادر سے ملقب ہوا آخر کار باپ سے زیادہ مورد عنایت شاہنشاہی ہوا بادشاہ کی محبت اسقدر ہوئی کہ اگر وہ جانتا کہ اگر محمد اسحق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا نہین جانتا ہون کہ کیونکر میری زیست ہوتی اور مرزا محمد کو بطور سلاطین عہد طفولیت مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھا لیا اور دو لڑکے مرزا علیخان اور مرزا محمد علی بھی اور مرزا معظم بھی اسی مہینے کی گیارھوین تاریخ کو باجے راو مرہٹہ آزار بدنی سے فوت ہوا روز شنبہ آخر ماہ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت صوبہ داری مالوہ کا اعظم اللہ خان ظہیر الدولہ شوہر خواہر اعتماد الدولہ کو عنایت ہوئی اور اسنے قبول کیا اور [illegible] لیکن [illegible] گیا کوئی [illegible] نہین کیا روز یکشنبہ ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت چہار پارچہ کی مع خدمت فوجداری [illegible] شمشیر عنایت ہوئی اور سہ شنبہ کے دن تیسری ربیع الثانی کو [illegible] اور [illegible] ماہ مذکور کو خلعت مہربانی اور خدمت فوجداری دوابہ کی جانی خان درانی [illegible] قمر الدین خان کے لڑکے کو عنایت ہوئی اور اسی سال مین روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاول کو [illegible] کلان اعتماد الدولہ اپنے صوبہ اجمیر کو رخصت ہوا جو بعد انتقال مظفر خان [illegible] خاندوران امیر الامرا [illegible] بادشاہی کو پایا تھا اور پھر روز دوشنبہ ۱۴ ماہ مذکور کو صمصام الدولہ امیر الامرا خاندوران صمصام الدولہ نے ہزاری منصب کا اضافہ پاکر ہفت ہزاری ہوا اور اسی سال [illegible] ولد اعتماد الدولہ مظفر خان برادر خاندوران کی لڑکی کے شب شنبہ تیئسوین رجب کو ہوئی اور اسی سال [illegible] انتظام الدولہ ولد کلان اعتماد الدولہ کا امیر الامرا خاندوران کی صبیہ سے غرہ ماہ رمضان شب دوشنبہ کو عمل مین آیا اور روز سہ شنبہ سوم محرم ۱۱۵۴ ہجری کو [illegible] ہوا -

سوانح سال ۱۱۵۴ ہجری

شب شنبہ ۲۴ شعبان ۱۱۵۴ ہجری کو بادشاہ کی صاحبہ محل سے لڑکی پیدا ہوئی یہ صاحبہ محل صفیہ سلطان بیگم خالہ ملکہ زمانی خواہر زادہ سادات خان ذو الفقار جنگ کی بیٹی ہے جسکو محمد شاہ نے براہ تعشق اپنی عقد مین کیا تھا جب عظیم اللہ خان سے انتظام صوبہ مالوہ اور مرہٹہ سے تسخیر نہو سکی سو ردی بے التفاتی ہوکر نظر بادشاہ سے گر اتشخیص تہامت جبرو سر تھا اسی وجہ سے اعتماد الدولہ وزیر بھی جو اسکا سالا تھا نزدیکتر قرابت بھی رکھتا تھا آزردہ تھا لیکن بمقتضای تنک ظرفی بادشاہ سے اظہار آزردگی کرکے علی مردان خان مرحوم کی حویلی سے بے اطلاع کوچ کرکے چار باغ وزیر مین

جا مقیم ہوا پادشاہ غضبناک ہوکر منصب صدارت سے معزول فرمایا اور شہر یعنہ اللہ خان کو مقرر کیا اور داروغگی گرز برداران اعزخان کو اور سہارنپور کی فوجداری حفیظ الدین خان کو عنایت ہوئی اور اعزخان وغیرہ رسالہ داران بادشاہی عظیم اللہ خان کی حراست پر معین ہوئی آخرکار چہ سات دن کے بعد نادم ہوکر مکان کو واپس آیا اور اپنے ملازمین کو برخاست کرکے گوشہ گزین ہوا اسی سال مین بعد عید الضحی کے ستارہ ذوذنب ایک گز کے مقدار پر سمت آسمان سے مایل جنوب برج جدی مین نمودار ہوا ہر روز ظاہر ہوتا کہ شمال کو جاتا تھا اور قریب ایک مہینے کے رہا بعد ایام عاشورہ کے معدوم ہوا اور روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۵۵ ہجری کو نوروز ہوا —

سوانح سال ۱۱۵۵ ہجری

روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الاخری ۱۱۵۵ کو قاضی تاج محمود کا انتقال ہوا اور روز جمعہ ۲۳ ماہ مذکور کو خدمت قضا کی مراد الدین خان مفتی کو مقرر اور خلعت خدمت سے مخلع ہوا اور روز یکشنبہ دوم رجب سنہ مذکور کو شہر یعنہ اللہ خان صدر الصدور ولد عنایت اللہ خان بسبب ضعف پیری فوت ہوا اور اسی سال مین قران علویین آخر برج اسد مین موافق زائچہ جدید کہ جو باہتمام مہاراجہ جے سنگھ کچھواہہ اور مرزا خیر اللہ و شیخ محمد عابد مہندس کے سعی و اہتمام سے محمد شاہ کے عہد مین آغاز و انجام ہوا تھا اور موافق زیچ الغ بیگی کے اول سنبلہ مین ہوا اور روز شنبہ ہفتدہم شوال کو دوبارہ عظیم اللہ خان بلا اطلاع وزیر و بادشاہ کے کسی کے گھر جانے کو لاہور روانہ ہوا اور اوسی روز اوسکی گرفتاری کو اعتماد الدولہ وزیر کے لڑکے اور چیلے خان مغل اور سردار سواران توپخانہ مع دو ہزار سوار اور رسالہ کابلی کے مقرر ہوئے اور عظیم اللہ خان نہایت تیز قدم ہو کر آٹھ روز مین داخل لاہور ہوا اور زکریا خان ناظم لاہور نے جو عظیم اللہ خان کا ہمزلف تھا دوم دلاسہ دینے کو لے گیا اور فیل و اسپ وغیرہ آراستہ کر دیا اور روز پیر کے لڑکوں اور چیلوں اور قلیچان وغیرہ کی ضیافت اور تواضع کرکے حوالہ کر دیا وے لوگ مع عظیم اللہ خان کے بروز پنجشنبہ ۴ ذی الحجہ سنہ مذکور کو شاہجہان آباد آئے اور بعد چند روز کے عظیم اللہ خان قلعہ بادشاہی مین قید ہوا اور آخر شوال سنہ مذکور کو قران نحسین بیچ سنبلہ مین ہوا اور روز دوشنبہ ہفدہم ذی قعدہ سنہ مذکور کو بادشاہ بتقریب سیر و شکار باغ متصلہ قصبہ نرنول کو سوار ہوا اور ماہ مذکور کی بیسویں تاریخ سے بادشاہ کو عارضہ مرض خناق و زنداتنا تھا کہ اول سے تھا اشتداد ہوا اور خارج بدن مین ماس ہو آیا اور نہایت ضیق مجاری اکل و شرب اور تنفس مین پیدا ہوا شب پنجشنبہ ۲۰ تاریخ کو فصد ہوئی اور جونک لگائی اور بدون صحت کلی آخر شب یکشنبہ کو داخل قلعہ ہوکر شفایاب ہوا اور بروز پنجشنبہ ۲۴ محرم ۱۱۵۶ ہجری کو نوروز ہوا —

سوانح سال ۱۱۵۶ ہجری مطابق ۲۶ جلوس بادشاہی

روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاولی ۱۱۵۶ ہجری کو سعد الدین خان میر آتش جو خانساماں بھی تھا واسطے کورنش کے

حضور مین حاضر ہوا آخر شب سہ شنبہ کو ہیضہ ہوا اور درد معدہ کی شدت سے رہرو عدم ہوا اور تاریخ دوازدہم ماہ مذکور
روز جمعہ کو حفیظ الدین خان ولد اوسکا لڑکا عطای خلعت ماتمی اور بحالی خدمت پدری مع اضافۂ ہزاری منصب و پالکی جہالردار سے
سرفراز ہوکر پنجہزاری اور میر آتش اور خانسامان پادشاہی ہوا ابتدای رجب مین فرامین اور شقجات بادشاہی عمدۃ الملک امیر خان بہادر
اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور زکریا خان بہادر ناظم لاہور وملتان اور راجہ بخت سنگہ اور راجہ ابہی سنگہ اور راجہ جیسنگہ
سوائی وغیرہ امرا کے نام مضمون طلب حضور کے صادر ہوئی آصفجاہ کے نام بہی حکم معافی صادر ہوا لیکن بسبب ضعف و
پیری اور آسایش حکمرانی چہہ صوبہ دکہن کے چونکہ کوئی ضرورت بہی نتہی معاذرت لکہہ بہیجی اور نہ آیا اور تسخیر ملک کرناٹک کو
عازم اول قلعہ ترچنا پلی کو مفتوح کیا بعدہ ملک ارکاٹ کا قوم نوایت سے چہینا اور راجہ ادہیراج جی سنگہ نہم شعبان یوم دہم
یا کہ تیرہوین ماہ مذکور کو فوت ہوا اور اوسکی لاش کے ساتہہ تین رانی مع دو تین خادملہ و پاتر کے ستی ہوئین

آنا عمدۃ الملک امیر خان بہادر اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور میر اپہلوی الذکر یا خان خواہرزادہ وزیر کا حضور مین

بعد ورود شقہ بادشاہی کے صفدر جنگ جو کہ سابق سے عمدۃ الملک کا مخلص ہوکہ اپنے تئین اوسکا متوسل چاہتا تہا اور مذکور کے
قبول وانکار نے بنا کر کے اشارہ پر موقوف کیا عمدۃ الملک نے ایسی مقتدر کا اتفاق اپنے ہمراہ حضور مین ضرور سمجہکر تعینات دین
صفدر جنگ اوسکے بموجب قرین روانگی مین آمادہ ہوا راجہ نولرای اپنے بخشی کو جو اول ادنی ملازم ہوکر اس درجہ کو پہونچا تہا
نیابت پر تجویز کیا اور چند روز بنابر احضار عمال ملازمان سرکار و سرانجام سفر کے موقف ہوا بوجہ عدم حاضری کا عقب سے
عمدۃ الملک کو ویا عمدۃ الملک قبل صفدر جنگ کے الہ آباد سے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور سید محمد خان بیرانی کو جو اول بن
حاکم کوڑہ تہا نائب صوبہ مقرر کر دیا اور روز یکشنبہ ۲۹ ماہ رمضان کو قلعہ مبارک شاہی کے روبرو دریای جمن کے
کنارے پہونچا اور آخر روز دوشنبہ روز عید کو وزیر الممالک اعتماد الدولہ بہادر استقبال کو آیا اور دو سوا میر ایک فیل پر داخل
شہر ہوکر شام کے وقت مشرف کورنش ہوئے اور اواسط شعبان کو فقیر مورخ ہمراہ والد کے شروع نیابت مین جس نے
کہ ساعت نہضت صفدر جنگ کی فیض آباد اودہ سے بارادہ حضور مقرر تہی بلدۂ مذکور مین پہونچا سمیع بیگ خان داروغہ
دیوان خانہ صفدر جنگ حسب الحکم والد کے استقبال کو آیا اور ملازمت صفدر جنگ کو لیگیا جو کہ فوج و سوار طیار تہے ایک
گہڑی سمیع بیگ خان کے مکان مین موقف ہوا کہ عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکہکر خبر دی اور
صفدر جنگ سوار ہوکر داخل پیشخیمہ اپنی سے تہوڑی مسافت پہ تہا ہوا اور بعد چند روز کے اوایل شہر رمضان کو
کوچ فرمایا اور مع اہل وعیال روانہ دار الخلافت ہوا لب دریای گنگ پہونچکر مابین قنوج اور مکنپور کے شاہ مدار کا مزار ہے
وہان پہر چار روز مقام کیا اور ایک پل کشتی کا بند ہوا کر بعد تشخیص راجہ نولرای نائب صوبہ کے خود پار اوترا والد کو میرٹھ کا
خیر آباد کی فوجداری دیکر راجہ نولرای کے ہمراہ رخصت کیا اور کہا کہ تمنے رنج سفر کہینچا ہے چند روز آسودہ ہو اگر راجہ کی

صحبت برار ہو حضور مین حاضر ہونا والد نے راجہ کی جمعیت پسندانہ کی ہمراہ ہو لیا کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی
صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوئی بعد ازان دار الخلافہ کے نزدیک پہونچا نثار محمد خان بہادر شیر جنگ
ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کا نانو زادہ اور بجای خواہر زادہ تھا مع راجہ لچھمی نراین وکیل صفدر جنگ
دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ تاریخ نامعلوم دریای جمن کے کنارے پہونچا اور مقام گاہ سے بریدہ مع
فوج مغلیہ و رشید ہندستانی کے نئے تجمل سے جملہ لباس سقرلاتی اور ولایتی گھوڑے ساز نقرہ سے آراستہ تھے اور ہاتھیون کی عماری
گنگا جمنی مشرق جلد اندوہ دس بارہ ہزار سے کم نہوگا اول روز قلعہ بادشاہی کا مقابل ہوا اتفاقا رات کو پانی برسا ہوا وہ
گلیتے سے صاف ہوگئی صفدر جنگ نے حسب ضابطہ مقابل برج مثمن دیوانخاص کے جو کہ طلائی خورشید کی طرح دمک رہا تھا
جا اوترا اور آداب تسلیمات اربعہ بجا لا کر لمحہ استادہ رہا اور بعد لینے ارپہول کے جو بادشاہ کبھی خواجہ سرا کے محلے کے ہاتھہ بھیجا تھا
پھر سوار ہو کر فرودگاہ کو آیا اور بادشاہ طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوا آخر روز پنجشنبہ ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جب کہ ساعت
ملازمت تھی نزدیک قلعہ اور پار جمنا کے کنارے ریتل پر دو درجہ کے خیمہ برپا ہوے اور صفدر جنگ نے معہ فوج و اسباب
حشم او تجمل کے کشتی کے پل سے عبور کر کے اپنے خیمہ گاہ مین جا اوترا اور اعتماد الدولہ وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر
نصرت جنگ استقبال کو آیا خیمہ اول ملازمان صفدر جنگ سے بہرا ہوا تھا حکم دیا کہ اوسکے ملازمین کے خیمہ میدان مین پونچ
پیشتر ملازمین خیمہ کو رفقای وزیر خالی کر دین مرحوم وزیر نے اول آکر اوس خیمہ مین ہجوم کیا بعد ازان وزیر نے ایک دوسرے
خیمہ کے دروازے تک گذرا وہان پر ذرا ٹھہر کر چند مقربان عمدہ کو ہمراہ لیکر اندر گیا صفدر جنگ بہی چند معدودے خیمہ مین
کہ والد فقیر بہی تھا انتظار کرتا تھا جب وزیر کو دیکھا مسند سے اوٹھا او رنصف صحن تک استقبال کر کے بعد معانقہ ایک مسند پر
آ بیٹھے گہڑی بہر اختلاط رہا پھر عطر و پان کے بعد خوان اقمشہ اور جواہرات کے مع فیلان و اسپان کے گذرے وزیر رخصت
ہو کر پیشتر چلا اور اوسکے عقب سے صفدر جنگ ٹہرے کر وفر سے سوار ہو کر شام کو مستفیض کورنش ہو کر داخل حویلی دارا شکوہ
ہوا جو کہ برہان الملک کے عہد سے حسب عنایت بادشاہ اپنے قبضہ مین رکہتا تہا آخر آہستہ آہستہ تمام لشکر و فوج داخل شہر ہوا
عجب شہر تھا اگر اتنی امرا مانند صفدر جنگ و عمدۃ الملک و آصفجاہ کے داخل شہر ہوتے کچھہ امتیاز بیش و کم لوگون کا نہوتا اور
اکثر مقیمان شہر کو معلوم بہی نہوتا کہ کون آئے اور کہان گئے والد بہی راجہ نختمل کا باغ جو دیوان خالصہ شریفہ کا اور چند سال
ہوئے کہ مرگیا تھا کرایہ لیکر داخل شہر ہوا روز پنجشنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو شاہنواز خان معروف مرزا پہلوری ولد زکریا خان
ناظم لاہور شاہجہان آباد پہونچکر مشرف حضور بادشاہ ہوا اور آخر روز چارشنبہ چہارم ماہ مذکور کو بند علیخان خلف عزت خان
نعمت اللہی الحسینی جو اپنے نانا کا خطاب شیر افگن خان رکھتا تہا ہمراہ عمدۃ الملک کے آکر معزز ملازمت ہوا اور خلعت پنج
پارچہ کی پائے اور اسی ماہ مین دوشنبہ کی شب کو ۱۳ کو شاہزادہ احمد مرزا کا نکاح مہابت خان کی کسی لڑکی سے ہوا
اور اسی مہینے کی ۲۴ تاریخ روز جمعہ کو ستارۂ ذو ذنب اول بقدر نیم گز کے درمیان آخر برج حوت اور اول حمل کے

مابین کوکب نسر الفرس اور جناح الفرس کے اول شب ظاہر ہوکر ثلث شب تک رہتا تھا اور تقریب ۲۲ روز کے اسیطرح نمودار رہا اور ان دونوں کے درمیان سے ظاہر ہوکر بطرف مغرب جنوب اندک مایل جاتا تھا اور شب جمعہ ۱۵ ذالحجہ سے اوسکا ذنب ایک نیزہ کے مقدار کا پدیدار ہوا ستارہ کے آنکھ مغرب کو اور دم مشرق کو اور روشنی ہمیشہ زیادہ ہوتی تھی آخر ذی الحجہ مین معدوم ہوا اور شب شنبہ چہارم ذالحجہ کو شیخ سعد اللہ دیوان تن اور شب شنبہ پنجم ماہ مذکور کو مہر پرور زوجہ بہادر شاہ جدۂ محمد شاہ فوت ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار مین وہان مدفون ہوے اور اسی اثنای مین روز سہ شنبہ پنجم تاریخ کو گجرات کی صوبہ داری فخر الدولہ برادر شمس الدولہ کو تفویض ہوئی بدین سبب کہ صوبۂ مذکورہ خراج سے دفتر دوم مین لکہا گیا پادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا چند سال مرہٹہ کے قبضہ مین رہا اور کوئی وہان کی صوبہ داری قبول نہین کرتا تہا محمد یار خان جو کہ سرداران ایران سے صاحب شجاعت تہا نادر شاہ کی رفاقت سے عاجز ہوا جب نادر زمان آیا یہ ہند مین چہپ رہا اور اوسکے بعد معاودت کی صفدر جنگ کی رفاقت کرتے تہے اور اوسکی رفاقت کے ایام مین بنارس سے معہ چند سواران مغلیہ کے دو کرور روپیہ کہ صاحب جنگ کے بالاجی راؤ مرہٹہ کو بہیجا تہا اور بالاجی کا وکیل معہ فوج بدرقہ بہیبت جنگ کے سہسرام مین مقیم تہا اوسنے چہین لیا اور بعض اوسکے محافظین کو مجروح اور مقتول کرکے بنارس آیا چونکہ صفدر جنگ اسکی جرات سے مطمئن نہ تہا اسکی صحبت برار نہوئی شاہجہان آباد مین ترک رفاقت ہوئی فخر الدولہ کو نامور نے یہ اشتعال دی کہ صوبۂ گجرات حاصل کرے دعوی ہوے کہ دلاوران فوج مغلیہ کو جو صفدر جنگ کے ملازم ہین باہم موافق کرکے اور سامان جمع کرکے مرہٹہ کو ہزیمت دے اور قلعہ مذکور فتح کرے جب فخر الدولہ نے سعی کی اور سند اوس صوبہ کی حاصل ہوئی فوج مغلیہ ملازم صفدر جنگ کی اسوجہ اسکو پہچانتی تہی کہ آتش قہر نادری کا شرارہ ہے اسکی رفاقت مین تہی وہی دل سوختگی ہوگی اسکی رفاقت مین راضی نہوی مگر تہوڑی سے لوگ جو دیرینہ اسکے آشنا اور زیر بار احسان تہے ہمراہ ہوئے اور یہ شخص اوسقدر لوگون سے گجرات گیا اور ہاتہ پیر مارے مگر قلت نقد و رسد ارادہ پر فتحیاب نہوا اور فخر الدولہ کی صحبت برار نہوئی بنا بریں ترک رفاقت فخر الدولہ کی عازم خدمت نادری ہوکر جب جا پہونچا نادر شاہ نے کہا کہ میرے غلبہ کے بعد پہر کیون حاضر ہوا عرض کی کہ تجہہ سا ایسے جوانمرد کے ہاتہہ سے مرجانا بہتر ہے نامردون کے ہمراہ زندگی کرنے سے ـ بادشاہ نے اس عذرخواہی سے عفو تقصیر فرمایا فارس و ہرات کے بگلربیگی پر مقرر فرمایا اور فخر الدولہ اسکی غیبت مین اسیر مرہٹہ ہوکر بڑی خرابی سے شاہجہان آباد پہونچا اور گوشہ گزین ہوا اور مرگیا روز پنجشنبہ ہفتم ذی الحجہ کو بڑی بارش معہ تگرگ اور رعد و برق کے ہوئی اندرون قلعہ دیوان عام مین بجلی گری اور ایک گہوڑی اور دو آدمی جل گئے اور دو اور آدمی بیہوش ہوے روز دوشنبہ پچیسوین ماہ مذکور کو شیخ سعد اللہ کے تینون لڑکون کو خلعت ماتمی مرحمت ہوا ـ

سوانح سال سنہ ۱۱۶۵ ہجری مطابق سنہ ۵ جلوس والا

روز شنبہ غرۂ محرم سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو دیوان تن کے خلعت عبد المجید خان کشمیری کو عنایت ہوے اور اوسی روز کچہری کرکے بعض ضروری کاغذات پر دستخط فرماتے ـــ روز شنبہ چہٹی ماہ صفر کو نوروز ہوا اسی سال مین آصفجاہ نے نواح حیدرآباد سے

قلعہ مالکنڈہ کو محاصرہ کرکے مقرب خان کی سے چھین کر اپنے قبضہ مین کیا چونکہ بادشاہ کو امر آوردہ پر چنان اعتماد تھا اور سعداللہ خان
اور انکا فرزند حفیظ الدین خان آصفجاہ اور اعتماد الدولہ کے متوسلون و رہم قومون مین تھے اسی سال مین بادشاہ نے
حفیظ الدین خان کو خدمت داروغگی توپخانہ سے جو کہ بادشاہ کے حفظ جان و مال کی خدمت تھی معزول کیا اور عمدۃ الملک کی
صلاح سے بروز یکشنبہ ہشتم صفر کو اول روز صفدر جنگ نے خلعت میر آتشی پایا اور اظہار توقعاتی و وفاداری حقوق نمک ارکے
بادشاہ کی زبان سے برآئی اور صفدر جنگ نے پیشخانہ میر آتش کا بقدر شان و شوکت کے قلعہ مین آراستہ کرکے
اپنا رہنا فرمایا اور بنا بر پاس خاطر والد کے چکلہ سکندرہ بادشاہ سے لیکر والد کو مشرف کورنش شاہی کرایا اور خدمت مذکورہ
کے خلعت ہنوا لی بندہ اور نیز بندہ کے بھائی فقیر تقی علیخان نے اوسی زمانے مین منصب و خطاب خانی پایا اور چند مہینے
والد کی خدمت مین رہکر آخر رمضان کو صفدر جنگ سے رخصت عظیم آباد کی لی کیونکہ ایکمدت سے وطن مالوفہ اور جناب والدہ غیرہ
بھائی چچا خالو سب لوگ وہین پر مقیم تھے اور احترام الدولہ زین الدین احمد خان بہادر ہیبت جنگ ناظم بلدہ مذکور مہابت جنگ سے
قرابت تھی اور اوسنے خلعت مہربانی مع سرپیچ مرصع ہم دونون بھائی کو عنایت کرکے بعض صوبہ بنگالہ کے بھیجنے کو حکم دیا اور
پیغام دعا ناظم عظیم آباد کو دیکر رخصت کیا غرہ ذیقعد سنہ مذکور کو بندہ مع برادران ہمراہیان کے مع مال خطیر عظیم آباد پہونچا
اور روز سہ شنبہ جمادی الآخر کو آیامل مدار المہام تھا راجا ایسری سنگہ سوائی خلف راجہ ادھراج جی سنگہ مرحوم نے ملازمت
بادشاہی کی اور خلعت پنج پارچہ سے سرفراز ہوا اور روز یکشنبہ پندرہوین ماہ مذکور کو بنا بر تقدیم نوبت پر مبارکے موصوف
جو کہ حسب الطلب حضور مین آیا تھا اور نیز اوسکے لانے کے واسطے روبروے بادشاہ بوساطت خود وزیر الممالک اعتماد الدولہ
عزو تلیک سہرا لے قاضی اوسکے خیمہ مین جاکر تھوڑی دیر بعد اپنے مخیم کو لوٹا اور آخر روز مہاراجہ ممدوح خیمہ وزیر مین حصول ملازمت
کرآیا اور شب شنبہ ۲۷ رجب کو ہمایون بخت برادر محمد فرخ سیر بن عظیم الشان کا انتقال ہوا اور قطب الدین کے مزار مین
دفن ہوا اور روز یکشنبہ ۲۴ شعبان کو فوجداری گوالیار کی خضر خان کی تغیری عمدۃ الملک بہادر کو اور صوبہ داری
کشمیر کے اسد الدولہ اسدیار خان کے تغیری صفدر جنگ بہادر کو عطا ہوئی یہ اسدیار خان لسان تخلص دست گرفتہ عمدۃ الملک
کا تھا اور اوسی کی سعی سے بیچارہ تقرب بادشاہی سے معزول و محروم ہوا اور ایک ایک بالابند دو نوامر اکو بجای خلعت کے
عطا ہوتے صفدر جنگ نے اپنے برادر خالو زاد شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہانکی بندوبست کو روانہ کیا
اور شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو کہ مرد شجاع اور گردن کش تھا از نوع عہد و پیمان سے دلجوئی کرکے طلب کیا اور
بعد حاضری قید کر لیا اور تھوڑی مدت وہان رہکر اوس بلدہ جنت نظیر کا تفرج کیا افراسیاب خان صفدر جنگ کے رفقا مین
تھا حسب الامر اسکو اوس صوبہ کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو معاود ہوا اور آخر شب شنبہ ہفتدہم ماہ رمضان
کو عظیم اللہ خان جو مدت سے قلعہ بادشاہی مین قید تھا جان بحق تسلیم ہوا دو تین گھڑی دن چڑھے اوسیدن اوسکے مکان مین
لاش آئی اعتماد الدولہ بنا بر قرابت کے اوسکے گھر گیا وزیر کے آنے سے بڑا ہجوم ہوا اتفاقاً اوس مکان مین تہہ خانہ تھا

بسبب کثرت بارہ دوم یا اور کسی سبب سے کہ وہ تہخانہ بیٹھ گیا وزیر اور اکثر لوگ محفوظ رہے اور اوسکی لاش کو مزار شاہ نظام الدین کے جوار مین دفن کیا اور آخر ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو تہخانہ نشین اول پنج میران میں اور بنا بر جمعیت بار دوم کے آخر ماہ صفر سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین دو تیسری بار بنا بر استقامت آخر ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کو آخر پنج سنبلہ مین ہوا اور ۲۶ یا ۔ ذی الحجہ کو سلطان عز الدین ولد کلان معز الدین فوت ہوا ۔

سوانح سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق سنہ ۲۶ جلوس والا

علی محمد خان روہیلہ جسکا نام اکثر بتقریب کشتہ ہونے سیف الدین علیخان وغیرہ کے دفتر دوم مین مذکور ہوا اگرچہ اہیر کا لڑکا تھا اور پٹھان کا پروردہ تھا لیکن شجاعت سے بہرہ مند اور لیاقت سروری بھی رکھتا تھا اور اعتماد الدولہ اور وزیر الممالک کی آرام طلبی اور غفلت سے اوسکی رونق بڑہی ہوئی تھی اقتدار پر جا پہونچا مجمل یہہ ہے کہ اول بطور جماعہ داران کے ملازم عمال صوبہ مراد آباد کے اطراف مین رہا اور اپنی جانفشانی اور نیکو خدمتی سے مورد الطاف حکام ہو کر اوس اطراف مین صاحب نام ہوا ایکمدت تک عظیم اللہ خان اور فرید الدین خان کی ملازمت مین جو کہ اعتماد الدولہ کیطرف بہی صاحب اختیار اور حاکم با اقتدار مراد آباد کے تھے رہا اور بعد کشتہ ہونے سیف الدین علیخان مظلوم برادر امیر الامرا حسین علیخان شہید کے اس سبب سے کہ روہیلہ مذکور نے عظیم اللہ خان کے ساتھ سید مذکور کے قتل مین برفاقت حاکم مراد آباد شریک تھا اور جوانمردی بہی دکھلائی تھی رتبہ پر جاہ وحشم بھی زیادہ ہوا اور روشناس وزیر ہوکر صاحب منصب وجاگیر اور بعض پرگنات کا حاکم ہوا چونکہ صاحب عزم تھا بہر صورت قرب وجوار کے محالات کی فتح مین ساعی ہوا بطور اجارہ جاگیرداران رام طلب وزیر نے غیب سے حاصل کر کے اقتدار پایا اور فرید الدین خان وعظیم اللہ خان جو شجاعان زمانہ مین حاکم با اقتدار مراد آباد جاگیر وزیر کے تھے فوت ہوئے اوسنے افغانی نام سے اکثر روسای فرقہ مذکورہ کی دوستی کی اور افاغنہ نواح قندھار کے جو فوج ایران کے صدمات سے آوارہ ہوئے تھے اسکے افغانی کا حال سنکر حاضر ہو ملازم ہوتے علی محمد خان روہیلہ کے مشتہر ہوا جب فراوان اقتدار حاصل ہوا اور سستی سلطنت اور نفاق امراء دون ہمت اور وزیر کا مستغرق رہنا شرب مدام اور پریرویوں کی گل اندام مین اسکو معلوم ہوا سرکشی کر کے اداے مالگذاری وزیر مین تامل کیا وزیر نے راجہ سرنیند قوم روٹہ کو نایب صوبہ مذکور کیا اور اسباب حرب معہ دیگر مایحتاج کے اپنے سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جسقدر فوج درکار ہو نوکر رکہے اور بعدہ صوبہ مذکور کے انتظام اور قرب وجوار کے بندوبست اور روہیلہ مذکور کے گوشمال کا حکم فرمایا راجہ مذکور نے معہ فوج محالات مسطورہ مین پہونچکر کمال غرور حکمرانی شروع کی روہیلہ مسطور نے بمقتضای شعور عذر تقصیر اور تخفیف مالگذاری کا پیغام دیا ہر اسند کے وزیر کی مدد اور اپنے فوج کے عدد پر نظر کر کے اوسکی عرض نا منظور کی اور اوسکی بیخ کنی کے فکر مین ہوا روہیلہ نے یہہ ماجرا دیکھکر رفقا سے صلاح کی چونکہ افاغنہ مرد بیباک اور صاحب جرات اور تحصیل زر اور تسخیر ملک مین دلیر وچالاک ہوتے مین ہر اسند کی عداوت سخت دیکھکر علی محمد خان کو ایمای جنگ کیا پس تابت مذکور نے

[illegible]

لشکر آراستہ کیا نجانبین سے لیاریان ہوئین جب دونون لشکر برابر ہوے راے نے بموجب عقیدہ ساعت کے منتظر تاریخ موعود
ہوا سنکر یتا کر توپین لگا کر چاہا کہ تاریخ آنے کے حیلہ حوالہ مین ٹالے مرہٹہ اس امر سے آگاہ ہوکر چونکہ دونون لشکر نزدیک تھے ایک رات کو
مرہٹہ نے شہرت دی کہ صبح راجہ کی ملاقات کو لگا اور اوسی رات کو صبح کو تھوڑے دن چڑھے لشکر آراستہ کرکے راجہ کے
سر پر آپہونچا راجہ پوجا مین تھا ہرچند لوگون نے مخالفین کے قریب پہونچنے کی خبر پہونچائی مگر راجہ بھی لگتا تھا ابھی ساعت
جنگ نہین تا آنکہ مخالفون نے پہونچکر فساد برپا کر دیا اور انجام کار تعاسکا لڑکا موتی رام جو حسن و جوانی مین مشہور تھا معہ
ہوادار دن کے سوار ہوا مگر موت نے میدان جنگ سے آخرت کی راہ دکھلائی ہرچند کہ پتشکگاہ مین تھا بدون ایک قدم اوٹھانے
کے لڑکے کے پیچھے روانہ ہوا اور علی محمد خان کو اسباب فراوان و غارت بے پایان ہاتھ آئے کمال عظمت کے
فتح نصیب ہوئے اعتماد الدولہ بی شرم نے کچھ تدارک نکیا بلکہ بی حیا نے اپنی بی بی شعلہ پوری کو معہ اوسکے چھوٹے
بیٹے معین الملک کے جہیز معزز کرکے مشہور رسم مصالحہ کو بھیجا علی محمد خان نے عین دریا مین کہ ہنوز شعلہ پوری ملازمان
کے ساتھ بجبر دیر تھی آنکر ملازمت حاصل کی اور معاملہ کو انفصال کیا کہتے ہین کہ افغان مذکور کے دختر سے معین الملک
کی نسبت مقرر ہوئی تھی لیکن نکاح سے کہین خبر نپائی خلاصہ یہہ کہ اوسوقت علی محمد خان کو بڑا اقتدار حاصل ہوا مرادآباد
بریلی بداون بن گڈہ سنبھل اودہ انولہ وغیرہ اسکے قبضہ مین آئے اور قریب تیس چالیس ہزار افغان
اور روہیلے اسکے ملازم ہوئے دم نخوت مارنے لگا جسوقت کہ عمدۃ الملک صفدر جنگ کے حضور مین پہونچکر مدار علیہ سلطنت ہوے
بادشاہ کو اس افغان کے مفسدہ سے آگاہ کرکے مایل تنبیہ کیا بادشاہ نے انکی نصیحت مانکے آخر شب شنبہ قبل طلوع آفتاب کے
۲۴ محرم سنہ مذکور کو طالع دلو مین بعزیمت گوشمال فرمائی باغ لونی مین نقل مکان کیا اور بعد گذرنے تیرہوین صفر کے کوچ
کرکی دریاے ہنیڈن اور وہان سے مراسنہ مین آیا اور بائیسوین صفر روز جمعہ کو سادات خان بہادر اور ذوالفقار جنگ
خالوے ملکہ زمانی کو دار الخلافہ کی قلعہ داری اور صوبہ داری پر سرفراز فرمایا عطای کا بہی ملبوس خاصہ سے جو اوسوقت
بادشاہ پہنے ہوا تھا معہ شمشیر کے سرفراز فرمایا اور ساتھ روز خانہ مذکور لشکر کو کوچ کرکے شباشب قریب شاہجہان آباد کے پہونچا
اور روز شنبہ تیسوین ماہ مذکور کو داخل شہر اور روز سہ شنبہ ۲۶ کو داخل قلعہ ہوکر کار وبار پر مامور ہوا اور بادشاہ اول ماہ
ربیع الثانی کو سنبھل مین اور اوسکے آخر کو بداون پہونچا علی محمد خان نے تاب جنگ بادشاہی ندیکھی قلعہ بن گڈہ مین جابیٹھا
افواج شاہی نے قلعہ گھیر لیا اور منتظر فرمان ہوئی قاتم الدولہ قائم خان بہادر قائم جنگ خلف محمد خان بہادر غضنفر جنگ بنگش مع فوج اپنی دار الملک
فرخ آباد سے لشکر بادشاہی مین پہونچکر بوساطت وزیر حصول کورنش شاہی سے مفتخر ہوا اور راجہ نول رای نایب صوبہ اودھ
ملازم صفدر جنگ معہ فوج اور اسباب شایستہ کے حسب الطلب آقا کے پہونچا چونکہ درمیان فوج شاہی اور نول رای کے
قلعہ نکیر تھا اور خیال ہوتا تھا کہ علی محمد خان چونکہ دشمن حقیقی صفدر جنگ کو جانتا ہی اور وزیر بھی اوس سے نفاق رکھتا ہی اور درپی
شکست کار چاہتا ہے الیا نہو ہنگام عبور راجہ نول رای کے جو ضروریات قلعہ کے نزدیک سے مقصود ہوگا راجہ مذکور کو

تھا پاکر گرم رام ہوا اور راجہ کو چشم زخم پہونچی کہ موجب رنج صفدر جنگ ہو لہذا صفدر جنگ نے پادشاہ سے رخصت لیکر
معہ فوج راجہ نول راے کے استقبال کو گیا اور سادات سے ہمراہ لیکر کمال کدورت سے اپنے لشکرگاہ کو گیا اور راجہ نولراے کی ملازمت
شاہنشاہی سے انواع عطایا اپنے آبرو کیواسطے اوسکو مرحمت کروائی القصہ چونکہ وزیر جہالت تخمیر باوجود تمام افغان
علی محمد خان روہیلہ کے جو کہ اوسنے اوسکے ساتھ کی تھین علے الرغم عمدۃ الملک و صفدر جنگ کے اوسکا طرفدار رہکر باطن مین
اوسکی تقویت کرتا تھا میان ان دونون سردارون نے اس مہم سے انکار کیکے اوسیکے سر چھوڑی علی محمد روہیلہ افغان مذکور
کے عفو تقصیرات کا واسطہ ہوا آخر روز جمعہ تیسری تاریخ جمادی الاولی ۱۱۵۹ ہجری کو اوسکے ہاتھ سو مال بستہ باندھکر اپنے
ہمراہ بادشاہ کے حضور مین لایا اور بادشاہ نے وزیر کے پاس خاطر وزیر کو حکم دیا کہ اوسکے ہاتھ کھولدو اور فرمایا کہ پہننے لے
تجھے بخشا اور لوگ واسطے ضبط اوسکے مال و اسباب کے مقرر ہوے غلات کے ذخیرہ بہت سے ہاتھ لگے اور بعض توپ خوردہ
نقد و جنس غیر غلہ اور چند توپ کے کچھ نتھا مگر تھوڑا سا جو قائم خان کے پاس امانت تھا ظاہر ہوکر داخل خزانہ شاہی ہوا اور روز شنبہ
چہارم ماہ مذکور کو پیشخیمہ دار الخلافہ کو روانہ ہوا اور راجہ نول راے اور قائم خان بنگش بھی مرخص ہوکر اپنے مقامات کو روانہ
ہوے پادشاہ ہمعنان فتح و ظفر اول روز پنجشنبہ غرہ جمادی الآخرہ سنہ مذکور کو طالع آخر [illegible] داخل قلعہ شاہجہان آباد ہوا

ذکر فوت بعض امرا اسی سال گذشتہ مین

آخر ماہ محرم مین نوازش علیخان فوت ہوا قدم شریف کے آستانہ مین مدفون ہوا اور روز پنجشنبہ چودہوین صفر کو اشرف خان
ولد کلان امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران فوت ہوکر اپنے باپ کے مقبرہ مین دفن ہوا اور روز یکشنبہ ہفتدہم ماہ صفر کو
نوروز ہوا اور نصف اخیر ربیع الاول کو اسد الدولہ اسد یار خان لسان تخلص گلگشت ارم کو قدم زن ہوا اکبر آباد اوسکا آبائی
مولد تھا وہین پر وضیع عوام و نکو کار شاعر موزون طبع تھا عمدۃ الملک کی دستگیری سے اوسنے او جعفر علیخان نے اور بھی موتمن الدولہ
محمد اسحق خان اور ایک اور شخص نے جسکا نام یاد نہین ملازمت بادشاہی حاصل کی وہ اور اسحق خان اول ہی روز مین پنجہزاری اور
دو آتشی اور بھی چار ہزاری ہوئے جعفر علیخان نے عمدۃ الملک کی رفاقت قبول کی بادشاہ کے تقرب سے اسحق خان
سر بفلک ہوا اور اسد یار خان بھی جو سر سے مرتبہ شش ہزاری اور خطاب اسد الدولہ اور صاحب باجی اور مراتب ہوا اور بادو
رسالہ پنجہزاری سوار کا داغ شمشیر سے ملازم شاہی ہوا آخر کو عمدۃ الملک نے رشک کھایا اسکا باد سے معاود ہوکر بادشاہ کو
منحرف کر دیا انکا رسالہ شمشیر داغ برطرف ہوا حضرت باوجود نہونے کے مورد طعن ہوئے اسد الدولہ خان کے عمدہ حال سنے گئے
اونمین سے ایک یہ ہے کہ در دولت پر ایکسو چالیس نفر چوبدار مقرر تھے اور ہر روز ستر نفر حاضر تھے لیکن انکے باقیماندہ دیوڑھی
پر حاضر [illegible] باوجودی کہ مرجع عام اور ہجوم انام تھا حکم ممانعت کسیکا تھا یہ فقط گرچہ پراسون کی اس
لحاظ سے تھے تاکہ کوئی اوسکے محل پر گمان نکرے اس شخص کا سلوک ہر کہتر و مہتر سے مسلوک تھا و رباعی اوسکی یادگاری الکتابون

رباعی	گہ با صنم شفیق مہیا زیست	گہ تنہا بے رفیق مہیا زیست	انسان [illegible] شکر [illegible]	[illegible] ہر طریق مہیا زیست

ولہ گہ قصہ شیخ وشاب باید گفتن + گہ شکوہ نان وآب باید گفتن + النسان تا مرگ گفتگو لابدست افسانہ براے خواب باید گفتن +

نو روز دہم جمادی الآخر روز دوشنبہ کو خبر ملی کہ ۲۱ ماہ مذکور کو روز دوشنبہ زکریا خان ناظم لاہور فوت ہوا وزیر نے جو اوسکا سالا تھا یہ خبر چھپائی اور اوسکے خلعت کلان میر یحیی خان کو حیلہ ملاقات پدر سوادوی روز پادشاہ سے رخصت کرا دیا بستم ماہ مذکور کو روانہ ہوکر بعد ورود لاہور کے بجاے پدر متمکن ہوا بائیسوین کو وزیر نے ماتم کیا بعد تعزیت ۲۴ تاریخ روز دوشنبہ کے حضور مین آیا اور روز دوشنبہ بستم شعبان کو خلعت صوبہ داری لاہور کی منزیر الممالک اعتماد الدولہ کو ملی اسنے نیابت زکریا خان کے لڑکون کو روانہ کیا آخرکار دونون بھائیون مین خصومت ہوئی شاہ نواز خان نے بڑے بھائی یحیی خان کو قید کر لیا پھر بعد چندے ملی یحیی خان اپنی پچی کے حیلہ سے خوان طعام مین چھپ کر نکل گیا اور یاروں کی اعانت سے قاضی کے گھوڑے پر بھاگکا بھاگ دار الخلافہ مین آیا اور شرم نالایقی سے فقیر ہوگیا وہ شہر کی نہر کے کنارے کوتے بناتے اور اوسکا نام یحیی بابا رکھا چونکہ وزیر کا داماد اور صاحب ومال تھا چند رفقا نے بھی ہیبت دکھلائی اور شاہ نواز خان دونو صوبہ پہ حکمران رہا آخر روز دوشنبہ شانزدہم شعبان کو اسد اللہ خان برادر کلان عمدۃ الملک اکبرآباد مین جان بحق ہوا اور بوقت نصف شب پنجشنبہ نہم شوال کو خانہ شاہزادہ مرزا احمد بن محمد شاہ کے گھر مین لڑکا تولد ہوا۔

ذکر سوانح ۱۱۵۹ ہجری مطابق سنہ ۲۹ جلوس محمد شاہی

روز دوشنبہ کے روز ۲ صفر ۱۱۵۹ ہجری کو نوروز ہوا اور ربیع الثانی مین غلام محی الدین خان جو زکریا خان کے متبنی مال کو گیا تھا اور اوسکے لڑکون سے لے آیا تھا حضور مین لاکر بعطاے پالکی جھالردار اور اضافہ منصب ہزاری سے سرفراز ہوا روز جمعہ ۱۳ جمادی الاول کو ہمروز خان خواجہ سراے محلی بادشاہ جمعہ کی نماز پڑھکر اپنے چیلہ یعنی متبنے کے گھر آیا وہ اپنے پیر کے وصال کو اپنی بی بی سے پرہیز دتھا اور بی بی نیک بخت بہ سر انکار تھی جب بڑی کشاکشی ہوئی نیک بخت کے باپ نے غیرت کھائی حفظ ناموس پہ آیا دونون پر ہاتھ صاف کیئے جمدھر کی ضرب سے اجل حاضر ہوئی اور اوسکے بچگان ہمراہی کو مجروح کیا اور خود اوسکے ملازمان کے ہاتھ سے دار الآخرۃ کا راستہ لیا ہمروز خان مجروح پالکی پر اپنی فرودگاہ کو چلا اسی دالان ڈولی مین دنیا کی گدی چھوڑی خواجہ قطب الدین کی مزار کی جوار مین دفن ہوا اور ماہ جمادی الاول مین شب جمعہ کو حافظ وجیہ خان خواجہ سراے داروغہ باورچیخانہ بادشاہی آخر شب نماز پڑھتا تھا غشی جو آئی دنیا سے چل بسا اور اوسکی جگہہ اولاد مرحوم مقرر ہوئی ۲۵ ماہ مذکور کو پادشاہ باغ تالکٹورہ کی سیر کو تشریف فرما ہوتے مرزا محمد اسحق خان نجم الدولہ کو خدمت چوکی خاص کی بجاے خواجہ ہمروز خان کی ملی بروز یکشنبہ ۲۷ کو خبر بادشاہ مدار خواجہ قطب الدین کے سیر کو کیا بالا شبہ پایا اور روز یکشنبہ تاریخ نہم بادشاہ داخل قلعہ مبارک ہوا۔

ذکر انتقال عمدۃ الملک کا جمدھر سے زخم کھا کر باشارہ شاہی

عمدۃ الملک ہمہ داستی کے امور مین جملہ امثال واقران سے جود وعطا فراوان کرتا تھا کسیکو اپنے برابر سمجھتا نہین تھا تا آنکہ

عجب اتفاق ایک روز وزیر حالت نشہ مین بام خانہ سے گرا اور استخوان اندر ران پیچیدہ ہوگئین سات
آٹھ مہینے تک صاحب فراش رہا اور صحت کے بعد بھی قوت آمد رفت دربار اور قیام حضور کے
نپائی اور اپنے لڑکو مین تمیز نپائی لاچار عمدۃ الملک کو نائب و مختار کیا الیاس ہی گاہے گاہے جانا خفیف سا ٹھہر کر واپس چلا آتا
صفدر جنگ تو دوست ہی تھا اب عمدۃ الملک کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا پیشتر ہی سے بادشاہ کی مصاحبت مین بیباکی
کرتا تھا اب اور بھی بے تکلفی ہونے سے ہر امر مین مبالغہ کرتا خصوصاً اپنی ملتمسات کی پذیرائی مین نہایت کد و جد کرتا تھا
اور نجم الدولہ محمد اسحق خان بہادر اور اسکے بھائی باوجودیکہ مشمول لطف شاہی تھے مگر بمقتضای اس امر کے کہ انکا باپ اسکا
آزردہ تھا کچھ خیال مین نہ لاتے تھے محمد شاہ نے واسطی افزایش اقتدار اسحق خان کے بہن کی وصلت شجاع الدولہ جلال الدین
حیدر خان بہادر بہادر جنگ ولد صفدر جنگ کے ساتھ مقرر ہوئی اور عمدۃ الملک کو اپنی جانب سے سرانجام شادی خیر کو مقرر
کیا صفدر جنگ نے یہہ شادی بڑے تزک احتشام سے کی منجملہ اسباب کے نو کوٹھڑی ایکہزار چاندی کے تھے جو ساچق مین بھیجے
تخمیناً ہر ایک کٹھڑہ سو روپیہ سے کم کا نتھا عمدۃ الملک ایکمرتبہ بادشاہ سے مرخص ہو کر سلاطین مقید سلیم گڈہ کی ملاقات کو گیا
لوگون کو مظنہ بد اسکے جانب سے دل مین آیا مخصوص بدخواہان عمدۃ الملک نے اسی تقریب سے بادشاہ کو منحرف کر دیا
تا آنکہ بادشاہ کے دلمین عمدۃ الملک کی بدخواہی کا نقش جاگزین ہوا اور درپے اوسکے دفعیہ کے ہوا تا آنکہ عمدۃ الملک نے
کسی مقدمہ کی تقریر مین حضور بادشاہ طول دیا بادشاہ ملول ہوا فرمایا اب دوسرے روز رکھو اسنے کہا قدرے بس لیجیے
بادشاہ نے دوبارہ تھوڑی دیر کے بعد وہی کلمہ کہا اوسنے وہی جواب دیا خواجہ سرائے لوگ اکثر تنگ حوصلہ کج خلق
ہوتی ہین روز افزون خان ناظر نے جو باپ دادی کے عہد سے ملازم پیر اور اکثر ابواب حرم سرای سلطانی اوسکی تفویض
تھے زیر لب بڑبڑانا شروع کیا عمدۃ الملک نے سنا کہ کہتا ہے آج سے راندنو کا قصہ تمام کیجیے یہہ سنتی ہی آشفتہ ہوا اعلانیہ کہا
کیا مجال کہ امرا کی گفتگو مین دخیل ہو اوسنے جواب دیا کہ اگر غلام ہون تو بادشاہ کا ہون اور ون کا نہین ہون عمدۃ الملک نے
بادشاہ سے کہا کہ اگر یہہ ناظر ہے تو بندہ دربار نہ آویگا ورنہ میرے تعہد مین عہدہ نظارت فرماتی بادشاہ نے دلجوئی کی
فرمایا تمہاری خاطر عزیز ہے انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا یہہ سنکر مرخص ہوا اور آگاہ خان خواجہ سرا کے اپنے داروغہ دیوان
خانہ کو نیابت پر تجویز کر کے امیدوار کیا بادشاہ کو فکر ہوئی ناظر روز افزون سے کہا کہ ایک تو یونہی دق رکھتا تھا اگر وہ ناظر
ہوا تو جان بچانا محال ہوگی اوسنے کہا کہ اگر مرضی ہو اسکا تدارک مشکل نہین بادشاہ نے اجازت دی روز افزون خان
قاتل کی تلاش ہوئی اور اپنے متبنی سے کہا اوسنے اپنے بھائی جواہر نامی کو جو پیشتر عمدۃ الملک کا ملازم تھا اور آزردہ ہو کے مستعفی
ہوا تھا ڈھونڈھ نکالا اور یہہ شخص پیشتر بھی نظر افتادہ اوسکے قتل کو بھائی سے کہا کرتا تھا اب بمبالغہ تمام آمادہ ہوا اوسنے
کہا کہ جب عمدۃ الملک داخل دروازہ قلعہ خاص ہو اوسکا کام تمام کرو تا آنکہ روز جمعہ ۲۳ ذی الحجہ کو اول صبح عمدۃ الملک
خاص اسی کام کو آگاہ خان کو ہمراہ لے خلعت دلوانے کو برخلاف ضابطہ حاضر آیا روز افزون خان کے قاتل کو

دیوان خاص کے دروازے پر مخفی کیا جیسے کہ عمدۃ الملک نے بخاطر جمع دروازے پر قدم رکھا قاتل منتظر نے ایسا جمدہر مارا کہ تہیگاہ تک جا پہونچا اور فوراً سید مذکور خانۂ خاص عدم کو راہی ہوا لاش پالکی پر اوسکے مکان تک ضبطی بھی اوسکے ساتھ آئی مگر اوسکے ملازم تابع دفن لاش اور ضبطی مال و اسباب با وجود ہونے اپنی تنخواہ کے ہوتے اور راوی علیخان داروغہ فیلخانہ شاہی برادر مقتول اور عبد المجید خان دیوان خالصہ و تن و بیرم خان و نعمت اللہ خان وغیرہ امرا اور اقربا جو برسم تعزیت اوسکے گھر گئے تھے اوسکی ملازمین سے قیدی ہوئے کسیکو مجال نکلنے کی نہ تھی بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ اوسکا مال و اسباب ضبط کرے اور کسیکے تنخواہ نہ دے بلکہ اونکے قتل کا حکم کرتا تھا مگر نوکر پیشہ نے قبول نہ کیا تا آنکہ صفدر جنگ درمیان میں آیا اور فرید خان خان بہادر اور سیدی بلال کو بھیجکر تنخواہ کا ذمہ کیا اس مقدمہ کو چار روز گذرے لاش متعفن ہوئی آخر اوسکی عنبر بیچکر ادائے تنخواہ کا قرار ہوا تب لاش دفن ہوئی پہونچے سو خلیل اللہ خان کے مقبرہ میں جو اسکا دادا تھا متصل سرای روح اللہ خان کے ایک شاعر نے مادہ تاریخ (غم عمدہ) نکالا ہی آخر اوسکی اجناس بیچی گئی جواہرات و اسلحہ بادشاہ نے بقیمت ایک لاکھ کے خرید کئے غیر تنخواہ تقسیم ہوئی بیچارہ درمیانون نے رہائی پائی —

سوانح سنہ ۱۱۶۰ ہجری مطابق سنہ ۳۰ جلوس محمد شاہی

روز شنبہ نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۶۰ ہجری کو نوروز ہوا اور آخر رجب اول شعبان کو یحیی خان مدار المہام دار الانشاء ان دردیوان خالصہ جو عبد المجید خان کی تعزیہ پر مقرر ہوا انتقال کیا بعد سوم کے ہر ایک اوسکے چھ لڑکے اور ایک پوتے نے خلعت ماتمی پائی اور ایک لڑکے ارشد کو مالا منبر اور خدمت دار الانشاء کے مرحمت ہوئی اور روز پنجشنبہ ششدہم شعبان کو دیوانی خالصہ محمد اسحق خان کو معہ خلعت شش پارچہ کے لطف ہوئی اور بروز پنجشنبہ ۲۴ کو کچہری کرکے متمکن ہوا اور بروز چارشنبہ آخر شعبان اعز خان داروغہ گرز برداران فوت ہوا اور غرہ رمضان کو دفن ہوا اور خلعت ماتمی اور خدمت مذکورہ کو اوسکے لڑکے کو جسکا اعز خان نام کو ملی روز شنبہ بست و ہفتم ذی الحجہ کو ناصر خان صوبہ دار کابل جو احمد شاہ ابدالی کی حضور سے بھاگ کر حاضر ہوا خلعت شش پارچہ اور شمشیر و فیل اسی وجہ سے مرحمت ہوئی کہ نادر شاہ تو مرا شاید اسکی اعانت سے وہان سے افاغنہ آشتی کرین اور صوبہ مذکور فتح ہو —

سوانح سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۳۱ جلوس محمد شاہی

اسی سال کا عمدہ سوانح آنا احمد شاہ ابدالی درانی اور رحلت کرنا محمد شاہ بادشاہ کا ہے احمد شاہ ابدالی ابتدائے سال مذکور میں وارد ہوا ہنگامہ ورود جنگ و جدال ہو اور جلوس احمد شاہی غرہ جمادی الاول تک ہوا لہذا یہ سانحہ بیان ہوتا ہے مخفی نہ رہے کہ یہ احمد ابدالی دراصل تبیس زادہائے الوس افغان ابدالی اور رعایای ہرات سے تھے بعد مہر و غلبہ نادری کے اسیر پنجہ نادر شاہ ہو کر بعد چندی رہائی پاکے بزمرۂ لیاولان شاہی میں مقرر ہو کر مورد الطاف نادری ہوا آخر رفتہ رفتہ درجہ منگباشی سے حاصل ہوا چون کہ نادر شاہ مردم ایران اور فرقۂ ترکان سے مطمئن نہ تھا باجماع افاغنہ

اور افواج توران کو بعد مغلوبی کے مورد الطاف فرمایا و اکثر جن کو انمین سے اپنے لشکر کا سالار کیا بلکہ افاغنہ کو نسبت ترک کی زیادہ اقتدار کیا اونمین آزاد خان بھی تھا تیس ہزار سوار کا مالک جسنے دم اقتدار مارا اور آخر کار کریم خان زندگی آب تیغ سے اوسکا شعلہ اقبال ٹھنڈا ہوا اسکو اپنا نوکر کیا احمد ابدالی بھی اونھین میں سے ہے لیکن یہہ شخص تقی خان تاختہ کی اعانت سے انقلاب قبل نادرشاہ میں بہا کا بعض خزانہ طہماسپ چلا گیا جو اوسکے لشکر کو جاتا تھا متصرف ہوا اور کچہ اپنے پاس سے بہم پہونچا کر صاحب سکہ و خطبہ ہوا اور اوسکا آنا ہند میں سات مرتبہ ہوا انیطالہ اللہ تبدیع صریح صحیفہ تاریخ ہوگا اول مرتبہ کابل بادی میں آخر ۱۱۵۵ میں آیا اور ۱۱۶۱ ہجری کے آخر میں معاودت کی۔

ذکر واقعہ احمد شاہ ابدالی بنا بر تسخیر ہند اور سرہند تک آنا اور لوٹ جانا

احمد ابدالی منظور نظر نادر ہوکر اوقات آبرو سے بسر کرتا تھا سال ۱۱۶۰ ہجری میں بادشاہ سے مرخص ہوکر اپنے گھر آیا اور بعہد وقت معاودت امام الانس والجن سلطان ابو الحسن علے بن موسی کی زیارت کرکے وہان سے چلا ہوا مزار پر ایک درویش جابر نام کو دیکھا کہ خیمہ محقر مثل طفلان استادہ کئے ہوئے ہے اسنے جاکر استفسار کیا کہ یہہ خیمہ اور بازی طفلانہ سے کیا غرض ہے اوسنے کہنو حمد ابدالی ہے اسنے کہا ان معنو کہا کہ یہہ خیمہ بوقت مرنے نادرشاہ کے گریگا اور تو اوسوقت بادشاہ ہوگا احمد نے کسی امیر معتق کو وہان پر چہوڑا کہ تاریخ تحریر کیے اور اوسکی حفاظت رکھے اور خود حضور نادرشاہ میں گیا جب نادر مارا گیا احمد لشکر سے بہاگ کر مشہد مقدس میں آیا اور وہان خیمہ کے افتادہ کے بروقت مشار خبر اوسی تاریخ کو پائی اب سلطنت کا انتظار ہوا اپنے فوج کو فراہم کیا اور محمد تقی خان سبزواری کہ خواجہ کے نام سے مشہور با ہم متفق کیا آختہ کے لقب کا یہہ سبب ہے کہ نادرشاہ نے ایکمرتبہ غصہ ہوکر اوسکو آختہ کر دیا تہا خیر ساحت معمورہ جبغہ سلطنت سر پر رکھا اور تحصیل صوبہ کابل کو جو کہ ناصر خان صوبہ دار اپنے ہمراہ بادشاہ کے پاس اور میر محمد حسن تعاحد نور اللہ خان شیعی مرشد کلان لشمی لیجاتا تہا بجبر اپنے قبضہ میں لایا اور شاہ جابر کہ یہ لیا یہ شاہ جابر اوستاخال خور نغابہ مشہور کابلی کا نو ہے وہ بھی فقیر تہا سے خلاصہ یہہ ہے احمد ابدالی نے بعد اخذ خزانہ ناصر خان کو صوبہ دار کابل بنایا خلعت دئے بدین شرط کہ کابل پہونچکر تا پنج لاکہ روپیہ جلد بہیجی پانچ سوار ورانی ہمراہ کر دی ناصر خان کابل پہونچکر وہان کی افاغنہ سے ظاہر کیا اونہون نے ادای مبلغ مذکور خارج مقدرت بیان کیا اوسنے کہا اگر روپیہ نہین ادا ہوتا کیا تدارک کروگے اونہون نے کہا اگر اتی اسنے جواب دیا کہ میری دلجمعی نہین اونہون نے سوگند و پیمان کے ناصر خان نے سواران ہمراہی کو نکالدیا ابدالی یہ خبر پاکر بہ تدارک ہوکر متوجہ ہوا افاغنہ کابل نے اوسوقت بد عہدی کر دکھلائی عہد و سوگند کے مالوہ نکلے ناچار ناصر خان کابل سے پیشاور آیا اوسکے چلے آنے پر افاغنہ ابدالی سے جا ملے تسخیر پیشاور کی دلالت کی احمد شاہ پیشاور آیا ناصر خان معہ ناموس متحصن ہوا اوسکے زمانی میں شاہ نواز خان ولد زکریا خان نے برادر یحیی خان کو لاہور سے نکالکر وہ صوبہ لاہور و ملتان میں مستقل تہا اور یہ ننگ خان شیطان خصلت شاہنواز خان کے بیخ کنی میں مستعد ہوکر لوہا کہ تم فقط وزیر الممالک قمر الدین خان بہادر کے بہانجے ہوا اور یحیی خان بہانجا اور داماد

وو فوج ہمنے نہین سمے کہ بادشاہ وزیر سے کے پاس گیا ہوا اور وزیر تمہاری ہمکاری مین تابقدور کوتاہی نکرے صلاح یہہ ہی کہ احمد ابدالی سے
موافق ہو شاہ نواز خان سنے ابدالی کو تحریر کیا کہ بادشاہی آپکی اور وزارت ہماری ہو احمد ابدالی جسکے خیال مین یہ امر تھا سجدہ گذار ہوا عہد
نامہ محکم مشحون گواہی سران لشکر مرتب کر کے روانہ کیا بعد ازان آدینہ بیگ خان سنے قمر الدین خان وزیر کو لکھا کہ مرشد زادہ
ہم فدویون کی بات نہین سنتے اور احمد ابدالی سے خط خطوط رکھتے ہین اگر حضور سے اونکی تسلی ہو ہمین بھی مجال التماس ہے قمر الدین خان
نے چار نامہ پر بدستخط خاص ایک خط لکھا کہ ہمارے خاندان مین نمکحرامی کبھی نہین ہوتی ہرگز ایسا ارادہ نکرنا افسوس کہ ایک افغان
پیادوں کی اطاعت کی سے لازم ہی کہ مرد کہ مذکور کو نکالکر تمام حدود ہندوستان کی فتح کرو لاہور صوبہ کابل و کشمیر و ٹھٹھہ
و ملتان مین تمہارا عمل ہو اور اینجانب کو اپنی امداد و اعانت مین مصروف جانو شاہ نواز خان اس خط کی پہونچتے ہی احمد ابدالی سے برگشتہ
اور آدینہ بیگ خان کو از راہ بدخواہی اس نقض عہد پر مشورہ کیا ناصر خان ابدالی کے حصار مین بند ہوا اسباب غلات وغیرہ سب
خرچ ہو گئے بھاگنے کا پہلو سوچنے لگا بخشی ہمراہی نے عرض کیا کہ حضور یہان سے نکلجائین ایکروز کے بعد بندہ بھی راہ لیگا اس صورت مین
کوئی آپکا پیچھا نکریگا آخر ایسا ہی ہوا ناصر خان چند نفر کے ساتھ فراری ہوا اور بخشی دو ایک روز لڑکر جان بحق ہوا ناصر خانکے
ناموس ابدالی کے ہاتھ لگے مگر پاس خاندان کی عزت و حرمت کی آخر کو چھوڑ دیا ناصر خان لاہور پہونچا شاہنواز خان نے
ملاقات کر کے استقامت کیواسطے اقرار کیا اسنے حاضری دار الخلافہ کا ارادہ بیانکر کے راہ لی شاہ نواز خان رخصت ہوا
اور اسکے خانسامان کو ہمراہ لیکر جمیع کارخانجات عمارت مثل خیمہ و فیل و اسپ و ملبوسات و باورچیخانہ و آبدارخانہ وغیرہ
مع چار لاکھ روپیہ نقد کے دیکر روانہ خدمت ناصر خان کیا۔ احمد ابدالی نے راجا سے عہد کو خط لکھا جواب مین صاف
جواب ہوا ہر چند ابدالی نے اخلاص کی لی مگر شاہ نواز خان نفاق سے نہ باز آیا شاہ صابر ہمراہ لاہور مین عبد اللہ کے گھر
تھا فقیر و کش ہوا شاہ نواز خان نے خبر پاکر آدینہ بیگخان اور راجہ کوڑا مل کو بھیجکر دریافت حال کیا صابر نے کہا مجھی کچھہ
تم سے تعرض نہین ہے لیکن حق محبت وہی کھینچ لاتا ہے چونکہ لاش شہر و نیز حکام شہر کے حقوق میری گردن پر ہین اسقدر
رکھتا ہون کہ بدعہدی خلق و خالق دونون کے روبرو بڑھے اور تمہاری تلوار احمد ابدالی کی شمشیر سے مرا نہین کسی نے
کہا کیا ہماری مالک کی تلوار لکڑی کی ہے اوسنے کہا نہین صاحب دونون کی تیغ آہنی کی ہے مگر ابدالی کا اقبال
مائل عروج ہی آدینہ بیگخان نے شاہ نواز خان سے ساری کیفیت بیان کی اور سحر سے منسوب کیا بہرصورت صلح نہو سکی
اور فقیر مذکور حوالہ بخشی ہوا تاکہ نظر بند رکھین ناچار ابدالی لاہور کو عازم ہوا شاہ نواز خان بھی بڑی فوج و حشم سے بیرون
شہر نکلکر مورچہ آرا ہوا ابدالی نے بھی مقابل پہونچکر لشکر آرائی کی شاہ نواز خان نے کلب علیشاہ درویش جفاری سے
پیغام دیا کہ پایان جنگ کیا ہوتا ہے اوسنے کہا کہ آج کا دن تمپر گران ہے اگر آج نلڑو بہتر ہے کل تمہاری ظفر ہو گی
شاہ نواز خان نے آدینہ بیگ خان اور راجہ کوڑا مل اپنے دیوان کو بھیجکر سران لشکر کو مانع ہوا کہ آج کوئی نلڑے
اور اگر مخالف غلبہ کرین تو لشکر کے اندر سے مدافعہ کرنا یہ حکم دیکر بخاطر جمع خیمہ گاہ مین روانہ ہوا کھانے کا وقت پہونچا

دسترخوان پر بیٹھا تھا کہ ناگہان توپ کی آواز آئی اوینہ بیگخان وغیرہ بھی کھانے میں شریک تھا تھوڑی دیر میں دوسری دفعہ آواز آئی
بعد استفسار معلوم ہوا کہ سواران ابدالی نمودار ہوئی تھے دوسو نفر قزلباش سرکار نے بیرون لشکر جاکر اونھیں ہٹا دیا تھوڑی دیر مین
اول سے زیادہ سوار افغان نظر پڑے اونھین توپ کی شلک سی بھگایا بعد ایک لمحہ کے کسی سوار ہمراہی بخشی نے اکر عرض کی
کہ کمک بھاری کرو شاہنواز خان نے متحیر ہو کر سبب دریافت کیا خبر لاتے کہ اونہین قزلباشون نے دوبارہ بھی اونکا مقابلہ کیا
وہ دو ہزار سوار انپر دوڑ اوٹھی قزلباش سرکاری دوسو نفر تھی تاب لا نہ سکے فرار کیا محافظان سرکار نے سواران سرکاری کے
آگے سے توپ چلا دی ابدالیون کے سوار دو ہزار اوسکے پیچھے آگھسے لشکر مین رستخیز برپا ہے شاہنواز خان نے فرمایا ہم سوار
ہونے مین اوینہ بیگ خان کو بخشی کی مدد پر حکم دیا وہ آئے ہوئے لیکر تماشا سے دریا مین مصروف ہوا شاہنواز خان نے تاکید
اکید کی تھوڑی دیر کے بعد پلکر ہیر استادہ ہوا شاہنواز خان ہاتھی پر سوار ہو کر لوگون کو تاکید جنگ کرتا تھا کہ شام ہو گئی ابدالی اپنی فوج
کو واپس لے گئے لیکن آشوب لشکر کم نہوا اوینہ بیگ خان ورستم شہر کو چلا گیا شاہنواز خان نے لوٹ کر خیمہ مین اوترنا چاہا اونکا
پوچھا خواہی مین چھپا بیٹھا تھا اوسنے کہا کہ حصار شہر مین چلکر جنگ کیجئے اسنے کہا کہ اسوقت خیمہ مین رہینگے صبح تدارک کیا جائیگا
اوسنے ایک خانہ جو ہین شاہنواز خان کا ہاتھی خیمہ سے بیشتر ہر دو لوگون کو فرار معلوم ہوا بلکہ رہ گئی تورانیان نمکحرام نے غارتگری
شروع کی خیمہ شاہنواز خان مین ایک تنکا نہ چھوڑا شاہنواز خان حیران دردولتخانہ مین پہونچا بعض لوگ مصالحہ کی بنوا سکے خان
کو بخشی حاضر ہوا شاہنواز خان نے فقیر کا حال استفسار کیا اوسنے کہا کہ بروقت غلبہ جنگ کے بندہ سے مارا گیا شاہنواز
نے سنگ غرض اوسکے چھاتی پر مارا اور کہا کہ اب ملاقات کی بھی صورت نہین ناچار کیسہ ہای اشرفی او چند قطعہ جواہرات بعض
خواجہ سرایون کو حوالہ کرکے راہ فرار لی اور فتح و نصرت ابدالی کے ہاتھ لگی صبح کو ابدالی داخل شہر ہوا شہر کی غارتگری مین
کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا بعد اس تسخیر کے جب احمد شاہ ابدالی نے بی خبری ملک ہند کے خبر پائی قاصد تسخیر شاہجہان آباد ہوا
سنہ ۱۱۶۱ میں تقی خان محمد سالار فوج قزلباش لاہور سے متوجہ دہلی ہوا محمد شاہ نے یہ خبر پائی اپنے لڑکے احمد شاہ کو معہ تمام
فوج شاہی اور توپخانہ کے ہمراہی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ
سوائی ولد راجہ جی سنگھ وغیرہ راجہای صوبہ اجمیر کے مامور کیا ہیجدہم محرم ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ اور ذوالفقار جنگ
اور شیر جنگ اور معین الملک وغیرہ وزیر کے لڑکون کو معہ دیگر امرا کے پہر دن چڑھی خلعت فتح پیچ عنایت کر کے رخصت کیا اور
نو گھڑی دن چڑھی وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان کو بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے فتح پیچ سر پر باندھا
اور طرہ بادلہ کا اپنے دستار سے نکالکر اوسکی دستار سے لگا دیا اور ابدالی کی لڑائی کو رخصت فرمایا اور ذوالفقار جنگ
سلوات خان کو بخشی گری سوم کی خدمت اور شاہزادہ کی اتالیقی سپرد ہوئی اور چوتھی درجہ کی بخشی گری سادات خان جنگ
کے لڑکے محمد اسحق خان کو معہ خطاب نجم الدولہ کے عنایت ہوئی شاہزادہ معہ فوج مذکور سرہند سے گذر کر دریای
ستلج کے کنارے ماچھی واڑہ پہونچا اور بادشاہ ابدالی معہ فوج ہمراہی جو سات ہزار سوار سے زیادہ تھے لودیانہ

ہو کر بالا بالا داخل سرہند ہوا اور سیزدہم ربیع الاول سنہ مذکور کو شہر سرہند کی لوٹ ہوئی جسنے وزراعی جرم ہلالی اوسکی جان کی شاہزادہ کی اس خبر سے ادہر کو توجہ ہوئی اور مقابل ابدالی کے پہونچکر بخوف فوج ولایتی اپنے لشکر کے گرد خندق بنا پناہ لی بیدرہویں ربیع الاول سے ۲۰ ماہ مذکور تک آتش جنگ و جدال گرم رہی کسیقدر جنس و رہان و توپ کے گاڑیان شاہزادہ کے لشکر سے پیچھے رہیں تہین وہ ابدالی کے ہاتھہ لگین اوسنے یہہ سرمایہ پاکر بان و گولہ کی آن بان دکھلانا شروع کی باوجود کثرت عظیم کے ہندوستانی محصور تھے ۲۲ ماہ مذکور کو اعتماد الدولہ وقت چاشت کے نماز خیمہ مین ادا کرکے مصلے پر تھا کہ ابدالی کی فوج سے ایک گولہ نے پہونچکر اوسکا کام تمام کیا راجہ ایسری سنگہ وغیرہ جملہ بیس تیس ہزار نفر تھے مگر وزیر کے مرتے سارے بھاگ اوٹھے صفدر جنگ و معین الملک و لد وزیر معہ شاہزادہ کے باوجود دو رخنہ بزرگ کے پایدار رہے ۲۰ تاریخ کو ابدالی نے بصورت وزیر پر یورش کی معین الملک نے استقلال کرکے اکثر ولاوران مخالف کی جان لی مگر بے شمار لوگ زیر کے مارے گئے دریاے خون وان ہوگیا اور بنا بر الصدمات جنگ احمد شاہ کے رفقا کو بہی پہونچے تھے نزدیک تھا کہ فوج ہند کو چشم زخم نصیب ہو صفدر جنگ نے اس دا دید سے تھوڑی فوج شاہزادی کی مدد پر بہیجی اور خود معہ فوج خود پیادہ پا ہوا اور رہکلہ اور بان اور جزائد جنگی کو روبرو کرکے درمیان معین الملک و ابدالی کے حایل ہوا جنگ عظیم درپیش ہوئی ادہر تو فوج ابدالی کے صدمہ جنگ معین الملک و ٹھا چکی تھی ناگہان صفدر جنگ معہ فوج گران اور توپخانہ آتش بار کے آگے آا اور اسی گرما گرمی مین آتش خانہ ابدالی مین آگ بہر کے ہزاروں بان شہاب ثاقب کے طور پر نمودار ہوے اکثر ہمراہی ابدالی کے خاک پر لوٹ گئے اور سارا انتظام شکست ہوا آخر کو پیر اوٹھے بھاگا و ٹھا اور بادشاہ ہند کی فتح یابی ہوی رات کو بعض پیغام صفدر جنگ کے پاس بہیجے اور صبح کوچ کر گیا کابل و قندہار کی نہی تا (۱) محمد شاہ نے ظفر کی خبر اور جانثاری وزیر اور تردد ات صفدر جنگ وغیرہ کے سنکر شادمان ہو اپنے عین حیات مین کہ آغاز بیماری تھا صوبہ داری لاہور و ملتان کی معین الملک کے نام بخشدی اور صفدر جنگ کو معہ شاہزادہ اور دیگر امرا کے حضور مین طلب کیا شاہزادہ نے معین الملک کو اپنے باپ کی طرف سے خلعت اور اسناد مرسلہ دیکر لاہور کو مرخص کیا اور خود معہ صفدر جنگ کے شاہجہان آباد کو عازم ہوا چونکہ مرض محمد شاہ کا دمبدم زیادہ ہوتا اور آثار مرگ زیادہ ہوتے تھے متواتر شاہزادہ اور صفدر جنگ کے طلب مین شقہ صادر فرماتے اور یہ لوگ مستعجل روانہ ہوتے کہ ناگاہ متصل پانی پت کے خبر رحلت محمد شاہ کی گوش گزار ہوئی محمد شاہ نے ۲۷ ربیع الآخر شروع ۱۱۶۱ ہجری مین انتقال فرمایا لیکن جاوید خان اور اسحق خان وغیرہ ارکان سلطنت اور ملکہ زمانے کے حسب مشورہ مرنا مخفی رکھا اور عمدۃ الملک بمقتضاے حدیث شریف کہ ... اول دفن سے محروم رہا بعد تقدیم مراتب تعزیت کے جو کہ شاہزادہ سے نمخذ کیا تھا صفدر جنگ نے واسطے شاہزادہ کے چتر آراستہ کرکے ساعت سعید پر زینت افروز فرق خسروانی کیا اور سیاہ کیا دیکر داخل دار الخلافہ ہوا اور احمد شاہ غرہ جمادی الاول روز سہ شنبہ سنہ مذکور کو باغ شالامار دہلی مین تخت نشین ہندوستان ہوا اور لاش محمد شاہ کی با تجمل اور ہمراہی امرا کے ساتھہ شاہ نظام الدین کے مزار مین متصل قبر

والدہ کے آراستہ کیا کیونکہ ایسے قبر کے بہاد مین اوسنے عین حیات طلبے قبر آراستہ کر رکھی تھی — احمد شاہ ہفتم جمادی الاول سے لیکر باغ شالہ مارسی سواری تخت رو ان پر روز یکشنبہ دو گھڑی دن چڑہی داخل قلعہ ہوا اور بارہوین تاریخ روز جمعہ کو مسجد جامع مین پہونچکر اپنے نام کا خطبہ سنایا اور روز جمعہ سوم جمادی الآخر کو میر تقی خان اور روز پنجشنبہ ١٦ ماہ مذکور کو فرید خان مر گئے اندنون بندہ مورچھ گرفتار سنگی جو ساتھ شمشیر خان دور گشتہ ہونے ہیبت جنگ کے جو نواح غازی پور مین گوشہ نشین ہوا اوسطے استخبار کے بنارس پہونچا وہان سے والد کی خدمت کو عازم ہوا اور قصبہ بریلی مین جو اوسکا دار الحکومت تھا اور وہ خان فیروز جنگ خلف آصفجاہ حاکم جمیع پرگنات کوڑہ و بداون و شاہجہان پور وغیرہ کیطرف سے تھا پہونچا ناگہان وہان بھی عجب حادثہ درپیش ہوا اور اوس سے بہی رہائی ملی جسکا بیان آئندہ معلوم ہوگا —

بہاگنا علی محمد خان روہیلہ کا سرہند سے اور بریلی پہونچنا اور سپاہ والد کی نمکحرامی اور برسرلاسی قطب الدین محمد خان کی انکے مقابلہ مین

والد مذکور جیسا کہ لکھ چکے ہین بپاس عنایات صفدر جنگ کے حاکم سکندرہ تھا کہ بندہ مرخص ہوکر عظیم آباد پہونچا اور والد معظمہ اور نانا وغیرہ سے مستفیض ملازمت ہوا اور اپنے خالو کی لڑکی سے کتخدا ہوا اور مصطفی خان کے جنگ مین رفیق رہا بعد ایک سال کے والد کی صحبت صفدر جنگ سے ناچاق ہوئی مستغنی ہونے پر ہونکہ محمد شاہ بادشاہ مغفور نے صفدر جنگ اور عمدۃ الملک کی رغبت سے نواح مراد آباد اور سنبہل اور بریلی وغیرہ علی محمد روہیلہ سے انتزاع کر لیا تھا اور اعتماد الدولہ کے حوالہ کیا اور وہ ملک جسکے جاگیر التمغا مین تھا اوسکے حوالہ ہوا محالات بریلی وغیرہ جو آصف جاہ کی جاگیر اور بنا بر تغلب مدت سے خاطر خواہ فیروز جنگ کے مین پور آصفجاہ سے کے وہانکا بندوبست یہان ہوتا تھا اور نسبت موجودگی ہزار ہا افاغنہ کے انکا بندوبست کسیقدر دشوار تھا فیروز جنگ نے بندہ کے والد کو بھیجا والد نے وہان پہونچکر وہانکی انتظام مین ساعی رہا اور اکثر افاغنہ مانند سردار خان شاہ بریلی اور منگل خان مالک تلہر اور پیر محمد روہیلہ جو از نسل شیخ عبد القادر گیلانی مین پیرزادہ افاغنہ تھا مطیع ہوئے اوسوقت مین قطب الدین محمد خان بہادر برادر راجہ فرید الدین خان نے جو اولاد عظمۃ اللہ خان حاکم مراد آباد سے تھا قلعہ چاچھٹ مین سکونت کرکے والد سے درپے منازعت ہوا الاعزانہ اور رفقا کم تھے والد نے نصیحت فرمائی کہ یہ سوادنہوا تنبیہ کا قاصد ہوا رفقای جدید قطب الدین محمد خان بہادر نے حاکم کی خفگی سے اپنی راہ پکڑی نا دانسے رفیق بیس تیس ۳۰ نفر ہمراہ قلعہ چاچھٹ سے ہے والد نے محصور کیا یورش کی گھات تلاش کی قلعہ کے گرد گہومنے لگا قطب الدین محمد خان بہادر تفنگ اندازی مین بے مثل تہا کبھی اسکا نشانہ خطا نہین ہوا اسکی گولی کیا تھی پیغام قضا تھا اگرچہ بروقت گشت والد کے اسکی بندوق فیر ہوگئی مگر تقدیر نے نشانہ خطا کیا کبھی عماری کبھی ادہر اودہر ہوگئی نہایت جھنجھلایا بندوق زمین پر پٹک دی والد نے دوبارہ پیغام مستی العظام قطب الدین محمد خان نے حیلتاً ملاقات منظور کی چاہا کہ بروقت معانقہ ہاتھ صاف کرے اوسکی رفقا شیر دل تھے شریک ہوئے پیر احمد روہیلہ وغیرہ روسا معہ عمو سعید علی خان برادر چہارم والد نے حفظ جان و آبرو کی خاطر

سعید اق لاڈی کے ضامن ہونے جب قلعہ سے باہر آکر ممدوح مذکور کے خیمہ مین آیا والد نے اس جلدی مین ایسے صاحب جرأت سے
ملاقی ہونا مناسب نہ سمجھا عذر کیا کہ آج میرے مہمان گھر خانہ برادر مین استراحت فرمائیے کل ملاقات ہوگی جب یہ خبر قطب الدین خان کو
پہونچی گمان خریب کیا باوجودی کہ دس بارہ دفعہ سے زیادہ تنہا سقدر ہجوم بیگاہ مین کہ میر احمد وغیرہ افاغنہ موجود تھے آزردہ
ہو کر کہا کہ تم لوگ ایش مردان سکتے ہو یا موی سرزنان کیں منہ سی وعدہ کیا تھا عمو مذکور اور نیز دیگر حاضران نے عذر کیا آ
خلمن مین پیالہ ہاے افشرہ اور خوانہای طعام نہایت پرتکلف والد کے یہان سے آتے اور خان مذکور کا صفر امسکن ہوا جب
طعام سے فراغ ہوا اختلاط ہونے لگا اور والد نے برابر تحفہ دیا ہیچکہ اسکے دل کی کدورت دور کی اب وہ اندیشہ فساد
اسکے سینہ سے دور ہوا اور دوسری سوز ملاقات کی ٹہیری خان مذکور مع اپنے رفقا اور عموی سندہ اور پیر احمد وغیرہ
روساے افاغنہ کے تشریف لایا والد نے کمال تواضع کرکے اپنے مسند پر برابر بٹہالیا اور رفقای ہمراہی کے ساتھ سے
حسب الاشعار خالصاحب کے مسلوک ہوا خان مذکور نے اپنا داعیہ دلی ظاہر کیا اور کہا کہ ہر وقت ہمارے آنے سے
ممانعت ملاقات اور محفوظ رہنا میری نشانہ تفنگ سے دلیل ہے آپکی تحقیق سیادت پر اسی باعث سے میرے دل کی
گرہ کھل گئی والد نے تبسم کیا اور زیادہ تر شفقت مبذول فرمائی خان مذکور نے شرط خاطر خواہ حاصل کرکے اخلاق پیدا کیا

پیر احمد روہیلہ کا والد سے رزم آور ہونا اور قطب الدین محمد خان کی دلیری و پیر احمد کا شکست کہانا

پیر احمد روہیلہ کو قطب الدین محمد خان سے قدر و منزلت کا رشک ہوا دل ہی باعتبار مذہب کے نہایت کینہ تھا قطب الدین
محمد خان اور شیخ معز الدین خان ہو بالفعل لکھنؤ مین موجود ہین مذہب تشیع مین ہے بسبب نفرت والد کے مرجع
معاملات ہوا اس سبب سے پیر زادہ مذکور نے ترک رفاقت والد اور فتنہ و فساد کا ارادہ کیا افاغنہ واطراف رعایا و لشکر اسکے
پاس جمع ہوا والد لاچار گوشمالی کو عازم ہوے قطب الدین محمد خان ہمراہی لشکر ہوا بروقت مقابلہ کے پیر احمد نے امیر فوج کو دو
حصہ کیے ایک قطب الدین محمد خان کے مقابل ہوا اور ایک حصہ اپنے ہمراہ لیکر دیہات ویران کے خرابون کے تہ مین والد
کمین مین استادہ ہوا ان لشکر کی کیتیی تہی اونکی گہاٹ ین کی آخر کار قطب الدین محمد خان نے مع ہمراہیون کے پیادہ ہوکر
بندوق سمبہالی جا بجا داد جوانمردی دینے لگا شمشیر کے جواب مین بندوق مارتا تھا کہتے ہین کہ اس نے ایک کے نشانہ مین
بندوق چہوڑا تی ہے کہ دوسرا تلوار کہینچکر سامنے سے پہونچا کہ پکڑنا اور اس بہادر نے سابق کا نشانہ چہوڑ کر اسکو نشانہ بنایا
اسیطرح تندخوری کی کہ صفوف مخالف پراگندہ کردی ہو کہ خان مذکور اس تگ و تاز مین کسیقدر والد سے دور ہو گیا تھا
پیرزادہ نے والد کی تنہائی پاکر حملہ آوری کی اکثر ہمراہیان والد بہاگ نکلے والد فرط شجاعت سے ہاتھی سے کودنا چاہا
قطب الدین خان کے لڑکے نے جو ہمراہ والد سوار تہا روکا کہ جب تک ہم زندہ ہین آپکو تکلیف ضرور نہین اسکے رفقا اور
ہمراہیان والد کے دشمنی سے تیر کر شجاعت رانی کا گل وکہلایا کسیقدر مخالف کے ہاتھ پیوست ہوئے مگر وہ پیرزادہ
اور سیطرح ہمراہیون کے دل بندھا رہا تہا ناگاہ قطب الدین محمد خان نے خبر پاکر آخر ہیر توجہ کی اور پیرزادہ نے راہ فرار

اختیار کی کیونکہ خان مذکور کے زخم سے چور ہوا تہا اور ہر والد کے ہمراہیون نے بہی کچہ کہلائی تا آنکہ والد کی
فتح ہوئی اور افاغنہ بہی اپنے سوراخ مین جا چہپے چند روز بعد پہر شورش کی تہی مگر بخوبی گوشمال ہوا انہین نوٹون مین
فقیر مورخ کو شوق قدمبوس والد ہوا آخر محرم کو کوچ کرکے بریلی پہونچکر شرف اندوز قدمبوسی ہوا انہین نوٹون شاہزادہ
احمد شاہ نے احمد ابدالی پر فتح پائی جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور علی محمد خان روہیلہ کر ہند سے فرصت پاکر معہ تین چالیس
ہزار افغان اور روہیلہ کے سہارنپور بوریہ اور کہیرہ ہوتی ہوئے مراد آباد اور بریلی کو عازم ہوا اور مراد آباد وغیرہ
مین اپنے فوجدار مقرر کرکے عبور گنگا کیا فوج ملازم والد نے جو اکثر افاغنہ اور علی محمد خان کی قرابتی تہے اوسکے قرب
وصول کی خبر سنکر ساتھ و چہوڑ اور والد کے مکانات واقع قلعہ بریلی بہانہ تنخواہ سے محصور کرکے قطب الدین محمد خان
دو تین سو نفر سے رفیق رہا جب علی محمد خان بریلی سے دس کوس پر آ پہونچا قطب الدین محمد خان نے والد سے کہا
تاب جنگ علی محمد خان ہم نہین پس صلاح یہ ہے کہ بندہ اوسکی ملاقات کو جاتا ہے اگر آپکی ساتھ بہنہین فہما
فکر رہائی کرتا ہون خدا نخواستہ اگر عناد پر آمادہ ہے اوسی جگہ اوسکو عدم بہیجتا ہون اور خود بہی نثار ہوتا ہون
یہ کہکر چند لوگ والد کے حراست پر چہوڑ کر روانہ ہوا جب خیمہ پر پہونچا ہمراہیون کو در خیمہ پر چہوڑ دو تین آدمی کی ساتہہ
اندر داخل ہوا جب خان مذکور اندر داخل ہوا اوسکے دو تین رفقا نے بہی اندر جانا چاہا چوبداروں نے مزاحمت کی
قطب محمد خان نے توتکرار و بلیوئی کی مگر چوبدارون کی ذلت ظاہر ہوکر بگڑ گئے اوسنے ایک دہول جمائی غوغا برپا ہوا
علی محمد خان اس شور سے باہر ہو کر سر برہنہ دوڑا اور خان عالیشان کو ہزاران معذرت ہمراہ لیگیا مسند پر بٹہایا
خود مواضع گوشہ مین بیٹہا بعد تواضع مدارات کے خان مذکور نے کہا کہ آپکو معلوم ہوگا بندہ سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ
کا رفیق ہوا ہے یہانکی سپاہ آپکی آمد آمد سنکر درپی سرکشی ہین اگر آپکو بہی نفاق منظور ہو مجہی حضرت کیجیے اور تشریف لائیے باہم کی
لڑائی بخت آزمائی ہوجاوے ورنہ درصورت صفائی طیاری سفر کیجیے انکے امور کی تدبیر فرمائیے روہیلہ مذکور نے سوگند سخت یاد کی کہ ہمسے کچہ اشارہ
نہین گیا آپ مطمئن ہوجئے اور عملہ کو تاکید کرکے سامان سفر مہیا کیا قطب الدین خان بہادر جو نہبود واپس ہوا اثنا تنا اقرار لیلیا کہ خان مذکور جو
والد کی دار الخلافہ پہونچا دے کیونکہ اوسی خوف تہا کہ وہان جاکر میر اتدارک نکرا وین الغرض خان مذکور کی قلعہ سی نکلکر معاملہ جہان آباد کی خارج ہے
جائیں اور چند روز تنخواہ کی عوض مین ملکر شاہجہان آباد پہونچا اثنا راہ مین فرخ آباد و بنگش سے گذرتے بادشاہ محمد شاہ کی انتقال کی خبر پہونچی شاہزادہ کا فتح و ظفر
وغیرہ کی سنی جب شاہجہان آباد پہونچی والد عماد الدین خان فیروز جنگ کے بوجہ انتظام نواح دہلی مین کم پائی لاچار افسردہ خاطر ہو صفدر جنگ کے وسیلہ

جانشین ہوا	صفدر جنگ کو وزارت ملنا +	

احمد شاہ کی بعد جلوس و دخول قلعہ کی تجویز وزارت سے صفدر جنگ کو کی لیکن آصف جاہ کا اندیشہ لگا ہوا تہا تا آنکہ
بادشاہ نے دکہن کو خطوط بہیجے اور صفدر جنگ نے عذر ضعف پیری کر بہیجا اور صفدر جنگ کو لکہا کہ جو بہتر سمجہو
تعمیل کرو مگر پہر بہی تا حیات آصفجاہ کے ہمت نہ بندہی تا آنکہ اوسکی رحلت کی خبر واقع ۴ جمادی الآخر سنہ ملکو

بمقام برہانپور سے واضح ہوی کہ اوسکی لاش دولت آباد کے قریب شاہ برہان الدین صاحب کے مرقد مین دفن ہوئی
اوسوقت صفدر جنگ نے انکی انزام اہلیت کو خلعت وزارت سے زیب دیا اور خطاب عمدۃ الملک مدار المہام وزیر الممالک
برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار کا عطا ہوا اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسیقدر احوال
عمدۃ الملک اور اعتماد الدولہ اور محمد شاہ اور آصف جاہ کا جو کہ قریب باہمی سے رہرو عدم ہوئی لکھا جائے بعد ازان
سوانح ایام احمد شاہ اور وزارت صفدر جنگ کے تحریر ہون گے باللہ التوفیق و الاعتصام —

عمدۃ الملک امیر خان بہادر ابن عمدۃ الملک امیر خان بہادر صوبہ دار کابل کا ذکر

آبائی اصل اسکی سادات حسینی نعمۃ اللہی سے ہی بعد ازان سلسلہ میر میرانیان سے بسبب کسی اپنے بزرگ کے منسوب ہوا
میر میرانیان کر کے ایسے مشہور ہوے کہ حاجت تحریر نہین جہانگیر بن اکبر کے عہد مین اسکا دادا جسکا لقب میر میرانیان
تھا بسبب کسی جرم کے یا بسطور سپہ ہو بلا رضامندی شاہ عباس فرمان روای ایران کے ہندوستان آیا اور جہانگیر کے
حضور مین صاحب لقب ہوا الا اپنے دو لڑکون کی مہاجرت مین بیقرار تھا تا آنکہ جہانگیر بادشاہ نے خان عالم کو بطور سفارت
شاہ عباس کے پاس بھیجا اور اوسکے فرزندون کی استدعا کی الغرض اوسکے لڑکے ہند مین آئے اور اسکا جد خلیل اللہ خان
خطاب پا کر درجۂ عالی کو پہونچا الغرض جہانگیر کے عہد سے آجتک اس خاندان مین دولت و امارت چلی آتی ہے اوسکا چچا
روح اللہ خان عہد اورنگ زیب کا بخشی و مقرب تھا اور اسکا باپ عمدۃ الملک امیر خان صوبہ دار کابل اور اسکے اعتماد سے
عالمگیر صدمات ایرانی سے محفوظ رہا اور یہ بھی اپنے عہد مین بے نظیر تھا شجاعت و سخاوت و فہم و فراست و ادراک
دقایق مین بے مثل تھا علمای عظام اور مشایخ اور سپاہی اور گوئیے اور شاعر جنہوں نے ایکمرتبہ بھی صحبت حاصل کی
تھی خوبیان یاد کر کر زار زار روتے شعر ہندی و فارسی خوب کہتا تھا بذلہ سنجی و نکتہ گوئی مین اپنا مثل نرکھتا تھا
حسن بیان مین جگر بریان کرتا تھا —

وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان بہادر نصرت جنگ

اسکا باپ محمد امین خان اعتماد الدولہ ہی اولاد خواجہ احرار سے اورنگ زیب کے عہد مین توران سے وارد ہند ہوا آہستہ آہستہ منصب
نہ ہزاری پر پہونچا فرخ سیر کے زمانے مین قطب الملک کی رعایت سے ہفت ہزاری ہوا اور بعد فریب و دغا کر کے امیر الامرا
ابتدای محمد شاہ مین وزیر اور بعد چند روز کے اسیر عالم دار و گیر ہوا اور قمر الدین خان حین حیات پدر مین بخشی سوم اور سعادتمند
مطلقا نہ تھا اور بعد استعفای آصفجاہ کے وزارت پر پہونچا اگرچہ غفلت شعار اور ہمیشہ مست شراب رہتا تھا لیکن نیک طبع
کم آزار رعایا شاہجہان آباد کی شکر گذار تھی اور لیاقت وزارت کی بھی چندان نتھی ایک مہینہ چند روز قبل محمد شاہ کے
جنگ ابدالی مین فوت ہوا —

محمد شاہ بادشاہ بن جہان شاہ خجستہ اختر بن بہادر شاہ بن اورنگ زیب عالمگیر

فطانت وہوشیاری سے خالی تھا تم برخلاف بادشاہوں کے رکھتا تھا اور امرای متقدر کے ہاتھہ مین پڑگیا چونکہ جرأت کم تھی مغلوب نوکران تھا اور فرخ سیر کی ضایع کی ہوئی سلطنت کو اصلاح نکر سکا چونکہ جوان عیاش تھا اکثر اوقات لہو ولعب مین رہتا تھا سلطنت اور زیادہ سست ہوتی گئی بعد سلطنت نادر شاہ اور اوسکی اعانت کے زیادہ تر عیش کیطرف مائل ہوا سبب جوانی کی وہ آگ بھی شکستہ خاطری نے گھیر لیا آخر عمر مین فقرا کی ہم نشینی بھائی سخنان معقول خوب سمجھنے لگا اسکے عہد مین خلق نے اپنا آسایش مین رہی یہہ بادشاہ گویا خاتم السلاطین بابر یہ سے کیونکہ بعد اسکے فقط نام کی بادشاہی رہگئی —

آصف جاہ نظام الملک بن غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ

اسکا نام قمر الدین شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین ہے اسکا نانا سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہ جہان بادشاہ کا اور بابا اوسکا عابد خان مشائخ سمرقند مین سے ہے عابد خان شاہجہان کے عہد مین ہند مین آکر شاہزادہ اورنگزیب کا ملازم ہوا اور بعد شہریاری اورنگزیب بتدریج منصب پنجہزاری پر پہونچا اور دوبار صدارت پر کامیاب ہوا ۹۷ ہ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۴ ہجری کو محاصرہ گولکنڈہ مین بزخم گولہ توپ جان بحق تسلیم ہوا اوسکا لڑکا شہاب الدین نام بتدریج منصب ہفت ہزاری پر پہونچا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اغلب اوقات بادشاہ عالمگیر کا سپہ سالار رہی تا اور بیجاپور کی فتح مین القاب و خطاب پہ فرزند ارجمند کے الفاظ اضافہ ہوئے اور بہادر شاہی مین صوبہ داری گجرات پر سنہ ۱۱۲۲ مین فوت ہوا اور آصف جاہ اورنگزیب کے عہد مین چین قلیچ خان بہادر کا خطاب پنجہزاری منصب رکھتا تھا اور آخر عہد شاہ مذکور مین صوبہ داری بیجاپور ہوا اور بہادر شاہی مین خطاب خاندورانی اور صوبہ داری اودھ عطا ہوئی اور بعد چندے بنا بر اقتدار آصف الدولہ اسد خان بہادر اور ذوالفقار خان میر امرا سپہ سالار سے ترک منصب کرکے لباس فقر پہنا اور جہاندار شاہ معز الدین کے زمانہ مین پہر اصل منصب و خطاب مانہ ماضی پر سرفراز ہوا اور اول سال جلوس فرخ سیری مین خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ و منصب ہفت ہزاری اور صوبہ داری دکن کی پائی چونکہ امیر الامرا حسین علیخان بہادر نے ایالت کل دکن کی حاصل کی اور نظام الملک شاہجہان آباد سے مراد آباد کی فوجداری پر گیا اور اسی سلطنت مین رفیع الدرجات قطب الملک کی مہربانی سے صوبہ دار مالوہ ہوا اور ابتدای محمد شاہی مین آکر صوبہ دکن پر تسلط پایا اور آخر کار کل صوبہ جات دکن پر قابض ہوا اور بعد مرنے محمد امین خان کے وزارت کو پہونچا آخر کو امراے حضور کی ناسازی اور فوج بادشاہی کے اعراض سے وزارت چھوڑ کر صوبہ داری دکن پہ قابض ہوا اور بعد صمصام الدولہ کے امیر الامرائی پائی اور بسبب بغاوت اپنے بیٹے ناصر جنگ کے امیر الامرا کی نیابت خان فیروز جنگ کو دیکر دکن گیا او تینتیس برس کے قریب چہہ صوبہ دکن کی حکمرانی کرتا رہا اگرچہ اسکو حرص دنیوی محبت تہی مگر صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ بہی اکثر تہے ہمیشہ فقرا اور علما اور مشایخ اور ارباب

مشایخ اوسکے حضور سے فیضیاب تہے اور اوسکی قدردانی کا آوازہ سمرقند و ماورالنہر اور عراق اور خراسان و اطراف ہندوستان کے لوگ دکہن پہونچے اور بقدر نصیب کے حصہ اپنا حاصل کیا برہانپور کی شہر پناہ اوسیکی بنائی ہوئی ہے جو کہ ۱۱۴۱ ہجری مین بنا ڈالی تہی اور نظام آباد بہی اوسیکا بسایا ہوا ہے اور پل و مسجد و کاروان سرا وغیرہ بہی اور حصار شہر حیدرآباد اور نہر جو اورنگ آباد کے درمیان سے نکالی ہوئی اسیکی ہے اور شاعر بہی تہا صاحب دیوان تہا اور محمد شاہ کی وفات کے سینتیس روز بعد رہگرای ملک بقا ہوا۔ میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے محمد شاہ اور اعتماد الدولہ اور آصف جاہ کی وفات کی تاریخ چہرے کے تجربہ سے نکالی ہے ع گشت تاریخ چون شنیدم آہ * موت شاہ و وزیر و آصف جاہ * اور قطعہ دیگر کہا ہے ع
سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند * قضا و حیف سہ در یگانہ از کف برد * برای ملت این ہر سہ یافتم تاریخ * نماند شاہ و نہ وزیر و آصف ہم

ذکر سرفرازی سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ منصب امیرالامرائی اور نجم الدولہ کا خدمت دیوانی پانا

جب بادشاہ کی طبیعت نے آصف جاہ کی طرف سے اطمینان پایا خدمت بخشیگری اول کی معہ خطاب امیر الامرائی کے سادات خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات خان فرخ سیری کو مقرر ہوئی اور بعد چند روز کے بروز پنجشنبہ چہاردہم رجب سنہ مذکور کو شمشیر و خنجر مرصع اور جواہر معہ ہفت پارچہ خدمت مذکور اور دو عدد بالابند کے صوبہ داری اکبرآباد اور بخشیگری احدیان کی احمد علیخان اوسکے ہمشیرہ زادہ کو مقرر ہوئی اور دیوانی خالصہ شریفہ کی جو کہ سپرد موتمن الدولہ کو تہی نجم الدولہ کو نئے سر سے بنابر وصلت شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے جو اوسکے خواہر سے اختصاص ہوا آخر عہد محمد شاہ مین مقرر ہوئی اور جاوید خان خواجہ سرا اسکے لئے جو کہ اودہم بائی والدہ احمد شاہ سے راہ رکہتا تہا احمد شاہ کی خدمت مین نہایت تقرب بہم پہونچا یا بہمہ خود معتمد اور مدار المہام سلطنت ہوا چونکہ اختصاص غلامی اور محرمیت تمام حرم سرای سلطانی خصوصاً اودہم بائی سے رکہتا تہا نظارت کی خدمت اوپر افزون خان ناظر کے مرنے سے اسے ہوئی اور بادشاہ کی خلوتون کا بندوبست بہی اوسیکے متعلق ہوا بادشاہ کہ جوہر عقل سے خفیف اور سبک مغز تہا خواجہ سرای مذکور کی تحریک سے ترکیب شرب شب ہو کر مست و بے خبر ہو گیا اور جاوید خان نے نواب بہادر کا خطاب پایا نہایت درجہ مزاج شاہی مین دخیل ہوا اکثر امور ونہی اوسکے دلخواہ ہوتے تہے یہ جملہ امور موجب رنج صفدر جنگ تہے اور زیادہ حسد بڑہتا جاتا تہا تاریخ دہم رجب روز یکشنبہ کو خدمت بخشی گری دوم اور صوبہ داری مرادآباد کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان وزیر کو ملی اور روز شنبہ یازدہم ماہ مذکور کو خلعت ماتمی غازی الدین خان فیروز جنگ کو بابت وفات پدر مرحمت ہوئی اور نواب بہادر جاوید خان نے اوسکو ماتم سے اوٹہا کے حضور مین لایا روز یکشنبہ ہفدہم رجب کو عسکر علیخان نے خدمت مشرفی دیوان خاص اور اضافہ ہزاری سے عزت پائی چہارشنبہ بستم رجب کو احمد آباد کی صوبہ داری زیر کو

عطا

عطا ہوئی اور آخر شب دوشنبہ شانزدہم شعبان کو ہادی علیخان نے رحلت کی اور اوسی مہینے میں بہت خان بھی ستہ ہوا
اور علی محمد خان روہیلہ مذکور بعد بہونچنے اپنے ملک قدیم کے یعنے محالات جہانگیرہ سے بریلی بدایون مراد آباد
وغیرہ مین اور والد کے شاہجہان آباد آنے کے بعد غش سرطان فوت ہوا اور صفدر جنگ نے بموجب خواہش
والدہ راجہ مہانارائن اپنے دیوان کے لڑکے کو بعینہ طلب فرمایا چنانچہ بہی باتفاق والد جا کر شرف یاب حضوری
ہوا بعد چند روز کے حکومت پائی پہت اور سونپت وغیرہ تیرہ محال خالصہ کی والد کو ملی اور منصب
پنجہزاری اور نوبت معہ خطاب سہ جنگی اور پالکی جہالر دار بادشاہ سے دلائی اور رخصت کیا چونکہ نجم الدولہ
محمد اسحق خان بہادر دیوان خالصہ محمد شاہ کے زمانے سے تہا والد کو اوس سے بہی توسل ہوا والد نے نظر
بر اتحاد قطب الدین محمد خان بہادر کے فوجداری حصار اور جہجر وغیرہ کی خان مذکور کے لئے تجویز کر کے اوسکو طلب کیا
خان مذکور چونکہ قوم روہیلہ سے دلیر تہا اور اوسکے باپ دادے ہمیشہ فوجدار مراد آباد رہے ہین اور مراد آباد
اسکا گویا وطن ہو گیا تہا ہمیشہ روہیلہ اور افغان کے استیصال مین مصروف رہا اور فوجداری وہان کی اسیکے ہاتہ مین
رہی علی محمد خان کے عہد مین بنابر اوسکی حمایت کے جو وزیر قمر الدین خان کرتا تہا میسر آیا اندنون مین علی محمد
صوبہ داری سرہند کا اور لشکر کشی ابدالی کے اپنے ملک قدیمہ کے تسخیر مین آ کر مستلط ہوا اور تہوڑی مدت
مین مرض سرطان نے مار ڈالا اور اوسکے اتباع مانند حافظ رحمت اور دوندے خان وغیرہ جسکے
گہر ایک اوسکے سردارون سے تہے یعنے علی محمد خان کے کسی لڑکی کے سسر تہے اپنے داماد کی نام سے بہانہ سے ممالک
مذکورہ کو باہم تقسیم کر کے دبا بیٹہے اور داما دون کو بقدر معاش دیدیا خان مذکور نے چاہا کہ اندنون مین
انتظام الدولہ خانخانان ولد قمر الدین خان سے سند فوجداری مراد آباد کی لیکر افاغنہ سے گرم جنگ ہو لہذا والد مرحوم سے
عذر خواہ ہو کر شاہجہان آباد مین مقیم ہوا —

قطب الدین محمد خانکا افاغنہ مراد آباد سے لڑنا اور نام جوانمردی صفحہ روزگار مین یادگار چھوڑنا

قطب الدین محمد خان کی حسب درخواست بنظر اسکے کہ اسکا بہی تسلط خوب تہا مراد آباد کی فوجداری کی سند
انتظام الدولہ نے عطا فرمائی لیکن بسبب بخل کے کچہہ بہی سباب اور نقد سے معاون نہوا خان بہادر نے قرض و وام سے سرانجام
بہم پہونچا کر قاصد تسخیر مراد آباد ہوا چونکہ اسکی ہمت اور شجاعت یار شہر مین روشن تہی اندکی تحریک سے جوق جوق
سپاہی پیشہ حاضر ہو گئے اور فوج مین کثرت ہوئی وہ شرمزدہ دو تین سو رفیق قدیم کے ہمراہ جنگی کارروائے
اکثر دیکہہ چکا تہا عازم جنگ مخالف جو پچاس ہزار سے کم نتہی ہوا اور مخالفین کے پاس بان
بندوق توپ رہکلہ جو لڑائی کا سامان ہوتا ہے سب موجود تہا جب افاغنہ کو اسکی عزیمت کی

خبر ملی ہر طرف سے الٹی ہو کر کسی مقام پر مرادآباد کے متصل مقیم ہوے مخالفین روز عزیمت سے ورود تک خانمذکور سے
خدایان صلاح سے بھی خط کتابت کی آمد رفت ہوئی تھی کہ جسطرح سے ملک باہم تقسیم کر کے راضی و خوشنود
ہین آپ بھی خدا تجویز کر کے قانع ہون مگر مرادآباد کی منازعت عبث ہے لیکن یہ عالی ہمت راضی نہوا ناچار مخالفین
بھی آمادۂ پیکار ہوے قطب الدین محمد خان بہادر نے بمجرد مقابلہ باوجود قلت ہمراہی کے پیادہ پا ہو کر بذریعہ
بندوق دہوان اوڑانا شروع کیا دو تین کوس افاغنہ کو بھگایا اس زد و کشت مین کشتی کی پشتی ہوی لیکن مخالفین
نے اپنی کثرت اور اودہر کی قلت پر خیال کر کے پایداری کی جہان قابو پایا تیر و تفنگ و بان و بندوق سے رفقای
خان رستم نشان کو راہی عدم کرتے تھے تاآنکہ اس جوانمرد کے ہمراہ بنیس[۲] تیتیس[۳] آدمی مجروح رہ گئے اور خانصاحب
بھی زخمی تھے کہ چھاتی پر گولی لگی اور طائر روح قفص عنصری سے پرواز کر گیا جملہ رفقا سے قریب ایکسو نفر کے
لاشں کے گرد خون مین تر جان بجان آفرین تسلیم ہوئے اور دس بارہ آدمی مجروح نے بعد مداوا صحت پائی

لڑانا صفدر جنگ کا قائم خان قائم جنگ بنگش کو علی محمد خان روہیلہ کی اولاد سے

وزیر الممالک صفدر جنگ افاغنہ کا ہجوم جوار اسکے صوبہ کی جوار مین تہا نہین پسند کرتا تہا اور آخر عہد محمد شاہ
مین جیسا کہ تحریر ہوا جو یہ استیصال ہوا مگر قمر الدین خان وزیر کے نفاق سے حصول مدعا نہوا تہا اب کہ خود وزیر
ہوا اور علی محمد خان بھی مرا قائم خان قائم جنگ بنگش کو اشارہ کیا کہ علی محمد خان کی اولاد سے ملک روہیلہ چھین لی
اس نظر سے کہ جدہر شکست ہوگا بہتری ہوگی قائم خان کو علی محمد خان کی اولاد کے ملک و مال کا لالچ ہوا اپنی کر
اونکو قلعہ بداؤن مین محصور کیا اور حس و حرکت تک اونکی معطل کر دی سعد اللہ خان پسر کلان روہیلہ متوفی نے جو حافظ
رحمت روہیلہ کا داماد تہا او بجای پدر تخت آرای حکومت تہا معہ کل اتباع و رفقا کے حد سے زیادہ عجز و زاری کی
جب کچھ سود مند نہوا ناچار مرنے پر تیار ہو کر دہم ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو میدان مین آیا اور ایک فوج
دریاے خشک کی کھوہون مین پوشیدہ کی اور باقی فوج سے قائم خان کے روبرو گیا جب لڑائی ہونے لگی
ناچاری اور عنا سے پیٹھ دکھلائی اور لڑتے ہوے آہستہ آہستہ مخالفین کو کمین گاہ کی طرف لایا قائم خان نے
معہ سرداران سپاہی خوشی مین آکر پیچھا کیے ہوے بے آگاہ بیچ پیچ سوچ چلا آتا تہا وہان پہونچا جہان کی سردار روہیلہ
بان اور تفنگ کے گھات مین تھے بمجرد اسکے پہونچنے کے کمینگاہ سے نکل قائم خان کو زد بندوق کیا
اول شلک مین قائم خان معہ سرداران ہمراہی کے عدم کو چلدیا اور بہت سی ہمراہی وفادار نے اس راہ
مین بھی ساتھ کیا فتح و ظفر نصیب سعد اللہ خان ہوئی +

سانحہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری

[illegible] ثانی کو نوروز ہوا اور شب چہارشنبہ بست نہم ذی الحجہ کو مرزا محسن برادر کلان

صفدر جنگ وزیر بعارضہ ہیضہ فوت ہوا اور آخر ماہ رمضان مین علی امجد خان کو پالکی جھالردار عطا ہوئی اور دوشنبہ چہاردہم ماہ مذکور کو بعد نماز صبح جب کہ تسبیح خاک شفا کی ہاتھہ مین دعا اور وظائف مین مصروف تھا کہ جان بحق ہوا اور اس سال مین احمد شاہ ابدالی آیا اور لاہور تک آکر معاملہ ہوگیا پوشیدہ نرہے کہ جب معین الملک ولد وزیر الممالک قمر الدین خان حسین حمایت محمد شاہ سے لاہور اور ملتان کا صوبہ دار ہوا بھکاری خان مخاطب رستم جنگ بہادر ولد روشن الدولہ کو اپنا مدار المہام بنایا چونکہ ہنوز بخوبی تمکن لاہور مین نرکھتا تھا اور نیز سامان حرب بھی نتھا ناگہان شاہ ابدالی لاہور پر لشکر لایا اور معین الملک جنگ آور ہوا چونکہ دونو چندان استعداد نرکھتی تھے معین الملک نے بمقتضای وقت صلاح کی تحریک کی ابدالی نے بھی غنیمت جانا بدستور نادر شاہ کے زرچار محال تنخواہ کابل یعنے سیالکوٹ اور اورنگ آباد اور گجرات اور پسرور کا پیشکش معین الملک سے مقرر کرا کر عطف عنان ہوا +

نہضت کرنا صفدر جنگ وزیر کا بارادہ انتزاع ملک قائم خان

وزیر الممالک نے قائم خان کی قتل کی خبر پاکر ارادہ کیا کہ اونکے خاندان کے ملک و مال کو قبضہ مین لائے لہذا احمد شاہ بادشاہ کو ہمراہ لیکر روز پنجشنبہ سلخ ذی الحجہ سنہ مذکور داخل پیشخیمہ ہو چند روز مین کول پہونچا صفدر جنگ نے بادشاہ کو قصبہ کول مین ٹھہرا کر خود دریا گنج مین جو فرخ آباد سے تیس کوس پر ہے گیا قائم خان کے والد محمد خان غضنفر جنگ کی بی بی نے بغیر اطاعت چارہ نہ دیکھا وزیر کی ملازمت کو آئی اور ساٹھہ لاکھ روپیہ نقد و جنس پر معاملہ فیصل ہوا اور اسد اللہ خان سے بھی فیلخانہ اور توپخانہ وغیرہ ملکیت قائم خان کا مال جو لوٹ لیگیا تھا تقاضا جاری اور کسیقدر اوس پر بھی عائد ہوا +

وقائع سنہ ۱۱۶۳ ہجری

بعد فیصلہ احمد شاہ دہلی آیا اور روز سہ شنبہ ۱۸ ماہ مذکور کو داخل دولتخانہ ہوا اور روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الثانی کو نوروز ہوا وزیر بنابر تحصیل زر موعود کے وہین پر مقیم رہا تھا ملک مقبوضہ افغانان اپنے قبضہ مین لایا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کی تنخواہ تھے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے بعدہ راجہ نول رائے کو اپنا نائب اوس صوبہ پر مقرر کر کے خود حضور مین آیا +

مجمل احوال نول رائے

راجہ نول رائے قوم کا یستھ ... ... ادنے درجہ کا ملازم وزیر کا تھا اپنے نیکو خدمتی سے نائب ... ... وزیر ... سے ... افزون ہوا راجہ نول رائے

جابجا اپنے عمال مقرر کیے اور بلدہ قنوج جاگیر وزیر مین اپنا قیام تجویز کیا فرخ آباد یہان سے بیس کوس ہے اکثر قائم خان کے بہائی جو دوسری بار ان سے تہی الہ آباد مین معہ چیلون محمد کی قید ہو کر راجہ موصوف نے ایسی زیادتیان کین کہ بحر بفساد ہوئین والدہ قائم خان نے احمد خان کو جو اوسکا علاتی بہائی اور وزیر کا رفیق تھا یہ پیغام بھیجا کہ آبروے افغانی اور باپ کا نام برباد ہوا اگرچہ عزت ہو تو مقصر نہوا اسیطرح اطراف وجوانب کے افاغنہ کو استعمال طعن کی کلمات لکہلا بھیجے وہ لوگ اس فکر مین ہوے کہ راجہ کی انہدام بنیان ہستی کرین نول راے نے اس ماجرا سے وزیر کو اطلاع دی خود قنوج سے نکلکر لشکر آرا ہوا اور گرد لشکر کے سنکر باندہکر سد ورود افواج وزیر جو کمک پر مقرر ہوئی تھی ہوا وزیمجد دوازدہم شعبان کو وزیر الممالک صفدر جنگ بہادر بادشاہ سے رخصت ہو کر بعزم الہ آباد پر جمنا سے اُتر کر داخل باغ ہوا اور روز شنبہ بست ہفتم ماہ مذکور کو نصیر الدین حیدر خان اپنے ہمزلف کو معہ محمد علیخان رسالہ دار وغیرہ سرداران کو راجہ کے کمک پر روانہ کیا دوسرے روز یکشنبہ بست ہشتم ماہ مذکور کو اسمعیل بیگ خان معروف چیلہ جو وزیر کا معتمد چیلہ تہا معہ راجہ دیبی دت فوجدار کول کے مرخص ہو کر راجہ کے مدد کو روانہ ہو کر چہہ کوس آگے چلا گیا اور احمد خان معہ گروہ افغان کے مقابل راجہ ممدوح جا پہونچا راجہ کے غفلت دینے کو رہائی ہمراہان کا پیغام دیتا رہا تا آنکہ دہم رمضان کو قبل ورود فوج کمک کے ایکطرف سنکر کے جا پہونچا اور افاغنہ پیادہ لشکر کے پشت سے جہان توپخانہ نتہا دغابازی سے داخل سنکر ہوے نول راے نے فوج کو حکم دیا تھا کہ سوار نہون پیادہ پا حراست مورچال کرین افاغنہ نے عقب سے آکر خیمہ راجہ پر ہجوم کیا اور راجہ کا کام تمام کیا خطاب اللہخان شوہر رابعہ بیگم دختر حاجی احمد برادر مہابت جنگ نے جسکا ذکر سوانحات مہابت جنگی مین ہو گیا ہے جرات دکہلائی راجہ کے مدد پر ہو چکا مگر موت سے نہ بچا خود بہی جان نثار ہوا اسیطرح اکثر شریف ونجیب رفقا راجہ کے جو اکثر رہنے والے قصبات اودہ اور بلگرام وغیرہ کے تھے راہی عدم ہوے اور تمام توپخانہ وغیرہ لوٹ گیا یہ خبر وزیر نے سنکر تشویش کی اسی سال مین ناصر جنگ خلف نظام الملک آصف جاہ حسب طلب احمد شاہ کے دریاے نربدا تک معہ ستر ہزار سوار جرار کے پہونچا تھا کہ اسی ضمن مین شقہ خاص متضمن ممانعت صادر ہوا اور اوسکا خواہرزادہ مظفر جنگ دکن مین مصدر فساد ہوا تہا لہذا واپس اپنے مرکز دولت کو چلا گیا +

نہضت کرنا وزیر صفدر جنگ کا معہ فوج بادشاہی و افاغنہ سے شکست پانا معہ دیگر سوانحات

وزیر الممالک پیشتر سے تمام افاغنہ موجب مفاسد عظیم جانتا تھا اسواسطے قبل خبر مارے جانے راجہ نول راے کی اوسکے مدد کو روانہ ہو کر روز سہ شنبہ ۱۱۶۳ ہجری مین دوبارہ حضور بادشاہی سے رخصت لی اور نجم الدولہ

کشتہ شدن احمد خان

محمد اسحق خان بہادر اور میر بقا و لد اعتماد الدولہ قمر الدین خان وغیرہ امرا اور دیگر افواج بادشاہی اسکے مدد پر مقرر ہوئے اور بروقت رخصت وزیر کو سپر اور شمشیر اور پہولون کا ہار عنایت ہوا اور نجم الدولہ کو فتح پیچ اور شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عطا ہوا قریب دو منزل رہا تھا کہ راجہ کی وفات کی خبر ملی قصبہ مارہرہ مین توقف ہوا اور دیگر افواج کی انتظار کو حکم دیا والد کو بھی جو کہ بعد معاودت بریلی اور ترک رفاقت غازی الدین خان فیروز جنگ کے اسکا رفیق ہو تھا طلب کیا اور ایک مہینے تک قصبہ مارہرہ کی باغات مین مقیم رہا ستر ہزار سوار سے زیادہ اکٹھے ہوئے اور اسی ضمن مین عجیب سانحہ ہوا جسکا بیان کیا جاتا ہے ✣

قصبہ مارہرہ کا لوٹ جانا اور نجیب و شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

اٹھارہوین رمضان سنہ مذکور کو کسی ساربان نوکر مغل نے عنایت خان کے دروازہ کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اوسی قصبہ کا رہنے والا تھا عنایت خان نے باعتماد ملازمت اوسکی گوشمالی کی ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد کرنے گئے چونکہ وہ جماعہ دار مغلیہ تھا اوسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اوسکے سوار و پیادہ عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے دیگر جماعہ افاغنہ کو خیال ہوا کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹ کا حکم ہوا تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر وقت عصر قصبہ پر جا پڑے اور طرفۃ العین مین خاک سیاہ کردیا اور عنایت خان اور اوسکی لڑکے نوجوان نوزدہ[19] سالہ کو جان سے مار ڈالا وزیر نے بمجرد خبر نصر الدین حیدر خان کو تعینات کیا کہ جلد جاکر خبر لے اور تسیچیون کو مقرر کیا کہ غارتگرون کو مانع ہون جب تک یہ لوگ پہونچین وہان کام تمام ہوگیا تھا اکثر سادات اور شیخ اور کنبوہ کے ناموس قید ہوآئے تھے نصر الدین حیدر خان نے تمام شب قیدیان بیچارہ کو خیمہ علیحدہ مین فراہم کیا اس سانحہ سے وزیر تمام شب ملول اور زار زار رویا کچھ کھانا نکھایا اول صبح مستورات محبوس کو اونکے گھرون پر پہونچایا اور لڑکون کو جنکو مغلیہ نے گدہون مین توپ دیا تھا نکلواکر اونکے والدین کے سپرد کیا اوس روز اوس قصبہ مین قیامت تھی وزیر نے کچھ روپیہ بھی وہان کے مظلومون کو بھیجا اوس روز سے لوگ کہتے تھے کہ وزیر کی فتح نہوگی بعد اطمینان کلی وزیر پیشتر کو قدم براہ ہوا ✣

ذکر جنگ وزیر احمد بنگش سے اور شکست پانا

جب دونو لشکر برابر ہوئے شب بست دوم[22] شوال سنہ مذکور کو وزیر نے والد ممدوح سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحق خان کے فوج کا مقدمۃ الجیش ملازم ہوا تھا اور بیشتر بریلی مین حرب افغان کرچکا تھا مشورہ لیا والد نے عرض کیا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ بنا کر شور او ٹھاتے ہین اگر اوسوقت طرفثانی پایداری

کہ ہم سے خود مغلوب ہوجاتے ہین لہذا ایک فوج جوکہ اوس سے ہی بقدر تین چار ہزار کی بیت روتی فیل سواری مع بندوق
رعد اثر کے رکھنا چاہیے کہ بروقت آشوب حضور مین پایدار رہکر افاغنہ کے تدارک مین ساعی ہون اسمعیل بیگ خان
نے بغور ..... آکر کہا کہ اے صاحب کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے والد خاموش رہا صبح ہوتے
بعد نماز وزیر نے فوج آراستہ کو اطراف وجوانب آراستہ کرکے توپخانہ روبرو کیا پہر دن چڑھے مقابلہ ہوا توپ اندازی
شروع ہوئی راجہ سورج مل جاٹ جو وزیر کے میمنہ مین تھا اور اسمعیل بیگ خان جو میسرہ مین تھا رستم خان وغیرہ سرداران
افاغنہ مخالف پر دوڑے سخت آویزش کی چھ سات ہزار سوار افاغنہ کے خاک و خون مین ملا دئے بقیۃ السیف
نے راہ فرار لی راجہ برج اندر جو عقب رہا کر سورج مل جاٹ اور اسمعیل بیگ خان نے دور تک اونکا تعاقب کیا
..... وزیر ..... ہوگئی وزیر علی التواتر توپ اور بان اونکے مدد پر بھیجتا تھا تاآنکہ اسکے روبرو کچھ نرہا اور آفتاب قریب
غروب پہونچا والد کی بات کا ظہور ہوا افاغنہ کہ جنکا احمد خان بھی تھا بعد نماز ظہر فارغ کیطرف سے نمایان ہوے
جنگ عائد ہوئی بحکم تقدیر کامگار خان بلوچ جو فوجدار اطراف شاہجہان آباد اور وزیر کے فوج کے مقابل تھا
تاب نہ لایا فراری ہوا کہتے ہین کہ احمد خان بنگش سے جلا ہوا تھا بہرحال افواج مغلیہ نے صورت شکست دیکھکر
اکثر فراز و نشیب سوچنے لگے وزیر نے فوراً محمد علیخان رسالدار اور سید نور الحسن خان جماعدار بلگرامی کو فوج
راول کے مدد پر حکم دیا اثنا ہے ہاتھیون کے ہجوم اور سپاہ کے ازدحام مانع گذر ہوے بہرصورت نور الحسن خان
مع اپنے جمیع بھائیون اور عبد النبی چیلہ محمد علیخان مع اپنے ہمراہیون کے جو سب مجموعی تین سو سوار ہون گے صف
پھاڑکر فوج ہراول کے قریب پہونچے چونکہ مغلیہ نے بے غیرتی سے راہ فرار لی تھی انکا پہونچنا بھی کچھ نافع نہوا نور الحسن خان
اور عبد النبی جب کچھ متوجہ ہوے دیکھا کہ قریب تین ہزار پیادہ کے اور اونکے پیچھے سوار میسرہ کے طرف سے چلے آتے ہین
اور توپخانہ جو ہراول کی مدد کو گیا تھا پہلے بہت کم تھا فوج مذکور بلا صدمہ پاس آپہونچی میر نور الحسن خان وغیرہ
ہمراہیون نے تیر و کمان نکالکر اور عبد النبی خان کے ہمراہیون نے برق اندازی شروع کی افاغنہ کا ایک گروہ خاک
فنا پر ہموار ہوا اسیقدر پیچ کھایا مگر درست ہوگئی وزیر کی فوج کے پیر اوکھڑ سے کم لوگ ثابت رہے نصیر الدین حیدر خان
ہمزلف اور خالہ زاد وزیر نے مع چند رفقا کے شتر بان کی صورت افاغنہ بے باک پر حملہ آور ہوا سات آدمی کو اپنے
ہاتھ سے ہلاک کیا اور آخر کو لالہ زار آخرت کی گلگشت کو سدھارا افاغنہ نور الحسن خان اور محمد علیخان کے پاس
پہونچے محمد علیخان کے داہنے ہاتھ مین گولی لگی اور نور الحسن خان کا ہاتھی زخمی شمشیر ہوا اور میر غلام نبی متخلص برسا
اور میر عظیم الدین سادات بلگرامی اسیوقت مین نصیر الدین حیدر خان کے عقب جان بحق ہوے افاغنہ کے فیل نے
وزیر کو گھیر لیا مگر یہ نجانا کہ کون سوار ہے فیلبان بندوق سے ہلاک ہوا اور مرزا علی نقی اتالیق شجاع الدولہ خواصی مین تھا
زخم تفنگ سے کنارہ گزین ہوا اور وزیر کے گردن مین گولی لگی غشی نمودار ہوی چونکہ ہودج برنجی تھا دیگر جراحات

سے محفوظ رہا اور بہو وجہ سے بجز سر کی کچہ نمود نتہا اور حالت غش مین وہ بھی ناپدید ہوا جب تمام فوج بہاگی
سید نور الحسن خان اور محمد علیخان نے سر رشتہ نمک حلالی مضبوط رکھکر وزیر تک آئے وزیر نے حکم نوبت
شادیانہ صادر فرمایا تاکہ جمعیت لشکر مین پریشانی نہو مگر کچہ فائدہ نہوا وزیر ناچار معہ محمد علیخان اور نور الحسن خان
اور چند نفر مغل وہندوستانی کے جو کہ زیادہ دو سو سوار نہونگے میدان سے معاودہوا والد نے بعد مراجعت کل
لشکر کے بعض توپخانہ وزیر کو جو ہمراہی کے لایق تہا مردم متفرق کو فراہم کرکے ہمراہ لایا اور وقت شام وزیر
نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر نور الحسن خان کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سیکنا شروع کیا
والد نصف شب تک وہان پہونچا صبح کو کوچ کیا اکثر مغلیہ نے جا نے لشکر وزیر کو تاراج کیا اور باقیماندہ گوارون
کے ہاتہ لگا ہان مارہرہ سی صورت دلجمعی ہوئی کوچ بکوچ جاتے جاتے ۲۹ شوال سنہ مذکور کو دریاے جمن
کے کنارے مقابل شاہجہان آباد پہونچے +

ذکر احوال صوبہ الہ آباد و اودہ

احمد خان کو وزیر کے شکست دینے سے الہ آباد و اودہ کی فتح کی ذہن سمائی اپنے بیٹے محمود خان کو صوبہ اودہ پر
مقرر کیا اور خود الہ آباد کا قاصد ہوا یہان بقاء اللہ خان اور علی قلیخان غیرہ والہ داغستانی تہے بقاء اللہ خان مرحوم
بہی جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بہائی ہوا اپنے چچا کے عہد کوڑہ کی فوجداری مین صوبہ الہ آباد
مین بسر کرتا تہا اسوقت مین صفدر جنگ کا رفیق صدیق تہا کہ یہ سانحہ روبرو ہوا خان مذکور اور علی قلیخان خود بخش کی طاعت
سے عار رکہتے تہے چونکہ جنگ میدان کی تاب نتہی قلعہ الہ آباد مین پناہ جو ہوے اور گنگا پر قلعہ کے نیچے پل باندہکر
رسد کی راہ نکالی اسی عرصہ مین راج اندر گر جو کہ فقراے سنیاسی مہادیو پرست سے عجب صاحب جرات تہا
واسطے کوچ کے پل کے بیچ الہ آباد کے زیر قلعہ مجاورت کرتا تہا کر ہمت وزیر کی رفاقت مین جمعیت کی بلا اطلاع وزیر بقاء اللہ خان
وغیرہ کا معین ہوا اور ہرچند مردم وزیر نے قلعہ مین رہنے کی دلالت کی اوسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا ایکروز
دو تین مرتبہ قابو پاکر بادبان باد پا پر سوار ہوکر معہ اپنے چیلون کے فوج مخالف پر جا گرا اور اکثر مخالفین کو خاک
فنا مین ملا دیا سلامت اپنے مقام پر جا بیٹہا تہا یہ محاصرہ طول ہوا اور راجی پایداری قلعہ والون سے ظاہر ہوئی
احمد خان کا کچہ بنایا نہ بنا مگر اوسکے سپاہیون نے کہ افاغنہ بے باک اور روہیلہ سفاک تہے تمام شہر الہ آباد کو دروازہ
خلد آباد سے قلعہ کے نیچے تک جلا کر غارت کر دیا اور چار ہزار بی بیان شریفون کی قید کر لی سے گئے مگر دائرہ
شیخ افضل الہ آبادی اور محلہ دریا آباد چونکہ وہان انا ثہ کی سکونت تہی محفوظ رہے ہنوز احمد خان کا عمل
ان دونو صوبون مین درست نہوا تہا کہ وزیر کی آمد آمد ہوئی اور احمد خان گہبرا کر اپنے ملک فرخ آباد

کو واپس ہوا ✣

نواح اودہ اور لکھنؤ کے سانحہ اور شیخ معز الدین خاں بہادر کی جرأت اور دلاوری

محمود خان حسب مرضی پدر کے اودہ کو چلا شانزدہم جمادی الاول ۱۱۶۴ ہجری کو بلگرام کے غربی طرف فروکش ہوا افاغنۂ ہمراہی نے بمقتضاے طینت کے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اونکو بھی نہ تاب آئی چند افاغنہ کو مجروح کیا اور قریب دو سو راس باربردار کے لشکر سے لوٹ لیگئے محمود خان نے وفور غرور سے بہ جمیع فوج طیار ہوکر شہر کو محاصرہ کیا اور ارادہ تاراج فرمایا وہان کے لوگ محلہ محلہ کوچہ بکوچہ مستعد مدافعہ ہوے مشایخ اور سن رسیدہ لوگ قصبہ بلگرام کے جو محمد خان سے ربط رکہتے تھے واسطہ اصلاح ہوے فتنہ برخاستہ کو فرو کیا محمود خان نے پہاپاموٴ کی طرف آنکر کسی اپنے بنی اعمام نایم قوم کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ روانہ کیا اور اوسنے کسی سردار کو پانچہزار نفر سے روانہ لکھنؤ کیا سردار مذکور نے بیرون شہر مقیم ہوکر ایک کوتوال کو مقرر کر کے شہر مین بہیجا شہر صفدر جنگ کے عملہ سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقا اللہ خان کی ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغلیہ اپنا اسباب شیخ معز الدین خان بہادر کے گھر مین امانت رکھہ گئے تھے ہرچند ہوا خواہون نے منع کیا تھا کہ مال مغلیہ گھر مین نرکہو موجب دعواے افاغنہ ہوگا مگر شیخ مذکور نے بپاس شجاعت نمانا کوتوال نے شہر مین آتے بدعت کرنا شروع کیا معز الدین خان بہادر نے بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اوسنے باحترام ملاقات کی اور کوتوال کو بدعت سے ممنوع فرمایا اسی ضمن مین کسی مفتری نے سردار سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے اسکے کوتوال کو بیحرمت کیا معز الدین نے کہا کیا مجال بندہ جاتا ہے اور مفسدونکو سزا دیتا ہے اور فوراً رخصت ہوکر شہر آیا سمجہا کہ اس فرقہ افاغنہ کے امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو طلب کر کے کہا کہ یہ فرقہ سست پیمان ہے انکی اطاعت سے بجز ذلت کے حاصل نہوگا لازم ہے کہ باتفاق نابکارون کو دور کرین بعض توخوف کہاکر پہلو تہی کر گئے بعض رفاقت کو آمادہ ہوے اونمین سے قربان علیخان چودہری بعض محالات کا بھی رفیق ہوا معز الدین خان نے زیور فروخت کر کے شیخ زادہاے شہر کو جمع کیا اور حکم دیا کہ کوتوال کو نکالدین حسب الحکم تعمیل ہوئی اور کسی مغل کو لباس مغلی پہنا کر اپنے مکان مین بٹہالا اور صفدر جنگ کی منادی ساری شہر مین کرائی اور ظاہر کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بہیجا ہوا کوتوال ہے اور ایک جہنڈا اسیر امیر المومنین کے نام کا استادہ کیا ہوا اوسکے نیچے اتنا اوسکی رفاقت کی امید ہوتی سردار نے اس خبر سے کوتوال کے گھر سے بدعیہ تاراج شہر کیا اسمٰعیل گنج جو شہر کے شرقی طرف ہے حملہ آور ہوا دو سو شیخ زادہ اوسکے مدافعہ پر آمادہ ہوے

دریاے گومتی کے طرف سخت لڑائی ہوئی افاغنہ نے راہ فرار لی سردار دیگر بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار جرار تھے اس خبر کے سنتے ہی بھاگ اوٹھا توپخانہ وغیرہ اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا محمود خان نے جو معبر بیا ہیا مئو پر وارد تھا بمجرد خبر ادہر کی عزیمت چاہی معزالدین خان بہادر نے پیغام دیا کہ آپ کے لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہونچے اب بندہ واسطے ملاقات اور اظہار بعض مشورات کہواسطے آپ کی پاس آتا ہے چندے توقف کیجیے محمود خان وہان مقیم تہا کہ مفرورین نے اسکے وست ضرب کی خبر پہونچائی جب معزالدین خان نزدیک جا پہونچا محمود خان نے ڈر کر راہ فرار لی معزالدین خان نے قوت پاکر اپنے حدود اودہ سے کل افاغنہ کو باہر نکالا اور حکم دیا کہ جس جگہہ اس فرقہ کو پاوین بیدریغ تہ تیغ کرین +

دوبارہ چڑہنا وزیرالممالک صفدر جنگ کا اور فتح پانا احمد خان بنگش پر

ہنوز صفدر جنگ دارالخلافہ مین نہ پہونچا تہا کہ اسکے شکست کی خبر جا پہونچی امراے منافق اور بادشاہ احمق اور اوسکی مان اور جاوید خان نواب بہادر اوسکے مال ومتاع کی ضبطی مین فکر کرنے لگے مگر کچھ دہشت کہاکر انتظار تحقیق کررہے تھے جب سنا کہ زندہ نزدیک آپہونچا اوسکے پہونچنے کے منتظر ہوے تاآنکہ وارد ہلوا اسکی بی بی نے قبل اسکی پہونچنے کے لسر اور اتباع کو حکم آراستگی فوج اور استقلال وہوشیاری کا دیکر مستعد تھی جب صفدر جنگ پہونچا اور امراے منافق کے حرکات سنے اور دیکہے نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو پیغام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندون پر بار گران ہے اور مجہے کچبازی دور ہے اوسنے عذر خواہی کرکے خوش کیا وزیر کو اپنے دشمن کے فکر لگی تھی کار آزمودون سے اشارہ شروع کیا خالو سے بندہ سید عبدالعلیخان بہادر کو جواندنون مین ترک رفاقت امیرالامرا ذوالفقار جنگ کرکے اجمیر سے شاہجہان آباد پہونچا تہا مشورہ مین مخاطب کیا اوسنے عرض کیا کہ اپنی فوج سابق مین بہی کم نتہی اور اب بہی جسقدر درکار ہو باقبال وزیر میسر ہوسکتی ہے الا سرداران جنگ دیدہ آزمودہ کار رفیق کرنا چاہیے اوسنے کہا بتلائے کون ایسے لوگ ہین جواب دیا راجہ جنجے سنگہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکہتے ہین پس راجہ جوگل کشور وکیل صابت جنگ اور راجہ لچھمی نراین اپنے وکیل کو بہیجکر ہلکر ملہار اور جیاپا والد جنکو کو جو دو نو سردار عمدہ مرہٹہ کے تھے طلب کیا جب حاضر ہوے خرچ لایق اُنکے واسطے مقرر کرکے رفیق بنایا راجہ سورجمل جاٹ خود اول ہی شریک تہا ظاہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ جاٹ کا اور پچیس ۲۵ پینتیس ۳۵ ہزار یومیہ سرداران مرہٹہ کا قرار پایا از سر نو جملہ سامان حرب مثل توپ اور بان اور جزایل اور رہکلہ اور باروت وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال نتہی کہ از سر نو آرایش کرتا اور دشمن پر چڑہتا القصہ باہمہ شوکت وشان اوایل جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو دارالخلافہ سے برآمد ہوکر اکبر آباد آیا

اور اول مرہٹہ کی فوج کو جو بیس ہزار سوار تھی شادل خان افغان سے جو کہ احمد خان کے طرف سے
کول اور جالیسر کا حاکم تھا بھیجا فوج مذکور جمنا سے اوتر بلاسے ناگہانی کی نشانی روہیلۂ مذکور کی سر پر پہونچے
شادل خان بھاگا اور ایک جماعت کثیر قتل و اسیر ہوا اسپ و فیل و خیام وغیرہ معہ دیگر اسباب کے لوٹ میں
مرہٹوں کے ہاتھ لگا۔ احمد خان باستماع مقہوری افاغنہ محاصرۂ آلہ آباد سے جو کہ چار مہینے تک تردد کیا تھا
ہاتھ اوٹھا فرخ آباد آیا افواج مرہٹہ نے چھاونی کر کے خارج فرخ آباد کو قتل و غارت کیا احمد خان فرصت
پاکر حسین پور کو جو فرخ آباد سے تین کوس دریا سے گنگا پر واقع ہے آیا اور مورچہ قائم کر کے آمادۂ جنگ ہوا
اسکا سبب یہہ ہوگا کہ چونکہ ایکطرف اوسکے ملک روہیلہ کی راہ تھی اور دوسرے رسد کی مدد ہو سکتی تھی فرخ آباد
ہو رہٹو کو مرہٹہ نے خالی پاکر خوب لوٹا آلہ آباد کا قصاص پیش پا فتادہ ہوا جملہ مبلغ قلاش سے ایک رقم سوا لاکھ
روپیہ نقد کی تھی عقب سے وزیر معہ راجہ سورج مل جاٹ کے آ پہونچا اور احمد خان تینوں طرف سے سوار
ہوکر تنگ ہوا طرفین سے توپ و تفنگ کی صدا برپا تھی چونکہ افاغنہ کی رسد کشتی پر آتی تھی وزیر ذوالفقار خان
بلگرامی کو انحصار کشتی اور تاکید پل کے باب مین حکم دیا محمود خان نے اوسطرف دریا کی بنا بر مزاحمت درستی
پل قیام کیا جب کشتیان جماعہ دار مذکور کے اہتمام سے رامپور کے نزدیک جو قنوج سے بارہ کوس ہے
جمع ہوئین سرداران دیگر معہ توپ ملہار سنگ کے اسکی مدد پر مقرر ہوئے دوم جمادی الاول کو پل مستحکم دریا پر باندھ
کر لیا محمود خان نے ہر چند ہاتھ پیر مارے مگر پل نہ نکلا مگر کچہہ بھی نہ نکلا دوسرے روز سعد اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ
فراوان سے احمد خان کی مدد پر آ پہونچا افواج وزیر نے گنگا سے عبور کیا احمد خان نے مورچہ چھوڑ دیا سعد اللہ خان سے
جا ملا اور بڑی لڑائی درپیش ہوئی ایکطرف سے مرہٹہ کے تک و تار نے پٹھانون کے دم بند کر دیے دوسری
طرف سے جاٹ نے آفت کی آگ برسائی خاندان روہیلہ کے دھوین اوڑا سے میدان رزم انکھو مین سیاہ
کردیا آخر الامر احمد خان اور سعد اللہ خان بیتاب ہوکر جان نیم بسمل کو سلامتی سے بچا لیگئے قریب دس بارہ ہزار روہیلہ
کے جان سے مارا گیا اور مجروح و اسیر ہوا ہاتھی گھوڑے خیمہ وغیرہ اسقدر لوٹ مین ہاتھ لگا کہ تعداد نہین
ہو سکتی وزیر نے کوہ کمایون تک جو کوہ کمایون کا شعبہ اور جنگل دشوار گذار ہے تعاقب کیا اور اوس جنگل
مین افاغنہ محصور ہو سے ہزارہا افاغنہ ناسازی آب و ہوا سے اوس جنگل مین مر گئے اور افواج وزیر نے
نکل ملک افاغنہ کا پامال کر کے کوئی دقیقہ لوٹ مار کا اوٹھا نہ رکھا میر غلام نبی محب تخلص بلگرامی اوس لڑائی
مین جو دلیرانہ خدمت بجا لایا اوس فوجداری سے ملک افاغنہ مین چھاونی کی اور اس جانفشانی کے عوض مین
وزیر نے مرہٹہ کو سرکار کول اور جالیسر اور کسوا اور فرخ آباد اور قنوج سے کوڑہ جہان آباد تک مرحمت
فرمایا آخر الامر افاغنہ ملتجی ہوکر مرہٹوں کے توسل سے رضا جوئی وزیر کر کے جان بر ہوئے وزیر نے

فرخ آباد وغیرہ محالات سولہ لاکھ روپیہ کے احمد خان وغیرہ اولاد بنگش کو مرحمت فرمائے اور دیگر محالات علی محمد خان کے لڑکون کو بطور مالگذاری کے سپرد کیے اور صوبہ اودہ کو عازم ہوا اور بنارس تک گیا اسی سفر مین پرتھی پت زمیدار پرتاب گڈہ جسنے افاغنہ کی مدد کی تھی وزیر کی ملازمت کو آیا کہ حسب الحکم علی بیگ خان سیقچی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نہضت کرنا امیر الامرا ذوالفقار جنگ کا صوبۂ اجمیر کو اور ادہر کی سرگذشت

صوبۂ اجمیر اول وزیر الممالک کو عنایت ہوا تھا بنا بر قرب وجوار اودہ کے یہہ بندوبست ہوا آلہ آباد وزیر کو ملا اور صوبۂ اکبرآباد اور اجمیر امیر الامرا ذوالفقار جنگ کو عطا ہوا ۱۱۶۱ہجری مین راجہ بخت سنگہ راٹھور نے جو اپنے عہد مین کل راجائون مین ممتاز اور جرار و دانش مین سرمایۂ ناز تھا ارادہ کیا کہ اپنے آبائی ملک یعنی جودہپور اور میرٹھہ کو راجہ رام سنگہ ولد ابہی سنگہ اپنے برادرزادہ سے حاصل کرے حاضر حضور ہوکر ذوالفقار جنگ کو اجمیر جانے کی ترغیب دیکر خود ناگور اپنے دار الملک کو راہی ہوگیا تھا ذوالفقار جنگ بامید اعانت راجہ مذکور کے آخر ۱۱۶۲ہجری مین معہ چودہ پندرہ ہزار سوار اور سرداران نامدار بامید رستم علیخان برادرزادہ میر مشرف مشہور اور حکیم خان خویشگی معروف اور فتح علی خان ولد ثابت خان حاکم مشہور کول جسنے آخر کو خطاب نائب جنگی پایا اور محمد شجاع خان اور سید عبد العلیخان بہادر مورخ کا خالو اور میر علی اصغر کبرمو جسکا ذکر مہابت جنگ کی حال مین ہوا ہی اور مبارز خان وغیرہ کے عاشورہ محرم قصبہ پاٹودہی مین بسر کرکے شروع ۱۱۶۳ء کو کوچ کرکے موضع نیم رانی علاقہ راجہ سورجمل جاٹ مین پہونچا جہان کہ راجہ مذکور نے ایک گڈہی بنالی تھی اور وہان اوسکے چند ملازم بھی رہا کرتے تھے امیر الامرا کے مردمان فوج اوس گڈہی مین جا چڈہے اور راجہ کی لوگون کو نکال دیا امیر الامرا اسیقدر سے خوش ہوا شادیانہ بجاکر داخل خیام ہوا صبح کو بارادۂ اجمیر روانگی نارنول تھی اور بار و بنہ بھی قصبۂ مذکور کو روانہ ہوچکا تھا بر وقت سواری امیر الامرا کو خیال بندوبست اکبرآباد اور گوشمال راجہ سورجمل جاٹ کا ہوا پس اجمیر کا ارادہ فسخ کیا اور ادہر سواری رستم علیخان کو جو دو ہزار سوار سے ہراول تھا اور فتح علیخان جو سات سو سوار کا جماعہ دار تھا اور حکیم خانصاحب دو ہزار جرار اور مبارز خانصاحب میسرہ اور سید عبد العلیخان صاحب بہادر شجاع جنگ میسرہ اور علی اصغر کبری جنڈاول کو طلب کرکے استشارہ شروع کیا ہر چند ہر ایک سردار نے کہا کہ راجہ سورجمل جاٹ سے لڑنا ضرور نہین بخت سنگہ سے جیسا وعدہ ہی وہ بھی پہونچتا ہی باہم متفق ہوکر اول بندوبست اجمیر سے فراغ کرنا چاہیے اوسوقت تک فوج بھی تجربہ کار ہوجائیگی تب باتفاق بخت سنگہ وغیرہ راجاؤن کے اکبرآباد کا بندوبست اور جاٹ کی تنبیہ باحسن وجوہ کیجائیگی مگر اوس جاہل مطلق نے نسنا ناچار ستر سوار

بھیجکر بار و بنہ واپس منگائے دوپہر کو بار و بنہ واپس آئے نارنول کیطرف سے ہوکر سرا سے سوہا چند
مین مقام کیا صبح فتح علیخان کو معہ مردم اردو اور عملۂ کارخانہ کے واسطے لانے گھی کے بھیجا جاٹ نے بھی
فوج آراستہ کر کے روانہ کی اور خود بھی متعاقب متحرک ہوا بعد دوپہر کے افواج جاٹ بڑے کروفر سے
ظاہر ہوئی فتح علیخان نے چونکہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا ذوالفقار جنگ کو اطلاع دی کہ یہ طیار اور
لوگون نے دانہ گھاس بار کر کے عازم معاودت ہین لیکن بعض فوج سورجمل کی آ پہونچی ہے اور سردار لوگ
میری مدد پر مقرر نہ ہوجاوین تاکہ بحفاظت لشکر تک رسائی ہو علی رستم خان مقدمۃ الجیش اس امر پر مامور
ہوا جب تک وہان پہونچے چند گھڑی دن باقی رہا تھا حلیم خان خویشگی جو حسن سلیقہ سے مشہور اور کسیقدر
جاٹ سے کاوش رکھتا تھا بلا اطلاع بہ پاس ایزد معہ سات سو سوار کے اون سے جا کر ملحق ہوا القصہ انکے
پہونچنے تک دو گھڑی دن رہگیا حلیم خان نے علی رستم خان کو پیغام دیا کہ شام ہوئی لوٹنا چاہیے اسنے جواب دیا
کہ وہ مجھ سے پیشتر کھڑا ہے اول وہ واپس ہو دونون نے باتفاق سمجھایا اوسنے غرور سے کہا کہ آپ چلین
بندہ بھی آتا ہے چونکہ دن کم تھا دوبارہ ذوالفقار جنگ کو پیغام دیا کہ فوج جاٹ روبرو استادہ ہے ہمارے واپسی
مین اندیشہ ہے بہتر ہے کہ ہم لوگ اسی جگہ خیمہ زن ہون اور آپ بھی معہ کل لشکر کے اسیوقت چلے آئیے
امیر الامرا نادان تو تھا ہی یہ التماس منظور کر کے حکم واپسی دیا گھڑی بھر سے کم دن باقی رہا تھا کہ معاودت
کی صورت ہوئی لوگ دیر سے بھوکے پیاسے منتظر تھے خصوص جنگ نادیدہ اس فوج کی بمجرد لوٹنے کے اکثرون
نے پیشقدمی کرنا شروع کی توپخانہ روبرو کر لیا کہ مبادا تاریکی شب مین توپخانہ پیچھے رہجائے اور غارت ہو
فوج جاٹ نے جو انکی بے انتظامی دیکھی دستہ دستہ حسب ترتیب مستقل ہو کر بندوق فیر کرنا شروع کیا
علی رستم خان کے ہاتھی نے اضطراب شروع کیا حلیم خان نے بڑے اہتمام سے خان مذکور کو اپنے ہاتھی پر لے لیا
بمجرد اوسکے فیل کی حلیم خان کے گولی لگی دروازہ عدم کی راہ لی دوسرے بارہ مین علی رستم خان بھی مجروح
ہوا امیر الامرا کی فوج پر شکست عاید ہوئی اکثر مقتول اور بعض مجروح مضطرب لشکرگاہ پہونچے عجب طرحکا
اضطراب لشکر مین لاحق ہوا قراولان جاٹ کی لشکر کے گرد اگرد شورش اونکی امیر الامرا کو ایسا بدحواس کیا
کہ اسکے دلمین لشکر سے نکل جانے کی تمنا ہوئی میر علی اصغر کبرہ وغیرہ رفقا نے پایداری کر کے توعید و تہدید
سے نہ چھوڑا کہ کسی طرف حرکت کرے چونکہ خود جاٹ کو امیر الامرا کے قید کرنے یا مار ڈالنے سے کچھ
غرض نتھی دو تین روز شور اوٹھا کر معرفت فتح علیخان کہ جو اوسکے ساتھ شناسائی رکھتا تھا پیغام مصالحہ کیا امیر الامرا
نے غنیمت جانکر اقبال کیا راجہ سورجمل نے اپنے لڑکے جواہر مل کو بنا بر ملاقات بھیجا بعد چند شرائط کے
صلح ہوئی اونمین سے ایک شرط یہ تھی کہ یہ پیپل کا درخت نہ کاٹین معابد مذہب کی توہین نکرین۔ الغرض

امیر الامرا نے بکمال اہانت صلح اختیار کی سورجمل نے وعدہ کیا کہ اگر نارنول سے آگے نہ بڑہین اور راو سکے مشورہ سے کار بند ہون پندرہ لاکھ روپیہ بابت معاملہ راجپوتانہ تک کا میرے ذمہ واجب الادا ہوا ایسے وعدہ کرکے حدود اکبر آباد اور جاٹ سے واپس ہوکر نارنول کے نہضت کی راجہ سورجمل دو تین کوس ذوالفقار جنگ کے لشکر سے دور خیمہ زن ہوا کرتا تھا اور کلاکی آمد و رفت ہوا کرتی تھی تاآنکہ نارنول کے متصل پہونچا وہان پر راجہ بخت سنگہ آیا ذوالفقار جنگ استقبال کرکے لایا راجہ مذکور نے جاٹ کی اعانت کرنے سے ملامت کی اور اپنی غرض کیواسطے روانگی اجمیر کی دلالت کی اور امیر الامرا نے قبول کیا تب راجہ سورجمل نے ترک رفاقت کرکے اپنے مقام کو لوٹا اور امیر الامرا معہ بخت سنگہ کے روانہ اجمیر ہوا جب نزدیک اجمیر کے پہونچا بموجب اشعار راجہ کے بیس ۲۰ کوس یلغار کرکے داخل گوکل گھاٹ ہوا اودہر سے راجہ رام سنگہ ولد راجہ ابھی سنگہ معروف دہوکل سنگہ باتفاق راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ ہے جے سنگہ سوائی معہ لشکر گران اور توپخانہ فراوان کے جو تیس ۳۰ ہزار سوار سے کم ہوگا جودہپور سے مقابلہ کو چلا ذوالفقار جنگ چند روز اجمیر مین آسودہ ہوکر معہ راجہ بخت سنگہ متحرک ہوا پہکر اور شیر سنگہ کی گڈہی ہوتے میرٹہہ آیا اور میرٹہہ سے موضع پیپار تک دو تین مرتبہ دونون لشکرونکا مقابلہ ہوگیا جب بارادہ جنگ اول مرتبہ رہ سپر ہوے راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا سے کہدیا کہ میرے پشت کے طرف سے دوسرے طرف متحرک ہونا کیونکہ جس رخ کو فوج سرکار کا منہ ہے راجہ رام سنگہ نے توپخانہ بکثرت چنا ہے ذوالفقار جنگ نے جواب ناسزا کہا اور فرزین روش کجروی کرکے اودہر کو چلا راجہ بخت سنگہ نے امیر الامرا کے بساط ہمراہی سے علیحدگی کی افواج راجہ تیلنیہ جو نشیت توپخانہ پر کہڑے تھے پیادہائے شطرنج کے مانند خاموش نہایت تحمل و وقار سے کہڑے تہے جب نزدیک آ گئے یکبار ذوالفقار خان پر توپخانہ آتشبار کیا اس نادان کی کجبازی نے جمع کثیر لشکر کا خون بہایا ادہر سے حسب معمول توپ چہوٹتے رہے سُنا گیا کہ دوپہر کو توپین نہایت گرم ہوگئین نایرہ جنگ افسردہ ہوا پانی کی قلت کی کثرت اسقدر تھی کہ امیر الامرا کے لوگ جان بلب پانی کے چاہ مین دوان افتان باوسلے ہوکر لشکر مخالف تک پہونچے مخالفین نے جو شدت پیاس کو دیکہا کہ آنکھون مین پانی نہین ہان کسیقدر رہا پینے سے خونابہ دل کی کیفیت ہے لاجرم کنوین سے پانی نکال نکال گہوڑون اور سوارون کو پلایا پہر کہا کہ اپنے گھر جائیے ہمارے آپکے رزم در پیش ہے - یہ قصہ نہایت صحیح ہے کیونکہ بندہ نے سید اسمعیل علیخان خلف بہادر عبد العلیخان خالو سے بندہ کا جو اوس سفر مین رفیق تھا اوسکی زبان سے سُنا یہہ کیا عمدہ صفت راجپوتان تشنہ خون کی ہوئی کہ دشمن کو بھی اپنے چشمہ زار فضل سے محروم نکیا - یہ پارہ سے جودہپور شاید دو تین منزل سے زیادہ نہوگا ذوالفقار جنگ اوس جگہہ سے بنابر رنج سفر اور خرچ جنگ کے ستوہ ہوا چونکہ بر بیات

بھی آپہونچی تھی چاہا کہ بعد صلح واپس ہو ہرچند بخت سنگہ نے کہا کہ اس صوبہ کا بندوبست نہایت ضرور
ہے علاوہ ازان اگر یہان سے راجہا ے اور روسا سے دیرینہ کی گوشمالی کی گئی اور وہ لوگ مطیع ہوے
تو آپکا نام و نشان ہوگا دہاک بندہ جاے گی بعد انتظام اکبرآباد و راجہ سورجمل جاٹ کی گوشمالی بالکل آسان ہو جائیگی
مگر امیر الامرا نے نہ مانا راجہ بخت سنگہ نے باوجود تمام ازدہام مخالف کے جسکی مدد پر ہولکر ملہار بھی گیا تھا
مگر رسد اور گہی وغیرہ لانے مین اچھی کوشش کی تھی جب امیر الامرا نے بناے صلح ڈالی بخت سنگہ کنارہ
کر گیا اور مرہٹہ بھی مخالفین تھے مرخص ہو کر اپنی راہ لگے امیر الامرا کے ہاتھ مین لاکھ روپیہ لگا باقی کو یہ قرار
ہوا کہ اسقدر فلانے جگہ اور اتنا فلان مقام پر حاضر ہوگا غیر ذوالفقار جنگ پے پار سے معاود ہو کر راہی
اجمیر ہوا سبب عجلت یہہ تھا کہ وزیر نے خبر شکست سنکر ارادہ کیا تھا کہ وزارت حاصل کرے خالوے
فقیر اوسکے تلون مزاجی سے قبل معاودت مستعفی ہوا تھا لیکن چونکہ اس سفر مین زیر بار ہو گیا تھا لہذا اپنے
ہاتھی گھوڑے سامان تجمل فروخت کر کے قرض خواہان سپاہ وغیرہ کو عطا کیا اور خود پیشتر سے شاہجہان آباد
روانہ ہوا یہان پہونچکر سنا کہ بعد قتل راجہ نول راے کے وزیر بنگش کے مقابلہ پر گیا ہے دو تین روز کے بعد خالو
بھی راہی ہوا کول مین بہاگا ہوا لشکر وزیر کا ملا جب وزیر بھی پہونچا مستفیض ملازمت ہوا اور ہمراہ شاہجہان آباد
آیا اور یہہ مشورہ فرمایا کہ مرہٹہ اور راجہ بخت سنگہ کو طلب کرے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے ایکسال اور چند مہینے امیر الامرا
اس سفر مین رہا اوایل سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین داخل دار الخلافہ شاہجہان آباد ہوا اور بسبب قلت زر اور کثرت فوج کی سپاہ کا
قرضدار ہو گیا اکثر اوقات اونکی بلوے مین شریک ہو جاتا یہہ بادشاہ کی اعانت کی امید رکھتا تھا جب کچہ نہوا
بادشاہ کے حق مین سخنان سبک بکنے لگا ایکروز آشفتہ ہو کر گھوڑے پر سوار ہو کر نیزہ در دست داخل دربار ہوا بدین ارادہ کہ
بادشاہ کے روبرو شکوہ پوچ بکمال تندخوئی کرے نواب بہادر جاوید خان اس اطلاع یابی سے
مانع ہوا اور محروم کورنش کرا دیا بیچارہ اور بھی مشغول یاوہ جائی ہوا متعاقب بادشاہی چوکی ضبطی مال کو
اوسکے مکان پر پہونچی اور خدمت امیر الامرائی کی غازی الدین خان فیروز جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو مقرر ہوی
اور ذوالفقار جنگ معزول ہوا ؛

بعض سوانح دکن کا ذکر کہ آخر سنہ ۱۱۶۵ ہجری تک واقعہ ہوا ہے اور کسیقدر حال ناصر جنگ دوسرے بیٹے آصفجاہ کا

ناصر جنگ نظام الدولہ بہادر خلف دوم آصفجاہ جوان صاحب جوہر ہونہار تھا استعداد شاعری کی بھی رکھتا تھا
باوجود جوانی اور دولت و کامرانی کے خالی اوصاف سے نتھا باپ کی نیابت اور نیز بعدہٗ جب کہ بالاصالت
مستقل دکن ہوا مرہٹون کو مغلوب رکھا انکا رعب مرہٹون کی دلمین ایسا جما تھا جس سے زیادہ متصور نہین جتبک

زندہ رہا مرہٹہ مردہ رہی ۱۱۶۲ ہجری مین حسب طلب احمد شاہ کے نربدہ تک آیا اور پہر حسب ممانعت واپس گیا

مجمل حال لڑائی مظفر جنگ و ناصر جنگ سی اول مظفر جنگ کا مظفر ہونا بعدہ جان کہونا

مظفر جنگ کا اصلی نام ہدایت محی الدین خان ہی حسب نسب انکا دو واسطہ سی سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان تک پہونچتا ہی اور آصفجاہ نظام الملک کا دختر زادہ ہے آصفجاہ کے عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری کرتا تھا اپنے خالو نظام الدولہ ناصر جنگ کی لڑائی مین حسب طلب احمد شاہ کی بقاصد شاہجہان آباد ہوا نربدا تک پہونچا تھا باغی ہوگیا حسین دوست خان عرف چندا روسائے نوایت ارکاٹ مین سی موافق ہوا ارکاٹ کی تسخیر کی تحریص کی مظفر جنگ ارکاٹ کو متوجہ ہوا وہان فوج عظیم فرانسیسیں پہلچری سی بوساطت چندا کے ہمراہ لیکر انورالدین خان شہامت جنگ گوپاموی پر جوکہ آصفجاہ کے وقت سی ناظم تھا چڑہائی کی سولہوین شعبان ۱۱۶۲ ہجری کو معرکہ کارزار گرم ہوا انورالدین خان نے روز آخر سمجہکر روبہ مزاجی نہکی کمال استقلال سے شربت مرگ گوارا کیا ناصر جنگ اس خبر سی مظفر جنگ کی تنبیہ کو معہ فوج دریا موج اورنگ آباد سے بندر پہلچری تک جو پانسو کوس جریبی ہے جلد روانہ ہوکر ۲۶ ربیع الآخر ۱۱۶۳ ہجری کو مبارز ہوا حسب تقدیر ناصر جنگ مظفر ہوا اور مظفر جنگ زندہ قید ہوگیا ناصر جنگ نے موسم برسات واقعہ ارکاٹ بسر کیا افاغنہ کرناٹک مانند ہمت خان وغیرہ کے جو اس سفر مین ناصر جنگ کے نوکر تھے ملک و مال کی لالچ سی نمکحرام بنی فرانسیسیان پہلچری سے ملکر ۱۷ محرم کو بحساب نجوم اور سولہوین کو بحساب رویت ہلال ۱۱۶۴ ہجری مین شبخون کیا ہمت خان نے نزدیک پہونچکر ناصر جنگ کو گولی ماری بیچارہ راہی عدم ہوا انقلاب عجب واقع ہوا بعض ملازمان مخلص نے اوسکی لاش روضۂ شاہ برہان الدین غریب تک لیجاکر قریب قبر پدر مدفون کیا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے جو نہایت اوسکا دوست تہا یہ تاریخ کہی ہی ابیات

نواب عدل گستر عالی جناب رفت ✤ فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت ✤ در ہفدہم زماہ محرم شہید شد
تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت ✤

مظفر جنگ کا جلوس ریاست دکن پرا ور دو مہینے کے بعد قاتلان ناصر جنگ کا فوت ہونا

جب ناصر جنگ مرا مظفر جنگ جو قید مین ہمراہ تھا سریر آرا ہوا اور باتفاق افاغنہ نمکحرام اور فرانسیسیان پہلچری کے عازم حیدرآباد ہوا منتقم بے مانند نے انتظام کا سامان پیدا کیا مظفر جنگ اور افاغنہ کے دلمین نفاق پیدا ہوا ایکروز جس سرزمین مین کہ خیمہ تھا خیمہ ہوا طرفین کی ناخوشی ظاہر ہوئی مظفر جنگ و فرانسیسیونکو

آمادہ پیکار ہوا بعد دو مہینے کامل کے ۱۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا ہمت خان بھی
مدافعہ کو طیار ہوا کارکنان قضا و قدر نے ایسا شعبدہ دکھلایا کہ ناصر جنگ کو نیست نابود کرکے ہمت خان
وغیرہ کو معدوم کیا مظفر جنگ نے اول نصارا کا توسل ڈہونڈہکر اپنے امثال واقران پر تغلب کرنا چاہا اسکو
تسلط مین رامداس برہمن سیاہ فام کو جو نظام الدولہ کے ادنے متصدیون مین نوکر تھا رفیق بنایا اور مظفر جنگ
کا محکم یار بنا راجہ رگھناتھ داس کے لقب سے مشہور ہوا مظفر جنگ طالب علمی رکھتا تھا مگر خود ستا تھا ملازم
لوگ ہرچند اوسکی تصدیق کرتے مگر وہ متسلی نہوتا اوسکے ایام ریاست مین بالاجی راو معہ فوج کے
پورنیان سے اورنگ آباد چڑہا اور وہان کے ناظم رکن الدولہ نے پندرہ لاکھ روپیہ دیکر بھیا آفت ٹالی +

جلوس کرنا سید محمد خان بہادر صلابت جنگ کا ریاست دکن پر بفضل خدا

بعد ازین راجہ رگھناتھ داس نے خود بخود وکیل مطلق ہوکر فرانسیسیونکی دلجمعی کرکے سید محمد خان صلابت
جنگ بڑے بیٹے آصفجاہ کو ریاست پر متمکن کیا اور خود معہ حملہ فرانسیس کی اوسکا ملازم ہوکر قاصد اورنگ آباد
ہوا اور سید محمد خان نے اوسی مقام پر بارش بسر کی ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۴ ہجری کو بقصد تنبیہ بالاجی راو
کے اورنگ آباد سے نکلا اور احمد نگر کو جولانگاہ لشکر بنایا وہانسے پونہ کو متوجہ ہوا بالاجی راو پچاس ہزار سوار سے
مقابلہ پر آیا سید محمد خان نے لڑتے لڑتے بالاجی کو پونہ کے قریب پہونچایا اور آبادی مرہٹہ جو راہ پر واقع تھی
جلاکر خاک سیاہ کردی اس لڑائی مین فرانسیسیون نے مرہٹہ کے دہوئین اوڑادیے خصوص شب چہاردہم
محرم الحرام ۱۱۶۵ ہجری کو جب کہ چندر گرہن تھا اور اوسوقت مرہٹہ معہ سرداران کے پرستش خسوف کررہے تھے
جونہین فرانسیسیون نے دہائین دہائین شروع کی ننگے سر برہنہ پا بے زین بادیان پر سوار ہو ہوکر فرار ہوئے
اور اونکا طلائی سامان پرستش اہل اختلاف کے ہاتھ لگا لیکن افسوس نفاق کا برا ہو اس کوشش
و تردد کا نتیجہ کچھ نہوا صلابت جنگ سے صلح ہوگئی صلابت جنگ بعد انفصال متوجہ حیدرآباد ہوا اور اوسکے
حسب الطلب رکن الدولہ اور صمصام الدولہ باتفاق حیدرآباد پہونچے وکالت مطلق رکن الدولہ کو ملی ناگاہ خبر پہونچی
کہ امیر الامرا فیروز جنگ نے دکن کی صوبہ داری پائی رکن الدولہ نے مکر و حیلہ سے وکالت ترک کرکے جانوجی
کے پاس آیا بدین مقصد کہ امیر الامرا باتفاق ہولکر کے آتا ہی تو سالمت جانوجی اور بالاجی کی امیر الامرا کی
موافقت کرنا چاہیی جسوقت کہ رکن الدولہ حیدرآباد سے روانہ ہوا صمصام الدولہ وہین رہگیا اور صلابت جنگ کے
طرف سے حیدرآباد کا صوبہ دار ہوا جب امیر الامرا نے اورنگ آباد مین انتقال کیا ہولکر ملہاری جسنے سند
ملک خاندیس اور سنگمر او رجالنہ کی امیر الامرا فیروز جنگ سے لیکر عمل کیا تھا ہمراہ صلابت جنگ کے بارادہ

مقابلہ برادر خود فیروز جنگ کے آیا تھا سید مذکور نے صلابت جنگ سے بھی حاصل کی بعد ازان رکن الدولہ کربلا سے آنکر صلابت جنگ سے متفق ہوا اور وکیل مطلق ہوا اور صمصام الدولہ کو معزول کر کے اورنگ آباد بھیجا چونکہ برسات نزدیک آگئی تھی رکن الدولہ او رصلابت جنگ اورنگ آباد آئے +

بعض سوانحات حضوری کا بیان

ماہ محرم یا صفر ۱۱۶۴ھ ہجری مین راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سوائی فوت ہوا مشہور یہ ہے کہ کسی نے زہر دیا اور برنار بھیا او دیپو بھی انہین دنونمین گذرا اور اسی سال مین ناصر جنگ کے کشتہ ہونے کی خبر حسب مذکورہ بالا حضور مین پہونچی اور غازی الدین خان فیروز جنگ برادر کلان ناصر جنگ نے اوسکا ماتم کیا غرۂ ربیع الاول روز جمعہ سنہ مذکور کو خلعت ماتمی حضور سے عنایت ہو چونکہ حضوری سے نفور تھا نظامت دکن مستدعی ہوا امراے حضور بدرخواست پیشکش عرصہ کر رہے تھے آخر کار روز چہارشنبہ ستم ربیع الاول سنہ مذکور کو خلعت مذکور ملے حال اوسکا لکھا جاتا ہے +

آنا صفدر جنگ کا ۱۱۶۵ھ ہجری مین حسب الطلب حضور مین اور جان فیروز جنگ کا صوبہ دار دکن ہونا بلا پیشکش

احمد شاہ ابدالی اسی ۱۱۶۵ھ مین چوتھی مرتبہ لاہور آیا معین الملک شہر بند ہوکر چار مہینے تک لڑا چند بار سخت لڑائیان ہوئین مگر اوسکی دلاوری سے ابدالی سے دانت کھٹے ہوئے غلبہ کی مجال نتھی آخر کو بہ سبب نفاق آدینہ بیگ خان کے راجہ کوڑا مل دیوان جوکہ محض جانفشان تھا جان نثار ہوا اور معین الملک بدرجۂ لاچاری مغلوب ہوا تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب جنگ بڑہی آدینہ بیگ خان نے دوستی مین دشمنی کرنا شروع معین الملک کو صلاح دی کہ لشکر سے باہر نکلنا چاہیے راجہ کوڑا مل نے عرض کیا کہ دو ایک روز اسی جگہ پائداری چاہیے ابدالی تنگ ہوکر خود بخود بھاگا جاتا ہے مگر معین الملک نے آدینہ بیگ خان کی شجاعت اور اپنی جرات جوانی سے چند قدم آگے بڑھا سے بڑا یہ جب پر معین الملک کا تو پخانہ تھا وہ خالی ہوا ابدالی کے لوگ معتبران زنبورک وہان پر آگئے اور بموجب اشارۂ آدینہ بیگ خان کے معین الملک پر حملہ آور ہوے اوسوقت آدینہ بیگ خان نے معین الملک کو صلاح دی کہ کوڑا مل کو کمک پر طلب کرنا چاہیے جب آدمی بھیجا اوسنے کہا کہ جبکہ بندہ کی عرض قبول نہوئی اگر اب بندہ حضور مین آئے لشکر فرار ہو جائے چونکہ معین الملک پر عرصہ کارزار تنگ تھا آدینہ بیگ خان نے حملۂ جنگ مین تساہل اور راجہ مذکور کے طلب مین ترغیب بستر نا چار بکرر طلب کیا کوڑا مل نے بضرورت اپنے سرداران لشکر کو نصائح پائداری کر کے ادہر قدم بڑھایا درمیان مین ایک

کوس کا فاصلہ تہا چند قدم گیا تہا کہ سرداروں کا منہہ پہر گیا اور لشکر پر شکست پڑی ناچار پہر واپس ہوا اور عمدہ آویزش کرکے ابدالیوں کو بہگاکر تعاقب مین چلا جاتا تہا کہ ناگاہ سر مین گولی لگی اور جان شیرین نثار راہ جوانمردی فرمائی چونکہ کوڑا مل دیوان مدار الدولہ اور معتمد علیہ تہا اسکے شہید ہوتے تمام لشکر مغلوب ہوا اور معین الدولہ ناچار شہر کو لوٹا مفتی عبداللہ کو پیغام صلح دیا احمد ابدالی نے جہان خان کو استقبال پر بہیجکر بکمال عزت طلب کیا اور معین الملک درجہ لاچاری کو حاضر ہوا ابدالی نے سور و ترحمات فرماکر اپنی طرف سے صوبہ لاہور کی نیابت دی اور کابل کو عطف عنان ہوا صوبہاے لاہور و ملتان ملک بابر یہی نکلکر داخل قلمرو ابدالی ہوئے اور سیوقت مین جبکہ ابدالی لاہور مین معین الملک سے لڑتا تہا قلندر خان کو بطور رسالت احمد شاہ بادشاہ شاہجہان آباد کے پاس بہیجا بادشاہ کو دینے کی آمد آمد نے ہلا دیا امراے حضور نے وزیر الممالک صفدر جنگ کو نہایت الحاج سے متواتر تحریر کیا کہ ہولکر ملہار وغیرہ کی فوج کو متفق کرکے بہت جلد حاضر حضور ہو اور مدافع عدو مین ساعی ہو وزیر مذکور ہولکر ملہار کو وعدہ زر خطیر سے ہمراہ لیکر ماہ رجب سنہ مذکور مین شاہجہان آباد پہونچا جاوید خان ناظر مدار المہام سلطنت ہوا تہا اوسنے معہ دیگر امراے نفاق پیشہ کے قبل پہونچنے صفدر جنگ کے شاہ درانی سے صلح کرلی اور اوسکا حکم قبول کرکے قلندر خان ایلچی کو رخصت کیا وزیر الممالک نے نہایت آزردہ ہوکر کہلا بہیجا کہ ہم ہولکر کو موجب تمہارے لکہنے کے بوعدہ زر ہمراہ لائے ہیں اور اوسکا تقاضا ہی ہے کیونکر کثرت بیہودہ ساعی سے ہوون شہر لب دریاے جمن خیام گزین ہوا اسی ضمن مین جب ذکر بالا خان فیروز جنگ کو لعد کرتے ہوئے ناصر جنگ کی ہلچری مین واجی صوبہ داری دکن ہوا تہا وہان سے کچہ درستی سند کا مستدعی ہوا اور آخر حضور سے اپنے پیشکش کے منتظر نکرنے تھے اب اسوقت مین اوسنے قابو پاکر بادشاہ اور امرا کے حضور مین عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری بندہ کو عنایت ہو جسطرح سے ہو سکے گا ہولکر کو راضی کرلونگا بادشاہ اور امرا نے ہزار منت سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکہدی اوسنے اپنے لڑکے کو امیر الامرا کی نیابت کو چہوڑکر اور ہولکر کو ہمراہ لیکر ماہ رجب سال مذکور کو قطع منازل اختیار کیا

وزیر کا شاہجہان آباد مین داخل ہونا اور جاوید خان کا مارنا

بعد جانے فیروز جنگ اور ہولکر کے وزیر الممالک ماہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوا جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ ہوا خصوص اس سبب سے کہ اس شخص نے ساتہ ابدالی کے صلح کرلی اور لاہور و ملتان دلوا دیا کیونکہ یہ امر موجب کسر شان بادشاہی کا ہوا جاوید خان اودہم بائی والدہ بادشاہ کی اتفاق سے مکدر رہتا بادشاہ نے بموجب حکم اپنی والدہ اور بتخریب جاوید خان کے اپنے خالو انتظام خان کو بخدمت بخشی گری اور معتقد الدولہ

خطاب عطا کر دیا اور اسباب عمارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت ہوا اور سنئے اس عروج مین پہونچکر امرا کی ہم چشمی شروع کر دی اگرچہ بعد عروج اکثرون کے ساتھہ حسن سلوک بھی کیا لیکن وزیرالممالک اس فضیحتی سے نہایت دل تنگ ہوکر درپہ دفعت ہوا ماہ شوال کو خواجہ سرا سے مذکور کی ضیافت کی بہانہ سے طلبی کی اور گھر بلاکر مار ڈالا علی بیگ خان نشقچی شتاب جنگ نے زخم کاردسی کام تمام کر دیا اور یہ امر موجب دغدغہ احمد شاہ ہوا انتظام الدولہ وغیرہ سے دلی اتفاق کر کی وزیر کے برہمی کا منصوبہ کرنے لگا۔

خان فیروز جنگ کا اورنگ آباد مین فوت ہونا

خان فیروز جنگ مع ہولکر کے ہشتم ذی قعدہ سنہ مذکور کو داخل اورنگ آباد ہوا اور سید محمد خان بہادر صلابت جنگ جو حیدر آباد مین تہا بقصد مقابلہ برادر رہ سپر ہوا ہولکر مرہٹہ نے قابو پاکر خان فیروز جنگ سے تمام ملک خاندیس اور حالنہ توابع اورنگ آباد وغیرہ لی درخواست کی فیروز جنگ چونکہ تازہ وارد اور ناواقف تہے اور نیز صلابت جنگ کا مقابلہ اور صوبہ ہاے دکن کا تسلط کرنا درپیش تہا ملکہاے مذکور کے سناد اپنی مہر سے حوالہ ہلکر ملہار کر دیئے اور ایسا ملک مفت مین مرہٹہ کی ہاتھہ لگا چونکہ مقدر ایسا تہا کہ ریاست دکن کی صلابت جنگ کے نام ہو فیروز جنگ سترہ روز بعد داخل ہونے اورنگ آباد کے مرگ مفاجات سے ساتوین ذی الحجہ کو دنیا سے چل بسا اوسکے رفقا جو بڑے توقعات سے رفیق خدمت ہوئے تہے ملول ہوکر ہمراہ تابوت شاہجہان آباد آئے اور اوسکی لاش دفن کی۔

تفویض ہونا منصب امیر الامرائی کا فیروز جنگ کو

خان فیروز جنگ کا لڑکا جو نام اسکا شہاب الدین ہے خطاب موروثی سے سرفراز ہوکر عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ لقب پایا اور وزیرالممالک صفدر جنگ کے گہر مین جا بیٹہا اور اسکی یتیمی پر اوسکی بی بی نے ایسی سفارش کی کہ صفدر جنگ نے برسر ترحم آکر امیر الامرائی اوسے دی لیکن باوجود طالبعلمی اور خوشنویسی اور زبان دانی مختلفہ اور شاعری اور شجاعت کے اس ناحق شناس بے سپاس نے کفران نعمت صفدر جنگ کی قتل پر کمر باندہی پوشیدہ اسنے خالو انتظام الدولہ ولد اعتماد الدولہ وزیر اور بادشاہ اور اوسکے مان سے موافقت کر لی صفدر جنگ کے اخراج کے درپے ہوا۔

شروع ہونا منازعت کا فیما بین احمد شاہ اور وزیرالممالک صفدر جنگ کے

احمد شاہ نے باغواے والدہ اور انتظام الدولہ اور اعتماد الملک کے وزیرالممالک صفدر جنگ کو پیغام دیا

کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے تعلق رکھو صفدر جنگ نے بادشاہ کا نفاق دیکھکر دربار کی امد و رفت موقوف کردی احمد شاہ نے چاپلوسی راہ سے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ جاکر عذرخواہ ہوا اگرچہ مفید نہوا مہینوں اس سوال جواب مین گذر شروع ۱۱۶۶ھ مین کدورت ظاہر ہونے لگین جب چہ مہینے اس سال کے گذرے طرح طرح سے حادثہ ظاہر ہونے لگے۔

دغا کرنا احمد شاہ کا صفدر جنگ سے اور معطل کرنا اوسکی نائب داروغہ توپخانہ کو اور فساد ہونا باہم وزیر و بادشاہ کی

صفدر جنگ وزیر اسی منصوبہ مین تھا کہ کون چال چلئے کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتا تھا اور اپنی زندگی بھی دشمنون کے ہاتھہ سے محفوظ رہنا دور دیکھتا تھا درحقیقت یہہ شخص جرات اور عقل چندان نرکھتا تھا نہ ایسے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچہ دشوار نتھا لیکن تقدیر نے توانکہیں اندہی کردی تہین سے بہرحال بادشاہ نے ایک رات کو بمصلحت خواجہ سرایان و نیز ہر دو امرا سے مذکور کے ایک پرچہ خاص وزیر کے نام لکھکر نائب توپخانہ کو جو وزیر کے طرف سے مامور تھا طلب کیا اور اوسکو رقعہ دیکر کہا کہ وزیر کو پہونچا ئے اور زبانی بھی چنین چنان عرض کری اوس نالائق نے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضرور امر ہے وہ نااندیش رقعہ لیکر قلعہ سے نکلا مجرداً بادشاہ نے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ دروازے قلعہ سے مسدود کرین اور مردم وزیر کو جسطرح سے ہو بیرون کرین حسب الامر تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ سے برجون پر توپین لگادین اور بمقابلہ حویلی دارا شکوہ سے جہان وزیر تہا نشانہ لگا کر آمادہ حرب ہوے وزیر لاچار بعد جواب و سوال کے اوس مکان سے نکل کر ا حویلی مین جو اپنا ہے دور تھی آیا اور چند روز متامل رہا آخر کو بادشاہ لڑائی مین اپنے بدنامی اور نمکحرامی کا شہرہ سمجھکر اپنے صوبجات کی رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور نکیا آخر صفدر جنگ نے بے اجازت دار الخلافت سے نکلکر شہر سے دو کوس پر خیمہ گاہ کیا بدین ارادہ کہ بے جنگ و جدال اپنے صوبون کو جاوے الحق کہ یہہ راے بہت عمدہ تھی مگر فتنہ جویان لشکر نے خیالات فاسد اوسکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کردیا۔

صفدر جنگ نے کسی کو شاہزادہ بنایا اور عزم رزم کیا

صفدر جنگ نے کسی مجہول بے نشان کو شاہزادہ بنایا اور اپنے عیال و اطفال کو راجہ سورجمل جاٹ سے قلعجات مستحکم مین بہجوا دے اور سورجمل کو اپنی رفاقت مین شریک کرلیا احمد شاہ نے عہدہ وزارت انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کو عنایت فرمایا اور عماد الملک امیر الامرا تہا مگر باعث بہت تفرقی

منتصفدر جنگ وزیر ہوا اطراف وجوانب سے فوج طلب کی اور لوگ آپہونچے اونمین سے نجیب خان
روہیلہ اور چنا گوجر اور بلوچان وغیرہ زمیندار اطراف اور سادات بارہہ اور میواتی خواجہ سرایان اعلا
زمرۂ منصب داران اور عمدہ زادہاے قدیم مانند محمد صادق خان ولد سیف الدخان صوبہ دار ٹہٹہ اور
جامع سیر المتاخرین کا والد جو کہ بنابر ناخوشی صفدر جنگ کے باقیات محالات خالصہ کے بہانہ سے قید تہا او سوقت مین
باقیات معاف اور مورد الطاف شاہی ہوکر بوساطت حافظ بختاور خان بعلی کے سرفراز ہوا اور ہر ایک
نامور معہ دیگر متوسلون کے سرگرم رفاقت شاہی ہوے آشوب قیامت دار الخلافۃ کی نواح مین برپا
تہا شروع ماہ رجب سنہ ۱۱۶۶ سے آغاز جنگ ہوا چہہ مہینے تک زد وخورد ہوے صفدر جنگ کے بہی اکثر
رفیق جو باسے نام وننگ تہے خصوص راج اندر گوشائین جسنے قلعہ الہ آباد مین بقاء الہ خان اور علی قلیخان
کی رفاقت کی تہی یہ شخص عجب جرات کا تہا وزیر کے رفاقت مین توپخانہ ابتبار بادشاہی مین گہوڑا تا تہا اور
اکثرون کو ہلاک تہ خاک کرتا لوگون کو سحر وجادو کا خیال ہوا کہ اسکی توپ وتفنگ نہین موثر ہی آخر کار اسی
دلیری اور دلاوری مین بضرب گولی بہشت نصیب ہوا اور عالم کا مظنہ جادو باطل ہوا۔ ذو الفقار جنگ
امیر الامرا معزول بہی بسبب ناخوشی بادشاہی کی وزیر کو پیغام دہ ہوا کہ ہماری فوج شاہ مردان کی جہنڈے
تلے رہی اور خود بہانہ زیارت سے جاکر فوج وزیر مین شامل ہوا ادہر غازی الدین خان نے منادی کی کہ جو
سوار صفدر جنگ کا ملازم جسکا گہوڑا داغ سین رکہتا ہوگا نوکری کو آوے سو روپیہ مساعدہ اور ساٹہہ روپیہ
مشاہرہ پاوے گا اس ندا کے ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے برخاستہ ہوکر عماد الملک سے جا ملے
اور رسالہ سین داغ مین ہزارون آدمی نوکر شاہی ہوا بعد ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیونکی
بلوا کی ہوئی کہ محمدی جہنڈا کہڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہی خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا اوسسے مقابلہ
کرنا بمرتبہ جہاد ہے اس صدا سے ہزارون عالم چار یاری جمع ہوگیا جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے
بے عزت بلکہ مار ڈالتے محمد اسحق خان اور اوسکے بہائی مرزا علیخان اور سالار جنگ اور اسمعیل بیگ خان
وغیرہ سرداران عمدہ متوسلین صفدر جنگ کے مکانات غارت کر دیئے اسکے عوض مین سورجمل جاٹ
نے شہر کہنہ شاہجہان آباد کو یعنی دہلی جسکی آبادی شاہجہان آباد سے کسیقدر زیادہ تہی غارت کیا اور
جان ومال وناموس برباد کیا اکثر لوگ شاہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گہر مین اس حال سے کہ وزیر کو اسکا
اعتماد ہی جمع ہوے تہے یہان بہی جاٹون نے وہی دست درازی کی جو کچہ گذرا قابل بیان نہین آخر بعد چہہ
مہینے کے طرفین عاجز ہوکر خواہان مصالحہ ہوئے امراے حضور اور احمد شاہ نے پیغام آشتی دیا
صفدر جنگ نے بہی اپنی رضا ظاہر کی انتظام الدولہ ولد قمر الدین خان کی وساطت سے دو نو صوبہ اودہ

ہو الہ آباد صفدر جنگ کے نام بحال رہا اور صفدر جنگ ماہ محرم سنہ ۱۱۶۷ ہجری کو روانہ صوبجات مقررہ
ہوا۔

آنا عماد الملک کا معہ مرہٹہ کے اور انتقال معین الملک کا اور سلطنت کی خفت

عماد الملک نے بروقت جنگ صفدر جنگ کے ہولکر ملہار مرہٹہ کو صوبہ مالوہ سے اور جے آپا کو ناگور سے
اپنے مدد پر بولایا تھا اور قبل انکے پہونچنے کے یہان صلح ہو گئی عماد الملک قوم جاٹ سے غبار رکھتا تھا پس
اونکو رفاقت مین لیکر سورج مل جاٹ پر چڑھ گیا اوسنے میدان جنگ مین عہدہ برائی نہ دیکھی ڈیگ اور کمھیر اور
بھرت پور کے قلعجات مین جا بیٹھا عماد الملک نے معہ مرہٹہ کے محاصرہ کیا چونکہ تسخیر قلعہ مین میدانی توپین
بلا رس مزور رہا ہی اور انکی ہمراہ تھین لہذا محمود خان کشمیری اپنے مدار المہام کو معہ عرضداشت درخواست عطاء
توپخانہ کے روانہ حضور کیا چونکہ انتظام الدولہ اسکا خالو خیال جانتا تھا کہ بعد فتح جاٹ یہ شخص ناشناس بیگانہ کا خاندان
برباد کریگا بادشاہ کی درخواست منظور کرنے مین مانع ہوا محمود خان نے عملہ توپخانہ کو زجر و تہدید سے ترغیب دیکر
موافق کر لیا اور ایک دن انتظام الدولہ کے سکانی لگانے کو اوسکے گھر پر چڑھ گیا ہر چند دلمدو گیر ہوئے مگر
کچھ پیش نگئی لاچار دوسرے روز قصبہ داسنہ کی طرف بھاگا اور محالات خالصہ شاہی اور منصبداروں
کی جاگیرات مین جو دار الخلافہ کے قرب و جوار مین واقع تھے قطاع الطریقی اور لوٹ مار کرنے لگا اسی ضمن
مین سورج مل نے بادشاہ اور انتظام الدولہ کو عرضی لکھی کہ جسوقت عماد الملک نے قابو پایا باتفاق مرہٹہ کے
وزارت اور سلطنت کی بیخ بنیاد کھودے گا مناسب یہ ہی کہ بادشاہ اور انتظام الدولہ شکار کے بہانہ سے
معہ کل فوج کے سکندرہ مین ڈیرہ کرین اور بشرط مصلحت صفدر جنگ کو بھی دلجوئی کر کے شریک بنالین
تاکہ یہ فتنہ فرو ہو بادشاہ نے یہ صلاح قبول کی بالآخر معہ کل بیگمات اور انتظام الدولہ وزیر اور صمصام الدولہ
وغیرہ ملازمین اور عملہ توپخانہ اور منگباشیوں وغیرہ کے نکلکر سکندرہ سے تین چار کوس پر خیمہ زن ہوا مگر
صفدر جنگ کا بلانا اوسہم بابی اور انتظام الدولہ کو ناپسند ہوا عماد الملک نے اس شورہ سے ماہر ہوکر مقام
خورجہ سے محمود خان کو جریدہ ملازمت شاہی مین بھیجا تاکہ اوسکو اور لشکر کو تخویف کرے وہ حسب الحکم
وقت شام حاضر ہوکر منظر ہوا کہ چند ہزار سوار مرہٹہ کسی طرف دوڑ گئی ہین مگر معلوم نہین کہ کہان پر ظہور
کرین یہہ کہکر رخصت ہو خورجہ کو سدھارا بادشاہ غفلت شعار اور وزیر نامرد ناتجربہ کار باوجود اوسکے آگاہ
کر دینے کے غافل و بے خبر خیمہ گاہ مین معروف آرام ہوے ہولکر ملہار چونکہ نسبت ندینے توپون کے
بادشاہ اور وزیر سے عار رکھتا تھا ارادہ کیا کہ اسوقت جاکر رسد وغیرہ ملکی راہ بند کر کے توپ وغیرہ جو کچھ ملے
اپنی قبضہ میں لاوے اور یہ بھی چاہا کہ بلا شراکت دیگرے تجارت کرے لاجرم عماد الملک اور جے آپا کو بھی خبر نکی

کوچ کیا شبا شب متھرا سے عبور کر کے قریب لشکر پہونچا اور اول شب عید بان سیر گو پیان بیگمان ہوا کہ محمود خان اس قرب و جوار مین آتش افروز ہنگامہ ہے ہوا اس امر کو سہل سمجھکر کچہ تدارک پر متوجہ نہوئے آخر شب تحقیق ہوا کہ ہولکر آپہونچا اب ہاتھہ پیر ڈہیلے ہو گئے نہ استعداد جنگ تھی نہ بہاگنے کی مجال۔ نامردی اور ناکرہ کاری سے احمد شاہ معہ والدہ اور صمصام الدولہ میر آتش خلف امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران اور انتظام الدولہ کے بدون اطلاع دیگر روساے لشکر کے عماریون مین مستور سوار ہو کر فراری ہوے اور مال و اسباب جو جہان تہا وہین پر چھوڑا اپنی اپنی جان لیکر دار الخلافہ کی راہ لی جب دیر کے بعد اُنکے فرار کی خبر مشتہر ہوئی ادنے اور اعلی اپنے حال پر نہایت متردد ہوا جسکے پاس تہوڑا اسباب تہا وہ تو اوسیوقت روبراہ ہوا قصبہ سکندرہ تک پہونچے تھے کہ صبح ہو گئی اور فوج ہولکر نے پہونچکر بلا منازعت اور ممانعت کے تمام لشکر اور اثاث البیت شاہی کو غارت کیا جسکو جہان پایا اوسکو سوتے لنگوٹے سے عاری کر دیا ملکہ زمانی دختر فرخ سیر زوجہ محمد شاہ معہ دیگر بیگمیان حرم کے اسیر مرہٹہ ہوئین اگرچہ ہولکر نے بڑی عزت کی اور روز سیر کا اسباب اور جواہرات جو کچہ اون عورات کے پاس تہا اون سے کچہ تعرض نہ کیا لیکن افسوس جس دروازہ پر سروران آعظم کے جبہہ سائی تہو وہ ملکہ کوب لنگان دکن ہوا اور ایک چشم زخم عظیم ناموس بابریہ کے عائد حال ہوا۔

عماد الملک نے ترک محاصرہ جاٹ کر کے شاہجہان آباد کی راہ لی اور بادشاہ کو قید کیا اور عزیز الدین ولد معز الدین کا جلوس

عماد الملک نے جب یہہ خبر سنی دار الخلافہ کو دوڑا ہے آیا نے ان دونون سردار کے جانے کی بعد خود بھی نازول کا رستہ لیا سورج مل نے خود بخود اپسے محاصرہ سے رہائی پائی عماد الملک نے ہولکر ملہار کی اعانت سے صمصام الدولہ میر آتش اور بنگیا شیون کو موافق کر کے انتظام الدولہ کی تغیر پر خود وزارت کا متعہد ہوا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرائی دلائی جس روز کہ وزارت پائی صبح کو خلعت پہنی اور ذوقت دوپہر احمد شاہ کو معہ اوسکے ماں کے دسلوین شعبان روز یکشنبہ سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین قید کیا اور عزیز الدین خلف معز الدین جہاندار شاہ نے تخت خلافت پر جلوس فرمایا عالمگیر ثانی کا خطاب دیا ایک ہفتہ کی بعد احمد شاہ اور اوسکی والدہ کی انکھون مین سلائی کر دی

انتقال کرنا صفدر جنگ کا اور جلوس فرمانا شجاع الدولہ کا مسند پدری پر

صفدر جنگ اپنے صوبہ مین پہونچکر مہدی گہاٹ پر مقیم ہوا اور ایک خاص مکان اپنے اسایش کی لیے آراستہ کر کے سامان آسودگی

اور دیگر سامان کی فکر مین مصروف ہوا کہ یکایک اوسکے پیر مین دانہ بڑی زور سے برآمد ہوا آہستہ آہستہ بڑہنے لگا آخر مادۂ سرطانی ہم پہونچا یا ہر چند اطبا نے علاج کیا کچہ فائدہ نہوا سنہ مذکور مین ہفتدہم ذیحجہ کو رہگرا سے ملک بقا ہوا مزار پنجۂ حضرت شاہ مردان مین واقعہ دہلی مدفون ہوا شجاع الدولہ مسند آرائے پدر ہوا چند روز اسمعیل بیگ خان راتق فاتق رہا اور اسیطرح جمیع بزرگان پدر بحال رہے بعد چندے اسمعیل بیگ خان بہی فوت ہوا اور تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا ذوالفقار جنگ بہی صوبہ اودہ مین بہشت نصیب ہوا شجاع الدولہ ہر چند جوان لاوبالی تہا مگر بسبب شجاعت کی تادیب سرکشان صوبہ اور انتظام مین چنانچہ باید و شاید منتظم ہوا اور عیاشی مین بجز شراب کی اور کل منہیات سے محترز تہا اکثر عورتون کی مباشرت مین راغب اور لہو ولعب مین مصروف رہتا تہا لیکن بکریمی چشم اور عفو و اغماض اور ترحم مزاج مین تہا تین چار برس اس جاہ و جلال مین گذرے تہے کہ سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین شاہ ابدالی حسب تحریک عمادالملک کے وارد دارالخلافہ ہوا اور عمادالملک اوس سے موافق ہوا اور شجاع الدولہ کی انہدام بنیان ہستی کو باتفاق افواج درانی اور افاغنہ بنگش وغیرہ کے جو قدیم دشمن شجاع الدولہ کے باپ کی تہے بجدہ آیا اور شجاع الدولہ اپنی پایداری سے پیش لیگیا۔

ذکر لاہور اور انتقال کرنا معین الملک کا

معین الملک خلف قمرالدین خان وزیر ۱۲ محرم سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین بطریق سیر اسپ سوار شہر سے برآمد ہوا علی الاتفاق یہ ہی کہ گہوڑے کی دوڑانے سے عارضہ قولنج ہوا اور اوترتے ہی رہگرا سے ملک بقا ہوا اور ایک معتمد اوسکی روشناس ہمراہی سے سنا گیا کہ یہ شخص اپنے لشکر سے کسی ملازم عمدہ کے لشکر مین جو کچہ دور تہا جاکر روز مرہ کہانا کہاتا تہا چونکہ یہ شخص خوراکی تہا خوب سیر ہوکر سوار ہوا راستہ مین گہوڑا دوڑایا حالت متغیر ہوئی باگ روکی خانہ زین سے بر وے زمین آیا اور فرش خاکی پر دراز ہوا لمحہ کے بعد خون کی قی ہوئی اور فوراً ہلاک ہوا احمد شاہ ابدالی نے صوبہ داری لاہور کی میر مومن اوسکے بیٹے کے نام لکہ بہیجی بسبب اسکے صغر سنی کے اختیار مہمات ملکی اوسکے والدہ کے تفویض ہوا معین الملک کی عہد سے فوج بکثرت اور دیگر خرچ بہی بہت تہے حاصل صوبہ وفا نکرتا تہا رعایا پر ظلم و جور ہوا کرتا تہا ان بیچارون کی کوئی جا سے امن نتہی سکہہ لوگ آپس مین بڑے دردشریک ہوتے ہین لہذا جسپر ظلم ہوتا وہ تمام سر برہنہ بال رکہتا اور اکال اکال کا نعرہ مارتا گورو گوبند کا پیرو ہوتا اسیطرح جماعت بڑہتا جاتا تہا تا آنکہ اب عورت مہتم ملکی ہوئی یہ ذات بے عقل شور بہیجالی مشہور ہے کارندون نے اپنے اپنے راہ پر لگایا ملک مین بدعت

کی افزایش ہوئی کمینے لوگ مانند خواجہ سرا غلام وغیرہ کے مدار علیہ ہوئے اسی عرصہ مین میر مومن
بہی مرا اوسکی جگہ پر خواجہ موسیٰ احراری داماد معین الملک کا جانشین ہوا بہکاری خان رستم جنگ نے
جو معین الملک کے عہد مین کل کا مدار المہام تہا چاہا کہ اب بہی بطور سابق رہے معین الملک کی بی بی نے یہہ
ارادہ پاکر اندرون محل بلا لونڈیون کی ہاتھ سے پٹوا کر روشنی جان سے لی بعد چندے خواجہ عبداللہ خان ولد سیف اللہ و
عبدالصمد خان آدینہ بیگ کی خفیہ تدبیر سے متسلط ہوا و بیگم نے معین الملک کو قید کر کے صوبہ کی نایبی اپنے
نام ابدالی کے حضور سے طلب کر لی امان خان برادر جہان خان نے ابدالی کی طرف سے لاہور پہونچکر
نظم اختیار کیا چندروز جب اسطور پر گذرے خواجہ عبداللہ خان تنخواہ سپاہ کا ہنگامہ نہ اوٹہا سکا ناچار فراری
ہوا اور آبروے ریاست خاک مین ملائی دوبارہ صوبہ کی حکومت بیگم کو ملی بعد ازان خواجہ مرزا خان
نے جو کہ معین الملک کا عمدہ جماعہ دار تہا بیگم کو قید کیا اور آخر کو صلح ہو گئی۔

لاہور مین عماد الملک کی فتنہ انگیزی اور رسالہ سین داغ کے ہاتہہ سے ذلیل ہونا اور معاود ہونا دار الخلافہ کو

اعتماد الملک کو منظور ہوا کہ صوبہ لاہور و ملتان شاہ درانی کے گماشتون سے چہین لیوے اور سرداران رسالہ
سین داغ کی سزا دیوے جو کہ صفدر جنگ کی وزارت مین نیابت مقتدر اور جمیع محالات خالصہ وغیرہ
جو دار الخلافت سے قریب تہے اونکی تنخواہ مین مقرر ہوئی تہی پس مع عالمگیر ثانی اپنے نامقرر ہوے بادشاہ کے
باولی مین آیا اور والد کو فوجداری محالات سرہند اور تہانیسر اور پانی پت وغیرہ کی دیکر عزیمت پانی پت
کی فرمائی چونکہ یہہ معاملہ کشن چند کے وسیلہ سے طے ہوے تہے راجہ ناگرمل کو اوسپر حسد ہوا چاہا کہ
معاملہ مین تخلل کرے سرداران سین داغ کو جو محالات کے تحصیلدار تہے داغ سے طلب کر کے سمجہایا
کہ سیدہدایت علیخان جو تمہاری جاگیرات کا حاکم ہوا ہے صاحب مقدور ہے نواب وزیر عماد الملک سے
عیومنی کر کے دو لاکہہ روپیہ طلب کرو کہ وہ تمکو دلاوے اگر اوسنے دیا بہتر ورنہ بندہ کسی معتمد کو بہیجتا ہا
ہے وہ دو لاکہہ روپیہ تمکو دیوے سرداران مذکور جو نہایت مغرور اور تحصیلدار سے جاگیرات سے ملول ومجبور
تہے نہایت غنیمت سمجہی صبح کو وزیر کے پاس وکیل بہیجکر مستدعی زر مذکور ہوئے والد مرحوم نے
جب یہ رنگ دیکہا اوس کام سے درگذر کر مستعفی ہوا چند لوگون کے وسیلہ سے استعفا داخل کیا اور
خود بہی حاضر دربار وزیر ہوا وزیر نے دو گہڑی والد اور بخت خان اور ناگرمل اور سیف الدین محمد خان
وغیرہ مقربین سے مصاحبت کر کے چاہا کہ متوجہ خلوت ہو کہ وکلاے رسالہ سین داغ نے بموجب
اشارہ ناگرمل کے وزیر سے درخواست زر مذکور معاوضہ کی کی وزیر نے جواب دیا کیا مضایقہ ہے

موجودات داخل کرو اور اپنی تنخواہ لو اونہون نے اس گھمنڈ سے کہ کسیکو عملہ مین ہمارے مواخذہ کی مجال نہین بعذر
کیا کہ بہت بہتر کسی کو حکم ہو کہ ہمارے موجودات کا جائزہ لیوے عماد الملک نے نجیب خان کو حکم دیا کہ تم انکی موجودات
دیکھ لو اوسنے قبول کیا اور اوسی جگہ سے اپنے بیٹے ضابطہ خان کو کہلا بھیجا کہ ایک خیمہ میدان مین استادہ کراکر انکے
موجودات کو اچھی طرح دیکھے وکلا بھی کہ راہ چارہ جوئی اور خیانت کی مسدود ہے کیونکہ بخت خان کی ہزار جرار کا مالک ہے
یہ تہمت کیون ڈرے گا پس اپنے موکلون کو خبر کی اونہون نے تدبیر کار بلوا مین دیکھی بے باکانہ اشارہ
کر دیا اور عماد الملک مع تین چار مقربین کے خلوت مین داخل ہوا اوسی مین سے نجیب خان اور راجہ ناگرمل
اور کشن چند بھی ناگرمل تو مصدر فساد تھا اوٹھکر چلا آیا اوسکے پیچھے نجیب خان بھی واپس ہوا والد مرحوم
کشن چند کے برآمد ہونے کا انتظار بنا بر منظوری اوپنی استعفا کے کر رہا تھا ناگاہ بیس تیس سوار رسالہ
داغ سین کے سراپردہ کے دروازہ پر آکر اپنے سردارون کی فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر مین اور سوار بھی
آکر اونکے شریک حال ہوے سرکارون نے اسکا ماجرا معرفت خواجہ سرایون کی اندر کہلا بھیجا بمجرد سننے کے
وزیر نے چاہا کہ خود جا کر سمجھاوے والد نے عرض کیا کہ حضور کا جانا مناسب نہین اوسنے نمانا وزیر نے
سراپردہ کے باہر کھڑے ہو کر سمجھانا شروع کیا مین اسی وقت مین رسالہ مذکور کے لوگ قریب دو سو نفر کے
جمع ہوئے عماد الملک کو باتون مین بہلا وہ دیکھ بے باکیان کرنے لگے والد نے کہا ہان ہان یہ تمہارا شاہزادہ ہے با ہیب
ادب سے عرض مدعا کرو تا کہ رفع حاجت ہو چونکہ ہجوم ممد تھا اسی سے نے سنا وزیر کو کھینچ لیا کسی نے تکمہ جواہر
اوتار لیا لباس پارہ پارہ ہوا پگڑی بھی سر سے گری اور کوچہ ہائے بالی پت سے زیادہ پاکشاں کشاں اپنے
لشکر کو کھینچ لے گئے فوج وزیر متحیر تھی کچھ نہ کر سکی چونکہ چند روز حیات اور اقبال باقی تھا سرداران رسالہ
مذکور عذر خواہ ہوے اور تکلیف لباس دی وزیر نے نخشش بنج دیا کہ قرم ساقون اب دیر کیا کرتے ہو اگر عزم
قتل ہے جلدی کرو ورنہ تم خود قتل ہوتے ہو اگر ارادہ قتل تھا اس بد نہادی سے کیا حصول ہوا اسی عرصہ مین
بادشاہ کا پیغام پہونچا کہ اگر عماد الملک کو اسی قید کی حالت مین ہمارے حوالہ کرو تمہاری تنخواہ ہمارے ذمہ ہوگی
کسی نے زبان ترکی مین یہ پیغام کہا عماد الملک اس زبان سے خوب واقف تھا غضبناک ہو کر بولا جو کچھ منظور
ہے جلد کرو اونہون نے عجز و نیاز کیے بعد فیل پر سوار کر دیا اور حسن خان دکھنی کو خواصی مین بٹھلا ایک ہاتھ
مین چنور اور دوسرے ہاتھ مین چھتری کو چک لئے ہوے اوسکے گھر پہونچایا بمجرد ورود کے حسن خان
دم کی طرف سے اوتر پڑا اور وزیر آکر مسند پر بیٹھا لوگ کورنش کیواسطے ہجوم لائے اوسنے حسن خان
کا انتظار کرکے پوچھا کہان ہے لوگون نے عرض کیا کہ سوار ہو گیا حکم دیا کہ جلد حاضر کرین بس سوار ہو کر
حکم دیا کہ جہان رسالہ سین داغ کے لوگون کو پاوین قتل کرین خیمہ وغیرہ غارت کرین روہیلہ نجیب الدولہ

نے ہجوم کرکے ایک گھڑی مین او سکا نشان مٹا دیا اور تمام شب معروف تاراج رہے اور وزیر
بادشاہ سے دلگیر ہوکر شہر کو معاود ہوا اور مدت تک فوج و اسباب کی درستی کرتا رہا اور بادشاہ
کو اپنے معتمدین کے حوالہ کرکے شاہزادہ عالی گہر کو جسے بادشاہ بنایا تھا ہمراہ لیکر بارادہ بندوبست
لاہور روانہ ہوا

عماد الملک کا دوسری مرتبہ لاہور جانا اور معین الملک کی بی بی اور بیٹی کو بزور قبضہ مین لانا

عماد الملک نے جسکی طینت مین تیزروی اور فساد مخمر تہا بارادہ تحریک فساد مع جمیع عملہ اور سپاہ فراوان
اور شاہزادہ عالی گہر نے شکار کرتے گرد سیر کنان تہوڑے دنون مین جاتے جاتے آدینہ بیگ خان کو متفق کرلیا
جب اوسکی محبت مستحکم ہوئی اور عماد الملک لودہیانہ پہونچا آدینہ بیگ خان کی مشورہ سے ایک فوج سید
جمال الدین خان کی سرداری مین مع ایک قطعہ خط موسومہ اپنی خالہ کے بہیجا اوسمین اپنی بی بی یعنی اوسکی
لڑکی کو طلب کیا تہا معین الملک کی بی بی نے اپنے لڑکی کو مع جہتر وغیرہ چار ناچار روانہ کرکے مطمئن
ہو بیٹہی ۔ عماد الملک نے جمیع سرداران ملازم کو مع فوج ہمراہ اپنی خالہ کے استقبال کو بہیجا اور
باحترام تمام خیمہ مین جگہ دی اور خود بہر خالہ سے ملاقی ہوا بعد ازان بدون اشتہار بہادر خان کشمیری
کو بنا برلانے اپنی ساس کے بایلغار تمام بہیجا چونکہ چالیس کوس کا فاصلہ تہا صبح روانہ ہوکر ایک رات
دنمین بیچ حرم سرا سے معین الملک پر جا پہونچے معین الملک کی بی بی بیچارہ غافل سوتی تہی خواجہ سراؤن
نے بہ معرفت بیدار کردیا اور قید کیا عمارت سے نکالکر خیمہ مین بند کیا بعد ایکدن آرام کرنے کے روانہ لودہیانہ
ہوے عماد الملک نے بعد پہونچنے کے عذر خواہی بہت سی کی اور عفو تقصیر چاہی اور لاہور کی صوبہ داری
بعیوض تیس ۳۰ لاکہہ روپیہ پیشکش کے آدینہ بیگ خان کو مقرر فرمائی اور دار الخلافہ کو معاود ہوا لیکن
معین الملک کی بی بی نہایت آزردہ ہوئی راستہ مین اور نیز دار الخلافہ پہونچکر اوسکے نوکرون اور
نیز عماد الملک کو فحش دے کر کہتی تہی کہ اس حرکت کا ثمرہ اچہا نہین چہ سات مہینے مین احمد شاہ ابدالی
اسکا انتقام لیگا اوس وقت تمہاری حقیقت معلوم ہوگی کہ تمام عالم کی ویرانی ہوگی و خاندان قدیم و جدید کی خرابی آخر کار ایسا ہی ہوا

آنا احمد شاہ ابدالی کا قندہار سے شاہجہان آباد مین اور تاخت تاراج کرنا شہر مین قتل عام کا

احمد شاہ نے جب سنا کہ عماد الملک نے معین الملک کی بی بی سے اسطرح گستاخی کی نہایت غضبناک
ہوا جلد لاہور آپہونچا آدینہ بیگ خان تاب مقاومت نہ لایا بانسی اور حصار کو چلدیا اور عماد الملک اپنی

جان لوٹ را معین الملک کو شفیع بنایا شاہ درانی نے جلد میں کوس کا سفر کرکے دہلی آیا عماد الملک سے استقبال کیا اور معتوب ہوا بعدۂ بسفارش معین الملک مورد مراحم ہوا اور نیز بوساطت شاہ ولیخان وزیر ابدالی کے بقرار پیشکش عمدہ وزارت پر برقرار رہا شاہ ابدالی ساتوین جمادی الاول سنہ ہجری کو داخل قلعۂ شاہجہان آباد ہوا عالمگیر ثانی سے ملاقات کی سکنۂ شہر کی ناموس و مال مین دست درازی فرمائی کوئی دقیقہ لوٹ کھسوٹ کا باقی نرہا اہل عزت اپنے اپنے ہاتھہ سے ہلاک ہوکر آبرو بچاگئے ایک مہینے شہر مین مقیم رہا قمر الدین خان وزیر کے گھر مین تو صاف جھاڑو دے گئے ایک تنکا بھی نچھوڑا اور اپنے بیٹے تیمور شاہ کی شادی اعز الدین برادر حقیقی عالمگیر ثانی کی دختر سے سرانجام فرمائی بعد انصرام شادی سورجمل جاٹ کی تنبیہ کو عازم ہوا جہان خان سردار کو حکم دیا کہ جاٹ مذکور کے قلعجات تسخیر کرے اور خود بھی عقب سے برآمد ہوا یہ پانچوین مرتبہ ہے کہ ابدالی ہند مین آیا عماد الملک نے خانجہان کے ہمراہ اچھی جانفشانی کی جسکے صلہ مین مورد تفضلات ہوا جب پیشکش کی درخواست ہوئی عماد الملک نے عرض کیا کہ کوئی شاہزادۂ تیموریہ اور فوج درانی میرے ہمراہ ہو تاکہ انتربید یعنی ملک دوابہ گنگ و جمن سے زر خطیر حاصل کرکے داخل خزانہ سرکار کرتا ابدالی نے دو شاہزادہ ایک ہدایت بخش بن عالمگیر ثانی دوسرا مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی ولد اعز الدین کو رفیق کیا اور اپنے سرداران مین خان بازخان کو ہمراہ دیا۔

آنا عماد الملک کا شجاع الدولہ ولد صفدر جنگ کے ملک مین

قبل اسکے تحریر ہوچکا ہے کہ عماد الملک نہایت دشمنی صفدر جنگ سے رکھتا تھا اس سال مین ابدالی کا توسل کرکے مع جان بازخان اور ہردو شاہزادہ مرقومہ بالا کے عبور جمنا کرکے فرخ آباد آیا احمد خان بنگش نے استقبال کیا خیمہ خرگاہ ہاتھی گھوڑے وغیرہ اسباب پیشکش شاہزادگان اور عماد الملک کئے اور افاغنہ امرائے اور بعض اپنی فوج کو ہمراہ کردیا عماد الملک بہیئت مجموعی عبور گنگ کرکے قصبہ اودہ کو سدہارا شجاع الدولہ بھی بڑے استقلال سے برآمد ہوا میدان سانڈی پالی مین جو سرحد صوبہ ہے پہونچکر مستعد پیکار ہوا دو مرتبہ خفیف خفیف سی لڑائیان قراولان طرفین سے عائد ہوئین آخر کار سعد اللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ کی وساطت سے جو کہ شجاع الدولہ کا دوست تھا پانچ لاکھہ روپیہ پر صلح ہوئی اور سعد اللہ خان نے اسی امر مین بڑی غمخواری شجاع الدولہ کی فرمائی عماد الملک کچہ نکرسکا ساتوین شوال سنہ ہجری کو مع شاہزادگان اور جان بازخان وغیرہ فوج کے عبور گنگا کرکے فرخ آباد آیا اور احوال ابدالی کے انجام کار کا منتظر ہوا شاہ ابدالی نے بلم گڈہ کو جو کہ متعلقۂ جاٹان کا قلعہ اور شاہجہان آباد سے پندرہ کوس پر تہا تین روز مین فتح

کیا اور تمام محافظان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور وہان سے بارادہ قتل متھرا جو کہ مشہور معابد ہنود ہے روانہ ہوا جہان خان کو مقدمۃ الجیش بنایا جہان خان نے متھرا مین آکر کوئی دقیقہ قتل اور سوخت اور تاراج اور اسیری عیال و اطفال سکان متھرا کا اوٹھا نرکھا ملک جاٹ کے لوگ بعض قلعون مین جا چھپے احمد شاہ ابدالی اکبر آباد د گیا مرزا سیف اللہ بیگ قلعہ دار قدیم بادشاہی نے بضرب توپ کسیکو قلعہ کے گرد نہ آنے دیا شاہ درانی نے جہان خان کو تسخیر قلعہ جاٹ پر مامور فرمایا سردار مذکور نے قلعہ کشائی مین اہتمام کیا ناگہان حضرت وبائی جلوہ دکھلایا اکثر لشکر ابدالی لقمۂ وبا ہوئے مجال اقامت نرہی ناچار تسخیر قلعجات سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے ولایت کو سدہارا جب شاہجہان آباد کے برابر پہونچا عالمگیر ثانی نے معہ محب الدولہ کے مقصود آباد کے تالاب پر آکر ملازمت شاہ ابدالی کی حاصل کی اور عماد الملک کا نہایت شاکی رہا احمد شاہ نے نجیب الدولہ کو ہندوستان کا امیر الامرا کیا اور عالمگیر ثانی کی حمایت کی سفارش فرمائی۔

کتخدائی احمد شاہ ابدالی محمد شاہ بادشاہ ہند کی دختر سے اور لیجانا صاحبہ محل اور ملکہ زمانی کو ہمراہ

مخفی نرہے کہ جب احمد شاہ خلف محمد شاہ قید ہوا اور عالمگیر ثانی کی تخت نشینی ہوئی عماد الملک نے اقتدار پایا ملکہ زمانی جو فرخ سیر کی لڑکی اور محمد شاہ کے زوجیت مین تھی اور صاحبہ محل جو دوسری بیگم تھی اور جسکے بطن سے محمد شاہ کی دوسری لڑکی ہوئی تھی بیچاریان یہ دونون زمانہ کی [illegible] پریشان ہوئین [illegible] نے صدمہ غارت مرہٹہ اور رنکو اسی عماد الملک سے اپنا رہنا ہندوستان مین [illegible] عالمگیر ثانی کے زیر حکمرانی رہنا نچاہا جب شاہ ابدالی کی موافقت انکو [illegible] پیغام دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اپنے لڑکی کی شادی تمسے کرونگی احمد شاہ ابدالی نے [illegible] شہرہ روزگار سمجھکر قبول فرمایا وہین پر اقامت کرکے دختر مذکور کو عقد نکاح مین لایا اور ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کی سفر کا بھی سرانجام کر کے انکو بھی ہمراہ لیا لاہور کو عازم ہوا بعد ورود اپنے بیٹے تیمور شاہ کو جہان خان والی لاہور اور ملتان اور ٹھٹہ کے سپہ سالاری پر مقرر فرمایا اور لاہور مین بٹھا کر کابل قندہار چلا گیا۔

تھوڑا احوال دکن کا جو اس زمانہ مین گذرا ہے لکھا جاتا ہے

معلوم ہو کہ مظفر جنگ کے وقت سے آصفجاہ کے خاندان مین نوکر ہوکر نہایت صاحب اقتدار ہوا اسکا لو لو اور رواج بتدریج وغیرہ محالات اپنی جاگیر مین لیکر کل معاملات کا مدار علیہ ہوا اور عمدۃ الملک سیف الدولہ خطاب حاصل کیا اور ایک شخص عظامی دکن مین سے مخاطب حیدر جنگ اسکے ہمرکاب رہین صاحب

اختیار رہا چونکہ صوبہ کارات فائق تھا جماعۂ انگلشی کو بھی تسخیر ہند کا ولولہ ہوا محمد علیخان خلف انور الدین خان گوپاموسے ملک بعض صوبہ ارکاٹ پر متصرف ہوئے موشیر بوسی ارکن الدولہ سے بددل ہوا چودہویں صفر ۱۱۶۷ کو وکالت مطلق سے معزول کرکے صمصام الدولہ شاہ نوازخان اورنگ آبادی کو مقرر کیا صمصام الدولہ نے چار برس اس انتظام میں گذارے - میر نظام علی اور میر محمد شریف سلابت جنگ کے بھائی کے ہمراہ تھے صمصام الدولہ مذکور نے ۱۱۶۹ ہجری مین نظام علی خان کو صوبہ دار برار اور محمد شریف کو صوبہ دار بیجاپور مقرر کردیا میر نظام علی آخر کو آصف جاہ ثانی کی خطاب سے معزز ہوا اور محمد شریف نے اول شجاع الملک بعدہ برہان الملک کا خطاب پایا دونوا اپنے صوبہ پر گئے چھٹی ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۰ ہجری کو صمصام الدولہ معزول ہوا اسکی جگہ پر برہان الملک جو بیجاپور سے سلابت جنگ کے پاس آیا تھا مقرر ہوا انہین دنون آصفجاہ ثانی نے مع فوج شایستہ کے برار سے اورنگ آباد آکر اپنے بھائی برہان الملک کو معطل کیا اور عنان اختیار ملکداری اپنے ہاتھ مین لی چونکہ برہان الملک وکیل مطلق کے نام سے مشہور ہوا تھا اس لقب سے معذور ہوکر ولی عہد کا لقب مقرر کیا اسی سال مین بالاجی راو بارادۂ جنگ وارد اورنگ آباد ہوا آصف جاہ ثانی ذوالفقار الملک امیر الممالک سلابت جنگ کو جو کہ بمنزلۂ آقا کے تھے جراست اورنگ آباد مین مقرر کرکے خود مع بھائی برہان الملک کے بالاجی راو سے لڑنے ہوئے سندکہیر تک جو اورنگ آباد سے تیس ۳۰ کوس ہے رہ نورد ہوا آخر کار صلح ہوئی معہ سینتیس لاکھ روپیہ کی جاگیر صوبجات دکن سے بالاجی کو دی گئی اور آصفجاہ ثانی وہان سے لوٹ کر اورنگ آباد آیا موشیر بوسی مع اپنے اتباع کی آصفجاہ ثانی سے مکدر تھا اسکی شکست بلکہ انہدام بنیاد دولت کے درپی تھا جب دیکھا کہ بسبب اقتدار آصفجاہ ثانی کے میرا مدعا نہین حاصل ہوسکتا ابراہیم خان کاردی کو جو کہ رفقاے معتمد آصفجاہ سے تھا بوساطت حیدر جنگ مدار المہام کے اپنی طرف کھینچ لیا اور اپنے ملازمین مین داخل کرلیا اور آٹھ لاکھ روپیہ زر تنخواہ سپاہ کا اپنے پاس سے دے کر آصف جاہ کو بے پر و بال کردیا بعد ازان صمصام الدولہ کو مقید کیا اب دونو طرف سے دلجمعی کرکے چاہا کہ آصف جاہ کو حیدر آباد کی صوبہ داری کے حیلہ سے اور دوسری جگہ قلعہ گلکنڈہ مین محبوس کرے اور ایک میدان واسطے اپنی لڑائی کے خالی کرے آصفجاہ کو اس دغا سے آگاہی ہوگئی اپنے معتمدین کے مشورہ سے قتل کرنا حیدر جنگ مدار المہام موشیر بوسی کا چاہا ۱۲ ماہ رمضان کو قریب دوپہر ۱۱۷۱ ہجری کو حیدر جنگ کسی سوال جواب کیواسطے آصفجاہ کے خیمہ مین آیا ارادہ قتل تو پیش نہاد خاطر تھا حضار نے اوسکو ذبح کرڈالا آصفجاہ نے بعد قتل کے گھوڑے پر سوار ہوکر ایسی قدم بڑھائے کہ تمام توپخانہ فرنگ فوج تصویر کی طرح متحیر رہا فی الحقیقت یہ کام وہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے ملکوڑ کانپنے ہوئے الغرض حیدر جنگ کی قتل سے عمدۃ الملک موشیر بوسی وغیرہ بیہوش ہوے

اسی آشوب مین قابو طلب لوگون نے اوسکے چھوٹی بیٹے میر عبد النبی خان اور یمین الدولہ کو بھی باپ کی خدمت مین روانہ کردیا بعد اسکے تسخیر کے امیر الممالک صلابت جنگ اور اوسکا بہائی برہان الملک اور سوشیر بوسی حیدر آباد چلے گئے اور آصفجاہ ثانی نے برہانپور کی راہ لی ابراہیم خان کاردی جو طوعاً کرہاً آصفجاہ سے جدا ہوا تھا پھر آصفجاہ سے جا ملا اور باتفاق سیدی ہم ماہ مذکور کو داخل ہوے اور مالداران شہر مانند محمد انور خان برہانپوری وغیرہ کو ڈانڈا یہ محمد انور خان وہی ہے جو سنکراجی ملہار کی باہم اتفاق سے امیر الامرا حسین علیخان مرحوم کا مرہٹہ سے باقرار جوتہ کے باعث صلح ہوئی تہی مع قیمتین عمم معادرہ سے ہفدہم ذیقعدہ سنہ مذکور کو رہگرای عدم ہوا اور شاہ عیسی جند آلہ کی جوار مین دفن کیا گیا آصفجاہ بعد فراہمی زر اور لشکر کی برہانپور سے صوبہ برار گیا اور قصبہ باسم مین جو کہ برار کی بڑی قصبات مین ہے چھاونی کی بعد چھاونی جانوجی ولد رگھوجی بہوسلہ سے لڑائیان ہوئین اور آخر کار صلح کی ٹہہری بعد مصالحہ عازم حضور امیر الممالک صلابت جنگ جو کہ حیدر آباد مین تہا ہوا اسکے بہائی کے فیما بین مین طرح طرح کی تنازعتین پیدا ہوئین اخر الامر امیر الممالک اور آصفجاہ ایکطرف ہوئے اور برہان الممالک اپنے صوبہ بیجاپور کو چلا گیا اٹھارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱۷۳ قلعہ احمد نگر کو سداشیو بہاو اور اوسکی براور چچازاد بالاجی اوس قلعہ دار سے سازش کر کے تسخیر کر لیا یہ قلعہ پایۂ تخت سلاطین نظام شاہیہ ہے اکبر بادشاہ کے عہد مین شاہزادہ دانیال نے عبد الرحیم خان خانخانان کو سپہ سالاری مین تسخیر کیا تھا تب سے قلعداران خاندان بابریہ کے قبضہ مین رہا اور یہ شہر و قلعہ آباد کیا ہوا احمد نظام شاہ کا ہے کہ سنہ ۹۰۰ مین اپنے نام سے آباد کیا تھا اور دو سال مین یہ شہر کمال خوبی آباد ہوا اور تھوڑے ہی زمانہ مین سنگ و گل کا ایک حصار تعمیر ہوا اور سکے اندر منقش عمارات اور دلکش مکانات اپنے استقامت کو بنوائے اوسکے بعد اوسکی اولاد قابض رہی اوائل سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین سلاطین بابری کی قبضہ مین آیا اور سنہ ۱۱۷۳ مین مرہٹہ قابض ہوے جب فرانسیسیون کو انگریزون سے اس سال مین لڑائی درپیش ہوئی اپنے فکر مین پڑے صلابت جنگ کی رفاقت سے دست بردار ہو کر اپنے مرکز دولت مقام پہولچری کو چلے گئے اور شوکت صلابت جنگ کی گھٹ گئی دشمنون کو میدان کا موقعہ ملا بہاو مذکور کو یہ حوصلہ ہوا کہ نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کو دکن سے دور کر دے ابراہیم خان کاردی کو اپنا نوکر کیا یہ ابراہیم خان کوئی کمینہ ہے فرانسیسیون کی نوکری مین توپ و تفنگ کی قواعد سیکھی اور آصفجاہ ثانی کا نوکر ہوا بعدہ مرہٹہ سے متفق ہوا ہمراہ بہاو سداشیو کے پونا سے نکلکر بائیسوین جمادی الاول کو امیر الممالک صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کے مقابل پہونچا اس مقابلہ مین مرہٹہ کی فوج ساٹھ ہزار سوار کی تھی اور ان دونون بہائیون کی ہمراہی سات ہزار سوار تھے انہون نے قلت فوج سے چاہا کہ اودگیر کیطرف سے دہاور مین جہان اونکی اور فوج تھی آکر متفق ہون اور پونا جاوین چونکہ ہمیشہ سے مرہٹہ کی آدمی بطور چھاونی

می رہی ہی اور رسد کا مسدود کرنا اور نیزہ اور سیف سی لڑنا انکا کام ہی اور فوج ہندوستانی حصار
کرکے گرد توپین جماکر مقابلہ کرتی رہی سے ہم اس مرتبہ ابراہیم خان کی رفاقت سی توپخانہ آتشبار بھی ہمراہ
تہا چونکہ فوج صلابت جنگ کی بہیت مجموعی رہ سیر تھی اور انکی توپ برابر فیر ہوتی چلی جاتی تھی ایساہی
کوئی وار انکا خالی جاتا تہا اور چونکہ فوج مرہٹہ ہمیشہ متفرق ہوکر راہزن ہوتی ہی اونکا گولہ ان پر کم تر
اثر کرتا تہا ایسے وجوہات سی اکثر لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ ثانی کا جان سی سیر ہوا چھٹوین جمادی الاول
سنہ مذکور کو بہادران لشکر صلابت جنگ اور آصفجاہ کے نکلکر ابراہیم خان وغیرہ مرہٹہ پر جاگرے اور اکثر مخالفین
کو خاک عدم مین ملاکر گیارہ نیزہ تہنا لیگئے اسی روش سی ثابت رہکر قلعہ اوسہ تک دہاور سی دس کوس
پر پہونچے بہاؤ نے دیکہا کہ اگر صلابت جنگ وغیرہ دہاور پہونچکر اپنی فوج سی ملحق ہوگئے تو عمدہ بڑی مشکل ہو جائیگی
پانزدہم جمادی الآخر کو قریب چالیس ہزار مرہٹہ کی اکٹھی ہوکر فوج چنڈاول صلابت جنگ پر دہاوا لائے
ادہر فوج چنڈاول دو تین ہزار آدمی سی زیادہ نتہی بعد عظیم کشش و کوشش کی فوج چنڈاول برباد گئی
علم چشم زخم مین گرفتار ہوکر دونو بہائیون نی ناچاری کو صلح کی اور مرہٹہ نے جاگیر کی نام سی ساٹہ لاکہ روپیہ
کا ملک لیا اور تین سی محالات اورنگ آباد کے علاقہ کے شہر اور پرگنہ حویلی اور پرسول اور ستارہ اور تتمہ
صوبہ بیدر اور بیجاپور اور قلعہ دولت آباد اور قلعہ آسیر اور بیجاپور معہ جاگیرات خاصہ سرکارات مذکور کے مرہٹہ کی
قبضہ مین آیا بحکم تقدیر اکثر لوگ جاگیر سی محروم ہوے سواے صوبہ حیدر آباد کے اور بعض صوبہ برار اور
بیجاپور اور کسیقدر بیدر کی نظام الملک آصفجاہ کی اولاد کے قبضہ مین رہا وہ بھی بشراکت یہاں رم یعنے چوتھ
کے جو قاعدہ مرہٹہ کا مقرر تہا ہرچند اس خاندان مین بڑا تفرقہ ظاہر ہوا مگر بہاؤ کی بھی آرزو پوری نہونے پائی کہ
بالکل آصف جاہ کی اولاد بھی دکن کی ملکداری سی محروم نہوئی۔

حالات قلعہ بیجاپور و اسیر کا بیان

رام دیو راجہ دولت آباد دو واقعہ سے مقہور سلطان علاء الدین خلجی ہوکر پیشکش دینے سی اپنی جان سلامت بچا
لیگیا اور پہر سے عہد سلطان مذکور مین ملک نائب کافور کے ہاتہ سی مغلوب ہوکر مطیع ہوا اور ہمراہ نائب مذکور
کے حضور شاہی مین گیا اور چتر سفید اور خطاب راے رایانی کا پاکر دولت آباد مین آیا جسکا نام اول دیوگڈہ تہا
دوبارہ جب ملک نایب بعزم تسخیر دکن اودہر وارد ہوا تہا رام دیو کی مرنے سی اوسکا بیٹا قایم مقام تہا لڑکے
کو باپ کے راہ پر پایا ایک فوج بنا بر احتیاط جالنہ مین چہوڑی بعد ظفر دیار کرناٹک کے ہند مین آیا اور
شکایت قایمقام مذکور کی بادشاہ سی کرکے اوسکی تسخیر کی اجازت لی اور رسم مین چڑہائی کرکے اوسکو

مارا اور قلعہ مذکور اپنے تصرف مین لایا اوس وقت سی وہ قلعہ شاہان دکن کے قبضہ مین رہا شاہجہان بادشاہ کیوقت مین مہابت خان نام کسی امرا نے سنہ ۴۲ ہجری مین قلعہ مذکور طبقہ نظام شاہون سے تسخیر کیا تہا تب سے سلاطین بابریہ کا قبضہ و داخل ہوا راجون کے عہد مین قلعہ دیوگڈہ حصار دربند اور خندق وغیرہ چندان مستحکم نرکھتا تہا سلاطین اسلام نے متعدد حصار بنائے اور سلطان محمد بن تغلق شاہ نی دولت آباد نام رکہا اور قلعہ سنگین کو تراش کر خندق عمیق بنایا اور عمارت بلند بنا کر چاہا کہ اپنا دار الملک بناوے اور دہلی کو ویران کرکے یہان پر بساوے مگر انجام کو کچہ ہوا تخمینا بعد چار سو ساٹہ برس کی قلعہ مذکور مرہٹہ کے ہاتہ لگا اور قلعہ بیجاپور یوسف عادل شاہ کی تعمیرات مین ہی جو شروع سلسلہ عادلشاہیہ ہی اول مٹی سے بنا بعد ازان اخر سنہ ۱۰ مین چونہ پتہر سی درست ہوا اوسکے بعد اوسکے ورثا قابض ہوسے اورنگ زیب نی اوائل ذیقعدہ سنہ ۹۷ مین قلعہ مذکور سکندر عادل شاہ اخیر طبقہ مذکور سے فتح کیا اور بعد دو سو ستر برس کے مرہٹہ کے ہاتہ آیا لیکن نجف قلی خان قلعدار اسیر نی باوجود احکام تاکیدی صلابت جنگ کے قلعہ دینے سی منکر ہو کر پہر س روز کامل مرہٹہ سی جنگ ازمارہا جب ذخیرہ نرہا ۱۲ ربیع الاخر سنہ ۷۳ ہجری کو صلح کرکے قلعہ حوالہ کیا قلعہ اسیر آباد کیا ہوا مسمی آسا اہیر کا ہی کثرت تلفظ سی اسیر رہگیا کہتے ہین کہ وہ عمدہ زمیداران خاندیس سی تہا باپ دادے اوسکے قریب سات سو برس کے وہان پر مقیم رہی اور اپنے مویشی کی حفاظت کے واسطے سنگ و گل سے یہ حصار بنایا جب آسا کی نوبت ہوئی بہ نسبت بزرگون کی اسکو کچہ مقدرت حاصل ہوئی اسنے چار دیواری خام شکستہ قدیم کو پتہر اور چونہ سی مستحکم بنائی تب سے بنام قلعہ مشہور رہوا نصیر خان فاروقی والی برہانپور نے جو کہ سنہ ۸۰۱ مین سلطنت کو پہونچا قلعہ مذکور آسا سے بدین حیلہ فتح کیا کہ راجہ بگلانہ اور انتور میرے درپے ہین اگر میری ناموس کو اپنے قلعہ مین جگہ دو بڑی مہربانی ہوگی آسنے اقبال کیا اول روز چند عورات ڈولیون مین سوار کرکے قلعہ مین بہیجین اونہین تعلیم کردیا کہ اگر آسا کے قبایل تمسی ملنے آوین تم بہی تواضع و خلق سی پیش آنا دوسرے روز دو سو نفر جرار زنانہ بہیس سے ڈولیون مین سوار کرا کر قلعہ مین پہونچائے جب یہ جماعت اندر قلعہ کی پہونچی آسا مبارکباد دینے کو معہ اپنے فرزندان و خواصان کے آتا تہا اسطرف سی یہ لوگ ڈولیون مین جاتے تہی بمجرد دوچار ہونے کے آسا کو معہ ہمراہیان راہی عدم کیا باقیماندہ اہل قلعہ امان خواہ ہوسے نصیر خان اس خبر سی جلد داخل قلعہ ہو گیا تا آنکہ اکبر بادشاہ نے واقعہ سنہ ۱۰۰۹ مین بہادر پسر راجی علیخان کے ہاتہ سی فتح کیا نصیر خان کے عہد سے چار سو ساٹہ برس کے بعد مرہٹہ کے ہاتہ لگا اسی سال مین جماعہ انگلشیہ نے قلعہ بندر پہلچری کا محاصرہ کیا اور فرانسیسیون سی چہین لیا اور وہان کے مکانات یک قلم کہود کر میدان کر دیئے اور

سنکا کول اور راج بندری وغیرہ محالات جو فرانسیس کی جاگیر مین تھے فتح کر لیئے۔

باقی احوال عماد الملک و عالمگیر ثانی کا اور انجام شاہ مذکور او عماد الملک و نجیب الدولہ کی سرگذشت

کسیقدر نجیب خان روہیلہ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ بروقت جنگ صفدر جنگ حسب طلب عماد الملک کے شاہجہان آباد آکر مورد الطاف عماد الملک ہوا اور آخر کار بمناسبت افغانی اور کاردانی اور ہوشیاری کی باعانت شاہ درانی ہندوستان کا امیر الامرا ہوا عماد الملک لیجا احمد شاہ کے فرخ آباد کے طرف آنے کا نشا تھا بمجرد سننے اس خبر کے کہ وہ قندہار گیا احمد بنگش کو علی الرغم نجیب الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور عازم شاہجہان آباد ہوا اور رگھناتھ راو برادر رانیا بی بالاجی راو کو اور نیز ہولکر ملہار کو دکن سے بلا کر شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا اور عالمگیر ثانی مع نجیب الدولہ کے محصور ہوا پینتالیس روز توپ کی لڑائی درپیش رہی آخر کار ہولکر ملہار نے نجیب الدولہ سے رشوت کر کے اون کی صلح کرادی اور نجیب الدولہ کو باآبرو مع مال و اسباب کے قلعہ سے نکال کر اپنے خیمہ کے متصل جاے سکونت دی اور اوسکے ملک کو جمنا پار یعنی سہارنپور ریا اور چاندپور تیا اور تمام قصبات ... کو رخصت کیا او عماد الملک اور احمد بنگش امیر الامرا باتفاق غنیم کے راتق و فاتق ہوئے۔

شاہزادہ عالی گہر کے نکلنے کی وجہ حضور پدر سے اور آوارہ ہونا دربدر

چونکہ عالمگیر ثانی اور نجیب الدولہ عماد الملک کے طرف سے مطمئن نتھے شاہزادہ عالی گہر کو جو اوسکا بڑا بیٹا تھا اور خطاب ولیعہدی کا رکھتا تھا بعد معاودت شاہ ابدالی کے جانب قندہار اور قبل ورود عماد الملک کو شاہجہان آباد مین محالات جھجر اور ہانسی اور چرخی اور دادری وغیرہ جاگیر مین دیکر مرخص کیا اور کہا کہ ظاہر مین واسطے بندوبست جاگیر کے رخصت کرتا ہون مگر مقصد یہ ہے کہ چونکہ تم شاہزادہ اور وارث ملک ہو جہان تک ممکن ہو بہم پہنچا و جسوقت عماد الملک مع دو شاہزادون ہمراہ کرو درانی کے دہلی کے عزم پر آوے اوسوقت اوسکے تنبیہ کیواسطے آنا شاہزادہ عالی گہر بموجب مذکور مین عازم محالات ہوا زینت محل نے جو بادشاہ کے دوسری بی بی تھی اور شاہزادہ کی بعد فوت اوسکے والدہ کی پرورش کی تھی نہایت شفقت رکھتی تھی و نیز بادشاہ سے کہکر مولف کے والد کو حرم سرا پر بلا کر دربارہ حراست اور تربیت شاہزادہ کے نہایت سفارش فرمائی آخر کار عالی گہر باغ تال کٹوزہ مین جلوہ افروز ہوا اور اکثر خواجگان شہر کو ملازم رکھکر روانہ مقصود ہوا اور نیز سے میر جعفر ہندوستانی کو مع چند کس اوسکے اقربا اور آشنا اور وقار اعظم علیخان ولد سیف الدین علی خان برادر زادہ امیر الامرا حسین علی خان پسر دوم کے ساتھ

جب عماد الملک مرہٹہ کی رفاقت سی بادشاہ کو زیر قابو لایا اور نجیب الدولہ کو حضور نے نکلوا دیا بادشاہ کو طوعاً و کرہاً احضار شاہزادہ کا حکم دیا اوسنے ناچار ہوکر متواتر شقجات طلب روانہ کیے اور سیف الدین محمد خان کشمیری برادر عاقبت محمود خان کو عماد الملک سنے دس ہزار سوار سی بہیجا کہ جسطرح بنی ہو شاہزادہ کو لاوے شاہزادہ ناچار ہوکر عازم حضور ہوا اتفاقاً جملہ سرداران ہمراہی ہولکر ملہار سی جو عماد الملک کی اعانت پہ آئی تہی جب آتو نہون نی نجیب الدولہ کو حضور سے نکالدیا تہا اکثر لوگ تو اوسی کے ہمراہ دکن چلے گئے اور عماد الملک متسلط ہوا اوسوقت صرف ایک انمین سے اتیہل راو نام نواح شاہجہان آباد مین مقیم رہگیا تہا الغرض یہ اتیہل راو اثناے راہ مین شاہزادہ سے ملاقی ہوکر مانع روانگی حضور ہوکر خود رفیق بنا اور تسخیر محالات اطراف کو دلالت کی شاہزادہ نی اسکی رفاقت غنیمت جانی ہمراہ ہولیا عبور جمنا کرکے چند محالات تسخیر کئے عماد الملک سنے اتیہل کو لالچ دیکر شاہزادہ سے منحرف کردیا اوسنے رفاقت سی پہلوتہی کی شاہزادہ ناچار دار الخلافۃ کو آیا ہرچند عماد الملک سنے چاہا کہ داخل قلعہ ہو مگر اسنے نامنظور کیا علی مردان خان کی حویلی مین ٹہرا جب ہر ایک رفیقان شاہزادہ اپنی مکانات مین جا اوترے تہوڑے سی لوگ ہمراہ رہگئے عماد الملک سنے پیغام دیا کہ جابجا تنخواہ ملازمان سرکار کے حضور مین نہین ہو یا توانکو ہرطرف کیجے تا کہ محالات جاگیر پر روانہ کردیجے تا کہ بندوبست سرکار برہم نہو اور اونکی تنخواہ بہی ماہ بماہ ملا کرے شاہزادہ سنے چار ناچار بعض معتمدین شہر مین رکھکر باقی افواج کو محالات پر روانہ کردیا۔ پندرہ سولہ دن کے بعد عماد الملک سنے شاہزادہ کو غافل کرکے مزار شاہ نظام الدین کی زیارت کا استشعار دیکر فوج جمع کی اور یکایک دس بارہ ہزار سوار کو فرمایا کہ علی مردان خان کی حویلی محصور کرکے شاہزادہ کو اسیر کرین فوج سنے چارونطرف سی گہیر کر کوٹہون پر چڑہ برق اندازی شروع کی ایک گروہ رفقاے شاہزادہ ہلاک ہوا میر جعفر اور علی اعظم خان سنے مستعد ہوکر شاہزادہ سی جوکہ وہ بہی کمربستہ بیٹہا تہا عرض کیا کہ یکمرتبہ مخالف پر حملہ کرنا چاہیے اگر مقدر ہی اس مہلکہ سی نجات ملتی ہی ورنہ باآبرو سیر جنت کو جاتے ہین شاہزادہ نے قبول فرماکر سواری کی اور دریا کیطرف دیوار توڑکر نکلا اور نہایت کم فوج سی دشمنون پر جاگرا اکثرون کو رہ نورد وادی عدم کیا اور دریا کی راہ لی فی الحقیقت اس یکہ تازنے وہ دست برد دکہلائے کہ شام و نریمان کی روح گور مین تہرا اٹہی دس بیس نفر سی جدہر حملہ کرتے مخالف کائی سے پہٹ جاتے یہ اپنی راہ لیتی اسیطرح حملہ کرتے ہٹاتے مارتے اتیہل راو مرہٹہ کے لشکر سے متصل پہونچے اتیہل راو استقبال کو دوڑا چونکہ شاہزادہ کو استرضاے وزیر کی دلالت کی تہی نہایت نادم ہوکر عذر خواہ ہوا اور خیمہ علیحدہ بنا بر شاہزادہ اور رفقاے مجروح کی استادہ کرایا اور ہر ایک کی شجاعت کی تعریف کی اثناے راہ مین ایک جگہہ پر شاہزادہ مخالفین مین ایسا پہسا تہا کہ جان بری کی امید نتہی خان عالیشان علی اعظم خان سنے شاہزادہ سے کہا آپ باہر نکلیے بندہ دشمنون کا

اسقدر رسد راہ ہوتا ہے کہ آپ کو راہ ملجاے گی اور آغاز سن مین وہ جنگ کی کہ پیر فلک دیدۂ حیرت سے نگران تہا
اور آخر کو گلہاے زخم سے شاداب ہوکر خندان خندان گلستان جہان کو راہی ہوا القصہ ایتہل راو نے
بنظر بدنامی وخوف سرداران دکن بسبب اختلاف راے وزیر کے شاہزادہ کو فرخ آباد پہونچایا یہہ
فرخ آباد علاوہ فرخ آباد بنگش کے ہی وہان کے زمیندار موسی خان بلوچ ولد کامگار خان نے قریب
تین لاکہہ روپیہ کے پیشکش گذرانا ایتہل راے مرخص ہوکر بجاے خود برگشتہ ہوا شاہزادہ گنجورہ
ہوتے ہوے سہارنپور نجیب الدولہ کے پاس پہونچا اوسنے آٹہہ مہینے شاہزادہ کو اپنے پاس مہمان رکہا
چونکہ اوس زمانہ مین انقلاب عظیم بنگالہ مین واقع ہوا میر محمد جعفر خان نے انگریزون کی حمایت سے
تسلط پایا تہا شاہزادہ کو تسخیر بنگالہ کی دلالت کی اور بہرصورت بخوف کینہ عماد الملک کے حسب مقدور زاد راہ
دیکر رخصت کردیا شاہزادہ نے والد مورخ اور منیر الدولہ کو واسطے فراہم کرنے بعض افواج اور سامان کے
میران پور مین چہوڑکر خود مراد آباد اور بریلی کے راستہ راہی اودہ ہوا راہ مین سعد اللہ خان ولد علی محمد
روہیلہ نے حسب مقدور سامان ضیافت مہیا کیا جب قصبہ موہان لکہنؤ سے سات کوس پر پہونچا نہم
جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری مین شجاع الدولہ خلف وزیر الممالک صفدر جنگ ناظم صوبہ مذکور نے استقبال
کرکے شرف کورنش دریافت کیا اور اکیسو ایک اشرفی نذر گذرانی بعد ازان ایک لاکہہ روپیہ نقد معہ زنجیر
فیل اور عماری سایبان اور پالکی اور سات راس گہوڑے اور ایک خوان جواہر اور ہتہیار اور خیمہ اور
ظروف اور دس منزل چہکڑہ باربرداری پیشکش کیا شاہزادہ نے دو گہڑی شجاع الدولہ سے خلوت فرمائی
اور دستار خاص معہ سرپیچ اور پالکی سواری خاص جو حس کی تہی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود عازم
الہ آباد ہوا بعد طے مسافت کے محمد قلیخان سے یکجا ہوکر جیسا کہ سوانح بنگالہ مین لکہا گیا عازم عظیم آباد
ہوا جہان کا ماجرا اوسی مقام پر مفصل تحریر ہوگیا ہے —

ذکر منازعت فیمابین نجیب الدولہ اور مرہٹہ کا اور شجاع الدولہ وغیرہ کی رویداد

جب صفدر جنگ نے بنابر شکست افاغنہ مرہٹہ کو متوقع کیا اور احمد بنگش کی بیخ کہود ڈالی اوسوقت سے
مرہٹہ انتربید پر قابض ہوگئے تہے اور ہمیشہ عدم تصرف صوبہ اودہ اور ملک افاغنہ سے دست تاسف
ملتے تہے اندنون مین کہ عماد الملک کو نجیب الدولہ سے کینہ بہم پہونچا اوسکی شکست اور احمد بنگش کی تربیت
کو متوجہ ہوا اور علی الرغم شاہ ابدالی کے نجیب الدولہ کی برطرفی سے احمد بنگش کو امیر الامرائی عنایت
فرماکر اس ارادہ مین ہوا کہ خود تو بدنام نہو مرہٹہ کے ہاتہہ سے انکی تدبیر کرائے اور شجاع الدولہ سے بہی

اسیطرح پیش آئے واوری قدرت خدا وند جل وعلا کہ افاغنہ ہی باوجودسے کہ شجاع الدولہ ہی سبب
اوسکے باپ سکے عداوت تھی اپے عماد الملک کی عداوت بخیب خان سے اور اوسکا اتفاق احمد بنگش
سے دیکہکر علی محمد خان روہیلہ شجاع الدولہ سے رجوع ہوا اور اس مصرع کا مضمون ظاہر ہوگیا سعدو
شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چنانچہ دتا سیندہیہ عم جنکوجی ماہ محرم ۱۱۷۲ھ مین دکن سی ہند مین آیا
اور اپنے برادرزادہ کے اتفاق سے چاہا کہ تمام ہندوستان کو مسخر کرے سال مذکور تو ممالک
مسخرہ کے بندوبست مین گذرا شروع ۱۱۷۳ ہجری مین ارادہ فتح ملک روہیلہ و شجاع الدولہ کا کیا
چاہا کہ معبر دریاے گنگ پایاب گذرکر اول ملک روہیلہ مین آے بعد ازان ملک اودہ مین دخل
کرے عماد الملک نے بھی اس فساد مین اور بھی مرہٹہ کی اشتعال کی بنا برین اول عبور جمنا کرکے
نجیب الدولہ پر چڑہا نجیب الدولہ تاب میدان نلا یا سکرتال گنگا کے کنارے جو انتربید مین دشوار گذار
مقام مشہور ہے سنگر باندہ کر آمادہ محاربہ جابیٹھا چار مہینے برشگال مین توپ و تفنگ کی صدا رعد و برق
کے کان بہونچتی رہی نجیب الدولہ اور سعد الہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان نے باتفاق
شجاع الدولہ کو اپنے حال اور محصوری نجیب الدولہ ہی مطلع کرکے ملتمس ہوے کہ مرہٹہ انتربید مین
بہونچکر اس ملک کی تسخیر کا ارادہ رکہتا ہی جب پانی دریا سے گنگا کا طغیانی سے فرو ہوتا ہی عبور کرکے آتا ہے
جسوقت ہمپر فتحیاب ہوا آپ سکے ملک پر ہی دانت لگاوے گا پس علاج واقعہ پیش از وقوع
باید کرد۔ لازم ہی کہ جلد عطفت عنان فرمائیے۔ شجاع الدولہ ورود مرہٹہ کی قباحت اور امداد
نجیب الدولہ کی دوراندیشی سمجھکر عین موسم برسات مین واقعہ ماہ شوال ۱۱۷۳ ہجری کو لکہنؤ سے
برآمد ہوا اور شاہ آباد مین بہونچکر چند مہینے متوقف ہوا کیونکہ طغیانی گنگا کی سکرتال بہونچنے مین مانع تھی
بجرد کمی طغیانی دتا نے اپنے سردار گوبند پنڈت کو معہ بیس ہزار سوار و پیادہ کے معین کیا کہ دریا سے
عبور کرکے ملک روہیلہ مین غبار انگیز ہوتے گوبند پنڈت نہاکر دوارہ سی جو مابین پہاڑ ہی دریای گنگا
پایاب اوترکر چاندپور نگینہ وغیرہ اوسطرف سکے پرگنات مین واقعہ اطراف امروہہ کے قریب تیرہ
نو گانون مین آگ لگا کر لوٹ گیا اور سعد اللہ خان اور حافظ رحمت اور دوندے خان جو نجیب الدولہ
کی کمک کا ارادہ رکہتے تھے اونکا سر پر چڑہائی کا عزم کیا وہ لوگ تاب رزم نپاکر دامن کوہ کمایون مین
جا چہپے شجاع الدولہ اس خبر سے اوائل ربیع الاول ۱۱۷۳ھ کو جلد تر چاندپور نگینہ متصل سکرتال سکے بہونچا
گوبند پنڈت نے گنگا عبور کرکے لوٹ مار اور مسدودی راہ رسد ہی نجیب الدولہ پر وقت تنگ کر رکھا تہا
اور افغان کے بہاگ جانے ہی جو کوہ کمایون سکے گہاٹیون مین پناہ گیر ہوے تہی نجیب الدولہ کو امید نہ تہا کی

نہ رہی تہی بیچارہ زندگی سے ہاتہ دہوئے ہوے تہا شجاع الدولہ تائید غیبی کی طرح نزدیک آپہونچا
جس روز چاندپور سی کوچ کیا اثناے راہ مین فوج مرہٹہ ظاہر ہوئی شجاع الدولہ نے پانچ کوس پر موضع
ہلاوہ تالع چاندپور مین پہونچکر خیمہ کیا وہان پر سنا کہ فوج مرہٹہ نے بعض مردم اردو اور گہی پر جو عقب
سے آتی تہے دست درازی کی اوسیوقت انوپ گر گوشائین اور امراو گر گوشائین کو جو سرداران رکاب
سے تہے تنبیہ مرہٹہ کے واسطے اسیطرف رخصت کیا اور مرزا نجف خان کو معہ پانچہزار سوار اور میر باقر کو چار ہزار سوار
مغلی سے فرودگاہ مرہٹہ پر پہونچکر حکم دیا کہ سزای نافرمانیان دین سرداران موصوف سرہی مرہٹہ بد گہر کے سر پر جا پہونچے
جسنے سر اوٹہایا اوسکا سر زیر قدم آیا سراسر سرکشون کی سرکوبی ہوئی ازانجملہ انوپ گر گوشائین سنے
اکثرون کو بے سر کیا اور سو نفر خیرہ سر سر و پابستہ کئے انکے سوا اور بہی لوٹ ہاتہ لگی گوبند پنڈت شکست
فاش پا کر جدہر سے آیا تہا عبور کر کے دوسرے دریا افتان و خیزان نکل بہاگا اکثر اسباب اور گہوڑی اور
آدمی مرہٹہ کے دریاے گنگ مین غوطہ خور فنا ہوے صبح کو شجاع الدولہ نقارہ فتح بجاتی ہوے
سوار ہوا کوہ کمایون کی چہپی ہوے افغان نے جو اس غلبہ شجاع الدولہ کی خبر پائی دلیر ہوکر شجاع الدولہ سے
آملے اور باتفاق شجاع الدولہ سکرتال پہونچے اور نجیب الدولہ کو اوس قید سے نکالا لیکن باوجود
غلبہ اور شکست مرہٹہ کی بسبب اندیشہ اقتدار سرداران دکن کی دتا اور جنکو سے صلح کر لی چونکہ خبر آمد آمد
درانی کی مشہور تہی دتا وغیرہ سنے بہی صلح غنیمت جانی بندوبست لاہور اور انسداد راہ درانی کو مایل ہوی
وہ اودہر کو چلا شجاع الدولہ ہفتم جمادی الاول ۱۱۷۳ ہجری کو وارد بلگرام اور نہم کو داخل لکہنؤ ہوا

ماجراے شاہجہان آباد اور قتل ہونا عالمگیر ثانی کا نسبت نمکحرامی عماد الملک کی

اس عرصہ مین جب کہ دتا اور جنکو نجیب الدولہ کو سکرتال مین محصور کئے ہوے تہا عماد الملک کو بہی طلب
کیا وہ بدنہاد چونکہ عالمگیر ثانی سے صفائی نرکہتا تہا اور جانتا تہا کہ بادشاہ مدد کو احمد شاہ ابدالی سے رسم مراسلات رکہتا ہے
اور باطن مین خیر طلب نجیب الدولہ اور اوسکا بدخواہ ہے اور نیز اپنے حال کو جسکا نام انتظام الدولہ
تہا قتل عالمگیر ثانی سے اپنا بدخواہ جانتا تہا اور گمان کرتا تہا کہ نجیب الدولہ کا غلبہ دتا پر ہوگا اول اپنی
خالو خانخانان انتظام الدولہ کو جو مقید تہا تیغ کیا اور بعد دو تین روز کے مہدی علی خان کشمیری کو تعلیم
کر کے بادشاہ کے پاس بہیجا اوسنے جا کر عرض کیا کہ ایک فقیر روشن ضمیر قابل زیارت آیا ہے کوتلہ فیروز شاہ
مین اوترا ہے یہ احمق اوسکے کہنے سے سوار ہوا جب بجاے معہود پہونچا جسکے دروازہ پر قاتل چہپے ہوے
تہے متوقف ہوکر بادشاہ کے ہاتہ سے سیف لیکر پردہ اوٹہایا جب بادشاہ اندر گیا باہر سے دروازہ بند کر لیا

مرزا بابر خلف اعز الدین ہوا مادباد شاہ نے اس امر سے آگاہ ہوکر تلوار نکالی اور ایک کو زخمی کیا عماد الملک کے لوگون نے قید کرلیا اور اوسکو قیدخانہ سلاطین مین بھواری پالکی لائے تین چار ورنگ خونخوار کہ حجرہ مین منتظر بیٹہے تہے بزخم کار وکام تمام کیا اور لاشش ریگ جمنا پر پہینکدی ایلون نے بجز زیر جامہ کے ساری کپڑے اوتار لئے بعد چند پہر کے بعض لوگون نے حسب الامر کشمیری مذکور کے اوسکے لاش کو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور اوسی روز محی السنہ بن کام بخش بن اورنگ زیب کو تخت پر بٹہلایا اور شاہجہان خطاب دیا کشمیری مذکور اوسکی حراست پر مامور ہوا اور خود دتاکی رفاقت کو جو نجیب الدولہ سے سرگرم ہنگامہ تہا گیا جو کہ معاملہ نجیب الدولہ کا اصلاح پذیر ہوگیا تہا اور احمد شاہ ابدالی کی آمد آمد قریب گرم تہی دتا لاہور کو راہی ہوا اور عماد الملک بہی اپنی جان کو ڈرکر نزدیک راجہ سورج مل جاٹ کی بنا پر انفصال قضیہ مرہٹہ کے جا بیٹہا اور اوسکے قلعہ مین پناہ گیر رہا۔

ذکر احوال تیمور شاہ ولد احمد شاہ ابدالی اور ادہر مرہٹہ کی چڑہائی اور قابض ہونا لاہور و ملتان پر

چونکہ احمد شاہ ابدالی بعد غارت دہلی اور قتل متہرا کے سنہ ۱۱۷۰ ہجری مین اپنے فرزند تیمور شاہ کو معہ خانجہان کے لاہور مین چہوڑکر قندہار گیا تہا جہان خان نے آدینہ بیگ خان کو جو اوہی جنگل مین جا بسے قرار لی تہی اس نظر سے کہ اوس ملک کا احوال بخوبی جانتا تہا دلجوئی کی اور حکومت دوابہ کی سند اور خلعت بہیجکر طلبی کی خانہ کو سرفراز اس عنایت سے معزز ہوکر و ہانکی ربط و ضبط مین کوشش کی جہان خان اور تیمور شاہ نے چند دنون بعد آدینہ بیگ خان کو اپنے پاس طلب کیا وہ بسبب عدم اطمینان کے کشیدہ ہوکر کوہستان چلا گیا جہان خان مراد خان کو دوابہ کے حکومت پر مقرر فرمایا اور بلند خان اور سرفراز خان کو اوسکی مدد پر معین فرمایا۔ آدینہ بیگ خان سکہون کو جو معین الملک کے عہد سے بکثرت ظاہر ہوئے تہے تعلیم کرتا تہا اغوا کرکے مراد خان پر چڑہایا اور اپنی فوج ملازم بہی ہمراہ کردی بعد صف آرائی بلند خان نے عدم ثابت قدمی دیکہی اور مراد خان اور سرفراز خان بیتاب ہوکر جہان خان کے پاس جا پہونچے قوم سکہ نے تمام پرگنات دوابہ خصوص جالندر کو باشارہ آدینہ بیگ خان کے تاخت و تاراج کرڈالا اسی اثنا مین رگھناتہ راو اور شمشیر بہادر دونو بہائی بالاجی راو کے معہ ہولکر ملہار وغیرہ سرداران دکن کی جو جوار شاہجہان آباد مین پہونچکر منتظر سانحہ تہے آدینہ بیگ خان نے متواتر تحریرات بہیجکر اپنے مدد کو لاہور مین طلب کیا سرداران دکن تو اس نوید کی منتظر تھے متوجہ لاہور ہوے اول عبد الصمد خان سے جو منجانب درانی حاکم سہرند تہا لڑکر اوسکو مقید کیا وہانسے جلو ریز لاہور پہونچکر اولاد ان مرہٹہ جہانخان کی فوج سے بہڑ گئے جہانخان نے بنا بر قلت فوج کے لڑنا

مناسب نہ جانا معہ تیمور شاہ کے بکمال اضطراب واقع ماہ شعبان ۱۱۷۱ ہجری مین کابل کو راہی ہوا اور اسباب و سامان فراہم کرکے چند رسالہ چہوڑ کر چلا گیا مرہٹہ کے ہاتہہ خوب لوٹ لگی تیمور شاہ نے معہ جہانخان کے دریای اٹک تک دم نلیا اور بعد عبور جا سے پناہ مین جا پہونچا مرہٹہ نے دریای جہلم تک تعاقب کیا غنیم کا عمل ملتان اور ڈیرہ غازیخان اور اوسکے نواح مین دریا سے چہناڈ تک ہوگیا مرہٹہ نے قریب برسات دیکہکر صوبہ لاہور بقرار پچہتر لاکہہ روپیہ سالیانہ پیشکش کے آدینہ بیگخان کو بکہ شاہجہان آباد کو واپسی کا کہنا تہا اور شمشیر بہادر بعد چند سے روانہ دکہن ہوسے اور جنکو کو واسطے تسخیر راجہای اجمیر کے مقرر کرکے دہلی مین چہوڑا الحجب تقدیر واقع محرم ۱۱۷۲ ہجری مین آدینہ بیگخان فوت ہوا جنکو سہرند کی فوجداری صدیق بیگخان کو جو آدینہ بیگخان کا رفیق تہا حوالہ کی اور دوابہ کو آدینہ بیگخان کی بی بی کے نام مقرر کیا اور سابا نامی مرہٹہ کو صوبہ دار لاہور کیا صوبہ دار مذکور نے لاہور پہونچکر دریاسے اٹک تک تسخیر کیا نجیب الدولہ اور افاغنہ اور راجہای ہندوستانی مرہٹہ اور عماد الملک کے ہاتہ سے جان بلب ہوکر اپنے زوال دولت دیکہہ رہے تھے لاچار حضور ابدالی مین عرائض ارسال کرکے مستدعی ورود ہند ہوسے احمد شاہ نے جو مرہٹہ کی جسارت اور گستاخی تیمور شاہ اور جہان خان کے ساتہ دیکہی اور نیز امراے ہند کی درخواست ملاحظہ فرمائی لبس عازم ہند ہوا۔

آنا شاہ ابدالی کا لاہور اور شاہجہان آباد چہٹہوین مرتبہ اور تنبیہ و تادیب مرہٹہ

شروع ۱۱۷۳ ہجری کو احمد شاہ ابدالی دریاسے اٹک سے اوترا خفیف سی لڑائی اسکے قراولون اور سابا کی فوج سے واقع ہوئی مرہٹہ تاب جنگ نلاکر بہاگا سابا قرب لشکر ابدالی سے آگاہ ہوکر معہ فوج دہلی کو راہی ہوا صدیق بیگ خان اور بیوہ آدینہ بیگخان بہی ہمیا سے فرار ہوسے احمد شاہ واقعہ ماہ صفر کوہستان جمو مین آیا یہان کے راجہ سے پیشکش لائق حاصل کیا بعد ازان عازم دہلی ہوا یہ چہٹہوین مرتبہ ہے کہ حضرت ہند مین قدم لائے — اسوقت مین فیما بین دتا اور شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی ہنوز صورت انصرام مصالحہ نہوئی تہی کہ خبر آمد ابدالی کی دہلی مین منتشر ہوئی دتا نے بہی سُنی اور صلح کو ناتمام چہوڑکر معہ فوج جو قریب اسی ہزار کے تہی احمد شاہ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور عماد الملک جو اسکی کمک پر آیا تہا خوف ابدالی سے گہبراکر راجہ سورجمل جاٹ کی پناہ مین گیا راجہ مذکور نے سلوک مردانہ کیا بخاطر پیش آیا جب احمد شاہ لاہور سے ادہر چلا دیکہا کہ بسبب آمد و رفت فوج مرہٹہ کے دانہ گہاس کا نام نہین رہا پس عبور جمن کرکے انتربید مین آیا جب یہان پہونچا سعد اللہ خان اور نجیب الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندی خان جنکا ملک انتربید مین تہا حاضر خدمت شاہی ہوے بادشاہ نے تو انتربید کی راہ لی اور فوج قزلباش کو حکم دیا کہ براہ تعارض مقابل دتا مردود کے ہون

دتا مذکور جب سہرند ہوںچا فوج قراولی شاہی سے مقابلہ ہوا انہون نے مرہٹہ کو ہٹا دیا دتا جنگ کنان
شاہجہان آباد کو اونہین پیرون لوٹا میدان باولی مین جو کہ قریب دار الخلافہ ہے ہوںچا احمد شاہ دریاے
جمن عبور کرکے فوج قراولی سے جا ملا اور دتا کی لڑائی کا حکم دیا بمجرد حکم مرہٹون کو گھیر لیا نہایت سخت
لڑائی درپیش ہوئی دتا نے مایوس ہوکر اپنے بھتیجے جنکوجی کو معہ تھوڑی فوج کے بھگا دیا تاکہ دکن پہونچکر
مظہر ماجراے گذشتہ ہوا اور خود مع جمیع فوج کے ثابت قدم ہوا ابدالیون نے وہ ترک و تازکی وہ برق
توپ کی آوازین ہوئین کہ سارے سردار و سپاہ مرہٹہ کی پامال ہوئی یہ واقعہ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳ھ
مین ظاہر ہوا میر غلام علی آزاد تخلص بلگرامی نے یہ تاریخ لکھی ہے * کرد سلطان عصر درانی * قتل دتا بہ تیغ دشمن گاہ
* گفت تاریخ این ظفر آزاد * نصرت بادشاہ عالیجاہ * احمد شاہ نے بعد قتل دتا کے جنکو کا تعاقب کیا
اور اوسی روز بعد فتح کے پندرہ کوس پہ سراے الوردی مین جا پہونچا نارنول تک دم نلیا اسی ضمن مین یہ
خبر ہولکر ملہار کو سکندرہ مین پہونچی اوسنے جلد راجہ سورجمل جاٹ کے پاس پہونچکر استدعا کی کہ
باتفاق لڑنا چاہیے راجہ مذکور نے جواب دیا کہ فوج ولایت سے میدان نہین کرسکتا ہون البتہ جب وہ
میرے ملک مین آ کے متحصن ہوجائیگا ہاتھ پیر ہلاؤنگا اوس وقت افاغنہ لوگ خزانہ اور رسد وغیرہ
لشکر ابدالی کو لیے جاتے تھے ہولکر ملہار اونپر دوڑ پڑا افاغنہ نے اس خبر کے پاتے جسقدر ہوسکا گنگا پار لیگئے
باقیماندہ ہولکر نے پہونچکر تاراج کیا ابدالی نے جب یہ خبر پائی شاہ پسند خان اور شاہ قلندر خان کو معہ پندرہ
ہزار سوار کے ہولکر کے سزا کو روانہ کیے نامبردہ نارنول سے شاہجہان آباد مین ستر کوس رات دن مین
طے کرکے آ پہونچے اور ایک روز دہلی مین آرام کرکے آدہی رات کو جمنا اوترے صبح ہوتی سکندرہ پہونچکر
ہولکر کے مقابل جا پہونچے ہولکر مضطر معہ تین سو نفر کے ننگے پیٹہہ گھوڑون پر سوار ہوکر بھاگا باقی فوج
اور سردار قتل و اسیر فوج ابدالی ہوئے کھلے خزانے لوٹ ہوئی شاہ ابدالی بھی متعاقب شاہجہان آباد
آیا چونکہ موسم برسات قریب اور مرہٹہ کے لوٹ مار سے نواح دار الخلافہ ویران ہو رہا تھا شاہ ابدالی
نے بشرق رویہ دہلی کے سکندرہ مین چھاؤنی کی جہان کہ اکثر افاغنہ کا ملک تھا اور نجیب الدولہ کو بھیجا
کہ شجاع الدولہ کو واسطے رفاقت کے اودہ سے حضور مین لائے نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آیا اور
شجاع الدولہ اوسکے ملاقات کو مہدی پور مضافات ملانوہ مین پہونچا بعد استحکام عہد و پیمان کی نجیب الدولہ
سے ملاقی ہوکر مرزا امانی اپنے لڑکے کو نائب صوبہ مقرر فرمایا اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام کرکے
آخر ذیقعدہ سنہ ۱۱۷۳ کو معہ فوج دس ہزار سوار کے ہمراہ روانہ ہوا اور چوتہی ذی الحجہ کو اشرف الوزرا شاہ ولی خان
وزیر ابدالی استقبال کیواسطے آیا اور باہم مشرف حضوری ہوئے احمد شاہ نے مہربانی کرکے اپنے

فرزند تیمور شاہ کو شجاع الدولہ سے معانقہ کردیا شجاع الدولہ نے اپنے نوبت بجانے کی لشکر شاہی مین
استدعا کی اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے اوسنے جواب دیا کہ میری نوبت بخشیدہ شاہ ہند ہے
آپکی بخشی نہین اور بندہ نوکر شاہ ہند ہے آپ کا نہین آخر احمد شاہ نے اجازت دی اور بعد اتمام نوبت
شاہی کے نقارخانہ شجاع الدولہ بھی بجتا تھا جب خبر قتل دتّا اور نابودگی لشکر مرہٹہ کی دکن پہونچے
سداشیو راؤ عرف بہاؤ اور برادر عمزاد بالاجی راو معہ فوج اور سرداران نامی اور توپ خانہ جنگیانہ
اور سردار ابراہیم خان کاردی اور بسواس راسے ولد بالاجی راؤ کے بعزم تدارک و انتقام راہی ہندوستان
ہوے —

آنا سداشیو راؤ کا معہ بسواس راؤ کے ہند مین اور فتح پانا ابدالی کا بفضل خدا

جب سداشیو راؤ بہاؤ باکمال کروفر جوار اکبرآباد مین آیا راجہ سورجمل جاٹ نے ہولکر ملہار کے وساطت
سے بہاؤ کی ملاقات کی بہاؤ نے بنفس خود ایک کوس استقبال کرکے راجہ مذکور کی ملاقات کی اور
عماد الملک بھی حوالی متھرا مین بہاؤ سے ملا بہاؤ نے ایسی مصلحت دیکھی کہ بالفعل طغیان جمن مانع عبور ہے
تب تک شاہجہان آباد مسخر کرنا چاہیے اس ارادہ سے گئے کہ بتاریخ روز سہ شنبہ ۱۱۷۳ ہجری کو گھڑی دن
باقی رہے داخل شاہجہان آباد ہوا اور متصل حویلی سعداللہ خان کے جا ٹھہرا یعقوب علی خان بہمن زئی برادر
شاہ ولیخان وزیر ابدالی جو ابدالی کے طرف سے قلعدار تھا تھوڑے سے ہمراہیون کی ساتھ مستعد مدافعہ ہوا
فوج مرہٹہ نے یورش کرکے اسد برج اور دروازہ خضری پر ہجوم کردیا اور ایک فوج دہلی دروازہ کی طرف
شورش افگن ہوئی قلعہ سے چند معدود مغلیہ برق اندازی کرتے تھے فوج جنکو کی زیر جہروکہ جو دیوان خاص
سے متصل فصیل قلعہ کے کھڑی تھی اوسکے طرف بھی کبھی کبھی بندوق کی آواز آتی تھی اور سلیم گڈھ سے
ایک توپ بہور تھی تھی جسکا گولہ باوہوائی ہو جاتا تھا اوسوقت مین ہولکر ملہار اور جنکو برادر دتا دروازہ خضری
پر کھڑے بڑی سعی کر رہے تھے چونکہ دروازہ کے تختہ برنجی اور آہنی میخ کی تھے چار گھڑی کے زد و کوب مین
بھی کچھ اثر نہ پہونچا اس عرصہ مین قریب پانسو سپاہیان پٹیل راؤ کی اور اونکے پیچھے ملازمان ہولکر ملہار اور جنکو
اسد برج کے طرف سے بالاے قلعہ چڑھ گئے اور محلات سلطانی تک دست بردی کی جو کچھ ملتا تھا نیچے پھینک دیتے
تھے مگر دروازون کے کشادگی مین متوجہ نہوے چونکہ قلعہ مین بھی چندان فوج نتھی کوئی اونکے طرف
متوجہ نہوا بعد خبر دس بیس مغل اور ابدالی بندوق لے لیکر سلیم گڈھ سے آ گئے دس بارہ نفر مرہٹہ کو ضرب
بندوق و شمشیر ہلاک کیا اوسوقت مرہٹہ جو اس ہوکر قلعہ سے زمین پر کود پڑے اور رلا ملایا قلعہ ہاتھ سے

کہودیا اور سرداران مرہٹہ نے اسعد اللہ خان کی حویلی مین جو قلعہ کی قریب ہی جمع ہوکر مورچہ قایم کیا اور
عماد الملک اور سورجمل جو کہ بمقتضا سے وقت بہاؤ کی رفاقت مین تہی چندان تسخیر قلعہ مین متوجہ نتہے
دور سے تماشا دیکہا کرتے تہی مرہٹہ نے محاصرہ قلعہ مین بڑا اہتمام کیا اور ابراہیم خان کاردی نی جسے بہاو دکن
سے ہمراہ لایا تہا تین ضرب توپ قلعہ کے نیچی ریگستان مین لگائین اوسکے گولہ اسد برج اور برج مثمن اور
محلات بادشاہی مین برابر برستے تہے اور عمارات دیوان خاص اور رنگ محل اور موتی محل اور شاہ برج کی
نہایت شکست ہوگئین لیکن قلعہ کی ثبات اور استحکام مین کچہ ضرر نہین پہونچا تہا معرکہ جنگ بدستور گرم
تہا یعقوب علیخان قلعدار نے جب ذخیرہ رسد مفقود اور امداد ابدالی کا پہونچنا معذور دیکہا مرہٹہ کو پیغام دیا
کہ بشرط مال و ناموس کے قلعہ حاضر ہے بہاؤ نے اسی کو غنیمت سمجہا قبول فرمایا بعد استحکام عہد و پیمان
کے قلعہ سے نکل کر علی مردان خان کے حویلی مین چلا آیا اور کشتیون پر سوار ہوکر دریاے جمنا عبور کیا اور
احمد شاہ سے جا ملا اونیسوین ذالحجہ کو قلعہ وغیرہ حرم سراے شاہی جملہ کارخانجات مرہٹہ کے ہاتہ لگا
بہاؤ نے شاہجہان آباد کے قلعداری سے نارو شنکر برہمن کو سپرد کی ایک برہمن شاگرد میر غلام آزاد
بلگرامی کا بیان کرتا تہا کہ بندہ مکرر بہاؤ کے طرف سے برسم سفارت شجاع الدولہ کے پاس گیا تہا مگر کچہ فایدہ
نہوا شجاع الدولہ نے مجہسے کہدیا کہ مدت سی برہمنان دکن ہند پر متسلط ہین اب یہ لوگ بد عہد ہوی ہین
کسی کی آبرو کے روادار نہین ہر شے اپنے قوم کے واسطے چاہتے ہین پس لوگون نی اپنے حفظ جان و مال
و عزت آبرو کے واسطے شاہ ابدالی کو طلب کیا اور اوسکے ایذا نسبت مرہٹہ کے سہل سمجہی ہے پس
صلح ممکن نہین ہی۔ سورجمل جاٹ بہی اس قوم کی وضع اور نیت دیکہکر بلا اجازت شاہجہان آباد سی
اپنے قلعہ بلم گڈہ کو چلا گیا بہاؤ مین اسقدر بخل اور امساک تہا کہ دیوان خاص بادشاہی کی چہت جو نقرہ
سی مینا کاری بنی ہوئی تہی کہود واکر سکوک کی اور اسیطرح پر نقرہ اور طلائی آلات مقبرہ نظام الدین اولیا معروف
اور نیز مزار محمد شاہ کہ مانند عود سوز شمعدان اور قندیل وغیرہ کی اوکہڑواکر سکوک کر ڈالا۔ القصہ جب بہاو دانہ
گہاس کے قلت سی تنگ ہوا آخر برسات مین رعایا پر جبر و تعدی کرنے کی ارادہ سی شاہجہان آباد سی
عزیمت مصمم کی اور نوین صفر ۱۱۷۴ ہجری کو محی السنہ کو نام جہانداری سی معزول کرکے قید کیا اور
مرزا جوان بخت ولد شاہ عالم عالی گہر کو جسکا باپ نواح بنگالہ اور عظیم آباد مین سرگرم سیتہ تہا شاہجہان آباد
مین تخت نشین کیا اور غائبانہ شجاع الدولہ کے نام وزارت مقرر کی اس غرض سی تا کہ شاہ ابدالی
شجاع الدولہ سے بدگمان ہو اور باہم نفاق ہوجاے اسوقت نارو شنکر کو شاہجہان آباد کی قلعداری
مین چہوڑکر خود معہ کل فوج کے گنجپورہ کے طرف جہان عبد الصمد خان ابدالی اور قطب خان روہیلہ

اور نجابت خان زمیدار تھے اور وہان سے رسد وغیرہ شاہ ابدالی کو پہونچا کرتی تھی عازم ہوا بعد
عبد الصمد خان وہی ہے جو کہ سہرند کی فوجداری مین مقید مرہٹہ ہو کر خلاص ہوا تھا ہفتم ربیع الاول سنہ
مذکور کو بہاؤ نے وہان آکر قلعہ کنجپورہ کا محاصرہ کیا چونکہ قلعہ کا فتح کرنا توپخانہ فرنگی کے ذریعہ سے نہایت
سہل ہے ذراسے اہتمام مین ابراہیم خان کاردی نے قلعہ مفتوح کر لیا اور عبد الصمد خان اور قطب خان
مقتول ہوئے کنجپورہ کی لوٹ شروع ہوئی اس خبر سے شاہ درانی نہایت غضبناک ہوا ہنوز دریاے جمن
پایاب نہوا تھا کہ بتاریخ سیم ربیع الاول سنہ مذکور کو معہ فوج ظفر موج باک پٹ کی گھاٹ سے شاہجہان آباد کے
قریب بموجب بتائی شجاع الدولہ کے گہوڑے ڈالکر بعض پایاب بعض تیر کر پار ہوئے اسطرح سے
بار و بنہ کا بھی عبور ہوا بہاؤ اس دلیری اور بے باکی سے متحیر ہو کر کنجپورہ سے باوجودیکہ عازم سہرند کا تھا
بلاچاری معاودت ہوکر پانی پت آیا اسوقت مین چالیس ہزار سوار جرار اسکے ہمراہ تھے اور شمشیر بہادر
برادر بالاجی راو اور بسواس راو ولد بالاجی راو جو کل سپاہ کا سردار تھا اور اسکے علاوہ ہر ایک شخص
اپنے فوج ہمراہی کی کثرت پر باستثنای فوج بہاؤ کے اپنی اپنی جمعیت سے نہایت مغرور تھا اور ابراہیم خان
کاردی بارہ ہزار بندوق چقماقی اور توپ خانہ فرنگی سے ہمراہ تھا باوجود اسقدر ازدحام اور اہتمام کی
میدان مین ابدالیون کے مقابل نہو سکے بموجب اپنے ضابطہ کے پانی پت کے شمالی طرف گرد لشکر
کے حصار آتشبار توپخانہ کا بنایا اور ایک خندق بھی کہودکر اوسکی مٹی سے دوسرا حصار تیار کیا بعد
انکے اس بندوبست کے تین روز گذرنے پر لشکر ابدالی ایکسوئین ماہ مذکور کو مقابلہ پر آپہونچا اور جنگ
قراولی توپ و بکلہ بان و بندوق سے شروع ہوئی ۱۲ ماہ مذکور کو مقابل سنگر مخالفین کے ٹھہرے پالکی
مخالفین کے گرد ضابط ہو کر سدودی راہ رسد وغیرہ مین ساعی ہوئے ایک دانہ کا پہونچنا دشوار ہوا
مگر نا ہو رکے طرف سے نیز مرہٹہ کے لشکر کی پہونچتی آلا جاٹ جو کہ سہرند کی مشہور زمیداروں مین تھا
بہیجا کرتا تھا درانی اور سے پیرہی جا کرتے جب احمد شاہ درانی نے دیکھا کہ باوجود اسقدر تنگ کرنے کے
مرہٹہ توپ کے زنجیرہ سے نہین نکلتا لاچار ۲۹ ربیع الاول کو حکم دیا کہ توپخانہ پر یورش کرین جہان خان
اور شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ اور عقب انکے شجاع الدولہ اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور انکے پشت پر احمد شاہ ابدالی معہ شاہ
ولی خان وزیر جو اشرف الوزرائی کا خطاب رکہتا تھا مستعد ہوئے ادہر سے مرہٹہ بھی آمادہ ہو کر
ایک بان کے فاصلہ سے سنگر سے نکلکر ٹہرے ہوئے بعد کوشش بسیار کے یعنی ابتدائے وقت
ظہر سے جب تہوڑا دن رہگیا روہیلہ پیادے جو نجیب الدولہ کے ہمراہی مین دس ہزار کے قریب تھے

بندوق کی لڑائی کی طاقت لشکر مین کود کے مخالفین سے غث جٹ ہوگئی بلونت راو بہاو کا سالا گولی تماگر گہوڑی سے گرا اور مجروح پیادہ پا عدم کی سخت منزل طی کرنا پڑی ناگاہ تاریکی شب سے روشن ہوکر دوست دشمن کو جدا کرایا روہیلہ چیرہ دستی کرکے لشکر سے برآمد ہوکر مستعد آرام ہوی اسی اثنا مین خبر آئی کہ گوبند پنڈت مکا سد ضلع اٹاوہ معہ دس ہزار سوار اور خزانہ بیشمار اور غلہ بسیار جمنا کے اوسطرف مقابل شاہجہان آباد آپہونچا ہی ارادہ رکھتا ہے کہ مرہٹہ وغیرہ متعلقہ نجیب الدولہ کو غارت کرے اور براہ انتربید بالا بالا گنجپورہ کے گہاٹ سی اوترکر شامل لشکر بہاؤ ہوا شاہ ابدالی نے عطائی خان درانی اور عبد الصمد خان کے فرزند کو جو گنجپورہ مین مارا گیا معہ پانچہزار سوار کے پنڈت مذکور کی تنبیہ پر مقرر فرمایا مشار الیہ آگرہ اور باگپت کے گہاٹ سی اوترکر شاہدرہ مین پہونچے نارد شنکر کو نایب کو جو وہان کا قلعدار تہا معہ ہمراہیونکے قتل کیا اور وہان سے غازی الدین نگر مین پہونچکر جو شاہجہان آباد سی چہہ کوس پر ہی جو مرہٹہ وہان پر تہے اونہین بیدریغ کیا پہر جلال آباد کو سدہارے جہان گوبند پنڈت اوترا ہوا تہا اور اوسی روز وہان پہونچا تہا غرضکہ پہونچتی ہی پنڈت مذکور کا سر اوڑا دیا ہزارون روپیہ کا مال واسباب گہوڑی اور ہاتہی لوٹ مین ہاتہ آئے یہ گوبند پنڈت وہی ہی جو کہ لشکر پال کے محاصرہ مین عبور کرکے مصدر فساد ہوا تہا یہ واقعہ ۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو واقع ہوا۔

آخر جنگ مرہٹہ کی اور بی نشان ہونا قوم مذکور کا ہند سے

جب محاصرہ کے دن بہت گذرے اکثر نجاست وغیرہ مرہٹہ کے لشکر مین جمع ہوکر باعث تعفن ہونی لگی۔ قحط وغلا کی۔ بہی بلا رفاقت کو حاضر ہوئی اکثر ضعفای لشکر بہونکہ سی خالی پیٹ زندگی کی دن بہرکر روانہ عدم ہوسے محصورین نے تنگ ہوکر باہم قرار کیا کہ آخر تو مرتے ہین بہتر یہی ہی کہ ایک مرتبہ باہم متفق ہوکر مخالف پر جاگرین جو کچہ مقدر ہی ہو رہیگا آخرکار ۶ جمادی الاول ۱۱۷۴ ہجری کو فوجین آراستہ کرکے اور ابراہیم خان کو معہ توپخانہ انگریزی روبرو کرکے لشکر سے نکلکر ابدالی کی طرف چلے سرداران ہند اور افواج ابدالی نے اسقدر فرصت دی کہ فوج مرہٹہ ہر ہر کہتی ہوسے میدان مین گئی جب تہوڑا سا فاصلہ مقابلہ مین رہگیا ابراہیم خان نے گولہ اندازی شروع کردی اور بہاو نے اپنے ملازم مغلیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑہین وہ یک جہت فوج شاہی کے مقابل آپہونچے اسکے بعد شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ وغیرہ روسا سے لشکر دست بشمشیر ہوکر مخالفین پر حملہ آور ہوسے اور سرداران مرہٹہ کو زیر شلک جزائر کرلیا جب مانند بخت برگشتہ کے اونکا منہہ پہر گیا عنان ریز اونکے سر پر جا پہونچے اسی حملہ مین اکثر

ملہار کے گھاٹ اور ترکون باقیماندہ حلقہ بیڑیین جا گہسی مردمان بہیر اس ہلہ سی فراری ہوی بہاو اور بسواس راو وغیرہ فوج قراولی کی شکست دیکہکر بیس تیس ہزار جرار سی شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ اور ابدالیون پر حملہ آور ہوا ہر ہر کی آواز سی ہر طرف بہر گیا اسطرف سی حملہ خونخوار دلیری کی خصوص شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اپنی شجاعت اور دلیری دکھلائی ایک گھڑی تک زمین و آسمان گرد مین پنہان ہوا توپ کی گرج شمشیر کی چمک سی رعد و برق کی آنکہیں جہپکتی تہین ہر طرف خون برستا تہا اوسکی چہیٹون سی فلک کے دامن مین داغ لگا تہا جسکے آثار صبح و شام شفق کے نام سی پیدا ہوتی ہین اسکے بعد معلوم ہوا کہ خلق کثیر لشکر مرہٹہ سی سر خرو عدم کو فرار ہوئی سرداران اول سی بسواس راو اور بالاجی کا لڑکا عین جوانی مین فانی ہوسے اور اسکے عقب مین سپہ سالار سدا شیو راو بہاو بہی بہائی کی آشنائی مین یکہ تاز میدان فنا ہوا اور تکو وغیرہ ایسے سردارون کا کون ذکر ہزارون تیغ آئے جدہر نظر جاتی تہی لاشون پر لاش دکھلائی دیتی تہی دو گھڑی مین خاتمہ بالخیر ہوا وہ لشکر تہا کہ دو دو ہزار غلام اور کنیز ولی تہی اور سردار اور اونکی مستورات کی اولاد تہی ابدالیون کا اسیر ہوسے نقد جواہرات اور نقود و کلی اور ... اور ... ہزار گہوڑی اور دو لاکھ بیل اور کئی ہزار اونٹ اور پانسو ہاتہی لوٹ میں ہاتہ لگی بعد قتل دیتا اور اس فتح کے غلام علی آزاد نی یہ تاریخ نظم کی ؎ شاہ بہاو راپس زدتا بگشت + کرد در آغاز و دراے ام فتح + سوزناک تاریخش نواخت + شاہ درانی نمود و باز فتح بقیۃ السیف آوارہ و شکستہ دبار ہوسے ... پائے ہندنی اپنی مرادی سی جو کہ طبعی ہی اور نیز مرہٹہ کی دلیری سی کسی پر التفات نکیا اور قتل و قید و غارت مین کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا شمشیر بہادر برادر علاتی بالاجی راو ولد باجی راو نے جو کہ کنچنی کے بطن سی تہا غارتگرون کی ہاتہ سے مین راہ گزیر مین رقم بسمل کیا سرداران نامور مخالف سے کوئی بہی جان بر نہین ہوا مگر دو تین شخص ہولکر ملہار اور رتیل بہاجی سیند ہیا جو ہزار خرابی مالوہ پہونچکر پونا گیا بعد وقوع اس شکست فاحش کے بالاجی بہی طعمہ مرگ ہوا پانچ مہینے پندرہ دن کے بعد اور تیسوین ذیقعدہ سنہ ... ابراہیم گاردی بہرا درویش ہوا اور چند روز قبل تلف ہونے بہاو وغیرہ کے باسدیو دیکہت جو اورنگ آباد مین رہتا تہا داخل جہنم ہوا اور اپنے مریدون کو بہی پہنچاسے فنا ہوا بالاجی نے چند مہینے پیشتر اپنی موت سی حقداران دیہات کے رسمیات مانند مقدم اور چوہدری اور رگادر اور حجام اور آہنگر وغیرہ کے ضبط کرکے اجارا دیا تہا اور اس طریقہ سی بہی روپیہ حاصل کرکے داخل خزانہ کیا تہا آخر یہ فعل نامبارک ہوا ہنوز یہ بدعت کل پرگنات مین جاری نہوئی تہی کہ خود اپنے مرجع اصلی کو چلا گیا۔ شاہ ابدالی بعد اس فتح کی پانی پت سی کوچ کرکے دہلی مین منزل گزین ہوا بعد توقف چند روزہ بہند کی سلطنت شاہ عالم اور شجاع الدولہ کو

وزارت اور نجیب الدولہ کو امیر الامرائی دیکر اور دونون سے سفارش موافقت کرکے اور شاہ عالم کی نیابت مین مرزا جوان بخت کو مقرر کرکے سب بندوبست کردیا شجاع الدولہ سے بھی شاہ عالم کی سفارش کی اور خلاع فاخرہ مع اسپ و فیل و دیگر لوازمہ تلطف فرماکر صوبۂ اودھ اور الہ آباد کو رخصت فرمایا اور خود بتاریخ شانزدہم شعبان سنہ مذکور کو باغ شالامار دہلی سے بقصد قندہار مراجعت فرما ہوا تاریخ اس معاودت کی (مراجعت قندہار) سے نکلتی ہے اور لاہور پہونچکر نائب اپنا چھوڑا۔

معاودت کرنا شجاع الدولہ کا اپنے صوبجات کو اور آنا حسب الاستدعا بادشاہ صوبہ مذکور مین

شجاع الدولہ ماہ رمضان سنہ مذکور مین صوبہ اودہ کو معاود ہوا قطع منازل کرتا تھا کوئی رفیق اسکا مسمی سید صالح سید نجف علی تھا وہ بیان کرتا تھا کہ بروقت جانے کی سامنے جوار سکندرہ کے میدانین اکثر لاشین پڑی ہوئین دیکھین اونمین سے ایک جوان سیہ سالہ کی لاش مکلف لباس سے آراستہ تھی جو تاب کہانے ذرا بھی کشادہ پڑی تھی پہلو اوسکا شہید ہوا تھا اسیطرح بروقت واپسی کے بھی صحیح و سالم پڑا ہوا اور لاشون کا تو پتا نہ تھا یا زون نے کہا شہید ہے مخصوص ملا عباس نے چاہا کہ کفن دیکر دفن کردیں ملا عباس نے منع کیا کہ شہید کو کفن کیا ضرور بس اوسی لباس سے مدفون کردیا۔ القصہ ماہ رمضان مین شجاع الدولہ اپنے صوبہ مین پہونچکر لکھنو سے بلا توقف برآمد ہوا بیس روز کے عرصہ مین سید نور قریب بنارس کے پہونچا جیسا کہ دفتر دوم مین واقع سوانح بنگالہ اور عظیم آباد کی تحریر ہوا ہے شاہ عالم عظیم آباد سے سراسے سید راجی مین آیا ۱۲ ماہ ذیقعدہ کو شجاع الدولہ نے شرف ملازمت حاصل کیا اور باہم مقام جہوسی تک پہونچے گنگا پر پل باندہکر ۵ ذی الحجہ کو عبور کیا الہ آباد مین مخیم ہوا ۱۳ کو جاجو مین پہونچکر چھاونی کی اور جوار مین جو مرہٹہ کے گماشتہ تھے بیکقلم نکالدئے گئے اور بادشاہی عمال بھرتی ہوئے بعد انقضاے موسم برشکال کے نہم ربیع الاول سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین کالپی کے طرف متوجہ ہوا اور اپنے صوبہ مین راجہ بینی بہادر کو نائب مقرر کیا شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے کالپی آیا یہان سے بھی مرہٹون کا اخراج کیا و جہانسی پہونچا چندروز قلعہ دار مرہٹہ لڑا آخر پانچوین رجب سنہ ۱۱۸۰ ہجری کو قلعہ مفتوح ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہ پایا تھا ۱۲ ماہ حال کو ہفت پارچہ کا خلعت مع چارقب اور مالای مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۱۴ ماہ مذکور کو مرزا امانی خلف شجاع الدولہ دیوان خاص کی داروغگی پر سرفراز ہوا۔

بعض سوانحات دکن جو اسی وقت مین سرگذشت ہوی تحریر ہوتی ہین

جب کہ بتاریخ ۱۹ ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو بالاجی راؤ فوت ہوا اور ریاست اوسکی چھوٹے بیٹے مادہوراؤ کو جو تہا

صغیر تہا اور نیز اوسکے بہائی رگہناتہ راو کو ملی ۱۱۷۵ہجری مین آصف جاہ ثانی نظام علیخان مع فوج
اور امیر الممالک صلابت جنگ سید محمد خان قلعہ بندر سے نکل کر اول خدا معلوم کس ارادہ سے
اورنگ آباد کو متوجہ ہوا اور رگہناتہ راو اور مادہوراو بہی مع فوج سنگین پونا سے متحرک ہوکر شاہگڈہ
کے میدان مین آیا طرفین سے مقابلہ ہوگیا اورنگ اباد تک زد و خورد واقع ہوے آصفجاہ ثانی نے
بہیر و بنگاہ زاید کو اورنگ اباد مین چہوڑا اسے ربیع الاول کو بقصد پونا کوچ کیا اور مرہٹہ کو پونا سے سات
کوس ادہر تک پہونچا یا اثنائے راہ مین شہر تونکہ کو جو دریاے گنگ کے کنارے کثرت بتخانہ او رمناور
سے آباد ہی جلادیا اور تعلیشہ بیداد سے بتخانہ منہدم ہوکر زمین دوز ہوگئی نزدیک تہا کہ پونا بہی اسی نوبت
کو پہونچتا ناگاہ ناصر الملک میر مغل خان چہٹوان بیٹا نظام الملک آصفجاہ کا بسبب نفاق باہمی کے اور راجہ رامچند
جو لشکر آصفجاہی کا عمدہ سردار تہا بوجہ مذہبی منحرف ہوکر باتفاق ہمدیگر مرہٹہ سے موافق ہوگئے اس امر کے
ظہور سے مرہٹہ نے آصفجاہ اور امیر الممالک کا پلہ ہلکا پاکر دوسرے روز چارونطرف سے یورش کردی
اور توپخانہ مقابل پر لگاکر گولہ اندازی شروع کردی نکوزاران آصفجاہی نے اپنے توپخانہ سے نکلکر قوت بازی
دکہلانی شروع کی شمشیر صاعقہ بار سے خرمن حیات بداندیش مین آگ لگانا آغاز کیا اکثر مخالفین آب تیغ
سے نہاکر عدم کو سدہارے ازبسکہ معتمدین اور افسران مادہوراو اور رگہناتہ راو کے ایک جماعت کثیر
طعمہ نہنگ شمشیر ہوے مرہٹہ کے قدم دریلے وغامین نہ ٹہرسے میدان جنگ سے علحدہ ہوکر کنارہ پکڑا
ادہر مرہٹہ کے دلمین یہہ خیال آیا کہ فوج آصفجاہی اسقدر مسافت طے کرکے اسقدر نزدیک آگئی ہے کہ
کہ اب پونا صرف سات کوس باقی ہے اب صبح ہوتے پونا مین بہی پہونچ جاے گی اودہر سکنہ پونا بہی آن کر فریادی
خواہ ہوے کہ تم ہمارے خاندان کو مسلمانون کے ہاتہ سے برباد کرنا چاہتے ہو اب مادہوراو نے چارناچار
دونو طرف سے مخمصہ مین پڑکر صلح کا پیام بہیجا اور بعوض اس صلح کے صوبہ خجستہ بنیاد اور صوبہ بندر
بہی ستائیس لاکہ روپیہ کا آصف جاہ کے نذر کیا۔ القصہ یہ مصالحہ چہٹوین جمادی الثانی سنہ کو مین
واقع ہوا اور اسی تاریخ کو شاہ ابدالی نے بہی بہاو پر فتح پائی غرضکہ یہان سے آصفجاہ نے کوچ کرکے راجہ رامچندر
کے محالات کو جانب بیج عزیمت کی اور جو لغو حرکت اوس سے ظہور مین آئی تہی اوسکے عوض مین اوسکا ملک
پایمال کرڈالا اور آغاز موسم برسات مین چودہوین ذی الحجہ ۱۱۷۵ہجری کو چہاونی کے ارادہ مین داخل قلعہ بندر ہوا
اور اسی روز امیر الممالک کو قلعہ مذکور مین قید کیا امیر الممالک صلابت جنگ نے ایک سال تین مہینے چہہ روز قیدخانہ
کے کڑتی جہیلی اور آخر کار روز پنجشنبہ بستم ربیع الاول ۱۱۷۷ہجری کو زندان تن سے روح نے آزادی پائی
اور شیخ محمد ملتانی کے جوار مرقد مین دفن ہوا اور آصف جاہ ثانی نام قلعہ بندر مین مقیم تہا وہان

شاہ عالم عالی گہر کا منشور تفویض صوبہ داری دکن کی بعوض امیر الممالک صلابت جنگ صادر ہوا اسنے
استقبال کرکے بضابطہ معروفہ شرف مطالعہ حاصل کیا اور برہمن جہجر بیدی راجہ پرتاپ نوت کو مختار
و مدار علیہ معاملات کا کرکے کارہاے ملکی اوسکے حوالہ کئے اور رگھناتہ راو اور مادہوراو نے بعد
صلح کے پونا مین برسات بسر کی اوسی ضمن مین واقعہ سنہ ۱۱۷۶ ہجری فیمابین چچا اور بہتیجے کے مخالفت ہوئی
مادہوراو کے کارگذارون نے چاہا کہ رگھناتھ کو قید کرین رگھناتہ راو نے اس ماجراسے باخبر ہوکر
مع چند لوگون کے ناسک کی راہ لی محمد مراد خان بہادر اورنگ آبادی نے جو عمدہ نوکر آصفجاہ کا
مرہٹون کے استمالت پر مامور تہا رگھناتہ راو کے منحرف ہوکر نکلنے کی خبر پاکر چودہوین ماہ صفر کو سوار ہوا
اور نواح ناسک مین رگھناتہ راو کو پایا رگھناتہ راو جو نہایت سراسیمہ ہو رہا تھا اسکے پہونچنے سے مطمئن
ہوا بڑے اعزاز سے پیش آیا روساے مرہٹہ نے مراد خان کی رفاقت سے سمجھا کہ آصفجاہ رگھناتہ
کا طرفدار ہے اس نظر سے اکثر اسکے رفاقت مین آرہے مادہوراو خلف بالاجی کی ترک رفاقت کی
رگھناتہ راو کے ہمراہ عمدہ لشکر ہو گیا اورنگ آباد ہوتے ہوے احمد آباد آیا مادہوراو بہی پونا سے نکلا
احمد نگر سے بارہ کوس پر بست پنجم ربیع الآخر سنہ مذکور کو مقابلہ ہوا مادہوراو نے شکست پائی دوسرے
روز رگھناتہ کے روبرو حاضر ہوکر عذر خواہ ہوا آصفجاہ بہی رگھناتہ راو کے مدد کو نزدیک آپہونچا تھا کہ
منازعت ختم ہو گئی جب لشکر آصفجاہ بندر کانور مین پہونچا رگھناتہ نے وہان جاکر ملاقات کی باہمدگر برسم
معروفہ تواضعات ضیافت کی ہوئین رگھناتہ راو نے پچاس لاکھ روپیہ کا ملک اور قلعہ دولت آباد آصفجاہ
کے نذر کیا اور سندین حوالہ کین چونکہ یہ کام محمد مراد خان کی حسن سعی سے درست ہوا تہا راجہ پرتاپ نوت
دیوان مدار علیہ آصفجاہ ازراہ عناد کے نہ دیکھہ سکا پس قبل اسکے کہ ملک اور قلعہ دولت آباد مین آصفجاہ
کا عمل دخل ہو سررشتہ مصالحت برہم کرکے آصفجاہ کو اس امر پر رجوع کیا کہ رگھناتہ کو معطل کرنا چاہیئے
بنابرین جانوجی ولد رگہوجی بہوسلہ کو کہ سردار صوبہ برار کو طلب کرکے اس لالچ سے کہ تجہے رگھناتہ کا قائمقام
کرا دینگے ملازم آصفجاہ کیا اور ناصر الملک چہوٹا لڑکا نظام الملک آصفجاہ کا جو رفیق مرہٹہ ہوا تہا اونکا
عدم التفات دیکہکر آصفجاہ سے آملا پس فوج آصفجاہی رگھناتہ کی تادیب کو روانہ ہوئی اوسنے
تاب مقابلہ نپائی تاخت تاراج مین مصروف ہوا تیس ہزار سوار سے اورنگ آباد کے غربی طرف
جا اوترا اور شہر والون سے زر کثیر طلب کیا مومن الملک ناظم اورنگ آباد باوجود قلت سپاہ اور سامان
حرب کے کمال حزم و ہوشیاری سے استحکام برج و بارہ قلعہ مین مصروف ہوا ہر ایک قطعہ حصار کا
ہمت خان کوتوال شہر برادر آعیانی محمد مراد خان مذکور وغیرہ کے زیر حفاظت مقرر کیئے اور آصفجاہ کا

منتظر ہوا لطایف الحیل مین ٹالنے لگا مرہٹہ اس گیتی گہاٹ کو جانگیا تسخیر حصار کا عزم بالجزم کیا بستم شعبان
کو اول صبح آبادی خارج شہر مین جاکر دست درازی شروع کردی رگھناتھ راو فوج خاصہ کی ہمراہ شہر کے
شمال رویہ استادہ ہوا اور اوسکے رفقا نے سیڑہی اور ہاتھیون کے وسیلہ سی چڑہکر چاہا کہ تختہ
دروازہ دیوار کلان باغ کو توڑکر اندر جا گہسین ہمت خان اور مرزا محمد باقر خان وغیرہ تماشائیان جنگ
نے حفظ آبرو کیواسطے ایسا تلوار و سنان و سنگ و پتھر برسایا کہ اکثر خام ارادہ دیوار سی گرتے گرتے جہنم
واصل ہوے اور اطراف مین بھی بہت سا لشکر رگھناتھ راو کا بسمل ہوا اسی گرما گرمی مین ایک تیر
اور گولی رگھناتھ کے فیلبان کو لگی اور موجب تفرقہ ہوے رگھناتھ راو قرین حسرت یورش سے معاود ہوا
اور خبر قرب وصول لشکر آصفجاہ کے سنکر نجلانہ کو راہی ہوا ۲۶ ماہ مذکور کو آصفجاہ وارد اورنگ آباد
ہوا چونکہ مرہٹہ ارادہ رکھتا تھا کہ ملک برار مین جاکر تاخت و تاراج کرے آصفجاہ غرہ رمضان کو قریب بالاپور
پہونچکر سد راہ ہوا اور مرہٹہ وہان سی لوٹ کر نزدیکی اورنگ آباد سے حیدر آباد کو چلا گیا آصفجاہ بھی
معاود ہوکر دریاے گنگ اودہ تک تعاقب فرمایا اور بعد نکلجانے احمد نگر کے سرداروں کو مع فوج جابجا
مقرر و معین فرماکر خود پونہ مین چلا آیا کہ وہان سی دس کوس کی فاصلہ پر تہا ہنود والی پونہ کی جبال آئین جا بیجا پہونکر اوسمین قرار کر گئے
تھے لشکریان آصفجاہ نے یکقلم پونا کو خاک سیاہ کردیا اور پونا کے اطراف اور نیز پونا کی سوخت اور تاراج
مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہا میر اولاد محمد ذکا برادر زادہ میر علی آزاد بلگرامی نے تاریخ کہی ہے آصفجاہ دوم
سلیمان اعلام ہلہ آبادی قوم برہمن سوخت تمام ٭ تاریخ شد ز شعلہ طبع زکا ٭ آتش زد پونہ را سپاہ سلام
رگھناتھ راو نے حیدر آباد پہونچکر تسخیر قلعہ مین نہایت کوشش کی لیکن حسن انتظام شجاع الدولہ بہادر
اور دل خان اورنگ آبادی ناظم حیدر آباد سے مرہٹہ کی یہ جرات نہوئی کہ اونکے توپخانہ آتشبار
کے روبرو سر اوٹھا سکین بلکہ اکثرون کی جان گئی آخر کو وہان سی بہی خایب و خاسر معاودت کی اسکے بعد
سانحہ دکن اور آصفجاہ کا حال معلوم نہین ہوا انشاء اللہ بر وقت آگاہی تحریر ہوگا مجمل اسقدر ہی کہ آجکل کہ
شروع ۱۱۹۵ھ ہجری مین آصفجاہ ثانی نظام علیخان اکثر ممالک دکن کا فرمان روا ہی اور شاید اس لڑائی مین
جوکہ جماعہ انگلشی کو حیدر نایک اور مرہٹہ سے صوبہ ارکاٹ اور نواح پونہ اور احمد آباد گجرات مین روبکار ہی
معین و نصیر حیدر نایک اور مرہٹہ کا ہی واللہ اعلم۔

آنا احمد شاہ ابدالی کا ساتوین مرتبہ ہندوستان مین اور قتل فرقہ سکھہ اور قید کرنا راجہ سورجمل جاٹ کا اور قلعہ اکبر آباد مین تصرف کرنا

سورجمل جاٹ نے بعد جانے شاہ ابدالی کی جانب قندہار باوجود نجیب الدولہ اور شاہ عالم بن عالمگیر ثانی

کے جسکو شاہ ابدالی نے بادشاہ بنایا تہا اور اوسکا لڑکا مرزا جوان بخت ولیعہدی مین شاہجہان آباد مین تہا قلعدار اکبر آباد سے ساز کیا اور زر نقد دیکر واقعہ ماہ ذی قعدہ ۱۱۷۴ہجری مین باوجودیکہ اسی سال احمد ابدالی کے فتوحات ہوئین اور اوسنے دیکہی نہین کہ مرہٹہ کی نیست نابودی مین کوئی دقیقہ اوٹہہ نرہا قلعہ اکبر آباد مین متصرف ہوا اور قوم سکہہ جنکا بیان فرخ سیر کے ذکر مین ہوچکا ہے معین الملک کی بیخبری سے بخر بنجہ بیہ راگ لائے کہ میدان خالی دیکہکر نائب احمد شاہ کو جو رامپور مین تہا مار ڈالا اور جبا نامی اپنے ہمقوم کو بادشاہ بنایا اور اطراف صوبہ لاہور مسخر کرکے عموم خلائق خصوص اہل اسلام کی درپے اذیت ہوے احمد شاہ ابدالی اس خبر کو سنکر عازم لاہور ہوا اس مرتبہ ۱۱۷۵ مین ساتوین دفعہ عزیمت فرمائی جب بلدہ لاہور مین آیا فرقہ سکہہ مفرور ہوکر ستلج رو ہی مین جسکا نہایت دشوار عبور ہے جا پہونچے اسجگہ آلا جاٹ کی عملداری ہے اور اوسکے پاس دولکہہ سوار و پیادہ تہا احمد شاہ ابدالی نے خبر پاکر ایلغار کیا نوسے کوس کی راہ دو روز مین طے کرکے ۱۱ رجب ۱۱۷۵ہجری کو اونکے شہر مین جا پہونچا اس دفعہ کی چشم زخم مین قریب بیس ہزار سکہہ کے مارے پڑے اور بڑی لوٹ حاصل ہوئی جب ادہر سے اطمینان ہوا ساتوین شعبان سنہ مذکور کو داخل لاہور ہوکر مقیم ہوا اور بعد انتظام نورالدین خان ابدالی کو جو کہ ولی خان اوسکے وزیر کا چچازاد بہائی تہا سکہہ جیون صوبہ دار کشمیر کے سر پر مقرر فرمایا۔

تہوڑا حال سکہہ جیون کشمیری کا اور فتح پانا نورالدین خان کا

سکہ جیون قوم کہتری کابل کا رہنے والا ہے اول مین اشرف الوزرا شاہ ولیخان وزیر ابدالی کا متصدی تہا ایک مرتبہ احمد شاہ نے اسکو واسطے طلب زر محالات تنخواہ کابل کے معین الملک کی پاس سفیر کرکے بہیجا تہا ۱۱۶۶ہجری مین عبداللہ خان ایشک آقاسی کو جو کابل سے تسخیر کشمیر کو روانہ ہوا تہا سکہ جیون کو بہی اوسکے ہمراہ کردیا اوسنے صوبہ مذکور کو فتح کرکے خواجہ کجبک کو نائب مقرر کیا اور سکہ جیون کو دیوان کرکے خود واپس ہوا بعد چندے سکہ جیون نے سردار مذکورہ کو مار ڈالا اور خواجہ کجبک کو اول قید بعدہٗ خارج کردیا اور عماد الملک سے سند صوبہ داری بمہر عالمگیر ثانی اپنے نام منگالی خطبہ و سکہ عالمگیر ثانی کی نام کا مروج کیا یہ شخص زیبا رو نیکو خو تہا عقائد اسلام رکہتا تہا اکثر مزارات بزرگان کی مرمت کرائی ہر روز بعد فراغ کچہری سکے وسو مسلمان کو کہانا عطا کرتا تہا اور ہر مہینے کے گیارہوین بارہوین کو طعام پختہ تقسیم کرتا اور جو کوئی وارد ہوتا مناسب حال اوس سے سلوک ہوتا ہفتہ مین اکثر مشاعرہ بہی کرتا تہا پانچ آدمی نوکر تہے جنکے کمکی دس نفر تہے تاکہ تاریخ کشمیر ابتدا سے اسکے وقت تک نظم کرین اول محمد توفیق

تخلص جسکا نام زبان کشمیر مین لالہ جو اتہا اسکا یہ مطلع بلندی فکر پر گواہ ہے سے تیر تا ز سینۂ
من دل زدہ آید بیرون ٭ ہمچو آتش کہ ز ما تمکدہ آید بیرون ۔ دوم محمد علیخان متین تخلص مولف تذکرۃ
الاحیا الاشعر یہ شخص حسام الدین خان ایرانی کا فرزند ہی زمرہ منصبداران بادشاہی مین تہا ۔ تیسرے
مرزا قلندر متین کا چہوٹا بہائی کبہی قلندر کبہی قنبر تخلص کرتا تہا کہتے ہین اسکی لاکہہ بیت ہی چوتہے
محمد علی ملقب پینہ پانچوین کا نام یاد نہین ۔ القصہ احمد شاہ ابدالی نی انور الدین خان کو مع فوج
ابدالی اور قزلباشی اور خراسانی اور کسیقدر راجہ جمو کی تسخیر کشمیر کو مقرر کیا مخفی نرہی کہ راجہ جمو بروقت
ورود لشکر کشون کی مقامات دشوار گذار مین جا بیٹہا تہا اور کچہ روپیہ دیکر اونکے صدمات سی محفوظ رہا کرتا
تہا چونکہ کشمیر مین پہونچنا بدون رہنما ٔی کشمیریون کے دشوار ہی اور سکہ جیون نی راہ گذر باتفاق
کشمیریون کے مسدود کی تہی احمد شاہ کو اسکا تدارک ضرور ہوا تہا اسیواسطے راجہ جمو سی استعانت کی
تہی راجہ ایسے لوگون سی بہت ڈرتا تہا حاضری کو راضی نتہا مگر شاہ ولی خان نے اپنے لڑکے کو بہیجدیا
کہ جب تک راجہ لوٹکر اپنے ملک مین نجاوی جب تک تو اوسکے آدمیونکے پاس بطور ضمانت کے
حاضر رہتا جب اسقدر اطمینان ہوگیا راجہ نے کسیقدر لوگ رہنمائی کو ہمراہ کردیئے تا کہ دریاے
چنہاب جو نہایت دشوار گذار رہی یعنی اسقدر عریق ہی کہ عبور اسپ و شتر ناممکن ہی درختون پر پل باندہکر
عبور کرائے بعد اس اعانت کی اپنے گہر کو لوٹ گیا اور انور الدین خان حدود کشمیر مین پہونچا سکہ جیون
کے مراحمون سے لڑائیان ہوئین آخر مارتے بہگاتے متصل کشمیر جا پہونچا سکہ جیون بہی مقابلہ مین نکلا
اور مبارز ہوکر مغلوب ہوا ہمراہی فرار ہوے اور سکہ جیون مع چند رفقا کی سلا [illegible] قید مین پہسا
احمد شاہ نے اس فتح کے عوض مین انور الدین خان کو نایب کشمیر بنایا اور ۱۱۷۰ ہجری مین عزیمت
قندہار مصمم کی لاہور سے کابل آیا یہ اخیر آنا ابدالی کا ہند مین ہی بسبب عدم بندوبست خراسان
کے کہ خاطر خواہ نہوا تہا فرصت بندوبست [illegible] ہو اور استیصال جماعۂ سکہان کی نپائی اور صوبہ لاہور
و ملتان و ٹہٹہ اسکے قبضہ سی نکل کر سکہون کے ہاتہہ لگا لیکن لاہور و ملتان ابدالی کی عمل مین رہا اور
ان دونو صوبون کا انتظام آج تک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہین کماینبغی نہوا اور سکہون کا نہایت اقتدار ہی
ہر ضلع مین اضلاع مذکورہ سی ایک ایک رئیس جماعۂ مسطورہ کا کمال عزوجاہ سی گذران کرتا ہی اور
رعایا کو اپنے حسن سلوک سی راضی کرکے ملک کو آبادان کیا ہی لیکن بلدہ لاہور کی وہ رونق نہین ہی
اور یہان سکے اعیان و اشراف تنگی اوقات مین گرفتار رہین اکثر تو جلاوطن کرگئے ہین اور
اکثر اپنے جہونپڑون مین پڑے بزرگون کی نام روشن کئے ہوے ہین اندنون مین کہ اواسطہ

فلہذا بجز بی خیل مرزا محمد ثنا خان ذوالفقار الدولہ کی افواج دو بی افواج میں جوار لاہور تک پہونچکر جماعت
سکھیہ پر غالب ہوئے ہیں [illegible]

ذکر احوال مرہٹہ اور اونکے اصل ور موجب اقتدار پانے کا

گذشتہ تواریخ سے ظاہر ہے کہ ہند کے راجہ لوگ ہمیشہ دکن پر غالب رہے ہیں اور لنکا اور سراندیپ
تک مسخر کیا ہے مگر اوائل عہد محمد شاہ بابری سے بسبب نفاق امرا ے بد عقل و بے غیرت کے قوم مرہٹہ نے
ہند میں دخل پایا اور اکثر صوبجات فتح کر لیے خلق خدا کو انکی بدعت ستانے لگی بعض صوبجات مثل اودھ
بسبب حائل ہونے دریاے گنگ اور مدافعہ برہان الملک اور اوسکی اولاد کے اور بنگالہ اور عظیم آباد صلابت جنگ
کی جراءت کے سبب اور صوبجات لاہور و ملتان و ٹھٹھہ بسبب بعد مسافت کے جماعت مذکورہ کی دست برد
سے محفوظ رہے اگرچہ قدم انکے یہاں تک بھی آگئے تھے مگر چنانکہ باید و شاید انتظام اور تسخیر ملک نکر سکے
چونکہ ذکر اس فرقہ کا اکثر واقع ہوا ضرور ہے کہ انکی اصل ماہیت کا بیان بنا بر شائقان منظر کیا جاوے
کیا جاوے سب مخفی نرہے کہ مہاراشٹ دیوگڑہ اور اوسکے اطراف سے مراد ہے وہاں کی رعایا کو مرہٹہ کہتے
ہیں یہاں بزبان مہاراشٹی بولی جاتی ہے اور ریاست اس قوم کی بہوسلہ کے گھرانے میں ہے چند سال راجہ راو
سردار ہی پر مقرر ہوئے نسب بہوسلہ کا راجہاے اودیپور سے ملتا ہے اور راجہ اودے پور راجپوتانہ
کے عمدہ راجوں میں ہے بلکہ باوجودیکہ مانند راٹھور اور کچھواہے وغیرہ کے نہیں ہے مگر اوسکی عزت
ہوتی ہے بنا بر انکے جو گدی نشین ہوا اوسکے قشقہ سے ہوتا ہے اور راجہاے اودیپور کا لقب رانا ہے رانا کی نسبت
نوشیروان سے مشہور ہے بعض مورخوں کا کلام ہے کہ جب سعد وقاص نے ایران فتح کیا اولاد نوشیروان
کی آوارہ ہو کر ہند میں آئی اور راجگی حاصل ہوئی (انکی) اولاد کو رانا کہتے ہیں مگر تحقیق امر یہ ہے کہ سبب رانا
ہونیکا یہ ہے کہ پرتاب چند نے راجگی بلاد ہند پر متولی ہونے سے پیشتر سے جو خراج ولایت جاتا تھا اوسکو
منع کر دیا نوشیروان نے [illegible] لشکر بھیجا تا کہ قید کر کے حاضر کریگا اگرچہ پرتاب چند عاجز ہو کر خواب
غفلت سے بیدار ہوا اور جو کچھ مال و اسباب تھا معہ ایک اپنی لڑکی کے بحضور نوشیروان روانہ کیا
نوشیروان نے [illegible] معاف کیا راجگی بدستور بحال رکھی اسکے بعد سے اولاد نے اپنا خطاب
[illegible] تھوڑی سی مدت میں [illegible] اولاد [illegible] لیا تھوڑی سے زمین
پرتاب [illegible] کہ [illegible] انکی تعظیم [illegible] کرتے چلے آئے اور انکو
[illegible] نوشیروان کو بھیجی تھی اگرچہ [illegible]

حرم ہوئے مگر مواصلت نہین ہوئی اور بجز سپہر منزکی جسکی والدہ اعاظم عجمی کی خاندان سی ہے کوئی
اولاد نوشیروان کی نہین پائی گئی ہے رانا کی اولاد مین سی ایک شخص بڈہی کی بطن سے تہا چونکہ
عقیدہ ہندی ہی کہ ایسے فرزند کو جو غیر عقد سے ہو حملہ اولاد مین نہین داخل کرتے ہین بسبب بے
اعتباری کی وہ بیچارہ اودے پور سے نکل کر دکن گیا اور کرناٹک مین سکونت پذیر ہوا اور بسبب
عمدگی سکے دکن کی عمدون مین خویشی بہم پہونچائی اسکی اولاد سکے دو قسم ہوسے ایک اتنولیہ دویم
بہوسلہ بہوسلہ سے ساہوجی اول برہان نظام شاہ کی ملازمی مین آیا بعدہ ابراہیم عادل شاہ
کا رفیق ہوا ابراہیم عادل شاہ سنے اپنے اخیر وقت مین پرگنہ پونا وغیرہ ساہوجی کی جاگیر مین مقرر کردئے
ساہوجی وہان مانند زمینداروں کی رہتا تہا چندسے صاحب قران ثانی شاہجہان کا نوکر رہا اور اسکا لڑکا
سیواجی جاگیر مین رہا جب ابراہیم عادل شاہ کو دو برس مرض کی شہرت مین گذرے اور بسبب بے
بندوبستی سکے اکثر سپاہ بیجاپور چلی آئی اور وہ ولایت اور قلعہ سپاہ محافظ سی خالی ہوئی اسوقتین
سیواجی جو قوم بہوسلہ مین طرفہ ہوشیاری سے کارکن تہا براہ سرکشی اکثر قلعجات پر قابض ہوا
اس عرصہ مین عادل شاہ سنے رحلت فرمائی اور اوسکا بیٹا علی عادل شاہ جانشین ہوا چونکہ یہ شخص
بسبب صغر سنی اور اوائل جلوس سکے چندان مستقل نہوا تہا بڑا فتور ملک مین ظاہر ہوا سیواجی
روز بروز قوت پکڑتا گیا اکثر قلعہ اپنی ذات سی بنا سے حتی کہ چالیس قلعہ سابق اور حال کی مع سامان
قلعداری بہم پہونچاسے اور ہر طرف سے دلجمعی ہوکر علی عادل شاہ سے علانیہ منحرف ہو بیٹہا اور
افضل خان رکن سلطنت علی عادل شاہ کو دغا سی مار ڈالا اور رستم خان کو شکست فاحش دی
بعد [illegible] بالکل خاطر جمع ہوکر ہنگامہ سازی اور تاخت تاراج کرنا شروع کردیا اطراف کوکن مین خوب
ہاتہ [illegible] لوہن دریاسے شور سکے متصل ہی بعض بنادر کو بہی زیر تصرف لایا اور دریا و راہزنی
لرسکے جنگل مین قطاع الطریقی کرتا تہا بعض اوقات جب قابو پاتا اکثر مواضع متعلقہ ہند پر جو عالمگیر
اورنگ زیب سکے محروسہ تہے تنگ و تاز کرتا تہا اورنگ زیب نی اس ماجرا سے متنبہ ہوکر امیر الامرا
شایستہ خان صوبہ دار دکن کو سزادہی کا حکم دیا مہاراجہ جسونت راٹہور بہی مددگاری مین مقرر کیا گیا
اونہون سنے اوسکی سزا اور اوسکی ملک کی تخریب مین خوب تردد کیا سیوا نی اکثر اپنے اقربا سی
جو امیر الامرا کی دربار مین نوکر تہے رجوع ہوکر اونکو دغابازی کا سبق سکہلایا جماعہ نکو امان ز شادی الولاد
کی بہانی سے ایکرات اژدحام کرسکے واقعہ ۱۰۷۳ ہجری مین امیر الامرا پر چہاپہ مارا ابو الفتح خان اوسکا
لڑکا اس شبخون مین مارا پڑا اور امیر الامرا عوض اس غفلت کی عہدہ سے معزول ہوکر مورد عتاب شاہی ہوا

اور دکن کی صوبہ داری شاہزادہ معظم کو ملی جب دکن کی مہم مہاراجہ جسونت سی بادشاہ کے خاطرخواہ
نہوئی حضور مین طلب ہوگیا اور بجاے اوسکے راجہ جی سنگہ مقرر کیاگیا راجہ جی سنگہ نے قرار واقعی
سیواکی گوشمالی دی سیوانے غیر اطاعت راہ ندیکہی راجہ جی سنگہ کی پاس بلا ہتہیار حاضر ہوکر ملاقی ہوا
اور تیئیس ۲۳ قلعہ اور دس لاکھ ہون کا ملک پیشکش سرکار بادشاہی کیا اور بموجب التماس راجہ جی سنگہ کی
فرمان بادشاہی مشتمل عفو تقصیرات اوسکے نام صادر ہوا اور اوسکالڑکا سبہنا پنجہزاری کیاگیا اور سیوا
مع اپنے فرزند مذکور کے بعزم آستانہ بوسی شاہی ۱۸ ماہ ذی قعدہ ۱۰۷۶ھ ہجری کو اکبرآباد مین حاضر ہوکر
مشرف ملازمت ہوا اور مورد عطوفت خسروانی ہوا لیکن بمقتضاے دہقانیت و عدم واقفیت ضوابط دربار
کے اپنے حق مین بڑی امیدین رکہتا تھا رام سنگہ ولد راجہ جی سنگہ سے اظہار رنجش کی حکم ہوا کہ اب حضور مین
نہ آنے پاوے اور محافظ مقرر رہون الا اوسکا بیٹا سبہنا چونکہ بیقصور تہا دربار مین آمد و رفت سے ممنوع
نہوا بادشاہ کو یہ منظور تہا کہ بعد چندے سیوا کو مشمول عاطفت فرماکر مرخص کرے مگر سیوا اس رمز
کو نہ پہونچا تین مہینے نوروز کے بعد ۱۷ ماہ صفر ۱۰۷۷ھ نسبت بمقتضے صفر کو تغیر وضع کرکے مع سبہنا کے مفرور ہوکر دکن پہونچا
اور ہنگامہ آراے فساد ہوا صوبہ داران دکن اوسکی سزا و تادیب کیا کرتے تہے تاآنکہ ۲۴ ربیع الآخر
۱۰۹۱ھ کو سیوا نے قضا کی اور اوسکا لڑکا سبہنا اوسی راہ پر قدم زن ہوا آخر عالمگیر بہ نفس نفیس خود متوجہ
دکن ہوا ۲۳ ربیع الاول ۱۰۹۱ھ ہجری مین اورنگ آباد مین آکر خیمہ زن ہوا اور آخر وقت پچیس برس
تک مرہٹہ کی گوشمال مین مصروف رہا لیکن بعض امراے خودغرض کی تغافل سے خاطرخواہ بندوبست
مرہٹہ کا نکرسکا سنبہا کے دو لڑکے ہوے رام راجہ اور ساہو راجہ انہون نے بعد رحلت عالمگیر کی
ملک بادشاہی مین شراکت شروع کی رفتہ رفتہ ملک خارج دکن پر مشرف ہوے تفصیل اسکی
یہ ہی کہ آخر عہد عالمگیر مین قرار ہوگیا تہا کہ مرہٹہ سے صلح رہے اسطور پر کہ حاصلات ملکی سے فیصد نو روپیہ
سیفہ دیس مکہی مین مرہٹہ کو ملا کرین تاکہ وہ مطیع فرمان بادشاہی رہین اور احسن خان میر ملنگ کو
مع اسناد دیس مکہی کے مرہٹہ کی پاس بہیجا کہ عہد و پیمان کرکے مرہٹہ کو حاضر کرین آخر کو راے شاہی منحرف
ہوے اور میر ملنگ کو واپس کرلیا پہر شاہ عالم بہادر شاہ کی عہد مین دس روپیہ سیکڑا دیس مکہی حصہ
رعایا سے مرہٹہ کی نام مقرر ہوئے بہادر شاہ بعد فتح کام بخش کی واقعہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری دکن سے ہندوستان
آیا اور دکن کی صوبہ داری امیر الامرا ذوالفقار خان کو مرحمت ہوئی امیر الامرا نے داؤد خان پنی کو مقرر کردیا
اس نائب نے مرہٹہ سے موافق ہوکر یہ مقرر کیا کہ حاصلات ملک سے تین حصہ سرکار بادشاہی کی اور چہارم
حصہ مرہٹہ کا ہوا اور دیس مکہی علاوہ مقرر ہوی یہ تقسیم بہی جاری رہی لیکن چونکہ سند مرہٹہ کو

نہ ملی تھی جب امیر الامرا حسین علیخان بہادر کو بادشاہ سے ناچاقی ہوئی اور فرخ سیر بسبب اغوای
درانداز ون کی سرداران دکن خصوص ساہو راجہ بن سنبھا کو در بارہ مخالفت امیر الامرا کی تحریر کی اونہ
حضور مین قطب الملک عبداللہ خان سے ہر روز پرخاش تازہ کیا کرتا تھا اور قطب الملک برابر امیر الامرا
کو دہلی آنے کے لیئے لکھا کرتا تھا امیر الامرا نے لاعلاج گہر کے دشمن سے تنگ ہو کر بیگانہ سے موافقت کی سنہ ۱۱۲۹
بوساطت انور خان برہانپوری کے راجہ ساہو اور ملہار سے صلح کی شرط یہ ہوئی کہ لوٹ مار نہ کرے
اور پندرہ ہزار سوار اپنے نوکر ناظم دکن کے ہمراہ رکہے بعدہ چوتہہ فیصدی دس روپیہ دیس مکہی چہہ صوبہ دکہن
کے اپنی مہر سے لکہدیتا اوسکے راج قدیمہ کو اوسکے حوالہ کیا اور بالاجی ولد بسنو ناتہہ برہمن کو کنی کو وکیل
راجہ ساہو کا کر کے ہر پرگنہ مین دو عامل منجانب مرہٹہ کے مقرر ہوئے ایک مکاسدار جو چوتہہ وصول
کرے دوسرا نایب دیس مکہی کی تحصیل کو ۔ بعد انعقاد اس صلح کے ملک دکن جو باعث تاخت غنیم
کے خراب و ویران تہا اگرچہ رو بآبادی ہوا مگر ضبط بادشاہی اوٹہہ گیا اور اس ترجیع نے نحوست تثلیث
کی دکہلائی امیر الامرا بھی بعد مصالحہ واقعہ سنہ ۱۱۳۰ ہجری کو اپنے بہتیجے عالم علیخان کو دکن مین نایب کر کے
تیس چالیس ہزار سوار اور فوج مرہٹہ سردار بالاجی بسنو ناتہہ کے ہمراہ عازم دار الخلافہ ہوا بعد عزل
فرخ سیر اور جلوس رفیع الدرجات کے سنہ ۱۱۳۱ ہجری مین راجہ سنبہاجی ملہار کا بلند اور مختار دکن
مقرر کر کے باتفاق بالاجی بسنو ناتہہ کو عالم علیخان کے پاس بہیجا اور یہ دونو دکن مین آکر ایسے متسلط
ہوئے کہ عالم علیخان سے بجز نام کے کچہ باقی نہ رہا بعد عالم علیخان اور انقضاے عہد دولت سادات
بارہہ کے بالاجی بسنو ناتہہ بھی مرا اور اوسکا لڑکا باجی راو قایمقام پدر اور مدار المہام سرکار ساہو راجہ
کا ہوا سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین جب محمد شاہ بادشاہ نے مالوہ کی صوبہ داری گردہر بہادر ناگر کو دی وہ آنکر دخیل ہوا
سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین ہولکر ملہار جو قوم چرواہا باجی راؤ کے رفقا مین تہا مالوہ آکر گردہر ناگر سے لڑا جب گردہر مرا
اوسکی اولاد دیا اوجین مین تہی متصل جانشین ہوئی وہ ملہار کی لڑائی مین مارا گیا صوبہ مالوہ مرہٹونکی
نہب و تاراج آیا سنہ ۱۱۴۵ ہجری مین محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ ہو کر اوجین آیا مگر بسبب مرہٹہ کے اسکا
نقش درست نہوا سنہ ۱۱۴۶ ہجری مین راجہ جی سنگہ وہانکا صوبہ دار ہوا اوسنے ہم قومی کی باجی راو کی
تقویت مین سعی کرنا شروع کی اور گجرات بہی کہ بعد تغیری سربلند خان کے راجہ ابہی سنگہ راتہور کو مقرر ہوا مرہٹہ
بتحریک چاند خان کی صوبہ مذکور مین شورش افگن تہا باجی راو نے ضعف سلطنت اور امراے حضور کی
جہالت اور اپنے اقتدار پر نظر کر کے دونو صوبہ پر قدم جرات بڑہایا مظفر خان برادر صمصام الدولہ
اوسکی مہم پر مامور ہوا ملک مالوہ مین آیا سرونج تک در پے جنگ مرہٹہ ہوا مگر باجی راؤ ترک مقابلہ کر کے

دکن کو لوٹا اور مظفر خان بدون لڑائی کی مظفر و منصور دار الخلافہ کو واپس ہوا ۱۱۴۷ ہجری مین دوبارہ باجی راو نے ہندوستان کا عزم کیا اور اعتماد الدولہ اور قمر الدین خان وزیر اور امیر الامرا صمصام الدولہ خان دوران اوسکی تنبیہ پر مامور ہوے اور ہر دو گروہ بیس چالیس کوس کی تفاوت سے مالوہ کو چلے باجی راو نے بھی دو حصہ فوج کر کے ایک حصہ پیلاجی جادو کی سرداری مین بمقابلہ وزیر روانہ کیا اور ایک حصہ ہولکر ملہار کی سرداری مین امیر الامرا کی مقابلہ پر معین فرمایا پیلاجی تین چار مرتبہ وزیر سے مقابل ہوکر ہر بار مغلوب ہوا امیر الامرا نے وزیر کی زعم سے صلح کی اور باتفاق وزیر دار الخلافہ کو معاود ہوا ۱۱۴۸ ہجری مین امیر الامرا نے حسب استدعای جی سنگہ سوائی کی بادشاہ کو راضی کر کے صوبہ داری گجرات و مالوہ کی باجی راو کو دلوائی اور ۱۱۴۹ ہجری مین باجی راو مع فوج عظیم کی مالوہ ہوکر اتفاقاً صوبہ مذکور کا ہوا اور بعد دلجمعی بند و بست صوبہ مذکور کے راجہ بہدا ور کی دار الاقامتہ موضع اٹیر کو محصور کیا راجہ دشوار عبور گھاٹیون مین جا تا رہا باجی راو نے بعد لوٹنی ملک بہداور کی چاہا کہ انتر بید مین آوی پیلاجی جادو کو معین کیا کہ دریا سے جمن سے اوتر کر برہان الملک سے جو کہ اپنے صوبہ سے نزدیک اکبر آباد کی آیا تھا گرم ستیز ہو حسب التقرر پیلاجی برہان الملک سے جا بھڑا مگر مغلوب ہوکر فراری ہوا اور بہزار خرابی باجی راو کی پاس واپس آیا اس شکست مین اوسکی فوج اکثر غرقابت جمن ہوئی اور قریب ڈیڑہ ہزار جرار کے قید برہان الملک ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک ایک چادر اور دو دو روپیہ دیکر رہا فرمایا باجی راو خفیف ہوکر شاہجہان آباد آیا افواج حاضرین شاہی نے بیرون شہر نکلکر محافظت کی باجی راو نے اطراف شہر تاراج کر کے شورش برپا کی تا اینکہ عماد الدولہ و صمصام الدولہ و برہان الملک و مظفر جنگ نے تلاش جو اوسکے مدافعہ کو شہر سے تیس چالیس کوس پر تھے آپہونچے اور باجی راو نے لڑائی مین بہبود نہ دیکھکر اکبر آباد کی راستہ سے مالوہ کی راہ لی مفصل یہ سانحہ دفتر دوم مین لکھا ہے جب آصفجاہ ۱۱۵۰ ہجری مین حضور مین آیا اور مالوہ کی صوبہ داری باجی راو کے تغیر سے اسی مقرر ہوئی عازم مالوہ ہوا باجی راو بھی دکن سے آکر واقعہ اطراف بھوپال جنگ آور ہوا اسی ضمن مین آمد نادر شاہ کی موجب تاخیر تنبیہ باجی راو ہوئی آصفجاہ حضور مین آیا جب کہ آصفجاہ بھوپال مین گرم ستیز تھا رگھوجی بھوسلہ مکا سدار صوبہ برار نے شجاعت خان الہ آبادی کو جو آصفجاہ کی طرف سے نائب ناظم تھا جنگ کر کے مار ڈالا چونکہ ورود نادر شاہ سے ہندوستان مین بڑا تخلل واقع ہوا باجی راو نے منصبداران دکن کی جاگیرات جو بادشاہ اور آصفجاہ کی طرف سے تھین ضبط کین بعد ازان جبکہ نادر شاہ ایران کو واپس ہوا نظام الدولہ ناصر جنگ خلف آصفجاہ نے جسکا مذکور ہو چکا ہے ایک ایلچی باجی راو کی پاس بھیجا اور پیغام ہای وعید بھیجی باجی راو نے ضبطی جاگیرات سے ہاتھ اوٹھایا ۱۱۵۲ ہجری مین پچاس ہزار سوار جرار فراہم کر کر

یہ ارادہ کیا کہ ناصر جنگ کو سمجھی بدین ارادہ اورنگ آباد پہونچکر جنوب رویہ شہر مین منزل گزین ہوا ناصر جنگ
دس ہزار سوار سے برآمد ہوکر قاصد تاراج پونا ہوا اور باجی راو کو دریاے گنگ دکن تک مار ہٹایا
۲۲ شوال سے عید الضحی تک جنگ و جدال رہی اور ناصر جنگ کا غلبہ ظاہر ہوا باجی راو طالب ملاقات
ہوکر ناصر جنگ کی حضور مین آیا ناصر جنگ نے سرکار کھرگون اور سرکار ہنڈیہ اوسکے جاگیر مین لطف
فرمایا باجی راو بعد مصالحہ مالوہ چلا گیا دریاے نربدا کی کنارے پہونچکر عدم کی راہ لی اوسکا لڑکا بالاجی راو
بجاے پدر مسند آرا ہوا اسی سال مین آصفجاہ حضور سے مرخص ہوکر سلخ شعبان کو داخل برہانپور
ہوا اور بالاجی جو دکن سے مالوہ جاتا تھا برہانپور مین آکر مشرف ملازمت ہوا اور مالوہ کو رخصت ہوا بعد
معاودت آصفجاہ کے اوسکی رحلت تک جو کہ آٹھہ برس ہوتی ہین غنیم نے چند مرتبہ سر اوٹھایا اور سزا پایا
ہوکر صلح ہوئی ناصر جنگ کی عہد مین راجہ ساہو سے صلح ہوئی اور ناصر جنگ کی قتل ہونے تک ڈہائی برس
وہ صلح قائم و برقرار رہی بعد مارے جانے ناصر جنگ اور فوت ہونے راجہ ساہو کی جو ۱۱۶۳ ہجری مین واقع
ہوا بالاجی کی سربلندی ہوئی اور رسداس شیو راو عرف بہاو برادر چچازاد بالاجی راو کا جو کہ سخت مدبر و جفاکش
تھا مدار المہام ہوا تا حین حیات ساہو راجہ کی برہمنان کوکن خاندان بہوسلہ کو دخل حساب سمجھتے تھے بعد مرنے
ساہو کی بالاجی نے کل اقتدار اپنے ہاتھہ لیا کسیکو خاندان بہوسلہ سے بجاے ساہو کی مسند نشین نکیا اور
سرداران قدیم مرہٹہ کو مطیع بلکہ معطل کردیا بعد فوت راجہ ساہو و ناصر جنگ کے برہمنان کوکنی کا تسلط جو تمام ہندوستان اور
دکن مین ہوا اوسکا ذکر سابق مین ہو گیا ہے مجمل کسیقدر جو زبانی میر غلام آزاد بلگرامی کی جسکی عمر دکن مین بسر ہوئی معلوم ہوا لکہا جاتا ہے —
مخفی نرہے کہ فریقین یہ نیت رکھتے ہین کہ جہان ہاتھہ پہونچے خلق اللہ کی وجہ معاش بند کرین اور زمینداری
اور مقدمی اور پٹواری گری بھی ورثا کو نہ دیوین اور اونکی ورثا کو عہدہای مذکور سے محروم کرکے خود قابض
اور دخیل ہون اور چاہتے ہین کہ تمام روے زمین کی خود مالک ہون مگر رزاق حقیقی نے تو سید و مسلمان
کا رزق اسی ملک مین مقرر کیا ہے پس ایک فرقہ مذکورہ پر کیونکر ساری زمین مقرر ہو سکتی ہے
لطافت ذایقہ اس فرقہ کی دیکھیے بالاجی راو باوجود اس اقتدار کے کہ دکن اور ہند کی سلطنت کرتا تھا
نان باجرا کہاتا تھا اور بادنجان خام اور رانبہ خام اور کرستہ خام سے بڑی رغبت تھی پس عام کی کیفیت
دیکھنا چاہیے چونکہ اصل پیشہ برہمن کا گدائی ہے اور مذہب ہنود مین مقرر کہ صدقات برہمن کو
دیتے ہین پس طبایع اسکی نسلاً بعد نسل دریوزہ گری کی معتاد ہو گئے اور بو الہوسی لازم دریوزہ گری ہے
بنابرین باوجود میسر ہونے سامان سلطنت کی شیوہ گدائی طبیعت سے خارج نہین ہوا سبب عدم
ملایمت طبع یہی خورش دال تو یعنی ارہر [illegible] جسکو گہار بھی نہین دیتے کہ اوسکی پوست دور رہے اور مرچ

مرچ سرخ اور ہلدی اور میتھی وغیرہ بکثرت سواے پکانے کی خام بھی کہاتی ہین پس اکثر صفراوی
یا سوداوی مادہ ہوتا ہی طبیب ہندی بھی موافق اپنی ضابطہ کی ادویہ حار انکی خورش مین تجویز کرتی
ہین ـ مزاج انکا حار یابس واقع ہوا ـ مورخ سوگند کہاتا ہی کہ خالی از تعصب یہ عبارت تحریر ہوئی واللہ اعلم

باقی حال شجاع الدولہ وزیر اور شاہ عالم اور نجیب الدولہ کا

شجاع الدولہ معہ بادشاہ کے بعد فتح جہانسی واقع الہ آباد و بوندیلکھنڈ کی بندوبست مین سرگرم تہا
تا آنکہ ۱۱۷۷ ہجری مین عالیجاہ میر محمد قاسم خان انگلشی سی شکست کہاکر وزیر وبادشاہ سی پناہ جو ہوا
چونکہ شجاع الدولہ بوندیلکھنڈ کے ارادہ انتظام مین تہا عالیجاہ نے خود بوندیلکھنڈ جاکر بوساطت نجف خان
جسنی سفر شکست مین کرمناسہ کی مقام سی رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ کی رفاقت کی تہی مقدمہ فیصل کیا اور شجاع الدولہ نی معہ بادشاہ
اور عالیجاہ کی عزیمت ممالک شرقیہ کی اور انگلشی سی لڑکر مغلوب ہوا پس صلح کی اور صوبہ اودہ شجاع الدولہ اور الہ آباد بادشاہ سی
مخصوص ہوا کہ انکا ذکر دفتر دوسرے مین مفصل لکہا گیا ایک سردار انگلشی سوال جواب طرفین کیواسطی شجاع الدولہ کی پاس باکر
تہا اور فوج انگلشی مع سرداران عمدہ مانند جنرل و کرنل کی حاضر حضور شاہی رہتی اور ہر امر مین یاوری کرتی تہی مرزا نجف خان نی جیساکہ دفتر دوم مین
تحریر ہے بر وقت جنگ شجاع الدولہ نی رفاقت انگلشی اختیار کرلی تہی لہذا مورد عنایت انگلشی تہا
ایک لاکہہ روپیہ سالانہ اوسکو مقرر ہوا اور معاملہ بنگالہ مین سی جہان کہ انگلشی نی ۲۶ لاکہہ کی مالگذاری شاہی
اقرار کی تہی مجرا کرکی خان مذکور کو پہونچاتی تہی خان مذکور نی بعد مدت کے حکومت کوڑہ پائی وہان کی فوجداری
اور انتظام مین مصروف ہوا اور منیر الدولہ بنام خدمت میر خان ملمانی سرکار بادشاہ کی اوسکا مدار المہام
اور رفیق ایسا ہوا کہ جمیع ملازمان شاہی اوس سی رجوع ہوے اور بحالی برطرفی کل ملازمین سرکار
شاہی کا مختار ہوا اور جواب وسوال بھی سرکار انگلشی مین کرتا تہا سفر کلکتہ مین کبہی جو مدت ہو جاتی
بعض سفلہ ملازم شاہی مانند حسام الدین خان اور راجہ رام ناتہہ اور بہادر علیخان محلی وغیرہ بنابر مناسبت
طبیعت بادشاہی کی برروے کار آتی خصوص حسام الدین خان جو کہ نورسیدہ پری پیکرونکی تعلیم رقص
وراگ کی کرکی حضور مین لاتا تہا زیادہ منفعت حاصل کرتا اور معتمد علیہ سلطنت ہوا تہا شجاع الدولہ کبہی کبہی
مرزا سعادت علیخان اپنی لڑکے کو نائب وزارت اور بعض ملازمین کو میر آتشی وغیرہ کی نیابت پر بہیجتا کبہی خود بہی آجاتا

نجیب الدولہ کا مجمل احوال

نجیب الدولہ نی بنام منصب امیر الامرائی سکے واقعہ شاہجہان آباد مسلط ہوکر مرزا جوان بخت فرزند

کلان شاہ عالم کو جو ولیعہد تہا جانشین دار الخلافت کیا درمیان افاغنہ کی خالی شور سے نہا فی الجملہ لیاقت سروری
اور سپہ سالاری کی رکہتا تہا سورجمل جاٹ نی جورا جاسے جاٹ کے خاندان مین چشم و چراغ تہا اور
اس اقتدار ولیاقت کو آج تک کوئی دوسرا اوسکا نظر نہ آیا چار قلعہ مستحکم طیار کیے اور ایسا اسباب
وسامان وہان جمع کیا جو برسون کو کافی تہا بہر حال اونکے متانت اور استحکام کی تفصیل کو ایک دفتر چاہیے بارہ ہزار
گہوڑے اوسکی اصطبل مین سوارون کو مقرر ہوئے انہین گہوڑ ون کی سوارون نے برقانداز ی اور سپاہ گری
کے فن تعلیم کئے اس ہنر کا بہی جو اب ہند مین ناممکن تہا گمان نتہا کہ کوئی بہی اس راجہ پر غالب ہووے
اور اسے قتل کرے مکرر مرہٹہ آئے اور ابدالی بہی آیا مگر یہ شخص اپنے قلعہ کی وسیلہ سے محفوظ رہا
اور صفدر جنگ کی لڑائی مین افاغنہ پر غالب رہا اور صفدر جنگ ایسے وزیر نی اسکی مدد چاہی چونکہ اسکا
ملک نہایت ملحق شاہجہان آباد سے تہا نجیب الدولہ کو اس سے شکر رنجی تہی ہمیشہ ایک دوسرے سے
خبردار رہا کرتے تہی بلکہ نجیب الدولہ کو زیادہ اندیشہ نہا درحقیقت کوئی معاصرین ہند مین اوسکا ہمعصر
نہا واہ ری تقدیر کے کار خانے موت کی بہانے جب زمانہ اخیر ہوا سہل سی لڑائی مین جان دی وہ
کروفر جاہ وحشم تدبیر وسامان کچہ کام نہ آیا مخالفین اپنے اپنے شیخی کے لیے دون پر اوچہلنے لگے

ذکر مقتول ہونا راجہ سورجمل کا سید محمد خان برادرزادہ بہادر خان بلوچ کے ہاتھہ سے میدان شاہجہان آباد اور فرخ نگر مین

اگلے زمانہ مین گروہ کثیر بلوچ کا فرخ نگر مین بود باش رکہتے تہے محمد شاہ کے عہد مین کامگار خان
کا اقتدار بڑہا کبہی کبہی پانی پت وغیرہ کی حکومت بہی ملی اور محال حصار کو جہان کم کسیکا دخل ہوا
تہا مسخر کیا اور اسکے جلد و مین مورد الطاف ارکان شاہی ہوا بہادر خان اسکا نوکر اسکے
حین حیات مین فوجدار سہارنپور رہ ہوا جب صفدر جنگ اور احمد شاہ کی لڑائی ہوئی عماد الملک
نے اوسکو اپنے مدد پر بولایا اور مرتبہ ہفت ہزاری کو پہونچکر صاحب ماہی و مراتب ہوا بعد
عماد الملک کے نجیب الدولہ کا رفیق ہوا اور شاہجہان آباد سے بارہ کوس پر قلعہ اور آبادی
اپنے نام کی بناکر مقیم ہوا اوسکا نام بہادر گڈہ مشہور ہے جب کامگار خان مرگیا اوسکی اولاد کی
باہم منازعتین ہوئین سورجمل جاٹ نے قابو پاکر بلوچون کو دور کرکے دروا طی اور فرخ نگر فتح کرلیا
نجیب الدولہ کے عہد مین چاہا کہ بہادر گڈہ کو بہی تصرف مین لاوے بہادر خان نے نجیب الدولہ کے

مدد چاہی اور بخان غیرت افزا بہت سے لہو ملکر اسنے کچہ اعانت نہ کی سورجمل جاٹ نے اس سبب سے
اپنا خوف نجیب الدولہ پر عائد سمجہا درخواست فوجداری کی کی نجیب الدولہ نے یعقوب علیخان کو
جو وزیر ابدالی کا بہائی اور کبہی کبہی دار الخلافت کا ناظم رہا تہا سورج مل کے پاس بہیجا کہ صلح
ومدارا ہو جاوے یعقوب علیخان باتفاق راجہ دلیر سنگہ کہتری کے راجہ سورج مل کے پاس حاضر ہوا اور یعقوب علیخان
نے جوڑہ چہینٹ ملتان رنگ زرد اور گل زرسج بزنگ سوسنی گذرانا اونسے پسند کرکے اوسیوقت
حکم دیا کہ جامہ طیار کریں اور پیغام اتمام رہا یعقوب علیخان نے اوسکو عرض کیا کہ جو ہماری نفرما ہے کا بندہ
کل حاضر ہوگا سورجمل نے غرور سے جواب دیا کہ اگر پیغام صلح منظور ہو تو ہرگز نہ آنا یعقوب علیخان معہ کرم الہ
خدمتگار کے جسے نجیب الدولہ نے معتمد سمجہکر ہمراہ کر دیا تہا چلا آیا اور آہستہ ساری کیفیت عرض کی خدمتگار
مذکور نے عرض کیا کہ بجز لڑائی کے چارہ نہیں نجیب الدولہ نے متنبہ ہوکر کہا انشاء اللہ اسکا فیر جہاد کرتا ہون
اور اپنے لڑکون افضل خان اور سلطان خان اور ضابطہ خان کو حکم دیا کہ کل تیار رہو کر راج گہاٹ
سے عبور دریا جمنا کرو صبح کو جبتک فوج عبور کرے سورجمل نے بہی اپنی فوج کو ماسو عبور کیا دریا کے ہنڈن پر مورچہ قائم کیے
نجیب الدولہ شاہدرہ کو پشت پر دیکر آمادہ جنگ ہوا اور افضل خان کو مقدم لشکر بنایا جب جنگ شروع ہوئی حسب ضابطہ خود دس ہزار
سوار ہمراہ لیکر جای مناسب مین استادہ ہوا اور خود اسی خیال سے کیونکہ نجیب الدولہ پر جاگیر چند مقربین کی ہمراہ یعنی کلیم اللہ خان بلد
بخش خان میر مستی کی درمیان فوج ہراول اور نجیب الدولہ کی جا بہ ہوا اوسیوقت افضل خان ہراول نجیب الدولہ کا منسا رام ہراول
راجہ سورجمل کی ہاتہ سے شکست کہاکر فرار ہوا چونکہ فراریان راجہ سورجمل کے پیش نظر سے بہاگی جاتی تہے کلیم اللہ خان اور مرزا سیف الدین
نے عرض کیا کہ چند لوگونسے یہان حاضر رہنا مناسب نہیں اوسنے کچہ التفات نکیا پہر بہی عرض کیا مگر کچہ ملتفت نہوا حکم دیا
کہ اسپ خاصہ حاضر کرین اور سوار ہوکر استادہ ہوا وا رے جوش شجاعت اور استقلال کے
قضا بہی بڑی ہستی ہے بڑے بڑے عقلا کو ابلہ بناتی ہے سید محمد خان بلوچ معروف بسیدو اول نجیب الدولہ مع چالیس
پچاس سوار کہ بہاگ کر طرف نجیب الدولہ کے آتا تہا ادہر گذرا اوسکو کسی ہمراہی نے راجہ سمجہا تکرکہا خالصا حسب گمان جا تو یہ
راجہ میدان مین تنہا کہڑا ہے ایسا وقت پہر نہیں ملتا یہ سنکر معہ رفقا راجہ کی سمت چلا اور کسی نے راجہ
نے تلوار ماری راجہ کا سینہ ہاتہ جسمین تہا سورہی تہا کٹ کر گر گیا اور لوگ اکہٹے ہو کر نیزہ
کرتے اوسکو معہ مرزا سیف الدین اور راجہ امر سنگہ کے قتل کر ڈالا اور دست مقتول کو نشانی
کے لیئے نجیب الدولہ کی حضور مین حاضر کیا اور ہمراہی سورجمل کے مفرور ہو کر لشکر میں جا ملے اگرچہ
نجیب الدولہ کو دو روز تک راجہ کا قتل ہونا محقق نہوا مگر اسکے ہمراہیونکا منتشر ہو جانے اور بہاگنے
سے توقف ہوئی جب یعقوب علی خان دوسرے روز نجیب الدولہ کے ملاقات کو آیا اسیکی مقتول

سے اپنے دستے ہوئے پارچہ حیثیت کو پہچانا اور تحقیق قتل ہوا لہجہ کا یہ بہ قاعدہ تہا کہ ہنگام رزم علحدہ رہتا تہا اس مرتبہ قضا نے
ساری عقل فراموش کردی سچ ہے اگر یہی عقل و تدبیر موت مین کام آتی تو بڑے بڑے عقلا ارسطو
افلاطون سچ کیون نہ گئے سے نہ دیکھی کسی کو تو قایم بیان - تماشا ہے دم کا یہ سارا جہان -

مسندارا ہونا جواہرمل ولد سورجمل کا اور جلد دنیا سے گذرنا

جواہرمل بڑا بیٹا سورجمل کا گدی نشین ہوا اسی غرور نے لاچار کردیا باپ کی ہوشیاری اور قدردانی
اور وقت شناسی کچہ بہی یاد نہ رہی وکلا کے معرفت مرہٹہ کو طلب کرکے اپنا رفیق بنایا اور
قلعہ شاہجہان آباد کا محاصرہ کیا نجیب الدولہ چالیس پچاس روز لڑا اور کار بوساطت راجہ دلیرسنگہ
ملہار راو مرہٹہ سے موافق ہوکر صلح کی اور جواہرمل اور نجیب الدولہ سے میدان خضرآباد
مین ملاقات ہوئی بعد ازان سمرو فرنگی کو جو کہ ساختہ پرداختہ عالیجاہ کا تہا اور جسنے نمکحرامی کرکے اپنی
آقا کو حوالہ شجاع الدولہ کیا اور آخرکار شجاع الدولہ سے بہی دغا کی اور ہزارون بندوق چقماقی اور
اور توپ واسباب حرب ملاکہ عالیجاہ کے نکلکر خودسر ہوگیا تہا اپنا رفیق بنایا اور اسیقدر اقتدار پر
قاصد جنگ اولاد مہاراجہ ادہیراج راجہ جیسنگہ سوائی کا ہوا اور جے نگر پہونچا اور شکست فاحش
کہاکر خایب وخاسر لوٹا اپنے عہد مین اکثر رفقاے پدر کو قتل کرڈالا چونکہ لوگ اسکے نوسی ناراض
تہے کسی کو اسکے قتل پر مقرر فرمایا آخرکار جلد مارا گیا اسکے بعد اسکا کوئی بہائی جو کہ نامرد تہا
گدی نشین ہوا اسکو آزروے دوائی جو بیت الذر ہتی تھی کسی بیراگی نے دوا کے حیلہ سے حاضر ہوکر
خوب روپیہ حاصل کیا ہنگام کشف راز سمجہا کہ مقرر مارا جاونگا لہذا بہانہ تیاری دوا اسی خلوت کی
رتن سنگہ کو تنہائی مین مارکر جا باز نکلا سے نکلتے وقت مارا گیا اسکے بعد اوسکے بہائی نول سنگہ کو
راج ملی اور دوسرے قلعہ مین دوسرا بہائی رنجیت ہنسیا نام راجہ سورجمل کی بی بی کی استعانت سے
جسکے پاس خزاین دفاین تہے خودسر ہوا نجیب الدولہ چند روز فرمان روای شاہجہان آباد کا ہوا
ہر چند قوم روہیلہ مین مشہور ہے کہ کمتر قوم افاغنہ سے ہین مگر یہی عدالت کیش و خیر اندیش خلق اللہ کا تہا مگر اوسکی ہمراہی جو کہ تمام
روہیلہ اور افغان ہی خباثت طبعی سے خلق خدا کو یعنی شرفاے شاہجہان آباد کو رنجیدہ کرتے تہے ہر طرح کی
ظلم و بدعت نئی نئی کیا کرتے تہے تا آنکہ نجیب الدولہ نا سازگاری آب ہوا سے بیمار ہوکر نجیب گڈہ
مین جاکر سکونت پذیر ہوا آخر کو موت سے نہ بچا اسکا بڑا بیٹا ضابطہ خان بجاے پدر متمکن ہوا ایک
مدت تک شاہجہان آباد وغیرہ اطراف مین فرمان روا رہا اور خلق خدا کو راضی رکہا تنبیہ روہیلہ مین

باپ سے زیادہ معروف تہا آخر دراندازون کی بدولت باہمدگر بہائیون مین لڑا بیان ہوئین آخر کو غالب آیا اور ہر ایک کو جگہہ دیکر راضی رکہا تاکہ فتنہ مرہٹہ بلند ہوا جسکا ذکر آیندہ ہوگا۔

جانا شاہ عالم بادشاہ کا الہ آباد سے شاہجہان آباد کو اور وہانکی سرگذشت

شاہعالم بادشاہ اپنے سستی عقل اور پستی فطرتی سے ہمیشہ محکوم ایک نہ ایک ملازم کا رہا ہے الہ آباد مین تابع رائے منیر الدولہ اور محکوم سرداران انگلشی رہا چونکہ آرزومند شاہجہان آباد بنابر ظہور اپنے خیرخواہی کے تہا بعد مرنے نجیب الدولہ کی عازم ہوا آخر یہ فکر ہوئی کہ ایسے لوگ ہمراہ چاہیں جنکے تقویت سے وہان آرام کرے آخر ترغیب و تحریص سے مرہٹہ کے تجویز ہوئی سیف الدین محمد خان برادر عاقبت محمود خان کشمیری دکن کے سفارت پر روانہ ہوا اور بعد چندے سرداران مرہٹہ کی عرائض متضمن قبول رفاقت حضور مین لایا شاہ عالم نے بیتاب ہوکر اظہار عزیمت کی منیر الدولہ اور شجاع الدولہ اور انگلشی نہایت مانع ہوے بادشاہ نے مطلق نسنا ناچار انگلشی نے رخصت دی منیر الدولہ نے ہمراہی بادشاہ مین اچہا نسمجہا انگلشی کے زیر حکومت آیا اور انگلشی کی طرف سے ذمہ دار اور کارگذار معاملہ الہ آباد و کوڑہ ہوا لاکہہ روپیہ کی جاگیر سرکار انگلشی سے اسکے نام مقرر ہوئی پرگنہ بہیم پور شاہجہانپور اور چند لاکہہ دام پرگنہ ارول مضافات صوبہ بہار مین تنخواہ ہوئی بعد گذرنے ایک سال کے اس معاملہ کو جبکہ نواب گورنر جنرل عماد الدولہ مسٹر ہشٹنگ بہادر جلادت جنگ واسطے ملاقات شجاع الدولہ کے بنارس مین آئے اور وہان پر ہر ایک جمع ہوا منیر الدولہ بھی حاضر ہوکر بہرہ اندوز ملاقات ہوا شجاع الدولہ نے معاملہ الہ آباد اور کوڑہ کا اپنے نام حاصل کیا اور منیر الدولہ نے معزول ہوکر زر معہودہ دام دام پہونچا دیا اور اوسے زمانے مین بیمار ہوکر رہگراے عقبی ہوا لاش اوسکی شہر عظیم آباد مین متصل حویلی اسد اللہ خان کے جو کہ منیر الدولہ نے زر خرید کریم قلیخان اور اوسکے بیٹے کے حصہ مین آئی تہی مقبرہ مین دفن ہوئی اللہ بخشے اور رحم کرے اور میرزا نجف خان ہمراہ بادشاہ گیا شجاع الدولہ نے چند منزل مشایعت کی فسخ عزیمت بادشاہی مین مضر تہا لیکن کچہ سود نہوا اسی ضمن مین احمد خان بنگش برادر قائم خان حاکم فرخ آباد جو نہایت فیاضی اختیار کرکے اکثر امرا اور امرازادگان کی تنخواہ ماہواری کا متعہد ہوا تہا اور نیز ضعفا پروری مین متوجہ ہوا تہا فوت ہوا عین سفر مین بادشاہ یہ خبر سنکر فرخ آباد پہونچا اور بہ طمع ضبطی مال و متاع مرحوم کے حصار فرخ آباد مین مقیم ہوا آخر کسیقدر اوسکے فرزند مظفر جنگ سے لیکر روانہ دار الخلافت ہوا اور شجاع الدولہ نے مظفر جنگ کو مشمول عواطف فرماکر اپنے لڑکے کو برسم تعزیت اوسکے گہر مین بہیجا اور اوسکو

اپنے پاس طلب کرکے ستون عنایت فرمایا اور اپنے صوبہ کو مراجعت کی اور اپنے کاربار مرجوعہ سے مشغول ہوا اور اولاد بنگش کو شامل مہربانیوں کا کرکے اپنی متوسلو نسی قرار دیا۔

پہونچنا شاہ عالم کا دار الخلافہ مین اور مرہٹہ کا تازہ دل ہونا

جب مرہٹہ کو شاہ عالم نے طلب کیا لبقیۃ السیف فوج ابدالی سی ملک دکن اور مالوہ مین جمع جان ہو رہے تھے بامید تحصیل اقتدار و عزت و جاہ مین بادشاہ کی طلب کی حیلہ سے مع ساز و سامان قاصد حضوری ہوئے ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ نے بخیال کینہ دیرینہ کے اپنا اقتدار شاہجہان آباد مین مناسب نہ جانا سہارنپور بوڑیہ اور نجیب گدہ وغیرہ متعلقہ اپنے باپ کی طرف جاکر مقیم ہوا اور مرہٹہ نے نواح دار الخلافت مین پہونچکر شاہزادہ جوان بخت کو بطور سابق مسلم رکہا حکومت اطراف کی خود کرنے لگے اور ضابطہ خان سے کاوش کرکے اوسکے ملک مین دست اندازی شروع کی بادشاہ نے پہونچکر قلعہ دولت خانہ شاہی مین نزول فرمایا عبد الاحد خان ولد عبد المجید خان کشمیری جو کہ مرد مزدور و مفتن کا تہا استقبال شاہی کو آکر مورد لطف ہوا اور بادشاہ کو موافق کیا سیف الدین محمد خان جو مرہٹہ کی سوال و جواب مین درمیانی ہوا تہا بنابر تقرب عبد الاحد خان سکے اپنی مراد کو نہ پہونچا اور عبد الاحد خان نے خطاب مجد الدولہ خانزمان فرزند خان بہادر بہرام جنگ کا پایا اور خانہ بادشاہی کا مدار المہام ہوا بادشاہ داخل حرم سرائے سلطانی ہوکر مشغول عیش لہو و لعب ہوا مرزا نجف خان نے بمقتضای شجاعت رفقای صاحب جرات نوکر رکہکر مدارج علیا پر فائز ہوا اور فراہمی اسباب اقتدار اور رفقای جانثار مین ساعی ہوا مرہٹہ جو کہ حسب طلب شاہی ضابطہ خان کی ملک کی خرابی اور ویرانی کرکے شاہجہان آباد آتا تہا قریب پہونچکر درخواست مطالب زیادہ کی قیاس سے کرتا تہا بادشاہ متفکر ہوکر نجف خان سے استعانت خواہ ہوا اوسنے فرط شجاعت سے دلالت گوشمال کی اور اس مہم پر مامور ہوا اور بیرون شہر جاکر ہر بار لڑائی مین غالب آتا تہا۔

نفاق پیشون کا دراندازی کرنا درمیان نجف خان بہادر اور مرہٹہ کی

منافقان حضور مانند عبد الاحد خان و حسام الدین خان و بہادر علیخان محلی ناظر چونکہ مرزا نجف خان بہادر سے شجاعت سے [illegible] ہوج مٹانے مین مرہٹہ سے مصالحت کی درپے ہوئے خصوص حسام الدین خان ناصر [illegible] سے منفر ہیبا بادشاہی اور نجف خان سے متنفر تہا بادشاہ کو اسیر لایا اور بے اطلاع خان مذکور کے [illegible] کی مرہٹہ بہی چونکہ جانتے تہے کہ جو کچہ ہوتا ہے نجف خان سے ہوتا ہے جسوقت وہ نزدیک بادشاہ کے متسلط ہو جانا بڑی بات نہیں ہے حملہ حضور سے نے جو برج و بارہ حصار شہر مین

شہر سے انہون نے حسب الامر دروازہ کہولدیئے مرہٹہ داخل شہر ہوئی اور بادشاہ کی مستفیض ملازمت ہوکر تمام شہر مین دائر سائر ہوگئے نجف خان بہادر اس خبر سے متحیر ہوکر خود بہی شہر مین آکر اپنے مکان مین جا بیٹہا پادشاہ تو حسام الدین خان کا مطیع ہو رہا تہا جو روپیہ کہ صلح مین مرہٹہ سے ٹہرا تہا اوسکی تنخواہ مرزا نجف خان پر کردی اور مرہٹہ سے کہدیا کہ خانمذکور سے وصول کرلیوے حسام الدین خان نے جو کہ نجف خان سے نہایت کدر رکہتا تہا بدلالت عبد الاحد خان کی چاہا کہ بوسیلہ مرہٹہ انکی نہال عمر کو تیشۂ دغا سے کاٹ ڈالے پس سخنان عداوت افزا مرہٹہ سے کہے کہ مایۂ فساد نجف خان ہے جبتک یہ زندہ ہے تمہارے در پے رہیگا مرہٹہ نے بہ ترغیب بادشاہ اور دراندازون کے ٹہرکانے سے درخواست تنخواہ خانمذکور سے کی اوسنے جوابہاے دلیرانہ کہلا بہیجے چند روز باہم ایلچیون کی آمد و رفت ہوتی رہی اور مرزا نجف خان چند ہمراہیون سے جو کہ تین چار سو سے زیادہ نہونگے مستعد جانبازی ہوا اور عجز و زبونی کو دل مین جگہ نہ دی جب سردار مرہٹہ نے دیکہا کہ خانمذکور اپنی جان پر کہیلتا ہے اور بدون قتل صدہا لوگون کے اسیر ہاتہ پہونچنا دشوار ہے پس ملاقات کرنے کا پیغام دیا جب اطمینان کی صورت ہوئی مرزا نجف خان بہادر مع رفقا کے بے ہتہیار مرہٹہ کے لشکر مین گیا تکوجی سردار نے بمجرد اطلاع اپنے پردہ سرا کے باہر نکلکر استقبال کیا اور ملاقات کرکے عذرخواہ ہوا اور ہاتہی گہوڑے خوان جواہر اور ملبوسات وغیرہ دیکر خوشنود کیا۔

باقیماندہ احوال میر محمد قاسم خان عالیجاہ کا اور رحلت کرنا

میر محمد قاسم خان ملک افاغنہ مشہور روہیلہ مین مقیم تہا لیکن حسب تقاضاے طبیعت ہنوز ایذاے ملازمین ہمراہی مین مصروف تہا نیش عقرب نہ از پی کین است + مقتضاے طبیعتش این است چنانچہ مرزا شمس الدین کو اسی زمانہ فلاکت مین ہلاکت دکہلائی اور صندل علیخان ناظر حرم سرا کو جو کہ مکہ سے جاکر گوہد مین مشرف ملازمت ہوا بدین خیال کہ اگر روپیہ نہوا کیونکہ مکہ سے معاودت ہوئی ہوگا خوب رنجیدہ کیا اور جبتک رہا آزردہ کرتا رہا ناچار وہ غمخوار ترک رفاقت کرکے اپنی راہ لگا اور خود آخر چندے ملک افاغنہ سے چلکر رانا ے گوہد کے پاس چلا گیا وہان ملک راجپوتانہ مین آکر انتقال کیا وہان سے جوار مابین اکبرآباد اور شاہجہان آباد مین مقیم ہوا بعد چندے رہ نورد ملک عدم ہوا — +

مرہٹہ کی لشکر کشی ضابطہ خان پر اور سرگذشت جنگ نوتنہیر تک

جب صحبت درمیان نجف خان اور مرہٹہ کے ناموافق ہوئی بادشاہ اور نجف خان اور مرہٹہ کی راے

ضابطہ خان کے ملک چھنجنی پر ہوئی اور باتفاق نہضت کی ضابطہ خان نے بادشاہ اور مرہٹہ سے میدان
کی لڑائی مین سود نہ دیکھکر سکرتال اور قلعہ غوث گڈہ اپنے اقامت کو مع فوج کی آراستہ کیا اور اپنے
سپاہیون کو گنگا پار چاندپور نگینہ وغیرہ مین مع بعض فوج رسد کی واسطے بہیجا اور اپنے اسباب کو مع
ناموس عیال و اطفال کی گنگا پار کے قلعہ مین بہیجکر آمادہ مدافعہ ہوا مرہٹہ اور مرزا نجف خان اور
بادشاہ نے سکرتال کا محاصرہ کیا جب عرصہ ضابطہ خان پر تنگ ہوا بیچ قلعہ کی خبر پائی کہ اکثر گذرگاہون سے گنگا پایاب
قابل عبور فوج ہو گئی ہی اپنے سرداران قوم کو مانند حافظ رحمت اور دوندی خان اور فیض اللہ خان ولد
علی محمد خان وغیرہ کو تحریر کیا کہ اب تک مرہٹہ گنگا کی پایابی سے مطلع نہین ہی اگر قبل اوسکی آگاہی کی حفاظت
معابر کرو ممکن ہی کہ ہم بھی محفوظ رہین اور تمہاری بھی سلامتی ہو سرداران مذکور نے یہ پیغام درست
جانا ہر ایک مع فوج ضابطہ خان کی اعانت پر آیا ضابطہ خان نے زیر قلعہ سکرتال ناوون کا پل باندہکر عبور کیا اور
سرداران مذکور سے ملاقی ہوا اور بعد شورہ ہمدیگر اپنی افواج کو گنگا کے گہاٹون پر مقابل تال سکر کے
بیس تیس کوس تک حفظ مرہٹہ کی لئے مقام کرایا مرہٹہ اس وادی مین تفحص پایاب کرنے لگا معلوم
ہوا کہ اکثر جگہہ پایاب ہی دو تین روز غفلت دیکر ایک دن مع مرزا نجف خان کی چند گہاٹ کی روبرو سے
گذار کیا جب محافظان معبر عقب کو اطمینان ہوا کہ غنیم متوجہ بالا رودی ہی غافل ہو گئی اکثر لوگ اپنی کام مین
مصروف اور باہمدگر ملاقات کو آمد و رفت شروع کی چند لوگ محافظت مین رہگئی مرہٹہ نے مع مرزا نجف خان
کے عطف عنان کرکے جن مقامات سے گذرا تہا اونہین پر آیا دریا مین جا گہسا مرزا نجف خان
بہادر ہراول تہا چونکہ جلد جاکر نکل گیا وہانکے افاغنہ کو فرصت تیاری کی نملی لاچار اوس فوج کا سردار جسکی
مقابل فوج مرہٹہ عبور کر رہی تہی بلندی پر جاکر مع معدودی جانبازون کی استادہ ہوا اور دو تین
سردار اور بہی چند چند رفقا کے ہمراہ اوسکی مدد پر آپہونچے مرزا نجف خان ہنوز کنارے متصل کی دریا ہی
مین تہا کہ سرداران مذکور مع افاغنہ متوجہ مدافعہ ہوئی اور تفنگ وبان سر ہوئی مرزا نجف خان نے زنبورک
فیر کرائین اور ریلے ہی تملک مین یہ تینون سردار چار ناچار رہگرائے دار بقا ہوئے روہیلہ تو عجب
شدید الحرص قوی الطمع قوم ہوتی ہی بمجرد کشتہ ہونے سردارونکی لوٹ مین گہس پڑی باہمدگر دست درازی
ہوئی لوٹ مار کی راہ لگے مرزا نجف خان اور مرہٹہ نے اسقدر پر کفایت کرکے اپنی خیمہ گاہ کو لوٹے یہ خبر
قتل و فرار کی دوسرے گہاٹون پر منتشر ہوئی علاوہ اسکی چند بار مرہٹہ کی چوٹ کہائے ہوئے تہی
ہر ایک نے گہاٹون سے اونہکر اپنی راہ لی یہ خبر سکرتال مین پہونچی ضابطہ خان کی فوج کا بہی یہ حال ہوا
ضابطہ خان کو بہ مجبوری سے سلامت چہوڑ کر لوٹ مار کرکے اپنی راہ لگی قلعہ خالی کرکے ضابطہ خان نے

حیران و پریشان ہوکر فتح خان کو جو اوسکی مدد پر آیا تھا طلب کیا جب وہ قلعہ مذکور مین آیا اور یہ حال دیکھا صلاح
دی کہ اب دو تین گھڑی دن رہا ہی کل آپ بھی میری لشکر مین آئیے باتفاق میدان کیجیے بعد اوسکے دیکھا جاے گا
ضابطہ خان نے منظور کیا فتح خان واپس ہوکر اپنے خیمہ مین آیا مقربین و سرداران سے مشورہ کیا لشکریون نے جب ضابطہ خان
کی لشکر کے فرار کی خبر پائی پیر اوٹھائی ہو جو اہان نے فتح خان کو اطلاع دی ایک گھڑی مین فوج کا نشان نہ رہا فتح خان
سنے اپنی لڑکے کو کہا کہ تیرا بھائی چند سوار کے ہمراہ ضابطہ خان کی ملاقات کو گیا ہے اوسکو لانا چاہیے وہ سوار ہوکر
چند لوگون کے ہمراہ پل تک پہونچا تھا کہ اوسے بھی غارت کیا بیچارہ جامہ چاک و دستار بر سر زخاک سے واپس آیا نا چار
فتح خان نے بھی راہ فرار لی عین فرار مین کسی جگہہ پہونچکر دم لیا کسی روہیلہ کو کسی بقال سے جھگڑا درپیش ہوا روہیلہ نے
جو آتش غضب پر تھا بنیے کے مکان مین آگ لگا دی بجز راکھ ڈھیر کے کوئی ایسا گانو نہ بستہ مین تھا جو خاک سیاہ
نہوا ہو ایک شخص معتمد جو فتح خان کے ہمراہ تھا بیان کرتا تھا کہ آخر شب کو دس ہزار سوار و پیادہ افغان نے ہیدا بجیر
کی کھیت دیکھکر گمان کیا کہ نیزہ ہاے مرہٹہ کے آثار ہین ہر ایک کا دم بند ہوا جب جاسوسون نے خبر دی کہ یہ ندکے
درخت ہین تب اون دس ہزار کے ہوش درست ہوے خلاصہ یہ کہ مرزا نجف خان اور مرہٹہ ضابطہ خان کے ملک مین
آئے اور ضابطہ خان اور نجیب الدولہ کی بے ناموسی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھا ضابطہ خان بھاگ کر شجاع الدولہ
سے پناہ جو ہوا اور شجاع الدولہ نے صلح کرائی اس ضمن مین سرداران مرہٹہ کو باہمدگر منازعت درپیش ہوئی بعض
اونکے سرداروں کی طلبی دکن سے ہوئی مرہٹہ نے بواسطہ شجاع الدولہ کے صلح غنیمت جانی دکن کا ارادہ سے شاہجہان آباد
کو معاودت ہوئے۔

لوٹنا مرہٹہ کا ملک دکن کو اور اقتدار پانا نجف خان کا

جب مرزا نجف خان صحیح و سالم ہمراہ مرہٹہ کمال کروفر کے ساتھ دار الخلافہ شاہجہان آباد کو واپس ہوا اور مرہٹہ دکن کو سدھارے
بادشاہ سے دربارہ نجف خان کے بڑی سفارش کی میرزا نجف خان نے مرہٹہ کی پشت پناہی سے باتقویت ہوکر عزم کیا کہ بادشاہ
سے موافق ہوکر جس ملک مین چندان بادشاہ کا عمل نہوا اوسکو تسخیر کرکے بنا علیہ سند جگہ جات قرب جوار دار الخلافت اور اکبر آباد
کی لکھوا کر حاصل کی اور فوج لائق معاش پوکر رکھکر محالات مذکور کا قاصد ہوا جب حدود جاٹ پر پہونچا اسورجمل کا
لڑکا جو اندنون قایمقام سورجمل کا تھا اوسنے فوج گران مع شمرو کے جسکے پاس چھہ سات ہزار تلنگہ مع بندوق چقماق اور
پندرہ سولہ ضرب توپ کے لائق جنگ میدان کے دیکر مقابلہ کو روانہ کی اطراف کول و رجالیسر مین شاہراہ اکبر آباد کی طرف
لڑائی ہوئی چونکہ میرزا نجف خان کی فوج تازہ نا آزمودہ کار تھی اکثرون نے کوتاہی کی اور بعض جوان بازی کرکے دل اپنے
ہوکر روانہ ملک عدم ہوے سواران جاٹ کو بھی شکست حاصل ہوئی اور پس پا ہوے مگر شمرو نے اپنی آتش بازی سے
مرزا نجف خان کو فرصت جماعت کی نہ دی میرزا نجف خان کی بھی بائین بازو مین گولی لگی خون جاری ہوا میرزا مذکور نے

کوٹھین کی آڑ مین بیٹھکر اپنا زخم باندہا اور چند سوارون کے ہمراہ سمرو پر حملہ آور ہوا مشیت الٰہی سے سمرو کو مع رفقا کی بدحواسی نے
جو آدبایا بجز راہ فرار کے کچہ نسوجہا میرزا کے نام فتح ہوئی لوگونکے دل بڑہے تعاقب مین قدم اوٹہائے مغروران جاٹ کی خوب ماری گئے
میرزا نجف خان نے اس فتح کے بعد اکبرآباد کی صوبہ داری چاہی چونکہ بادشاہ کو اس قلعہ سے بھی کچہ سود نتہا کیونکہ جاٹون کے قبضہ مین تہا
دوسرے منافق لوگ میرزا کی دوری چاہتے تہے لہذا بلاعذر سند دیدی چونکہ میرزا نجف خان بہادر کے نیر اقبال کو عروج تہا وہان کا
بہی انتظام بخوبی میسر آیا اور بہرصورت قلعہ اکبرآباد بہی مسخر ہوا میرزا نجف خان نے فراہمی سپاہ مین اپنی بہلائی جو دیکہی خزانہ جمع کرنے سے
ہاتہ اوٹہایا - خان ممدوح جو راہ مدارا و مساوات سے ہر ایک اپنے رفیقون کے ساتہ پیش آتا تہا اور خیال اجتماع سپاہ زر مذکور برابر خاک
کے سمجہتا تہا تہوڑے عرصہ مین فوج جرار آزمودہ کار جمع کرکے قلعہ ڈیگ کہ مشہور و مستحکم قلعون جاٹونسے تہا حملہ آور ہوا چنانچہ بعد ایکسال و دو ماہ
قلعہ کو فتح کیا دشمنان خوار و تباہ ہوئے میرزا نجف خان کو نہایت اقتدار و عروج میسر ہوا اور حضور بادشاہ سے منصب امیرالامرائی بسبب
فوتی نجیب الدولہ و عزل ضابطہ خان مع خطاب ذوالفقار الدولہ میرالامرا بہادر غالب جنگ پایا جو کہ روز بروز طالع اوسکا ترقی و
عروج پر تہا راجہ سورجمل کا لڑکا کہ اس قلعہ ڈیگ مین بجائے اپنے باپ کے مسندنشین تہا دوسرے قلعہ مین جاکر ابواب مصالحت و معاملت
ساتہ نجف خان بہادر کے کہولکر امان و پناہ چاہی نجف خان بہادر نے موافق صلاح وقت و زمانہ کے لڑکے مذکور راجہ متوفی سے کہ وہ لڑکا
سرتابی نہ کرے اور اپنا رعب بہی باقی رہے صلح و آشتی کی چند عرصہ مین ایسا اقتدار بہم پہونچایا کہ ہمسلک امرای باوقار و ہم حسب سرداران با اقتدار ہوا -

شجاع الدولہ کا حافظ رحمت اور علی محمد اور دوندی خان کے اولاد سے لڑنا اور نام و نشان ہونا روہیلہ افغانکا

شجاع الدولہ اور سرکار انگلشیہ سے یہ اقرار ہو گیا تہا کہ ایک دوسرے کی لڑائیون مین معین اور مددگار رہا کرینگے اندنون مین کہ نواب
مذکور نے میرزا نجف خان کا غلبہ ضابطہ خان اور نجیب الدولہ وغیرہ پر دیکہا درپے فساد ہوا اور سعداللہ خان ولد علی محمد خان اور
عنایت خان ولد حافظ رحمت کہ مخاطب بہ حافظ الملک بہادر کے تہا حقوق محبت بالکل فراموش فرمائے انکی استیصال کی فکر ہوئی
اور چاہا کہ قوم افاغنہ کا نام و نشان مٹا دے پس عمادالدولہ گورنر ہیستنگ بہادر صلابت جنگ سے استمزاج کیا اور اصرار کرکے کہا کہ بعوض
اس اعانت کے عمدہ معاوضہ دیا جاویگا - گورنر بہادر ہرچند سرکار کمپنی کی جانب سے اس امر پر مامور اور مجاز نتہی کہ اپنی فوج کو حدود
انگلشیہ اور ملک شجاع الدولہ سے کرمناسہ اور حدود صوبہ اودہ اور الہ آباد سے بے ضرورت دوسرے کسی کے ملک پر بہیجے اور کوئی بنا
ملک تجویز یا شجاع الدولہ کیواسطے کسی سے حاصل کرے کونسل ولایت سے صرف اسیقدر حکم تہا کہ اگر کوئی شخص شجاع الدولہ کے ملک پر بعزم
تسخیر چڑہائی کرے تو گورنر اوسکی امداد فرمائے اور اگر کوئی ملک بنگالہ یا عظیم آباد کی تسخیر پر متوجہ ہو تو شجاع الدولہ مددگاری کرے -
اس قناعت اور خودداری سے یہ غرض اور یہ مصلحت سمجہی گئی تہی کہ فرقہ افاغنہ مع اپنی جماعت کے گویا سد راہ اور محافظ جانفشان
اس ملک کے ہین کیونکہ جبکو اسنے اودہ وغیرہ ولایتون کی طرف چڑہائی منظور ہوگی اول افاغنہ سے لڑنا پڑیگا - مگر گورنر
نے بعض فوائد پر نظر کرکے شجاع الدولہ کا سوال قبول کیا اور فوج انگریزی کو اوسکی کمک کیواسطے مقرر
فرمایا اب شجاع الدولہ نے اس نظر سے کہ کچہ جہت نہ رہا سے حافظ رحمت وغیرہ کو یہ پیغام بہیجا کہ جب آپ لوگ

مرہٹہ کے دانون گھاٹ سے شہ سدر کھے ہنوز درمیان پڑکر صلح کرادی تھی اور اوس معاملہ مین مبالغہ بھی ہمنے اپنے پاس سے صرف کیا تھا آپ نے جو تعہدہ ادا سے زر مذکور کا کیا تھا وہ منقضی ہوگیا اور روپیہ ہنوز ادا نہ ہوا پس اب یا تو زر مذکور ادا کیجیے یا کہ لڑائی کو آمادہ ہوجیے حافظ رحمت نے جب اس پیغام کو سنا بڑی دوراندیشی سے فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خان اور فیض اللہ خان ولد علی محمد روہیلہ اور دیگر روساے افاغنہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ اپنے سامان جنگ اور فوج قواعد دان اور انگریزون کے اعانت کے بہروسہ پر ہمارے ملک چھیننے کا ارادہ رکھتا ہے اور اوسکے مقابلہ مین عہدہ برائی ہم لوگون سے بہت مشکل ہے پس بہتر یہی ہے کہ زر موعودہ ادا کیا جاوے اور شجاع الدولہ کا روپیہ مانگنا براہ انصاف ہے — ادہر شجاع الدولہ نے براہ فریب در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہین ہے البتہ اگر حافظ رحمت کی اعانت کروگے تو تم سے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہونچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے اور ادا سے زر سے پہلوتہی کیا لڑائی کی مصلحت دی حافظ رحمت نے ہر چند سمجھایا کہ توپخانہ انگلشیہ کے روبرو سب آبرو خاک مین ملجاے گی کچھ بنائے نہ بنے گی مگر مشیت ایزدی تو یہ چاہتی تھی کہ جماعہ افاغنہ نے جو سب کچھ جور و ظلم رعایا اور مسافرین پر کیا تھا ہے اوسکی سزا پاوین ان ناعاقبت اندیشون نے کہ گرفتار غضب خدا کے تھے نصیحت حافظ رحمت خان کی ایک نہ مانی شجاع الدولہ مع فوج خاص قاہرہ اپنی اور جرنیل پاکر سردار لشکر انگریزی اور توپخانہ وغیرہ کے ملک افاغنہ مین آکر تاخت و تاراج کرنے لگا اوسوقت حافظ رحمت نے ہر چند دوندی خان کی اولاد وغیرہ سردارون کے طلب مین تاکید مزید کی مگر اونہون نے حیلہ حوالہ مین ٹالدیا کہین کہین سے کسیقدر فوج آئی اور کہین سے صرف وعدہ عنقریب آنے کا پہونچا ادہر شجاع الدولہ نہایت نزدیک جا پہونچا اوسوقت حافظ رحمت لاچار ہوکر اپنی جمعیت کے ہمراہ جو پچاس ساٹھ ہزار سے کم نتھی برآمد ہوا اور ایک سوکھی نہر جو پیچدار اور جسکے کنارون پر خاردار درختون کی قطار لگی ہوئی تھی آکر توپخانہ وغیرہ سامان حرب موقع پر لگایا - ادہر سے شجاع الدولہ کی پلٹنین جنمین اکثر خواجہ سران معتمد سپہ سالار تھے آراستہ ہوئین اور ایکطرف سے فوج انگریزی نے پرا جماکر مقابل کے راستہ کو چھوڑکر دوسری جانب سے نہر پار ہوکر یہ آئین فرنگ توپخانہ شرربار کے کام دینا شروع کیا ازانجا کہ انگریزی چستی اور چالاکی توپ اندازی کے فن مین مشہور ہے اور اوسکے نشانہ سے بجز حفظ الٰہی کے کوئی نہین بچا سکتا اور اوسکے مقابل فوج کے آئین کا ہونا بہت دشوار ہے پس انکے ضرب و حرب سے افاغنہ کے ہاتھ پیر ڈہیلے ہوگئے بھگدر پڑگئی بجز چند لوگون کے جو حافظ رحمت کے ہمراہی مین کوئی نرہا آخر یہ دلاور یا مردی کی راہ سے ثابت قدم رہا سے ہوا شیر جنگی نہ روبہ مزاج

یہ سمجھا کہ بس روز نا فرخ ہے آج آخر اسی تگ و دو مین ایک گولہ حافظ رحمت کے سینہ پر لگا
جسکے صدمہ سے طائر روح نے قفس عنصری سے آزادی پائی اسکے مرتے باقیماندہ بھی راہ لگے
شجاع الدولہ نے مژدہ فتح شکر ہاتھی سے اوتر سجدہ شکر باری تعالے ادا کیا اور ہنوز سر بسجدہ
تھا کہ حافظ رحمت کا سر روبرو لائے جو لوگ اوسکو پہچانتے تھے جب اونہون نے اوسکی صداقت کی
دوبارہ سر بسجدہ ہوا جسوقت سر اوٹھایا سالارجنگ شجاع الدولہ کے سالے نے چاہا کہ جبہ انور سے
غبار دور کرے آپ نے منع فرمایا اور کہا کہ اس خاک سے میری پیشانی نورانی ہے الحمد للہ کہ آج
اس فرقہ سے اون گستاخیون کا بدلا حاصل ہوا جو انہون نے میرے والد اور نیز دیگر مومنین مسافرین کیخدمتین
کی تہین اسوقت مین ضابطہ خان بھی ہزار جوان سے شجاع الدولہ کے رکاب مین حاضر تھا بعد مارے
جانے حافظ رحمت کے اس [illegible] ناعاقبت اندیشون کے دلونمین بڑا خوف سما گیا اور افاغنہ کی جمعیت
اور اتحاد مین تفرقہ عظیم ہوا [illegible] شجاع الدولہ نے اطراف ممالک افاغنہ مین اپنی فوج تعین
فرمائی اور سرداران روہیلہ کے [illegible] ارشاد کیا کہ درصورت تمرد اور عدم
اطاعت کے قتل و غارت [illegible] فتح اللہ خان وغیرہ ولد دوندی خان اور محبت خان وغیرہ
خلف حافظ رحمت اور بعض [illegible] ولد علی محمد خان مشہور روہیلہ جسکا ذکر اکثر دفتر دوم مین ہو چکا ہے
جوعا اور کمر کو کوہستان کمایون سے [illegible] البتہ فیض اللہ خان نے باعتبار سردار زادگی
کی جو علی محمد خان کا [illegible] اور اوسکا باپ اپنے زمانہ مین حافظ رحمت اور دوندی خان وغیرہ کا آقا تھا
ایک گروہ کو متفق کرکے کوہستان مذکور مین فساد اوٹھایا اور چندے حاضری سے دور رہا اور آخرکار
سرداران انگریزی کے معرفت اپنے حق مین عہد و پیمان درست کرکے حاضر ہوا اور بعض ممالک افاغنہ
جو [illegible] روپیہ کی محالات رکھتا تھا بوسیلہ سرداران مذکور کے شجاع الدولہ کے سرکار سے
اپنے واسطے حاصل کی [illegible] جماعت افاغنہ کے ذہن پر بار رہا اور آج تک بآرام حکمران ہے
اور لوگ معاش سے محروم [illegible] کے نشان دہی مین ایک مدت تک محبوس اور مقید رہے۔
مورخ سیر المتاخرین کی تحریر سے ہے کہ بیٹے اور اولاد حافظ رحمت اور دوندیخان کو بعد وفات شجاع الدولہ
کے [illegible] مقام [illegible] کیا اور اونکی کیفیت خود بھی مشاہدہ کی اور اور لوگون
سے بھی سنی [illegible] مین [illegible] محبت خان ولد حافظ رحمت تھا جو پھوپھا بھائی جناب
عنایت خان کا ہے اور جب عظیم آباد کے مقام مین شجاع الدولہ کو انگریزی فوج سے لڑائی ہوئی
تھی شجاع الدولہ کی رفاقت مین تھا اسے بھی مورخ مذکور نے دیکھا ہے بحسب صورت و سیرت سروری

کی لیاقت رکہتا تہا لیکن اس زمانہ دون پرور مین تخفیف سے معاش جو موجب ننگ و عار تہی اوسکے واسطے مقرر کی گئی تہی اور فیض اللہ خان پسر علی محمد خان کو بیس لاکہ کا ملک عطا ہوا تہا جو کہ بروقت حکومت اپنے قوم کے پانچ لاکہ سے زیادہ کا ملک اپنے قبضہ مین نرکہتا تہا آس جرح جفا کار کی سفلہ پروری اس سے زیادہ ہین کہ حیطہ تحریر مین آسکین الہی کی حوالہ سب باتین ہین القصہ بعد اس فتح کی گورنر جنرل بہادر کونسل و ولایت سے معتوب ہوا گرچہ چند روز کے بعد اپنے حسن بیان سے از سر نو مورد عنایت اور بے قصور ٹہہرا۔

تقسیم ہونا ملک افاغنہ کا درمیان شجاع الدولہ اور مرزا نجف خان کے

مرزا نجف خان بہادر اوس زمانہ مین پایہ کمتری سے بہتری کو پہونچکر شجاع الدولہ سے ہمسری رکہتا تہا شجاع الدولہ جو سابق سے اوسکا عدو تہا اب بمقتضاے وقت دوست ہا بلکہ یہانتک مشہور ہے کہ شجاع الدولہ نے اپنی ایک لڑکی نجف خان سے نامزد کی اور اوسکے تالیف قلوب مین شدت سرگرم رہتا تہا لیکن نجف خان بہادر بمقتضاے جوانمردی اور مروت کی ظاہر داری مین تہا جسکو وہ حقیر سمجہتا جبر النفسی کرتا اور بموجب رسم قدیمہ کے شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجا لاتا تہا اسوقت جو افاغنہ کی نصیبہ نے پلٹہا کہایا اور اوسکا ملک انکے قبضہ مین آیا تو ان ملک مین سے بعضی ملک جو بیشتر نجیب الدولہ کی بابت ضابطہ خان وغیرہ سے باعانت مرہٹہ کے نجف خان کے تحت تصرف مین آئے تہے وہین سے بعض گنگا کے اس پار علی محمد خان اور حافظ رحمت کی ملک سے ملحق شمال رویہ تہے جیسے کہ چاند پور نگینہ پتہرگڈہ وغیرہ اور اکثر ملک مانند بارہہ اور سہارنپور وغیرہ کی گنگا کے مغرب اور جنوب رویہ واقعہ تہے اور جو کچہ ملک حافظ رحمت اور اولاد علی محمد روہیلا اور دوندے خان کی قبضہ مین تہے اندنون شجاع الدولہ کی تصرف مین آئے اُن کی یہی صورت یہ تہی کہ نصف حصہ تو گنگا کی شرقی اور شمالی ملحق صوبہ اودہ مانند شاہجہانپور بریلی انولہ تلہر بن گڈہ اور بدایون وغیرہ تہی اور نصف دوآبہ مین مانند سنبہل مرادآباد - اور امروہہ وغیرہ کے اور بعض مانند کانس گنج - دریا گنج اور ہلدیا گنج کے جو سابق مین ماتحت بنگش تہے اور صفدر جنگ کی عہد مین احمد خان بنگش سے چہوڑا کر مرہٹہ کو ملے تہے اور نیز دوسرے ملک متعلقہ مرہٹہ جو بعد قتل جماعہ مذکور کے بموجب حکم احمد شاہ ابدالی کے ملک مذکور کو حافظ رحمت اور احمد بنگش اولاد دوندے خان اور نجیب الدولہ نے باہم تقسیم کر لیا تہا غرضکہ ان ملکونکی تقسیم کیواسطے ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان بہادر غالب جنگ شجاع الدولہ

سے کے حضور مین آیا اور حاصلات ملک کی تقید کی اور نجیب الدولہ کے ملک مین جو گنگا کے اس پار
مانند چاندپور بدینہ اور پتھرگڈہ وغیرہ کے تہا شجاع الدولہ کو دیکر تہوڑا سا ملک بنگش اور حافظ رحمت
اور دوندے خان کا جو صوبہ اکبرآباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تہا خود لیا اور بعد تنقیح اور تصفیہ حدود ملک کی نجف خان بہادر
ضابطہ خان کو شجاع الدولہ سے لیکر مرخص ہوا اب ضابطہ خان اور نجف خان بہادر کے فیما بین رابطہ
اتحاد مستحکم ہوگیا۔ بعد ازان نجف خان اپنے ملک اکبرآباد کے حدود مین چلا آیا اور شجاع الدولہ
ملک روہیلہ کے انتظام مین صروف ہوا۔ اسی ضمن مین حکم خداوند مالک الملک سے شجاع الدولہ کی انتقال کے سامان ظاہر
ہوے بندرا نمین جسے خیارکش کہتے ہین ایک پہوڑا نمودار ہوا مگر چندان اوسکے طرف توجہ نہوئی
کیونکہ امید مضبوط تہی کہ ایسے پہوڑے پہنسیون سے جان جانے کا خوف نہین ہی ہندوستانی اور ولایتی
جراح وغیرہ دوا معالجہ کرتے رہے مگر موثر نہوا آہستہ آہستہ مادہ نے وسعت پکڑ کی سرطانی حیثیت قائم
کی اوسوقت ایک طرح کی تشویش وتردد کا مقام ہوا تعجب انگیز تو یہ رویداد ہی کہ اس پہوڑے کے زخم کا اشتہار
عموماً اس مضمون سے مشتہر ہوا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت کی بیٹی سے خیال وصال کیا اور
اوسے خلوت مین طلب فرمایا وہ بیچاری فرط غیرت اور کثرت جہالت سے جو عام عورات مخصوص پٹہانیون
مین ہوتی ہی ایک چاقو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیتی گئی اور بروقت کشف پردہ کے اوسی چاقو کو شجاع الدولہ
کی ران مین مارا اور وہ چاقو زہر سے بجہایا ہوا تہا اسی وجہ سے زخم کا اندمال نہوتا تہا۔ باوجودیکہ یہ
شہرت محض غلط اور افترا ہی مگر ہنوز عموماً لوگون کے زبان زد ہی القصہ شجاع الدولہ نے مضطرب ہوکر
سواری مانگی فیض آباد کا عزم کیا جہان کہ اوسکا دارالامارۃ اور اوسکے جد مادری برہان الملک کا آباد کرایا ہوا
تہا اور تمام وکمال اوسکی تعمیرات شجاع الدولہ کے ہاتہ سے ہوئی تہی — اور مرزا سعادت علی اپنی دوسری بیٹی
کو اوس جگہ پر نائب چہوڑکر سیدی بشیر حبشی کو اوسکی اتالیقی پر مامور فرمایا اور خود فیض آباد آسئے۔

انتقال کرنا شجاع الدولہ کا دہر ناپایدار سے

روز بروز بیماری نے زور پکڑا اور سرطانی مادہ ہوگیا ہرچند اطباے حاذق اور حکماے فرنگ نے
بہت کچہ علاج کیا مگر سود نہوا۔ ہرچند بموجب آیہ کریمہ لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون کی موت
سے تقدیم وتاخیر نہین ہوسکتی لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کی اسباب مقرر کیے
ہین جنمین بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہین بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بہی ہوشیاران دقیقہ
رس کی نظر مین جلوہ گر ہوجاتے ہین خصوص مرگ شجاع الدولہ کی جو وجوہات راقم سیر المتاخرین

سکے دلمین جلوہ افگن ہوسے لکہتا ہی اول تو جوان اور باد ل پر حسرت دنیا سی گذر نا جب ہو گر اسنے اقتدار پا یا تہا اکثر امور ار جمند کا آرزومند تہا اور اکثر صفات حمیدہ بہی اسکے ذات مین تہی مگر دو تین امور بد ایسے اسکی ذات سی سرزد ہوئے کہ اونہین کے عوض مین حق تعالے نے باد ل پر حسرت اوسکی جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹہانے کی مہلت ندی اور ہزار ہا افسوس کے ساتہ رہگرای عدم ہوا - اول تو میر قاسم خان کے ساتہ وہ بدعہدی کی گو خانہ کور اوسکا سزاوار تہا لیکن شجاع الدولہ کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ مین آئی اور جسکی ساتہ کلام آلہی اور قرین انبیا اور سوگند ائمہ طاہرین کو واسطہ دیکر عہد و پیمان کیا جاوی اوسی سکے ساتہ بدعہدی کرکے دغابازی کرے اور لوٹ مار کر ایسے امیر با توقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے - دوسرے اپنے وظیفہ خواران ممالک محروسہ کے حق مین ایسا بدگمان ہوا کہ اوس جماعت کو جو لاکہون سے مضاعف تہے یکقلم روزینہ اور وجہ معاش سے محروم کر دیا اونکی اراضی اور دیہات ضبطی مین لایا جسکے نتیجہ مین خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعضون نے تو اپنے گہرونمین غیرت کی ماری دروازے بند کرکے شرم سی موہنہ ندکہایا اور فنا ہوئی اور بعض نے کچکول گدائی لیکر در بدر بہیک مانگنا شروع کی ممکن ہی کہ دس بیس آدمی امور نا شایستہ کے مرتکب ہوئے ہوتے تو خیر اونہین کی تنبیہ کی جاتی بلکہ بہتر تو یون تہا کہ معاف فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی کے نیک و بد پر روزی منقطع نہین فرماتا سو وہ ایسا ہی رزاق پست و بلند کرے جرم پر باب روزی نہ بند - سوم یہ شخص عموماً مخصوص اپنے نوابع کے ننگ و ناموس اور رہنے سہنے کا پاس بہت کم رکہتا تہا اور اپنے مکانات کے بنوانے مین کسی کی محل اور جہونپڑے کی پروا نہ کرتا تہا اکثر چند مرتبہ لوگون نے اس بدعت سی ضرر شدید اوٹہایا اکثر لوگون کے مکانات مع مال و اسباب کے بیلدارون کے ہاتہ سے پست کرائے اور اپنے خاطر خواہ عمارات بنائی - اس ظلم و بیداد کو سوا بجز خدا کے اور کون سنتا تہا - غرضکہ جسوقت عارضہ نے زور پکڑا اور دوا علاج سی بہی معذوری ہوئی بی بی اور ماں سے الوداع فرمایا واقعہ ۱۱۸۸ہجری ذی قعدہ کی بائیسوین کو بروز پنجشنبہ رہگرای ملک بقا ہوا - مختصر معتبران صداقت گفتار سے سنا گیا ہی کہ اسکے عزا کے دن فیض آباد مین حشر عام برپا تہا کوئی ایسا شخص نہ تہا جسکے آنکہون سے دو بوند نہ گرے ہون محبت خان ولد حافظ رحمت نے مورخ سیر المتاخرین سے ذکر کیا تہا کہ باوجودیکہ ہم لوگ شجاع الدولہ کے برباد کیے ہوئے تو مگر اوسکے غم رحلت نے ایسا مضطرب کیا کہ ہم سی خودداری نہوسکی او چشمہ چشم سی جویبار اشک جاری ہوا کہتے ہین کہ جسطرح ایام محرم مین بعض مجالس مین شور رقت ہوتا ہی یہی حال اسکے واقعہ جانکاہ مین گذرا تہا اور گمان بہی یہی ہوتا ہی کہ کوئی گریہ و زاری سی باقی نرہا ہو - قبل اسکے ایک سال گذرا ہو گا کہ شجاع الدولہ کی پشت یا شانہ پر دانہ دنبل نمودار ہوا تہا

چونکہ اسکے باپ اور دادے نے اسی مرض سرطان سے جان دی تھی دانہ کے نمود ہوتے مادہ سرطان کا خوف پیدا ہوا اور پانچ لاکھ روپیہ نذر فرمایا اور بعد حصول شفا کے ایفای نذر موعود فرمائی مگر مقدر مین تو مرگ موروثی بدی تھی اخر اوسی بلا مین مبتلا ہوکر اقلیم بقا کی راہ لی بعد تغسیل و تکفین حسب رسم ہندوستان جنازہ بڑے تجمل اور شان و شوکت سے اوٹھایا گیا مرزا علی خان اور سالار جنگ بنی محمد اسحق خان مرحوم کے جو شجاع الدولہ کے سالے تھے مع جمیع ملازمین اور نگواران دولت کی ہمراہ جنازہ ہوے ہنوز باغ گلاب باری تک نہ پہونچے تھے کہ شجاع الدولہ کی فرزند سعادتمند مرزا امانی ملقب بہ آصف الدولہ جانشینی کی تمنا مین بہت مضطرب ہوئے اور اندیشناک مبادا ارکان دولت کسی دوسری اولاد کو مسندنشین کرین پس مروت و حیا کو بالاے طاق رکھکر اپنے متوسلین کو حکم دیا کہ جلدتر اوسکے خالوون مرزا علی خان اور سالار جنگ کو جنازہ کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور مین لاوین۔

جلوس کرنا مرزا امانی ملقب آصف الدولہ کا مسند حکومت پر اور برباد کرنا ریاست کا اور برہم ہونا انتظام سابقہ کا

جسوقت آصف الدولہ کی محرمان اسرار مرزا علی خان اور سالار جنگ کے لینی کو گئے اول تو انہون نی دنیوی شرم کا لحاظ کرکے مراجعت سی عذر ظاہر کیا مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ خواہی نخواہی حاضر ہون اوسوقت دونو بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے اور انکی واپس ہوتی ہی اور لوگ بھی براہ خوشامد اور چاپلوسی کے جنازہ کے ہمراہی سے مراجعت کنان ہوئے۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کی کرنیل کلیس اور ایک دوسرے رئیس انگریزی کو جو شجاع الدولہ کے مصاحبت مین رہا کرتے تھی طلب کرکے کہا کہ تاخیر مناسب نہین مشیت ایزدی سی کیا چارہ ہے اب مصلحت یہی ہو کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی باتون مین اوسکی تسلی کرکے انجام کار پر نظر فرمائی مگر جب آصف الدولہ نی عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہوجانے ہماری مسندنشینی کے زرخطیر آپ لوگون کو دیا جاویگا اونہون نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا لڑکا یہی ہے اور بموجب آئین وراثت کی بھی مستحق ہے ہمارا کچھ نقصان نہین بلکہ فائدہ ہوتا ہو پس اسی خیال سے دستار وراثت اوسکے سر پر باندھی اعیان دولت حاضر ہوئے اور نقارچی بھی جنازہ کے ہمراہی سے معاودت کرکے نوبت خانہ مین آئے ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ ہونے پائی تھی کہ نوبت خانہ سے آوازہ شادمانی بلند ہوا۔ آصف الدولہ

سے بعد جلوس میر مرتضی خان برادر زادہ مصطفوی خان کو جو صاحبزادگی کے عہد مین آپکا میر سامان تھا
نیابت کل کی خلعت عطا فرمائی ہفت ہزاری کا منصب مع صاحب نوبت اور ماہی مراتب کی تخصیص
کیا گیا مجید الدولہ کا خطاب پایا اور باپ کے رفقا مانند ایرج خان اور بشیر بیگ خان وغیرہ کے مایوس
ہوکر اپنے فکر مین پڑے ایرج خان اس بہانہ سے کہ بادشاہ کے حضور مین حصول سند اور وہان مین
نجف خان بہادر کے استحکام رشتہ اتحاد کرے روانہ شاہجہان آباد ہوا اور اس معرکہ سے اپنی رہائی
کو غنیمت جانا — چند روز کے بعد آصف الدولہ نے معہ کل فوج اور والدہ اور جدہ معظمہ کے فیض آباد
سے بمقتضاے عدم موافقت آب ہوا لکہنو کو عزم فرمایا اور شہر سے باہر ہوتے ہی اپنے مان
کو پیغام دیا کہ باپ کے خزانہ نذر کرے کیونکہ شجاع الدولہ جملہ خزاین اپنے بیگم کے تحویل مین رکہتا تہا
اور یہ امر جب سے انگریزون کی باہمی برتاو مین دیکہا تہا اسنے بہی سررشتہ اتحاد کے مضبوط ہونے کیواسطے
زر خزانہ بیگم کے تحویل مین رکہنا مناسب سمجہا تہا غرضکہ اس داد وستد کے بارہ مین بہت کچہ گفتگو مان
بیٹے کے درمیان مین واقع ہوئی اور انجام کار کو بیگم صاحب بدین شرط روپیہ دینے کو راضی ہوئین
کہ آصف الدولہ ان کو فارغ خطی لکہدین غرضکہ آصف الدولہ نے [illegible] لاکہ روپیہ اپنے والدہ
سے لیکر فارغ خطی تحریر کردی چونکہ آصف الدولہ ہمیشہ چند نفر تلنگون کو مقرب خاص بنائے ہوئے
تہا اور وہ بہی سایہ کے مانند اسکے آگے پیچہے لگے رہتے تہے اسوقت کہ آصف الدولہ بطور خود کار فرما ہوا
ہر ایک کو اون پیادہاے ہندو مین سے خطاب اور منصب اور خدمات عظیمہ اور رسالہ اور پالکی
جہالردار عطا فرماکر اقتدار کامل عطا فرمایا اونہین سے ایک کو بیسواڑہ کی حکومت عطا کرکے گویا اپنی
بدنامی خریدی اور اپنے پالکی کے کہارون مین سے ایک نفر کو راجہ بہادر کا خطاب دے کر سرفراز
فرمایا غرضکہ اسکے مصاحبین بجز پوچ اور رذیل لوگون کے نہین ہین بعد چندے لکہنو پہنچکر متوقف
ہوا اور تہوڑے دنون کے بعد اٹاوہ مین آکر لشکرگاہ کیا یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید کی حدود مین واقع
ہے یہان پہونچکر اپنے بہائی مرزا سعادت علی اور شیدی بشیر حبشی کو طلب فرمایا جسوقت یہ لوگ حاضر
ہوئے اول شیدی بشیر کو مشمول عنایت فرماکر غافل کردیا اور جب اوسکے رفقا کو اپنے طرف
بلالیا چند دنون کے بعد مخفی اشارہ کردیا کہ شیدی بشیر کو قید کرین اتفاقاً شیدی بشیر نے کچہ دیر
پیشتر لوگون کے اژدحام ہونے سے اس حکم کی خبر پالی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے
کہ ناگاہ اسی وقت مخالفین آپہونچے اسوقت میر بہادر علی سیدی بارہہ جو حبشی مذکور کا رفیق
دیرینہ اور مرہون احسان تہا عرض کیا کہ جبتک میری زندگی ہے بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہی

آپ جسطور سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے نزدیک ہے آپ لوگ سیدی کے ہمراہ ہوکر اُسکو دریا سے پار کر کے نجف خان کے ملک مین پہونچا دیوین یہ کہکر اپنے گہوڑے پر بشیر کو سوار کیا اور چند آدم آزمودہ ہمراہ کئے اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہانسے فرار قبول کیجئے اسی مابین مین لوگ بشیر کے خیمہ پر آ پہونچے طرفہ شور و شر پیدا ہوگیا حبشی مذکور نے اسی معرکہ مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے مخالفین کے استقبال مین قدم اوٹھا نے سد راہ ہوکر دم آخر تک مردانگی کی داد دی اور نصف ساعت تک کسیکی جرات نہوئی کہ داخل خیمہ بشیر ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اسی عرصہ مین سیدی بشیر گنگا پار ہوکر آصف الدولہ کے حد سے سلامت نکل گیا یہان جب میر بہادر علی نے شربت شہادت سے تشنگی بجہا کر گلگشت جنت مین قدم اوٹھایا ہر چند بشیر کو ڈہونڈہا نپایا بعد ازان آصف الدولہ نے مرزا سعادت علی کو علاقہ اختیار کار ملک روہیلہ سے جو شجاع الدولہ مقرر کر گیا تہا معزول کیا اور سورت سنگہ کو جو عہدہ پیری دیوان تہا مقرر کیا اور مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نتہا اور سنے اپنے بڑے بہائی سید محمد خان کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر نائب صوبہ اودہ کر دیا اور دوسرے بہائی معزز خان کو معزز الدولہ بہادر کے خطاب سے نائب صوبہ الہ آباد کیا اور ہر ایک اپنے دوست و اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا نوکران شجاع الدولہ و آصف الدولہ اسکے دست نگر تہی کسی کی مجال نتہی کہ اسکے برخلاف دم مارسکے —

مقرر کرنا مسٹر مدلٹن کا حضور آصف الدولہ مین ارباب کونسل کلکتہ کا اور اوسکے بعد مسٹر جان برشتو کا آنا

بعد رحلت شجاع الدولہ کے گورنر ہستنگ بہادر نے مسٹر مدلٹن کو واسطے واد بیداد ضاع آصف الدولہ کے مقرر کیا تہا کسیقدر مدت گذری تہی کہ جرنل کلاورن اور کرنل کلیسن اور مسٹر فرانسیس کمپنی اور بادشاہ انگلستان کے طرف سے واسطے استکشاف احوال گورنر ممدوح کے آئے بتقریبات چند جسکا ذکر دفتر دوم مین ہوگیا ہے اوں گورنر پر غالب ہوئے عملہ انگلشی جس جگہہ تہا بروفق تجویز ارباب ثلثہ مذکور کے عمل انکا ہوگیا گورنر کے مقرر ہوا اور گورنر کا عمل نوکر کردہ برخاست ہوا اونہین دنونمین مسٹر مدلٹن بہی موقوف ہوئے اونکے مسٹر جان برشتو اوسکی جگہہ متعین ہوا چونکہ جوان ہوشیار تہا آصف الدولہ کو معہ عملہ سکے نادان جانکر دست تصرف دراز کیا بالکل دار و مدار اسی کا ہوگیا مختار الدولہ وغیرہ اسکی صلاح کے خلاف دم نمار سکتے تہی بندہ مورخ نے بر وقت ورود لکہنو کے اون بعضون کو دیکہا کہ درحقیقت بموجب آیہ کریمہ کہ یہہ گروہ مانند بہایم کے ہین بلکہ اونسے بہی بدتر زیادہ سراپا بہایم خو تہے — القصہ جان برشتو براہ خوشامد مختار الدولہ کو اس عزم پر لایا کہ ولایت بنارس وغیرہ علاقہ راجہ بلونت سنگہ جسکی بیس لاکہہ روپیہ مالگزاری اور ستر لاکہہ روپیہ کے قریب

محاصلات ہی سرکار کمپنی کو دلا دیئے اوس احمق نی آصف الدولہ کو مسٹر جان برشتو کی طرف سے امید و بیم سمجھا بہا کر راضی کر دیا تھا بلا تامل عطاے ملک مذکور کی سند کمپنی کو لکھدی - گورنر ہسٹینگ بہادر اگرچہ اس امر سی کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا مگر اس نظر سی کہ خود بنارس تک آیا اور ملک مذکور کی درخواست کی اور شجاع الدولہ نی عذر بسیار درمیان مین لاکر ٹالا بالا کیا اور نہ دیا اور جان برشتو جو اوسکے روبرو حکم دریا اور قطرہ کا رکہتا ہی اوسنی یہ ناموری ارباب کونسل کے روبرو پیدا کی کسیقدر ملول ہوا اور مختار الدولہ نادان نی باوجود اسقدر تواضع مفت کی اپنے حق مین کچہ ہی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سی نہ لیا اوسوقت جو کچہ چاہتا فوراً ہو جاتا اور کسیکی مجال نہوتی کہ آنکہہ اوٹھا کر اوسکی طرف دیکہتا نہ کہ مارا جاتا اگر احیاناً مارا جاتا تو اوسکے انتقام مین قیامت ہو جاتی بلکہ ریاست آصف الدولہ کی اوسکے اولاد کو ملجاتی لیکن تقدیر القصہ بنارس مع توابع وحق مراوف کی ضمیمہ بنگالہ ہوا اور معاملات ملکی و مالی صوبہ اودہ اور الہ آباد اور پتہر گدہ اور کوڑہ اور اٹاوہ وغیرہ ملک روہیلہ مین بدون اطلاع مسٹر جان برشتو کی کچہ نہوتا تہا آصف الدولہ سنے کہنا شروع کیا کہ مسٹر جان برشتو میرا بہائی اور مالک اور مختار ہی جو وہ کہی اوسکے مطیع ہوا اور فوج پدر کی تنخواہ عبث دنیا سمجہکر اوسکے استیصال ہی فکر مین ہوا —

آصف الدولہ کا لڑانا مختار الدولہ کو نجیب پلٹن سی اور شکست پانا پلٹن مذکورہ کا حکم خدا سے

شجاع الدولہ مغفور نے چار پانچہزار آدمی شریف مفلس شاہجہان آباد کی بندرہ روپیہ ماہواری سی نوکر کیے تہی اور احمد نامی اونکا سردار تہا اور تعلیم قواعد انگلشی کا اہتمام تہا ہر چند بندوقین توڑہ دار تہین مگر انہین مین نہایت چالاکی سی آگ بتلاتے تہی بلکہ چونکہ وہ لوگ نجیب و شریف تہی انکی پاس خاطر زیادہ ہوتی تہی آصف الدولہ رفقاے پدر سے بیزار در پئے اضرار تہا ان لوگون کو جو کالپی مین تہے طلب کیا جب پہونچے اپنی لشکر سی دور حکم خیمہ دیا اور فرمایا کہ توپین داخل توپخانہ کرین اونہون نی ایک یا دو ضرب اپنے پاس رکہکر باقی داخل کردین اوسنے اون دو توپ اور بندوق رکہدینے کا بہی حکم دیا سپاہیون نی جانا کہ تنخواہ ندینے کی نیت ہی کہا کہ ہمارا زر طلب عنایت ہو تو ہم توپ بندوق سب داخل کر دین اوسنی آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا انکے سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض کیا کہ یہ لوگ اپنا درماہہ مانگتے ہین اور کچہ غرض نہین رکہتے اوسنے کہا اگر تمہین تکلیف گوارا نہین ہم خود جاتے ہین جب اوسنے دیکہا کہ خود بدولت حاضر ہوتے ہین بضرورت معہ فوج ملازم متعینہ

سرکار سوار ہو کر مقابلہ پر گیا وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میر احمد مر گیا تھا مگر
لاچار صف آرا ہوئے نزدیک تھا کہ اگر مدد نہ آوے مختار الدولہ کو ہٹا دیں لیکن چونکہ مختار الدولہ
کے طرف ہجوم بکثرت اور سامان بیقیاس تھا اور ادھر سے وہ لوگ اکثر مقتول اور اکثر مجروح ہوئے
باقیماندہ مفرور ہوئے اکثر لوگ ملازم آصف الدولہ جو کہ زور بازو تھے اس زد و خورد میں تباہ ہوئی
اور وہ مجمع اس فتح سے نہایت خوش ہوا اکثر ملازمین مخصوص بعض خواجہ سرا جنہیں شجاع الدولہ
نے فوج انگلشی کے تتبع سے جرنل کیا تھا اور ہر ایک کے ہمراہ چھ پلٹن مع توپ و اسباب وغیرہ
متعلقات سے کے رہتی تھیں صاحبزادہ کا احوال دیکھکر اپنے خیالات میں مصروف ہوئے منجملہ انکے
بسنت خان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقۃ جرات سے خالی نتھا مختار الدولہ
سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تھا لہذا مکرر باہم گرنا چاقی ہوئی اور وسائل اور وسائط
سے صفائی ہوئی اسی ضمن میں ایک مرتبہ ایسی رنجش بڑھی کہ آمیزش کی صورت نہوئی آصف الدولہ
جو باطن میں نسبت خود رائی مختار الدولہ کے جو مشہر حال برستو متفق تھا آزردہ ہو کر اوسکے
گرانے کی فکر میں ہوا بسنت خان خواجہ سرا جرنل اس راز کو پا گیا چاہا کہ کسیطرح سے مختار الدولہ
کو [illegible] آصف الدولہ کا مورد نہایت ہو اور باطناً مرزا سعادت علی سے سازش کی کہ جب بندہ
مختار الدولہ کو مار کر آپ سے تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہو کر حاضر ہونا بندہ حضور آصف الدولہ
میں [illegible] کا بھی کام تمام کریگا اور آپ کو مسند ملا دیگی —

ذکر اختتام دولت و عمر مختار الدولہ بدست بسنت خان خواجہ سرا اور مرزا سعادت علی کا معہ دو نجف خان کا اندر رہا گیا نا

جب یہ مشورہ ہو گیا بسنت خان خواجہ سرا نے از سر نو مکر و فریب سے آشتی کی اور مختار الدولہ کی دعوت پر
عداوت مقرر کی اس قرار سے کہ اول صبح سے اکر دونو وقت کھانا نوش کرے آخر شب بعد تماشا ی
لہو و لعب کے واپس دولتخانہ ہو چونکہ موت نزدیک آ رہی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا دربار میں
آکر آصف الدولہ سے مرخص ہو بسنت خان خواجہ سرا کی مکان کو راہی ہوا بسنت خواجہ سرا نے اوس وقت تک
بعض اپنے مخلصوں کو کہ اونمیں سے میر قدرت اللہ کے دو بیٹے میر مراد علی اور لطف علی تھے آگاہ
کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے جب مختار الدولہ بسنت مذکور کے گھر پہونچا بسنت نے سر دروازہ تک استقبال کیا
اور بکمال تواضع سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹھایا چونکہ فصل گرما تھی لشکر میں اکثر لوگوں نے
تہ خانہ بنائے تھے بسنت نے بھی اپنا تہ خانہ نہایت تکلف سے آراستہ کیا تھا جب آفتاب بلند ہوا

مختار الدولہ کو تہ خانہ مین تشریف لیچلنے کی تکلیف دی اوسی بسنت کی خبر تو تھی نہین اپنے پیرون سے قبر مین اوترا عرض
کیا کہ دربار کے کپڑا اوتار کر بآرام تمام استراحت فرمائی اور اوسکے محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا دور
جام چل نکلا بعض اقربا سے مختار الدولہ بندہ سے کہتے تھے کہ شراب مین زہر ملایا تہا اگر نہ مارتے تو زہر
سے مرجاتا — القصہ جب دوپہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگارون کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب آخرت فرمایا حتی کہ کوئی پاس نرہا میر مراد علی اور اوسکے بہائی نے معہ دو تین اور ہمراہیون
کے منکر نکیر کی صورت تہ خانہ مین آکر زیر تیغ بیدریغ کیا ریزہ ریزہ کر ڈالا بعض خدمتگار جو حاضر تھے
خان کی دہشت سے جان بچا کے خیمہ مین خبر پہونچائی بسنت خواجہ سرا معہ دو تین کمپنی کے تیار و مسلح
آصف الدولہ کے حضور مین آیا اور اپنے فوج کو معہ توپخانہ طیار کر آیا تہا محافظون نے کمپنیون کو
روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ عین نشہ مین آکر تسلیم مبارکباد عرض کی کہ دشمن حضور
کو حسب الحکم قتل کیا آصف الدولہ نے اپنی جان کو ڈر کر کہا کہ شمشیر برہنہ کیون آتا ہے کیا میرا ارادہ
رکھتا ہے اوسنے عرض کی کیا مجال کہ نمکحرامی کرون اوسنے کہا شمشیر پھینکدے اوسنے دور ڈالدی جب بے
سلاح ہوا آصف الدولہ نے لوگون کو اشارہ کیا کہ قتل کرین فوراً سر تن سے اوڑایا گیا بسنت کا عمو یا کہ
خالو جو مرزا کلان کے نام سے مشہور تہا اور اکثر دربار مین آتا تہا قضارا اوسوقت آ پہونچا اور بسنت کو مقتول دیکھکر
متحیر ہوا اپنے حفظ آبرو کو تلوار عریان کر کے کہا کہ اگر مجھسے بھی تعرض نہین تو مجھے بھی نہین آصف الدولہ نے
ڈر کر کہا تجھسے کسیکو مطلب نہین باہر جاؤ وہ اپنے راہ لگا مرزا سعادت علی اس خبر سے دست پاچہ ہوا
کہ کیا کرے اور مفت مین بدنام ہوا نہ مقدور مقابلہ آصف الدولہ تہا نہ یارا سے قیام تہا لاچار
گوشائین سے استمداد کی کہ اگر مدد کرو بہائی کو اوٹہا کر مسند آرا ہون تمھے درجہ اعلی پر فایز کرون گوشائین
کی جرات نہوئی جب مرزا سعادت علی لاچار رہا گھوڑا طلب کیا گوشائین نے اپنے مادیان جو کہ چالیس
کوس جانے کے مشتاق تہی دی مرزا سعادت علی اوسپر سوار ہوکر تفضل حسین خان اتالیق وغیرہ چند
لوگون سے بدون مزاحمت کے نکل بہاگا اور مرزا نجف خان کی خدمت مین پہونچا مرزا سے مذکور نے خبر سنکر
استقبال کیا اور بکمال عزت جگہہ دی اور چند محالات بنا بر معاش مقرر کر دیئے آمد و رفت مین بہت
پاس آداب کرتا تہا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا اوسکے آنیکا روادار نتہا اگر جاتا مرزا سعادت علی اوسکے مکان پر
آجاتا تا سر دروازہ استقبال کر کے اپنے مسند پر لا بٹھاتا اور خود مودب نیچے بیٹھتا —

مقہور ہونا محبوب علی خان خواجہ سرا کا جو کہ شجاع الدولہ کی طرف سے کوڑہ اور اٹاوہ کا حاکم تہا

عہد شجاع الدولہ کے سردار لوگ وغیرہ اسلیے اسکی حرکات دیکہکر اپنے فکر مین مصروف تھے

چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو رہی نہین اور نہ کوئی ایسا سردار مقتدر رہا لہذا بہرحال اوقات
بسری کرتے تھے منجملہ اُنکے محبوب علی خان خواجہ سرا جو کسیقدر صاحب جرات وعزت تہا اطوار
صاحب زادہ کے ملاحظہ سے نہایت متحیر تہا کہ کیا کرنا چاہیے لیکن فوج واسباب بایستہ ہمراہ رکہتا تہا
معہ سوار و پیادہ برق انداز کی دس بارہ ہزار نفر جرار کے جمعیت رکہتا تہا اور رکوڑہ اور اٹاوہ کی اطراف
مین حسب الامر شجاع الدولہ کے نہایت کروفر مین بسر کرتا تہا۔ آصف الدولہ کو اُسکا بھی استیصال
منظور ہوا اور یہ خیال فرمایا کہ نکل نہ جانے یا وے چند لوگون سے حاضر حضور رہے۔ یہ حال محبوب علیخان
کو بہی واضح ہوا بیچارہ نے ارادہ کیا کہ جب آصف الدولہ کوئی امر ظاہر ظہور کرے یہ بھی نمکحرامی
کا داغ لگاکر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے در پردہ مستر جان برشتو سے مصلحت کرکے
پلٹن انگلشی چند کپتان کے ہمراہ روانہ کی اور سبب استیصال اپنے فوج ملازم کا یہ تہا کہ چونکہ آصف الدولہ
کا روز و شب لہو و لعب چوسر بازی مرغ کی لڑائی پتنگ بازی وغیرہ مین گذرتا تہا اسکے سوا ہر امر
سے نفرت تھی نہین چاہتا تہا کہ ایک گہڑی امور مملکت داری مین متوجہ ہو اور ملکداری بدون
اشتغال امور عظیمہ اور فکر بلیغ اور دردسر اور لوگون کے سوال وجواب کے سُننے کے ناممکن ہے
حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور مین متوجہ ہونا ایک گہڑی بھی دم بند کرتا تہا اور انگلشیون کو
جانتا تہا کہ مجہسے نہایت راضی ہین اور میرے اضرار کے ہرگز روادار نہونگے یہ لوگ چونکہ ہوشیار
ہین فی الحقیقت ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجہتے ہین اور کسی طرح اوسکو ناخوش نہین کرتے
اوسکو معہ صحاب کے مطلق العنان کر دیا تہا بجز معاملات ملکی ومالی وانتظام فوج کے جو اپنے اختیار
مین لیا تہا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونو اپنے اپنے دانست مین فالحقیقت ایکدوسرے کو مغتنم سمجہین
افسوس شجاع الدولہ کا وہ گہرانہ تہا کہ اس زمانہ مین قائمقام سلاطین ہند اور امیدگاہ لکہوکہا فائدہ
کا تہا لاکہون عمدہ اور عمدہ راجہ اس ملک مین بسر کرتے تہے اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان
آصف الدولہ کے بزرگان مذکور کا ہین نشان ہی نہین جہان پر بیس بیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھہ
ہزار پیادہ ہر وقت رہتا تہا وہ مکان ویران ہوا چند پیادہ بکسر یہ مفلوک دو دو تین تین روپیہ کی نوکری
مین افتخار سمجہتے ہین اوپر پڑی ہین القصہ کپتانان مذکور معہ تین چار پلٹن کی مثل مسافران کے حیلہ رہگذر
سے محبوب علی خان کے لشکر کے قریب پہونچے اور اوسکی ملاقات کی معلوم نہین کس سبب سے
آبادی مین ٹہرنے کی تعبیل ہوئی جب محبوب علیخان داخل بیت الحکومت ہوا اور فوج وتوپخانہ بیرون
شہر مشہور ہا بعد تین چار روز کے کپتانون نے آخر شب آہستہ آہستہ اپنی فوج آراستہ کرکے توپخانہ

درست کیا اور کوچ کرکے اول صبح نزدیک لشکر محبوب علیخان کے پہونچے یہان کی لوگ بیخبری
مین کوئی قضائے حاجت کو بیٹھین کوئی سوتا کوئی جاگتا تہا مگر چند سنتری تلنگہ کہ مراد جو کی دارونسی ہی حسب ضابطہ مزاحم
ہوئے فوج انگلشیہ نے کچہ نسنا ایک شلک کی میدان مین پہونچکر استادہ ہوئے بعض نے تکلفر
کہا کہ ہم فلانے طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہاری لشکر کے درمیان سے ہی لوگون نے منع کیا انہون نے کچہ نسنا
لڑائی ہو گئی ادہر کچہ تیاری تو تہی نہین انگلشیون کے ایک ہی شلک نے اکثرون کو بھگا دیا باقیماندہ
تشویش ہو کر مفرور ہوئے لشکر کے لچون نے مال و اسباب پر ہاتھہ صاف کیا محبوب علیخان
اس خبر سے سخت متحیر ہوا چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہوا تہا کپتان مذکور سے رخصت ہوکر
مع اسباب حاضر حضور آصف الدولہ ہوا وہ تو چاہتا ہی تہا پہونچتے مشمول عاطفت فرمایا - لطافت علی
خواجہ سرا جو کمیدان بلکہ مالک برگیڈ کا تہا کہ سر دچار پانچ پلٹن سے ہی اس حال کو دیکھکر باہر نکلجانے کی راہ ڈہونڈہتا
تہا چونکہ ہمیشہ سے یہ معہود تہا کہ شجاع الدولہ کی سرکار سے ایک فوج بادشاہ کی دربار مین حاضر رہتی
تہی اور ایک شخص واسطے اس کام کے تجویز ہوا تہا اسنے اسی کو غنیمت جانا کارسازی کرکے حضور
شاہی کو چلا گیا اور مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ وغیرہ سے موافق ہو کر آجتک کہ ۱۱۹۵ ہجری ہے وہان
بسر کرتا ہے - انہین دنوہین مختار الدولہ کے بہائی جو کمال اقتدار مین تہے بلا قصور مقید ہوئے اور
مال و اسباب انکا مع اموال مختار الدولہ کے ضبط ہوا اور آخرکار کڑی جہیل کر رہائی پائی اور
مختار الدولہ کی بی بی اور لڑکے اور لڑکی کیواسطے ایک لاکہ روپیہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہنوز سید محمد خان
اور سید مرتضی خان قید ہی تہے کہ بندہ مورخ وارد لکہنو ہوا اوسوقتین آصف الدولہ موکل تو ابعین
اور مسٹر جان برسٹو وغیرہ اصحاب انگلشیہ کے یہان رونق افروز تہا غیر از نواب بیگم زن وزیر الممالک
صفدر جنگ بنت برہان الملک و والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم شجاع الدولہ کی بی بی جو مؤتمن الدولہ
محمد اسحق خان بہادر کلان کی بیٹی تہی فیض آباد مین بسبب النسب تغیرات نواب شجاع الدولہ کی اقامت
گزین تہین - +

پہونچنا بندہ مورخ کا فیض آباد و لکہنؤ مین

مخفی نرہے کہ تولد مورخ کا اور مسکن آبا و اجداد پدری و مادری کا بلدہ دار الخلافت شاہجہان آباد
سے ہے اجداد پدری سادات ہاشمی حسنی اولاد ابراہیم طباطبا سے ہین ورید ابراہیم سادات کرام و اعلام عترت
طاہرہ مین ہین ایک اجداد بزرگ مورخ کا مدینہ طیبہ سی مشہد مقدس حضرت رضوی علیہ السلام مین بہ لقاتت سی یہان وطن ہوا ایک
وہان سے وارد ہندوستان ہوا اول دہلی مین بعد شاہجہان آباد مین متوطن ہوئے اور اجداد

مادری سادات مشہوری مین اولاد امام زادہ عالی مقدار سید احمد بن موسی بن جعفر علیہما السلام سے مشہور ہین جو حضرات
شاہ چراغ ومتوطن دار الملک شیراز ہین اُنکے مزار شیراز مین نہایت معروف اور حاجت روا سے خلائق
ہین کرامات سے اکثر مشہور جد مادری میرے سید زین العابدین عمہ زاد مہابت جنگ کا ہی بعد
انتقال اوسکی مان یعنی میری نانی مہابت جنگ کی عمہ حسب وصیت کی میری مان کی کتخدائی مین عجلت
کرکے فارغ البال ہوئی جو کہ سید مرحوم مذکور بعد کشتہ ہونے اعظم شاہ کے ترک نوکری کرکے
گوشہ گزین ہوا تہا بعد کتخدائی والدہ کے سات برس اور بسر کی اسی ضمن مین بندہ کی ولادت سنہ ۱۱۴۰ ہجری
مین واقع شاہجہان آباد واقع ہوئی اور بعد دو برس کے دوسرا بہائی سید علی نقی بہی پیدا ہوا اور
بندہ پانچوین برس مین اور برادر مذکور تین برس کا تہا کہ عسرت نے زور دکھلایا اور جدہ والدہ نے مع جملہ اپنی
اولاد کو مع پسر دو داماد کے ہمراہ لیکر اور گہر فروخت کرکے فرید آباد بنگالہ مین جہان کہ مہابت جنگ شجاع الدولہ
ناظم کی رفاقت مین تہا آئین اور اپنے لڑکے کی اولاد کو مہابت جنگ اپنے بہتیجے کے سپرد کیا بعد چند
روز کے مہابت جنگ نے عظیم آباد کی نظامت پائی والد مرحوم اوسکی رفاقت مین پہونچے اوس وقت
سے آجتک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری ہین بکمال آرام مع مکان مال و اسباب کے حسب مقدور بسر کرتے ہین
سنہ [illegible] ہجری مین بندہ کو بسبب ضمانت ایک زمیندار کے جو سالہا سال سے مرہون احسان تہا پچاس ساٹھ
ہزار روپیہ کا خسارہ ہوا گہر وغیرہ بیچکر اور اکتیس ۳۱ ہزار روپیہ سود [illegible] مہاجن سے قرض لیکر ادا ے
ضمانت کی اور قرض خواہ کے ہاتھ سے خصوص عملہ نظامت سے کہ بے موجب محض در پے ایذا
تہو رہائی پائی اور وجہ معاش اصلی قرضہ مین حوالہ مہاجن ہوئی اب تحصیل معاش کی کوئی راہ
نظر نہ آئی تا آنکہ ایک مہینے کے بعد امیر عالی قدر سراسر احسان امیر الدولہ جرنیل کارڈ بہادر فتح جنگ
جسکے مانند زمرہ انگلشیہ مین کیا بلکہ جمیع انسان مین پایا بر فقیر بلکہ کل کیواسطے ملنا ممکن نہین کلکتہ سے
[illegible] ہو کر عظیم آباد آیا چونکہ بندہ سے پہلے آشنائی تہی بندہ نے اوسکی ملاقات کی بندہ کا حال
دیکہکر نہایت متاسف ہوا فرمایا چونکہ یہان کسی سے تعلق نہین میرے ہمراہ چلو جو کچہ میسر ہوگا بالاتفاق
خرچ ہوگا بندہ نے اوسکی عنایت غنیمت جانی ہمراہ ہوا بعد اوسکے چلے جانے کی عقب سے قلعہ چنار پہونچا
ہر چند وہانکا داخل بقدر ضروری خرچ کے تہا مگر بندہ کو کارہائے مالی مین وہانکا مختار کیا اور ایک مکان
جسمین بندہ مع عیال و اطفال کی بسر کری اپنی سرکار سے دلایا اور اپنے خاص سواری کا بجرہ جو کہ مانند خانہ
وسیع کی تہا عظیم آباد بہیجا اور زاد راہ بہیجکر میرے عیال و اطفال کو منگا دیا اور تین سو روپیہ ماہواری میری
لڑکون کے نام مقرر کر دیا اور اپنے خانساماں کو حکم دیا کہ شمع کافوری وغیرہ جو اشیاء ضروری ہو بلا استفسار

حوالہ کردیا کرے بہرحال ہر وقت فقیر کی خوشنودی کیا کرتا تھا چونکہ جانتا تھا ماحصل قلعہ خرچ ضروری کو بھی
وفا نہین کرتا اور سنا کہ افواج آصف الدولہ جو کہ قواعد انگریزی جانتی ہے جو سردار کہ اوسکی تعلیم
اور خبرگیری اسباب وسامان مناسب فوج کے کرسکے ایسا کوئی نہین پس قرار پایا کہ فرقہ
انگلشیان سے کوئی کرنل حسب مرضی آصف الدولہ کے مقرر ہو اس دریافت حال سے جرنل مذکور
کو جو اوسوقت مین کرنل تھا ارادہ ہوا کہ اگر یہ کام اوسکے نام مقرر ہو مناسب ہے فائدہ طرفین سے
خالی نہوگا لیکن چونکہ مشر جان برسٹو سے جان پہچان نتھی اور خود اپنی طرف سے سائل ہونا گوارا نتھا بندہ
سے اشارہ کیا بندہ نے کہا کہ کسی آشنا انگلشی کو نام میری سفارش کا خط لکھدیجے تاکہ بندہ اپنے کام
کو جاوے اور آپکی درخواست احسن وجوہ سے پیش کرے خدا سے امید ہے کہ درستی مدعا ہو اوسنے
پسند کیا بندہ کو مرخص فرمایا بندہ گھربار کو وہین چھوڑکر روانہ فیض آباد لکھنو ہوا چونکہ بلدہ جونپور راہ
مین واقع ہے بندہ کا ورود شہر مذکور مین ہوا حضرت فضائل دستگاہ مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ کا
شہرہ نکوئی اور بزرگواری مدتون سے سنا تھا اور قصبہ جیاڈہ مین زبانی اونکے شاگرد سعید مولوی
سید ظفر علی کی بھی سنکر مشتاق ہوا تھا پس جذبہ تمنا نے خدمت سراپا افاضت مین پہونچایا دو گھڑی
کامل مشرف حضوری رہا درحقیقت جو کچھ سنا تھا اوس سے زیادہ پایا بطریق تبرک چند خصائل
اوس بزرگ کے زیب تحریر کرتا ہون —

ذکر خصائل جناب فیضمآب مجموعہ دانشوری مولانا محمد عسکری روح اللہ روحہ

شہر جونپور کے سادات کرام مین ہے انواع علوم اور اصناف فنون مین وحید عصر حسن بیان اور
طلاقت لسانی مین فرید دہر مدت تک افادہ علوم کرتا رہا اور تھوڑی سے معاش مین قانع رہا ہرچند کہ
تحصیل اکثر کتب متداولہ کی حسب معمول نہین فرمائی تھی مگر ذکاء طبیعت سے مطالعہ کتب کیا گیا جمیع فنون
منقول ومعقول فروع واصول مین تبحر حاصل اور قوت مالا کلام سے مشکلات ہر فن کے اوس
نحو سے تقریر کرتا کہ جاے انگشت نہی حافظا فرزند نگار من کہ بمکتب نرفت وخط ننوشت + بغمزہ مسئلہ
آموز صد مدرس شد — آپکا مشغلہ تدریس ہے یہ شغل بھی کیا عمدہ ظاہر وباطن مین خوبی رکھتا ہے اپکا
طور بھی اس زمانہ کے فضلا سے کچھ متفق نتھا اظہار فضیلت کو جاہلیت سے جانتا تھا اور ہر نیکی کو جو باعث غرور
ونخوت ہو بدی سے زیادہ خیال فرماتا کسی کی بدی کبھی نہ سنتا اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا تو اوسکو
اسپنے تقاضاے خلق سے علانیہ مانع نہوتا بلکہ اوسطرح مانع ہوتا کہ اوسکو گران نگذرتا اور اسکے حسن

تقریر کا یہ نمونہ ہی کہ فرماتا تھا کہ مجھی سے شیخ صدر جہان عرف میان انگنون سی جو فضلاے ہم عصر مین تھا اور فن معقولات اور مناظرہ مین دستگاہ کامل رکھتا تھا نہایت اعتماد تھا ایکروز شیخ کی گھر مین بیٹھے تھے کتاب فواتح میر حسین میبذی میرے ہاتہ مین تھی چونکہ مذہب میر التشیع شیخ کو بخوبی معلوم تھا فرمایا کہ ہم تم مناظرہ کرین تا کہ تحقیق ہو جاے کہ مذہب سُنی عمدہ ہی یا شیعہ بندہ نے بدین نظر کہ وہ علم و فضل و سن و سال مین بڑے تھے عرض کیا کہ میری کیا مجال کہ آپ سی مناظرہ کرون شیخ نی دو تین مرتبہ یہی کہا اور بندہ نے وہی جواب دیا جب زیادہ مبالغہ و اصرار کیا مینی کہا الامر فوق الادب بہتر عرض یہ ہی کہ احد الفریقین کی حقیقت کی اثبات کلام الٰہی اور احادیث سی کہ اول مین احتمال ذو وجوہ ہی اور دوسرے مین احتمال و منع اور اختراع اور تاویل نہایت مشکل ہی اور خالی اشکال و دشوارسی نہین اور مدار شیعہ سُنی اختلاف شرافت سی نسبت مختلفہ کا اسپر ہی کہ افضل الناس بعد نبی ابوبکر بن ابی قحافہ یا علی بن ابی طالب اور افضل کو لابد مابہ الفضل ہے پس اول بہتر ہے کہ مابہ الفضل مین گفتگو کرین یا قطع نظر آیات و احادیث سی جو افضل ہو معلوم ہو جاے پس ایک سوال ہی کہ عالم مین جملہ چیزون سی صفات و عادات و صناعات و غیرہ سی کون چیز افضل و اشرف ہی اونہون نی بعد تامل جواب دیا کہ صفت علم کی افضل و اشرف ہی کہا ... مگر علم بھی مختلف ہین ... ہی اونہون نی جواب دیا کہ علم الٰہیہ اور صفات الٰہیہ بندہ نے کہا کہ حضرت علی بن ابیطالب سی کیسے خطبہ اور رسایل اور قول معرفت توحید ذات باری مین مشہور ہین اور اکثر آپ کی نظر سی بھی گذرے ہونگے اب آپ فرماوین کہ ابوبکر نے اس باب مین کیا فرمایا ہی تا کہ دونو کو ملاحظہ کیا جاوے یہ سنکر شیخ مذکور سر بگریبان تفکر ہوا اور بعد دیر کی قہقہ زنان سر اوٹھا کر یا تہ زانو پر دے مارے اور کہا العجز عن درک الادراک ادراک یہی قول ابوبکر بن قحافہ کا ہے یہ کہکر متاسف ہو کر فرمایا افسوس کہ اتنی مدت جہالت مین بسر کی شکر خدا کہ بدولت تمہارے صحبت کی ہدایت پائی ایک دو معما سید مذکور کی نتایج طبع درج ہوتی ہین معما بنام ... تا در قفل کفی شکافتہ ام از علی جز علی نیافتہ ام باسم کامل + جگر را سوزد و گوید جفا نیست + سر و در دل یارم وفا نیست + باسم شہاب خان + گل شبنم زدہ شرمندہ ازان گلچہر است + شہ خوبان فرقش آب بردی مہر است + عمر اوسکی ستر سے گذر گئی تھی سنہ ۱۲۰۱ ہجری مین بہشت نصیب ہوا برد اللہ مضجعہ تاریخ ہی حشرہ اللہ مع آبائہ الکرام —

رجوع بہ ذکر سفر و سیلہ ملاقات سید ممدوح کا

جب بندہ لکہنو مین پہونچا مسٹر ... ہسٹنگس سی ملاقی ہوا جسطرح مناسب سمجھا کرنل دریادل کی اوصاف بیان کیے بندہ نہین جانتا کہ آصف الدولہ نی اوسے ظاہر کیے کلکتہ کو لکھا یا کہ دوسرے تجویز سے کار مذکور بنام کرنل

موصوف مقرر ہوا اور کونسل سی بھی پذیرائی ہوئی حکم بحالی کرنیل کا درد کی نام صادر ہوا مسٹر جان برسٹو
نے بندہ کو اطلاع دی بندہ نہایت خوش ہوا جلد لکھنو سی معاودہ ہوا - اور قبل اپنے پہونچنے کے ایک
خط خوشخبری کا کرنل کو لکھ بھیجا لیکن قبل پہونچنے میرے خط کے کرنل کو حکم کونسل کی پہونچنے سے آگاہی
ہوگی بمقتضاے شفقت جو بندہ کی حال پر رکھتا تھا اپنے منشی ملازم کو مع ہرکارون اور بجرہ خاص کی
بنا بر اسباب و عیال و اطفال بندہ کے پٹنہ میں چھوڑا اور تاکید کرکے خود براہ خشکی بسواری
ڈاک روانہ لکھنو ہوا اور ایک خط مشعر حال اور عزیمت کا بنام بندہ کی تحریر کیا و قاصد جالاک کے
ہاتھ روانہ کیا تاکہ راستہ مین جہان بندہ ملی پہونچاوے فقیر نے مقام جونپور مین خط پایا عیال و اطفال
کو لیکر لکھنو واپس ہوا او قریب دس مہینے کے یہان رہا اس عرصہ چودہ مہینے مین جو بندہ اوس جواد
کے ساتھ رہا اوسنے قریب دس ہزار روپیہ نقد کی رعایت بندہ کی ساتھ فرمائی اور بندہ کی
مفارقت کا روادار نتھا مگر اوسکا نقش مراد وہان درست نبیٹھا مسٹر مڈلٹن جو کہ بعد مسٹر برسٹو
کی وہان مقرر ہوا کرنل مذکور اوس سی امید اتحاد رکھتا تھا بحسب اتفاق وہ امید نہ ظاہر ہوئی باہمدیگر
صحبت ناچاق ہوئی بندہ نی ابتدا مین پایان صحبت کو خیال کرکے جبرا مرخص ہو کر عظیم آباد کی راہ لی -

ایرج خان کا شاہجہان آباد سی معاودہ ہونا اور آصف الدولہ کی نیابت پر مقرر ہونا اور تہوڑے عرصہ مین مرنا اور حسن رضا خان او رحیدر بیگ خان کابلی کا آنا

بندہ جب اول لکھنو آیا معلوم ہوا کہ بعد گشتہ ہونے مختار الدولہ کی چونکہ کوئی سزاوار نیابت نملا لاچار
ایرج خان سی جو بعد انتقال شجاع الدولہ کی سوال و جواب کی بہانہ سی نکل گیا تھا ذکر کیا گیا آصف الدولہ نی رقم دلجوئی اوسکی نام
صادر فرمائی مگر اوس صاحبزادہ کی تحریر پر اعتماد نتھا مسٹر جان برسٹو سی مستدعی عہدنامہ حفظ آبرو ہوا جب مسٹر موصوف
کی تحریر پہونچی حاضر ہو کر عہدہ نیابت پر بعنایت خلاع فاخرہ ہاتھی گھوڑا پالکی جہالردار سی معزز ہوا بنابر اسکی
کہ اقربا سے مختار الدولہ سی گرانی رکھتا تھا اور خیالات انتظام بھی درپیش تھی سید محمد خان اور سید معز خان
برادران مختار الدولہ کو مع بعض انکی معتمدین کی مورد عتاب کرا کر مقید کیا اور ہر قسم کی تعذیب اور
تنبیہ اوسکے حق مین فرمائی بندہ نی بپاس سیادت اور نیز اس نظر سے کہ خاندان مختار الدولہ سادات
طباطبائی سی تہا سعی کی کہ رہا ہون مگر کچھ پیش نہ گئی بعد انتقام قرار واقعی رہائی پائی لاکھ روپیہ سالیانہ
مختار الدولہ کے فرزند کو مقرر ہوا دونو بہائی کبھی کبھی باریاب حضوری ہوتے تھے اکثر خلوت اور
گوشہ مین بسر کرتے تھے محمد علیخان ہمشیرہ زادہ مصطفی خان جو مختار الدولہ کا عمہ زاد اور اوسکے عہد مین

صاحب اختیار تہا بندہ سے علیم آباد سے جب کہ وارد بلدہ مذکور ہوکر بروقت عہد عالیجاہ سے کہ مہاراجہ شتاب رای کے زمانہ مین پرگنہ سانڈہ اور بلیا کا عامل تہا آشنائی رکہتا تہا اسوقتمین کہ بندہ کرنل گاڈرڈ کی رفاقت مین وارد ہوا باہم اختلاط اور آمدورفت درپیش ہوئی نہایت خواہان تہا کہ کسی مرتبہ پر فائز ہوکر مختار الدولہ کے بہائیون کی جہالت سے کچہ حاصل نہوا بندہ کو مگر آصف الدولہ کی حضوری سے خلوت میسر آئی ظاہر اشعور و خرد سے بے نصیب تہا نہایت درجہ صحبت اراذل و پوچ نوکرون مین مصروف تہا اور بجز لہو و لعب کے کسیطرف راغب نتہا جس فعل سے عوام متہم کرتے ہین وہ اوسکے اوضاع ظاہری سے ظاہر نتہا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تہا کبہی اونہین اردلیوالونکی ترغیب سے بندوق و تیر اندازی مین راغب ہوتا تہا ہر روز صبح تے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے باغ مین یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل مین جاتا اور فیلخانہ کے تماشا مین بسر کرتا بعد دو تین روز کے ہمیشہ ہاتہیون کی لڑائی دیکہتا پیر ایسے ہی مشاغل مین صبح و شام گذرتی دوسرا کوئی کام نتہا زمانہ حیات اور اقتدار مین مختار الدولہ کے سالار جنگ نے اپنی لڑکی اوسکے لڑکے سے منسوب کی تہی بعد گذشتہ ہونے کے اوس نسبت سے منکر تہا آصف الدولہ نے سالار جنگ کو مبالغہ و اصرار سے راضی کیا اور خود مستدعی اس شادی کا ہوا اس عمل مین نہایت شائق تہا جہان شادی ہوتی ایکطرف آپ ہوجاتا اور دوسرے طرف کسی عملہ کو مقرر کرتا ایک مرتبہ ہنگام قیام بندہ کی بہی قائم خان فوجدار فیلخانہ کے جشن طوی مین حاضر ہوکر مہتمم شادی ہوا —

ذکر امام بخش غلام بچہ نافرجام اور اسکا اقتدار پانا

ایک غلام بچہ کسی کا امام بخش نام نہایت بد آغاز و نافرجام تہا آصف الدولہ کی عہد طفلی مین اپنے آقا کی پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کی پاس پہونچا اور مقرب ہوا شجاع الدولہ نے اوسکے شر و فساد پر اطلاع پاکر مدتون قید رکہا بعد مدت مدید رفقای عزیز کی سفارش سے رہا کرکے حکم اخراج دیا تہا وہ مخفی نواح پرگنہ ٹانڈہ مین رہتا تہا اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو کیا کرتا تہا بمجرد انتقال شجاع الدولہ کے آصف الدولہ نے پروانہ طلب اوسکے نام صادر فرمایا اور اسوقت مین جب کہ بندہ وارد لکہنؤ تہا وہی غلام بعد مارے جانے مختار الدولہ اور بسنت علیخان خواجہ سرا کے جملہ فوج تلنگہ ملازم سرکار آصف الدولہ کا جو کہ قریب بیس چالیس ہزار پیادہ اور چار پانچ ہزار طرق سوار جرار کے تہے جرنیل ہوا تہا بندہ سے مکرر ملاقات ہوئی اور اوسکی گفتگو سنی

خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت مین جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہواری خدمتگاری کی بھی بسبب فسادون ذاتی اپنے کے بموجب اس قول کے رکھتا تھا سگ گران تھا توسیع پوچھیے تو ہیچ سی لیاقت تھی فی الحقیقت لائق دوکانداری بنگ فروشی لشکر کے تھا حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کے اس ملعون سے خوف کہاتا تھا تعجب یہہ ہے کہ بعد چلے آنے بندہ کے تھوڑے ہی دنون مین آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے آسودہ ہوئی نہایت مذلت و خواری مین اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہہ یا سواری کو چار پایہ دیگا اوسکا مال و اسباب ضبط ہوگا وہ بد انجام برہنہ پا شہر و ملک سے بدر ہوا۔ پھر کچھ خبر معلوم نہین ہوئی اور در باب عطائے تنخواہ کے آصف الدولہ کا یہہ حال تھا کہ بجز ملازمین اردلی کے اور کوئی ملازم لشکر تنخواہ طلب کرے اوسکا دشمن ہو اور دم توپ کرنے مین نہایت بیباک بلاتحاشی بعض لوگ قبل پہونچنے بندہ کے بلوا کرکے تنخواہ اپنی لیگئے تھے اونمین سے چند نفر جب کہ بندہ وارد لکھنؤ تھا اُسکے ہاتھ لگے اول چند روز قید ہوئے بعدہ دم توپ کر دیا بندہ نے سبب سیاست جو لکھا گیا اوسی جگہہ کے لوگون سے سنا بعد چند روز کے گوشائین بھی جو کہ عمدہ سردار سرکار مذکور کا تھا قابو پاکر معہ اسباب و سامان کے چلا گیا اور نجف خان کے لشکر مین ہو رہا اسیطرح اکثر اقربائے برہان الملک اور صفدر جنگ کے نجف خان بہادر کی پناہ مین چلے گئے۔

انتقال کرنا ایرچ خان کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خان اور حیدر بیگخان کا

دو تین مہینے گذرے تھے ایرچ خان کارگزار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا اور جان برشٹو سے سوال جواب کر رہا تھا کہ آپ علاقہ ملکی و مالی مین کچھ کام نہ رکھین جو روپیہ اپنا بابت قرض کے ذمہ آصف الدولہ عائد کرتے ہو اوسکی قسط مقرر کرد و مجھسے نقد لیا کرو اور یہہ روپیہ عہد شجاع الدولہ مغفور کے ملک سے پاتے اوتھا کر موافق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجے اگر نامنظور ہو اور سوال جواب کرنا ہو بندہ معہ آپ کے کونسل مین گفتگو کریگا مسٹر جان برشٹو اسکے طلب کرنے سے نہایت شرمندہ تھا تدبیر مین تھا کہ کیا کرے اسی عرصہ مین بعارضہ مادہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر کے جو بیشتر سے رکھتا تھا منجر باستقا ہوا اور کئی چند روز تک بیمار رہکر رحلت کر گیا اب آصف الدولہ اور جان برشٹو کے دلمین تقرر نائب کی فکر ہوئی چونکہ حسن رضا خان شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانہ کی داروغگی اور کسیقدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد مین بھی زیادہ تر مصاحب تقرب خلوت اور خلوت اور حاضر باش تھا نیابت کی تجویز اسکے

نام پر ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی اور آرام طلب عشرت دوست اور کم محنت تہا مستغنی ہوا
اور لوگ بھی حیران تہے کہ عہدہ نیابت سے جو بات منظور ہے اوسکا متصدی یہ نہین ہو سکتا پس
اس بیچارہ کو کیون تکلیف دیجاوے خدا معلوم کس سبب سے راے مسٹر برسٹو کی یہ راے ہوئی
نیابت کل کی خواہ نخواہ اسی کی نام ہو اور اسکا نائب دوسرا شخص کاردان ہوشیار کیا جاوے
اسمعیل بیگ خان نامی مغل ولایت جو کہ عیار اور دنیا دار اور جسوقت کہ بادشاہ اور فوج انگلشی الہ آباد
مین بھی سرکار انگلشی کی طرف سے داروغہ ڈاک اور اخبار تہا چونکہ حیدر بیگخان کابلی سے سازش اور
طمع نفع رکہتا تہا اور وہ بھی اوسکے واسطے سیر باغ بو یا کرتا تہا ایرچ خان کی بیماری کی وقت سے
مسٹر مذکور سے اوسکے نیابت کے لیے ذکر کیا کرتا تہا مخفی نرہے کہ یہ حیدر بیگ اور مرزا انور بیگ دونو بھائی
کابلی زاد عامل پیشہ شجاع الدولہ کے عہد مین اکثر پرگنات صوبہ اودہ کے مستاجر تہے لیکن نہایت سخت
گیر حسنی گرد وستون سے بھی غرض آشنا تہے شجاع الدولہ کی عہد مین بنا بر وصول بقایا سے زر کی نہایت سختی مین
قید رہے کہ اوسی دار و گیر مین بڑا بھائی مرگیا حیدر بیگ خان نے سفارش سے رہائی پائی تا آنکہ تقدیر سے
دو کرور ملک کی نیابت سپر موجب کہنے والون راست گویونکے سے جو کہ قسمت مین ہوگا قریب دور خواہ تو ملنے لگا ضرور
سرفراز ہوا القصہ ہر چند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور نیز عنایت مسٹر جان برشٹو سے آصف الدولہ کی نیابت اوسکے
نام مقرر ہوئی اور حیدر بیگخان مذکور اسکی نیابت پر سرفراز ہوا دونو خلعت فاخرہ جواہر ہاتہی گہوڑا عنایت ہوا حیدر بیگخان کار رجوع
مین مصروف ہوا اور حسن رضا خان نے جو لاکھ روپیہ درماہہ کی جاگیر پائی کمال عیش و عشرت و خلوت مین
مصروف ہوا اور اس شعر حافظ کے ظاہری معنی پر سے صحبت ساقیا قدحی پر شراب کن + دور فلک
درنگ ندارد شتاب کن — عمل فرمایا صحبت شراب و کباب مین شاغل اور آمد و رفت دربار سے
غافل ہوا جو آیا فوج و ملازمین کی تخفیف کرتا تہا عمل مین عجب طور کا انقلاب ہوا بعض خراب بعض
باشتاب ہوئے جب مسٹر برشٹو کی تدبیر درست ہوئی کلکتہ مین جرنل کلاورن کو محاسبان
اجل نے گہیرا دم مارنے کی مہلت ندی گورنر ہشٹنگ بہادر کی طرف قوی ہوئی مسٹر جان برشٹو
معزول ہوا اور اوسکی جگہ مسٹر مدلٹن مقرر ہوا اس خبر کے سنتے مسٹر جان برشٹو کلکتہ کو روانہ
ہوئے جرنیل گاڈرڈ باعتماد دوستی مسٹر مدلٹن کے بہت خوش بندہ کو بھی امیدوار رکہا
اوسوقت فرخ آباد مین تہا کہ مسٹر مدلٹن لکہنؤ مین داخل ہوا اور بندہ کی جست جو ہوئی اور
ایک گرانی سے جو مسٹر برشٹو کے دوسرے درجہ پر تہا کہا کہ فلان کہان ہو گورنر بہادر نے اوسکی
سفارش مجہسی کی ہے اور ہر ایک خط اوسکو میری معرفت بہیجا ہے جب بندہ کو زبانی گرانی

مذکور کے معلوم ہوا قبل ورود جرنل مذکور کے اوس سی ملاقی ہوا اور سنے خط گورنر سے مجھے دیگر خلوت مین پڑھنے کا حکم دیا سمنے پڑھکر مضمون ظاہر کیا بہت التفات فرمایا اور کہا ہمیشہ جو منظور ہو خلوت مین کہا کرنا چند روز اسی رنگ سی گذرا کہ اوس انگلشی کو گرانی ذیہمین دخیل دیکھکر بدین نظر کہ جب یہ دخیل ہوا مین معطل ہونگا حیدر بیگخان سی سازش کرکے مسٹر مدلٹن کو سمجھایا کہ اسکا دخیل ہونا مناسب صلاح نہین مسٹر مدلٹن بھی ملول ہوا وہ سارا التفات جاتا رہا بے التفاتی سے پیش آنے لگا بندہ ذی سمجھا کہ اب یہان کے رہنے مین فائدہ نہین کب تک جرنل گاڈرڈ کا بار سہا جاے نہایت سماجت سی جرنیل موصوف سو اجازت لیکر عظیم آباد آیا چند مہینے کے بعد جرنیل گاڈرڈ کی بھی محبت مسٹر مڈلٹن سی ناچاق ہوئی وہ بھی مستعفی ہوکر کلکتہ کو روانہ ہوا بندہ کو خاص بجرہ کی سواری مین ہمراہ لیگیا وہان ہر چند روز برآمد کار کی امیدوار رہی تا آنکہ جرنیل موصوف مہم دکن پر جیساکہ دفتر دوم مین لکھا ہی مامور ہوا اور بندہ بھی واپس ہوکر عظیم آباد آیا۔ احوال ملک شجاع الدولہ کا آجتک ویسا ہی ہی حسن رضا خان بدستور نہایت آرام مین اور حیدر بیگخان انفصال معاملہ مرام مین مشغول ہی مسٹر مدلٹن حسب سعی مسٹر بارول کی جو کہ اصحاب خمسہ کمیٹی تھا ایک برس ہوئے کہ ولایت سے جاکر چند مہینے معزز رہا بجرد جانے مسٹر بارول کی ولایت مین از سر نو مسٹر مدلٹن اور مسٹر جالس باتفاق مدار المہام روانہ لکھنؤ ہوئی سر رشتہ کل معاملات کا اصحاب انگلشی کے ہاتھ مین ہی۔ +

باقی احوال نجف خان بہادر اور بادشاہ کا آجتک کہ سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین

نجف خان بعد تسلط اکبر آباد اور تسخیر قلعہ ڈیگ کے روز بروز صاحب اقتدار ہوتا گیا فوج کی کثرت مبالغہ بیگمان ہوگی نجف قلی خان اور افراسیاب خان نے اپنے چیلون کو صاحب رسالہ کیا جنمین دس بارہ ہزار سوار اور اسیقدر پیادہ ہونگے فی الحقیقت یہ لوگ لیاقت سروری رکہتی ہین خصوص نجف قلیخان جسکی شجاعت ہمعصرون مین مشہور ہی اکثر معرکون مین اچھی سپہ گری دکھلائی نجف خان بہادر سے ہمسری کی اور محمد خان ہمدانی نجف خان بہادر کا ثانی کل امور نجابت اور شرافت نسب مین اکثر رفقاے مخصوص ان چیلون سی افضل ہی اور سردار بھی ملازمان قیمچاہ ہدو مانند ہیرو و گوشائین معہ فوج چہ سات ہزار سوار کے اور مرتضی خان ولد مصطفی خان بہادر بیگ کے پانچ ہزار سوار سے اور اکثر صفدر جنگ کے اقربا مانند اولاد مرزا یوسف کو یکہ ان سبہونکو

حسب لیاقت سرداری فوج عطا ہوئی ہر ایک کو ملک بقدر حاجت دیا اور بقدر ضرورت ملک
مسخرۂ خاص سے کسیقدر اپنی ہاتھہ مین رکھا اکثر ملک توابع مہاراجہ جی سنگہ دہراج سوائی کا
مسخر کیا بارہا راجپوتانیہ یکجہوا ہہ سی محاربہ کر کے غالب آیا اور دشمنون دولت اپنیکو کہ طرفون اکبرآباد و شاہجہان آباد
کی قیام پذیر تہی اکثر مغلوب و مقہور کیا عبدالاحد خان کشمیری وغیرہ ارکان دولت ہمیشہ نامزد اور بادشاہ انکا تابع رہا ہی نجف خان کے
اقتدار پر حسد آیا ضابطہ خان کو جو صاحب الوس جماعہ افاغنہ اور روہیلہ کا ہی بعد قتل حافظ رحمت کی جب افاغنہ مستاصل ہوکر
اسکے پاس رجوع ہوئے تھے یہ احمق محسن فراموش باقتضائے طبع افغانی اور عبدالاحد خان کو اشارات نہانی سے
باوجود احسان عظیمہ نجف خان بہادر کے باغی ہوگیا نجف خان بہادر نے اُسکے گوشمال پر
توجہ فرمائی آخرکار بعد مقابلہ و مقاتلہ نجف خان کے فتح ہوئی ضابطہ خان باقی ماندون کی ہمراہ
جو ہنوز تیس ۳۰ ہزار جرار تھے جانب غوث گڈہ کے بہاگا اور قلعہ مذکورہ مین پناہ ستان ہوا
اور وہان پر اطراف و جوانب کے سکہون سے ایسے رجوع عہد و پیمان کیے کہ یہ شہرت ہوئی کہ
اوسنے دین اسلام چہوڑا سکہ کا مذہب اختیار کیا نجف خان بہادر نے بعد چندے جاکر قلعہ کا محاصرہ
کیا اور افاغنہ کے قلعہ کی نیچے مورچال باندہے اور ایک مہینے چندروز کی بعد میدان مین نکل کر لڑائی
کرتے رہے اور شکست پاتے رہے لاعلاج ضابطہ خان نے امان خواہی کی اور ذوالفقار الدولہ
نجف خان کی سرداران لشکر کی حمایت سی حاضر ملاقات ہوا اور جواب سوال مصالحہ کے خاطرخواہ
نہ دیکہکر رخصت خواہ ہوا نجف خان بہادر نے بلاعذر اجازت دی وہ اپنے مقام پر جاکر معتمدون
اور سکہون سے مشورہ طلب ہوا آخرکار مرنے مارنے کی رائے قرار پائی ایک روز بہیئت مجموعی
جان سے ہاتہہ اوٹہاکر نکل پڑے واقعی دل کہولکر لڑائی ہوئی ایک دوسرے پر سبقت کرتا تہا
تیغ و خنجر کے چمک پر کودتا تہا نجف خان بہادر بہی سرگرم دلیری ہوا ہر ایک کو اپنی دستبردی
دکہلانا کار رہتا آسمان تہہاتا تہا وہ زد و خورد کا گرم بازار تہا کہتے ہین کہ اس نواح مین بعد جنگ ابدالی
کے جو میدان پانی پت مین مرہٹہ سے واقع ہوئے ایسی لڑائی نہین ہوئی لاکہون دہڑ بی سر نظر
آتے تھے جان کی لوٹ موت کو دشوار تہی جدہر نظر کیجئے ملک الموت گرد اوڑاتے تہے اول صبح سے عصر
تک یہی حال رہا جب صبح اقبال افاغنہ و سکہ قریب شام ہوا سکہ لوگ اپنے ملجا ے و مقر کو
سدہارے اور ضابطہ خان اوسی قلعہ مین شب بسر ہوا صبح کو بکمال عجز و نیاز ملتجی امان ہوا نجف خان
نے براہ جوانمردی عفو تقصیر فرمائی حاضری کا حکم دیا ضابطہ خان حسب ضابطہ مجرمان عذر
خواہ کے مورد عواطف ہوا اور مدت تک حاضری مین مشرف ہوا بعد ازان اپنی بہن کی کتخدائی

امیر الامرا سے کر دی اور ایک لڑکی نجف قلیخان کے نامزد کی جو کہ بمرتبہ فرزند اوسکا مبنی تھا اور اس وسیلہ سے سہارنپور پوریا کی فوجداری ہاتھ لگی

نکلجانا عبد الاحد خان کا جانب لاہور اور تقویت تقرب ذوالفقار الدولہ بہادر

عبد الاحد خان جو کہ حضور مین دایر سایر اور جمیع کار ہای شاہی پر حاضر و ناظر تھا اور اُسکی خاطر داری شاہ عالم بادشاہ کو نہایت ملحوظ تھی اور ہمیشہ امیر الامرا کی برہمی کار مین کاوش کرتا تھا جب امیر الامرا نجف خان بہادر نے ضابطہ خان پر فتح پائی اوسنے دیکھا کہ اب کوئی خان مذکور سے عہدہ برا نہین ہوسکتا پس چارہ کار یہ دیکھا کہ خود مع شاہزادہ کے سرہند کے طرف جاوے اور فوج ملازم کرکے اوسطرف کو سکھون کو مقہور کرے بعد ازان اونکو مشتمل کرکے ذوالفقار الدولہ کے طرف متوجہ ہو پس یہ ارادہ بادشاہ سے ظاہر کیا شاہزادہ جوان بخت یا اکبر شاہ کو ہمراہ لیکر خیمہ باہر نکالا اور صلاے عام دی متلاشی لوگ تھوڑے عرصہ مین بہت حاضر ہوگئے اندک توجہ سے لشکر عظیم منتظم ہوگیا چونکہ اسکا تقرب بادشاہ سے اطراف دہلی مین مشہور تھا بعض مقامات کی سردار اور ناموران فرقہ سپاہ بھی حاضر تھی ہر روز کثرت ہوتی جاتی تھی حسب طلب بادشاہ کے ذوالفقار الدولہ کی بھی فوج رفاقت شاہزادہ مین آئی اور موجب ایزادگی ہوئی جب عبد الاحد خان نے پروبال درست کیے شہر کو نہضت کی اور ذوالفقار الدولہ کی تقلید مین چند کوس سرہند سے گذر کر سوال جواب معاملہ پٹیلی کسی سردار سکھ سے سوال جواب معاملہ اور اظہار رعب و دبدبہ کرنے لگا حضرت کی قدر و منزلت اوسپر افشا ہوئی وہ مقابلہ کو طیار ہوا ہنوز شمشیر آبدار کی خون افشانی نہوئی تھی فقط چمک کو دیکھتے ہی عبد الاحد خان نامرد کی آنکھہ جھپکی برق تیغ کی چمک دور سے جھلکی تھی کہ اسکے آنکھون مین چکا چوندہ لگا آنچ تک نسہی گئی مع شاہزادہ کے ایسا بھاگا کہ پیچھا ندیکھا فوج نجف خان بہادر کی بسبب تقویت سردار کے محفوظ و سالم لوٹی اور مردمان بلجبر جو کہ عقب مین تھے وہ بھی سلامت برآمد ہوئے اور لوگ ناحق آوارہ دشت ادبار ہوئے لباس و سلاح سے عاری ہونگے و نام مٹا جسکا جہان ٹھکانا تھا جا بہونچا کسیقدر مقتول و مجروح ہوئے مرزا نجف خان مدتون سے عبد الاحد خان سے ایذا اوٹھائے ہوئے تھا اسوقت مین اپنے فلاح اور رعایا کی رفاہ اسکے گوشہ گزینی مین دیکھی پس بادشاہ سے اوسکی معزولی اور محبوسی کی اجازت چاہی بادشاہ تو عجب مجنون شخص تھا طوعاً کرہاً راضی ہوا ذوالفقار الدولہ نے معتمدین بھیجکر عبد الاحد خان کو قید اور اوسکے گھر کی ضبطی کی منجملہ اوسکے اموال کے کتب خانہ

اور دواخانہ جو فی الحقیقت نفیس تہا اپنے قبضہ مین کیا باقی کل مال و متاع واصل خزانہ شاہی فرمایا
اور اپنے سرداران کو اطراف مین بہیجکر فی الجملہ سکہہ وغیرہ مفسدون کو رام کیا اور اپنا غلبہ اوس جماعہ
بے شمار پر ظاہر فرمایا آجتک باقبال و جاہ شاہجہان آباد مین کام روا فرمان فرما ہے اصحاب انگلشی
کے دلمین کسیقدر کہٹکتا ہی بعد مقید کرنے عبد الاحد خان کی جرنل کوٹ انگلشی نے مسمی مسٹر مسک
کو بطور سفارت امیر الامرا نجف خان بہادر کے پاس مشتمل پیغامہاے وعید و تہدید کے بہیجا تہا اوسنے
بہی بطور مناسب جوابہاے معقول دیے اور دکن کی لڑائیان خود انگلشیون کو واقع ہوئین وہی
مانع سکا و حت نجف خان بہادر ہوا ورنہ کیا عجب کہ ابتک کچہ اور حرکت ہوتی دیکہئے آئندہ کیا شعبدہ
ہوتا ہے زمانہ کیا رنگ بدلتا ہی۔

نہضت کرنا گورنر جرنل بہادر کا کلکتہ سی مغرب کو

کسیقدر حال دکن کا جو معلوم ہوا تہا درج دفتر دوم ہوگیا ہے اندنون مین کہ آخر ماہ شعبان
بلکہ شب غرۂ ماہ رمضان ۱۱۹۵ ہجری مین ایسا سُنا گیا کہ جرنل گاڈرڈ بہادر بعد فتح قلعہ لبسی کے
جو کہ عمدہ قلعجات مرہٹہ مین ہے فوج آراستہ کرکے بقصد تسخیر پونا دار الملک مرہٹہ کے متحرک ہوا
سرداران مرہٹہ چار ناچار چند منزل پونا سے نکل کر جرنل کا استقبال کرکے ہنگامہ آراے کارزار
ہوئے اور بعد متواتر لڑائیون کے ایکروز طرفین سے جی کہولکر بخت آزمائی ہوئی اور بعد کشتہ ہونے
فوج بیشمار کے لشکر جرنل گاڈرڈ سے شکست پائی جرنل مذکور نے براہ ہوشیاری معہ بقیۃ السیف
دو ہزار جرار کے لب دریاے شور بدون اسباب و توپخانہ کے پہونچکر جہاز پر سوار ہوا اور بمبئی
مین جو کہ جزیرہ مشہور اور وہان انگلشیون نے قلعہ متین بنا رکہا ہی جاکر منتظر وقت جا بیٹہا اور بعض کہتے
ہین کہ بندر سورت چلا گیا واللہ اعلم اور نیز سُنا گیا کہ افواج انگلشی کرنل کمک کی سرداری مین تہی
اور یہ شخص بہی شجاع اور صاحب تدبیر اور ہوشیار ہے صوبہ مالوہ گیا تہا اور قلعہ گوالیار قبل اُسکے پہونچنے کے مفتوح ہوا
محافظ انگلشی وہان پر تہے اور دوسرے قلعجات جو کہ کرنل کمک نے تسخیر کیے تہے فوج عظیم مرہٹہ نے
دکن سے اوس صوبہ مین آکر رسد وغیرہ کی راہ لشکر انگلشی کی مسدود کر دی اور متواتر لڑائی بعد
قتل و مجروح کرنے سرداران گڈہی اور محافظان قلعہ وغیرہ کے سبب سے ایسا عاجز کیا تہا کہ کرنل کمک
کی بہی پایداری دشوار ہوئی ناچار قلعہ گوالیار مسمی رانا زمیندار گوہد کو تفویض کیا اور قلعون صوبہ
سے بہی بالضرورت دست بردار ہوا اور قلعہ مفتوحہ بہی چہوڑکر آمادہ چلنے آگرے اور بنام فوج کے ہماری انامہ مین مقرر

ہوئی اور حیدر نایک کو کہتے ہین کہ آجتک حیدر نایک صلوبہ ارکاٹ مین بکمال اقتدار موجود اور جنرل کوٹ جو کل افواج انگلشی کا سالار اور منجملہ اصحاب خمسہ کمیٹی ہی اور نایک مذکور کے مدافعہ کو حسب الامر گورنر گورنر جنرل تہا بدستور قلعہ مندراج مین مقیم حسب صلاح وقت میدانمین نکلکر آویزش کرتا ہی —
گورنر جنرل بہادر کا یہ حال ہی کہ اوسنے بہی افواج مرسلہ کا یہ حال دیکہکر ملک بنگالہ و عظیم آباد و اودہ و الہ اباد وغیرہ کا بندوبست جو اوسکے قبضہ مین ہی واجب سمجہکر اسمین صلاح دیکہی کہ میرزا نجف خان بہادر اور بادشاہ کو یا جو شخص لیاقت رکہتا ہو ایلچی بہیجکر اپنا دوست رفیق بناوے اور مالداران نالایق سے جو کہ فضول مصارف مین بے فائدہ زر خطیر رایگان کرتے ہین کچہ روپیہ واسطے مصارف اس حرب و ضرب کی تدابیر مناسب سی حاصل کرے تاکہ ایسا نہو کہ افواج دکن اپنا غلبہ اپنے وطن مین دیکہکر ادہر بہی معدہ عناد انگیزی ہو اور میرزا نجف خان جو کہ سوال جواب سابقہ سی اندیشناک ہی ایسا نہو کہ کینون سی ملجاسے یا کوئی اور مدعا ہو کیونکہ اس فرقہ کو دل کی بات خصوص گورنر جنرل بہادر کی کیا امکان کہ ادنی سی بہی ظاہر ہو جاے بہر صورت ۱۱۹۵ ہجری مین کلکتہ سی کوچ کرکے مع اکثر اصحاب دانشمند مانند مسٹر اندرس وغیرہ ہمقوم کے اور زمرہ ہندیان سے علی ابراہیم خان بہادر کو جسکے اوصاف حمیدہ اسکی دفتر دوم مین بوثوق پذیر ہین ہمراہ لیکر بڑی شان و شوکت سی کہ تین چار سو کشتی ہمراہ تہی اول ماہ شعبان کو عظیم آباد ہوکر عازم بنارس ہوا تیسویں ماہ مذکور کو بنارس آیا خبر تہی کہ زیادہ مقیم نرہکر عازم لکہنو ہوگا وہان پر مرکوز خاطر ظاہر ہوگا قبل ازان کہ گورنر بہادر کلکتہ سے عزیمت کرے ولایت سی حکم آیا کہ جماعۂ ولندیسیہ کی بربہی کرکے اونکی قلعجات و مکانات ضبط کیجاوین اور حسب الامر اوسط یا آخر ماہ رجب سنہ مذکور کو بند رہوگلی مین جہان آبادی ولندیسیہ کے تہی اور اوسکا نام چچرہ اور سردار اس جماعہ کا ملک بنگالہ مین چند ضرب توپ سے جو کہ چالیس ضرب سی کم نہونگے مع اپنی قلیل جمعیت کے رہتا تہا بے لڑائی کے مسخر ہوگیا اور مع مال و اسباب کی فرقہ انگلشی کے ضبطی مین آیا اور مقامات مین بہی ہر دو صوبہ بنگالہ و عظیم آباد مین بہی دو تین شخص جسجگہ جسقدر لایق جانتے ہین اپنی معکپنی کے کام کو مامور ہوتی ہین وسط شہر عظیم آباد مین بہی ایک مکان وسیع نہایت مصفا تہوڑی سی متانت مین مع چند ضرب توپکو رکہتے ہین جب حکم گورنر کا مسٹر مکسول صاحب کلان عظیم آباد اور میجر ہاڈی صاحب فوج متعینۂ شہر مذکور کے نام بابت ضبطی مکانات ولندیسیہ کے صادر رہوا چندروز قبل ورود گورنر کے یہان بہی بدون جنگ و جدل کی صفائی ہوگئی تہی ان مقامات کے تسخیر کی آسانی کا یہ سبب ہوا کہ انگلشی اول سے اس روز کا خیال رکہتے ہین چونکہ غلبہ و اقتدار اس دیار مین ہونا تہی فرقہ دیگر کو اسپنے برابر نہین رکہتے تاکہ

اگر ضرورت ہو تو وہ ہمسری کرسکے —

ذکر سبب منازعت فیمابین انگلشیہ و ولندیسیہ کے اور کسیقدر حال نئی دنیا کا جسکو امریکہ

قبل ازین پانچ چھہ برس ہوئے بادشاہ انگلشیہ کو حسب صلاح کمپنی کے جسکے بدون کوئی کام اوس ملک کا نہین ہوتا مردم امریکہ سے جسے نئی دنیا کہتے ہین منازعت درپیش ہوئی کمپنی کی ماہیت یہہ ہے کہ چند اشخاص مالدار وہان کی رعایا سے مراد ہے فرقہ مذکور سے تیس چالیس آدمی یا کم و زیادہ باہم متفق ہوکر کسی طرف ارادہ تجارت کرتے ہین پس یہی کمپنی ہین — اور اس قسم کے لوگ دو تین سو ہونگے کہ علاقہ تجارت کا ہر طرف رکھتے ہین اور ہر ایک بمنزلہ رئیس قوم کے ہے وہانکا بادشاہ جو ارادہ کرے اول اپنا مکنون خاطر امرا سے مشورہ کرتا ہے اگر امرا کے پسند ہوا امرا کونسل مین پیش کرتے ہین اور کونسل ملک اوسی فرقہ مذکور کے لوگون سے مراد ہے کہ ولایت انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ کے رہنے والون سے ایک دو نفر ہوشیار معتمد اپنی وکالت مین مقرر کرتے ہین اور اونکے اخراجات ضروریہ کے ذمہ دار ہوتے ہین اور اونہین دار الخلافہ انگلینڈ شہر لندن مین حاضر رکھتے ہین [illegible] امر بادشاہ کو ہو اوس بارہ مین مناسب حال رعایا مشورہ دیتے ہین گویا کل رعایا کی طرف سے مختار ہین اگر اونکو منظور ہو [illegible] منظور نہ کرے گا اگر اونہون نے اوس امر مین رعایا کا بہبود دیکھا اور منظور کیا قبول کرنا اوسکا جمہور خلق پر فرض ہوا بادشاہ کو انکار کی حالت مین مجال نہین کہ اونکے خلاف مرضی حکم دے امریکہ کے لوگ قوم انگلشی اور انہین کے اولاد مین ہین اس گروہ کے علماے ہیئت نے اس علم مین بڑی تحقیق کی اور حکماے سلف کی تحقیقات مین بڑی تفاوت کالا ہین منجملہ اوسکے کہتے ہین احاطہ کرہ ہاے ارض کو کرہ بطور سابق نہین بلکہ مانند کمربند کے کرہ ارض کو محیط ہے اور زمین جیسا کہ اونکی ہوئی ہے تمام مقام ہوئی اور ربع مسکون اقلیم ہے اسطرح دوسری طرف بھی آباد ہوکر موقع سکونت ہے دلیل یہ ہے کہ لوگون کے آگے یا اگر دونو طرف زمین ہو یا جدا جدا ہوا ہو [illegible] ہر جانب آسمان ظاہر ہے کہ بے اندک میلے کے ہر دو طرف زمین مقابلہ ہے بلکہ مین واقع ہے وسعت اوسکی ہر چند آجتک [illegible] نہین مگر تخمیناً ہر دو طرف پانچ حصہ تقسیم کرنا چاہیے [illegible] تین حصہ اسطرف جو ہفت اقلیم سے مشہور ہے اور دو حصہ اودھر یہہ زیادہ ہوگا [illegible] لیکن سارا حال [illegible] دیکھا نہین گیا اکثر قسم کے دوائیات اور [illegible] لکڑی وہان سے لاتے ہین جنکی صندوقین بنتی ہین کہتے ہین کہ چار سو برس ہوئے ہونگے کہ جہاز تباہ ہوکر وہان ہو گیا ایک ملاح جہاز [illegible] کا جو پرتگال کے نام سے مشہور ہے بے خبر تباہی مین

وارد ہوا اور یہان پر سکونت اختیار کی اور مدت تک رہکر صاحب احد
سے کے عہد مین ہند کے بلاد سے نکالے گئے اور اولاد اونکی ہو گئی اور مندراج ہیں
اور سبز اور بعض سفید پوست ہوئی اور پیشہ وری کرنے لگی اندنون مین اکثر سرکار انگلستی مین
محرری مقرر ہوے لیے اولاد انگلستی اونکی کچہ عزت نہین کرتے عوام ہندی سے کے طرح جانتے ہین لیکن آپنے
ولایت مین آجتک بادشاہ اور صاحب اقتدار ہین جب جہاز وہانکے تباہی سے سلامت لوٹا
بعض ہوشیاران جہاز کو کسیقدر اس سرزمین سے اشیا سے راہ بہم پہونچی اونمین سے ایک آدمی اپنے
بادشاہ سے کے کسی بی بی سے کے اعانت سے دو تین جہاز تیار کر کے اور نیز دیگر ہوشمندون کو ہمراہ لیکر یہان
پہونچا اور سکونت اختیار کی اور چند لوگ یہان کے رہنے والے بہم پہونچا کر اونسے مختلط ہوا اور کسیقدر
اونکے زبان سے آشنا ہوا اور اونہین خوشنود کر کے اونکے ساتہ اوس کنارہ مین چند مثال کی سیر فرمائی
اور بعد و ارتفاع اور قرب درجات وغیرہ کا حال دریافت کر کے کسیقدر نقشہ وہانکے عبور کا قید ضبط
مین لایا اور معاودت ہوا دوسرے سال معہ چند جہاز سامان حرب کے آکر اقامت گزین ہوئے آہستہ
آہستہ اور بہی حالات معلوم کر کے اطراف مین اقامت کی بعد چندے وہانکے لوگون کو مانند چارپایہ
سے کے جوان ہمکو انگلستی کو وہان سے کے رہنے کا اشتیاق ہوا اور طرح عمارت وہان ڈالکا معمور عظیم بنا
اور اپنی بود باش و تعلیم و تربیت وہین پر مقرر کی اور معابد اور مکتب وغیرہ ہر قسم کی عمارت و مکان
ولایت سے کے طور پر بنا لیے ارادہ معاودت انگلینڈ جو وطن قدیم تہا فسخ کیا مگر اطاعت شاہی مین برقرار چنانچہ
بجائے فدویت رہے اور بضابطہ ولایت انگلینڈ کو جو خراج کہ معین تہا پہونچایا کرتے تا آنکہ کثرت اولاد
ہوئی لاکہون سے زیادہ ہو گئی چہ سات برس سے کے قریب ہوا کہ بادشاہ انگلینڈ نے اصلاح ارباب حل وعقد
مملکت کی وجہ مقررہ پر کچہ اضافہ کیا اور وہ موجب گرانی ہوئی بادشاہ سے منحرف ہو گئے اور بادشاہ سے
سردارون کی نام جو یہان پر تحصیل زر معینہ کیا کرتے تہے حکم تنبیہ صادر کیا سرداران مذکور نے سخت طلبی
لاچار فرقہ مذکور نے باہم شورہ کر کے حکام بادشاہی کو شہرین سے دور کر دی اور باغی ہو گئی بادشاہ
فوج لائق معہ اسباب شایستہ کی اونکی تادیب پر روانہ کی چونکہ ضوابط اور قواعد وغیرہ ہر امر مین انگلستان
سے برابر ہین اور توپ وغیرہ جو سامان چاہئے موجود تہا مقابلہ کو آمادہ ہوئے فوج بادشاہی مغلوب
مستاصل ہوئی بادشاہ نے دوبارہ فوج بیشمار معہ سامان ہزار در ہزار کے روانہ فرمائی فرقہ مذکور
حسب مقدور آراستہ ہوئے اور کچہ مدد بہی فرانسیس سے طلب کی فرانسیسیہ تو صد ہا برس سے انگلستی سے
عدو ہین اس موافقت کو طیار ہوئے چونکہ ایام صلح باقی تہی بظاہر اعانت نہ کر سکے در پردہ حسبقدر

لیکن تہا معاون ہوئے انگلشیہ نے ۔۔ دغابازی سے باہر ہوکر و تین برس ہوئے کہ فرانسیسے بہی لڑے لیکن مردم مذکور سکناے امریکہ نے ایسی کوشش کی کہ فوج پادشاہی مغلوب ہوئی اور اس لڑائی مین کہ تمیں چالیس ہزار جرار اور قریب بیس کرور روپیہ کے ضائع ہوئے بڑی شکستی پادشاہ انگلینڈ کی عائد ہوئی اور معرکۂ رزم اپنی قوم سے جو نئی دنیا کے لوگ ستہہ فرانسیسون سے گرم ہوا اسپانیول نے کہ وہ بہی اسی فرقہ سے ہین اور اپنا پادشاہ علحدہ رکہتے ہین اکثر سلطان روم وغیرہ سلاطین قرب وجوار سے لڑا کرتے ہین فرانسیس کی اعانت مین انگلشیہ سے منازعت کرنے کو طیار ہوئے و لندیسہ بہی جو انگلشیہ کا تسلط ہند مین نہین چاہتے لیکن اپنی سلامت روی سے جو انکا شیوا ہے کمتر متوجہ منازعت ہوتے ہین اظہار عناد پسند نکیا باطن مین تینون فرقہ سے بنا بر وجہ مذکور اور نیز اپنے نفع تجارت کے جو غرض کے وقت اسباب حرب کو دونی قیمت پر بیچتے ہین اسباب دینے اور گولہ باروت توپ بندوق کی پہونچانے مین اہتمام کیا تہا انگلشیہ ایک انکی بہی اس تدبیر مخفی پر آگاہ ہوئے اور اون سے بہی کاوش شروع کی اب آیندہ دیکہئے آیین خدا کی کیا مرضی ہے ۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۔ اللہ ہی کرتا ہے جو کچہ چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جیسا ارادہ کرتا ہے ۔

خاتمۃ الطبع

صد ہزار سپاس پروردگار ہے وقت ثنای کردگار ہے کہ تینون دفترون تاریخ **سیر المتاخرین** مشتمل حالات سلاطین کا ترجمہ زبان اردو مین بکمال حسن تصحیح و غایت تحقیق و تنقیح حسب الارشاد [illegible] القاب مہر پرور ذرہ شناس حاتم دل گزیدہ انفاس منشی **نولکشور** صاحب مالک مطبع [illegible] اخبار نہایت خوش اسلوبی سے چہپکر مرتب ہوا اگرچہ سیر المتاخرین کی عبارت فرط سلاست سے [illegible] عزیز و پسندیدہ خواطر ہر سرا پا تمیز تہی مگر چونکہ اس زمانہ مین اکابر و اصاغر کو زبان اردو مطلوب اور [illegible] زبان بلاغت ترجمان کی جامعیت [illegible] دل و جان مرغوب ہے اسواسطے مالک مطبع عالی فطرت کے ایما سے اوسکا ترجمہ اس زبان فصاحت توامان مین منشی **گوکل پرشاد** لکہنوی نے ترتیب دیا اور کار پردازان مطبع عالی فطرت نے اوسکو نظر ثانی سے مزین فرمایا اور ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ع مین زیور طبع سے آراستہ ہوا فقط

تمت